گجرات
تاریخ کے آئینے میں

قدیمی، روحانی اور
تاریخی مقامات

نوگزے مزارات کے
بارے میں تحقیقی اقتباسات

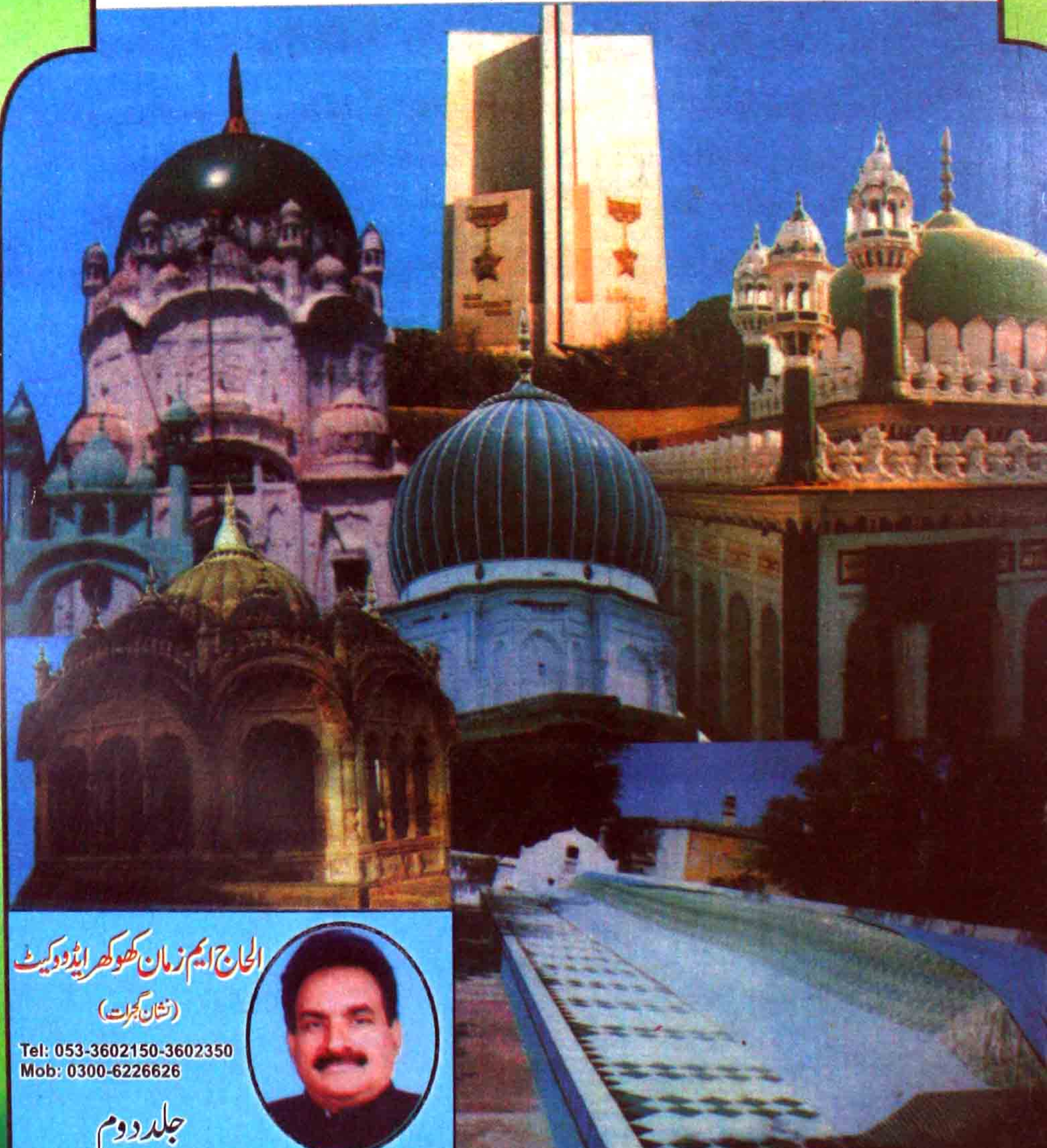

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
(نشانِ گجرات)
Tel: 053-3602150-3602350
Mob: 0300-6226626

جلد دوم

گجرات

میں تاریخی، روحانی تباہ شدہ بستیاں، نوگزے لمبے

مزارات اور اولیائے کرام کے بارے میں

مکمل تفصیل جو آپ نے آج تک کہیں نہیں پڑھی

گجرات تاریخ کے آئینے میں

مصنّف: محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

نشان گجرات

ملنے کا پتہ: یاسر اکیڈیمی بالمقابل گلی سیشن ہاؤس کچہری روڈ گجرات

فون: 053-3602150,3602350 موبائل: 0300-6226626

marfat.com

ضلع گجرات

کی

مکمل تاریخ

marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

کتاب کے کسی حصہ کو شائع کرنے کی اجازت نہیں

نام کتاب:۔ گجرات تاریخ کے آئینے میں

ناشر:۔ یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن ہاؤس، کچہری روڈ گجرات

فون:053-3602150,3602350 موبائل:0300-6226626

سن اشاعت:1996ء دوسرا ایڈیشن:1998ء تیسرا ایڈیشن:2000ء

چوتھا ایڈیشن:2004ء پانچواں ایڈیشن:2006

تعداد: ایک ہزار قیمت 300-00 روپے

مطبع: امتیاز فیاض پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

ٹائٹل: ایم اے ربانی، سرکلر روڈ گجرات

کمپوزنگ: بٹ کمپوزنگ سروس ضلع کچہری گجرات

سرورق: مزار حضرت نعماطوس علیہ السلام جسو سرائے (کڑیانوالہ)

مزار حضرت حافظ نجی حیات محمدؒ (حافظ حیات)۔ روضہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ (رنمل شریف)

روضہ حضرت کبیر الدین شاہدولہ سرکارؒ، گجرات۔ روضہ حضرت سائیں کرم الٰہی

المعروف کانوانوالی سرکارؒ۔ نشان حیدر چوک کچہری گجرات

marfat.com

انڈیکس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	اظہار خیال	22
2	انتساب	23
3	حرف آغاز	24
4	ساڑھے چودہ سال بعد جن کی قبریں زندہ ہیں	25
5	گجرات سے 25 میل دور بڑیلہ شریف میں 210 فٹ لمبا حضرت قنبیطؑ ابن حضرت آدم علیہ اسلام کا مزار	28
6	چک کمالہ کے قریب جسوسرائے میں حضرت نعماطونؑ کا 22 گز لمبا مزار	35
7	کوٹلی کوہالہ کے قریب جھمٹ میں حضرت بربر علیہ اسلام کا مزار	37
8	کڑیانوالہ کے قریب موضع دھمتھل کے ٹبہ پر حضرت یوشہ بن لون کا 9 گز لمبا مزار	38
9	ہزارہ مغلاں میں المعروف سید موسیٰ ولی کا 9 گز لمبا مزار	41
10	دریائے توی کے کنارے قدیمی 9 گز لمبے مزار	44
11	ٹانڈہ کے قریب موٹا میں مرطوش، نقیب حضرت موسیٰ کا 9 گز لمبا مزار	49
12	کوری، بہلول پور، رنگڑہ، ذالیہ میں 9 گز لمبے مزارات کوری یہ بہلول پور قدیمی قصبہ، یہاں سادات برادری کے جدامجد حضرت سید نظام الدینؒ اور ملک برادری ملک جسرت کھوکھر دفن ہیں	53
13	گجرات سے 25 میل دور ہیڈ مرالہ کے قریب شیخ چوگانی میں حضرت طانوح علیہ اسلام، حضرت آمنون علیہ اسلام کے مزارات	57
14	بھاگووال کلاں کے قریب موضع ریحان میں حضرت صفدان علیہ اسلام کے علاوہ حضرت ساسابانم حضرت برنیا حضرت شمشائیل حضرت سریا علیہ اسلام کے 9 گز لمبے مزارات	62
15	جلالپور جٹاں کے علاوہ، نند پور، سوہل خورد، سوہل کلاں، جیونجل عدالت گڑھ لمبوڑ پنڈی لوہاراں پنڈی میانی میں 9 گز لمبے مزارات اور جلالپور کا تاریخی خاکہ	66

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
16	گجرات کے قریب جید پور میں حضرت ساسانوش علیہ اسلام کا مزار	70
17	ہزاروں سالہ قدیمی سرزمین جلالپور صوبتیاں میں 9 گز لمبے مزارات یہاں حضرت شاہدولہ سرکارؒ کی بیٹھک بھی ہے	72
18	اعوان شریف کے قریب موضع مل میں حضرت حمیالانؒ المعروف پیر لنگر کا 9 گز لمبا مزار	76
19	گجرات کی مختصر تاریخ اور ڈھے نگری آج کا دولت نگر کے قریب کیراں والا میں حضرت طرطوشؒ کا 22 گز لمبا مزار	79
20	لکرالی کے دارہ کے قریب حضرت مرطوش علیہ اسلام کا 9 گز لمبا مزار	85
21	کنجاہ کی تاریخ اور چند نیک ہستیوں کے 9 گز لمبے مزار	89
22	گجرات سے لالہ موسیٰ تک قدیمی روحانی مقامات کے بارے میں مختصر اقتباسات	92
23	کھاریاں سے ہیڈ رسول تک قدیمی شاہراہ کے گردونواح میں 9 گز لمبے مزار روحانی قدیمی مقامات کی مختصر تفصیل	97
24	شہابدیوال میں حضرت فحمائیلؒ جانگانوالی میں حضرت مرطوش کا مزار ہزاروں سالہ قدیمی شاہراہ کے گردونواحؒ میں کئی 9 گزی قبریں ہیں	100
25	کھاریاں ڈنگہ روڈ کے قریب طاہر میں حضرت سلوانام کا 26 گز لمبا مزار آپ حضرت یوسفؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں	103
26	کوٹلہ ارب علیخان جلالپور صوبتیاں قدیمی سڑک کے اردگرد بلند وبالا ٹیلے اور تباہ شدہ بستیوں کی مختصر تاریخ	105
27	کڑیانوالہ کے قریب ہرڑ کا قدیمی تبہ اور مٹی کے پرانے برتنوں کے نام اور ان کا استعمال، حضرت یوتانؒ کا مزار	108
28	دلاور پور میں حضرت خلسیاؑ علیہ اسلام، جکڑ میں حضرت یوحنؒ کا مزار	110
29	شہر گجرات سے مختلف قصبوں کو جانے والی سڑکوں کے اردگرد 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	113
30	9 گز لمبے مزارات ٹیلے آبی گذرگاہیں اور قدیمی شاہراہیں	114
31	گجرات سے نورمنڈالہ روڈ کے دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	115
32	گجرات سے جلالپور جٹاں، ٹانڈہ، بڑیلہ شریف روڈ پر دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	116
33	گجرات سے ہیڈ مرالہ روڈ پر قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات	117

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
34	ہیڈ مرالہ، بہلول پور، کوری روڈ سے نجان تک قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	118
35	جلالپور جٹاں سے کڑیانوالہ روڈ کے گردونواح قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	119
36	گجرات سے جلالپور صوبتیاں، اجنالہ، اعوان شریف روڈ پر قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	120
37	گجرات سے کوٹلہ، بھمبر براستہ دولت نگر سڑک پر واقع دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	121
38	جلالپور صوبتیاں، کوٹلہ ارب علیخان روڈ پر قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	122
39	کوٹلہ ارب علیخان سے گلیانہ کھاریاں روڈ کے گردونواح میں قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	123
40	کھاریاں سے ڈنگہ، ہیڈ رسول روڈ پر قدیمی دیہات میں 9 گز مزارات کی تفصیل	124
41	گجرات سے دلانوالہ، ڈنگہ روڈ کے قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	125
42	گجرات سے لالہ موسیٰ براستہ جھنڈے والی گلیانہ روڈ کے دیہات میں قدیمی 9 گز لمبے مزارات کی تفصیل	126
43	کنجاہ کے گردونواح قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات	127
44	منڈی بہاؤالدین کے ضلع میں 9 گز لمبے مزارات	128
45	بے چراغ اور دریا برد ہونے والے دیہات	129
46	مناور آزاد کشمیر کے علاوہ گجرات میں مسمار اور دریا برد ہونے والے قدیمی دیہات میں 9 گز لمبے مزارات	130
47	راقم نے قدیمی 9 گز لمبے مزارات پر سنگ مرمر کی تختیاں نصب کر دی ہیں جس پر صاحب مزار کی مختصر تاریخ درج ہے	131
48	شجرہ مبارک	133
49	اسماء انبیاء کرام ازواج مطہرات دختران	148
50	حضرت سلیمانؑ کی وفات کے سترہ سال بعد ہندوستان اور افغانستان میں ہونے والی جنگ عظیم میں شہید ہونے والوں کے نام	156
51	اسمائے گرامی مرسلین، صحابہ، غازیان، شہداء	157
52	تاریخ نامہ ہیوطی	166

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
53	شجرہ نصب حضرات انبیاء کرام جن کے مزارات ضلع گجرات میں ہیں	170
54	ہم دعا مانگتے ہیں	171
55	ضلع گجرات میں اولیائے کرام اور روحانی مقامات کی تفصیل	172
56	آفتاب رشدہ ہدایت سرکار بڑیلہ شریف ضلع گجرات	173
57	مرشد پاک سرکار بڑیلہ شریف کے حضور	178
58	حضرت میراں محمد حیؒ رانیوال سیداں	182
59	حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ دریائی گنج بخشؒ	185
60	آفتاب اولیاء مرد کامل حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ آف میانہ چک	188
61	سلطان العارفین حضرت شیخ اللہ داد سریؒ گندرہ نزد مدینہ	189
62	حضرت شاہ حسین ملتانیؒ، خواجہ فرد فقیرؒ	191
63	مجدد اعظم حضرت نوشہ گنج بخشؒ آف رنمل شریف قادر آباد قدیمی شہر اور میانوال رانجھا کا قدیمی ٹبہ اور 9 گز لمبی قبریں	194
64	درویش ولی اللہ حضرت نحی محمد حیاتؒ آف خانقاہ حافظ حیات	198
65	حضرت میراں محمد پناہؒ آف شیخ پور اولیاء چک سادہ	201
66	گجرات کے قریب مقبرہ شاہ جہانگیرؒ	204
67	مرد قلندر حضرت سائیں کرم الٰہیؒ المعروف کانو انوالی سرکار	206
68	ہی کی پہاڑیاں اور حضرت پیر جعفرؒ کا مزار	209
69	حضرت پیر قطب شاہ ہاشمیؒ پنڈی میانی	213
70	حضرت خواجہ محبوب عالم صاحبؒ سیدا شریف تحصیل پھالیہ	217
71	حضرت حافظ میاں جیؒ شادیوال	219
72	مقبرہ پانڈی شاہؒ	220

marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
222	سلطان اولیاء حضرت پیر محمد سچیارؒ کمبل پوش نوشہر میانہ	73
224	کشف القبور کے بحر بیکراں صوفی شاعر ولی کامل شمس الملت حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی	74
227	سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود قادریؒ اعوان شریف	75
230	شمس العارفین سرتاج العاشقین محب الفقراء حضرت پیر سید غلام سرورؒ شاہ آف چکوڑی شریف	76
236	قطب الارشاد حضرت مولانا سید حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلیؒ	77
239	حضرت امیر شاہ سلطان میراں عرف بگا شہر لکھنوال خاص	78
241	آفتاب رشد و ہدایت حضرت قبلہ سائیں فتح محمدؒ سرکار	79
244	حضرت سید فضل حسین قادریؒ کھیپر انوالہ شریف	80
247	الحاج رحمت علیؒ سرکار آف چڑیاولہ شریف	81
249	احوال و آثار حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برق نوشاہی قادریؒ	82
251	عالمی مبلغ الحاج خواجہ محمد معصومؒ موہری شریف	83
254	حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ آف حیات گڑھ نزد جلالپور جٹاں	84
255	پیر طریقت حضرت سید پیر نذیر حسین گیلانیؒ آف بیووالی	85
257	گجرات کے قدیمی شہر نوشہرہ خواجگان ولی کامل حضرت ماخن شاہؒ کا مزار	86
260	اولیاء ڈھوڈا شریف	87
264	حضرت خواجہ ثناء اللہ پیر خراباتیؒ	88
269	فقیر کامل قدوہ اہل کمال حضرت سائیں بری سرکار قادریؒ قدس سرہ	89
270	گولیکی میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بن دیوان حضوری عبداللہ شاہ قادریؒ کا مزار	90
275	حضرت اللہ دین عرف بابا جنگو شاہ قلندرؒ آف مہلو کھوکھر	91
278	حضرت پیر حافظ سید غلام رسول شاہؒ آف کوٹ غلام رسول	92

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
93	مولانا الحاج محمد نیک عالم قادریؒ مراڑیاں شریف	279
94	قطب رواں شیخ طریقت حضرت صاحبزادہ محبوب عالم قادریؒ	281
95	حضرت خواجہ گوہرالدین احمدؒ جینڈ شریف	284
96	حضرت سید نصیب علی شاہ صاحبؒ چھالے شریف تحصیل گجرات	287
97	حضرت سائیں نار سنگھؒ	289
98	شہنشاہ ولایت پیر سید ولایت شاہؒ	290
99	مجاہد ملت قائد تحریک ختم نبوت حضرت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتیؒ	293
100	شیخ الحدیث حضرت پیر سید احمد شاہ المعروف حاجی صاحبؒ	294
101	باوا سید میر حسین کاظمی المشہدی بن سید میر عبداللہ، ابوالقاسم کاظمی مشہدی باوا سید حیدر شاہ کاظمی مشہدی سید باغ علی بن میر ولی اللہ کاظمی مشہدی کے مزارات	295
102	پیر طریقت حضرت سید منظور حسین شاہؒ قادری سہروردی محلہ دسوندھی پورہ گجرات شہر،	296
103	تحصیل پھالیہ کے گاؤں گوہر شریف میں حضرت حافظ عبدالباریؒ کا مزار	296
104	**گجرات میں تاریخی مقامات تاریخی واقعات قدیمی بستیاں**	297
105	سکندر اعظم اور راجہ پورس کی جنگ سرزمین گجرات پر ہوئی تھی	298
106	ہیلاں میں شیخ علی بیگ کا مقبرہ	302
107	مانگٹ میں کئی سو سالہ قدیمی مسجد اور سکھوں کا گوردوارہ جنڈوراصاحب	304
108	گجرات کا تاریخی قلعہ اور شاہی حمام	306
109	کھاریاں میں شہنشاہ اکبر کے دور کی تعمیر کردہ باولی	308
110	قدیمی قصبہ لکھنوال خاص	311
111	قلعہ گجرات اور باولی	313

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
112	شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی بیوی راج محل بیگم گجرات میں دفن ہیں	316
113	قلعہ دار ایک تاریخی قصبہ	319
114	چیلیانوالہ میں سکھوں اور انگریزوں کے آخری معرکے کی یادگاریں	321
115	اسلام گڑھ، کلاچور اور جلالپور جٹاں تاریخ کے آئینے میں	324
116	قدیمی گاؤں ٹھٹھہ موسیٰ تحصیل وضلع گجرات	327
117	بڑیلہ شریف میں 1965 اور 1971 کی جنگ کے گمنام سپاہی کے مقبرے کا کتبہ	329
118	سرائے عالمگیر کے قریب پاٹی کوٹی کے کھنڈرات قدیمی بستیاں تاریخی اور روحانی مزارات	332
119	تلوار سازی سے پنکھا سازی تک گجرات کی قدیمی مسجد لوہاراں اور حضرت شاہدولہ سرکار کی کرامت حضرت مولوی محمد صالح گجراتی	336
120	گجرات کا قدیمی اور تاریخی قصبہ عالم گڑھ	339
121	کچے گھڑے سے پکے گھڑے تک	341
122	گورالی میں مغل شہزادوں کی قبریں کٹھالہ چناب قدیمی بستی نت کے بے پرکوارے شاہ کا مزار	343
123	آزاد کشمیر	346
124	آزاد کشمیر کے قصبہ مناور چھب بوڑے جال، دیوٹالہ، برنالہ میں 9 گز لمبے مزارات تاریخ کے آئینے میں	347
125	آزاد کشمیر کے علاقہ مناور چھب مناور اور برنالہ کے درمیان 9 گزی قبریں	349
126	کھڑی شریف میں آستانہ عالیہ حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکار، آستانہ عالیہ حضرت میاں محمد بخشؒ	353
127	حضرت شادی شہید اور قلعہ باغ سر	357
128	گجرات کے قریب پہاڑی تفریح گاہ گجرات سے چھب پتی براستہ برنالہ آزاد کشمیر	361

marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
363	آزاد کشمیر کے دیسی آموں کی سرزمین	129
367	آزاد کشمیر کی مشہور بستی سمانی کے گردونواح قدیمی روحانی مزار	130
368	مزار حضرت طانوخ، حضرت آمونؑ کے قریب حفاظتی دیواریں تعمیر کردی گئیں	131
377	ضلع گجرات سیلاب کی زد میں	132
382	محکمہ مال قانونگوئی کی ضلع بھر کے پٹوار سرکل ان میں شامل دیہات تحصیل گجرات	133
383	قانونگوئی گجرات نمبر 1 قانونگوئی گجرات نمبر 2	134
384	قانونگوئی حلقہ دیونہ قانونگوئی حلقہ کنجاہ	135
385	قانونگوئی حلقہ دولت نگر	136
386	قانونگوئی حلقہ پیروشاہ گوئی حلقہ جلالپور جٹاں	137
387	قانونگوئی حلقہ ٹانڈہ	138
388	قانونگوئی میں شامل دیہات کی تفصیل	139
389	کھاریاں تعداد قانونگوئی پٹوار سرکل اوران میں شامل دیہات	140
390	قانونگوئی کھاریاں نمبر 1 قانونگوئی کھاریاں نمبر 2	141
390	قانونگوئی کوٹلہ ارب علی خاں	142
391	قانونگوئی سیور قانونگوئی جوڑہ	143
392	قانونگوئی ڈنگہ قانونگوئی لالہ موسیٰ	144
393	قانونگوئی میں شامل دیہات کی تفصیل	145
394	ضلع گجرات کے ان دیہات کی تفصیل جو گجرات سے علیحدہ کر کے ضلع جہلم میں شامل کیے گئے	146
395	سرائے عالمگیر ضلع گجرات تقریباً 150 دیہات جو ضلع جہلم میں شامل کر دیئے گئے رکھ پی سرکار سرائے عالمگیر ٹی	147
396	ضلع گجرات کے تعلیمی ادارے	148

marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
397	ضلع گجرات زنانہ تعلیمی ادارے گرلز ہائی سکول ضلع گجرات	149
398	ضلع گجرات میں مردانہ تعلیمی ادارے	150
399	تحصیل گجرات میں تعلیمی ادارے	151
400	ہائر سیکنڈری سکول اور کالج	152
401	محکمہ پولیس ضلع گجرات کے تھانے اور ان کے علاقہ بمعہ دیہات	153
402	تھانہ صدر گجرات میں شامل علاقے تھانہ سول لائن کی حدود میں شامل علاقے	154
403	تھانہ اے ڈویژن میں شامل علاقے فہرست بنک اے ڈویژن تھانہ بی ڈویژن میں شامل علاقے	155
404	تھانہ جلالپور جٹاں سٹی کا علاقہ تھانہ جلالپور جٹاں صدر کے علاقے میں شامل دیہات	156
405	تھانہ کڑیانوالہ میں شامل دیہات تھانہ ٹانڈہ میں شامل علاقے اور دیہات	157
406	تھانہ ککرالی میں شامل علاقے	158
407	تھانہ کنجاہ میں شامل دیہات	159
408	تھانہ کھاریاں میں شامل دیہات اور تھانہ کھاریاں کینٹ میں شامل اور دیہات	160
409	تھانہ لالہ موسیٰ سٹی کا علاقہ اور تھانہ لالہ موسیٰ صدر میں شامل علاقے اور دیہات	161
410	تھانہ ڈنگہ میں شامل علاقے اور دیہات پولیس چوکیاں اور سی آئی اے سٹاف	162
411	پولیس مقابلہ میں شہید ہونے والوں کے نام، تاریخ اور شہادت	163
414	دریائے چناب و توی اور آبی گذرگاہوں کے کنارے قدیمی بستیاں	164
415	دریائے چناب، دریائے مناور توی، نالہ بھمبر اور ہیلسی نالہ، نالہ بھنڈر دواڑہ جلالپور جٹاں، دواڑہ بھاگووال، نالہ دواڑہ، بڑیلہ، موٹا، بدھن اور نہر لوئر جہلم	165
417	گجرات کے ڈپٹی کمشنر 1849ء تا 1996ء	166
418	انگریزی دور میں گجرات کے حاکم	167
423	قیام پاکستان کے بعد گجرات تعینات ہونے والے ڈپٹی کمشنر	168

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
169	محکمہ مقامی گورنمنٹ مراکز یونین کونسل کی تعداداوران میں شامل دیہات اور دیہات کی آبادی،اور رقبہ کی تفصیل	425
170	گجرات کی مقامی حکومت کے تحت مراکز یونین کونسلز 1981ء کی مردم شماری کے تحت آبادی دیہات کا رقبہ مرکز گجرات یونین کونسل چک منجوں، یونین کونسل، چک سادہ اور یونین کونسل کھٹالہ	426
171	یونین کونسل عادووال، یونین کونسل، مدینہ، یونین کونسل دیونہ اور یونین کونسل ہریاوالہ	427
172	یونین کونسل معین الدین پور اور یونین کونسل صابووال اور یونین کونسل اخلاص گڑھ	428
173	مرکز جلالپور جٹاں اور یونین کونسل کلاچور	428
174	یونین کونسل منڈیالہ اور یونین کونسل ٹھٹھہ موسی اور یونین کونسل عالم گڑھ	429
175	یونین کونسل فتح پور، یونین کونسل چیچیاں اور یونین کونسل چوپالہ	430
176	یونین کونسل لکھنوال خاص، یونین کونسل بھراج، یونین کونسل جوڑا، جلالپور، یونین کونسل، دولت نگر اور یونین کونسل ڈوگہ	431
177	یونین کونسل ماچھی وال، مرکز کڑیانوالہ، یونین کونسل سرچور، یونین کونسل بھاگووال	432
178	یونین کونسل کڑیانوالہ، یونین کونسل بارو، یونین کونسل ہزارہ، مغلاں یونین کونسل حاجیوالہ، اور یونین کونسل جلالپور صوبتیاں	433
179	یونین کونسل ساتل، یونین کونسل بارو، یونین کونسل اجنالہ اور یونین کونسل چک کمالہ	434
180	یونین کونسل پیروشاہ، یونین کونسل بڑیلہ، مرکز کنجاہ، یونین کونسل منگووال غربی اور یونین کونسل ساروکی	435
181	یونین کونسل گاکھڑہ کلاں اور یونین کونسل ناگڑیانوالہ	436
182	یونین کونسل گولیکی، یونین کونسل مچھیانہ اور یونین کونسل جھیورنوالی	437
183	گجرات کے بلدیاتی ادارے گجرات کی آبادی	438
184	نقشہ معلومات کوائف تحصیل گجرات	439
185	نقشہ تحصیل گجرات	440
186	نقشہ جات، نقشہ ضلع گجرات، نقشہ آبی گذرگاہیں، نقشہ قدیمی شاہراہئیں، 9 گز لمبے مزارات، نقشہ گجرات شہر اور نقشہ جلالپور جٹاں شہر	441

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
187	نقشہ ضلع گجرات	442
188	نقشہ آبی گذر گاہیں	444
189	گجرات میں قدیمی شاہراہیں اور مشہور پتن	445
190	گول نکات ان مقامات پر قدیمی 9 گز لمبے مزار ہیں	446
191	نقشہ گجرات شہر	447
192	نقشہ جلالپور جٹاں	448
193	بہادری اور جرات کا سب سے بڑا فوجی اعزاز نشان حیدر پانے والے میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر میجر اکرم شہید نشان حیدر میجر شریف شہید نشان حیدر, 1971, 1965, 1947 مابعد شہید ہونے والوں کی فہرست جن کا تعلق گجرات تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاوالدین سرائے عالمگیر سے ہے	449
194	میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر	450
195	میجر اکرم شہید نشان حیدر	451
196	میجر شبیر شریف شہید نشان حیدر	452
197	لیفٹیننٹ کرنل چوہدری عبدالرحمٰن شہید ستارہ جرات نشان حیدر	453
198	تحصیل گجرات کے 1947, 1948 میں شہید ہونے والوں کے نام	454
199	تحصیل کھاریاں 1947, 1948 میں شہید ہونے والوں کے نام	454
200	تحصیل پھالیہ 1947, 1948 کے شہدا کے نام	455
201	سرائے عالمگیر 1947, 1948 کے شہدا کے نام	455
202	تحصیل گجرات 1965ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام	455
203	تحصیل کھاریاں 1965ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام	456
204	1965ء سرائے عالمگیر کے شہدا کے نام	457
205	1965ء کی جنگ میں تحصیل پھالیہ کے شہدا کے نام	457

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
206	تحصیل گجرات 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام	457
207	تحصیل کھاریاں 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام	459
208	سرائے عالمگیر 1971ء میں شہید ہونے والوں کے نام	462
209	تحصیل پھالیہ میں 1971ء میں شہید ہونے والوں کے نام	462
210	1947,1948,1965, اور 1971ء کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل گجرات	463
211	1947,1948,1965, اور 1971ء کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل کھاریاں	464
212	1965ء اور 1971 کی جنگ میں معذور ہونے والے مجاہد	465
213	1947,1965، 1971 کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل سرائے عالمگیر	465
214	1947,1965 اور 1971 کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل پھالیہ	465
215	ضلع کچہری گجرات عدالت ہائے سیشن دیوانی فوجداری اور دفاتر	466
216	نقشہ معلومات (کوائف) تحصیل کھاریاں	470
217	نقشہ کھاریاں	471
218	گجرات میں بسنے والی قومیں جاٹ، گوجر، سید، راجپوت، کھوکھر، شیخ، کشمیری، مغل، آرائیں، اور دیگر اقوام اور مختلف قبیلے	472
219	گجرات میں بسنے والی قومیں	473
220	تاریخ ہائے عرس مبارک وہ کتابیں جن سے استفادہ حاصل کیا گیا	478
221	ماخذات	480
222	اگر اب بھی نہ جاگے تو	481
223	بڑیلہ شریف میں سرکار بڑیلہ شریف کے آستانہ پر بے مثال لنگر	482
224	بڑیلہ شریف کے شبہ پر حافظ برخوردار کا مزار	483

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
225	نالہ بھمبر	484
226	گجرات کے قریب میانہ لوگ میں حضرت میاں وڈا صاحب کا مزار	485
227	کوٹ بیلہ میں بابا فقیر شاہ ولی کا مزار	486
228	لالہ موسیٰ میں حضرت میاں نظام دین کا مزار	487
229	لالہ موسیٰ کے قریب ویرووال میں حضرت پیر ولی محمد سرکار کا مزار	488
230	حضرت شاہ سرمست کا مزار	489
231	خانقاہ اشرفیہ	490
232	گاکھڑی کے ٹبہ پر حضرت بابا شمشیر کا مزار	491
233	شاہدولہ دربار کے قریب قدیمی مزارات	492
234	مزار حضرت سید شاہ مبارک ولی	493
235	کنجاہ ڈنگہ روڈ پر مونیاں کے قریب ٹھیکریاں شریف میں حضرت مولانا عبدالحق، اور حضرت مولانا محمد افضل الحق کے مزارات	494
236	دریا کھٹانہ میں حضرت بابا خیر ولی اور سید پیر رسول شاہ کا مزار	495
237	نالہ بھمبر کے کنارے سرگودھا روڈ کے قریب حضرت بابا شاہ عبداللطیف کا مزار	496
238	نارووالی میں حضرت سید محمد حسین کا مزار	497
239	دھدار غربی میں حضرت بابا سکھا کا مزار	498
240	چوکنانوالی میں حضرت پیر داتا صاحب کا مزار	499
241	خونن غربی میں حضرت سید جھلے شاہ کا مزار	501
242	کنجاہڑی کے ٹبہ کے قریب حضرت سید محمد عرف بھلے شاہ کا مزار	502
243	کنجاہ کے قریب موسیٰ کٹھانہ کا قدیمی ٹبہ	503

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
244	کنجاہ ڈنگہ روڈ کے قریب پیر گوگا کا مزار	504
245	دریائے چناب کے کنارے قدرتی نقش نگار	505
246	چک کمالہ میں حضرت سائیں ککو کا مزار	506
247	حضرت سلطان حاجی بچیاری قادری دوڑا شریف	507
248	کڑیانوالہ کے قریب دھتھل کے ٹبہ پر سائیں علم دین کا مزار	509
249	ہرڑ میں قدیمی مزار جن کا رخ مشرق اور مغرب کی جانب ہے	510
250	گورنمنٹ کرسچن ہائی سکول گجرات	511
251	نت کے ٹبہ پر پیر کوراہ شاہ کا مزار	512
252	آچھ کا ٹبہ	513
253	دلاور پور میں حضرت آبی خلساؒ کا مزار	514
254	دلاور پور کے قریب آبی گذرگاہ کے کنارے قدیمی مزار	515
255	جاگل میں پیر برہان شاہ کا مزار	516
256	روپیری میں پیر گجا کا قدیمی مزار	517
257	راقم جنگل بیاپانوں میں 9 گز لمبے مزار پر	518
258	ملکی کے قریب جنگل میں ایک قدیمی مزار	519
259	آزاد کشمیر کے قصبے دھوڑانوالہ میں حضرت سائیں پیراں دتہ کا مزار	520
260	سرائے عالمگیر کے قریب جگو ہیڈ کے نزدیک شاہ گھوڑا میں 9 گز لمبا مزار	521
261	سرائے عالمگیر کے قریب منڈی بہلوال میں صوفی درویش حضرت سائیںؒ قادری کا مزار	522
262	سموئیل شریف میں حضرت حافظ محمد مقیم کا مزار	523
263	سموئیل شریف میں مغلیہ دور کی قدیمی مسجد	524

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
264	جاتلاں کے قریب ابدو پور میں حضرت میراں اور مراد علیشان المعروف پیر مرالی کا مزار	525
265	سنگریلہ شریف میں حضرت پیر سید ملک علی شاہ کا مزار	526
266	آزاد کشمیر کے قصبہ برنالہ کے قریب تھوب پتنی کی حسین تفریح گاہ	527
267	بھمبر اور میر پور کے درمیان ایک قدیمی باولی	528
268	تاریخ کے دو پہلو	529
269	شاہ جہانیاں میں مغلیہ دور کی باولی ساں کے قریب پیر ہرا کی بیٹھک	530
270	دربار عالیہ حضرت سائیں فرید حضر لجپال" گوندل شریف	531
271	چک لشکری اور کوٹلی پر مانند کے درمیان ٹھیالہ کے ٹبہ پر قدیمی مزار	532
272	محلہ خواجگان میں میاں فیض بخش" اور میاں نکا کا مزار	533
273	ڈھینڈہ کلاں میں حضرت سردار شاہ" کا مزار	534
274	شادیوال پاور ہاوس	535
275	کٹھالہ چناب میں روحی مسجد	536
276	گجرات کی قدیمی درس گاہ گورنمنٹ ہائی سکول اجنالہ	537
277	خلفا کرام حضرت شاہ محمد اسحاق" آف چک میانہ	538
278	خیمہ عباس معین الدین پور	539
279	حاجی والا میں حاجی سلیمان کی بیٹھک	540
280	جنگی خاندان کا تاریخی پس منظر	541
281	گجرات کا قدیم اور جدید تاریخ کا سرسری جائزہ اہم واقعات	542
282	ضلع کا صدر مقام گجرات شہر اور اہم واقعات	543
283	ولی کامل حضرت میاں خدا بخش صاحب قادری" نوشاہی پنڈی آوان	545

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
284	گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچر لالہ موسیٰ	547
285	گلیانہ کے قریب جاتلہ میں حضرت سید میراں خدا بخشؒ المعروف بابا لنگر شاہ کا مزار	549
286	گلیانہ کے قریب دادو برسالہ میں حضرت سید سیدن شاہؒ کا مزار	552
287	گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج سابقہ نارمل سکول گجرات کی مختصر تاریخ	554
288	عارف کامل حضرت حکیم راج علی قادری	556
289	عطا محمد فوجی کی سرکار بڑیلہ شریف کے حضور حاضری	558
290	حضرت پیر محمد سچیارؒ کے سجادہ نشین اور خلفاء عظام	559
291	کلس شریف میں 10،11 اکتوبر کو عرس صابری کے موقع پر نور کی بارش ہوتی ہے	563
292	آستانہ عالیہ کدھر شریف	564
293	ڈھلو شرقی میں حضرت بابا جیوے شاہ، پیر حیات شاہ اور پیر جماعت علی شاہؒ کے مزارات	565
294	حضرت پیر سید نادر حسین شاہ صاحب گیلانی سروری قادری سلطانیؒ	569
295	تصوف کی مشہور کتاب مراۃ السالکین کے مصنف حضرت مولوی محمد امام الدین کا تعلق گجرات کے قدیمی تاریخی قصبہ لکھنوال سے ہے یہ کتاب ایک سو بارہ سال قبل لکھی گئی	571
296	میرے یار دیاں کڑیاں پٹ دے	573
297	مجذوب درویش حضرت مائی فضل بیگم صاحبہؒ	575
298	ہندوستان کے شہر کلیر شریف میں صابر پاکؒ کے عرس مبارک پر وزیر آباد کی روحانی شخصیت فاروق اعظم سے ملاقات	577
299	چیئرمین ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل گجرات	578
300	دریائے چناب کے کنارے قدیمی بستی رندھیر کھوکھر	580
301	جوڈیشل ریکارڈ روم اور صدر قانونگوئی کی زبوں حالی ڈیڑھ صدی پرانا ریکارڈ تباہ ہونے سے بچایا جائے	582
302	فتح پور کے قریب تباہ شدہ بستی گڑھ مالہ	584

marfat.com

گجرات تاریخ کے آئینے میں کا پانچواں ایڈیشن

گجرات تاریخ کے آئینے کا پانچواں ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اولیائے کرام کی دعاؤں سے پڑھنے والوں نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔ میری کاوش آپ کے سامنے ہے۔ کتب کے حوالا جات لے کر بند کمرہ میں بیٹھ کر کتاب لکھنا آسان کام ہے لیکن دور افتادہ گمنام علاقوں میں جا کر کسی قدیمی تاریخی، روحانی مقام کے بارے تحقیق کرنا بہت مشکل کام ہے۔ راقم نے شب وروز محنت کر کے گجرات تصاویر کے آئینے میں، 2۔ گجرات تاریخ کے آئینے میں، 3۔ سیالکوٹ سے خیبر تک 4۔ پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزارات ☆ خطہ یونان گجرات ☆ گندھارہ تہذیب تصاویر کے آئینے میں 5۔ جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام کے قدیمی تاریخی اور روحانی مقامات 6۔ اولیائے ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان، دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی 7۔ حجاز مقدس روحانی سفر 8۔ گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں 9۔ پشاور سے کوئٹہ 10۔ گوجر خان کہوٹہ روحانیت اور تاریخ کے آئینے میں ☆ پاکستان میں بدھ مت کے آثار ☆ یہ ایمن آباد ہے 11۔ حضرت قنبیط علیہ اسلام 12۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ المعروف غریب نواز ☆ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حضور ☆ اولیائے کرام کی سرزمین دہلی 13۔ گجرات میں انبیا کرام کے مزارات اور سفرنامے 14۔ ریاض الجنت تحریر کیں۔ جن کو ہر شعبہ زندگی کے افراد نے پسند کیا تحقیق کا یہ سلسلہ جاری ہے آئندہ شائع ہونے والی کتب گجرات کے دیہات اور ان کی تاریخ، کچہری میں تیس سال، زوال پذیر نظام کے آخری ایام، ایک ولی ایک کرامت، گلگت سے کراچی تک، میرا وطن دیگر کتب زیر طبع ہیں انشاءاللہ زندگی رہی تو آپ کی خدمت میں پیش ہوتی رہیں گی۔ گجرات تاریخ کے آئینے میں کا پانچواں ایڈیشن ترمیم اور اضافہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ میری یہ محنت قبول فرمائے۔

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نشان گجرات۔ 30 جون 2006

marfat.com

سرزمین گجرات کا سچا سپوت

وارث وہ نہیں ہوتا جو اپنے آباؤ اجداد کی زمین و جائیداد کو اپنے تصرف میں لائے بلکہ سچا جانشین تو وہ ہوتا ہے کہ جو اپنے بزرگوں کے افکار و تبرکات کو ضائع ہونے سے بچالے ۔ چشمہ پھوٹنے کے لئے اپنی جگہ کا انتخاب خود کرتے ہیں ۔ یہ عنایت خداوندی ہے کہ زمان کھوکھر کے ہاتھوں پر بہنے والی لکیروں میں سے ایک لکیر دریائے چناب کی طرح، اس طرح چھلکی کہ تاریخ گجرات کا بنجر میدان لہلہاتی ہوئی سرزمین لالہ و گل میں تبدیل ہوگیا ۔

کسی ایک بزرگ کی نگاہ کرم دلوں کی حالت کو تبدیل کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے مگر یہاں تو قطار اندر قطار کشف و کرامات کا ایک جہان مخفی اپنے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہوا محسوس ہو رہا ہے ۔ جی چاہتا ہے کہ میں زمان کھوکھر کے ہاتھ چوم لوں اور کہوں تم نے اس سرزمین کے ہیرے موتی چن کر ہمارے سامنے اپنے پاکیزہ خیالوں کا جو ڈھیر لگایا ہے کوئی بڑے سے بڑا جوہری بھی اس کا عوضانہ نہیں دے سکتا ۔ صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ "ایں سعادت بزور بازو نیست" ناقدری کے اس دور میں سطحی ذہنوں کے ناقص معیاروں کی پرواہ کیے بغیر زمان کھوکھر نے روشنی کا جو مینار کھڑا کیا ہے نئے دور کو تاریکیوں سے باہر نکالنے کے لیے کافی ہے ۔

ہمارے اسلاف مر کر بھی زندہ ہیں ۔

سرزمین گجرات کا یہ سچا سپوت ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا ہے ۔ ہم زندہ رہ کر بھی دنیا و جہان کے لیے بے فیض ہیں جبکہ مقبروں سے پھوٹنے والی شعاؤں نے ہماری تاریک روحوں کے لیے ایک جہان نو تشکیل دے رکھا ہے ۔ جسے دیکھنے کے لیے آنکھیں کھولنے کا فریضہ ہماری اپنی ذات پر عائید ہوتا ہے ۔

خطہ گجرات صدیوں تک زمان کھوکھر کا ممنون رہے گا ۔

سیف الرحمن سیفی
(وزیر اعظم ادبی ایوارڈ)

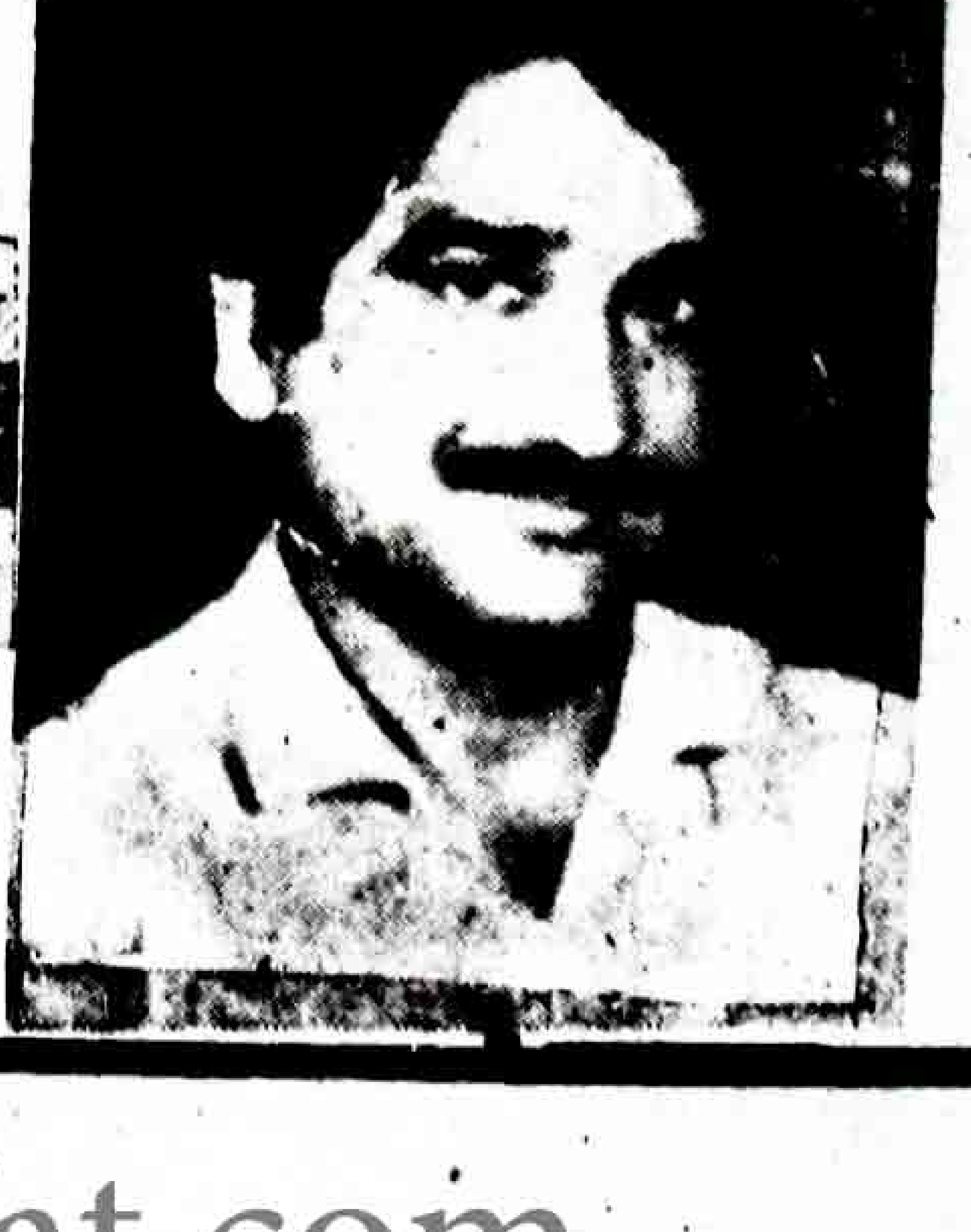

marfat.com

اظہارِ خیال

منفرد پہلو

زمان کھوکھر صاحب کئی حوالوں سے معروف ہیں کہ وہ وکیل ہیں، سماجی کارکن ہیں، اور سیاسی زندگی میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے انہوں نے ضلع گجرات کے حوالے سے اپنا رخ اس خطہ کے ایک منفرد پہلو کی طرف موڑ لیا ہے اور وہ ہے زمانے کی بے رحم دستبرد کا شکار ہونے والی وہ قبریں اور بعض عمارتیں جو یہاں کی خاموش تاریخ ہیں۔ اور زبان حال سے جہاں زمان صاحب کا شکریہ ادا کر رہی ہوں گی کہ انہوں نے فراموشی اور فراموش گاری کی دبیز تہوں سے ان کے چہروں کو پاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں وہ میری عمر کے بلکہ مجھ سے بھی بڑی عمر کے لوگوں کی شکوہ سنج بھی ہوں گی۔ جنہوں نے بہت پہلے ان چہروں اور جگہوں کو بے غبار بنانے کا خیال نہ کیا۔ جب ان کو جانتے اور پہچانتے والوں کی تعداد اب سے کہیں زیادہ تھی۔

زمان صاحب کی اس کاوش کا احساس سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس وقت ہوا جب میں نے بھارت میں چھپی ہوئی ایک کتاب میں ان کی بعض تحقیقی نگارشات کے حوالے پڑھے۔ چراغ تلے اندھیرا۔

ان کی ایک تصنیف کے مطالعہ کا مجھے شرف حاصل ہو چکا ہے۔ اور اوپر کے تاثرات اسی کے حوالے سے ہیں۔ اب وہ "تاریخ کے آئینے میں" گجرات کے غبار رہ خدوخال کو اپنے موقلم سے قابل دید بنا کر اہل نظر کے سامنے لا رہے ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

شریف کنجاہی

marfat.com

انتساب

اِن نیک اور پاک ہستیوں کے نام جنہوں نے

برِصغیر پاک و ہند میں

رُشد و ہدائیت کی شمعیں روشن کیں!

marfat.com

حرف آغاز

گجرات تاریخ کے آئینے کا پہلا حصہ گجرات تصاویر کے آئینے میں شائع ہو چکا ہے۔اس کتاب کا ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے شخص نے مطالعہ کیا لاتعداد تعریفی خطوط وصول ہوئے۔چاروں صوبوں بالخصوص صوبہ سندھ والوں نے گجرات تصاویر کے آئینے میں کے مطالعے کا بھرپور شوق ظاہر کیا اور اہل طریقت نے میری ان کاوشوں کی حوصلہ افزائی کی گجرات تاریخ کے آئینے میں پہلے حصہ میں قدیمی نوگز لمبے مزارات جن کی تعداد تقریبا ایک سو کے لگ بھگ ہے ان میں بیشتر مزار انبیاء کرام اور ان کے حلفاء، صحابہ کرام، غازیوں، شہدا کے ہیں جو حضرت سلیمانؑ کے سترہ سال بعد افغانستان اور برصغیر پاک و ہند کی جنگ عظیم میں شہید ہوئے۔ان نوگز لمبے مزارات کے بارے گجرات سیالکوٹ گجرات اور گردنواح کے اضلاع میں یہ بات سینہ بہ سینہ آگے منتقل ہو رہی ہے یہ نیک پاک ہستیاں حضرت پیر مراد سیالکوٹ کے وقت برصغیر میں تشریف لائے۔رشد ہدایت کے سلسلے میں حق باطل کے معرکہ میں شہید ہوئے۔حضرت حاتمؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ہارونؑ کے علاوہ حضرت موسٰیؑ کی اولاد سے بیشتر کا اس خطہ میں آنا ثابت ہوتا ہے ان میں زیادہ تعداد حضرت موسٰیؑ کے اولاد کی ہے ان مزارات کے مقامی آبادیوں نے اپنے طور پر نام رکھے ہوئے لیکن راقم سالہا سال کی تحقیق کے بعد ان لمبے مزارات پر صاحب مزار کا نام اور مختصری تاریخ سنگ مرمر کے پتھر پر تحریر کر کے یہ پتھر ان مزارات پر نصب کر دیئے ہیں تاکہ ان کا تقدس بحال رہے گجرات تاریخ کے آئینے میں ان کا شجرہ بھی شامل کیا گیا ہے بیشتر مزار ٹبوں ٹیلوں پر ہیں جو کسی تباہ شدہ بستی کی نشاندہی کرتے ہیں ان ٹیلوں سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ، بچوں کے کھلونے، ہڈیوں کے ٹکڑے ملتے ہیں قریب ہی آبی گذرگاہ پیپل، بوہڑ کے درخت قدیمی راستے اور گذرگاہ کے آثار بھی موجود ہیں کئی ٹبوں سے کھودائی کے دوران مٹی کے برتن صحیح حالت میں پائے گئے۔بغیر سانچہ سے بنائی گئی لمبے چوڑے سائز کی اینٹیں بھی ملی ہیں۔کئی ٹبوں پر مکانوں کی بنیادوں کے آثار ملتے ہیں۔بعض مقام پر جلی ہوئی سیاہ رنگ کی مٹی کے ڈھیر دیکھنے میں آئے۔ان ٹبوں پر جو مزار ہیں وہاں بوہڑ اور پیپل ون کریا کے درخت کے علاوہ اور کوئی درخت نہیں جو کھلے میدانوں میں ہیں وہ گھنے درختوں میں ہیں۔کتاب کے دوسرے حصہ میں اولیاء کرام اور روحانی شخصیت شاہدولہ سرکار جن کا تذکرہ روحانی اور تاریخی کتابوں میں موجود ہے کے علاوہ بیشتر اولیاء کرام کے حالات زندگی اور ان کی کرامات درج ہیں ان کے آستانوں عرس ہائے مبارک اور ان کی کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔کتاب کے تیسرے حصہ میں تاریخی واقعات جو گجرات کی سرزمین میں رونما ہوئے بیان کیے گئے ہیں راجہ پورس اور سکندر کی لڑائی مغل شہنشاہ اکبر اعظم کا تعمیر کردہ قلعہ باولی اکبری حمام اور نگزیب عالمگیر کی بیوی راج محل بیگم کے علاوہ چیلیانوالہ میں سکھوں کے آخری معرکہ کی تفصیل درج ہے چوتھے حصہ میں آزاد کشمیر کے علاقہ منارو چھمب برنالہ دیوا وٹالہ بھمبر کی مختصری تاریخ بیان کی گئی ہے۔یہ علاقہ بھی گجرات میں شامل تھا دریائے توی کے کنارے قلعہ نما شہر منادر کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نشان گجرات 30 جون 2006

marfat.com

ساڑھے چودہ سو سال بعد بھی جن کی قبریں زندہ ہیں

"سلطان باھو نے فرمایا قبر جنہاں دی جیوندی ہو"

وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں اللہ کے نبیؑ صحابہ کرامؓ غازی، اولیا کرامؒ اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسا ہی ایک واقعہ تقریباً کچھ عرصہ قبل دنیا جہان نے دیکھا بغداد سے چالیس میل دور ایک مقام کا نام مدائن جس کا موجودہ نام سلمان پارک ہے۔ دائیں طرف تھوڑے سے فاصلہ پر دریائے دجلہ بہتا ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی، حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کے مزارات ہیں۔ موخر الذکر دو صحابہ کرامؓ کے مزارات عراق کے شاہ فیصل اول کے دور میں دوبارہ تدفین کے بعد بنوائے گئے۔ یہ دونوں مزارات سلمان پارک سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر تھے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان کی کنیت ابو عبداللہ قبیلہ غطفان خاندان عبس تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریبی صحابی تھے ان کی اور ان کی والدہ دونوں کے لئے آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگی تھی۔ حضرت حذیفہؓ غزوہ احد، غزوہ خندق کے علاوہ اور بھی کئی غزوات میں شریک ہوئے۔ عراق فتح ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو نواح دجلہ کے بندوبست کا افسر مقرر کیا تھا۔ ۲۲ھ میں آپ نے آذر بائیجان فتح کیا بعد میں مدائن کے حاکم بھی بنائے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ صحابی تھے آپ کی کنیت بھی ابو عبداللہ تھی قبیلہ خزر تھا۔ عقبہ ثانیہ میں والد سمیت مسلمان ہوئے تھے۔

آنحضرتؐ کو جب قرض کی ضرورت ہوتی تو اکثر حضرت حذیفہؓ ہی سے لیتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ بھی غزوہ خندق میں شریک تھے اور کئی غزوات میں بھی شرکت کی۔ بیعت رضوان اور حجتہ الوداع کے موقع پر بھی آپ موجود تھے۔ ایک رات حضرت حذیفہؓ نے عراق کے شاہ فیصل اول سے خواب میں فرمایا تھا کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر کے مزار میں نمی آنی شروع ہو گئی ہے۔ لہذا ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کر دیا جائے۔ بادشاہ اپنی مصروفیات کی بناء پر دن کو یہ خواب بھول گئے۔ تیسری رات عراق کے مفتی اعظم کو حضرت حذیفہؓ نے خواب میں وہی بات کہی اور کہا کہ ہم دو راتوں سے بادشاہ سے کہہ رہے ہیں لیکن وہ مصروفیات کی وجہ سے بھول جاتا ہے۔ آپ بادشاہ سے کہئیے کہ وہ ہم کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کروائے۔ مفتی اعظم نے اس وقت کے وزیر اعظم نوری السعید پاشا سے فون پر بات کی اور بالمشافہ تفصیلی ملاقات کر کے انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا نوری السعید پاشا، مفتی اعظم کو لیکر بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ نے واقعہ سننے کے بعد کہا کہ ہاں ان کو خواب میں تین بار دیکھ چکا ہوں اور انہوں نے مجھے بھی ہر بار یہی حکم دیا۔ غرض اس موضوع پر آپس میں کافی بات چیت ہوئی۔ اور مفتی اعظم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حکم پر عمل کرنے پر زور دیا لیکن بادشاہ نے کہا کہ پہلے احتیاطاً اس بات کی تصدیق کرالی جائے کہ واقعی دریا کا پانی ان کے مزارات کی طرف آ بھی رہا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بادشاہ کے حکم سے عراق کے محکمہ تعمیرات کے چیف انجینئر اور عملے نے مزارات سے دریا کے رخ پر بیس فٹ کے

marfat.com

فاصلے پر بورنگ وغیرہ کر کے دیکھا۔ مفتی اعظم بھی وہاں موجود رہے۔ پورے دن کی تگ و دو کے بعد شام کو یہ رپورٹ دی گئی کہ پانی تو درکنار کافی نیچے سے جو [illegible] کی ہے اس میں نمی تک نہیں اس رات حضرت حذیفہ بادشاہ کے خواب میں پھر تشریف لائے اور اپنی بات دہرائی لیکن بادشاہ کو چونکہ بورنگ وغیرہ کی رپورٹ مل چکی تھی جس میں ماہرین اراضی نے بتایا تھا کہ پانی نہیں جا رہا لہذا خواب انہوں نے نظرانداز کر دیا۔ اگلی رات حضرت حذیفہؓ مفتی اعظم عراق کے خواب میں تشریف لائے اور اب کی دفعہ ان سے سختی سے کہا کہ ہمارے مزارات میں پانی گھستا چلا آرہا ہے لہذا ہمیں جلد از جلد یہاں سے منتقل کرا دیں۔ صبح مفتی اعظم پھر گھبرائے اور پریشان حالت میں بادشاہ کے پاس پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ کچھ جھلا سا گیا اور کچھ ناراضگی جھنجلاہٹ کے عالم میں کہنے لگا کہ مفتی اعظم آپ ماہرین اراضی کی رپورٹ دیکھ چکے ہیں۔ خود بھی موقع پر آپ موجود رہے۔ پھر کیوں مجھے پریشان کرتے ہیں؟ اور خود بھی پریشان ہوتے ہیں۔ مفتی اعظم نے کہا لیکن پھر بھی مجھے اور آپ کو برابر حکم دیا جا رہا ہے۔ لہذا مزارات کھلوا دیجیے اور انہیں دوسری جگہ منتقل کرا دیجیے شاہ عراق نے کہا کہ اچھا تو پھر آپ فتویٰ دے دیجیے چنانچہ انہوں نے فتویٰ دے دیا یہ فتویٰ اور اسکے ساتھ شاہ عراق کا یہ فرمان کہ عیدالاضحیٰ کو ظہر کی نماز کے بعد حضرت حذیفہؓ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مزارات کھولے جائیں گے۔ اخبارات میں شائع کرا دیا گیا۔ اس فتویٰ اور فرمان کا شائع ہونا تھا کہ تمام عالم اسلام میں جوش و خروش ہلچل پھیل گئی۔ رائٹرز نیوز ایجنسی اور دنیا کی دیگر نیوز ایجنسیوں کے ذریعے یہ خبر تمام دنیا میں پھیل گئی۔

یہ حج کا زمانہ تھا اور تمام دنیا کے مسلمان مکہ معظمہ آئے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ کے مزارات عیدالاضحیٰ کے کچھ دنوں بعد کھولنے کی درخواست کی تاکہ وہ بھی شریک ہو سکیں۔ شاہ عراق کے لیے یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ ایک طرف تمام عالم اسلام کا اصرار اور دوسری طرف خوابوں میں جلد از جلد مزارات کی منتقلی کی ہدایات بالآخر کچھ انتظامات کرنے کے بعد عیدالاضحیٰ سے دس دن بعد کی تاریخ مزارات کی منتقلی کے لئے مقرر کی گئی۔ مدائن (سلمان پارک) میں عیدالاضحیٰ کے بعد تقریباً پانچ لاکھ افراد جمع ہو گئے اس میں ہر مذہب، فرقہ اور عقیدہ کے لوگ تھے۔ کئی ملکوں سے سرکاری وفود آئے۔ ترکی کے کمال اتاترک کی نمائندگی ان کے ایک وزیر مختار نے کی۔ مصر کے شاہ فاروق جو اس وقت ولی عہد تھے نے بھی شرکت کی۔ آخر خدا خدا کر کے وہ دن آگیا جس نے لوگوں کے دلوں میں ہلچل مچا رکھی تھی۔ یہ پیر کا دن تھا۔ عراق کے شاہ فیصل اول مفتی اعظم عراق، عراق کی پارلیمنٹ کے تمام ارکان لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو واقعی حضرت حذیفہؓ کی مزارات میں پانی آچکا تھا اور حضرت جابرؓ کے مزار میں نمی آچکی تھی۔ ایک کرین کے ذریعے جس میں پھاوڑے کے پھل کی طرح پھل لگا تھا اور اس پر ایک اسٹریچر کس دیا گیا تھا، حضرت حذیفہؓ کی نعش مبارک کو اس طرح اٹھایا گیا کہ ان کی نعش مبارک کرین پر نصب شدہ اسٹریچر پر خود بخود آگئی۔ اسٹریچر کرین سے الگ کیا گیا اور شاہ عراق مفتی اعظم شہزادہ فاروق اور ترکی کے وزیر مختار نے کندھا دیا اور بڑی احتیاط و احترام سے شیشے کے ایک بکس میں رکھ دیا گیا اسی طرح حضرت جابرؓ کی نعش مبارک کو قبر سے نکالا گیا۔ نعش ہائے مبارک کا کفن حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک کے بال تک بالکل صحیح حالت میں تھے۔

ان کو دیکھ کر ہرگز یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ یہ تیرہ سو سال پہلے کی نعشیں ہیں بلکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ ان کو رحلت فرمائے دو تین

marfat.com

گھنٹے ہوتے ہیں۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دونوں صحابہ کرامؓ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور ان میں انتی پر اسرار چمک تھی کہ کئی لوگوں نے چاہا کہ وہ بار بار دیکھتے رہیں لیکن ان کی آنکھیں اس چمک کے آگے ٹھہرتی نہ تھیں۔ ٹھہر بھی کیسے سکتی تھیں۔ جن آنکھوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو وہ آنکھیں سبحان اللہ ایک شہرت یافتہ جرمن ماہر چشم نے یہ منظر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ بے اختیار ہو کر آگے بڑھا اور مفتی اعظم کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرامؓ کی بزرگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ دونوں صحابہ کرامؓ کی لاشیں شیشے کے بکسوں میں رکھی ہوئی تھیں۔ اور رونمائی کی غرض سے چہروں پر سے کفن مبارک ہٹا دیا گیا تھا۔ عراقی فوج نے باقاعدہ سلامی دی توپوں سے بھی سلامی دی گئی۔ مجمع نے نماز جنازہ پڑھی اور یہ تمام کاروائی پورے مجمع کو ۴۰ فٹ لمبی اور ۳۰ فٹ چوڑی سکرین پر بذریعہ ٹیلی ویژن کیمرہ دکھائی گئی۔ جس کی وجہ سے تقریباً ۵ لاکھ افراد نے بڑے سکون سے تمام کاروائی دیکھی ورنہ ہزاروں افراد زیارت کے شوق میں ریل پیل اور ہڑبونگ میں کچل کر مرجاتے۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کے جنازوں کو پورے ادب و احترام کے ساتھ سلمان پارک کی طرف لے جایا جانا شروع کیا گیا۔

راستے میں ہوائی جہازوں نے گولے چلا کر سلامی دی اور ان پر پھول برسائے۔ کئی جگہ جنازے رکوائے گئے اور تقریباً چار گھنٹے بعد یہ جنازے سلمان پارک حضرت سلمان فارسی کے مزار کے پاس پہنچے۔ یہاں اعلیٰ فوجی حکام نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ حاضرین نے پھول نچھاور کئے۔ اور انہی افراد نے جنہوں نے لاشوں کو سب سے پہلے کرین سے اتارا تھا پورے ادب و احترام کے ساتھ قبروں میں جو پہلے تیار تھیں، رکھا اور اس طرح توپوں کی گرج فوجی بینڈوں کی گونج اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ ان صحابہ کرامؓ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس موقع پر اس واقعہ کو دیکھ کر اتنے لوگ خدا اور اس کے دین کی حقانیت پر ایمان لے آئے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ اگلے دن بغداد کے سینماؤں میں اس واقعہ کی فلم دکھائی گئی ایسا واقعہ آج بھی دنیا نے وطن عزیز میں چند سال قبل دیکھا نوشہرہ میانہ میں حضرت سچیار صاحب کا روضہ مبارک دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے متاثر ہوا۔ انہیں دوسری جگہ دفن کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آپ کا جسم مبارک صحیح حالت میں پایا گیا۔ چہرہ مبارک، ریش مبارک بھی صحیح حالت میں تھی۔

marfat.com

گجرات سے ۲۵ میل دور بڑیلہ شریف میں ۲۱۰ فٹ لمبا حضرت قنیط علیہ السلام ابن حضرت آدم علیہ السلام کا مزار

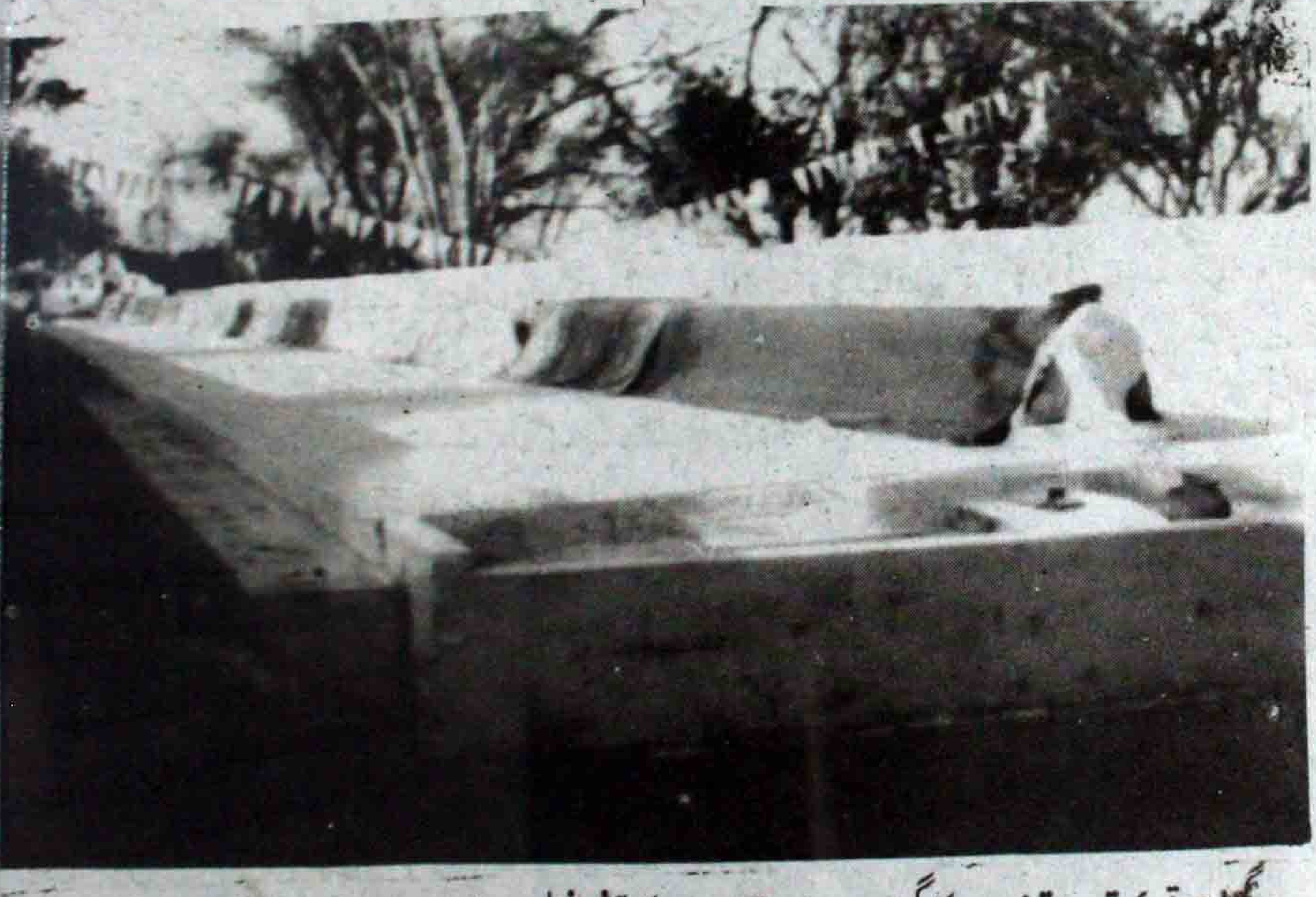

گجرات قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ ہے ان تہذیبوں کے آثار ضلع بھر کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں یہاں تاریخ کے اوراق کھلتے اور بند ہوتے رہے گجرات کو سرسید احمد خاں نے خطہ یونان کہا ہے گجرات عظیم الشان عظمتوں کا امین بہادروں غیر تمندوں جانبازوں کی سرزمین سیاستدانوں، عالموں، فاضلوں، دانش وروں کی دھرتی جس کی پیشانی پر دلاوری کی انمٹ داستانیں رقم ہیں تین نشان حیدر اس کے ماتھے کا جھومر ہیں جفا کش محنتی شہ زور جوانوں مزدور ہنر صنعت کاروں کا شہر گجرات جو حسن و عشق کی ناقابل فراموش داستانوں سے منور تاباں ہے۔ جس کے باسیوں کی رگوں میں بہادری و جانثاری کے شعلے رواں دواں ہیں۔ انبیاء کرام اولیائے عظام شہنشاہوں کی گذرگاہ گجرات یہاں پیار محبت الفت اور چاہت کی پھلجھڑیاں بھی رقص کناں ہیں

سکندر اعظم اور راجہ پورس کی معرکہ آرائیوں کی انمٹ داستانیں اپنے دامن میں سمیٹے بیٹھا ہے اس دھرتی کا سپوت راجہ پورس سکندر اعظم کے سامنے سینہ سپر ہوا آریوں، مغلوں، خلجیوں، لودھیوں، غوریوں، افغانوں، سکھوں اور دوسروں فاتحین کی داستانیں اب بھی اس کی تاریخ کا حصہ ہیں جہاں اولیا اکرام نے اپنے قلوب کی نورانیت اور فیوض و

marfat.com

روحانی سے دلوں اور ذہنوں میں یقین وایمان کی مشعلیں روشن کیں جس کی تاریخ انبیاء اکرام کے نقوش سے منور ہے دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم کے قدم چومنے کی سعادت بھی اس سرزمین کو حاصل ہوئی گجرات میں انبیاء اکرام کے مزارات ہیں جن کی تائید و تصدیق علامہ اقبال کے روحانی مرشد حضرت قاضی سلطان محمودؒ آف اعوان شریف کشف القبور کے بحر بیکراں حافظ شمس الدینؒ گلیانوی حضرت خواجہ گوہر الدین آف جھینڈڑ شریف کے علاوہ پر نصیب علی شاہؒ آف چھالے شریف نے کی ان کا ذکر کتاب مقامات محمود حافظ شمس الدین کی قلمی کتاب انوار الشمس میں درج ہیں ان کے علاوہ راقم کی لکھی ہوئی کتب گجرات تصاویر کے آیئنے میں ○ گجرات تاریخ کے آیئنے میں ○ سیالکوٹ سے خیبر تک ○ پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزار میں مکمل تفصیل درج ہے۔ گجرات میں لمبی قبریں کیوں ہیں؟ دنیا کی قدیم ترین آبادیاں پانی کے کنارے آباد ہیں پانی زندگی کا لازمی جز ہے گجرات میدانی علاقہ ہونے کی وجہ سے سرسبز و شاداب ہے ماضی میں محفوظ میدانی علاقہ رہا ہے اس کے ایک طرف دریائے توی دریائے چناب ہے تو دوسری طرف شمال مغرب میں دریائے جہلم بہتا ہے ان دریاؤں کی وجہ سے گجرات کو خوشحالی اور زرخیزی حاصل ہے جبکہ شمال مغربی علاقے پہاڑوں پر مشتمل ہیں یہ بات گجرات کی اہمیت کو واضح کرتی ہے گجرات قدیم دور کے انسانوں تاجروں اور حکمرانوں کی گزرگاہ رہا یہاں سے ہندوستان اور کشمیر جانے کے لئے کئی شاہرائیں ہیں ہندوستان جانے کے لئے دریائے چناب پر بہلول پور کا پتن جہاں اب ہیڈ مرالہ ہے سوہدرہ کا پتن، کابل جانے کے لئے دریائے جہلم پر ہیڈ رسول کا پتن، شاہ پور ملتان جانے کے لئے پھالیہ کا راستہ ان گزرگاہوں کی وجہ سے گجرات کی اہمیت بہت زیادہ رہی ہے۔ ماضی گواہ ہے کہ دنیا بھر میں ہندوستان کی خوشحالی مثالی رہی ہے دنیا کی ذہین ترین قوم انگریز نے بھی اس کو سونے کی چڑیا کہا ہے بیشتر اقوام اس کی خوشحالی کے پیش نظر اس پر حملہ آور ہوتی رہی ہیں اور ان قافلوں کے بیشتر افراد یہیں کے ہو کر رہ گئے یہاں اجناس پھل جڑی بوٹیوں کی فراوانی رہتی ہے۔

گجرات میں انبیاء اکرام ان کے خلفاء غازیوں شہدا کے مزارات پر اپنے وقت کے اولیاء اکرام حاضری دیتے رہے ہیں گجرات میں ان مزارات کے قریب آج بھی تباہ حال بستیاں ٹیلے اور ٹبے ہیں ہزاروں سالہ پرانے برگد بوہڑ کے درخت ان تباہ شدہ بستیوں ٹبوں ٹیلوں میں پائے جانے والے برتن چکیوں کے پاٹ تباہ حال بستیوں کی نشان دہی کرتی ہیں قرآن مجید میں ہے کہ باہر نکلو اور نافرمان قوموں کی تباہی سے عبرت حاصل کرو۔ ماضی میں انسان جو تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھا وحشت و بربریت کا مظاہرہ کرتے اور انسانی آبادیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتے یا یہ بستیاں قہر الٰہی سے تباہ ہوئی ہوں گی ان تباہ شدہ بستیوں جن کے قریب اللہ کے نیک بندے ٹھنڈی چھاؤں میں اپنا تقدس قائم رکھے ہوئے ہیں ایک اور بات جو ان کی عظمت کی دلیل ہے ان لمبے مزارات کے قریب دور حاضر کے اولیاء اکرام کے مزارات ہیں بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیط کے مزار مقدس کے قریب قطب المشائخ حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ قدس

marfat.com

سرہ کا آستانہ عالیہ مرجع خاص وعام ہے جہاں روزانہ تقریباً ایک ہزار انسانوں میں بلا تمیز لنگر تقسیم ہوتا ہے مل محمد اعوان شریف میں حضرت حمیالانؒ کے نو گز لمبے مزار کے قریب غریب نواز حضرت قاضی سلطان محمودؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ جسو سرائے حضرت نمماطوسؒ کے مزار کے قریب حضرت خواجہ سائیں گوہرالدین کا مزار مبارک ہے۔ صدیاں گزرنے کے باوجود ان پاک ہستیوں نے اپنا تقدس بحال رکھا ہوا ہے گجرات میں دفن ان انبیاء کے بارے میں جناب ریاض بٹالوی نے روزنامہ مشرق کے جمعہ میگزین مورخہ ۸ جنوری ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے ایک روایت کے مطابق حافظ شمس الدین گلیانوی دوران سفر بڑیلہ شریف میں رکے اور اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ انھیں درختوں کے جھنڈ میں عجیب سی خوشبو محسوس ہو رہی ہے یقیناً یہاں کسی نبی کی قبر ہے انہوں نے گاؤں سے ایک فرلانگ دور مذکورہ مقام پر حاضری دی اور گلو گیر لہجہ میں کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ یہ قیمتی خزانہ اس وقت ملا جب میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اس واقعہ کے چند ماہ بعد آپ وصال فرما گئے۔ ان دنوں خشک سالی سے لوگ پریشان تھے اور علاقہ میں قحط کے آثار پیدا ہو رہے تھے حافظ صاحب نے اہل دیہہ کو ساتھ لیا اور معدوم کے مدفن حصہ پر مٹی ڈلوا کر اونچا اور نمایاں کروایا اس نیک کام میں ہندوؤں اور سکھوں نے بھی حصہ لیا قبر مکمل ہونے کی دیر تھی کہ بادل آناً فاناً گھر آئے اور برسوں بعد اتنے زور کی بارش ہوئی کہ پورا علاقہ جل تھل ہو گیا یہ روایت کسی حد تک درست ہے کہ احترام مرقد نبی اور رسولوں کے توسط سے رحمت باراں کے لیے دعائیں شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہیں اس ضمن میں امام جعفر صادق کا ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے خلیفہ منصور عباسی کے دور میں ایک بار بغداد اور اس کے گردونواح میں خشک سالی سے زمین بنجر اور فصلیں ویران ہو گئیں حاکم وقت نے علماء دین کو نماز استسقاء کے لئے کہا کہ کھلے میدان میں دعا مانگی گئی لیکن بارش نہ ہوئی کہ پورا علاقہ جل تھل ہو گیا۔ یہ روایت کسی حد تک درست ہے کہ احترام مرقد نبی اور رسولوں کے توسط سے رحمت باراں کے لیے دعائیں شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہیں۔ اس ضمن میں امام جعفر صادق کا ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے۔ خلیفہ منصور عباسی کے دور میں ایک بار بغداد اور اس کے نواح میں خشک سالی سے زمین بنجر اور فصلیں ویران ہو گئیں حاکم وقت نے علماء دین بے نماز استسقاء کے لیے کہا کھلے میدان میں دعا مانگی گئی۔ لیکن بارش نہ ہوئی۔ اگلے روز بھی یہی حال رہا اور تیسرا دن بھی خالی گیا۔ علماء کی دعائے بے اثر سے مایوس ہو کر خلیفہ منصور نے عیسائی پادریوں کو طلب کیا اور انہیں بارش کے لیے دعا کرنے کو کہا جو ایک گروہ کی صورت میں جمع ہو گئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بارش طلب کرنے لگے۔ بادشاہ اور درباری یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پادریوں کے ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی کہ مغرب سے کالی گھٹائیں اٹھیں اور چھم چھم بارش ہونے لگی اب ہوتا یہ ہے کہ مسلمان دعا کرتے تو بارش نہیں ہوتی تھی جبکہ عیسائی ہاتھ پھیلاتے تو بارش ہونے لگتی تھی۔ اہل اسلام پریشان ہو کر حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں حالات و واقعات سے آگاہ

marfat.com

گیا اور مدد چاہی ۔ امام اپنے گھر سے نکلے اور پادریوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ آئیں اور ان کی موجودگی میں بارش کے لیے ہاتھ پھیلائیں ۔ فتح مندی کے نشہ میں سرشار علماء نصاریٰ کا گروہ میدان میں جمع ہو گیا اور دعا کی تیاریاں کرنے لگا۔ امام جعفر تنہا میدان میں نکلے اور بڑے راہب کو اپنے پاس بلا کر مٹھی کھولنے کے لیے کہا راہب نے اپنے ہاتھ میں ایک ہڈی دبا رکھی تھی امام نے اس سے ہڈی لے لی اور کہا کہ اب ہاتھ پھیلاؤ عیسائیوں نے کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر بازو اوپر اٹھائے لیکن بارش نہ برسا سکے ۔ تب امام نے فرمایا کہ یہ ہڈی کسی نبی کی ہے اور بارش کا برسنا اس ہڈی کا اعجاز تھا۔ بعد میں اپ نے یہ ہڈی کسی جگہ احترام سے دفن کرادی ۔ اس تاریخی واقعہ کی روشنی میں بڑیلہ شریف سے منسوب روایت کی صداقت معلوم کی جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ حافظ شمس الدین گلیانوی نے مرقد نبی کی صحیح نشاندہی کی تھی ۔ بڑیلہ شریف ایک سرحدی گاؤں ہے گجرات سے ۲۵ کلو میٹر دور جانب شمال مشرق قصبہ ٹانڈہ کے نزدیک واقع ہے یہاں سے وادی چھمب کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جو ریاست کشمیر کا حصہ ہے دریائے چناب اور توی اس کے قریب ہی بہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ قیام پاکستان سے قبل ہندو مزار کو بہت متبرک مانتے تھے اور صاحب مزار کو " منو بھونست " کے نام سے پکارتے تھے ۔ " منو بھوست " سنسکرت کا لفظ ہے اور اس کا مطلب کشتی والا ہے ۔ طوفان نوح کا ذکر آریاؤں کی قدیم مذہبی کتابوں میں بھی آیا ہے اور اس حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ اوائل ہی میں حضرت نوحؑ کی اولاد برصغیر پاک و ہند تک پھیل گئی تھی اور یہاں خوب پھلی تھی ۔ گجرات کے باشندے حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کی اولاد ہیں ۔ حضرت حام کا مزار ضلع جہلم پنڈ دادنخان کے قریب قصبہ روال میں ہے روال کے قریب میٹھے پانی کا چشمہ ہے مزار کی لمبائی ۳۶ گز ہے حضرت حامؑ کے بیٹے بربر کا مزار جھمٹ نزد کڑیانوالہ گجرات کے قریب برساتی نالہ میں ہے ان کے دوسرے بیٹے کوش کا مزار وحدرا نزد چک کمالہ ضلع گجرات میں ہے ان کے تیسرے بیٹے قنبطؑ کا مزار لڑھکی ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ ان کی قبروں کی لمبائی نو گز ہے ۔

حامیوں نے کشمیر کے نواح میں بڑی بڑی عمارات اور محلات تعمیر کروائے تھے لیکن شہروں اور مزاروں کی صورت ان کی آمد کی نشانات یہاں کے وسیع و عریض علاقہ میں پھیلے ہوئے ہیں بڑیلہ شریف کے قریب مٹی کے بڑے بڑے ٹبے اور ٹیلے اس امر کے گواہ ہیں کہ یہاں کبھی اولاد آدم کی عالیشان بستیاں آباد ہوں گی ۔ موضع شیخ چوگانی میں حضرت طانوحؑ حضرت اصنونؑ کا مزار ہے آپ حضرت یوسفؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں ۔ حضرت قاضی سلطان محمودؒ اعوان شریف نے علم کشف القبور کے ذریعہ گجرات کے آس پاس متعدد مزارات کی نشاندہی کی ہے ان کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام قبریں انبیاء کرام کی ہیں ۔ گجرات اور کشمیر کے نواح میں اب تک جتنی طویل و عریض اور قدیم ترین قبریں دریافت ہوئی ہیں انکو عبرانی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ نیک لوگ انبیاء کرام کی سرزمین حجاز عراق اور دمشق سے تبلیغ دین کے خاطر نکلے اور پوری دنیا میں پھیل گئے ۔ مشرق

marfat.com

وسطی سے سرزمین ہند چونکہ خشکی کے ذریعے بھی ملی ہوئی ہے لہذا اولاد نوح قافلوں کی صورت میں زیادہ تر اسی طرف آئی اور یہیں پر قیام پذیر ہوئی۔ ماضی میں سرزمین عرب اور ہندوستان کے درمیان تجارت خشکی راستہ سے جاری تھا۔ حافظ شمس الدین چالیس سال تک ان مزارات پر حاضری دیتے رہے علم کشف القبور کے ذریعے ان کے نام معلوم کیے اپنے کلام میں تحریر کیا کہ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے حافظ شمس الدین اپنے وقت کے ولی اللہ تھے۔

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ وادی کشمیر کے باشندے حضرت یوسف کے بیٹے کی اولاد ہیں اور انکا سلسلہ نسب حضرت یعقوبؑ سے ملتا ہے۔ جبکہ پٹھانوں کے قبیلہ مہمند کے بزرگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت جالوت کی اولاد سے ہیں اور ان کے جد امجد نے رحمت اللعالمین کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔

گجرات کی مرکزی جامع مسجد کے میناروں کی تعمیر کے سلسلہ میں کھدائی ہوئی تو زیر زمین ایسے انسانی ڈھانچے ملے جن کے قد عام انسان سے غیر معمولی طور پر طویل تھے۔ حضرت مولانا احمد لاہوری کو علم کشف القبور پر عبور حاصل تھا۔ ان کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ مولانا نے سرہند شریف میں کئی نبیوں کے مرقد کی نشاندہی کی تھی اور فرمایا تھا کہ انہوں نے مذکورہ قبروں سے نور کی شعاعیں پھوٹتی ہوئی دیکھیں جو آسمان تک جاتی تھیں۔ تاریخی اور دینی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم کو جنت سے نکالا گیا تو وہ سراندیپ سری لنکا میں نور کے مقام پر اتارے گئے جبکہ حضرت حوا کو جدہ میں اتارا گیا۔ حضرت آدم صفا پر اور حضرت حوا مروہ قیام پذیر ہوئی۔ حضرت آدم نے چالیس پیدل حج کیے اور اس کی اولاد حجاز اور ہند کے درمیان خوب پھلی پھولی اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہیں ہو گا۔ حضرت آدم کے بیٹے آغاز دنیا ہی سے ہندوستان میں آباد ہو گئے۔ برصغیر کے علاوہ گجرات میں بیشتر مقامات آبی گزرگاہوں کے قریب لاتعداد لمبے پختہ تعمیر شدہ مزار ہیں۔ جن کا شجرہ نسب راقم کے پاس محفوظ ہے۔ ان کی حقیقت اہل بصیرت تصوف اور معرفت والے ہی جان سکتے ہیں۔ صدیاں گزرنے کے باوجود مقامی افراد نے روایات کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ اس بحث سے قطعی نظریہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ سرزمین ہند نبیوں کا مدفن ضرور ہے۔ ایک جغرافیہ دان کے بقول اگر اتنی بڑی پرکار جس کا ایک سرا خانہ کعبہ پر اور دوسرا سرا دمشق پر رکھا جائے تو اس کو جانب مشرق دائرہ کی صورت میں گھمایا جائے تو اس خطہ کے اندر جتنے علاقے آئیں گے وہاں کوئی نہ کوئی نبی ان کے خلفاء شہداء غازیوں کے مزار پر ضرور پائے جائیں گے۔ اس نصف دائرہ میں برصغیر پاک و ہند کی سرزمین بھی آتی ہے۔ اس خطہ اراضی پر نبیوں کی تدفین کی سب سے بڑی اور سچی گواہی تو ختم المرسلین آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ کی ہے ان کی ایک حدیث ہے کہ مجھے سرزمین ہند کی طرف سے خوشبو آتی ہے ظاہر ہے یہ خوشبو رسولوں، نبیوں کے پاس ہموں کی ہی ہو سکتی ہے۔ حضرت قنبیط کے مزار پر ۱۹۴۷، ۱۹۶۵، ۱۹۷۱ء پاک فوج نے دوران جنگ قیام کیلئے یہاں شہداء کی یاد میں مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ ۳۵ شہداء کے اسمائے گرامی اس عبارت کے ساتھ درج ہیں۔ محاذ جنگ یکم

marfat.com

ستمبر ۱۹۶۵ء تا ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء منجانب ۸ عباسیہ بٹالیں بلوچ رجمنٹ ایک اور بات جو مزار کے بارے میں مشہور ہے چادر پوشی کے لیے پیمائش کرنے سے لمبائی کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ حاجی عنایت مولا نے ۱۹۹۳ء میں ساڑھے تین لاکھ روپے کی لاگت سے مزار کو سنگ مرمر سے تعمیر کیا۔ جس کے تمام اخراجات حاجی عنایت مولا ساکن بھدر تحصیل کھاریاں نے برداشت کیے ہیں۔ عنایت مولا ۱۹۷۱ء میں پاک آرمی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد انگلینڈ چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے۔

حضرت قنبیطؒ سے روحانی رشتہ کیسے بنا عنایت مولا بیان کرتے ہیں کہ انگلینڈ میں قیام کے دوران ایک نور کی لکیر روشن ہوئی۔ قریب آکر نورانی صورت نے کہا۔ ماں کے قدموں میں عبادت کرو چنانچہ عنایت مولا انگلینڈ میں دنیاوی سہولتوں اسائشوں کو ٹھکرا کو موضع بھدر ماں کے قدموں میں آگئے۔ دو سال تک عبادت کی اللہ کی راہ میں تمام مال و دولت لٹادی۔ حضرت قنبیطؒ خواب میں ملے ابھی کئی درجے طے کرنے ہیں۔ چنانچہ میلاد شریف کے موقع پر سو دیگیں میٹھے چاول کی غرباء میں تقسیم کیں۔ بعد میں ختم شریف کا سلسلہ بڑیلہ شریف مزار حضر قنبیطؒ مبارک پر شروع کیا۔ جب معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو ان برگزیدہ ہستیوں کو انسانوں کی ہدایت راہ راست پر لانے کے لیے ظاہر ہونا ہی پڑتا ہے تاکہ بجھے ہوئے دلوں میں نور کی شمع، روشن ہوسکے۔ حاجی عنایت مولا کی زیر نگرانی ساٹھ لاکھ روپے کی لاگت سے حضرت قنبیطؒ کا سارا مزار سفید سنگ مرمر سے از سر نو تعمیر کروایا ہے۔

عنایت مولا کا دنیا والوں سے کوئی رشتہ اور تعلق واسطہ نہیں ہے۔ بیوی بچے انگلینڈ چھوڑ آئے ہیں۔

اس مقدس جگہ کی بے حرمتی کرنے والوں کو موقع پر ہی سزا مل جاتی ہے۔ طوالت عبادت کے باعث یہاں تحریر نہیں ہو سکیں۔ حال ہی میں جب جدید تعمیرات ہو رہی ہیں۔ تو ایک پختہ تختی ملی جس پر تحریر ہے کہ حضرت قنبیطؒ ابن حضرت آدم۔ فیض علی درویش غوث زمانہ حضرت حافظ شمس الدین گلیانہ ۱۹۰۵ء۔ بڑیلہ شریف گجرات سے ۲۵ میل دور ٹانڈہ کے قریں دریائے توی کے قریب چھمب مناور روڈ پر واقع ہے۔ سرحدی قصبہ بڑیلہ شریف ۱۹۴۷ء، ۶۵ اور ۷۱ء میں مادر وطن کی حفاظت کیلئے دشمن کے لیے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا رہا یہ ان بزرگوں کی دعا کا نتیجہ تھا کہ دشمن یہاں آگے نہ بڑھ سکا حضرت قنبیطؒ عرف پیر سچا کا مزار بڑیلہ شریف سے جانب جنوب گھنے درختوں میں واقع ہے کبھی یہاں اتنے گھنے درخت ہوا کرتے تھے کہ دن کو بھی یہاں رات کا سماں ہوتا۔ صرف مزار کے حصہ تک دن کی روشنی ہوتی تھی یہاں سے کوئی درخت کی لکڑی کیا ایک ٹہنی تک نہیں لے جاسکتا۔ حاجی فرمان جو چودہ برس مزار حضرت قنبیطؒ پر رہے ہیں ۱۹۵۴ میں مزار حضرت قنبیطؒ کو پختہ تعمیر کروایا کئی لاکھ اینٹیں استعمال ہوئیں۔ وہ آج کل مزار نعما طوشؒ کے متولی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف کے تیسرے حصہ میں اپنے ایک مرید کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اپنے

marfat.com

نور نظر سے پاک وہند میں انبیاء کرام کے مرقد سے نور کے شعلوں کو کئی جگہوں سے بلند ہوتے دیکھ رہا ہوں ۔ ان انبیاء علیہ اسلام میں کچھ تو وہ ہیں جن پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا اور کچھ پر دو آدمی ایمان لائے اور کچھ پر تین کسی پر چار آدمی ایمان لائے ۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہم نے ہر قوم ہر بستی قبیلہ پر ہدایت کے لیے پیغمبر بھیجے ۔ حضرت قنبیط حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں جو رشد و ہدایت کے سلسلہ میں یہاں تشریف لائے بڑیلہ شریف ایک سرحد علاقہ ہے ماضی میں دریائے چناب کے پار ایک علیحدہ حکومت تھی جسے آج کل سیالکوٹ کہا جاتا ہے ۔ دریائے چناب کے کنارے حق باطل کے کئی معرکے ہوئے ۔ دریائے چناب اور دریائے توی کے قریب کئی نو گز لمبے مزار ہیں ۔ حضرت قنبیطؑ کو مقامی باشندے پیر سچا کے نام سے پکارتے ہیں ۔ ۱۹۴۷، ۱۹۶۵، ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں یہ علاقہ دشمن کی یلغار سے محفوظ رہا بلکہ ہر بار پاک فوج کو فتح نصیب ہوئی مزار حضرت قنبیطؑ پر تین بار حاضری دینے والوں کی دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں یہاں حاضر ہونے والے کبھی خالی نہیں جاتے ۔ اللہ تعالیٰ نے مزار حضرت قنبیطؑ المعروف پیر سچا پر فیض کا چشمہ جاری کر رکھا ہے ۔ ۱۹۹۰ء سے لیکر تا حال مزار کی تعمیر کا کام جاری ہے ۔ ۲۰ فٹ دنیا کے سب سے لمبے مزار پر چھت ڈال دی گئی ہے اخراجات کا تخمینہ ساٹھ لاکھ روپے کے قریب ہوا ہے مزر کے اوپر بلند و بالا گنبد بھی تعمیر کر دیا گیا ہے مزار کے احاطہ میں شہدا کی مسجد بھی از سر نو شاندار انداز میں تعمیر کی گئی ہے ۔ زائرین کے آرام کے لیے کمرے اور برآمدے تعمیر کر دیئے گئے ہیں ۔ یہ تمام تعمیرات حاجی عنایت مولا کے مزار پر حاضر ہونے کے بعد مکمل ہوئی ہیں عنایت مولا کو راقم کا بھرپور تعاون حاصل رہا ہے ۔ مزار کی تعمیرات کا تمام کام حضرت قنبیطؑ کے اشارہ کے مطابق ہو رہا ہے ہر سال ۳۰ ستمبر کو عقیدت و احترام سے عرس منایا جاتا ہے دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے ۔ آپ کا بہت زیادہ فیض ہے جسکی وجہ سے پیر سچا کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔

برصغیر میں نو گز لمبے مزاروں کی نشاندہی علم کشف القبور کے بحر بیکراں حافظ الدین از گلیانہ نے کی انبیاء کرام کا شجرہ راقم کی لکھی ہوئی کتاب گجرات تصاویر کے آئینے میں ، گجرات تاریخ کے آئینے میں ، سیالکوٹ سے خیبر تک ، پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزار میں درج ہے گجرات میں نو گز لمبے مزار جن میں بیشتر انبیاء کرام ان کے خلفاء کرام شہدا کے ہیں تفصیل یوں ہے :-

مزار حضرت قنبیط علیہ السلام کے ارد گرد کئی انبیاء کرام ، مرسلین ، شہداء ، غازیوں اور خلفاء کے مزارات ہیں ۔ یہ مزار اور تباہ شدہ بستیاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آبی گزرگاہوں کے کنارے ہیں ۔ سینکڑوں ہزاروں سال گزرنے کے باوجود ان کے مزار اور تقدس برقرار ہے ۔ دریائے چناب اور دریائے توی کے کنارے کسی زمانہ میں چتن اور بڑے شہر آباد تھے جن کے نام و نشان مٹ چکے ہیں البتہ اللہ کے نیک بندوں کے مزارات قائم و دائم ہیں ۔ مخلوق خدا حاضر ہو کر من کی مرادیں حاصل کر رہی ہے ۔

marfat.com

چک کمالہ کے قریب جوسرائے میں حضرت نعماطوس علیہ السلام کا ۲۲ گز لمبا مزار

برصغیر پاک وہند کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس سرزمین پر بے شمار اللہ کے نیک بندے تشریف لائے اپنی کشف و کرامات اور نیک عمل سے وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کا درس دیتے رہے۔ اس سرزمین پر فیض کے چشمے جاری کئے ان نیک ہستیوں کے روشن چراغ قدم قدم پر روشنیاں بکھیر رہے ہیں۔ آج ہم اپنے گردو نواح میں نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مخلوق خدا ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے۔ جو جہالت اور گمراہی کے سبب اپنے راستہ سے بھٹک گئی ہے مایوسیوں محرومیوں بدبختیوں نے انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کیونکہ ہم اپنے اسلاف کی اس فانی جہاں سے پردہ پوشی کے بعد ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کررہے ہیں۔ یہاں حضرت نعماطوس علیہ السلام کا مزار ہے جس پر سفید سنگ مرمر کی تختی پر یہ نام لکھا ہوا ہے مزار شریف عالم اسرار حضرت نعماطوس علیہ السلام تعمیر مزار ۱۳۳۵ھ جبکہ مسجد کی تختی پر نعماطوس درج ہے۔ کرڑیانوالہ روڈ پر کوٹلی کوہالہ سے ایک سڑک چک کمالہ کی طرف جاتی ہے۔ چک کمالہ سے تھوڑے فاصلہ پر جو سرائے کے قریب ڈوبہ شریف میں حضرت نعماطوس کا مزار ہے۔ جہاں بابا فرمان صاحب عرصہ پندرہ سال سے مزار پر مسلسل قیام پذیر ہیں۔ ڈوبہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ انتہائی نشیبی علاقہ میں واقع ہے۔

مزار نعماطوس کی لمبائی بائیس گز کے لگ بھگ ہے۔ چوڑائی بھی اچھی خاصی ہے۔ مزار کے چاروں طرف چار دیواری بھی تعمیر کی گئی ہے۔ مزار کا تعویز پختہ کیا گیا ہے۔ اردگرد گھنے درخت ہیں جہاں صبح و شام پرندے چہچہاتے ہیں

marfat.com

اور انسان کا غم بھلاتے ہیں قریب مسجد تعمیر کی گئی ہے کنواں اور نلکا بھی ہے۔ اس نلکا میں یہ خوبی بزرگ کی دعا کی وجہ سے ہے کہ یہ پانی گرمیوں میں انتہائی ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم ہوتا ہے۔ بابا فرمان صاحب موضع میں مرطوش کے مزار پر کئی سال حاضر رہے ہیں۔ شیخ چوگانی حضرت طانوخ کے مزار کے علاوہ بڑیلہ شریف حضرت قینیط کے مزار پر زندگی کا بیشتر حصہ گزار چکے ہیں۔ مزار حضرت نعماطوسؒ کے بارے میں بتایا کہ یہ مزار حضرت سائیں گوہر الدین جنیدؒ شریف والوں نے تعمیر کروایا اس مزار کی تعمیر سے قبل جب چھ سات فٹ زمین کھودی گئی تو زیر زمین پختہ قبر پائی گئی جس پر یہ مزار تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار کی اینٹ اب بھی چک کمالہ کے کنواں میں نصب ہے ۔صاحب مزار حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔ روئے زمین پر نبیوں اور رسولوں کا جو سلسلہ آیا آپ ان ہی کی اولاد میں سے ہیں یہ سلسلہ اس خطہ میں دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ راقم نے تقریباً ہر مزار پر حاضری دی لیکن یہاں کوئی چرسی بھنگی یا زنجیروں چوغوں زلفوں والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ یہاں کسی قسم کا شور نہیں۔ یہاں سکون ہی سکون ہوتا ہے۔ پرندوں کی چہک سے سرور ملتا ہے۔ ان مزارات پر کوئی تعویز دھاگہ دینے کا کاروبار نہیں ہوتا نہ ہی کھوولی بھنگڑا اور نہ ہی قوالیاں ہوتی ہیں

گجگرانی کے قریب موسیٰ حجازی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھتیجے بیان کئے جاتے ہیں۔ موضع میں مرطوش حضرت موسیٰؑ کے صحابی ہیں شیخ چوگانی میں دوسرا مزار حضرت آمنون علیہ السلام کا ہے جو حضرت داؤدؑ کے پوتے ہیں بڑیلہ شریف حضرت قنیط حضرت آدم کے بیٹے ہیں۔ دھمتھل کے ٹیلہ پر مدفن حضرت داؤد کے بیٹے ہیں۔ کاسب کے ٹبہ پر ولی اللہ دفن ہیں ٹانڈہ کے وسط میں بھی سلیمانی لشکر کا کوئی فرد دفن ہے۔ بہلول پور قلعہ سورہ سنگھ کے جنگلات میں حمد قندھاری بھی پاک ہستیوں میں سے ہیں ریحان کے ٹبہ پر صاحب مزار کا نام صفدان ہے۔ جو حضرت موسیٰ کے بھتیجے ہیں۔ جلالپور جٹاں کے نوگزہ مزار میں اللہ کے نیک بندے دفن ہیں۔ اعوان شریف کے قریب موضع مل کے درختوں کے جھنڈ میں پیر لنگر محو استراحت ہیں اعوان شریف کے وسط میں نوگز خانقاہ سلیمانی لشکر کے غازی کی ہے۔ موضع آہی کے مزار میں بھی پاک ہستی دفن ہے۔ اہل دیہہ نے یہ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا ہے۔ جلالپور صوبتیاں کے قریب چار لمبے مزار ہیں جو کیرانوالہ کے وسیع و عریض رقبہ میں طرطوش کا مزار ہے جو نبی بتائے جاتے ہیں۔ کھوڑی میں نوبابا صحابی ذات آدم ہے۔ رنگڑہ برملا سرخ پور ڈب کے قریب بھی سلیمانی لشکر کے افراد مدفن ہیں۔ کھاریاں کے گراؤنڈ میں اور موضع طاہر میں ۲۲ گز لمبے مزار میں حضرت سلوا نامؑ دفن ہیں۔ کھاریاں ڈنگہ روڈ امرہ کلاں، امرہ خورد صاحب مزار کا سلسلہ ان نیک ہستیوں سے ملتا ہے۔ ہوارہ مغلاں کے سو کنال رقبہ میں صاحب مزار کو سید موسیٰ ولی کے نام سے پکارتے ہیں۔ وزیر آباد کے قریب بھروکی میں ناتن النبی حضرت داؤد کے بیٹے ہیں۔ وزیر آباد کے اور ہیڈ برج اور ریلوے لائن میں سلیمانی دور کے صحابی دفن ہیں حضرت حطارؑ جو چوہدووال میں دفن ہیں۔ آزاد کشمیر پیر مونگا ولی کھاریاں چھاؤنی کے گراؤنڈ چھمب وتالہ کے مزارات امم سابقہ کی کڑیاں ہیں۔ یہ تمام مزار قدیمی شاہراہ کے قرب وجوار میں ہیں۔

marfat.com

نوٹلی کوہالہ کے قریب جھمٹ میں حضرت بر بر علیہ السلام کا مزار

جلالپور جٹاں سے ایک سڑک کڑیانوالہ کی طرف جاتی ہے کڑیانوالہ بہت قدیمی قصبہ ہے موجودہ تھانہ بھی ایک بلند بالا ٹیلے پر موجود ہے۔ برسات کے موسم میں جب اس ٹیلہ سے مٹی کے تودے گرتے ہیں تو ان میں پرانے سکے مٹی کے برتن اور کئی اشیاء ملتی ہیں۔ جو اس علاقہ کے قدیمی ہونے کی نشاندی کرتی ہیں۔ قریب ہی جینڈ ھڑ شریف میں آستانہ عالیہ حضرت خواجہ گوہرالدین ہے کوٹلی کوہالہ سے ایک سڑک چک کمالہ کی طرف جاتی ہے۔ جو حال میں تعمیر ہوئی ہے کوٹلی کوہالہ ایک بہت قدیمی قصبہ ہے بلند وبالا ٹیلے پر واقع ہے۔ ٹبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں یہ کوئی بڑا شہر ہوگا بلندی پر ٹبے کے عین اوپر ایک لمبا مزار ہے۔ جو اس بات کا داعی ہے کہ یہاں اللہ کا نیک بندہ انسانوں کو ہدایت دینے کے لئے آیا ہو۔ اللہ کے بتاتے ہوئے راستہ کا درس دیتا ہوا وفات پا گیا اور یہیں دفن کیا گیا ہو یہ ٹبہ کافی بلندی پر واقع ہے یہاں بھی مٹی کے ٹبہ سے بہت پرانی اشیاء ملتی ہیں۔

چک کمالہ روڈ کے جانب شمال جھمٹ رانجھا کے قریب برساتی نالہ میں حضرت بر بر کے مزار پر تعمیر کا کام از سر نو شروع ہوگیا ہے۔ تعمیر کا کام سائیں محمد رمضان کرا رہے ہیں جو ایک درویش اللہ والے انسان ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ان مزارات پر گزارا ہے۔ اور دنیا جہاں کو ترک کر چکے ہیں۔ دنیاوی کام کاج سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے۔ وہ آج سے کئی سال پہلے مزار حضرت بر بر پر حاضری دیتے رہے۔ ۱۴ سال یہاں رہے، چراغ روشن کرتے رہے ان کے بقول یہ خانقاہ پختہ تعمیر تھی نوگز لمبی تھی لیکن کڑیانوالہ کے برساتی نالہ کی طغیانی کی وجہ سے یہ مزار برد ہوگیا گردو نواح کے عمر رسیدہ افراد بتاتے ہیں کہ یہاں کبھی یہ ایک عالی شان مزار ہوا کرتا تھا مزار کے قریب بارہ مہینے پانی تالاب میں موجود رہتا مزار کے قریب ہی تباہ شدہ شہر کے آثار ملتے ہیں جس کا نام چک سنگرانہ تھا یہاں ہڈیوں کے پنجر مٹی کے برتن دھات کی اشیاء موتی وغیرہ اکثر ملتے رہتے ہیں۔ حضرت بر بر کا مزار جب نالہ برد ہوگیا تو سائیں محمد رمضان ترک سکونت کر کے فتح شاہ پور کالووال سات چک ہیراں ملکوال کے قریب ان مزارات پر چلے گئے۔ وہاں جدید تعمیرات کے بعد لنگر اور ختم شریف کا سلسلہ جاری رکھا۔

عرصہ کئی سالوں کے بعد حضرت بر بر کی طرف سے اشارہ ہوا کہ برساتی نالہ نے رخ تبدیل کرلیا ہے ہمیں بھول گئے ہو آ کر مزار آباد کرو چنانچہ یہ اشارہ پا کر سائیں محمد رمضان نے حضرت بر بر کے مزار کی از سر نو تعمیر کا تہیہ کرلیا مزار کے اوپر ریت کی تہہ تھی۔ ریت میں مزار کے آثار نہیں مل رہے تھے۔ خواب میں اشارہ ہوا مزار کی نشاندہی کے لئے قدیمی شیشم کے درخت کے شمال کی سمت تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر مٹی اور ریت ہٹاؤ جس مقام پر اشارہ ہوا۔ جب مٹی ریت ہٹائی گئی تو چار پانچ فٹ کی گہرائی کے بعد مزار کی بنیادیں مل گئیں چنانچہ سائیں محمد رمضان نے ان ہی بنیادوں پر مزار کی تعمیر کا کام شروع کردیا۔ یہ مزار از سر نو تعمیر ہو چکا ہے۔

راقم نے سنگ مرمر کی تختی پر صاحب مزار کا نام مختصر تاریخ لکھ کر مزار پر نصب کردی ہے۔

marfat.com

کڑیانوالہ کے قریب موضع دھمتھل کے ٹبہ پر حضرت یوشع بن نون کا نو گز لمبا مزار

تحصیل گجرات کی شمالی سرحدیں کشمیر سے جا ملتی ہیں۔ اگرچہ یہ علاقہ بارانی ہے۔ لیکن یہاں کی زمین بہت زرخیز ہے۔ میدانی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں ہر چند میل کے فاصلہ پر برساتی نالے ہیں۔ ان میں بارشوں کے علاوہ سیم کا میٹھا پانی سارا سال بہتا رہتا ہے۔ مال مویشی کے علاوہ انسانی ضرورت بالخصوص دیہاتی خواتین ان کے کناروں پر بیٹھ کر کپڑے دھوتی نظر آتی ہیں۔ پانی کے ان آبی ذخائر کے کنارے یہاں قدیمی بستیاں آباد ہیں بڑے بڑے ٹبے ٹیلے بلند بالا دیو قامت بوہڑ کے درخت اور گردو نواح گزرنے والی شاہراہیں اس خطہ کی قدیمی ہونے کی داعی ہیں۔ اس حلقہ میں قصبہ کڑیانوالہ کو ماضی میں اور اب بھی مرکزی حیثیت حاصل ہے کڑیانوالہ سے درجنوں سڑکیں نکلتی ہیں اور اتنی ہی سڑکیں گردونواح اور دور دراز کے علاقوں سے آکر یہاں ملتی ہیں۔ کڑیانوالہ کو برساتی نالہ نے تین اطراف سے گھیر رکھا ہے۔ یہ نالہ کڑیانوالہ کے شمال مشرق اور کسی حد تک جنوب کی طرف سے گزر کر جلالپور جٹاں کی طرف جا نکلتا ہے۔ کڑیانوالہ سے ایک سڑک نکل کر ٹانڈہ سے ہوتی ہوئی بہلول پور سیالکوٹ کی طرف جا نکلتی ہے۔ یہ بڑی سڑک حاجی والہ پیرو شاہ سے نکل کر دولت نگر گلیانہ ڈنگہ سے ہوتی ہوئی درہ خیبر کو جا نکلتی ہے۔ کڑیانوالہ کا پرانا ٹبہ جس پر اب تھانہ قائم ہے۔ قریب ہی پانی کا چھپڑ بھی تھا جہاں پانی سارا سال جمع رہتا تھا کڑیانوالہ کے اس ٹبہ پر تھانہ قائم ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اس قلعہ نما عمارت پر قائم تھانہ کی عمارت بھی ایک قدیمی عمارت ہے۔ ہزارہا سال گزرنے کے باوجود یہ بلند و بالا ٹبہ اب بھی قائم دائم ہے۔ البتہ شمال کی طرف آہستہ آہستہ شکستہ ہو کر گر رہا ہے۔ کیونکہ برسات کے موسم میں شمال کی طرف سے مون سون ہوائیں ٹکراتی ہیں تو اس علاقہ میں موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں۔ اس علاقہ کا موسم کسی حد تک کشمیر سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

موسم برسات میں یہاں خوب بارشیں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں جابجا برساتی نالے ہیں۔ پانی انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے۔ پانی کے آبی ذخائر کی وجہ سے یہاں قدیمی آبادیوں یعنی مٹی کے ٹبوں کے آثار ملتے ہیں۔ ماضی میں قلعہ نما بلند ٹبوں پر انسان آباد ہو کر قدرتی آفات اور انسانوں کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رہتا ہے ایسا ہی ایک بلند بالا ٹبہ موضع دھمتھل میں ہے۔ کڑیانوالہ سے ایک سڑک دھمتھل کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک کے کنارے شیشم کے بڑے بڑے درخت اس سڑک کے قدیمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ یہ سڑک سکھر چک بزرگ سے ہوتی ہوئی بڑیلہ شریف مناور کشمیر کی طرف جا نکلتی ہے۔ اسکی دوسری شاخ ٹانڈہ بہلول پور سرخپور کی طرف جاتی ہے۔ دھمتھل کے اس بڑے ٹبے پر بوہڑ کے بڑے بڑے قدیمی درخت ہیں۔ یہاں بہت بڑا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں بوہڑ کے درختوں کے دامن میں حضرت یوشع بن نون علیہ اسلام کا مزار ہے۔ جس کی لمبائی نو گز ہے۔ یہاں قرب و جوار چند اور بھی نو گز لمبے مزار ہیں۔ دھمتھل کے اس ٹبہ کے جانب شمال ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جسے شہید

marfat.com

بابا کے نام سے پکارتے ہیں۔ مزار پختہ تعمیر ہے اس ٹبہ کے جانب شمال مٹی کے برتنوں کے لاتعداد ٹکڑے زمینوں میں بکھرے نظر آتے ہیں۔ تھوڑے سے فاصلہ پر سرہالی کلاں میں ایک ٹبہ نما قبرستان میں ۹ گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے۔ اور چار دیواری کے علاوہ چھت بھی ہے۔ سرہالی کلاں کے قریب برسات کے بعد زیر زمین مٹی کے تندوروں کی ایک قطار دیکھی گئی ایک قطار میں کئی مٹی کے تنور زیر زمین دیکھے گئے یہ بات مشہور ہے کہ شیخ چوگانی میں حضرت یوسف ؑ کے پوتے کا مزار ہے تو یہاں مصری تہذیب کے آثار ضرور ہوں گے۔ کیونکہ مصری تہذیب میں انسان کو مرنے کے بعد زہر لگا کر یعنی لاشوں کو حنوط کر کے مٹی کے تندوروں میں دفن کیا جاتا تھا۔ اب بھی مصر کے عجائب گھر میں حنوط شدہ لاشیں موجود ہیں۔

سرہالی کلاں کی ایک علمی شخصیت نے اس مزار کے بارے میں بتایا۔ یہاں جنات انسانی شکل میں حاضری دیتے ہیں۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر فتالیاں میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ یہاں برگد کا بہت بڑا درخت ہے حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ صفحہ ۳۳۲ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت شمعون ہے۔ حضرت پیر نصیب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اس مزار پر حاضری دیتے تھے۔ قریب ہی پانی کا نالہ بھی ہے۔ قریب ہی ایک اور نوگز لمبی خانقاہ ہے صاحب مزار کو بابا سمبل سرکار کے نام سے پکارتے ہیں۔۔ قیام پاکستان سے قبل ریاست کشمیر کے تجارتی قافلے یہاں قیام کرتے تھے۔ اس مزار کے تقدس کی وجہ سے ان کا مال تجارت محفوظ رہتا۔ پرانے زمانے میں بار برداری کا کام اونٹوں گھوڑوں بیلوں گدھوں سے لیا جاتا جو اپنی پیاس اس نالے کے پانی سے بجھاتے سرہالی کلاں کے قریب سے ایک سڑک جو بھوج پور اعوان شریف سے ہوتی ہوئی ملکی کوٹلہ ارب علی خاں کی طرف سے جا نکلتی ہے۔ جانب مشرق سنج دھونچک سے ہوتی ہوئی ریاست جموں و کشمیر کی طرف جاتی تھی۔ موضع ملہو اور بوڑے جال میں بھی نوگز لمبے مزار ہیں جو پختہ تعمیر ہیں دھمتھل کے جانب جنوب مشرق گھنے درختوں میں ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جو موضع پنڈی کی حدود میں واقع ہے۔ جو یہ مزار پختہ تعمیر ہے۔ مسجد کے علاوہ زائرین کے آرام کے لئے کمرہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ پانی حقہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ باورچی خانہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار کے ارد گرد ایسے درخت ہیں جن کی عمریں ہزارہا سال ہوتی ہیں۔ چیچیاں کے قریب دواڑہ کے کنارے ٹبہ پر ایک مزار ہے۔ دھمتھل کے جانب جنوب چک میراں میں ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جو شاہ شہید بابا کے نام سے مشہور ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے صوفی محمد اسحاق اس مزار کی نگرانی کرتے ہیں۔

صوفی محمد اسحاق نے بتایا کہ محمد لطیف کا بچہ سخت بیمار ہوگیا اس نے مزار پر حاضری دی اور اللہ کی مہربانی اور صاحب مزار کی نظر کرم سے بچہ چند یوم میں تندرست ہوگیا چک میراں کے قریب ڈھوبے شریف میں حضرت نعما طوس کا ۲۲ گز لمبا مزار ہے۔ کڑیانوالہ کے نواحی قصبہ پھانبڑے میں ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہیں۔ موضع دھمتھل کے مزار کے بارے میں راقم نے مزار کے متولی سے رابطہ کیا تو اس نے مزار کے قدیمی اور روحانی ہونے کی تائید کی۔ انہوں نے بتایا اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کی کئی اشیاء ملتی ہیں۔ یہاں سے سات کچی سڑکیں نکلتی

marfat.com

ہیں۔ جو سکھر، سرہالی، حسن ڈھینڈہ، کاسب وزیر لاٹی پنڈی، بارو دریا سرائے کڑیا نوالہ کی طرف جاتی ہیں۔ دھمتھل کے ٹبہ پر مزار کی نگرانی دیکھ بھال اور روحانی فیض حاصل کرنے والے خاندان کے فرد سائیں علم دین سے رابطہ قائم کیا تو معلوم ہوا کہ سائیں علم دین رحمۃ اللہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۳ کو مالک حقیقی سے جا ملے ہیں۔ سائیں علم دین بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ انتہائی پرہیز گار متقی انسان تھے۔ آپ نے اپنے مرشد کامل حضرت پیر نصیب علی شاہ صاحب کے فرمان کے مطابق مزار پر پچاس سال گزارے ہیں آپ کو اس مزار سے اس لئے بھی عقیدت ہے کہ آپ کے مرشد کامل حضرت پیر نصیب علی شاہ صاحب نے ۴۱ دن یہاں چلہ کشی کی سائیں علم دین رحمۃ اللہ علیہ نے مزار کو ۱۹۷۷ میں اہل دیہہ کے تعاون سے پختہ تعمیر کروا کر مزار کے اوپر چھت ڈال دی اور مزار کی تعمیر پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے آپ مزار پر دن رات قیام کرتے ہیں مسافروں کے علاوہ مزار پر حاضر ہونے والوں کی خاطر تواضع کرتے موسم کے مطابق چائے پانی پیش کرتے۔ سائیں صاحب کا خاندان تین پشتوں سے اس مزار پر حاضری دے رہا ہے۔ مزار کی نگرانی دیکھ بھال تعمیرات بھی کروا رہے ہیں۔ سائیں صاحب عموماً فرمایا کرتے جس دھرتی پر کسی ولی اللہ نے قیام کیا ہو وہاں اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔

اہل دیہہ کے تعاون سے مزار کو از سر نو تعمیر کیا گیا۔ مزار کی تعمیر کا از سر نو آغاز مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۹۳ء، ۱۸ شعبان ۱۴۱۳ھ ۳۰ ماگھ ۲۰۴۹ب بروز جمعرات کو شروع ہوا۔ مزار میں تین اور قدیمی قبریں بھی ہیں۔ جو جدید تعمیرات میں مزار کے کمرہ سے باہر پختہ تعمیر کر دی گئی ہیں۔ مزار کی عمارت انتہائی پختہ انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔ تعمیر کا کام شروع ہے۔ اب تک لاکھوں ہزار روپے خرچ آیا ہے۔ صوفی پیراں دتہ نے بتایا کہ کئی بار مزار سے اشارہ ہوا مزار تعمیر کرو۔ گھر تعمیر کرو۔ میں نے تعمیرات سے قبل عرض کی سرکار جب مزار مکمل ہو گا میں آپ کے نام کی تختی نصب کرنا چاہتا ہوں۔ اسم گرامی بتایا جائے چنانچہ اشارہ ہوا میرا نام یوشع بن نون علیہ السلام ہے۔ آزاد کشمیر کے قصبہ پوڑ میں جو مزار ہے وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ صاحب مزار کا نام شمعون ہے۔ یہ مزار بھی پختہ گنبد نما انداز میں تعمیر شدہ ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان مزارات کی حفاظت جنات کر رہے ہیں۔ صدیاں گزرنے کے باوجود اللہ کے نیک بندوں کے نشان نہیں مٹ سکے۔ انسانی بستیاں اجڑی آباد ہوئیں۔ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ لیکن ان نیک ہستیوں کے نشان قائم اور دائم ہیں۔ وہ صرف اہل نظر ہی پہچان سکتے ہیں۔ لاکھوں ہزاروں انسانوں کے شہر میں آپ اس گھر میں جائیں گے۔ جہاں کہ آپ کی شناسائی ہو گی۔ مزار حضرت یوشع بن نون کے مزار تک جانے کے لئے دھمتھل کے راستہ میں ایک برساتی نالہ ہے۔ اس ٹبہ کے قریب جب ٹیوب ویل کے لئے زمین کھودی گئی تو زیر زمین مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے زیادہ سے زیادہ تعداد میں پائے گئے اس ٹبہ پر کوئی بڑا شہر تباہ ہوا ہو گا تو گزیں مزار عالی شان انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ ٹبہ کے آثار دور دور تک پھیلے ہوتے ہیں جو اس بستی کے قدیمی ہونے کے ذامی ہیں۔ راقم اس مزار پر کئی بار حاضری دے چکا ہے۔ دینی دنیا دی فیض سے مالا مال ہوا۔

marfat.com

ہزارہ مغلاں میں المعروف سید موسیٰ ولی کا نو گز لمبا مزار

ہیں تحصیل گجرات کے شمال مشرقی حصہ میں پہاڑی سلسلہ کے قریب بڑی بڑی شاہراہوں سے قریب ندی نالے اور سال بہنے والے میٹھے پانی کے چشمے صدیوں سے بنی نوح انسان پرند چرند کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اور تا قیامت یہ سلسلہ رہے گا۔ پانی انسانی زندگی کا لازمی جز ہے۔ قدیم ادوار میں انسانی آبادیاں ان مقامات پر قائم تھیں جہاں پانی کے اور زندگی گزارنے کے لیے آسائشیں میسر تھیں۔ اس علاقہ سے گزرنے والی سڑکیں کشمیر کے علاوہ مشرق وسطی ین عرب اور برصغیر کو ملاتی تھیں ان راستوں سے تجارتی قافلوں کے علاوہ سرزمین عرب سے اللہ کے نیک پیغام نے والی برگزیدہ شخصیات بھی گزریں جو اس علاقہ کی خوشحالی کے پیش نظر یہاں قیام پذیر ہو گئے بیشتر حق کے راستہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ زمانہ قدیم سے گنبد اور مینار کا رواج نہیں تھا مرنے والی کی شخصیت اور حیثیت کے مطابق قبر عام قد سے لمبی بنائی جاتی تھی۔ تاکہ صاحب قبر کا احترام اور عزت برقرار رہے۔ جہلم کے پہاڑی علاقہ کے ختم ہی گجرات کے سرسبز میدانی علاقہ شروع ہو جاتا ہے اس میدانی علاقہ میں خوردنی اجناس بھی پائے جاتے ہیں اس خطہ بجا ٹیلے ٹیلے پائے جاتے ہیں۔ ساہا سال بہنے والی ندی نالوں کے کنارے لمبی قبریں ہیں۔ جنہوں نے اپنا تقدس صدیوں گھنے درختوں سے قائم کر رکھا ہے۔ یہاں کوئی غیر شرعی حرکات نہیں ہوتیں۔ انسانی بستیاں آباد ہوئیں انسانوں کے تباہ و برباد ہوئیں۔ یا نافرمان ہونے کی بنا پر ان پر قہر الٰہی نازل ہوا اور وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ لیکن اللہ کے نیک فنا نہیں ہوتے۔

جہناں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی نئیں مردے
کامل ولیاں دے درتے آ تک لے دیوے بلدے

ان نیک ہستیوں میں ایک کامل انسان حضرت سید موسیٰ ولی بھی ہیں جن کا مزار ہزارہ مغلاں میں ہے۔ ہزارہ مغلاں والہ کے شمال مغرب کی جانب ایک برساتی نالے پر واقع ہے یہ علاقہ دوسرے علاقہ کی نسبت قدرے زرخیز ہے۔ سے تھوڑے فاصلے پر ٹبے اور ٹیلے صدیاں گزرنے کے باوجود موجود ہیں۔ حضرت سید موسیٰ ولی کا مزار جس جگہ ہے اس کے نام تقریباً چار سو کنال رقبہ الاٹ ہے۔ یہاں گھنے درخت ہیں یہاں ٹبے ٹیلے کھنڈرات اس بات کی نشاندہی کرتے کہ ماضی میں یہاں کوئی بڑی بستی آباد تھی۔ ان ٹبے ٹیلوں سے شدید بارش ہو تو اس تباہ شدہ بستی کی مٹی سے مٹی کے برتن مقام پر مٹی کھودنے سے راکھ کے آثار بھی ملتے ہیں۔ صاحب بصیرت کے بقول یہاں ان ہستیوں کی پانچ قبریں ہیں ان یک پختہ ہے۔ دوسری کچی ہے۔ باقی تین کی نشاندہی نہیں ہوتی۔ پکے مزار میں صاحب مزار کا نام حضرت سید موسیٰ ولی کچے مزار میں مدفن ہستی کا نام یوسف ہے۔ یہ بات بھی مشہور ہے یہ جرنیل سپہ سالار کفار کے ساتھ جنگ میں شہید ہوتے ان کے ہندوؤں کا کہنا ہے کہ خاص موقع پر کبھی کبھی رات کو یہاں روشنی کی کرنیں پھوٹتی دیکھی گئی ہیں۔ راقم نے تمام مزارات پر حاضری دی ہے۔ بیشتر مزارات پر اتنے درخت ہیں کہ دن کو اندھیرا ہو جاتا ہے۔ کسی سماج دشمن عناصر کو یہاں چھپ کر وارداتیں کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔

marfat.com

مزار کے قریب درختوں کے تنے اور شاخیں جھک جھک کر مزار پر عقیدت کا اظہار کر رہی ہیں اور سایہ کر رکھا ہے۔ یہ
مشاہدے میں آیا ہے کہ یہاں کوئی غیر شرعی حرکت نہیں ہوتی۔ ان مزارات کے بارے میں مقامی باشندوں کے سینوں
صدیوں سے روایات نسل در نسل چلی آ رہی ہیں۔ یہ روایات حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں۔ صاحب بصیرت اور مقامی باشندوں
کثیر رقم خرچ کر کے ان مزارات کو قیمتی پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اجڑی تباہ حال بستیوں میں یہ لمبے مزارات اس
کے ہیں جن کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ غالباً اس دور میں تاریخ مرتب کرنے کا رواج نہیں تھا۔ بہر حال کلام
میں آیا ہے ہم نے ہر قوم بستی قبیلہ کے پاس نبی یا پیغمبر بھیجا ہے۔ ان قدیمی لمبے مزارات کی اہمیت اس سے بھی
ہے۔ گرد و نواح کے دیہات کے رہنے والوں کو ان سے بے پناہ عقیدت ہے۔ وہ یہاں حاضری دیتے ہیں۔ سالانہ عرس
کرتے ہیں۔ اور نیاز بھی تقسیم کی جاتی ہے۔ قیمتی لکڑی لے جانے یا درخت کاٹنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوتی۔ ہزارہ
میں ایک اور بزرگ بابا فضل شاہ کا مزار بھی ہے۔ جو گاؤں میں واقع ہے بابا فضل شاہ بابا جگو شاہ آف ملہو کھوکھر کے مرید
یہاں عید الفطر عید بکر کے موقع پر عرس اور میلہ ہوتا ہے مزار حضرت سید موسیٰ ولی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ روضہ کے
چھت بھی ہے ساتھ مسجد نلکا بھی ہے۔ آرام کے لئے یہاں کمرہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کمرہ میں اپنے وقت کے ولی کامل
نصیب علی شاہ نے چلہ کشی کی فیض حال کیا جن کا آستانہ چھالے شریف میں ہے۔

پیر نصیب علی شاہ اس کمرے میں قبر کے سائز کا گڑھا کھود کر اس میں بیٹھ کر چلہ کشی کرتے رہے۔ اور سالہا سال یہاں
دیتے رہے۔ یہاں مرد کامل گیلانی بخش صاحب بھی چلہ کشی کرتے رہے۔ قریب ہی وڈا پنڈ میں پیر فضل شاہ کا آستانہ
بھی ہے۔ ہزارہ مغلاں کے بابا اکبر صاحب عرصہ دراز سے حاضری دے رہے ہیں۔ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہے۔ وہ
ہزارہ مغلاں سے بروزانہ پیدل مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ ہر سال باقاعدگی سے عرس منعقد کراتے ہیں۔ پورا دن مزار پر
رہتے ہیں۔ بابا اکبر کے مطابق یہاں روحانیت کے متلاشی اکثر و بیشتر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ دنیاوی مرادیں بھی پوری
ہیں۔ مریضوں کو شفا ملتی ہے۔ مزار حضرت سید موسیٰ ولی کے قریب لڑکوں کے لیے ہائی سکول کی عمارت تعمیر کر دی
ہے۔ جس کی وجہ سے مزار کے قریب رونق بڑھ گئی ہے۔ ان ٹیلوں ٹبوں پر پائے جانے والے مٹی کے برتن اور ان
ٹکڑوں کے بارے میں بابا اکبر نے اپنے دور کی باتیں بیان کیں آج زمانہ بدل گیا ہے ماضی میں انسان بہت محنتی اور جفاکش
کئی کئی میل پیدل چلتا تھا سادہ خوراک استعمال کرتا تھا۔ بیاہ شادی کے موقع پر مٹی کے برتن جن کو پنجابی زبان میں کنال
کنالیاں جھاکھ بادیئے پیالے مٹی کی تھالیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ مٹ میں دال پکائی جاتی تھی۔ ساتھ ابلے ہوتے
ہوتے۔ دوسرا کھانا ابلے ہوئے چاول دیسی گھی شکر یا گڑ کا استعمال ہوتا تھا۔ شادی کے موقع پر تمام تر مٹی کے
استعمال ہوتے تھے جو تمام گاؤں کے گھروں سے اکٹھے کر لیے جاتے تھے۔

گوشت اور دیگر مرغن غذاؤں کا استعمال بہت کم تھا۔ لوگوں میں خلوص محبت پیار کے رشتے قائم تھے۔ غمی خوشی پر
دوسرے کے دکھ درد میں برابر شامل ہوتے تھے۔ بابا اکبر شاہ نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج قدریں بدل گئی ہیں
بدل گیا ہے۔ وہ انسان نہیں رہا جو میں نے اپنے وقت میں دیکھا تھا۔ بستیوں میں پیار محبت کے رشتے تھے ایک دوسرے

marfat.com

دہانت لیا کرتے متاثرہ شخص کو پریشانی سے بچا لیتے تھے اب یہ چیز ختم ہو گئی ہے۔

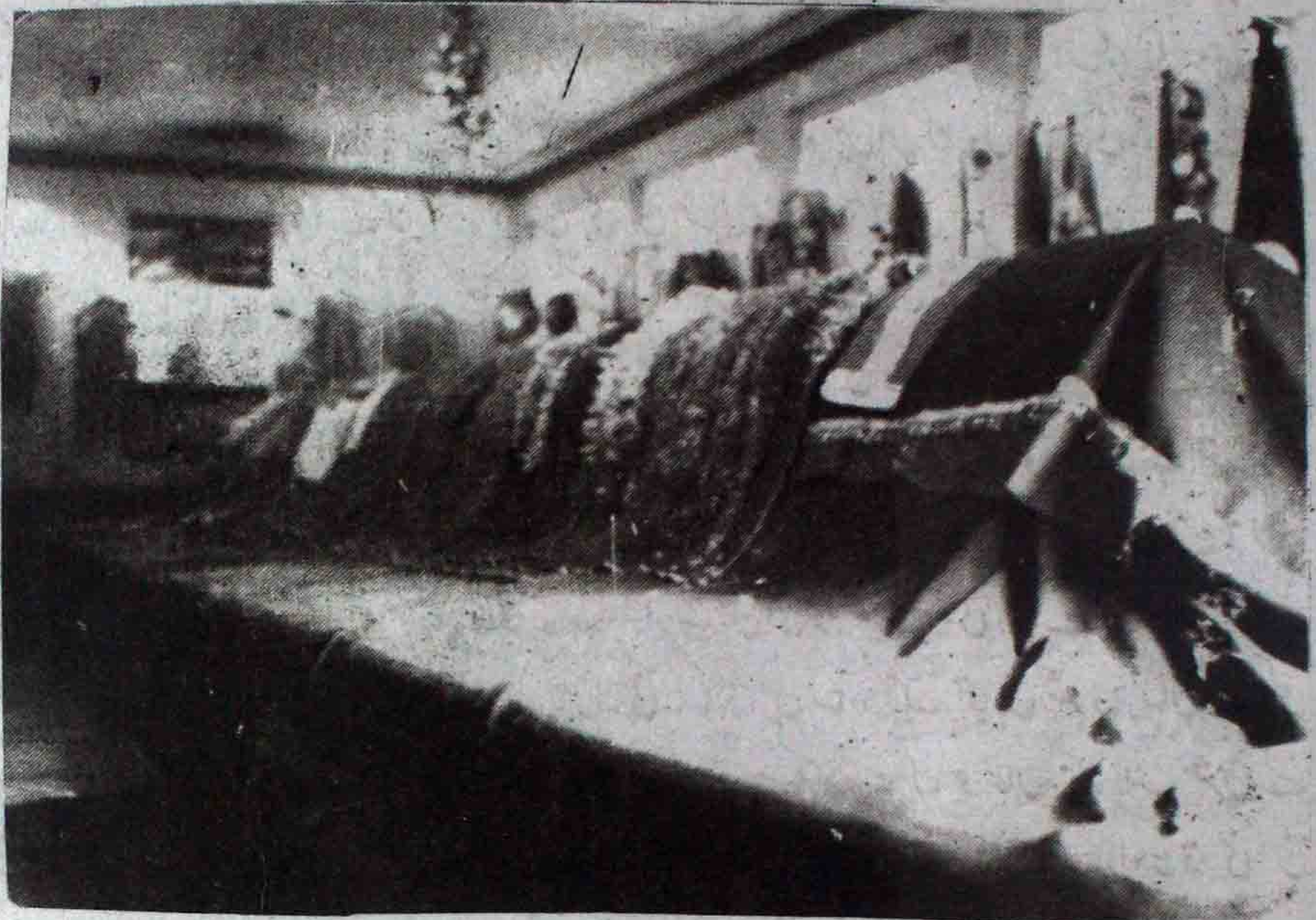

مزار یوشع بن نون دھمتل

marfat.com

دریائے توی کے کنارے قدیمی نو گز لمبے مزار

پانی کے چشموں یا دریاؤں کے کناروں کی زبان ہوتی تو وہ پکار پکار کر کہتے ہمارے کناروں پر انسانوں کی بڑی بڑی بستیاں قائم تھیں۔ یہاں بڑے بڑے معرکے ہوئے حق و باطل کی جنگیں ہوئیں ان کناروں پر پانی کی وجہ سے بہت زیادہ خوشحالی رہی۔ دریائے توی کے کنارے پر آج بھی کئی انسانی بستیاں آباد ہیں اور کئی حالات زمانہ کے ساتھ دریا برد ہو چکی ہیں۔ ماضی میں دریائے توی کے کنارے جو پرانا شہر آباد تھا وہ مناور تھا مناور ایک بہت بڑا شہر تھا کہتے ہیں جو چیز گردو نواح میلوں تک نہیں ملتی تھی وہ مناور سے مل جاتی تھی۔ مناور کے بڑا شہر ہونے کے کئی شواہد موجود ہیں قیام پاکستان سے قبل یہاں ہائی سکول. بہت بڑا بازار تھا۔ دریائے توی مناور کے جانب مشرق. بہتا ہے۔ اس وجہ سے اس دریا و مناور توی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آزاد کشمیر کا یہ قصبہ پاکستان کے آخری گاؤں ملیانوالہ نجان کے قریب واقعے نشیبی علاقہ ہے۔ ہموار میدان اور زرخیز زمین کی وجہ سے اجناس کی فراوانی رہی کہتے ہیں آج تک یہاں قحط سالی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ماضی میں مناور ایک تجارتی شہر رہا یہاں سے کئی سڑکیں اور راستے مناور کو دوسرے علاقوں سے ملاتے ہیں۔ مناور سے ایک سڑک جو نجان کے جانب مشرق سے ہوتی ہوئی کوری. بہلول پور اب ہیڈ مرالہ سے ہوتی ہوئی سیالکوٹ کی طرف جا نکلتی ہے۔ ایک لنک راستہ قدیمی بستی نڈالہ کی طرف جا نکلتا ہے۔ دوسری سڑک برنالہ بھمبر میرپور سے ہوتی ہوئی قلعہ روہتاس اور مغرب کی طرف جا نکلتی ہے۔ تیسری کچی سڑک جموں کو جاتی تھی چوتھی سڑک گجرات کے مشہور گاؤں اعوان شریف سے ہوتی ہوئی کوٹلہ گلیانہ ڈنگہ ہیڈ رسول کی جانب جاتی تھی۔ کھیوڑہ سے نمک کے تجارتی قافلے اسی سڑک سے گزرتے اس کے علاوہ اجناس اور اشیاء خوردنی کی تجارت بھی انہی سڑکوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ مناور کے چاروں طرف سے ایسی لمبی قبروں کے نشان ملتے ہیں جن کے تاریخ ہزار ہا سالہ پرانی ہے۔ اللہ کے نیک بندے حق و باطل کے معرکوں میں شہید ہوئے یا پھر مخلوق خدا کو انسانیت کا درس دینے کے لئے آتے ہوں گے۔ منار میں مغلیہ دور کی مسجد ہے جو زمین سے صحیح سلامت حالت میں پائی گئی اس کی کہانی یوں ہے۔

مناور کے اس ٹبہ پر ایک روز زوردار بارش ہوئی مٹی بہہ جانے کی وجہ سے مینار کا ایک حصہ دکھائی دیا جب کھودائی کی گئی تو پوری صحیح سلامت مسجد درست حالت میں پائی گئی یہ مغلیہ دور میں تعمیر کی گئی تھی مناور کے قریب پھل دار درختوں کے باغ بھی تھے قریب جانب مغرب ایک پانی کا بہت بڑا تالاب بھی تھا اور پانی کے تالاب کے کنارے قدر آور پیپل کا درخت بھی ہے۔ یہاں پرانی دیوار کے آثار بھی ملتے ہیں۔ جس سے چونا گچ، سرخ مٹی، چھوٹی اینٹ استعمال کی گئی ہے۔ مناور کے جاب مشرق 9 گز لمبا مزار تھا دریا برد ہو گیا ہے۔ یہ مزار جھریال میں تھا مناور کے قریب موضع تنگیال میں حضرت نادرؒ کا مزار ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ صفحہ ۳۲۵

marfat.com

نمبر شمار ۳۶۲ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت ناموس ؑ ہے۔ موضع ودن والی میں بھی ایک نوگز لمبا مزار ہے جو حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے صفحہ ۳۲۵ نمبر شمار ۳۶۶ کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک برما ہے۔ اس صفحہ پر نمبر شمار ۳۹۰ چھمب میں حضرت فلسانوس کا نوگز لمبا مزار ہے۔ مناور کے کنواں کے قریب بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ شجرہ مذکورہ کے صفحہ ۳۲۶ نمبر شمار ۴۰۵ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت طینوش ہے۔ جو حضرت یوسف کی اولاد سے ہیں۔ راقم نے اس مزار پر سنگ مرمر کی تختی نصب کی جس پر نام مختصر تاریخ درج ہے۔ موضع پنجگراں کے قریب بدو چک میں بھی پختہ مزار ہے جو شجرہ متذکرہ کے صفحہ ۳۳۲ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت کیومرث ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ قریب ہی ایک اور نوگز قبر ہے۔ جو پختہ ہے۔ موضع پنج گراں میں بھی ۹ گز لمبا مزار ہے جو پنج پیر کے نام سے مشہور ہے۔ قریب ہی نیا ملکے گاؤں میں ۹ گز لمبا مزار ہے جس کے جانب مشرق پانی کا بہت بڑا تالاب اور پیپل کا قدیمی درخت ہے۔

پرانہ ملکہ میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ اس گاؤں کے قریب گولڑہ میں بابا شہید سلطان کا مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے۔ اور چار دیواری بھی ہے۔ مناور کے قریب و جوار اس سرسبز زرخیز خطہ میں لمبے مزارات کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ موضع ڈلہ میں حضرت شمسان کا مزار ہے جو حضرت داؤد کی اولاد سے ہیں۔ یہاں چند اور نوگز لمبی قبریں ہیں۔ جو کچی ہیں لیکن یہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑوں کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ گردونواح لاتعداد بیریوں کے درخت ہیں۔ ماہ مارچ میں ان درختوں کا پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے یہ کاٹھے بیر میٹھے اور اچھا ذائقہ رکھتے ہیں۔ قبل ازیں راقم نے دیوا بٹالہ کے دیسی آموں سے متعلق ایک مضمون میں اس علاقہ کو دیسی آموں کی سرزمین قرار دیا۔ اگر دیوا بٹالہ دیسی آموں کے لیے مشہور ہے تو مناور کے گردونواح کاٹھے بیروں کی وجہ سے یہ علاقہ اپنی مثال آپ ہے۔ قیام پاکستان سے قبل جب مناور آباد تھا یہاں خوشحالی اور اجناس کی فراوانی تھی۔ چھوٹا گوشت چار آنے کلو تھا ڈوگرہ راج کی وجہ سے بڑے گوشت کی خرید و فروخت منع تھی۔ ٹانڈہ میں ہندو سکھ زیادہ تھے۔ وہاں بھی گائے بھینس کو ذبح کرنا منع تھا صرف مناور میں چھوٹا گوشت ملتا تھا مناور کے تین اطراف باغ ہوا کرتے تھے۔ ہریالی کی وجہ سے یہاں فصلوں کو پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مناور کی یہ مختصر سی وادی ہیں داخل ہوتے ہی ہوا میں خنکی سی محسوس ہوتی ہے۔ سامنے پہاڑی علاقہ ہے جانب مشرق دریائے توی اور دریائے چناب ہیں جس کی وجہ سے زمین میں پیداواری صلاحیت بہت زیادہ ہے۔ مناور سے جانب مغرب لکھو چک میں بھی نوگز مزار ہے۔ جو ناپختہ ہے۔ اللہ کا ناک برگزیدہ یہاں دفن ہے۔ قبر کچی ہے۔ موضع رانا کے قریب بھی نوگز لمبی قبر ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے۔ بڑیلہ شریف اور بھمبہ کے راستہ میں بھی نوگز پختہ قبر ہے۔ بوڑج جال میں بھی دو پختہ نوگز لمبے مزار ہیں لمبی قبروں کا سلسلہ مہلو، برنالہ، ہمیر، دیوا بٹالہ تک پھیلا ہوا ہے۔ بوڑے جال صاحب مزارات کا نام حضرت بطاشائل اور حضرت شاہان ہے۔

مناور کے قریب دریائے توی کے کنارے پاکستان کی تحصیل گجرات کے آخری سرحدی گاؤں نجان میں نوگز

marfat.com

لمبی خانقاہ ہے۔ جو تقریباً تیس کنال رقبہ میں ہے۔ یہاں تین دیہات نصیر پور چک کندہ راج پور گڑھی دریا برد ہو کر بے چراغ ہو چکے ہیں۔ نجان میں صاحب مزار کو آجکل بابا شہاب الدین غازی کے نام سے پکارتے ہیں۔ لیکن حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس صفحہ ۳۲۶ نمبر شمار ۴۰۸ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت فیوش ہے،' آپ حضرت داؤد کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔ اس نام کی تائید حضرت قاضی سلطان محمود صاحب آف اعوان شریف نے بھی کی آپ یہاں حاضری دیتے رہے۔ ان کے علاوہ صاحب نظر اہل بصیرت بھی حاضری دیتے ہیں۔ دینی دنیاوی فیض کے لئے اور عقیدت مند دور دراز سے حاضری دیتے ہیں۔ مزار کے جانب مغرب ایک اور پختہ مزار ہے۔ صاحب قبر عرصہ یہاں بچوں کو درس دیا کرتے تھے۔ آپ کے قدموں میں وفات پائی حضرت فیوش المعروف حضرت غازی شہاب الدین شہید کا مزار قاضی فضل الٰہی آف نجان کی زیر نگرانی از سر نو تعمیر ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اب تک تقریباً اڑھائی لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تعمیرات نامکمل ہیں۔ مزید اتنی رقم سے تعمیرات مکمل ہوں گی۔ یہ تمام کام اہل دیہہ اور عقیدت مندوں کے تعاون سے مکمل ہو رہا ہے۔ خانقاہ کی اراضی سے کسی کو درخت کاٹنے کی اجازت نہیں اللہ کے ان نیک بندوں کے مزارات کی حفاظت جنات کرتے ہیں یہاں کوئی غیر شرعی حرکت دیکھنے میں نہیں آئی۔ گھنے درختوں اور پناہ گاہ ہونے کے باوجود کوئی سماج دشمنی عناصر یہاں قیام نہیں کر سکتا۔ خانقاہ میں ہر سال ۸ جولائی کو عرس منایا جاتا ہے۔ لنگر کے علاوہ نعت خوان علم حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ درویش لوگ منہ اندھیرے آتے ہیں اور منہ اندھیرے حاضری دیکر چلے جاتے ہیں۔ نجان کے جانب مشرق ایک قدیمی گزر گاہ تھی جو اب دریائے توی کے رخ تبدیل ہونے کی وجہ سے اس کا نشان مٹ چکا ہے۔ اس گزر گاہ سے ماضی میں تجارتی قافلے گزر کر سیالکوٹ کی جانب جاتے تھے۔

یہ خطہ قدیمی اس لیے بھی ہے یہاں تین دیہات کوٹلی پرمانند کوٹلی بھگوان المعروف کوٹلی منہاس کوٹلی ویداں کے نام سے آباد ہیں۔ یہ نام بہت قدیمی ہیں۔ پرمانند بھگوان مخصوص الفاظ ہیں جن کی اہمیت ہے۔ کوٹلی بھگوان کے قریب بلند بالا ٹیلہ پر شاہ چراغ کا مزار ہے۔ چالیس کے قریب سیڑھیاں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریائے توی نے یہاں کتنی بستیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو گا۔ لیکن اللہ کے ان نیک بندوں کے نشان موجود ہیں۔ جبکہ گردو نواح زمین دریا کی نذر ہو چکی ہے۔ اس ٹیلہ پر کھڑے ہو کر دریائے توی اور اس اس علاقہ کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ قریب ہی شاہ نور بادشاہ کا مزار ہے۔ ساتھ ہی بابا مستان شاہ کا روضہ ہے۔ ملحقہ تین چار قبریں ہیں۔ ان بزرگوں میں حضرت محسن شاہ نابہ پٹیالہ سے آئے تھے۔ ان میں ایک بزرگ کشمیر کی طرف سے آتے تھے جو تارک الدنیا تھے ان تمام بزرگوں کا فیض جاری رہا ماگھ کی پہلی تاریخ کو عرس ہوتا ہے۔ کوٹلی مانند میں نوگزلمبا مزار ہے چک لشکری کے ٹبہ پر قدیمی مزار ہے ٹبہ پر کوٹلی شہر تباہ ہوا جسکے آثار ملتے ہیں۔ قریب ہی موضع ڈب کا گاؤں ہے۔ یہ تمام دیہات نجان سے لے کر سرخ پور تک دریائے توی کے قریب بلند بالا ٹیلوں پر آباد ہے۔ ڈب کی وجہ تسمیہ شہنشاہ اکبر کے گھوڑے کا نام ڈب تھا۔ اسی نسبت سے یہ نام مشہور ہے۔ ڈب کی اہمیت اس لیے زیادہ

marfat.com

ہے۔ یہاں بہت قدیمی قبریں ہیں۔ جانب مشرق ایک بلند بالا ٹیلے پر ایک نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ چار دیواری ہے اس ٹبہ پر ٹیلہ کے چاروں طرف زمین بہہ چکی ہے۔ لیکن قبروالا ٹبہ ٹیلہ صحیح حالت میں قائم ہے۔ اس خانقاہ تک جانے کے لئے کوئی مخصوص راستہ نہیں ہے۔ مشکل سے سہارا لے کر خانقاہ تک پہنچ سکتا ہے۔ سطح زمین پر ہر طرف ریت ہی ریت ہے۔ راقم نے ریت کا سمندر عبور کرتے ہوئے بلند بالا ٹیلوں ٹبوں پر چڑھتے اترتے موضع ڈالیہ کے قریب نوگز خانقاہ پر حاضری دی۔ یہ مزار بلند بالا ٹبہ کے دامن میں ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب ممزار کا نما حضرت سموائیل ہے۔ آپ اللہ کے نیک برگزیدہ ہستی ہیں۔ ڈب گاؤں کے وسط میں مسجد کے قریب نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ ڈب ڈالیہ اور اسکے گردوہ نواح کا علاقہ کھلے کھنڈرات پر مشتمل ہے۔ کہیں گھنے جنگلات ہیں کہیں ریت کی تہیں بچھی ہوئی ہیں۔ کہیں کھنڈرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے لیکن دریائے توی کا کنارہ سرسبز شاداب ہے۔ اجناس کی پیداوار خوب ہوتی ہے۔ لیکن جب دریا میں طغیانی آجائے ہر چیز اپنے ساتھ بہالے جاتی ہے۔ اس علاقہ کے دیہات کو ہر سال ایسا نظارہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ڈالیہ کے قریب رنگڑہ ہے۔ یہاں رنگڑہ کے نام سے کئی دیہات آباد ہیں۔ کوٹلی ویداں کے قریب کوٹ رنگڑہ میں ایک نوگز لمبا مزار ہے۔ یہ مزار احمد خاں نمبردار کے گھر میں واقع ہے۔ وہی مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت بوریا ہے۔ یہ علاقہ چھوٹے چھوٹے دیہات پر مشتمل ہے۔ کھیتی باڑی ان کا پیشہ ہے۔ اس گاؤں کے جانب مغرب بنی رنگڑہ ڈوبیاں دے کوٹھے چیچیاں دے کوٹھے کی چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں۔ یہاں پانی کے تالاب جس کو مقامی زبان میں بنی کہتے ہیں کے کنارے ایک لمبا مزار ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً سو فٹ کے قریب ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ یہ مزار مائی صاحبہ نعمت بی بی اور حاجی محمد اشرف جو اہلِ دیہہ اور عقیدت مندوں کے تعاون سے تعمیر کروایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک بزرگ کا یہاں سے گزر ہوا انہوں نے نشاندہی کی اور تعمیرات کا حکم دیا صاحب مزار کا نام حضرت منطوش ہے۔ جو حضرت یوسف کی اولاد سے ہیں ان مزارات کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ علاقہ انتہائی پسماندگی سے دوچار ہے۔ یہاں ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے برابر ہے اور نہ ہی کسی دیہات میں بجلی ہے۔ نہ ہی کسی دیہات کے لیے پختہ سڑک ہے حکومت اور ممبران اسمبلی اس علاقہ کی پسماندگی دور کرنے کے لئے خصوصی توجہ دیں۔ دریائے توی کے کٹاؤ کو دور کیا جائے اور ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کیا جائے۔ اس علاقہ میں آبی ذخائر ہونے کی وجہ سے یہاں حکمرانوں کے ٹکراؤ ہوتے رہے۔ عموماً جنگیں انسانی آبادیوں اور بستیوں سے دور ہوا کرتی تھیں۔ فتح کے بعد آبادیوں کو تہس نہس کیا جاتا اس مقام پر تین اطراف مغرب شمال جنوب سے آنے والے یہیں سے دریا عبور کرتے۔ یہ علاقہ بلند بالا ٹیلوں پر ہیں۔ دور دور سے انسانوں کی نقل و حرکت دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ علاقہ زرخیز اور شاداب ہونے کی وجہ سے بھی حملہ آوروں کے لیے باعث کشش رہا۔ دنیا کی قدیم ترین آبادیوں بھی آباد تھیں۔ جن کا تذکرہ تاریخی کتابوں میں ملتا ہے۔

marfat.com

لمبی قبروں کی یہ پٹی دریائے جہلم ہیڈ رسول سے ہیڈ مرالہ اس سے آگے سیالکوٹ تک پھیلی ہوئی صدیں گزر
کے باوجود ان مزارات کے نشانات موجو ہیں۔ اور ان کا تقدس قائم دائم ہے۔ مقامی لوگ عقیدت احترام ۔
حاضری دیتے ہیں۔ ایسے ہی مزارات آزاد کشمیر چھمب مشہور قصبہ برنالہ دیوا کے ادگرد تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں
پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ نجان میں حضرت فینوشؑ کے مزار کے ارد گرد گھنے درخت ہیں دریائے تو
قریب ہی بہتا ہے۔ مغرب کی جانب متیانوالہ جو بلند ٹبہ پر ہے۔ نجان کے اس بزرگ کی دعاؤں سے ۱۹۴۷ء
۱۹۶۵ء، ۱۹۷۱ء میں پاک افواج کو فتح نصیب ہوئی۔ نجان متاور سے تھوڑے سے فاصلہ پر ہے۔ دریائے تو
کے پار نڈالہ میں پانچ قدیمی مزار ہیں جن کے نشان ہزاروں سال گزرنے کے باوجود آج بھی موجود ہے۔ نڈالہ
جموں سرحد کے قریب ہے۔ چھنی ہمیر پور میں قدیمی مزار میں صاحب مزار کے نام حضرت حیقوقؑ اور حضرت
حسلانؑ ہے۔

--

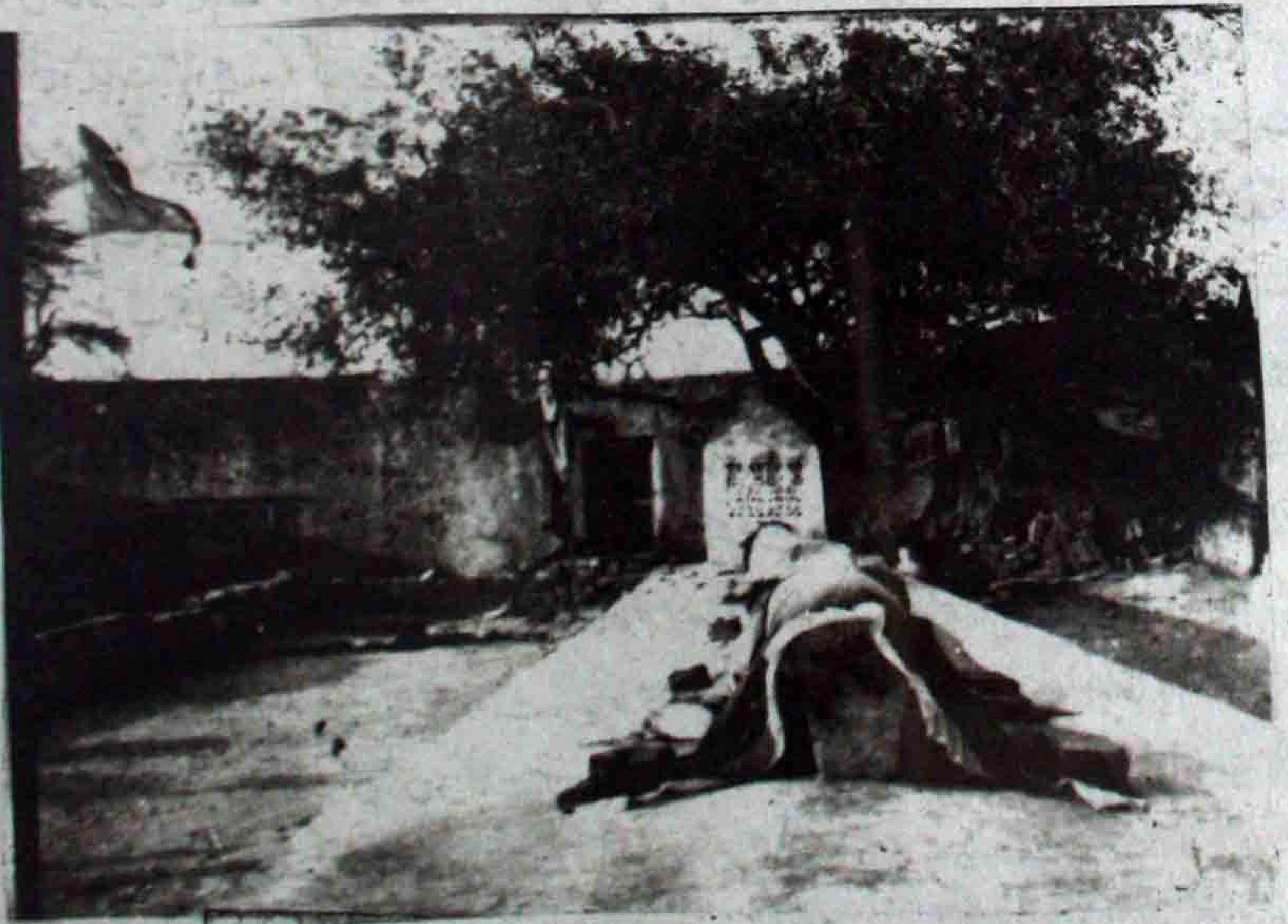

رنگزہ نمبردار کے گھر حضرت بوریا علیہ السلام کا نو گز لمبا مزار

marfat.com

ٹانڈہ کے قریب موتا میں حضرت مرطوش علیہ السلام نقیب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نو گز لمبا مزار

مزار سفید قیمتی سنگِ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے

گجرات سے بیس میل دور جانب شمال مشرقی قدیمی قصبہ ٹانڈہ جہاں سے ایک سڑک بڑیلہ شریف سے ہوتی ہوئی جموں کشمیر کو جاتی ہے۔ قریب ہی دریائے چناب کا مشہور پتن. ہلول پور ہے۔ اس پتن سے بڑے بڑے شہنشاہ حکمران گزرے جن میں. ہلول لودھی اور مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر کے نام نمایاں ہیں جو اس پتن کو عبور کر کے سیالکوٹ کے راستہ ہندوستان میں داخل ہوئے۔ بابر نے اپنی کتاب تزک بابری میں اس پتن. ہلول پور کا ذکر کیا ہے۔ ہلول پور ایک پوسٹ کی مانند تھی اس کے پرانے آثار بتاتے ہیں کہ ماضی میں یہاں خوب رونق رہی. ہلول پور کی جانب شمال جنوب گھنے جنگل میں حضرت احمد قندھاری کا مزار ہے۔ قریب ہی ماڑی کھوکھراں کے بلند بالا ٹیلہ پر پرانا ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔ جو بلند ترین جگہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں فرصت کے اوقات میں دریائے چناب ہیڈ مرالہ کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ ٹانڈہ سے کئی سڑکیں کڑیانوالہ سے ہوتی ہوئی بھمبر میر پور منگلا کی جانب جاتی ہے ان اہم شاہراہوں کی وجہ سے ٹانڈہ کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل رہی قیام پاکستان سے قبل ٹانڈہ میں سکھوں کی آبادی تھی یہ سکھ جو بہت محنتی اور خوشحال تھے ان کی قریبی رشتہ داریاں قلعہ سورہ سنگھ بھکڑیوالی کھوڑی ہیلاں میں سکھوں کے ساتھ تھیں تقسیم سے قبل یہاں مشہور تعلیمی درسگاہ خالصہ ہائی سکول ٹانڈہ قائم ہوا اس تعلیمی درسگاہ میں ہاسٹل کے علاوہ ایک شاندار لائبریری بھی ہے۔ عمارت شاندار اور وسیع رقبہ میں۔ یہاں دور دور سے طلباء تعلیم کے لیے آتے ماضی میں اس علاقہ کی یہ واحد تعلیمی درسگاہ ہے جس کی چار دیواری تعمیر کی گئی جو اب بھی قائم ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ علاقہ پسماندگی سے دوچار ہے۔

یہاں سکھوں کا گردوارہ بھی ہے اور محکمہ متروکہ وقف املاک کی اراضی بھی ہے۔ یہاں کی بیشتر آبادی مہاجرین کی ہے ٹانڈہ سے جانب شمال ایک بلند بالا ٹیلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے جسے عرف عام میں پنج پیر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ٹیلہ پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں جو انسانی آبادی جو تباہ ہو چکی ہے کے داعی ہیں۔ پانی کے تالاب کے ساتھ ہی برگد کا درخت ہے۔ معلوم نہیں کہ درخت کب سے یہاں کھڑا ہے ٹانڈہ کے عین وسط میں نو گز لمبی قبر بھی ہے جس کی چار دیواری تعمیر شدہ ہے اس مزار کے جانب شمال مغلیہ دور کی چھوٹی چھوٹی اینٹوں سے تعمیر شدہ دیوار اب بھی موجود ہیں مقامی آبادی کے لوگ عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں اس خانقاہ کو بابا ظاہر ولی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جن کی بہت زیادہ کرامات اہل دیہہ میں مشہور ہیں کہتے ہیں کہ ایک سکھ کے ہاتھوں کو کوڑھ ہو گیا اس نے مانگنا شروع کر دیا بابا ظاہر ولی نے خواب میں سکھ کو کہا کہ خانقاہ سے آٹا لیکر ان ہاتھوں سے آٹا گوندھ کر روٹیاں تقسیم کیا کرو جب ہر کسی نے سکھ کے ہاتھ کی روٹیاں کھانے سے انکار کر دیا تو سکھ نے

marfat.com

مزار پر رو رو کر عرض کی میرے ہاتھ سے پکی ہوئی روٹی۔ کوئی نہیں کھاتا۔

رات کو خواب میں صاحب مزار نے کہا یہ روٹیاں پکا کر کتوں کے آگے ڈال دیا کرو چنانچہ سکھ نے ایسا ہی کیا کہ تھوڑے دنوں کے بعد اس کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے اہل دیہہ نے مزار کے گرد چار دیواری تعمیر کر دی ہے۔ ٹانڈہ کی وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے کہ ہندوستان کے مشہور قصبہ ٹانڈہ کے کاروباری لوگ کھیوڑہ سے نمک خرید کر ہندوستان لے جاتے تو پتن چناب کے قریب ان نمک کے سوداگروں کو رات قیام کے لیے پڑاؤ کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے اس پڑاؤ کا نام ٹانڈہ رکھ دیا جو شروع میں چند کچے کوٹھے تھے اور میدان تھا لیکن آہستہ آہستہ ٹانڈہ آباد ہونا شروع ہو گیا قافلوں کی آمد و رفت سے ٹانڈہ کی حیثیت بڑھ گئی ٹانڈہ کے قریب مشہور معروف گاؤں موتا ہے۔ ٹانڈہ اور موتا کا درمیانی فاصلہ صرف ایک کلومیٹر ہے محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق موتا کے قدیم ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ موتا بلندی پر واقع ہے۔ اس ٹیلہ پر ماضی میں کسی بستی یا شہر کی تباہی کے آثار ملتے ہیں زمانہ قدیم میں تہذیب و تمدن سے ناآشنا لوگ لڑائیوں جنگوں میں وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کرتے اور انسانی آبادیاں صفحہ ہستی سے مٹا دیتے یا یہ بستیاں خدائی عذاب یا قدرتی آفات سے جلد و برباد ہو جاتیں۔ موتا چونکہ بلند بالا ٹیلہ پر واقع ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی تاریخی داستانیں ضرور ہوں گی تاہم تاریخ خاموش ہے موتا کے قریب بہنے والے نالے کے کنارے سفید قیمتی سنگ مرمر سے تعمیر شدہ حضرت مرطوش کا مزار ہے۔ سفید قیمتی سنگ مرمر کی تختی پر یہ نام کندہ ہے۔ حضرت مرطوش نقیب حضرت موکی تاریخ وفات ۸۲۸ھ درج ہے۔

مزار کی تعمیر سے قبل بہت بڑا جنگل ہوا کرتا تھا بھی اہل بصیرت صاحبان یہاں حاضر ہو کر کئی کئی دن تک تنہائی میں بسر کرتے یہ مزار نوارالدین نے تعمیر کروایا ہے۔ قبر کی لمبائی ۹ گز سے زیادہ ہے تمام مزار انتہائی قیمتی سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے زائرین کے بیٹھنے کے لیے قیمتی قالین بچھا ہوا ہے۔ روضہ کے چاروں طرف روشنی اور ہوا کے لیے کھڑکیاں ہیں مزار پر چھت بھی ہے مزار کے جانب مغرب ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ مشرق کی جانب پرانا کنواں ہے قریب ہی عائشہ کے مجاوروں کے لیے کمرے ہیں حضرت مرطوش کے مزار کے قریب تھوڑے فاصلہ پر جانب جنوب شمال ایک اور مزار ہے جس کی لمبائی بھی ۹ گز سے زیادہ ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اور چار دیواری بھی ہے۔ حضرت مرطوش کے مزار پر ہاڑ کی دوسری جمعرات کو عرس ہوتا ہے۔ دور دراز سے عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں ملک کے نامور قوال یہاں حاضری دیتے ہیں۔ حضرت مرطوش کو مقامی زبان میں پیر ہرا کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس سلسلہ کی بیشتر لمبی قبریں تھوڑے فاصلہ پر موجود ہیں۔

حضرت شمس الدین گیلانوی کو کشف القبور کے علم پر عبور حاصل تھا انہوں نے برصغیر میں کشمیر کے علاوہ گجرات سیالکوٹ، گوجرانوالہ جہلم پشاور، لاہور ملتان میں ۹ گز لمبی قبروں کی نشاندہی کی اور علم کشف القبور کے ذریعے ان کے نام شجرہ نسب اور سلسلہ عہد کا ذکر اپنی قلمی کتاب انوارالشمس میں کیا ہے اور یہ بھی تحریر ہے۔ صاحب قبر نبی یا مرسل ہیں اگر انہوں نے جنگوں میں حصہ لیا تھا تو یہ وضاحت بھی کی کہ صاحب مزار خلیفہ ہے یا غازی ہے۔ یا صحابی

marfat.com

ہے قدیم زمانہ میں انبیاء کرام نبوت کے علاوہ حکمرانی اور سپہ سالاری کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ انہیں ہمہ گیر زبانوں پر عبور حاصل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر قوم قبیلہ کے پاس پیغمبر بھیجے جو انسانیت کو راہ راست پر لاتے اور حق کی تبلیغ کی دعوت دیتے ان مزارات کی نشاندہی اپنے وقت کے اولیاء کرام قطب المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف حضرت پیر نصیب علی شاہ صاحب حضرت خواجہ گوہر الدین صاحب نے بھی کی اور خود حاضری دیتے رہے۔ حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی صاحب ایک روز شیخ چوگانی مزارات پر حاضر ہوئے تو یہاں سے آپ کو اشارہ ہوا کہ موٹا بھی جلایا کریں جب آپ موٹا میں گھنے درختوں کے قریب پہنچے لیکن آپ کو قبر یا روضہ نظر نہ آیا۔ جن مقامات پر مزارات ہیں وہاں گھنے درخت ہی ہوا کرتے تھے گھنے درختوں کا سلسلہ اب بھی موجود ہے۔ حافظ شمس الدین نے یہاں قیام فرمایا اور دوران عمل حافظ صاحب کو اشارہ ہوا کہ ہم فلاں درخت کے نیچے ہیں چنانچہ حافظ صاحب نے درخت کاٹ کر قبر کی نشاندہی کی حافظ صاحب کے بارے میں منشی علاؤ اللہ مرحوم نے بتایا کہ ان مزارات پر کوئی صاحب نظر یا صاحب علم شخص ہی رات کو قیام کر سکتا حافظ صاحب دسمبر جنوری کی سرد ترین راتوں کھلے آسمان تلے بغیر کسی گرم بستر کے قیام کرتے یہ سلسلہ کئی روز جاری رہتا حافظ شمس الدین کے بعد حضرت پیر نصیب علی شاہ صاحب بھی حضرت مرطوش کے مزار پر حاضری دیتے رہتے انہیں بھی یہاں روشنی ملی۔

سائیں نور احمد پیر نصیب علی شاہ صاحب کے مرید خاص تھے آپ نے سائیں نور الدین کو حکم دیا کہ آپ موٹا میں حضرت مرطوش علیہ اسلام کے مزار پر قیام کریں سائیں نور دین پیر مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہاں مستقل ہو گئے اور درس کا اہتمام شروع کیا لاتعداد لوگ یہاں سے حافظ قرآن بن کر نکلے سائیں نور الدین کو اشارہ ہوا کہ روضہ کی تعمیر کرو۔ چنانچہ سائیں نور الدین نے روضہ کی تعمیر کا کام شروع کیا تو گردو نواح کے لوگوں نے ڈرایا اگر قبر کو چھیڑو گے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ سائیں نور الدین نے تعمیر کا کام چھوڑ دیا ایک روز خواب میں پھر اشارہ ہوا کہ چند فٹ زمین کے نیچے سرخ رنگ کی قبر موجود ہے۔ جس پر سائیں نور دین نے بمطابق اشارہ زمین کھود کر مزار کی تعمیر شروع کر دی سائیں نور الدین کو جو زمین الاٹ ہوئی تھی وہ آپ نے فروخت کر کے روضہ کے علاوہ دربار شریف مسجد کنواں اور رہائشی کمرہ تعمیر کیے عقیدت احترام سے عرس مبارک کی تقریبات شروع کیں یہ عرس ہر سال منایا جاتا ہے۔ گردو نواح کے دیہات کے لوگ پوری عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ سائیں نور الدین نے عشق لگن اور عقیدت سے یہ مزار تعمیر کروایا ہے۔ تمام مزار قیمتی اور سفید سنگ مرمر سے تعمیر کروایا ہے۔ اور بوقت وفات روضہ پر ہی نگاہ رکھی اور مسلسل روضہ کی طرف دیکھتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا مزار حضرت مرطوش کے قدموں میں ہے جو سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر حضرت مرطوش کی تاریخ وفات ۳۸۳۸ درج ہے۔ یہ سن وفات موسوی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے جا ملتا ہے سنگ مرمر کی تختی پر جو نام کندہ ہے وہ یوں ہے۔ حضرت مرطوش علیہ السلام نقیب حضرت موسیٰ علیہ السلام حافظ

marfat.com

شمس الدین کے قلمی نسخہ انوارالشمس کے صفحہ ۳۲۸ نمبر شمار ۴۸۸ کے مطابق آپ کا نام حضرت مرطوش ہے۔
مزار پر سنگ مرمر کی تختی نصب کی جس پر صاحب مزار کا نام مختصر تاریخ درج ہے۔

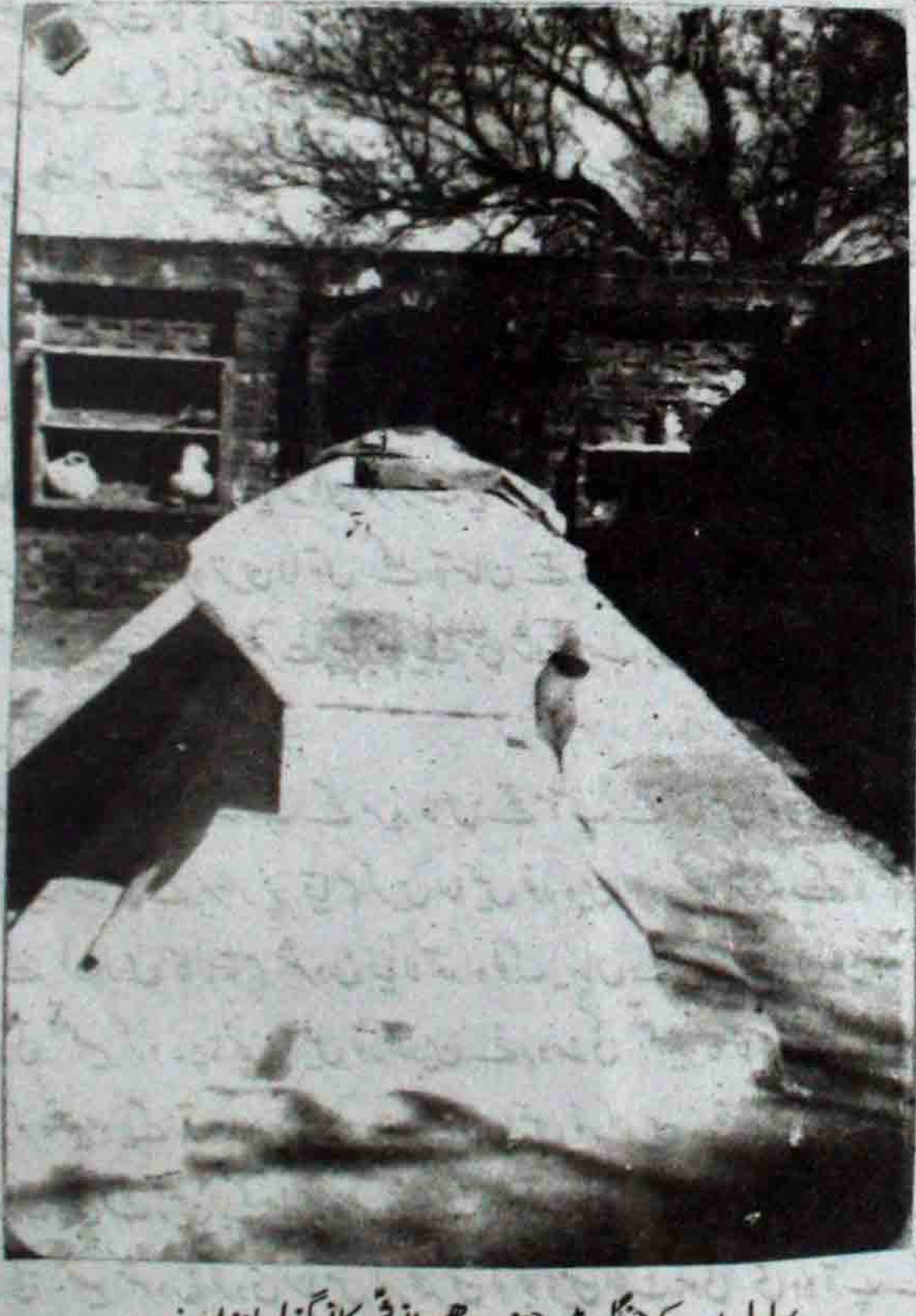

بہلول پور کے جنگل میں حضرت ھمرانوشؒ کا نو گز لمبا مزار

marfat.com

کوری۔ بہلول پور رنگڑہ ڈالیہ میں نو گز لمبے مزارات کوری۔ بہلول پور قدیمی قصبہ یہاں سادات برادری کے جد امجد حضرت سید نظام الدینؒ اور ملک برادری کے سردار ملک جمبر س دفن ہیں

تاریخ کی کتابوں میں۔ بہلول پور کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ماضی میں دریائے چناب کے کنارے یہ۔ بہت بڑا شہر اور پتن ہوا کرتا تھا۔ افغانستان کی جانب سے آنے والے حملہ آور اور تجارتی قافلے یہاں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ خصوصی طور پر کھیوڑہ سے نمک حاصل کرنے والے تجارتی قافلے اور دریا کے پار اجناس اور اشیاء خوردنی کا کاروبار کرنے والے یہاں قیام کرتے کشمیر سے آنے والی اور ہیڈ رسول کی جانب سے آنے والی قدیمی سڑکیں براستہ گلیانہ دولت نگر عالم گڑھ جلالپور جٹاں، ٹانڈہ۔ بہلول پور، دوسری شاخ کوٹلہ ارب علی خاں، جلالپور صوبتیاں کڑیانوالہ، ٹانڈہ،، بہلول پور تیسری شاخ مناور سے ہوتی ہوئی۔ بہلول پور پر آکر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ تحصیل گجرات کے تمام دیہات میں سے۔ بہلول پور کا رقبہ سب سے زیادہ ہے۔ پرانی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ بہلول پور کو ضلع کا درجہ حاصل رہا۔ اس قدیمی سرزمین کے جنگل میں قدیمی نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چھت اور چار دیواری بھی ہے۔ اس جنگل میں دو اور قدیمی نو گز لمبے مزار ہیں۔

مزار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ قریب ہی برگد (بوہڑ) کا ہزاروں سالہ قدیمی درخت بھی ہے۔ جس کی شاخیں جھک کر پانی کے تالاب کو چھو رہی ہیں پانی کا یہ تالاب اس جنگل بیابان میں واحد آبی ذخیرہ ہے۔ ماضی میں اس ذخیرہ سے انسان اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ بڑے بڑے قد آور درختوں کے جھنڈ میں یہ مزار ہے خود رو جنگلی پودے خاردار جھاڑیوں نے اس مقام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی جو کشف القبور پر دسترس رکھتے تھے۔ ان کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۲۲۵ نمبر شمار ۲۶۸ کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک ہمرہ نوش ہے۔ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ مقامی طور پر گردو نواح کے دیہات بابا محمد قند ھاری کے نام سے پکارتے ہیں۔ بہلول پور کے قدیمی قصبہ کے جانب شمال ایک اور قدیمی قصبہ کوری ہے۔ جو ماضی میں۔ بہت بڑی سلطنت تھی ایک درویش ولی اللہ کی وجہ سے کوری کو کوری شریف کے نام سے پکارتے ہیں۔ ماضی میں کوری کو مرکزی اہمیت حاصل رہی ہے۔ کوری سے گجرات سیالکوٹ اور جموں تقریباً ایک فاصلہ پر ہے تینوں شہروں کی سڑکیں یہاں آکر ملتی ہیں۔ کوری کے قریب ہی دریائے مناور توی دریائے چناب بھی آ ملتے ہیں۔

دو دریاؤں کے قریب ہونے کی وجہ سے ماضی میں یہاں خوب رونق تھی کوری شریف میں حضرت سید نظام الدین کا روضہ مبارک بھی ہے۔ جو گجرات میں سادات برادری کے بزرگ ہو گزرے ہیں ان بزرگوں کا مزار کوری کے

marfat.com

قبرستان میں ہے۔ ریٹائرڈ کیپٹن محمد فاضل ساکن حسین الدین پور کے مطابق آپ اہل سادات حسین الدین پور مدینہ جلال پور کے جد امجد ہیں آپ کا مزار کوری۔بہلول پور ضلع گجرات میں ہے۔ کیپٹن سید محمد فاضل آف حسین الدین کے مطابق پرانے زمانے میں ہمارے اسلاف نے مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے بغداد سکونت اختیار کرلی۔ بغداد سے ایران کے علاقہ خوارزم میں آکر آباد ہو گئے۔ اور اپنے نانا کے دین کی اشاعت میں ہمہ تن گوش رہے۔ وہاں سے سید محمد بمعہ اپنے ایک ساتھی کے ملتان تشریف لائے یہ دونوں بزرگ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ ملتان میں وارد ہوئے تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی قیام کیا کچھ دنوں کے بعد حاکم ملتان کو سید محمد کے متعلق خبر ملی کہ وہ سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور بڑے ولی اللہ ہیں۔ چنانچہ حاکم ملتان بذات خود سرائے میں آیا اور بڑے عزت واحترام سے سید محمد صاحب کو اپنے شاہی مہمان خانہ میں ٹھہرایا کچھ عرصہ کے بعد جب سید محمد نے واپس خوارزم جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حاکم ملتان نے اپنی بیٹی کا رشتہ سید محمد کے صاحبزادے کو دیا اور ساتھ حضرت سے درخواست کی کہ وہ اپنے صاحبزادے کو یہیں چھوڑ جائیں تاکہ یہاں کے لوگ ان سے فیض یاب ہوسکیں۔ حاکم ملتان نے اپنی بیٹی کے نام پر تلمبہ شہر آباد کیا اور سید محمد کے بیٹے کو جاگیر عطا کی تاکہ وہ معاشی تفکرات سے بے فکر ہو کر تبلیغ دین کے لیے جدوجہد کرسکیں۔ سید نظام الدین ان ہی کی اولاد سے ہیں شیر شاہ سوری کے زمانہ میں سید نظام الدین کی جاگیر کو اس لیے ضبط کرلیا گیا کہ وہ کسی حاکم کے سامنے جھکنے پر آمادہ نہ تھے۔

ٹوڈرمل آپ کا معتقد تھا۔ اور اس نے سید صاحب کو چھ ماہ تک اپنے پاس رکھا اس کے بعد آپ سیالکوٹ کے راستہ کوری۔بہلول پور آگئے اور اپنے آباؤ اجداد کی طرح تبلیغ کا سلسلہ جاری وساری رکھا۔ اس وقت ملک جرس اس علاقہ کا سردار تھا جس نے آپ کی بیعت کی اور دین حق میں شامل ہوگیا۔ سید نظام الدین کے چار بیٹے تھے جن میں سے سید سلیمان کی اولاد حسین الدین پور، سید احمد کی اولاد مدینہ اور جلالپور میں آباد ہے۔ تیسرے بیٹے سید حسین یہاں سے جالندھر جاکر آباد ہوئے۔ یہاں سے سادات خاندان کے کچھ افراد گردونواح کے علاقوں میں جا کر آباد ہوتے رہے اور اسی طرح اس علاقہ میں اسلام کے پھیلنے کا ذریعہ بنے۔ سید نظام الدین کے دونوں بڑے بیٹوں کی خانقاہیں عالی سید مری میں ہیں۔ شہنشاہ اکبر نے کشمیر کی مہم پر جاتے ہوئے ان بزرگوں سے دعا کرائی تھی کہ اسے کامیابی ہو۔ کامیاب ہو کر واپس جاتے ہوئے یہ علاقہ سادات کو بطور جاگیر دیا گیا سادات خاندان سے ہر دور میں مرد کامل اور ولی اللہ ہوتے آئے ہیں اور آج بھی ان تین بستیوں میں اللہ کے ولی موجود ہیں۔ اور کچھ پردہ پوش ہو چکے ہیں۔ کوری شریف کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے۔ یہاں ملک اور کھوکھر برادری کے جد امجد ملک جرس کا مزار ہے۔ ساتھ ہی ان کی بہن کی قبر ہے۔ یہ مزار پختہ تعمیر ہیں اور چار دیواری بھی ہے۔ گجرات اور گردونواح میں ملک اور کھوکھر برادری ان ہی کی اولاد سے ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی شادی جموں کے راجہ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی آپ کوری کے سربراہ تھے۔ کوری کے قبرستان کے قریب ایک تباہ شدہ بستی اور قلعہ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہاں تراشے ہوئے پتھروں کے ڈھیر، مکانات کی بنیادوں کے آثار مٹی کے برتنوں کے

marfat.com

ٹکڑے بکھرے ہوتے پائے جاتے ہیں۔ قبرستان اور جلا شدہ بستی کافی بلند ٹبہ اور ٹیلہ پر ہے۔ قبرستان بھی کافی رقبہ میں ہے۔ یہاں کھنڈرات بھی پائے جاتے ہیں۔ گھنے درختوں خاردار جھاڑیوں جلا شدہ بستی میں دو نوگزے مزار بھی ہیں۔ جو پختہ تعمیر ہیں۔ حافظ شمس الدین گیلانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۲۵ نمبر شمار ۲۷۰۱ کے مطابق ایک قبر میں صاحب مزار کا نام حضرت بلوان ؑ ہے۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔

دریائے چناب اور دریائے مناور توی کی سنگم پر کوری۔ بہت قدیمی بستی ہے۔ قبرستان میں پتھر سے تعمیر شدہ کئی قدیمی قبریں بھی ہیں۔ کوری شریف کے قریب سڑک پر ایک اور درویش ولی اللہ کا مزار ہے۔ ان کا نام بھی سید نظام الدین ولی تحریر ہے۔ سادات برادری کے مطابق ان کے جد امجد کا روضہ کوری شریف کے قبرستان میں ہے۔ قریب ہی حضرت سید مہدی شاہ صاحب کا آستانہ مبارک ہے۔ جو اپنے وقت کے بہت مرد کامل درویش ہو گزرے ہیں۔ جن کی دعاؤں کے اثر سے دریاؤں نے اپنے رخ تبدیل کر لئے ہیں۔ اور کوری کٹاؤ اور دریا برد ہونے سے بچ گیا ہے۔ کوری کا قبرستان بہت بڑا ہے۔ جابجا کھنڈرات گھنے درخت اور خاردار جھاڑیاں ہیں۔ بہت بڑے قبرستان کے علاوہ گھنے جنگلات میں ان قدیمی مزارات پر حاضری کے علاوہ حضرت سید نظام الدین اور نوگزی قبروں پر حاضری ناممکن تھی۔ دل میں دعا کی یا اللہ اس علاقہ کا کوئی بزرگ مل جائے جس سے معلومات مل سکے۔ اسی اثنا میں مائی عائشہ بی بی جس کی عمر سو سال کے لگ بھگ ہے جو ان مزارات کے بارے میں کافی معلومات رکھتی ہے نے ہماری رہنمائی کی وہ ہمیں دعا دیتی ہوئی ان مزارات تک لے آئی دعائے خیر کے بعد وہ نشاندہی کرتی جاتی یہ ملک جرس کا مزار ہے یہ اسکی بہن کا مزار ہے یہ حضرت سید نظام الدین ولی کا مزار ہے۔ یہ نوگزے بادشاہوں کا مزار ہے۔

اس قلعہ نما ٹبہ ٹیلہ پر کھڑے ہو کر جموں سیالکوٹ اور دوسرے شہروں کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ دور دور تک انسانوں کی نقل و حرکت دیکھی جا سکتی ہے۔ اس ٹبہ پر جانے کے لئے سڑک سے کافی بلندی پر چڑھنا پڑتا ہے۔ ہر طرف کنکریلے پتھر بکھرے پڑے ہیں پرانا کوری اس بلند بالا ٹبہ پر ہے۔ کوری سے لے کر ستیانوالہ نجیان تک تمام دیہات دریائے توی کے قریب بلند بالا ٹیلوں ٹبوں پر ہیں۔ کوری کے ٹبہ پر کھنڈرات میں انسانی لاشوں کے ڈھانچے اور ہڈیوں کے پنجر بھی پائے جاتے ہیں۔ اس علاقہ میں شمال جنوب تک نوگزی لمبی قبروں کی کافی تعداد ہے۔ جو موضع برمال رنگلہ ڈالیہ میں پائی جاتی ہیں۔ رنگلہ کے قریب ایک سو فٹ لمبی قبر ہے جو پختہ تعمیر کی گئی ہے۔ غالباً یہ سرزمین دریاؤں کے کنارے ہے ماضی میں یہاں کئی حق و باطل کے معرکے ہوتے ہوں گے۔ کبھی یہ شہر آباد تھے۔

رنگلہ گاؤں میں بھی نوگزی لمبی قبر ہے اس گاؤں کے قبرستان میں بھی نوگزی لمبی قبر ہے۔ قریب ہی ڈالیہ میں بھی نوگزی لمبی قبر ہے اس گاؤں کے ساتھ موضع ڈب کے ایک بلند و بالا ٹبہ پر ایک نوگزی لمبی قبر ہے گرد و نواح تمام مٹی بھریا برد

marfat.com

ہو چکی ہے ۔ لیکن جس ٹبہ پر یہ نوگزلمبی پختہ قبر ہے وہ ٹبہ دریا کے کٹاؤ سے محفوظ ہے۔ ڈب کے جانب مغرب میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ جس پر ایک سائیں رنگلا درویش نے ڈیرہ جما رکھا ہے اور یہ جگہ آباد ہے ۔ایسی نوگز قبروں کا سلسلہ نجان بڑیلہ شریف ٹانڈہ موٹا کے علاوہ آزاد کشمیر کے قصبہ مناور تک ہے۔ متذکرہ بالا شواہد گواہ ہیں کہ ماضی میں کوری کو مرکزی حیثیت حاصل رہی اور اس علاقہ میں یہ قدیم ترین بستی ہے ۔ ماضی میں انسان دریاؤں کے کنارے بستیاں آباد کرتے تاکہ انسانی ضرورت کے علاوہ مال مویشی کے لیے پانی میسر آسکے ۔ جدید دور میں انسان فاصلہ کو کم کرنے کے لیے شاہراہیں تعمیر کرتا ہے۔ لیکن ماضی میں شاہراہیں اس جانب تعین کی جاتی تھیں جہاں پانی کے آثار ہوتے کیونکہ ایک ایک قافلہ میں سینکڑوں اونٹوں ،گھوڑوں ، بیلوں سے بار برداری کا کام لیا جاتا تھا ایک دن میں یہ قافلے یا شاہی دستے تیس میل کے لگ بھگ سفر کرتے تھے جیسے گجرات سے کوٹلہ ارب علی خاں پڑاؤ تھا یہ فاصلہ ایک دن میں طے ہوتا اسی طرح گجرات سے کوری .بہلول پور کا فاصلہ تیس میل کے لگ بھگ بنتا ہے اور یہ فاصلہ بھی ایک ہی دن میں طے کیا جاتا ان دنوں ہوٹل وغیرہ نہیں ہوتے تھے ۔ بڑی بڑی سرائیں ہوتیں جہاں مسافر راہ گیر تجارتی قافلے قیام کرتے تھے ۔ان سراؤں میں جنس کے بدلے کھانے پینے کی اشیاء آسانی سے مل جاتی تھیں کوری .بہلول پور کے قریب چاروں طرف سے سڑکیں اختتام پذیر ہوتیں ہیں ماضی میں ۔یہاں سے دریائے چناب کو کشتیوں سے عبور کیا جاتا تھا۔

سیالکوٹ کے لئے براستہ کلووال سڑک ،دوسری براستہ کوٹلی لوہاراں ،جموں براستہ سید پور روڈ بجوات پھوکلیان سے آنے والی سڑکیں یہاں آملتی ۔ اسی طرح گجرات سے براستہ جلالپور جٹاں ٹانڈہ روڈ ڈنگہ سے براستہ دلانوالہ روڈ ڈنگہ سے ہی ایک اور سڑک براستہ جوڑا کرنانہ لالہ موسی جو دولت نگر آملتی ہے۔ دولت نگر سے ایک جلالپور جٹاں دوسری سڑک کڑیانوالہ سے ہوتی ہوئی کوری .بہلول پور آملتی تھی ۔ ایک اور سڑک کوٹلہ ارب علی خاں سے جلالپور صوبتیاں سے ہوتی ہوئی کڑیانوالہ .بہلول پور آملتی تھی ایک اور سڑک قلعہ روہتاس منگلا بھمبر سے ہوتی ہوئی براستہ مناور .بہلول پور کی طرف جاتی تھی ۔ کوری کے چاروں طرف سڑکوں کا جال بچھا ہوا تھا جس کے آثار اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔اس قدیمی شاہراہ پر آباد بستیاں خوشحال اور پررونق تھیں۔ جیسے آج کل جی ٹی روڈ کے کنارے آباد شہروں کو بڑی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔

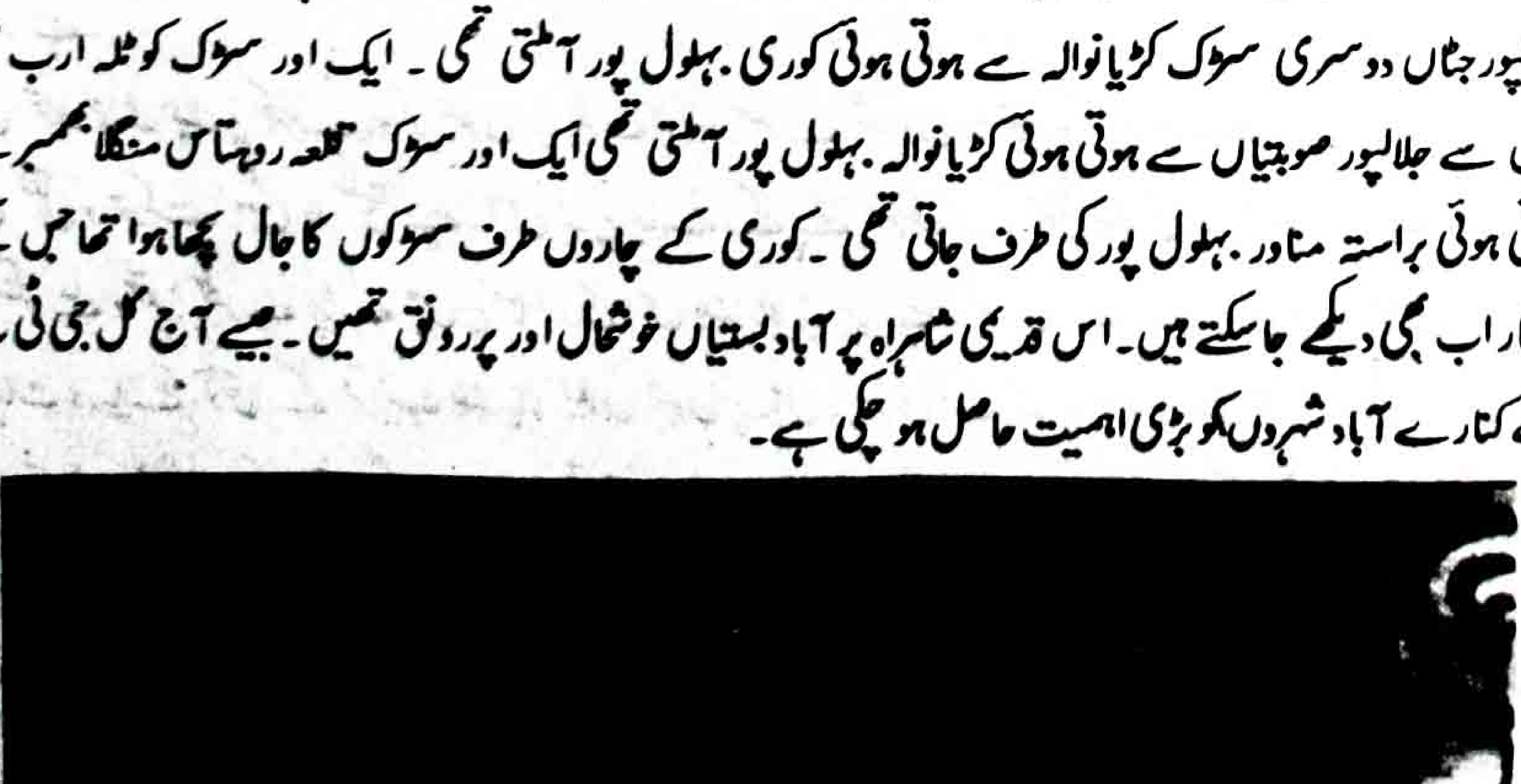

marfat.com

گجرات سے ۲۵ میل دور ہیڈ مرالہ روڈ پر شیخ چوگانی میں حضرت طانوخ علیہ السلام حضرت آمنون علیہ السلام کے مزارات

صدیوں سے بہتے ہوتے دریائے چناب نے کئی شہروں اور دیہات کو صفحہ ہستی سے مٹادیا ہے اور ان آبادیوں کے نام و نشان تک مٹ چکے ہیں۔ لیکن اس کے کنارے حضرت طانوح اور حضرت آمنونؑ کے مزار بالکل محفوظ ہیں جہاں مخلوق خدا حاضر ہو کر دینی دنیاوی فیض حاصل کرتی ہیں یہ مزار سطح زمین سے بہت بلندی پر واقع ہیں۔ صاحب مزار حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے آباد کئی شہر اور دیہات دریا برد ہو چکے ہیں۔ جن کے نام محکمہ مال کے کاغذات میں درج ہیں۔ ان آبادیوں کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ لیکن صدیاں گزر چکی ہیں۔ یہاں کی رونقیں اسی طرح ہیں۔ شیخ چوگانی گجرات ہیڈ مرالہ روڈ ر واقع ہے سڑک کے کنارے ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر تحریر ہے۔ "مزار مبارک حضرت طانوح علیہ السام و حضرت آمنون علیہ السلام" قصبہ شیخ چوگانی کے نصف سے زیادہ مکان دریا برد ہو چکے ہیں۔ بیشتر مکین ترک سکونت اختیار کر گئے ہیں۔ پختہ سڑک سے جانب جنوب شیخ چوگانی کے مشرق حضرت طانوحؑ کا مزار ہے۔ جو دریائے چناب کے عین کنارے پر واقع ہے اور جانب جنوب مغرب حضرت آمنون کا مزار ہے آبادی سے کافی دور کھنڈرات اور درختوں کے جھنڈ میں عین دریا کے کنارے پر واقع مزار کے قریب خستہ حال ٹوٹے مکانات کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ پانی انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے۔ ماضی میں دریاؤں چشموں کے کنارے انسانی آبادیوں کے آثار پائے جاتے رہے۔ دریائے چناب کے کنارے ایسے مزارات کا سلسلہ قائم ہے۔

حضرت طانوحؑ حضرت آمنونؑ کون ہیں ان کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ لیکن مقامی روایات کے علاوہ اہل کشف اور بزرگ انہیں پیغمبروں کا درجہ دیتے ہیں۔ جن کی تائید کئی صوفیائے کرام نے کی ہے۔ ان کا تذکرہ انہوں نے اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے ہر دو مزار حضرت سائیں گوہرالدین آف جینڈر شریف نے تعمیر کئے ہیں۔ حضرت طانوحؑ کے مزار پر یہ عبادت تحریر ہے۔ "سر پنہاں نور یزداں گنج عرفان عارف سبحان سیدنا حضرت طانوحؑ تعمیر مزار شریف چشتی ۱۳۳۱ھ یہ مزار حضرت سائیں گوہرالدین جو اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اللہ ہو گزرے ہیں نے اپنی نگرانی میں تعمیر کروائے یہ مزار بہت بلند ٹیلہ پر ہیں۔ زیریں حصہ پتھر سے اس کے اوپر والا حصہ اینٹوں سے بالائی حصہ مزار مبارک اور مسجد تعمیر ہیں۔ مزار کے گرد و نواح گھنے درخت ہیں اور درختوں کا یہ سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ گاؤں شیخ چوگانی مزار سے بہت نیچے واقع ہے۔ مزار کے احاطہ میں داخل ہوتے ہی مسافر خانہ اور قریب ایک مسجد جدید طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔ جہاں پانچ وقت نماز باجماعت ہوتی ہے۔ اس سے ذرا اوپر لاتعداد اور قبریں ہیں اور کئی سیڑیاں چڑھنے کے بعد مزار مبارک واقع ہے۔ جس کے ارد گرد چار دیواری تعمیر کی گئی ہے۔ مزار تک پہنچنے کا راستہ صرف ایک ہی ہے لاتعداد سیڑھیاں تعمیر کی گئی ہیں جس کے ذریعے مزار تک پہنچا جاتا ہے۔ مزار بلندی پر ہونے کی وجہ سے سوائے ایک راستہ کے کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ مزار کے جانب جنوب ایک چھوٹی سی خوبصورت نقش و نگار والی مسجد یا عبادت خانہ تعمیر کیا گیا ہے۔

marfat.com

مزار کے چاروں اطراف برآمدہ ہے۔ اندرونی حصہ میں روشنی کے لئے روشندان ہیں۔ جہاں شیشے نصب ہیں تمام مزار سفید سنگ مرمر سے تعمیر شدہ ہیں یہ سنگ مرمر ہندوستان سے سیالکوٹ کے راستہ کشتی کے ذریعہ مزار تک لایا گیا تھا اور بہت محنت اور انفرادی قوت کی طاقت سے بلند بالا ٹیلہ تک لایا گیا مزار کے صحن میں کھڑے ہو کر دریائے چناب کا نظارہ اور ٹھنڈی ہوا دنیا جہان کا غم بھلا دیتی ہے اور اس مقدس جگہ پر سکون آجاتا ہے۔ پاک ہستیوں کے قدموں میں حاضری، لطف اہل معرفت ہی جان سکتے ہیں۔ مزار مخروطی ٹیلہ پر واقع ہے۔ جس کا پھلاؤ زمین پر زیادہ ہے گرنے کا خوف ہے مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ محکمہ کے اہل کار ایک ہفتہ بعد آکر صندوق کا تالا کھول کر نذرانے لے جاتے ہیں۔ یہاں زائرین کے لئے خورد ونوش یا لنگر کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ عقیدت مند لنگر پکا کر لے آتے ہیں اور تقسیم کر دیتے ہیں محکمہ اوقاف آمدنی سے کم از کم مزار کے جنوب مشرق دریائے چناب کا کنارہ پختہ کردے تاکہ مزار کا یہ حصہ دریا برد ہونے پائے مسافر خانے کو آباد کیا جائے۔

حضرت آمنون علیہ السلام کا مزار جانب جنوب ایک میل دور کھنڈرات اور گھنے درختوں میں واقع ہے جو بہت بلند ٹیلہ پر واقع ہے اور گرد ونواح کی زمین دریا برد ہو چکی ہے۔ مزار کے نچلے حصے میں تباہ حال مکانات کے نشانات لب بلکہ موجود ہیں۔ دور تک ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا پھیلا ہوا ہے۔ جس کی لہریں عین مزار تک پہنچ چکی ہیں۔ پانی بہت نیچے بہہ رہا ہے لیکن کسی وقت بھی اس قدیمی اور پاک مزار کو نقصان دے سکتا ہے محکمہ اوقاف معمولی سا دھیان دے کر مزید برباد ہونے سے اور کٹاؤ سے بچایا جا سکتا ہے۔ حضرت آمنون کے مزار کے قریب ایک مسجد آباد ہے۔ جہاں عبادت گاہ اور لوگ آکر وہاں قیام کرتے ہیں مزار کے ارد گرد چار دیواری تعمیر ہے۔ مزار کی لمبائی نو گز سے زیادہ ہے۔ مزار پر یہ تختی نصب ہے۔ حضرت ہمنون علیہ السلام تعمیر کردہ مزار سائیں گوہر الدین بکلم محرم الحرام ۱۳۵۳ھ صاحب قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد بیان کئے جاتے ہیں۔ صدیاں گزرنے کے باوجود ان نیک اور پاک ہستیوں نے اپنا تقدس بحال رکھا ہوا ہے اور مخلوق خدا نے ان سے روحانی رشتہ قائم کر رکھا ہے۔ جبکہ اس فانی دنیا میں مخلوق خدا کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کو خزاں نہیں آتی۔ ان کے ہاں ہمیشہ بہار ہی رہی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔

ماہنامہ کیہان سیالکوٹ میں جنید کھوکھر کے مضمون انبیائے کے مزارات کے متعلق مذکرہ مزارات حضرت خواجہ گوہر الدین نے تعمیر کروائے اور نشاندہی کی۔ آپ راتوں کو جاگ جاگ کر ورد کلمہ کیا کرتے تھے۔ دن کو اکثر روزہ سے رہا کرتے تھے۔ آپ علم روحانی کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے کلیر شریف، اجمیر شریف، حضرت نظام الدین اولیاء، بابا فرید ملتان اور داتا صاحب کے قدموں میں مدتوں بیٹھے رہے۔

چنانچہ آپ داتا صاحب کے بتائے ہوئے مقام پر موضع شیخ چوگھٹی آگئے اس سے قبل آپ یہاں نہیں آئے تھے۔ جب آپ نے جو ٹیلہ پر مزار ہے ان کے پہلو میں بیٹھ کر کشف کے ذریعے ان بزرگ سے مخاطب ہوئے حضرت گوہر الدین سے قبل کوئی بزرگ بھی ٹیلہ کے اوپر نہیں گیا بلکہ دور سے ہی ہو کر چلے جاتے تھے آپ نے صاحب قبر کا حال پوچھا تو آواز آئی اے بندہ خدا مجھے یہاں لیٹے ہوئے چھ ہزار سو سال گزر چکے ہیں۔ چوبیس سو سال کے بعد ایک تو ہی ایسا آیا ہے جس نے میرا حال پوچھا

marfat.com

ہے ورنہ لوگ آتے رہے اور اپنی اپنی سنا کر چلے جاتے رہے۔ تو نے میرے متعلق پوچھا ہے تو سن! میرا نام طالوت علیہ السلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت دی تھی میرے باپ کا نام یہوسوع ہے۔ پھر پورا شجرہ بتایا بعد کی تحقیق میں ان نبیوں کے بارے میں عیسائیوں کی مقدس کتابوں میں ان کا حال و احوال لکھا معلوم ہوا۔ حضرت طالوتؑ کا پورا شجرہ درج ذیل ہے۔ طالوتؑ بن یہوسوع، بن نون بن، المسیح، بن بعداوان، بن تحق، بن تلاخ، بن رفاح، بن بریعہ، بن افراہیم، بن یوسف علیہ السلام آپ نے طالوتؑ سے گفتگو فرمائی تو آپ نے فرمایا اب ان مزاروں پر میرا آنا آج سے فرض ہو گیا یہ اس کے بعد آپ سوائے بابا صاحبؒ کے کسی اور مزار پر نہ گئے آپ نے مزار کی تعمیر شروع کی۔ آپ کے مرید ملک بھر میں پھیلے ہوئے تھے۔ مزار حضرت طالوتؑ پر استعمال ہونے والا سامان زیادہ تر جموں کے قریب نواں شہر میں آپ کے ایک مرید نے فراہم کیا یہ سامان کشتیوں کے ذریعے یہاں تک پہنچایا جاتا تھا۔

اس مزار کی تعمیر میں خواجہ گوہر الدین کے مرید جو لاہور میں تھے۔ انہوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ کے ایک اور مرید ریاست بہاولپور کے چوہدری عبدالہادی تھے وہ ایس ڈی او تھے بقول مرزا عظمت بیگ آف شیخ چوگانی جن دنوں وہ ریاست جموں کشمیر ملازم تھے۔ تو خواجہ صاحب نے آپ کی ڈیوٹی لگائی اس مزار کی تکمیل وغیرہ کروائیں آپ کے ایک اور مرید بابو محمد حسین جو محکمہ ریلوے میں ملازم تھے یہ کمرے اور مسجد انہوں نے تعمیر کروائی اس میں خواجہ صاحب نے خود بھی کئی دفعہ اپنی زمین فروخت کر کے اپنا حصہ شامل کیا۔ جمیعت العلمائے پاکستان کے سابق صدر حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی خواجہ صاحب کے عقیدت مندوں میں سے تھے آپ کئی کئی روز مزار حضرت طالوتؑ علیہ السلام پر قیام کرتے تھے۔

حضرت خواجہ گوہر الدینؒ کے بارے میں قطب زمان قاضی سلطان محمد صاحبؒ اعوان شریف نے بچپن میں دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بچہ ایک دن آسمان ولایت کا روشن ستارہ ہو گا۔ قاضی صاحب خود بھی ان مزارات پر جایا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب شیخ چوگانی میں دوسرا مزار جو حضرت آمسونؑ کا ہے سے ہم کلام ہوئے اس مزار کے متعلق بھی پہلے کسی کو علم نہ تھا۔ آپ نے شجرہ معلوم کیا تو مرقد سے آواز آئی میرا نام آمسون علیہ السلام ہے میں اللہ کا نبی ہوں میرا شجرہ نسب آمسونؑ بن یولز، بن سلمون، بن تحشوں، بن بحیادلب بن رام بن صفرون، بن قرص بن یہودیٰ، بن یعقوبؑ بن اسحاق علیہ السلام ہے۔ حضرت آمسونؑ کے مزار پر تختی بھی حضرت خواجہ گوہر الدین نے لگوائی۔ مگر اس مزار پر حسب فرمان حضرت آمسونؑ چھت چھپر وغیرہ نہ بنوایا یہ مزار شریف کھلے آسمان تلے اور دریائے چناب کے بالکل کنارے پر ہے۔ دریا کا پانی مزار سے چھو کر گزر رہا ہے۔ انکے علاوہ ریحان میں جو سرائے نزد چک کمال حضرت تماطوسؑ کے مزارات بھی آپ نے کشف کے ذریعے معلوم کئے۔ کشف کیا ہے علامہ شاہد جمیل سیالکوٹی کے مطابق کشف ایک ایسی حقیقت ہے جس کو یہ حاصل ہو جائے اس سے ظاہری باطنی حجابات اٹھا لئے جاتے ہیں لیکن اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کشف جو انسان کو مجاہدے کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا جو انسان کامل کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہوتا ہے مجاہدے سے حاصل ہونے والا کشف عارضی ہے اسکا عبادت و ریاضت کی کمی کی وجہ سے نقص واقع ہو سکتا ہے لیکن وہ کشف جو خالق کائنات اپنی مرضی سے اپنے بندہ مومن کو عطا کرتا ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ یہ کشف کی روشنی میں یہ کشف انسان کامل کو اللہ تعالیٰ کی ذات رضا سے حاصل ہوتا ہے ان کشف کی

marfat.com

روشنی میں حضرت خواجہ گوہرالدین نے حضرت طانوخؑ کے بارے میں فرمایا۔

طانوخ سرِ پنہاں ۔ پر از کیف سبحانی ۔ گنجور فیض عرفانی ۔ در معرفت سلطانی
مظہر نور خدا ۔ عشق ذات شد عطا ۔ بی انتہا بی انتہا ۔ از نور احمد یزدانی
فارغ از دو جہاں ۔ در سکونت لا مکاں ۔ ہر جہت بے نام نشان ۔ محبوب جاناں وجانی
عاشق صادق احد ۔ واصل کامل واحد ۔ پاک حلول از اتحد۔ آں حقیقت حقانی
عشق ذات شد عطا ۔ جذا حدیثؐ بے نوا ۔ در حقیقت نور خدا ۔ شد۰آں گوہر رحمانی

اس کے بعد آپ نے سوال کیا مجھے اجازت ہو کہ میں آپ کا مزار تعمیر کراؤں حضرت طانوخ علیہ السلام نے جواب دیا تعمیر لوگوں کے لیے کروانا چاہتا ہے۔ فرمایا نہیں۔

میں خود دیکھنے کے لیے تعمیر کروانا چاہتا ہوں اس کے بعد آپ نے حضرت طانوخؑ کا مزار سنگ مرمر سے تعمیر کروایا پھر آپ نے دعا فرمائی کہ حضور جس طرح میں اوپر آتا ہوں آپ کے روضہ انوار کی زیارت کرتا ہوں۔ فیوض الٰہی حاصل کرتا ہوں اس طرح اجازت ہو جائے تاکہ سب لوگ یہاں آکر حقیقت ذات کا نور حاصل کر سکیں اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اب میرا یہاں آنا فرض بن گیا ہے۔ جب آپ حضرت طانوخؑ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوتے تو پھر آپ کسی بھی ولی کے مزار پر نہیں گئے۔ گجگراں کے مزار کے بارے میں آپ نے انکشاف کیا۔ ایک روز آپ شیخ چوگانی سے واپس جنیڈر شریف واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک گاؤں آتا ہے جس کا نام گجگراں ہے اس کے قریب جب آپ تشریف لے گئے اس وقت آپ کے ساتھ کچھ آدمی تھے وہاں سے ایک آواز آئی ۔ ہماری طرف بھی آؤ جو لوگ ساتھ تھے انہوں نے خواجہ گوہرالدین سے عرض کی حضور پیچھے سے آواز آئی ہے کوئی آپ کو بلا رہا ہے۔ آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ حتیٰ کہ جب تیسری بار آواز آئی تو آپ نے فرمایا چلو واپس چلتے ہیں پتہ کریں کہ کہاں سے آواز آرہی ہے۔ جب آپ واپس آتے تو آپ نے انہیں آدمیوں کو فرمایا ۔ یہاں دیکھو کون ہے انہوں نے دیکھا اور عرض کی حضور یہاں کوئی بہت سا لمبا آدمی ہے اسکی بولی کی ہمیں سمجھ نہیں آتی آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور دیکھو ۔ انہوں نے دیکھا تو پھر عرض کی ان کی زبان کی سمجھ آنا شروع ہو گئی ہے۔ پہلے وہ عبرانی زبان بول رہے تھے انہوں نے بتایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں، موسیٰ میرا نام ہے۔ میرے باپ کا نام مراری ہے میرے دادا کا نام راوی ہے۔ میرے پردادا کا نام یعقوبؑ ہے ۔ یہاں سے آپ بجائے جنیڈر شریف واپس شیخ چوگانی آتے ۔ یہاں سے آپ کو پھر تصدیق ہوئی آپ نے پھر حضرت موسیٰ حجازی کا مزار تعمیر کروایا یہ مزار اب سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے ان کے ساتھ ہی صاحب مزار کے ایک بھائی جن کا شجرہ نسب صفدانؑ لکھا جاتا ہے۔ جن کا مزار موضع ریحان میں ہے ۔ یہ حضرت موسیٰ حجازی کے حقیقی بھائی ہیں ان مزارات کی آپ نے بالکل صحیح کشف کے ذریعے تعمیر فرمائی۔

حدیث پاک میں آتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ جب میں اپنے بندے کو قرب عطا کرتا ہوں اپنی ذات کا مشاہدہ عطا کرتا ہوں۔ تو وہ بندہ میرے عطا کردہ نور سے دیکھتا ہے جب بندہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اللہ کے نور سے دیکھنا۔ بہت بڑی بات

marfat.com

ہے جس بندہ مومن کو خدا اپنا نور عطا کرتا ہے اپنی قوت عطا کرتا ہے وہ بندہ بظاہر تو بندہ ہوتا ہے لیکن اس میں عبدہ والی صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ جب بندے کی صفات اللہ کے نور سے ظاہر ہوتی ہیں تو اس کی زبان صادق ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے جب خدا کا مشاہدہ کسی انسان کامل کو حاصل ہوتا ہے تو اس سے سب حجابات اٹھالئے جاتے ہیں۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اللہ کے مقبول بندوں کی نظر سے ڈرا کرو کیونکہ وہ جب بھی دیکھتا ہے اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ فراست مقبولاں خدا کی شان ہے حضرت ساریہؓ مدینہ سے پندرہ سو میل دور کفر و اسلام کی جنگ میں ملک نہاوند میں مصروف تھے کہ دشمن نے پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنے کے لیے فوج کو ادھر بھیج دیا۔ مسلمان جنگ میں مصروف تھے اور دشمن ان کی پیٹھ پیچھے بہت بڑا حملہ کرنے والا تھا۔ حضرت عمر ابن خطاب مسجد نبوی شریف میں جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے آپ نے خطبہ کے دوران آواز دے دی ساریہؓ سالار لشکر پہاڑ کے پیچھے دیکھ۔ حضرت ساریہؓ نے دیکھا ایک بہت بڑا لشکر حملہ کی تاک میں ہے۔ لہذا آپ خبردار ہو گئے۔ مسجد نبویؐ اور نہاوند میں پندرہ سو میل کا فاصلہ ہے۔ حضرت عمرؓ کی آواز پندرہ سو میل تک بغیر کسی ذریعے کے پہنچی۔ یہ ان کی کرامت ہے۔ حضرت ساریہؓ کا اتنی دور سے سننا یہ ان کی کرامت ہے چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو مومن ہوں کچھ رازوں سے آشنا فرما دیتا ہے۔ انبیاء کی قبریں از جنید کھوکھر نے اپنے مضمون میں ایک مشہور کتاب۔ کتاب انباتے فی الثلاثہ اولیاء۔ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ عالمی پریس دہلی ۱۳۴۳ھ صفحہ ۹۹۔ ۱۰۰ پر تفصیلاً تحریر ہے۔ اگر کوئی شخص کشف کے ذریعے قبر والے سے ملاقاتی ہونا چاہیے تو پہلے وہ پاک صاف ہو کر نماز دوگانہ ادا کرے۔ سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص ۵ مرتبہ آیت الکرسی اور سورہ ملک پڑھے۔ بعد سلام کے صاحب قبر کی طرف متوجہ ہو کر یا روح یا روح پڑھے اللہ تعالیٰ صاحب قبر کے حال سے واقف کر دیں گے۔ اور ملاقات نصیب ہوگی۔ صوفی محمد چراغ صاحب نے خواجہ گوہر الدین کے حضور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا وہ بھی ان مزارات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب نے کشف کے ذریعے ان مزارات کی نشاندہی کی اور حضرت قاضی سلطان محمود صاحب حافظ شمس الدین گلیانویؒ حاجی فرمان صاحبؒ نے بھی ان مزارات کی نشاندہی کی ان مزارات پر حاضری دیتے رہے۔

بعض علماء کے بیان کے مطابق حضرت شیث علیہ السلام کی قبر اجودھیا شہر میں ہے۔ حضرت آدمؑ کی آمد ہندوستان اور حضرت شیث علیہ السلام کی قبر کی دریافت اس بات کی گواہی ہے کہ ہندوستان کی آبادی قدیم تہذیبوں میں سے ہے۔ یہاں اللہ کے رسول اور نبی تشریف فرما ہوتے رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تجارت کا پیشہ اپناتے ہوتے تھے۔ بقول علامہ شاہد جمیل اویسی آپ کی مکمل تجارت کا سلسلہ ہندوستان سے تھا۔ ظاہر ہے آپ خود بھی ملک ہند میں تشریف لاتے رہے ہوں گے۔ پھر آپکے بیٹے اور حضرت اسحاق السلام کے بیٹے بھی ہندوستان آتے رہے۔ حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار پر بڑی عید کے ایک روز قبل عقیدت مند حاضری دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ گوہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق یہاں اس روز حاضری دینے والے کو حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج سے ایک روز قبل یہاں بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ دور دراز سے لوگ کاروں، موٹر سائیکلوں، بسوں اور پیدل چل کر حاضری دیتے ہیں اور ہزاروں کا اجتماع ہوتا ہے

marfat.com

بماگووال کلاں کے قریب موضع ریحان میں حضرت صفدانؑ کے علاوہ حضرت سامؑ حضرت سریاؑ حضرت شمسائیلؑ حضرت مریاؑ کے نو گز لمبے مزارات

گجرات سیالکوٹ کو ملانے والی قدیمی سڑک پر کئی ندی نالے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان نالوں میں سارا سال میٹھا اور صاف پانی بہتا رہتا ہے۔ ماضی میں یہی آبی گزرگاہیں انسانوں کو اپنی طرف کھینچ لاتیں۔ کیونکہ پانی انسانی زندگی کا لازمی اور بنیادی جز ہے۔ جہاں پانی کے آثار ملے وہیں انسان نے ڈیرے لگا لیے۔ مال مویشی پالنے کے علاوہ کھیتی باڑی شروع کی۔ پرانے وقتوں میں دور دور تک انسانی آبادیوں کے نام و نشان تک نہ تھے۔ جہاں پانی کے ذخائر ملے وہیں بستی قائم ہوئی۔ آج بھی پہاڑی علاقوں میں جہاں میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں وہاں انسانی آبادی ضرور نظر آتی ہے۔ ذاتی استعمال کے بعد اس پانی سے آب پاشی کا کام لیا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ وسائل سے نوازا ہے۔ یہاں پانچ موسم یعنی سردی، گرمی، بہار، خزاں اور برسات کے موسم کی اپنی اپنی خوبیاں ہیں۔ اس خطہ میں پائے جانے والے ہر قسم کے اجناس پھل، گرم مصالحے، میوہ جات، جڑی بوٹیوں کی وجہ سے یہ خطہ خوشحالی سے ہمکنار رہا۔ یہ خطہ قدرتی دولت سے مالا مال ہے۔ پہاڑی علاقوں برفانی میدانی علاقوں میں سبزیات، ضروریات زندگی کی اشیاء اسی خطہ میں سے جاتی ہیں۔ آج بھی ان علاقوں سے اشیائے خوردنی کی ترسیل بند ہو جائے تو پہاڑی برفانی علاقے بھوک کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کے پہلے انسان کی آمد بھی اس خطہ میں پائی گئی ہے۔ جس کا نشان پنڈدادنخان کے قریب غریب وال سیمنٹ فیکٹری کو جانے والی سڑک کے کنارے موضع روال شریف میں حضرت ہام علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے ہام، سام، یافث تھے ہام کی نسل برصغیر پاک و ہند اور گردونواح کے ممالک میں پھیل گئی۔ حضرت ہام علیہ السلام کے روضہ کی جانب مشرق ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ ہزارہا سال سے بہہ رہا ہے گردونواح کے تپتے ہوئے پہاڑوں سے نکلنے والی تپش کو یہی چشمہ ٹھنڈا کرتا ہے۔ قریب ہی نمک کی کانیں نمک کی کان کی وجہ سے ماضی میں یہ علاقہ تجارتی منڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت حامؑ کا مزار ۲۰ گز لمبا ہے۔ قدیمی قبروں اور درختوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ قبریں پتھروں سے تعمیر شدہ ہیں اس مزار کی نشاندہی حافظ شمس الدین گیلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی مزار کی چار دیواری سیاہ پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے۔ سو سال بعد اس مزار کو حاجی فرمان صاحب جو آج کل چک کلاں کے قریب جو سرائے میں حضرت تملوس علیہ السلام کے مزار پر قیام پذیر ہیں، از سر نو تعمیر کرایا۔ سنگ مرمر کی سفید تختیاں۔ مزار پر نصب کیں کتب انوار الشمس کا ایک قطعہ بھی تحریر ہے۔

مزار شریف چھبیس گز لمبی۔ پنج گز چوڑی
بیک قدیمی ساد مرادی بار۔ چوکنڈی سوڑی
رب دی رحمت وسدی ہر دم جیون کر منتیں بہاراں

marfat.com

حافظ شمس الدین گلیانوی رحمۃ اللہ علیہ کشف القبور کے بحر بیکراں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کشف القبور کے علم کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ جہاں سے گزرتے علم کشف القبور کے ذریعے مزارات کی نشاندہی کر دیتے۔ اگر کوئی ان کی بات کو تسلیم نہ کرتا تو اسے فوراً قبرستان لے جاتے اسے اس کے باپ دادا کی قبر، صاحب قبر کا حلیہ اور اس کے چند اچھے برے کارنامے بیان کر دیتے۔ حافظ شمس الدین نے برصغیر کے بیشتر لمبے مزارات کی نشاندہی کی اور اپنے علم کے ذریعے ان کا سلسلہ نسب معلوم کر کے اپنے قلمی نسخہ انوار الشمس میں درج کیا وہ سالہا سال پیدل سفر کر کے ان مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ سو سال قبل گھنے درختوں میں جنگل بیابانوں میں وہ ان مزارات پر کئی کئی روز قیام کرتے جہاں اس وقت انسان دن کے وقت بھی وہاں سے گزرنے سے خوف محسوس کرتا ہے۔ ان لمبے مزارات کا سلسلہ دریاؤں ندی نالوں، اور پہاڑوں کے دامن اور پہاڑوں کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے۔

حافظ شمس الدین گلیانوی نے اپنی کتاب انوار الشمس میں بھاگووال کلاں کے قریب برساتی نالہ کے کنارے موضع ریحان میں حضرت صفدان علیہ السلام کے مزار کی نشاندہی کی۔ مابعد خواجہ گوہر الدین مینٹھ شریف نے اس مزار کو پختہ تعمیر کروایا۔ مزار کی لمبائی ۹ گز ہے۔ موضع ریحان برساتی نالہ کے کنارے آباد ہے۔ حضرت صفدان علیہ السلام کا مزار ایک بلند وبالا ٹبہ پر ہے یہاں پرانے وقت کی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ اس ٹیلہ میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے، آٹا پیسنے کی چکیوں کے پاٹ، بچوں کے مٹی کے بنے ہوئے کھلونوں کے حصے، لوہے کی بنائی ہوئی اشیاء کے علاوہ موتی سیپ ملتے ہیں۔ دور دور تک مٹی کے برتنوں کے ٹکڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ حضرت صفدان علیہ السلام کے مزار کے قریب برگد (بوھڑ) کا بہت بڑا درخت ہے اس درخت کا پھیلاؤ تقریباً دو کنال رقبہ میں ہے۔ یہ درخت بہت قدیمی ہے۔ جو اپنے اندر اس تباہ شدہ بستی کی تاریخ لئے کھڑا ہیں۔ اس ٹیلہ کی جانب مغرب جنوب گاؤں کے نزدیک ایک بہت بڑے مٹی کے ٹبہ پر ایک اور ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چوتھا مزار گاؤں کی جانب مغرب ہے۔ جس کا تقدس اسی طرح قائم ہے جس طرح دوسرے مزارات کا تقدس برقرار ہے۔ اہل دیہہ اور گردونواح کے دیہات کے لوگ ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔ کوئی غیر شرعی حرکت یہاں نہیں ہوتی۔

موضع ریحان کے قریب جو بڑے بڑے ٹبے ہیں وہ کافی بلند ہیں اور کافی رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ٹبہ کے اوپر کھڑے ہو کر دور دور تک نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ اور نزدیک حرکات و سکنات دیکھی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ ماضی میں انسان وحشی تھا۔ تہذیب و تمدن سے ناآشنا لوگ دشمن کو شکست دینے کے بعد بستیاں صفحہ ہستی سے مٹا دیا کرتے تھے۔ مال غنیمت سمیٹ کر اگلی منزل کو روانہ ہو جاتے۔ غالباً حفاظت کے لئے یہ بڑے بڑے ٹبے ٹیلے تعمیر کئے گئے ہوں تاکہ وہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہ سکیں۔ ماضی میں انسان کا قیام پہاڑوں کی غاروں میں یا پھر پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہوا کرتا جیسے ٹلہ جوگیاں قلعہ نندنا کے آثار بتلاتے ہیں کہ کئی ہزار سال پہلے یہ بہت بڑی آبادیاں تھیں موضع ریحان کے قرب و جوار میں کئی بلند وبالا ٹبے اور ٹیلے ہیں اور ۹ گز لمبی قبریں بھی ہیں۔ یہاں فوجی جوان مشقوں کے دوران جب مورچے کھودتے تو زمین سے پرانی اشیاء ملتیں۔ کلاسب وزیر

marfat.com

کے ٹبے کے بارے میں ایک بات مشہور ہے جو حاجی غلام محی الدین فاروقی کے بزرگ میاں فضل عظیم فاروقی جو درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں جن کا مزار صابووال روڈ پر ہے، نے بیان کی کہ ان کے ایک ملنے والے نے کاسب وزیر ٹبہ پر مزار پر حاضری دی۔ گھر کی طرف روانہ ہوا کہ ٹبہ کے قریب زوردار بارش ہوئی۔ اس بارش میں اسے مٹی کے برتنوں کے چمکدار ٹکڑے ملے جو اس نے اکٹھے کر کے کپڑے میں باندھ لیے۔ گھر آ کر جب ان ٹکڑوں کو گرم پانی سے صاف کیا تو وہ سونے کے ٹکڑے تھے۔

کاسب وزیر کے ٹبے کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ فوجی مشقوں کے دوران اس مقام پر جہاں جھنڈا نصب کیا گیا ہے مورچہ کھودنے لگے تو گینتی نے کام کرنا چھوڑ دیا جب بار بار کوشش کی گئی تو وہ جوان بے ہوش ہو کر گر پڑا جب دوسرے جوان نے کوشش کی وہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس مقام پر جھنڈا نصب کر دیا اب ہر سال یہاں نیا جھنڈا نصب کیا جاتا ہے

شامل حال اگر لطف خداوندی ہو
گل مرادوں کے خزاں میں بھی کھل جاتے ہیں
صدق و ایمان و بصیرت کے خزانے اکبر
مرد درویش کے مرقد سے بھی مل جاتے ہیں

بلند بالا یہ ٹبے ماڑی وڑائچاں رلکے، بہلپور کے علاوہ دور دراز تک دریائے چناب کے کنارے تک پھیلے ہوتے ہیں جن کی کڑیاں چار پانچ ہزار سال قبل جا ملتی ہیں۔ حضرت خواجہ گوہر الدین جنیڈر شریف نے جن پانچ انبیاء کرام کے مزارات پختہ تعمیر کرائے ان میں ریحان موضع میں حضرت صفدان علیہ السلام کے علاوہ شیخ چوگانی میں حضرت طانوح علیہ السلام کا مزار، جو انتہائی قیمتی سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے قریب ہی حضرت آمنون علیہ السلام کا مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ موضع گجگراں میں حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کا مزار ہے مزار کے ملحقہ پختہ مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے حالیہ دنوں میں یہ مزار سفید سنگ مرمر سے از سر نو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ گزشتہ دنوں موضع ریحان کے اہل دیہہ اور نوجوانوں پر مشتمل ایک ٹیم دن رات محنت کر کے تاحال اس کی تعمیر کا سلسلہ جاری رکھا۔ عنقریب یہاں مسجد کے علاوہ غسل خانے تعمیر کیے جائیں گے۔ اب یہ مزار تعمیر ہو رہا ہے اور میلوں دور اس کی عظمت اور شان و شوکت دکھائی دیتی ہے اس نیک ہستی کی وجہ سے موضع ریحان میں اخوت و محبت کے رشتے پیدا ہو گئے ہیں۔ پرانی رنجشیں عداوتیں ختم ہو گئی ہیں۔ ریحان کی تمام برادریوں نے مزار کی تعمیر میں پوری عقیدت سے حصہ لیا ہے روضہ مبارک پر ہر سال گرد و نواح کے دیہات کے عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اس موقع پر کوئی غیر شرعی حرکت نہیں ہوتی۔ گجگراں میں صاحب مزار موسیٰ حجازی، حضرت صفدان علیہ السلام کے بھائی بیان کیے جاتے ہیں۔ یہ مزارات چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں آستانہ عالیہ جینڈر شریف کی جانب سے شائع کردہ شجرہ مبارک کے مطابق حضرت صفدان علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ حضرت صفدان علیہ السلام بن مرادی، بن لاوی، بن حضرت یعقوب علیہ السلام، بن حضرت اسحاق علیہ السلام، بن حضرت ابراہیم علیہ السلام، حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے ۲۲۵ صفحہ کے مطابق موضع ریحان میں بھی نیک

marfat.com

ہستیوں کے پانچ مزار ہیں ان کے نام حضرت صفدانؑ حضرت ساساھامؑ حضرت سرسیاؑ حضرت شمسائیلؑ حضرت حرسیاؑ ہیں۔ آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف کی جانب سے شائع کردہ شجرہ میں ایک دعا بھی درج ہے جس کی تحریر یوں ہے۔ ہم دعا مانگتے ہیں قاسم کنز نعمت نبی رحمت صلی اللہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں فیض الباری، جذب القلوب، فیوض الحرمین، خود نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (بخاری) اس لیے ہم بزرگ مقامات پر فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کریم کا ارشاد ہے "بارکنا حولہ (پ ۱۵) یعنی ہم نے مسجد اقصیٰ کے اردگرد برکتیں رکھی ہیں وہ برکات اکثر انبیاء علیہم السلام کی قبور کی ہیں (عام تفاسیر) پھر متبارک آستانوں پر حاضر ہو کر دعا کرنے یہ سلف صالحین کا محبوب طریقہ ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ "ھنالک دعا ذکریا ربہ" یعنی حضرت ذکریا نے محراب مریم میں جا کر دعا مانگی جو قبول ہوئی۔

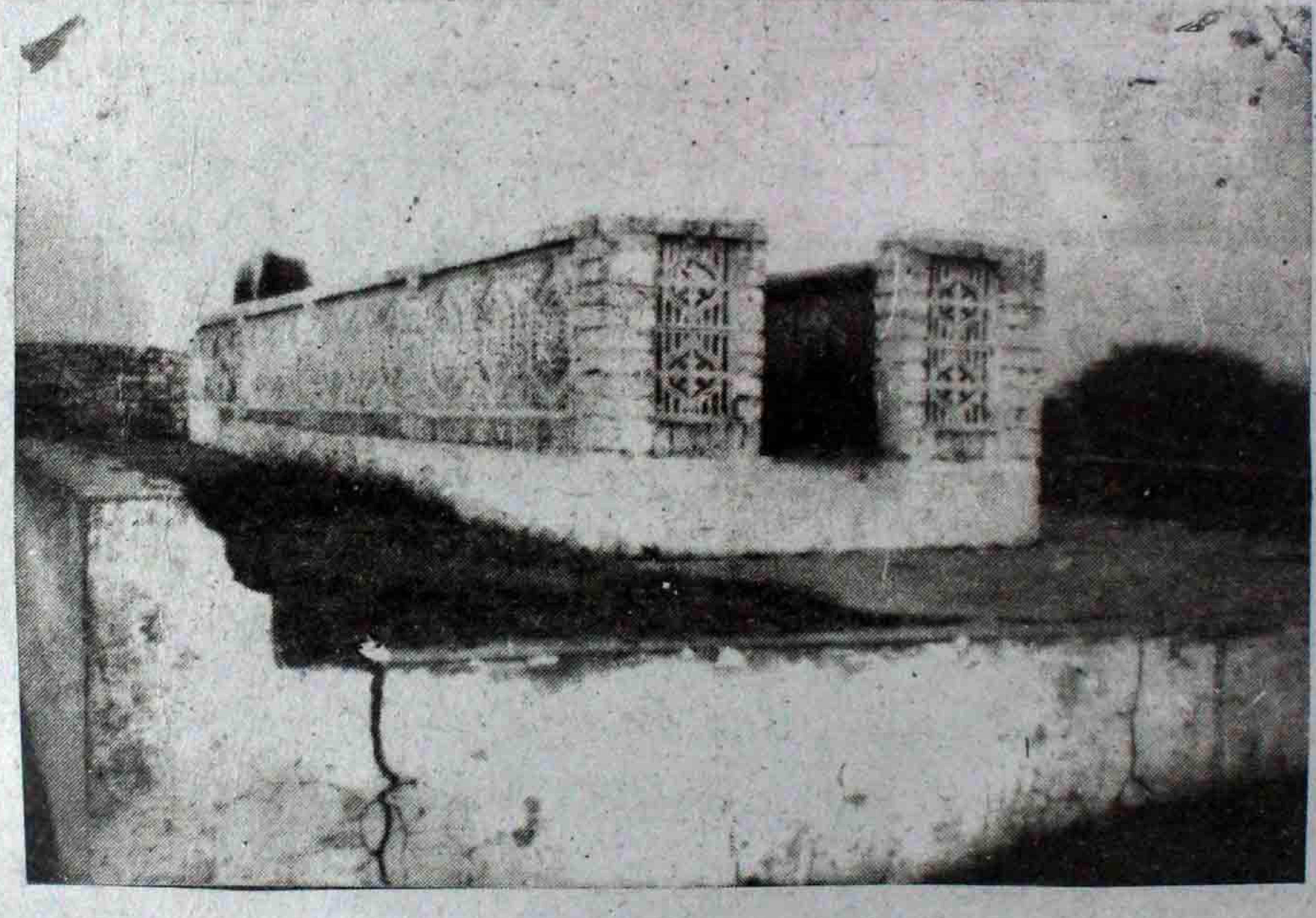

ریحان کے ٹبہ پر انبیاء کرام کے مزار

marfat.com

جلالپور جٹاں کے علاوہ نند پور، سوہل خورد سوہل کلاں جیو و نجل عدالت گڑھ لمبھوڑ پنڈی لوہاراں پنڈی میانی میں نو گز لمبے مزارات اور جلالپور کا تاریخی خاکہ

جلالپور جٹاں کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ جب سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اس وقت بھی جلالپور آباد تھا کلاچور اور نند پور اسکے پرانے شہر تھے۔ جلالپور آکر ملنے والی قدیمی گزر گاہیں اس کے گرد و نواح تباہ شدہ بستیاں ٹبے ٹیلے اس بات کے داعی ہیں کہ یہ شہر بہت قدیمی ہے۔ جلالپور سے ایک قدیمی راستہ میانی پنڈی سوہدرہ کے لیے جاتا ہے۔ جلالپور ہی سے پرانی سڑک براستہ شہباز پور سیالکوٹ کے لئے جاتی ہے۔ کشمیر جانے کے لئے ایک پرانا راستہ براستہ کڑیانوالہ تھا ہزاروں سالہ قدیمی گزر گاہ براستہ عالم گڑھ دولت نگر گلیانہ ڈنگہ ہیڈ رسول بھی جلالپور میں آکر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ مشہور پتن بہلول پور کے لئے بھی جلالپور سے ہی سڑک نکلتی ہے۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان قدیمی گزر گاہوں کے نشان اور آثار اب بھی موجود ہیں جلالپور کے گرد و نواح نظر دوڑائی جائے تو پرانے ٹبے ٹیلے اور تباہ شدہ انسانی بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جانب مغرب برساتی نالہ کے قریب ایک پرانا ٹبہ ہے جہاں اب قبرستان ہے اسلام گڑھ کا قدیمی ٹبہ بھی اپنے اندر کئی داستانیں سمیٹے ہوئے ہے۔ عالم گڑھ کا قدیمی ٹبہ ایک قدیمی شہر ہے جہاں شہر ہے جلالپور کے وسط اور گرد و نواح کئی اولیاء کرام کے آستانے ہیں بالخصوص نوگز لمبا مزار بھی ہے۔ یہ مزار ہزاروں سالہ قدیمی ہے۔ برصغیر کی تاریخ گواہ ہے یہ دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے۔ اسکی زرخیزی اور خوشحالی کے پیش نظر یہ خطہ ہر دور میں حملہ آوروں کی ذد میں رہا۔ یہاں اللہ کے نیک بندے حق کی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے رہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس میں جلالپور جٹاں میں صاحب مزار کا نام حضرت فیمان علیہ السلام بتایا جاتا ہے۔ قدیم دور میں جب گنبد مینار کا رواج نہیں تھا چنانچہ مرنے والے کی اہمیت رتبہ کے پیش نظر اسکی قبر عام قد سے لمبی تعمیر کر دی جاتی تھی۔ تاکہ صاحب مزار کا تقدس برقرار رہے۔

مزار حضرت فیمانؑ پر گل ساجد بت عقیدت احترام کے ساتھ نوگزہ سرکار کا عرس ہر سال پوری عقیدت احترام سے مناتے ہیں۔ اس موقع پر لنگر محفل میلاد اور ختم پاک نعت خوانی قوالی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی نوگزا مزار نند پور کے قریب ہے جسے پیر ہرا کے نام سے پکارتے ہیں۔ نوگز لمبے مزارات کے نشان جلالپور جٹاں کے گرد و نواح دریائے چناب اور ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزر گاہوں کے کناروں پر پائے جاتے ہیں۔ انسانی آبادیاں آباد ہوئیں تباہ اور برباد ہوئیں ان انسانی آبادیوں کے نشان صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان کوئی نہ مٹا سکا۔ نوگزہ سرکار کے مزار کے قریب ہی حضرت خضر خان ولی کا مزار ہے عبدالغنی قریشی جن کی عمر ۷۰، ۸۰ سال کے لگ بھگ ہے ان کے مطابق آپ گیارہویں صدی میں جلالپور تشریف لائے۔ ظاہری اور باطنی فیض دیتے ہیں انکے مطابق یقین کا بیڑا پار ہوتا ہے۔ بابا عبدالغنی قریشی نے بتایا میں عرصہ سے یہاں حاضری دیتا ہوں ایک روز خواب میں ملے دھاری دار کمبل کا کرتہ اور قوی جسم کے مالک تھے۔ آپ ہی کے نام سے جلالپور جٹاں کے مشہور محلہ کا نام محلہ خضر خاں ولی ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی اونٹنی بھی وہیں دفن کروی گئی تھی۔ جلالپور میں قادر شاہ کا مزار بھی ہے۔ جو درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ دور دور سے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

marfat.com

دوسرے محلے کا نام سادھو محلہ ہے۔ سادھو بھی فقیروں کی ایک قسم ہوتی ہے۔
لکڑ منڈی کے قریب جنگ شاہ ولی کا مزار ہے۔ مقامی روایات کے مطابق جنگ شاہ ولی کا روضہ دریائے چناب کے کنارے تھا دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے جب علاقہ برد ہونا شروع ہوا تو جلالپور کے نمبردار کو خواب میں اشارہ ہوا چنانچہ آپ کا تابوت گھوڑے پر لاد کر جلالپور لایا گیا اور لکڑ منڈی میں دفنا دیا۔ یہ واقعہ قیام پاکستان کے قبل کا ہے آپ کے صحیح نام کا پتہ نہ ہے جہاں آج کل آپ کا مزار ہے محلہ جنگ شاہ ولی کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے علاوہ ہر سال عرس بھی منایا جاتا ہے جلالپور کلاچور کے قریب پیر شاہ اللہ خیرباتی کا مزار ہے جو بہت بڑے فارسی کے شاعر اور درویش ہو گزرے ہیں۔ تھانہ سٹی کے قریب حضرت بابا سلمیر کا مزار ہے جسٹس شیخ شوکت مرحوم کے بزرگوں کو اس مزار سے بڑی عقیدت تھی قریب ہی حضرت قاضی محمد عبدالعزیز کا مزار ہے۔ آپ حضرت قاضی محمد عبدالحق کے والد گرامی تھے۔ ساتھ والا مزار حضرت قاضی محمد عبدالحکیم کا ہے جو آپ کے تایا تھے ان بزرگوں کی پاکستان کے مایہ ناز شاعر حفیظ جالندھری پر خاص نظر کرم تھی ان بزرگوں نے فرمایا تھا حفیظ تم کسی کے شعر پڑھتے ہو اب تم اپنے شعر کہا کرو گے۔
چنانچہ تاریخ گواہ ہے حفیظ جالندھری قومی ترانہ اور شاہنامہ اسلام کے خالق ہیں۔ حضرت قاضی محمد عبدالحق کا آستانہ مبارک جلالپور کے وسط میں ہے۔ آپ کا روضہ مبارک شیخ صدیق ظفر نے تعمیر کروایا ہے۔ وہی دیکھ بھال کرتے ہیں اور بلا ناغہ روزانہ یہاں حاضری دیتے ہیں۔ اور دن کا آغاز یہیں سے کرتے ہیں ڈاکٹر احمد حسین قلعداری کے مطابق حضرت قاضی محمد عبدالحق حضرت خواجہ طاہر بندگی کی اولاد سے ہیں خواجہ طاہر بندگی کی اولاد میں مغلیہ دور میں ایک صاحب قاضی محمد رزاق ۱۲۷۹ھ میں گجرات تشریف لائے اور جلالپور جٹاں میں منتقل ہوئے۔ قاضی محمد رزاق کی اولاد سے بڑے نامور لوگ عالمان دین پیدا ہوئے۔ حضرت قاضی عبدالحکیم حضرت قاضی محمد عبدالعزیز خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس خاندان کی آخری شخصیت حضرت قاضی محمد عبدالحق تھے جو بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ جنگی علاقہ بھر میں بے شمار کرامات مشہور ہیں آپ کے مریدین پاکستان بھر میں ہیں۔ جلال پور کے کالج کا نام بھی آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ کا روضہ عالیشان انداز میں تعمیر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ اڈا ٹم ٹم کے قریب بابا ظاہر شاہ ولی کا مزار ہے قریبی محلہ کو محلہ شیر شاہی کے نام پکارتے ہیں۔ محلہ کا یہ نام بھی قاضی کی اہم شخصیت کا نام سے منسوب ہے۔ اسلام گڑھ کے قریب حضرت سید عبدالقادر قادری کلانوری کا مزار ہے۔
کھیوہ حیات گڑھ میں حضرت میراں سرکار کا قدیمی مزار ہے۔ قریب ہی حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ کا وصال ۱۹۵۱ میں ہوا۔ آپ کا سلسلہ سہروردیہ ہے فیض حضرت بابا جنگو شاہؒ سے پایا آپ بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کا عرس ہر سال عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ جلالپور کے قریب ٹھٹھ موسیٰ بھی قدیمی بستی ہے۔ یہاں شاہ چھتہ کا مزار ہے۔ صاحبزادہ نذر محی الدین کے مطابق آپ کے پیشوا نے فرمایا تھا اے شاہ چھتہ دیہہ ٹھٹھ جاؤ دین کی خدمت کرو۔ ٹھٹھ جنگل بیابان تھا آپ نے اس علاقہ کو آباد کیا چونکہ شاہ چھتہ نے دین کی خاطر اپنا گھر بار رشتہ داری چھوڑ کر یہاں تشریف لائے یہاں پر ہی آپ نے شادی کی تھی شاہ چھتہ کے جانشین پیر محمد جی ہوئے ہیں صاحب علم فضل

marfat.com

اور صاحب کرامت تھے۔ رنجیت سنگھ کی بیوی کوراں رانی آپ سے عقیدت رکھتی تھی۔ پیر شاہ غازی عبداللہ کے جد امجد حافظ محمد جمال صاحب ٹھٹھہ موسیٰ آکر آباد ہوئے ان کا مزار ٹھٹھہ موسیٰ میں ہے۔ ماضی میں جلالپور ایک خوشحال آسودہ شہر تھا۔ کشمیر سے آنے والے تجارتی قافلے یہاں قیام کرتے اور خوشحالی کی بنا پر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اندرون شہر کے پرانے مکانات مغلیہ دور کی پرانی اینٹوں سے تعمیر شدہ ہیں کپڑے کی بہت بڑی مارکیٹ رہی ہے۔ چاروں طرف سے آنے والے تجارتی قافلے جلالپور میں قیام پذیر ہوتے رہے گرم کپڑا اور اجناس کی خرید و فروخت کی بہت بڑی منڈی تھی تھانہ سٹی کے بالمقابل ایک قدیمی مسجد خسریاں ہے جو مغلیہ دور میں تعمیر کی گئی ہے۔

عام روایت کے مطابق یہ مسجد جہانگیر کے دور میں تعمیر ہوئی لیکن پرانی اینٹیں اکبر بادشاہ کے دور کی معلوم ہوتی ہیں۔ مسجد کی دیواریں چار پانچ فٹ چوڑی ہیں تین گنبد ہیں بڑا گنبد درمیان میں ہے دو گنبد دائیں بائیں ہیں۔ مینار کے علاوہ صحن میں پرانا کھجور کا درخت ہے کشمیر کے راستے میں مناور اور بھمبر میں اس طرز کی مساجد ہیں جو اکبر کے دور کی ہیں جلالپور میں یہ قدیمی مسجد ہے جسے بابا بارو نے تعمیر کروایا تھا مسجد کے ملحقہ جانب شمال بابا بارو کی قبر ہے جو پختہ تعمیر ہے ڈاٹ نما گنبد بھی ہے اسی احاطہ میں ایک قدیم کنواں بھی ہے جو اب بند ہو چکا ہے گجرات کی بات از اسحاق آشفتہ میں جلالپور کے بارے میں یوں لکھا گیا ہے۔

گجرات سے مشرق کی طرف تقریباً سات میل کے فاصلہ پر جلالپور جٹاں کے نام سے ایک ترقی پذیر قصبہ ہے جسے شہر پارچہ بافاں بھی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ کیونکہ ضلع گجرات کا واحد قصبہ ہے جہاں چھوٹی بڑی سطح پر پارچہ بافی کی صنعت عروج پر ہے۔ راج ترنگنی کے مصنف اریا بھٹ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ۳۲۶ قبل مسیح سکندر اعظم اور راجہ پورس کے معرکہ میں سکندر نے مفتوحہ علاقوں کو تاریخ گوجراں کے مطابق تقسیم کر کے دو قصبوں کی بنیاد رکھی۔ ایک قصبہ دریائے جہلم کے نزدیک ضلع گجرات میں مونگ کے مقام پر آباد کیا دوسرا قصبہ شاکلہ نگر کے نام سے دریائے چناب کے کنارے آباد کیا جس کا نام یونانی زبان میں رکھا گیا شاکلہ نگر کے یونانی زبان میں لغوی معنی خوبصورتی کا شہر کے ہیں۔

راقم کے مطابق یہ دونوں قصبے سکندر کی آمد سے بہت پہلے کے آباد تھے۔ جلال الدین خلجی نے جب منگولوں کے حملے کو روکنے کے لئے مغرب کا رخ کیا تو اس نے یونانی نام کو (جلال آباد) میں تبدیل کر دیا۔ اس کی فوجوں نے کئی روز تک یہاں قیام کیا۔ تاکہ منگولوں کے حملہ کا سدباب کیا جا سکے۔ اسکے بعد سکھوں کے زمانہ میں اس قصبہ کو خاص تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی۔ زبردست خان اجمیر خان جاٹ سرداروں نے اس قصبہ کا نام جلالپور جٹاں رکھا اور نگزیب عالمگیر احمد شاہ ابدال کی رنجیت سنگھ کی رانی جنداں نے اپنی افواج کے قیام کے لئے اسلام گڑھ کے قلعہ کو مدت تک استعمال کیا۔ محمد ہاشم خاں محمد قاسم خاں نامی دو کشمیری گھرانے آباد ہوئے جن میں رشی خاندان ڈار خاندان، وائیں خاندان، کنٹھ خاندان، مکڑ خاندان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان خاندانوں نے پارچہ بافی اور شال بافی کی صنعت میں اس قصبہ کو دور دور تک مشہور کر دیا ہر تاریخی معرکہ میں یہاں کے باسیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحریک خلافت، خاکسار تحریک، تحریک پاکستان اس کے بعد کشمیر کی آزادی کے سلسلہ میں اس قصبہ کے عوام نے بھرپور حصہ لیا اور قربانیاں پیش کیں۔ تحریک عدم تعاون کے دوران اس قصبہ کے عوام نے انگریزی پارچات تھان بازاروں میں رکھ کر نذر آتش کر دیئے۔

marfat.com

۱۹۸۶ء میں جلالپور جٹاں کی مشہور شخصیت محمد رمضان رشی نے اپنی جیب سے تیس لاکھ روپے خرچ کر کے اپنے نام والد کے نام پر ابن میر گرلز کالج کی بنیاد رکھی اس قصبے کو ۱۹۴۴ء میں گاندھی اور قائد ملت خان لیاقت علی خان کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مصنف چار باغ لالہ گھینش داس نے موضع کلاچور کے تبصرہ میں لکھا ہے کہ موضع اسلام گڑھ کے حاکم کا نام چوہدری رحمت خان تھا۔ جس کو نواب بلند خاں نے کسی وجہ سے قلعہ روہتاس میں قتل کر دیا دیا تھا۔ جلالپور جٹاں کے ملحقہ لمہوڑ میں حضرت ناتن ؒ کا مزار جو دریا برد ہو چکا ہے کے علاوہ عدالت گڑھ کے ٹبہ پر حضرت انوش ؒ کا مزار یہ بھی دریا برد ہو چکا ہے۔ جلالپور کے قریب سوہل خورد میں حضرت فرطوش ؒ ساہل کلاں میں نوگز لمبے مزار مین میانی پنڈی میں حضرت ملکا نام ملک شمداروس ؒ پنڈی لوہاراں میں حضرت حمصام ؒ کے نوگز لمبے مزارات ہیں۔

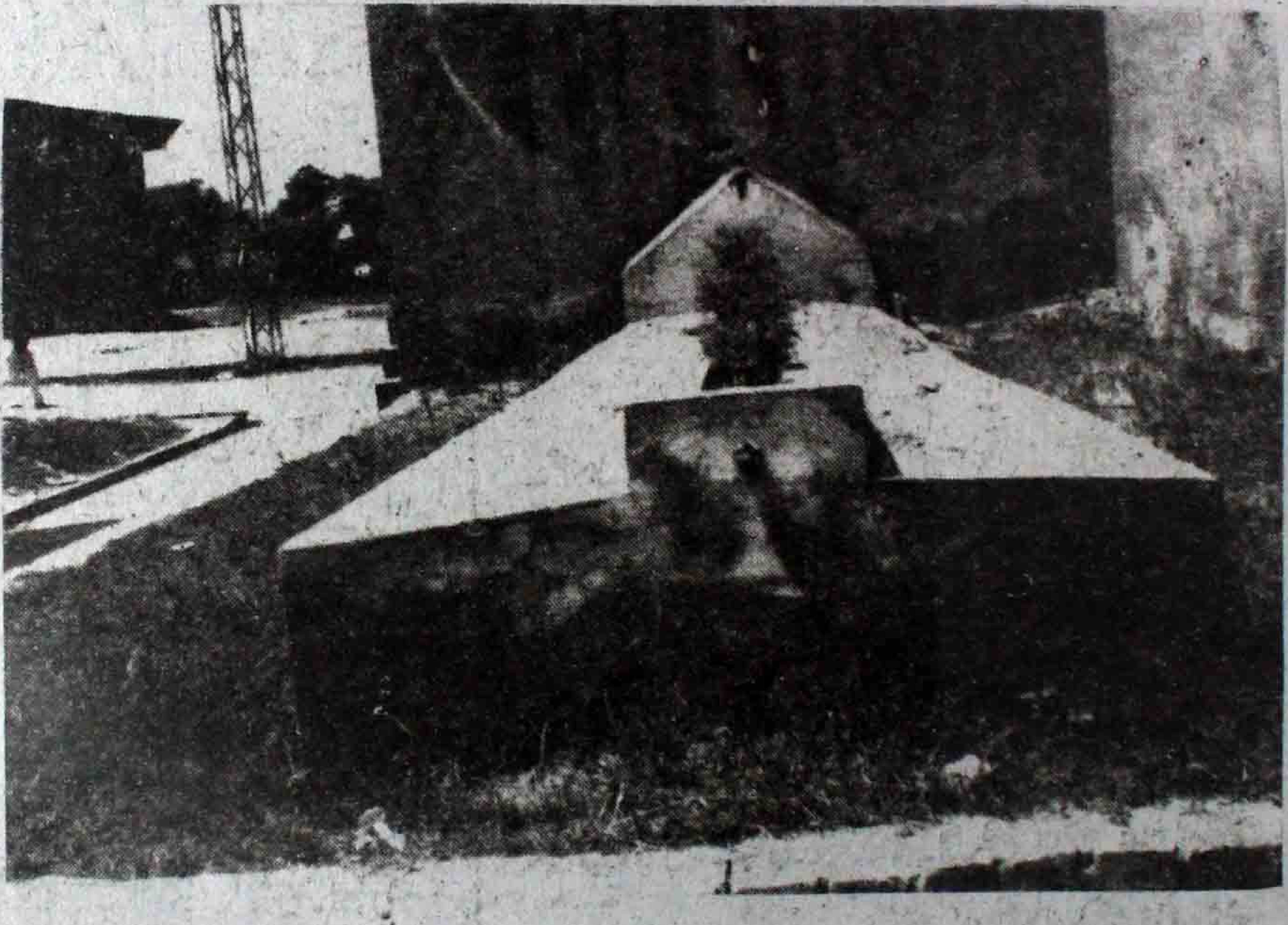

سوہل خورد میں حضرت مرطوش کا مزار

گجرات کے قریب جید پور میں حضرت ساسانوش علیہ السلام کا مزار

تحصیل گجرات کا شمال مشرقی علاقہ جہاں برساتی نالے آبی گزر گاہیں ہیں۔ آزاد کشمیر کی پہاڑیوں اس خطہ کے قریب ہیں مون سون کی ہواؤں نے اس خطہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے جسکی وجہ سے یہ علاقہ اجناس پیدا کرنے میں مثالی حیثیت رکھتا ہے زرعی زمینوں کی سرخ مٹی ہر قسم کے اجناس پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جسکی وجہ سے قدیم دور میں یہاں انسانی بستیوں کے آثار ملتے ہیں۔

سرزمین ہند کو مشرقی وسطی عرب سے ملانے والی قدیمی گزر گاہوں کے اس علقہ میں نشان ملتے ہیں۔ صدیاں گزرنے کے باوجود ان قدیمی شاہراؤں کے نشان اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں ان گزر گاہوں کے قریب قدیمی بستیوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ بڑے بڑے ٹبے ٹیلے اپنے ماضی کی داستانیں لئے کھڑے ہیں۔ یہ ٹیلے ٹبے اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ ہیں ماضی میں اس علاقہ میں کڑیانوالہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ایک بات مشہور ہے جب سکندر اعظم نے اس علاقہ میں حملہ کیا اس وقت بھی کڑیانوالہ شہر آباد تھا۔ یہ شہر ایک ٹبہ پر تھا جہاں آج کل تھانہ ہے۔ سکھوں کے دور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس ٹبہ کو از سر نو مرمت کروایا۔ کڑیانوالہ کے گرد و نواح کئی ٹبے کوٹلی کوہالہ حاجی واہ عالم گڑھ کوٹ رانجھا دیدڑ خورد کے قریب ہیں۔

کڑیانوالہ کے گردونواح مئے ہرڑ کھاریاں کہیاں ہزارہ مغلاں ٹبوں پر آباد ہیں ان ٹبوں ٹیلوں اور ان قدیمی بستیوں کے قریب ہزاروں سالہ آبی گزر گاہ کے قریب مشہور قدیمی قصبہ جید پور ہے۔ جید پور گاؤں کو دور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بستی بھی ٹبہ پر آباد ہے۔ ویسے بھی جب بستی شہر کے نام کے آخر میں پور کا لفظ آئے تو اس کے قدیمی ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ جید پور نے کئی نشیب فراز دیکھے کئی بار اجڑا برباد ہوا اور پھر آباد ہوا۔ اس بستی کے قریب آبی گزر گاہ کے قریب ایک بہت قدیمی مزار ہے۔ مزار کی لمبائی نوگز کے قریب بتائی جاتی ہے گھنے درختوں کے جھنڈ میں اس مزار کو قدرتی آفات بھی نہ مٹا سکے۔ لیکن گزشتہ چند سال ہوتے اہل دیہہ نے یہاں سرکاری عمارت تعمیر کرتے ہوئے اس مزار کو مسمار کردیا۔

اس کی کئی وجوہات ہیں حالانکہ یہ مزار کسی معمولی شخصیت کا نہیں تھا۔ حضرت حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوارالشمس کے صفحہ ۴۲۶ نمبر شمار ۴۱۲ کے مطابق صاب مزار کا نام حضرت ساسانوش علیہ السلام ہے۔ ان کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا سلسلہ انبیاء کرام سے جاملتا ہے۔ حافظ شمس الدین کشف القبور کا علم رکھتے تھے۔ کہتے ہیں آپ اس علم کے اتنے ماہر تھے کہ چلہ کشی کے بعد صاحب قبر کا نام حالات زندگی اور ان کا دور بتادیا کرتے تھے۔ کئی بار لوگوں نے آپ کی آزمائش کی لیکن انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ برصغیر میں جتنی بھی نوگز لمبی قبریں ہیں آپ نے ان کی نشاندہی کی اور بیشتر مزارات کو پختہ تعمیر کروایا یا ان کی حد بندی کردی۔ آپ اپنی زندگی کے چالیس سال سے زیادہ عرصہ گھر سے باہر گزارتے رہے ان نیک اور پاک ہستیوں کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ ہزاروں سالہ پرانے قدیمی نشان قدرتی آفات بھی نہ مٹا سکیں انسانی آبادیاں آباد ہوئیں تباہ برباد ہوتی رہیں انسان صفحہ ہستی سے ملتے رہے۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان کوئی نہ مٹا سکا۔ کھاریاں چھاؤنی تعمیر کرتے وقت کئی دیہات اٹھادیئے گئے بلکہ ان دیہات کے نشان تک مٹادائے گئے۔ لیکن

marfat.com

اللہ کے برگزیدہ انسانوں کے نشان آج بھی کھاریاں چھاؤنی میں موجود ہیں ان قبروں کی لمبائی نوگز سے زیادہ ہے۔ یہاں مخلوق خدا صبح و شام حاضری دیتی ہے۔

راقم کے مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ کشمیر کا علاقہ چھمب مناور دیوا وٹالہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس علاقہ میں کئی قدیمی مزارات اور نوگز لمبی قبریں ہیں۔ جب یہ علاقہ ۱۹۶۵ء۔ ۱۹۷۱ء میں آزاد ہوا تو یہ مزارات صحیح سلامت پائے گئے۔ ہندوؤں نے ان قبروں کو ذرا بھر بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ ان کی دیکھ بھال کی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں نے جید پور میں حضرت ساما نوش علیہ السلام کا مزار مسمار کر دیا ہے۔ راقم جو روحانی تاریخی کتاب مرتب کر رہا ہے اس سلسلہ میں اسے سیالکوٹ کے علاقہ میں جموں سرحد کے قریب بجوات پھکلیاں میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں بھی نوگزی اور قدیمی قبریں صحیح سلامت دیکھنے میں آئیں حالانکہ یہ علاقہ ۱۹۷۱ء میں وقتی طور پر ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا تھا لیکن کافروں نے بھی ان مزارات کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ لیکن مسلمانوں نے جید پور میں ہزاروں سالہ قدیمی روحانی مزار کو مسمار کر دیا ہے مسلک سے اتفاق نہ سہی کم از کم ایک قدیمی ورثہ کو تو محفوظ رکھنا چاہیے۔ میری پاکستان کے بالخصوص گجرات کے علماء سے اپیل ہے کہ وہ اس مزار کو اپنی اصل حالت میں تعمیر کروانے کے لئے پہل کریں اللہ تعالیٰ اور قانون ان کی پوری مدد کرے۔ چند لوگ تو گرفت میں آ چکے ہیں راقم نے چند سال برسات کے موسم میں یہاں حاضری دی۔ پختہ راستہ کی بجائے برساتی نالے والا راستہ بھی مزار کی طرف جاتا ہے۔ میں یہ بھی سمجھا تھا کہ پانی کم ہو گا اس راستہ پر چل پڑا جب موٹر سائیکل نالہ کے وسط میں پہنچی تو پانی کی گہرائی بہت زیادہ تھی موٹر سائیکل کے سلنسر انجن میں پانی داخل ہو جائے تو وہ فوراً بند ہو جاتا ہے۔ کسی غیبی طاقت نے موٹر سائیکل صحیح سلامت پار کر دیا یہ واقعہ کئی افراد نے دیکھا۔

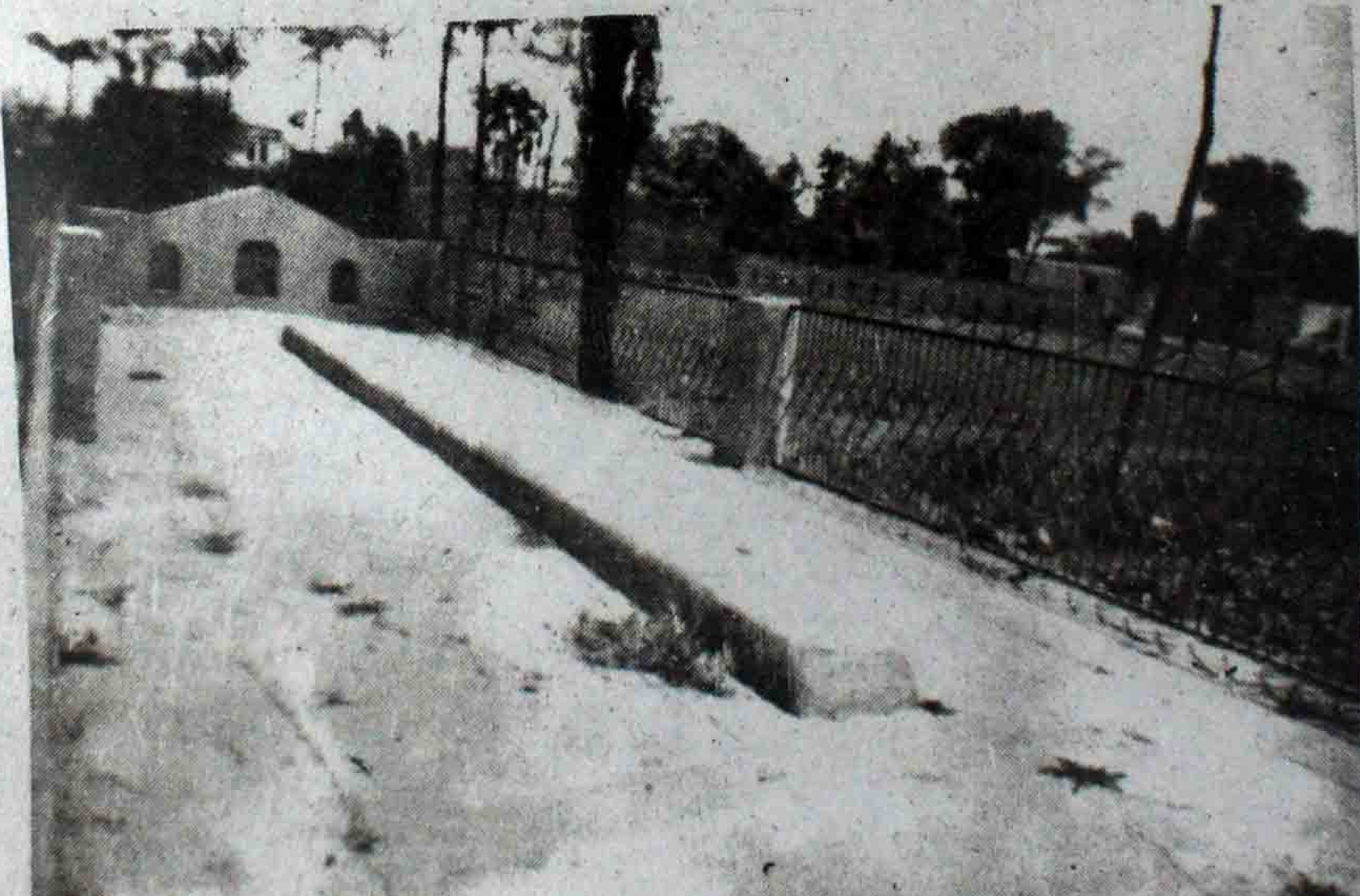

کوٹلہ ارب علی خان کے قریب راجووال میں نوگز لمبا مزار

marfat.com

ہزاروں سالہ قدیمی سرزمین جلالپور سوبتیاں میں نو گزلمبے مزارات یہاں حضرت شاہدولہ سرکار کی بیٹھک بھی ہے

خطہ گجرات میں کئی بستیاں بہت قدیمی ہیں ان کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ یہ بستیاں قدیمی شاہراہ اعظم جو افغانستان اور عرب ممالک کو برصغیر سے ملاتی تھیں کے قریب آباد ہیں۔ ایسی ہی ایک بستی جس کا نام جلالپور سوبتیاں ہے جو گجرات سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر اعوان شریف روڈ پر ہے ایک سڑک جو کوہستان نمک سے ہوتی ہوئی ہیڈ رسول، ڈنگہ، گلیانہ سے گزر کر مشہور قصبہ کوٹلہ ارب علی خان کی طرف آتی ہے۔ کوٹلہ سے جلالپور سوبتیاں کڑیانوالہ سے گزر کر دریائے چناب کے قریب کوری بہلول پور تک جا نکلتی ہے، اس سے آگے چناب اور راوی کی سرزمین سیالکوٹ، کئی داستانیں لئے کھوی ہے۔

اس قدیمی گزر گاہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آبی گزر گاہیں ہیں جہاں سارا سال صاف اور شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔ ماضی میں انسان نے آبی گزر گاہوں کے قریب بستیاں آباد کیں اور تجارتی راستے ان پانی کے ذخائر کے قریب اختیار کئے جہاں بار برداری کے جانوروں اور انسانوں کو پانی مہیا ہو سکے۔ تحصیل گجرات کا شمال مشرقی حصہ قدرت کی اس نعمت سے مالا مال ہے۔ مشرق اور مغرب کی سمت دریائے چناب، دریائی توی اور دریائے جہلم بہتے ہیں۔ تحصیل گجرات کے شمال مشرقی خطہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بلند و بالا مٹی کے بڑے ٹیلے ہیں جو اپنے اندر کئی داستانیں لئے کھڑے ہیں۔ ان تباہ شدہ انسانی بستیوں کے گردونواح میں نوگز لمبے مزارات ہیں۔ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود انقلاب زمانہ ان کے نشان نہ مٹا سکا۔ بلکہ ان نیک لوگوں کے نشان قدرتی آفات بھی نہ مٹا سکیں۔

اس خطہ میں جلالپور سوبتیاں کی تاریخ کے اوراق اس کے قدیمی ہونے کے داعی ہی۔ جلالپور سوبتیاں کے چاروں طرف آبی گزر گاہیں، قدیمی راستے اور نوگز لمبے مزارات ہیں۔ ان تمام کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے جلالپور سوبتیاں کی وجہ تسمیہ ضروری ہے۔

جلالپور سوبتیاں کی جانب مغرب تھوڑے سے فاصلہ پر کنواں والا دربار یعنی پانی کا ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ جس میں اترنے کے لئے پختہ سیڑھیاں ہیں۔ یہ تالاب کافی بڑا ہے اس طرز کے تالاب پانی جمع کرنے کے لئے ٹلہ جوگیاں میں بنائے گئے ہیں۔ جوگیوں کے نام کے ساتھ ناتھ کا لفظ ضرور ہوتا ہے۔ مقامی روایت کے مطابق اس مقام پر ہستی ناتھ اور گنیش ناتھ کی یادگاریں ہیں۔ ایک اور بات مشہور ہے۔ یہاں مرنے والے کی لاش کے چاروں طرف اینٹیں پتھر کی چنائی کر دی جاتی تھی۔ یہ نشان اب بھی تالاب کے جانب مشرق پیپل اور بوہڑ کے درخت کے نیچے ہیں قریب ہی ایک چھوٹا سا مندر بھی ہے۔ اسی تالاب کے کنارے حضرت شاہدولہ سرکار کی بیٹھک بھی ہے۔ جو چھوٹی چھوٹی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس بیٹھک کی دیواریں کافی چوڑی ہیں۔ یہ عمارت زمین سے قدرے بلندی پر تعمیر کی گئی ہے۔ حکومت اور اس قدیمی اور روحانی مقام کو محفوظ کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس بیٹھک کے ساتھ ایک بات منسوب ہے حضرت شاہدولہ سرکار جب گجرات کی سرزمین پر تشریف لائے تو بیٹھک میں چلہ کشی کی آواز آئی آپ گجرات شہر تشریف لے جائیں۔ یہ جگہ آپ کے لئے نہیں ہے۔ اس

marfat.com

تالاب کے جانب مغرب حضرت کالے شاہ کا مزار ہے۔ جس کی طرز تعمیر بہت پرانی ہے۔ اس کے چوبیں دروازے ہیں۔ آٹھ ڈاٹ والے محراب ہیں چھت پر ایک گنبد بھی ہے۔ اس مزار کی درجن بھر سیڑھیاں تالاب میں اترتی ہیں۔ یہ سیڑھیاں نصف دائرہ کی صورت میں تعمیر کی گئی ہیں۔ تعمیر کرنے والوں کی اس مقام سے گہری عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل بہت سے پیپل، بوہڑ اور آم کے بہت زیادہ درخت تھے۔ یہ درخت بہت گھنے ہوتے تھے۔ کہ دن کے وقت سورج کی روشنی زمین پر نہیں پڑتی تھی۔ اور بیساکھ کی پہلی تاریخ کو یہاں بیساکھی کا بہت بڑا میلہ لگتا تھا۔ دور دراز سے لوگ اس میلہ کو دیکھنے کے لئے آتے۔ کشتیاں کبڈی اور دوسری تفریح کی تقریبات منعقد ہوتی تھیں۔

سوبتی ہندو کی ایک ذات ہے اس بستی کو سوبتی نامی شخص نے آباد کیا۔ آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ مرحوم نے سوبتی کی نسل کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ یونانی مورخین نے جس راجہ کا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کیا ہے اور راجہ صوبتا کی عظیم شخصیت ہے۔ اس راجہ کی نسل آج بھی گجرات میں موجود ہے اور بڑی قدرو منزلت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ یہی وہ راجہ ہے جس کو یونانی مورخین نے سوپیفز کا نام دیا۔ جو مسٹر سلوین لیوی لیسن کی تحقیق کے مطابق سنسکرت لفظ سوبتا کا یونانی تلفظ ہے۔ ہندو قبیلہ سوبتی اسی بادشاہ اور اس کی اولاد کی نسل سے ہے۔ آئینہ گجرات میں سوبتی کی مزید تفصیل بیان کی گئی ہے۔ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا کے فاضل مصنف نے راجا سوبتا کے متعلق عجیب انکشاف کیا ہے کہ یہ راجہ سوبتا پورس کا بھتیجا اور اس کا باجگزار تھا حالیہ تحقیقات کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ مملکت کشمیر کے قریب کا علاقہ راجا سوبتا کا راجواڑہ تھا۔ کرانیکلز آف گجرات کے مصنف ایلٹ کے مطابق سوبتیوں کی ابتداء غزنی سے ہوئی۔ کیا کھتری کبھی غزنی سے آئے یقیناً بہت سے ہندو محمود غزنوی کے عہد میں قیدی کی حیثیت سے وہاں لے جائے گئے۔ اور اس کی حکومت کے خاتمہ پر واپس کر دیئے گئے۔ ان کے بڑے گاؤں جلالپور سوبتیاں آ ٹھہرے مورخ لالہ گنیش داس، چوہدری دیوان سنگھ کے متعلق لکھتا ہے کہ سمت تپسہ لکھو جو کہ جلالپور سوبتیاں کے نام سے مشہور تھا وہاں عہد قدیم سے سوبتی رہتے تھے شیخ قاسم پورہ عرف رنگانوالہ میں لکھو سوبتی کی اولاد رہتی تھی۔ اس کے بیٹے انوکھ رائے کی لڑکی مہتہ حاکم رائے قوم قانون گو گجرات کے ساتھ شادی شدہ تھی۔ آئینہ گجرات میں جلالپور سوبتیاں کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ عرصہ تیرہ پشت تقریباً ۸۰۰ سال کا ہوا قبل از آبادی دیہہ رقبہ ہذا ایک جھونپڑی مسمی جلال فقیر کی تھی جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کے لیے اس راستہ سے گزرا اور اس مقام پر قیام کیا۔ اس وقت مسمی لکھو قوت گوت سوبتی مورث اعلیٰ اس قوم کا بذریعہ ملازمت بادشاہ کے ہمراہ تھا اس نے بادشاہ سے اجازت لے کر موضع جلالپور سوبتیاں آباد کیا اور یہیں قیام پذیر ہوا۔ اس کی اولاد اس علاقہ میں آباد ہوئی۔ سوبتی قوم کا یہ مشہور و معروف گاؤں تقسیم ہند سے پہلے سوبتیوں کا مرکز تھا یہاں تقسیم ہند سے پہلے تقریباً ۹۰۰ سوبتی مرد، عورتیں اور بچے آباد تھے۔ جو تقسیم کے وقت یہاں سے چلے گئے۔ یہاں کی پرانی عمارتوں اور عبادت گاہوں کے آثار اب بھی موجود ہیں۔

جلالپور سوبتیاں کی جانب مغرب تھوڑے سے فاصلہ پر کنواں والا دربار یعنی پانی کا ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ جس میں اترنے کے لئے پختہ سیڑھیاں ہیں۔ یہ تالاب کافی بڑا ہے۔ قریب ہی ایک چھوٹا سا مندر بھی ہے۔ اسی تالاب کے کنارے حضرت شاہدولہ سرکار کی بیٹھک بھی ہے۔ اس علاقہ میں حضرت شاہدولہ سرکار کی تین بیٹھکیں ہیں۔ ایک بیٹھک دلاور پور میں دوسری

marfat.com

بیٹھک کھریرہ میں اور تیسری بیٹھک جلالپور سوبتیاں میں ہے۔ تینوں مقام مقامی آبادیوں نے محفوظ کر لئے ہیں اور عقیدت و احترام ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

جلالپور سوبتیاں کے قریب پر سووال میں ایک قدیمی مزار پیر گجا کا ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے قریبی قبرستان میں نوگزلمبی قبر ہے۔ دلاور پور کے قریب برساتی نالہ میں دو قدیمی مزارات ہیں۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ نے قلمی نسخہ انور الشمس میں قدیمی مزار کا ذکر کیا ہے۔ صفحہ نمبر ۳۲۶ نمبرشمار ۱۰۴۰ کے مطابق صاحب مزار کا نام ابی خلسا ہے۔ نام کے اوپر مرسل اشارہ دیا گیا ہے۔ اسی علاقہ میں کھوڑی گاؤں میں ایک قدیمی مزار ہے۔ صفحہ نمبر ۳۲۵ نمبرشمار ۲۹۳ کے مطابق صاحب مزار کا نام نوبابا ہے۔ نام کے اوپر اصحابی امت آدم کا اندراج پایا جاتا ہے۔ جلالپور سوبتیاں کے قریب کوٹلہ کو جانے والی سڑک کے قریب ایک مزار ہے۔ جس کی لمبائی نوگز سے زیادہ ہے۔ مزار بہت شاندار انداز میں پھول والی پلیٹوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ اسی مزار کے جانب شمال کوانکھ کے راستہ میں ایک اور بائیس گز لمبا مزار ہے۔ متذکرہ شجرہ کے مطابق صاحب مزار کا نام فیمان ؑ ہے۔ خلیفہ اور عازی کی علامت کا اندراج پایا جاتا ہے۔ مزید نشاندہی ازراہ کوانکھ مغرب کی جانب یا گیا ہے۔ اسی مزار کے جانب مشرق تھوڑے سے فاصلہ پر تیسرا نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ایک مسجد بھی ہے۔ یہاں ایک سائیں مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اور گفتگو نہیں کرتے۔ اشاروں کی زبانی دعائے خیر مانگتے ہیں۔

چوتھا نوگز لمبا مزار ڈھینڈہ کے راستہ میں درختوں کے جھنڈ میں ہے۔ یہ مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر چھت بھی ہے۔ حافظ صاحب نے جلالپور سوبتیاں میں دوسرے صاحب مزار کا نام قلمی نسخہ کے صفحہ نمبر ۳۲۷ نمبرشمار ۴۵۶ کے مطابق صفدر اول ؑ ہے۔ اسی مزار کے قریب جانب جنوب جنگلات میں دو بائیس گز لمبے مزار بھی ہیں۔ ان کے قریب ڈیڑھ فرلانگ ایک بلند و بالا مٹی کا ٹبہ بھی ہے۔ جو کسی تباہ شدہ بستی کی نشاندہی کرتا ہے۔ ڈھینڈہ روڈ پر ایک ٹبہ پر ایک نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ سڑک کڑیانوالہ سے گزرتی ہوئی ماضی کے مشہور تین کوری بہلول پور کی طرف جا نکلتی ہے۔ جلالپور سوبتیاں گاؤں کے وسط میں ہزاروں سالہ قدیمی مزار ہے۔ جسے مقامی زبان میں پیر گجا کے نام سے پکارتے ہیں اسی نام کا ایک اور مزار قبرستان میں بھی واقع ہے۔ ماضی میں اس بستی کی اہمیت بہت زیادہ رہی۔ یہاں غلہ کی بہت بڑی منڈی تھی۔ گجرات کو جانے والی سڑک براستہ اجنالہ اعوان شریف نرنالہ جلالپور سے گزرتی ہے۔ مغرب کی سمت ایک سڑک کوٹلہ کی طرف جاتی ہے مشرق کی جانب کڑیانوالہ سیالکوٹ کو جانے والی قدیمی گزرگاہ ہے۔ جنوب کی جانب گجرات اور دوسرے شہروں کو جانے والی سڑک ہے۔ جلالپور سوبتیاں کے گردو نواح کے مزارات اس کے قدیمی ہونے کے علاوہ اس بات کے داعی ہیں کہ اللہ کے نیک بندے انسانوں، رشد و ہدایت کی تبلیغ کے لئے کفرستان میں تشریف لاتے رہے اور اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔

marfat.com

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس نے حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

marfat.com

اعوان شریف کے قریب موضع مل میں حمیالان علیہ السلام المعروف پیر لنگر کا نو گز لمبا مزار

۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہندوستان کی فوج نے جب اعوان شریف پر بم برسائے تو پیر فضل گجراتی نے کیا خوب فرمایا۔

بم سٹ اعوان شریف اتے گیڑ دشمناں نے پٹھا گیڑیا اے
ایہہ معلوم ہوندا اے سومناتیاں نے فیر کے محمود نوں چھیڑیا اے

پیر فضل گجراتی نے یہ شعر اعوان شریف کے شہنشاہ قطب المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کے بارے میں کہا۔
اعوان شریف گجرات سے بیس میل کے فاصلہ پر مشہور قصبہ ہے۔ جہاں حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کا آستانہ مبارک ہے۔ اعوان شریف سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر آزاد کشمیر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ اور مشہور قصبہ برنالہ اعوان شریف کے گردو نواح کئی مقامات پر نوگز مزار ہیں۔ یہ مزار بہت قدیمی دور کے ہیں۔ جن کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ لیکن مقامی روایت مطابق اہل کشف صاحب نظر کے مطابق یہ مزارات اکثر انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں۔
قریب ہی جانب شمال پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ قدیم دور کے انسان کا مسکن پہاڑوں میں تھا۔ لیکن کھیتی باڑی اور پانی کے ذخائر سے مستفید ہونے کے لیے دن کے وقت میدانی علاقوں میں بھی قیام پذیر رہتا۔ اعوان شریف کے گردو نواح برساتی نالوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے ان نالوں سے سارا سال صاف اور شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔ ماضی میں جس قبلہ شخص کے پاس پانی کے ذخائر ہوتے وہ مالدار اور صاحب جائیداد اور بااثر تسلیم کیا جاتا تھا۔ آج بھی اگر مشاہدہ کیا جائے تو آبی ذخائر کے کنارے قدیم دور کے انسانوں کے بنائے ہوئے ٹبے ٹیلے پر انسانوں، آبادیوں اور بستیوں کے تباہ شدہ آثار پائے جاتے ہیں۔ ان کے قریب برگد (بوھڑ) پیپل کے قدیمی درخت پائے جاتے ہیں۔ اس علاقہ کے قدیمی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے اعوان شریف کے قریب کئی قدیمی شاہراہیں گزرتی ہیں۔ ایک ٹانڈہ براستہ کڑیانوالہ، ٹانڈہ سے ہوتی ہوئی ہیڈ مرالہ بہلول پور کی طرف جا نکلتی ہے۔ دوسری کوٹلہ سے ہوتی ہوئی گلیانہ ہیڈ رسول کی طرف جا نکلتی ہے۔ ماضی میں برصغیر اور مشرق وسطی افغانستان کو ملانے والی اس سڑک سے تجارتی قافلے گزرتے ہیں ان کے ہمراہ اللہ کے نیک بندے تبلیغ کے سلسلہ میں اکثر و بیشتر اس سرزمین پر آتے رہے۔ اور گمراہ انسانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے تبلیغ کرتے۔

اعوان شریف کی جانب جنوب ایک چھوٹا سا گاؤں "مل" ہے اس گاؤں کے جانب مغرب گھنے درختوں کی چھاؤں میں حضرت حمیالان کا مزار ہے۔ جو پیر لنگر کے نام سے مشہور ہے۔ آپ حضرت ہارون کی اولاد میں سے ہیں۔ اور صاحب کشف اہل نظر کے مطابق آپ کا سلسلہ انبیاء کرام سے ملتا ہے۔ جہاں آپ دفن ہیں مزار کے گردو نواح دور دور تک درختوں تک سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ درخت بہت گھنے اور سایہ دار ہیں۔ بعض درخت اتنے قدیمی ہیں کہ درخت کے اندر ایک اور درخت پرورش پا رہا ہے۔ انسانی آبادیاں آباد ہوتی رہیں تباہ اور برباد ہوتی رہیں۔ بعض تو نافرمان ہونے سے عذاب الہی سے صفحہ ہستی سے مٹ گئیں لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان نہ مٹ سکے۔ ان کا تقدس اب بھی اسی طرح قائم ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے انہیں اعلیٰ مرتبہ سے سرفراز فرمایا۔

تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا" ہم نے ہر بستی ہر قبلہ کے پاس انسان کو راہ راست پر لانے اور ہدایت کے لیے نبی مرسل بھیجے" مل، میں بھی حضرت حمیالان ؑ کے روضہ پر اہل نظر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ لیکن قطب المشائخ حضرت قبلہ سلطان محمود صاحب کو اس مزار سے بہت زیادہ عقیدت رہی۔ آپ اکثرو بیشتر روضہ پر حاضری دیتے رہے۔ کتاب "مقامات محمود" صفحہ ۱۶ میں تحریر ہے نوگزی قبریں، ملہو کھوکھر یہ مزار مشہور گاؤں ملہو کھوکھر کے جانب اور جوڑا جلالپور کے جانب شمال واقع ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ ۹ گز لمبا ہے۔ مزار کی جانب شمال بہت بڑا ٹبہ اور ٹیلہ ہے۔ ان مزارات پر حاضری دینے کے بعد آپ نے ٹانڈہ کے قریب موٹا میں حضرت مرطوش ؑ کے مزار پر حاضری دی اس کے بعد نجان چھمب، دیوہ وٹالہ، علاقہ گوجر کے علاوہ بہت سی نوگزی قبروں کی زیارت کی۔ جیسا کہ طاہر اور کیرانوالہ میں ہیں۔ ان سب میں موٹا کی زیارت سے آپ کو مسرت ہوئی۔ یہاں اکثر آپ آتے جاتے رہے۔ یہاں آنے سے یہ ہوا کہ خوراک لباس پر جو پرہیز اور پابندیاں تھیں سب اٹھالی گئیں۔ اور بقدر ضرورت استعمال کی اجازت مل گئی ہے۔ یہ آواز کانوں میں آتی" قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق"

ترجمہ :- کہو کس نے پاکیزہ کھانوں اور زینتوں کو حرام کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں۔"

آپ نے پیر لنگر کے مزار جو موضع مل میں ہے۔ پر حاضری دینی شروع کی۔ یہاں کچھ علم پڑھانے کی اور چند طالب علموں کو بھی ساتھ رکھنے کی اجازت مل گئی۔ اس شرط پر کہ حاضری میں نقص واقع نہ ہوں چنانچہ مزار کے پاس حاضر ہو کر چادر نیچے بچھاتے خاموش زمین پر ایک کروٹ پر لیٹ جاتے کسی سے کلام نہ کرتے۔ عصر کی نماز پڑھ کر مزار مبارک کے متصل تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ آپ نے عرض کی کہ کوئی کار خدمت سپرد فرمایا جائے۔ چالیس روز کے بعد آواز آئی" اس مزار کی اور دوسری نوگزی قبروں کی مرمت کرو" یہ کام آپ نے فوراً شروع کردیا۔ یہاں آپ نفلوں میں بہت لمبی لمبی سورتیں پڑھتے۔ اور آیات کثیر تعداد میں پڑھتے۔ مثلاً آیۃ الکرسی، آیۃ نور، سو سو بار سے کم نہ ہوتیں۔ پھر کبریت احمر بھی زیادہ پڑھتے لیکن جب حاضری کا وقت آتا تو سب کچھ ختم ہو جاتا۔ پورا اطمینان ہوتا کئی ماہ تک یہی عمل رہا۔ اس کے بعد سوائے پیر لنگر کی حاضری کے اور کوئی شرط باقی نہ رہی۔

آپ نے اجازت ملنے کے بعد مزار کی تعمیر شروع کی۔ خوشنما طرز پر مزار تعمیر کرایا۔ یہ مزار ایک پلنگ نما چارپائی کی مانند ہے نقش و نگار واضح تھے۔ مزار پر چھت نہیں تھا۔ لیکن اب یہ مزار از سر نو تعمیر کیا گیا ہے۔ موضع مل کے کونسلر صوفی عبدالعزیز اور اہل دیہہ نے مل جل کر یہ مزار بڑی عقیدت سے دوبارہ تعمیر کیا ہے۔ مزار پر قیمتی ٹائلیں نصب کی گئی ہیں۔ اور چھت بھی ڈال دی گئی ہے۔ فرش پر قیمتی قالین بچھا دیا گیا ہے۔ گردو نواح کے دیہات کے رہنے والے اور دور دراز سے عقیدت مند روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔

حضرت قاضی سلطان محمود کے متعلقہ کتاب "مقامات محمود" کے صفحہ ۱۶۲ حاشیہ میں ان مزارات کی مزید تفصیل درج ہے۔ ان میں سے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ دیہات کے نام ہیں۔ جہاں ایسی قبریں واقع ہیں۔

marfat.com

موٹا متصل ٹانڈہ میں ایسی ہی ایک قبر ہے۔ صاحب مزار کا نام مرطوش ؑ ہے۔ اعوان شریف کے قریب موضع آ ہی میں نقیب طوشی ؑ کا مزار ہے۔ نجان متصل میں مناور میں نوگز مزار ہے۔ صاحب مزار کا نام سلطان فینوش ہے۔ یہ حضرت یوسف ؑ کی اولاد سے تھے۔ موضع چھمب میں فلسانوش کا مزار ہے۔ وہ بھی حضرت یوسف ؑ کی اولادیں سے ہیں۔ وٹالہ میں نوگز مزار ہے۔ صاحب مزار کا نام ہرشیا ہے۔ جو حضرت موسیٰ ؑ کی اولاد سے ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مناقب محمود جلد اول صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۶ جلد سوم ۴۹ تا ۶۲۵۔

مل کے مزار کے بارے میں تحریر ہے کہ مزار کا نام پیر لنگر ہے۔ اور صاحب مزار کا نام حضرت حمیالان ؑ ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ حضرت ہارون ؑ کی اولد سے تھے۔ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب نے آپ سے بہت زیادہ روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کا مزار موضع مل میں ہے۔ اعوان شریف سے جانب جنوب تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ علم کشف القبور کے بحر بیکراں حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۲۲۷ نمبر شمار ۴۴۸ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت حمیالان ؑ ہے۔ جو حضرت ہارون ؑ کی اولادیں سے ہیں۔

مل اور اعوان شریف کے گردو نواح دیہات میں ایسے کئی نوگز مزار ہیں قریب ہی خان پور کھوکھر میں پانی کے چشمہ کے کنارے ایک مزار ہے۔ جو پیر بلاکی کے نام سے مشہور ہے۔ موضع ملکی میں بھی درختوں کے جھنڈ قبرستان میں ایک مزار ہے۔ اس قبرستان سے تھوڑے سے فاصلہ پر مزید نوگز قبریں ہیں۔ آزاد کشمیر کے قصبہ برنالہ میں بھی چار نوگزی قبریں ہیں۔ قلعہ پڈہار کے قریب برساتی نالہ میں صلصاد کا مزار ہے جو حضرت نوح ؑ کے دور کے ہیں۔ اجنالہ کے قریب ہائی سکول کے قریب گزرنے والے راستہ میں برساتی نالہ کے قریب ۹ گز لمبی قبر ہے جو پختہ تعمیر کی گئی ہے۔ بیری کے درخت کی ٹہنیاں جھک جھک کر مزار کو سلام کر رہی ہیں۔ اجنالہ کے قریب ایک آم کا درخت ہے جس سے پھل حاصل کرنے کے لیے اس آم کے درخت کو دودھ سے سیراب کیا گیا اس درخت کے قریب ۹ گز لمبی خانقاہ ہے۔ نیز موضع کھرال کے راستہ میں گرونڈا کے درختوں میں بھی ۹ گز لمبی قبر ہے جو کچی ہے۔ موضع ہیر کے قریب بابا نار سنگھ کا مزار ہے آپ کا نام نور شاہ احمد لیکن نار سنگھ کے نام سے مشہور ہوئے۔ کیونکہ آپ نے اپنے جسم سے کوئی بال نہیں تراشا تھا۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ حضرت قاضی سلطان محمود کے دور میں گزرے۔ روایت ہے کہ آپ نے ایک دفعہ دعوت کی۔ دیگوں میں قریب پڑا ہوا مردار گوشت دیگ میں ڈال کر پکانا شروع کر دیا۔ حاضرین کو آپ کے اس فعل سے بہت نفرت ہوئی۔

کہتے ہیں جب کھانا پک کر تیار ہوا جب دیگ سے وہ کھانا نکالا گیا تو وہ خوشبودار چاول پک کر تیار ہو چکے تھے۔ آپ کے بارے میں ایک اور روایت ہے جب آپ کھانا کھاتے تو ہر بار ہاتھ نیچے لے جاتے۔ کسی نے حضرت قاضی سلطان محمود صاحب سے عرض کی یا سرکار بابا نار سنگھ ایسے کھانا کیوں کھاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا بابا کے دائیں ہاتھ کے قریب دریا بہہ رہا ہے۔ اور وہ ہر لقمہ کے بعد دریا سے ہاتھ دھوتے ہیں۔ پیر لنگر کی وجہ سے موضع مل مشہور ہے۔ قریب ملکی کے بہت بڑے قبرستان میں قدیمی مزارات ہیں ان میں سے ایک مزار ۹ گز لمبا ہے۔ یہاں پانی کے تالاب کے کنارے قدیمی بوہڑ کے درخت ہیں۔

marfat.com

...برات کی مختصر تاریخ۔ اودھے نگری آج کا دولت نگر کے قریب کیراں والا میں حضرت طرطوش کا ۲۲ گز لمبا مزار

...نگر (اودھے نگری)، گجرات کا پرانا نام تھا۔ گجرات نام کی بستی دولت نگر میں موجودہ گجرات شہر اس دور میں اودھے نگری ...شمار ہوتا تھا اور اودھے نگری گجرات دولت نگر کے بارے میں تاریخی حالات بیان کرنے سے پہلے اس کی جغرافیائی ...اور روحانی اہمیت کا ذکر ضروری ہے۔ دولت نگر سے کئی سڑکیں دوسرے علاقوں کو جاتی ہیں۔ ہزاروں سال قبل ...پاک وہند اور مشرق وسطیٰ افغانستان دوسرے علاقوں کو ملانے والی سڑک دولت نگر کے قریب واقع تھی۔ اس سڑک ...سے بڑے تجارتی قافلے حملہ آور فوجیں گزرتی ہیں۔ ہیڈ رسول کے قریب گزرنے والے ڈنگہ سابقہ نام دین گاہ میں قیام ...۔ ڈنگہ کو اس دور میں مرکزی حیثیت حاصل تھی لاتعداد سڑکیں ڈنگہ سے نکل کر دوسرے علاقوں کو جاتی ہیں۔ یہ ...آج بھی قائم اور آباد ہیں ڈنگہ کے بعد بڑی سڑک کے آثار اب بھی دولت نگر کے قریب ڈیفنس روڈ جو کھاریاں کو جاتی ...کے قریب دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہزارہا سال گزرنے کے باوجود اس کچی سڑک کی سطح ہموار ہے۔ سایہ دار شیشم کے درخت ...میں عجب سماں پیش کر رہے ہیں۔

...جب اس سڑک کی فوٹو لینے کے لیے ان درختوں کے قریب پہنچا تو کیمرہ کو دیکھ کر سینکڑوں کوے حملہ آور ہوئے گویا وہ ...کر رہے تھے کہ انسانوں نے قدیمی بستیاں اجاڑی دیں ہیں۔ اور پرانے آثار ختم کر دیئے ہیں۔ اس پرانی سڑک پر قائم ...کو ختم نہیں ہونے دیں گے میں نے چپکے سے ان کوؤں کو جواب دیا میں تو قدیمی ورثہ کو کاغذات میں محفوظ کرنے کے ...بدر قریہ قریہ موسمی اثرات سے بے نایاز ہو کر ٹھوکریں کھا رہا ہوں اور گجرات کی تاریخ مرتب کر رہا ہوں۔ کیمرہ کو جب ...دوں کی نظروں سے ہٹایا تو وہ خاموش ہو گئے۔ اپنی میٹھی بولیوں سے میرا دل بھلایا جیسے کبھی ماضی میں گزرنے والے ...کو سریلی آوازوں سے خوش آمدید کہتے تھے۔ دولت نگر سے ایک سڑک بھمبر کشمیر کی طرف جاتی ہے۔ گجرات کی ...سے آنے والے قافلے یہاں قیام کرتے ہیں۔ تیسری سڑک دولت نگر سے شروع ہو کر گجرات لاہور دہلی کی طرف جا ...ہے۔ ایک اور سڑک دولت نگر سے شروع ہو کر لالہ موسیٰ سے ہوتی ہوئی جوڑا کرنانہ کے وسط سے گزرتی ہوئی ڈنگہ میں ...پذیر ہوتی ہے انکے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی سڑکیں دولت نگر سے نکل کر گردونواح کے قصبوں کو جاتی ہیں۔ دولت نگر ...ٹبہ پر واقع ہے۔ دور سے دیکھا جاتے تو خوبصورت شہر دکھائی دیتا ہے۔ قصبہ کے اندر تباہ حال بستیوں کے آبار جا بجا ...جاتے ہیں۔ بعض گلیوں میں اب بھی پرانے آثار پائے جاتے ہیں۔

...روڈ کی تعمیر کے دوران زمین سے پرانے مٹی کے برتن ہڈیوں کے ڈھانچے اور پتھر کے دور کے آثار پائے گئے جو ...ت کے شاہد ہیں کہ دولت نگر کا قیام پتھر کے دور کے وقت بھی تھا۔ راقم آثار قدیمہ کی تلاش میں دولت نگر کی ناہموار ...کو عبور کرتا ہوا جانب شمال مغرب ایک بڑے قبرستان میں پہنچا قبرستان کے عین وسط میں چار دیواری کے اندر ایک ...مزار اب بھی موجود ہے۔ بیری کے درخت کی ٹہنیوں نے پورے مزار پر سایہ کیا ہوا ہے۔ حضرت حافظ شمس الدین

marfat.com

گلیانوی جو کشف القبور کے بحر بیکراں ہیں جنہوں نے علم کشف القبور کے ذریعے برصغیر اور دنیا میں دفن انبیاء کرام کے مزاروں کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۲۲۲ نمبر شمار ۴۶۰ کے مطابق صاحب مزار کا نام شمداروس ہے۔ آپ کا سلسلہ انبیاء کرام سے جا ملتا ہے۔ دولت نگر کے جانب شمال تباہ حال بستی میں بھی ایک مزار ہے۔ تعمیرات بہت قدیمی ہیں صاحب مزار کا نام باباشاہ حسین جبکہ دولت نگر کے جانب جنوب سکول کے قریب بھی ایک مزار واقع ہے۔ ہائی سکول کے تھوڑے سے فاصلہ پر ایک قدیمی مسجد بھی ہے جو ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ تعمیرات سے اس کے قدیمی ہونے کے شواہد ملتے ہیں۔ قریب ہی آستانہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ ڈوگہ کی جانب سے قائم کردہ ایک عظیم الشان اسلامی درس گاہ ہے۔ جہاں ہر سال بے شمار طالب علم دینی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے فارغ ہوتے ہیں۔ زیر تعلیم طالب علموں کی درس و تدریس اور قیام طعام کا انتظام آستانہ عالیہ نوشاہیہ کے ذمہ ہے۔ جو اس علاقہ میں بہت بڑی تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

گجرات کی طرف آنے والی بھمبر روڈ کے کنارے موضع مہسیاں میں پانی کے تالاب کے کنارے ایک نوگز لمبا مزار ہے۔ جس کی چار دیواری بھی ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ قریب ہی سکول ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے موضع جاجوال کے قبرستان میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ مزار کی چار دیواری بھی ہے اسی طرح کا ایک مزار موضع میکن کے قریب ہے۔ جس کی لمبائی نوگز سے زیادہ ہے۔ قریب ہی جوڑا جلالپور میں ٹبہ کے نزدیک نوگز لمبا پختہ مزار ہے۔ دولت نگر سے بھمبر کشمیر جانے والی سڑک کے کنارے موضع بزرگوال کے قریب بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ دولت نگر سے لالہ موسیٰ کی طرف جانے والی سڑک پر ماچھی وال کے قریب موضع کیرانوالہ میں تقریباً سات آٹھ سو کنال رقبہ میں پھیلے ہوئے جنگل میں حضرت طرطوش کا ۲۲ گز لمبا مزار ہے۔ مزار کے اوپر حضرت طرطوشؑ کا نام درج ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے صفحہ ۲۲۵ نمبر شمار ۳۹۶ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت طرطوشؑ ہے۔ یہاں کئی اولیاء کرام حاضری دیتے رہے۔

آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور چھت بھی پختہ ہے۔ چھت کے اوپر گنبد ہے قریب ہی مسجد اور کمرہ بھی ہے۔ مزار کے رقبہ میں پانی کا تالاب بھی ہے۔ اور ایسے درخت بھی پائے جاتے ہیں جن کی عمریں ہزارہا سال تک ہو سکتی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی ولایت کے حصول کے لئے حضرت بہاؤ الحق ملتانی کے مزار پر حاضر ہوتے تو اشارہ ہوا تمہارا فیض کسی بڑے کے پاس ہے۔ آپ وہاں سے کوٹلی بجاڑ نزد گلیانہ نوگز لمبے مزار پر حاضر ہوتے وہاں عبادت کرتے پورا قرآن ختم کر دیتے۔ آیت کریمہ ۶۰ ہزار بار پڑھتے۔ یہاں سے آواز آئی کیرانوالہ حضرت طرطوشؑ کے مزار پر حاضری دو چنانچہ آپ نے رہنمائی کے لیے کیرانوالہ حضرت طرطوشؑ کے مزار پر حاضری دی اور آپ کو منزل مل گئی۔ دولت نگر سے جلالپور جانے والی سڑک جو مہسم کے قریب سے گزرتی ہے۔ کے قریب درختوں کے جھنڈ میں جوگیا صاحب کا مزار ہے جو حالیہ دنوں پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کا پورا نام پیر کمال الدین ہے۔ آپ تین سو سال قبل ہو گزرے ہیں۔ آپ گوجر خان سے آئے اور تبلیغ ہدایت کے سلسلہ میں یہاں قیام پذیر ہوئے۔ دینی دنیاوی فیض کے لئے مخلوق خدا یہاں حاضری دیتی ہے۔ کئی بزرگوں اولیاء کرام نے آپ سے فیض حاصل کیا یہ تھا دولت نگر کا جغرافیائی اور روحانی پس منظر۔

marfat.com

دولت نگر کا ماضی یوں ہے۔ شہر گجرات کا پہلا نام ہرات ہے۔ ضلع گجرات کو ہرات دیس کا نام دیتے تھے۔ سورج بنسی راجپوت ، بچن پال نے شہر کی بنیاد رکھی، اسکا نام اودھے نگری رکھا گیا بچن پال گنگا کے جنوب سے آیا دوسری روایت کے مطابق راجہ رسالو والئی سیالکوٹ کے بیٹے بدر سین کی رانی گوجراں نے یہ شہر بسایا سکندر اعظم کے عہد میں خطہ گجرات دار وا بھیسیار کے نام سے مشہور تھا۔ اس مملکت کی وسعت سے متعلق مورخین لکھتے ہیں۔ درمیانی اور نچلا تمام پہاڑی خطہ میں راجوری بھی شامل تھا۔ اس کا محیط جہلم اور چناب تھا یہ شہر سکندر کے زمانے سے قبل بھی آباد تھا۔ ہندو راجہ جس کا نام بچن پال تھا جو سورج ہنسی خاندان سے تعلق رکھتا تھا گنگا دوآب زیریں سے ہجرت کر کے یہاں آیا وہ اس ملک کی سرسبز شاداب سرزمین میں دیکھ کر بے حد محظوظ ہوا دریائے چناب کے اس خطہ کا گرویدہ ہو گیا اس جگہ پر سکونت اختیار کر لی ایک شہر بسایا جس کا نام اودھے نگری رکھا۔ گرانیکلز آف گجرات کے مطابق یہ شہر ۴۶۰ قبل مسیح میں آباد ہوا تھا۔ تاریخی کتاب آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ کے مطابق گجرات کے پڑھے لکھے ہندو اپنی پرانی پستکوں میں لکھے ہوئے بڑے قصے بیان کرتے تھے۔ ان کے مطابق گجرات شہر دور اول میں بھی آباد ہوا تھا جو حوادث زمانہ کے ہاتھوں نیست و نابود ہو گیا اودھے نگری، نامی شہر دراصل قصبہ دولت نگر کی جگہ آباد تھی، اور اس کا محیط بارہ کوس پر مشتمل تھا۔ اس وقت بھی موجودہ شہر گجرات کو گجرات کے نام سے ہی پکارتے تھے۔ یہ اس عہد کا ذکر ہے جب سکندر اعظم کی لڑائی پورس کے ساتھ ہوئی تھی۔ ہندوؤں کی ان پستکوں کی رو سے لفظ گجرات کے معنی فیل پان کے تھے۔ یہ ہندو اس بات پر بڑا زور دیتے تھے کہ اصل اودھے نگری جہاں شاہی محلات و باغات وغیرہ تھے۔

وہ موجودہ قصبہ دولت نگر ہی تھا جبکہ گجرات میں سرکاری دفاتر اور فوجی مراکز تھے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت گجرات کا نام اودھے نگری تھا۔ فیروز اللغات کے فاضل مصنف مولوی فیروز الدین صاحب نے بھی گجرات کے معنی فیل پان کے ہیں۔ بعض دوسرے مورخین نے بھی گجرات لکھا ہے۔ کہ لفظ "گنج" سنسکرت زبان کا ہے۔ جس کے معنی بڑا ہاتھی کے ہیں۔ اور اسی لفظ سے "گنج پال" نکلا ہے جس کے معنی ہاتھی پالنے والا یا ہاتھی بان کے لیے بولے جاتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ موجودہ شہر گجرات ہزار ہا سال بعد بھی ضلع کا صدر مقام ہے۔ اور اب بھی قلعہ گجرات کی جنوبی فصیل کے ساتھ والے محلے کو "گلی ہاتھی باناں" کہتے ہیں اس فصیل کے جانب مشرق محلہ چابک سواراں اب تک مشہور ہے۔ سکندر اعظم کی آمد سے بہت پہلے ہمارے خطہ گجرات میں ایک قوم گجگاہیہ کے نام سے مشہور اب تک چلی آتی ہے۔ یہ معزز قوم گجر کھٹانہ کی ایک شاخ ہے۔ مولوی عبدالمالک، مصنف شاہان گوجر، لکھتے ہیں کہ ہم نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ گجگاہیہ ایک فوج کا نام تھا جو راجہ پورس کی فوج میں ہاتھیوں پر سوار ہو کر سکندر سے لڑی تھی گنج ہاتھی گاہی سوار و گجگاہیہ، فیل سوار تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف بھمبر کے راجے بلکہ جموں و کشمیر کے راجگان بھی یہاں حکمران رہے ہیں۔ جن کے ناموں میں لفظ "گنج" آتا ہے۔ مثلاً گنج پال، گنجت پال اور گنج میل چند، گنج پتی چند وغیرہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان راجگان کے عہد میں جو کہ سکندر اعظم کا عہد کہلاتا تھا اس شہر کو گجرات ہی کہتے تھے اور حکمرانوں کے نام کی مناسبت سے اس شہر کو گجرات کا نام دیا گیا ہو۔ یہ خیال بھی درست ہو سکتا ہے کہ یہاں راجہ پورس کے ہاتھوں کا اصطبل ہو اور اس وقت کے فیل بان جو

marfat.com

ماہرین جنگ ہوتے تھے۔

یہاں قیام پذیر ہوں اور ان کے پیشے کی نسبت سے اسے گجرات کہا جاتا ہو۔ یا گجکا یہ قوم کے افراد کو یہ فخر حاصل ہوا ہو کہ اس شہر کا نام ہی گجرات رکھ دیا گیا ہو۔ اس زمانہ میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر حکمران کو ہاتھی رکھنے لازمی ہوتے تھے کیونکہ جنگی مہمات میں یہ جانور بڑی کارکردگی دکھاتے تھے۔ اس وجہ سے یہ روایت کہ گجرات کے معنی فیل بان کے ہیں تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور جب یہ دیکھتے کہ یہ اس سول اسٹیشن بھی تھا اور دولت نگر (اودمے نگری) کہتے ہیں۔ ہندی کی ایک قلمی کتاب "منگل سروپ" میں اودمے نگری کا بدین الفاظ ذکر آیا ہے۔ کہ زمانہ نامعلوم میں جہاں اب موضع دولت نگر آباد ہے۔ یہ شہر آباد تھا اور وہاں کوئی راجہ گوپی چند ہو گزرا ہے۔ جو بڑا دھرماتما تھا اسی کتاب میں بعض جگہ خطہ گجرات کا نام ادرویش بھی لکھا ہے۔ لالہ گنیش داس بمراجعت و سکندر کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ اس وقت گجرات کا نام اور اودمے نگری ہی ہوسکتا ہے کہ دولت نگر کا نام، اودمے نگری ہو اور یہ مقام شہر گجرات سول اسٹیشن اور فوجی مرکز ہونے کے باعث دارالخلافہ کے نام کی نسبت سے "اودمے نگری" کہلاتا ہو۔ اس قصبہ کا قدیمی نام "اودمے نگری" بھی تھا۔ اس تاریخی قصبہ کے کھنڈرات میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں اور سیلاب آنے یا کسی ضرورت سے کھدائی کرنے پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ قدیم تاریخ یوں بیان کی جاتی ہے کہ زمانہ ما قبل تاریخ میں یہ شہر آباد تھا اور اس کا رقبہ بارہ بارہ کوس تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کی شکل غیر متوازی مستطیل کی سی تھی اس کا شمالی دروازہ صبور کا ٹبہ تھا۔ جنوبی دروازہ جوڑا جلالپور کا ٹبہ تھا۔ مشرق میں موضع کھوڑی اور مغرب میں سونمبڑی کا ٹبہ تھا۔ یہ مقامات اس شہر کے بیرونی چار دروازے تھے موضع صبور اب یہاں سے تقریباً چار میل ہے۔ جوڑا جلالپور تقریباً سات میل کھوڑی تقریباً تین میل ہے۔ اور سونمبڑی دو میل ہے۔ موضع دولت نگر سے ایک میل جانب جنوب بھمبر گجرات روڈ کے دونوں طرف بے شمار تنور پائے گئے تھے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی زمانے میں اس جگہ نانبائیوں کا بازار گرم ہوگا۔

کسی وجہ سے یہ شہر برباد ہوگیا۔ روایت ہے کہ ایک جگہ چرواہا بکریاں چرانے آیا اس نے ایک مادہ سانپ کو بڑی اضطرابی حالت میں دیکھا چرواہے نے اس سے پریشانی کی وجہ دریافت کی جواب میں مادہ سانپ نے کہا کہ اس کے نر سانپ کو جوگی پکڑ کرلے گیا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس کے نر سانپ کو واپس لادے تو وہ اسے مالا مال کردے گی۔ چرواہے نے جوگیوں سے رابطہ پیدا کیا اور ان پر اعتبار قائم کرکے سانپ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ نر سانپ کو مادہ کے سامنے لاکر رکھ دیا نر اور مادہ سانپ اس پر بہت خوش ہوئے اور اس کو زمین دوز خزانے کا نشان بتادیا لوگ اب تک اس جگہ کی نشان دہی کرتے ہیں جہاں سے خزانہ برآمد ہوا تھا۔ گڈریئے نے اس خزانے کے بل بوتے پر لوگوں کو بلا کر مالی امداد دی اور دیکھتے ہی دیکھتے ویران بستی بس گئی چونکہ بستی کی دوبارہ تعمیر دولت کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے اس شہر کا نام دولت نگر رکھا گیا۔ چونکہ یہ شہر برہمن مت کے عہد عروج میں از سر نو تعمیر ہوا تھا۔ اس لئے ہندو تہذیب اور رسم و رواج کا مرقع رہا۔ یہاں ان ہندو عورتوں کی یاد میں گنبد بنے ہوئے تھے۔ جہاں وہ اپنے شوہروں کے ساتھ زندہ جلتی رہی تھیں حکیم شاہ محمد صاحب دولت نگری اپنے مقالے معدولت نگر میں لکھتے ہیں کہ جب اکبر بادشاہ کشمیر جارہے تھے تو اس مقام پر جو اس وقت ایک پڑاؤ کا درجہ رکھتا تھا قیام پذیر

marfat.com

ہوئے وہاں انہیں کچھ سرمائے کی ضرورت پڑی تو ایک شخص دولت بخش یا دولت خاں نے پیش کش کی جو قبول ہوئی۔ دولت خان نے بادشاہ سلامت کو کہا میں سکے گن کر نہیں دوں گا۔ ٹوپوں کے حساب سے پیش کروں گا آپ کو کس دور کے سکے چاہئیں۔ لودھی دور کے بابر کے یا ہمایوں کے دور کے یا آپ کے دور کے شہنشاہ اکبر کے دولت نگر کے قیام کے دوران شاہی خزانہ پہنچ گیا بادشاہ نے رقم واپس کرنا چاہی تو دولت خاں نے سکے لینے سے انکار کیا بلکہ کہا کہ میں تو آپ کے اس خزانے کا رکھوالا ہوں۔ اکبر بادشاہ نے دولت خاں سے پوچھا کہ اس بستی کا نام کیا ہے دولت خاں نے کہا اس بستی کا نام اودھے نگری ہے۔ شاہی فرمان جاری ہوا کہ آئندہ اس بستی کا نام دولت نگر ہوگا جو آج تک دولت نگر کے نام سے مشہور ہے۔ بہت سی تبدیلیوں کے بعد عہد اکبری کی ایک سرائے اب بھی یہاں موجود ہے۔ جس کا نام اب ڈاک بنگلہ ہے۔ عہد اکبری کے چند کنوئیں بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ گاؤں میں ایک پرانے کنوئیں کو "بوکہ والا کنواں" کہتے ہیں وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ وہ نسلاً بعد نسلاً سنتے چلے آئے۔ یہ کنواں بانی اودھے نگری نے تعمیر کرایا تھا۔ مندرجہ بالا دو متضاد روایات سے جہاں دولت نگر کی وجہ تسمیہ کا علم ہوتا ہے۔ وہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دولت نگر کے آباد ہونے سے قبل یہاں کوئی اور شہر آباد تھا۔ اس سلسلہ میں مسٹر رچرڈ ٹمپل کی کتاب " حکایات پنجاب " کی جلد دوم کی دی ہوئی کہانی کا اقتباس خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

وہ لکھتے ہیں کہ راجہ سالباہن کے پاس ٹلہ (ضلع جہلم) کے جوگی آئے راجہ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس نے جوگیوں سے دعا کرنے کے لیے کہا جس کے جواب میں جوگیوں نے بتایا کہ "اودھے نگر" ایک شہر ہے جو ڈھال وہاں کے راجہ کا نام ہے اگر تو اس کی بیٹی اچھراں بیاہ لائے تب تیرے اولاد ہوگی راجہ اودھے نگر کو چل پڑا اودھے نگر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ اچھراں ایک حسین عورت ہے کئی راجے اس کی بارگاہ میں آئے مگر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جب رانی اچھراں کے باپ کو معلوم ہوا کہ راجہ سالباہن رشتہ کا سوال لے کر آیا ہے۔ اسنے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑائی بھی کرے گا تب بھی رشتہ نہیں دوں گا۔ لیکن رانی اچھراں کے اصرار پر راجہ نے سالباہن کو رشتہ دے دیا۔ روایت یہ ہے کہ سالباہن کے بیٹے راجہ رسالو جس کا زمانہ (سکندر اعظم سے بہت بعید کا ہے) کے بیٹے راجہ بدر سین کی بیوی نے اودھے نگری (گجرات) کے برباد شدہ کھنڈرات پر ایک شہر بسایا جو اس کے نام پر کوران نگری یا کوران نگری کے نام سے موسوم ہوا، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اودھے نگر کا شہر آباد ہوا۔ جہاں تک تحقیق سے پتہ چلا ہے یہ کھنڈرات اس ٹبہ پر تھے جہاں پر اب شہر گجرات کا قلعہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ موجودہ گجرات شہر اس وقت اودھے نگر کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو اس ضمن میں بیان کیا گیا اس قلعہ کے مشرق میں اب بھی ایک کنواں موجود ہے جو انگریز کی ابتدائی عمل داری میں زمین دوز برآمد ہوا کہتے ہیں کہ اس وقت اس کنوئیں میں موجودہ سطح زمین سے چار گز نیچے برآمد ہوئی یہ کنواں ہشت پہلو تھا۔ لیکن برآمد ہونے کے بعد اس کو موجودہ سطح زمین تک گول بنایا گیا۔ جبکہ اس کے باقی حصے ہشت پہلو ہیں اہل گجرات اس بات پر متفق ہیں کہ یہ کنواں رانی کوراں کی یادگار ہے۔

عہد اکبری میں دولت نگر سے لوگ گجرات اٹھ آئے اور اس طرح دولت نگر کی رونق جاتی رہی ہزاروں سال گزرنے کے بعد بھی اس بستی سے اب تک سکے دستیاب ہوتے رہتے ہیں۔ جو اس امر کے باور کرنے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ کہ یہ بستی ضلع

marfat.com

گجرات کی قدیم ترین بستیوں میں سے ایک ہے۔ یہاں سے دفینے برآمد ہوئے ہیں۔ چاندی کے سکے عورتوں نے اپنے گلے کے ہاروں میں استعمال کئے چاندی کا سکہ۔ یہاں سے جو ملا تھا راجہ سالبائن کے عہد کا بتایا تھا۔ موجودہ بستی کے جنوب میں ایک قطعہ زمین مزدورعہ اب تک پکا باغ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ پکا باغ راجہ گوپی چند کا بتایا جاتا ہے۔ اس قطعہ زمین سے صدیوں سے اینٹیں برآمد ہوتی چلی آرہی ہیں گاؤں کے شمال مشرق ٹبہ کم و بیش سطح زمین سے چالیس فٹ اونچا ہے۔ اس ٹبہ کا کچھ حصہ محفوظ چلا آتا ہے۔ یہاں پر ہی راجہ گوپی چند کے محلات ہیں اس ٹبہ کو کھود کر لوگ ضرورت کے لئے مٹی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ضلع گجرات میں اس قصبہ کو مرکزی پوزیشن حاصل ہے تقسیم ہند سے قبل پنڈت دیوان چند شرما، پنڈت چرن داس، جھنڈا مل پروہت اور بہت سی نامور شخصیات اور صوفیائے کرام ہو گزرے ہیں۔ دولت نگر کے قدیم ہونے کی سب سے بڑی دلیل بھی ہے۔ یہ بستی پانی کے نالے کے کنارے آباد ہے۔ اور پانی انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے۔ ماضی میں انسانی آبادیاں صرف پانی کے کنارے آباد ہوا کرتیں مزید برآں اس بستی کے چاروں طرف نوگز مزارات ہیں۔ یہ مزارات ہزارہا سال قبل کے ہیں۔ مدفن جو اس سرزمین پر انسانوں کو ہدایت دینے کے لیے آتے رہے۔ دولت نگر کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ اجناس کی منڈی کے علاوہ تیل کے سینکڑوں کولہو تھے جن کے ذریعے خوردنی تیل تیار کیا جاتا تھا۔

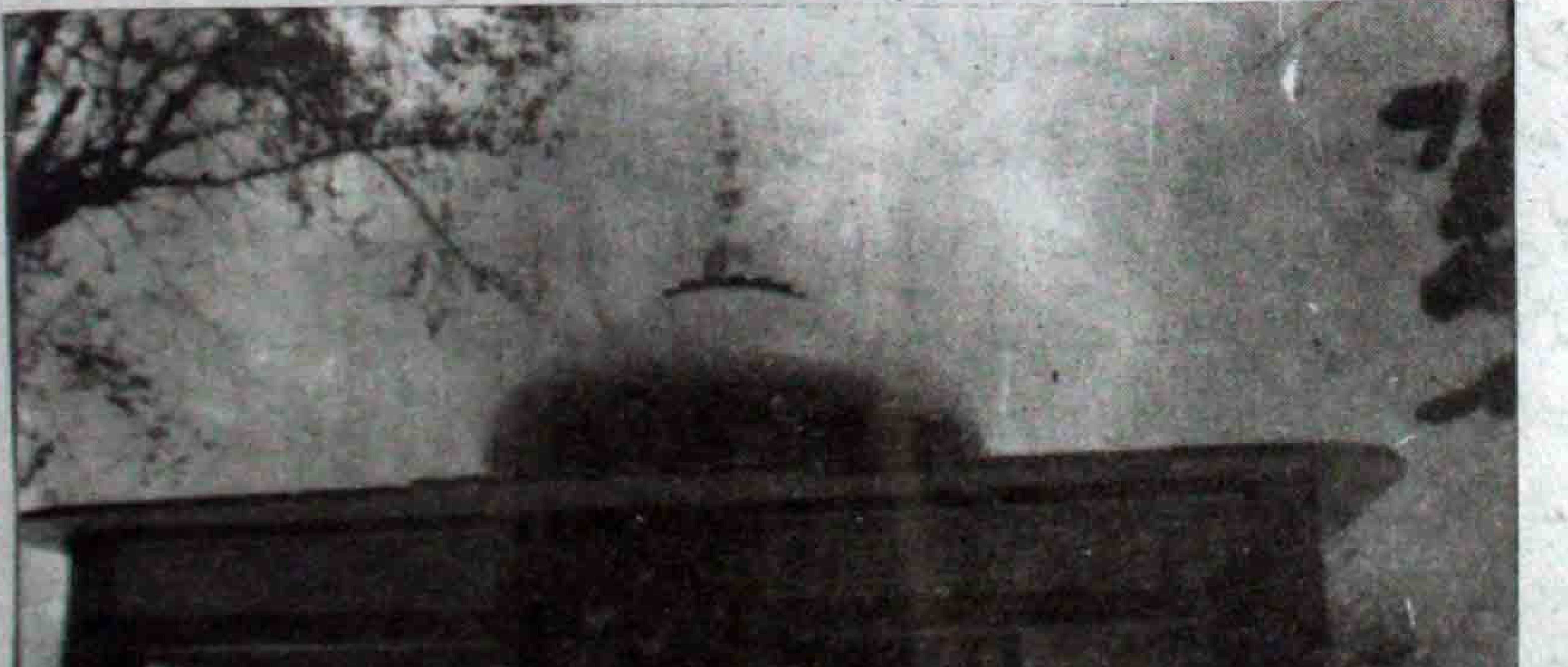

گڑھی جہاؤ دولت نگر کے قریب پیر گجا کا مزار

marfat.com

لکڑالی کے دارہ کے قریب حضرت مرطوش علیہ السلام کا ۹ نوگز لمبا مزار

گجرات اور آزاد کشمیر کی سرحد پر واقع کوٹلہ لکڑالی اور سمرالہ بہت قدیمی بستیاں ہیں ان کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ یہاں قدرتی آبی گزر گاہیں ہیں۔ جہاں سارا سال صاف اور شفاف پانی میسر رہتا ہے۔ ان بستیوں کے جانب مشرق نالہ بھنڈر بہتا ہے۔ اس نالہ کے کنارے کئی قدیمی بستیاں آباد ہیں۔ اس علاقہ میں کوٹلہ لکڑالی کے جانب مغرب ایک اور برساتی نالہ بہتا ہے۔ اس کے کنارے پر بھی کئی بڑے ٹیلے اور قدیمی بستیاں ہیں۔ جن کے آثار بلند بالا قلعہ نما ٹبے اور ٹیلے ان ٹبوں ٹیلوں کے ارد گرد بکھرے ہوئے مٹی کے برتنوں کی ٹکڑے نوگز لمبی قبریں، بوہڑ اور پیپل کی گھنی چھاؤں والے درخت تباہ شدہ بستیوں میں انسانی جسم کی ہڈیاں کے علاوہ ہزار سالہ قدیمی گزر گاہیں جو برصغیر پاک و ہند کو مغرب شمال سے ملاتی ہیں۔ جن کے آثار ان بستیوں میں پائے جاتے ہیں۔ قلعہ روہتاس سے نکلنے والی سڑک میرپور بھمبر سے ہوتی ہوئی کوٹلہ لکڑالی آملتی ہے۔ اس سڑک کی ایک شاخ سرائے عالمگیر سے ہوتی ہوئی مراڑیاں کے قریب سے گزرتی ہوئی کوٹلہ آملتی ہے۔ تیسری سڑک ہیڈ رسول ڈنگہ کھاریاں گلیانہ سے ہوتی ہوئی کوٹلہ لکڑالی آکر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اس طرح کئی کئی اور چھوٹی سڑکیں کوٹلہ آکر ملتی ہیں۔ کوٹلہ سے پرانی سڑک جلالپور صوبتیاں کڑیانوالہ، ٹانڈہ سے ہوتی ہوئی بہلول پور کلووال، سے گزرتی ہوئی قلعہ سیالکوٹ اور وسطی ہندوستان کی طرف جا نکلتی ہے ان علاقوں میں ہرچند میل کے بعد قدرتی پانی ندی نالوں کی صورت میں میسر رہا اور اس علاقہ میں اجناس مال مویشی کی فراوانی رہی جس کی وجہ سے اس علاقہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ کوہستان نمک کشمیر کو جانے والے راستے بھی یہاں سے گزرتے ہیں۔

ماضی میں انسان اونٹوں گھوڑوں گدھوں پر تجارت کیا کرتا تھا۔ ندی نالوں کے ساتھ ساتھ شاہراہیں اور گزر گاہیں ہوتی تھیں۔ کوٹلہ لکڑالی اور سمرالہ کی تاریخ ہزارہا سال پرانی ہے۔ پرانے کوٹلہ میں ایک مٹی کا پرانا قلعہ بھی ہے۔ جو سطح زمین سے کئی فٹ بلند ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر دور دور تک انسانوں کی نقل و حرکت دیکھی جاسکتی ہے۔ موسم صاف ہو تو جموں کی پہاڑیاں قدموں میں نظر آتی ہیں۔ اس قلعہ کے قریب نالہ بھنڈر بہتا ہے۔ اس ٹبہ پر جب واٹر سپلائی تعمیر کرنے کے لئے بنیادیں کھودی گئیں تو زمین کی تہہ سے مٹی کے برتن چکیوں کے پاٹ انسانی ڈھانچے پائے گئے۔ ہزارہا سال گزرنے کے باوجود قلعہ کے آثار موجود ہیں۔ کوٹلہ سنسکرت زبان میں قلعہ کو کہتے ہیں اس ٹبہ پر بابا جاگو شہید کا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے کوٹلہ سے تھوڑی فاصلہ پر مراڑیاں روڈ پر ۹ گز لمبی قبر ہے جو پختہ تعمیر ہے۔ اور چار دیواری بھی ہے۔ کوٹلہ سے جانب مغرب لنکڑیال کے رقبہ میں نوگز لمبائی قبر ہے جو آبی گزرگاہ کے کنارے ہے اور پختہ تعمیر کی گئی ہے۔ اس قبر کے جانب جنوب لنکڑیال روڈ پر قدیمی مزارات ہیں موضع بنگیال میں بھی نوگز لمبی قبر ہے۔ جو پختہ تعمیر کی گئی ہے۔ چھت بھی ہے۔ یہ سڑک اس برساتی نالہ جسکی وجہ سے ماضی میں یہ علاقہ سرسبز شاداب اور آباد تھا۔ ایک یہاں سے گزرتی ہوئی گلیانہ کی طرف جا نکلتی ہے

marfat.com

گلیانہ کو ماضی میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہاں پیر غازی کا روضہ بھی ہے۔ گاؤں کا نام بھی پیر غازی ہے۔ مزار کے قریب دو انتہائی بلند و بالا ٹبے ہیں۔ جو کسی تباہ شدہ شہر کے ہیں دور دور تک مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے انسانوں کی ہڈیاں بکھری نظر آتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے یہاں کوئی بہت بڑی نگری تباہ ہوئی ہے۔ کوٹلہ سے جلالپور جٹاں کی طرف جانے والی سڑک پر پنڈی اعواناں پنڈی تیلیاں کے قریب پرانے ٹبے میں جو کافی بلند ہے۔ نالہ بھمبر کے شمال کی جانب کئی ٹبے اور ٹیلے ہیں۔ اس علاقہ میں ہزار ہا سالہ قدیمی مزارات ہیں جو صدیاں گزرنے کے باوجود اپنا تقدس قائم کئے ہوئے ہیں دلاور پور میں بھی نوگز لمبی قبر ہے۔ جلالپور صوبتیاں جس کی تاریخ پانچ پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ یہاں بھی دو نوگز لمبے مزار ہیں جو پختہ تعمیر ہیں۔ اسی سڑک پر ڈھینڈہ کڑیانوالہ کے قریب کئی بلند بالا ٹبے ٹیلے اور گز لمبی قبریں ہیں۔ جو اس علاقہ کے قدیمی ہونے کی داعی ہیں۔ بلند مقام پر انسانی آبادی قائم کر کے وہ لوگ قدرتی آفات سیلاب چوروں ڈاکوؤں، دشمنوں یا حملہ آوروں سے محفوظ رہنے کا طریقہ اختیار کرتے یا پھر خطرہ کے وقت آگ جلا کر دوسری بستی کو خطرہ سے آگاہ کرتے ہوں گے۔ گجرات کی بات از اسحاق اشفتہ کے مطابق ایک شخص ارب علی خان نے ایک قلعہ بغرض تحفظ بنوا کر مسمی بلور قوم گوجر گوت ڈھینڈہ کو اس کی ملکیت دے دی اس بستی کا پہلا نام سلیمان پور تھا۔ جب ارب علی خان قلعہ تعمیر کروایا۔ اسی بستی کا نام کوٹلہ رکھا کوٹلہ ہندی زبان میں چھوٹا قلعہ کے ہیں۔ یہاں ایک قدیمی کنواں بھی ملا جس میں کسی مسلمان بادشاہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ کوٹلہ کے جانب جنوب قدیمی قصبہ لکرالی ہے جو نالہ بھنڈر کے مغربی کنارے پر آباد ہے۔ پرانی بستی ٹبہ پر تھی۔ نیا قصبہ اس ٹبہ سے دور بنایا گیا ہے۔ شدید بارشیں ہوں تو پرانے ٹبے ٹیلے کئی راز اگلتے ہیں۔

راقم اگست کے اختتام پر جب لکرالی کے ٹبہ پر پہنچا تو یہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور چار پانچ فٹ گہری قبروں مین انسانی جسموں کے ڈھانچوں کے آثار ملے۔ اس ٹبہ پر نوگز لمبی قبر بھی ہے۔ نالہ بھنڈر اس ٹبہ کو برد کر رہا ہے۔ کٹاؤ کے عمل سے قلعہ کا یہ قدیمی آثار ختم ہو جائے گا۔ لکرالی گاؤں کے جانب جنوب داداہہ کے قریب ایک ٹبہ پر حضرت مرطوش کی نوگز لمبی قبر ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔ نالہ بھنڈر کے ساتھ ساتھ گزرنے والی پکی سڑک ماضی میں بہت بڑی شاہراہ تھی جو سمرالہ کی قدیم بستی سے گزرتی ہوئی ساکہ سندوہہ ہوتی ہوئی نالہ بھنڈر کے ساتھ ساتھ پرانی بستی اودھے نگری آج کا دولت نگر سے آملتی ہے۔ اس علاقے کے قدیمی ہونے کے آثار موضع یوسف میں نوگز لمبی قبر اور ساکہ سندوہہ کا بلند بالا ٹبہ ہے۔ قصبہ لکرالی کے بارے میں کتاب آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ نے لکھا ہے موضع لکرالی کا پہلا نام کوٹ ودمن تھا۔ جس کا بانی ودمن نامی راجہ سندر گپت کے عہد میں گزرا نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ بستی ویران ہو گئی۔ کئی صدیوں کے بعد پھر آباد ہوئی۔ جو دو حصوں پر مشتمل تھیں ایک حصہ ملی خورد کہلایا۔ دوسرا ملی کلاں کے نام سے موسوم ہوا۔ سمیان اتن و پھولا جو کہ لنگڑیال کی اولاد تھے۔ عہد بابر میں یہاں آکر آباد ہوئے۔ پھولاتے ملی خورد و کلاں کے نزدیک ہی کھیٹ دمن کی ویران جگہ پر ایک بستی آباد کی جس کا نام اپنے نام پھولے والی رکھا۔ یہ بھی برباد ہو گئی موجودہ لکرالی پہلے [illegible] ملی خورد و کلاں کے قریب ہی کہیں آباد تھا۔ پر موضع لکرالی باقی رہ گیا ملی خورد ملی کلاں دونوں مٹ گئے۔ ان کا رقبہ موضع لکرالی میں شامل ہو گیا۔ کوٹ ودمن سے پہلے بھی یہاں کوئی بستی آباد تھی۔ جو نالہ بھنڈر کی تباہ کاریوں کے باعث

marfat.com

نیست و نابود ہو گئی ۔ صرف مٹی کے بلند تودے باقی رہ گئے ۔ ان ٹبوں سے مٹی کے برتن انسانی ہڈیاں آٹا پیسنے کی چکیاں ۔ مسالہ اور دوائیاں پیسنے کے کھرل ملتے ہیں۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق ٹبوں ٹیلوں سے برآمد ہونے والی اشیاء کا زمانہ دو سو عیسوی یعنی اٹھارہ سو سال قبل کا ہے۔ یہ دور قبل از مسیح بھی ہو سکتا ہے۔ یہ اشیاء یہاں زمین کی کھدائی کے دوران ملتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ اشیاء ہر گھر کی ضرورت تھیں۔

لکرالی سے تھوڑے سے فاصلہ پر سمرالہ گاؤں ہے یہاں پانی کے تالاب کے کنارے ایک بہت بڑا ٹبہ ہے۔ جس میں ہزاروں قبریں ہیں یہ ٹبہ سطح زمین سے بلند ہے۔ جو دور سے نظر آتا ہے۔ یہاں بھی کسی بستی کے تباہ ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ جابجا مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔ مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے کئی سو سال تک اپنی حیثیت برقرار رکھتے ہیں۔ یہاں ایک درویش ولی اللہ کا مزار مبارک ہے۔ جو بہت ہی خوبصورت اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ سفید رنگ کے گنبد مینار کنگرے دور سے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ روضہ کے باہر سنگ مرمر کے پتھر پر یہ عبارت تحریر ہے۔ آخری آرام گاہ سید صغیر حسین شاہ المعروف پیر چھوٹے شاہ ولد سید محمد صالح بمقام سمرالہ شریف ۱۰۲۲ھ گیارہ صدی آپ حضرت شاہدولہ دریائی سرکار کے ہم عصر تھے ۔ آپ کا مزار سمرالہ کے ٹبہ پر ہے علاقہ کے لوگ آپ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں حضرت شاہدولہ سرکار نے آپ کے ولی ہونے کا اعتراف کیا ہے ۔ میاں غلام حسین مرحوم اس آستانہ کے متولی تھے اوگرا پکا کر ختم پڑھا جاتا۔ اوگرا باجرہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ ان کی اولاد نے آج تک جاری رکھا ہے سمرالہ کے جانب جنوب مغرب چار ہزار سالہ قدیمی قبریں ہیں جو حضرت موسیٰ کے دور کی بیان کی گئی ہیں۔ حضرت شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزارات کے نام تبت لاوی، یہ چار قبریں قریب قریب ہیں دارا کے قریب صاحب مزار کا نام حاوا نام

یہ قبریں اس بات کی داعی ہیں کہ لکرالی کے علاوہ سمرالہ بھی ہزاروں سالہ قدیمی بستی ہے۔ سمرالہ کے قریب جنڈالہ میں بابا شیر شہید کا مزار ہے جو پختہ اور خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے قریب سے کوئی عورت پردہ کئے بغیر نہیں گزرتی ۔ ساکہ سندوھ کے ٹبہ کے جانب مغرب صبور کا بہت بڑا ٹبہ ہے۔ صبور گاؤں بھمبر روڈ پر واقع ہے۔ صبور کا ٹبہ اس بات کا داعی ہے یہاں کبھی بہت بڑا شہر آباد تھا۔ جو تباہ اور برباد ہو گیا۔ ناگڑیاں میں قدیمی مزار ہیں۔ یہاں بھی پرانے زمانے کے برتن اور دیگر اشیاء ملتی ہیں۔ یہاں سے کماریاں جانے والی قدیمی سڑک بھی نکلتی ہے۔ صبور کے قریب رولیا بنیاں قدیمی بستیاں ہیں قریب ہی بزرگ وال کا پرانا شہر ہے اس کے جانب مغرب آبی گزر گاہ کے قریب نو گز لمبا مزار ہے۔ جسے مقامی زبان میں پیرو ڈلہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ قبر پختہ تعمیر ہے۔ بزرگ وال کے قریب بھمبر روڈ پر بھی ۹ گز لمبی قبر ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ بزرگوال اس علاقے میں بہت پرانا شہر ہے۔ بزرگ وال سے تھوڑے فاصلہ پر دولت نگر جس کا سابقہ نام اودے نگری تھا۔ آباد ہے۔ یہ شہر بارہ میل رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔ جس کا ایک دروازہ ٹھوکھر دوسرا دروازہ صبور تیسرا سیدموی اور چوتھا دروازہ کھوڑی کے قریب تھا۔ دولت نگر اودے نگری کی تاریخ پانچ ہزار سال پرانی ہے۔

گجرات بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیطؒ کے مزار پر چھت ڈال دی گئی ہے

مزار کی تعمیر پر اب تک 60 لاکھ کے قریب اخراجات آئے ہیں

راقم زمان کھوکھر حاجی فرمان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

حاجی فرمان نے کئی نوگز مزار پختہ تعمیر کروائے

آج کل چک کمالہ کے قریب جسو سرائے مزار حضرت نعما طوقی پر قیام پذیر ہیں۔

الحاج ایم زمان کھوکھر حاجی عنایت مولا کے ہمراہ

حاجی عنایت مولا کی نگرانی میں مزار حضرت قنبیطؒ پر تعمیرات ہوئیں

marfat.com

کنجاہ کی تاریخ اور چند نیک ہستیوں کے نو گز لمبے مزارات

...ت کے نواحی قصبے کنجاہ کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ تاریخ کے یہ اوراق پانچ ہزار سال پرانے ہیں۔ قصبہ کنجاہ ماضی ...ایک قلعہ نما بلند بالا ٹیلے پر آباد تھا اس قلعہ کے آثار مٹتے جا رہے ہیں اس کی بلندی پر کھڑے ہو کر دور دور تک نظارہ کیا جا سکتا ...اگر موسم صاف شفاف آلودگی سے پاک ہو تو دور دور تک انسانی نقل و حرکت دیکھی جا سکتی ہے۔ ماضی میں کنجاہ بہت بڑی تجارتی ...ی رہا۔ اس کی خوشحالی مثالی رہی۔ دور افتادہ علاقوں سے سڑکیں یہاں آکر ملتی ہیں۔ ایک سڑک منگووال منڈی ...الدین کی طرف جاتی ہے۔ جو کنجاہ سے ہوتی ہوئی گجرات میں اختتام پذیر ہوتی ہے۔ لیکن جس قدیمی سڑک پر ماضی کے آثار ...ہیں وہ سڑک ڈنگہ کی طرف سے کنجاہ کی جانب ہے۔ قدیمی راستہ ناگریاں والا باگڑیاں والا، پٹیالہ، ساہیاں تین قدیمی قصبے ...یہ تینوں قصبے بلندی پر واقع ہیں۔ اگر غور سے مشاہدہ کیا جائے تو جدید دور میں آباد دیہات عام سطح زمین پر آباد ہیں۔ لیکن ...یوں قصبے بلند بالا مٹی کے ٹبوں پر آباد ہیں۔ قرب وجوار مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بکھرے نظر آتے ہیں۔ مٹی کی ...ائی کی جائے تو یہاں پرانے برتن چکیوں کے پاٹ مٹی کے کھلونے لوہے کے ٹکڑے بھی ملتے ہیں۔ موضع ناگریانوالہ کنجاہ ...چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے قصبے کو پکی سڑک جاتی ہے۔ ناگریاں والہ بلندی پر واقع ہے۔ جہاں تین لمبی قبریں ہیں۔ ایک ...گاؤں کے عین وسط میں ہے۔ جس کی چاردیواری تعمیر کی گئی ہے۔ یہ قبر نو گز لمبی ہے۔ جس کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی

...ت حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۲۸ نمبر شمار ۴۷۴ کے مطابق صاحب قبر کا نام (ساول ...ہے۔ صاحب مزار نیک اور پاک ہستی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی نے کشف القبور کے بحر بیکراں ہیں۔ کشف کے ...ان کا رتبہ اور مقام بہت بلند بیان کیا ہے۔ ناگریاں والہ کے جانب مغرب دو اور نو گز لمبی قبریں ہیں۔ جو پختہ تعمیر ...ایک کی چار دیواری بھی ہے۔ قبر کے گردونواح تمام گاؤں والے کوڑا کرکٹ گندگی پھینک جاتے ہیں۔ جابجا بھینسوں کے ...کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ اس مزار کے جانب شمال اور نو گز لمبا مزار ہے۔ جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ مزار کے ارد گرد ...وں کا مال مویشی یہاں باندھا جاتا ہے۔ مزار پر جو درخت ہیں ان کی عمریں ہزاروں سال بتائی جاتی ہیں۔ کشف القبور والوں ...نزدیک ان قبروں کا رتبہ اور مقام بہت بلند ہے۔ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق ان دونوں قبروں کے لیے رقبہ وقف ...ہے۔ لیکن چند لالچی لوگ قبروں کے اس رقبہ پر تجاوزات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ناگریاں والہ کے قریب قصبہ باگڑیاں والا ...یہ آبادی بھی بلندی پر واقع ہے۔ چند مکانات کی تعمیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بستی بھی بہت قدیمی ہے۔ یہاں دو قبریں ...جو پختہ تعمیر ہیں۔ یہ نو گزی خانقاہ بھی پختہ تعمیر ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۲۷ ...۴۵۸ کے مطابق ایک قبر میں دفن صاحب قبر کا نام ملک بلغار ہے۔ جو حضرت سلیمان کی اولاد سے بتاتے جاتے ہیں۔ حافظ ...صاحب نے مزید نشاندہی کے طور پر لکھا ہے۔ تین کوہ از کنجاہ دوسری قبر صفحہ ۳۲۷ نمبر شمار ۴۵۹ کے مطابق صاحب قبر کلم ...جلال خوش ہے۔ حافظ صاحب نے کشف کے ذریعے ان کا مقام اور رتبہ بہت بلند بتایا ہے۔ اسی راستے پر موضع پٹیالہ نزد از

marfat.com

کنجاہ واقع ہے۔ یہ قصبہ بھی بلندی پر واقع ہے۔ جس کے قدیمی ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ یہاں بھی گاؤں کے وسط میں و گز لمبی قبر ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ صفحہ ۳۳۳ پر صاحب مزار کا نام ایوش ہے۔ حافظ صاحب ایک بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے برصغیر بالخصوص کشمیر کے علاوہ گجرات میں لمبی قبروں کی نشاندہی کی ان کے نام ار دور اور سلسلہ نسب تک بتاتے ہیں۔

انہوں نے اپنے کشف کے ذریعے معلوم کیا کہ بیشتر لمبی قبریں انبیاء کرام یا انکی اولاد یا خلفائے یا غازیوں شہیدوں کی ہیں۔ کنجاہ کے قبرستان کے وسط میں بھی نوگز لمبی قبر ہے۔ جو پیر سبز غازی کے نام سے مشہور ہے۔ صاحب مزار کا نام دقیانوس ہے۔ حضرت سلمان کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔ کنجاہ بہت قدیمی تاریخی قصبہ ہے۔ کنجاہ کے بارے میں مشہور مورخ لالہ گنیش داس لکھتا ہے۔ یہ قصبہ راج کنج پال کے عہد سے اب تک ضلع گجرات میں ہے اس کی نسل طور اب تک چلی آرہی ہے۔ اس قوم کے بارے میں مرزا اعظم بیگ لکھتا ہے۔ طور اپنے آپ کو طور سورج بنسی کہلاتے ہیں۔ قصبہ کو ۶۵۴ء میں راجہ کنج پال مشہور کنج برادر زراجہ کینال قوم طور راجپوت سورج بنسی نے آباد کیا اس نام کی وجہ سے قصبہ کنجاہ کا مشہور ہوا۔ گجرات کی مشہور علمی ادبی شخصیت پروفیسر شریف کنجاہی نے اس قصبے کے بارے میں کہا یہ قصبہ یا گاؤں جو بھی اس کی صورت تھی سکندر کے حملہ کے وقت بھی آباد تھا۔

اس کے حملہ کی افواہیں اسس وقت اس کے اجڑنے کا باعث بنی لوگ ترک مکانی کرنے لگے۔ دوبارہ ایسی صورت اس وقت پیش آئی جب جلال الدین خوارزم شاہ تاتاریوں کے لشکر بے پناہ کے آگے بے بس ہوا۔ اور ادھر آگیا گجرات سے متعلقہ مشہور تاریخی کتاب آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ نے کنجاہ کے بارے میں لکھا ہے فاضل مصنف اشرف اخبار مطبوعہ ۱۲۸۵ کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی نے حضرت امام الحق حسن کا مزار سیالکوٹ ہے۔ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے امام صاحب موصوف نے طبرستان پر حکومت کرتے ہوئے چار سال کا عرصہ گزارا تھا۔ کہ آپ ارسلان سلجوقی نے طبرستان پر حملہ کیا شکست کھائی اور غزنوی کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان ابراہیم ابن مسعود غزنوی کے پاس جا کر پناہ لی۔ سلطان ابراہیم نے آپ کا بہت احترام کیا اور چالیس ہزار سوار دے کر ارسلان کی طرف بھیجا اسے شکست دی تخت طبرستان پر دوبارہ قابض ہو گیا۔ اس کے بعد غزنی کے بادشاہ کے حکم سے چالیس ہزار کا لشکر لے کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ اور مقام کنجاہ پر پڑاؤ کیا بیان بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے وسط میں کنجاہ ایک مشہور معروف بستی تھی۔ اسلامی عہد کے اوائل میں یہاں مسلمانوں کی بودوباش اور سکونت قائم ہو گئی نیز ہندوستان پر حملہ آوروں کے لئے یہ مقام جنگی نقطہ نگاہ سے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ جب یہ ملک امیر تیمور نے فتح کیا اس زمانہ کے قریب جیتو قوم جٹ گھرانہ وڑائچ نے ملک دکن سے آکر اس قصبہ پر قبضہ کر کے از سر نو آباد کیا قصبہ کنجاہ میں چند تاریخی عمارتیں بھی ہیں۔ ان میں حویلی دیوان کرپارام بہشت آباد بور جنگ کی عمارت کے ساتھ مندر باغ دیوان کرپارام باغ دیوان و تول والا باغ سرکاری باغ سردار نہال سنگھ چھاچھی تالاب ہندوؤں کی عبادت گاہ مندر وغیرہ کے علاوہ اولیاء کرام کے مزارات ہیں۔

حویلی دیوان کرپارام دومنزلہ ہے۔ تھانہ کنجاہ کے بالمقابل یہ قدیمی عمارتیں ہیں۔ عمارتیں بہشت آباد دیوان کرپارام نے

marfat.com

ی عالت میں آرام کے لیے وسیع عمارت بنوائی تھی۔ سہ منزلہ ہے بارودی قسم کی عمارت ہے پرانی طرز تعمیر ہیا ورہ یہ
ت میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ باغ دیوان کرپارام بھی ایک عمارت ہے۔ جہاں کنواں کے آثار بھی پائے جاتے
عمارتیں چونا گچ سے بنی ہوئی ہیں۔ کنجاہ میں دیوانوں کی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔ یہاں ایک سرنگ بھی بتائی جاتی
ں کا دروازہ بھی ہے کہتے ہیں کہ بیگمات اور پردہ دار خواتین سرنگ کے ذریعے تالاب اور باغ میں سیر کے لئے آتیں
باغ کی چار دیواری ہوا کرتی تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ کنجاہ کے بارے میں گجرات کے سابق ڈپٹی کمشنر کیپٹن ایلیٹ نے اپنی
کتاب کرانیکلز آف گجرات میں لکھا ہے۔ ۱۴۱۸ میں کنجاہ راجہ کنج پال برادرزادہ راجہ کنپال نے آباد کیا یہ راجہ طور خاندان
ابتدا میں یہ شہر کھتریوں کا شہر تھا۔ لیکن اس پر لکھی جنگل کے زمینداروں کے ایک گروہ نے کلچو کی زیر سرکردگی
علیا۔ یہ شہر غنیمت کنجاہی کا وطن ہونے کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتا ہے۔ جس نے اورنگزیب کے عہد میں مثنوی
عشق لکھی۔ یہاں غنیمت کنجاہی کا مقبرہ بھی ہے۔ شہر کی بیشتر عمارتیں بہت پرانی ہیں۔ جو مغلیہ دور کی تعمیر شدہ معلوم
ی۔ تعمیرات میں بہت زیادہ چھوٹے سائز کی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ چونا گچ کا استعمال بھی پایا جاتا ہے۔ بیشتر
تاریخی مقامات کے نشان ختم ہو چکے ہیں۔ جہاں جدید تعمیرات کرلی گئی ہیں۔ کنجاہ کی علمی ادبی اہم شخصیات میں منشی
ن پیر کنجاہی، مولوی ابراہیم کنجاہی اکبر کے دور میں جید عالم ہو گزرے ہیں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ قاضی رضی الدین
آپ حضرت نوشہ گنج بخش کے خلیفہ تھے۔ علم فضل کشف کرامت میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ نے ۱۱۱۳ھ میں وفات
زار مبارک کنجاہ میں ہے اورنگزیب عالمگیر کے دور کے شاعر غنیمت کنجاہی جو فارسی کے شاعر تھے۔ جنہوں نے پنجابی
اس دور میں فخر کیا ان کی وجہ سے کنجاہ کو کافی شہرت میں صداقت کنجاہی جو غنیمت کنجاہی کے بھتیجے تھے۔ کئی کتابوں کے
تھے۔ گجرات کی بات از اسحاق اشفتہ میں کنجاہ کی چند معروف شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے
نام غنمت کنجاہی صداقت کنجاہی، حضرت اسماعیل شاہ کنجاہی، خوشی محمد کنجاہی، مولوی شیخ محمد عبداللہ، خوشتر کنجاہی،
ن، نزاحمن پیر کنجاہی، مولوی ابراہیم کنجاہی، قاضی رضی الدین کنجاہی، مفتی نذر محمد کنجاہی نوشاہی، مفتی ابوالبقاء، رانا
شیخ محمد زاہد کنجاہی، راج سکیو جیون کے علاوہ عصر حاضر میں شریف کنجاہی روحی کنجاہی زمان کنجاہی منیر صابری کنجاہی
ل ہیں۔ اسلامیہ ہائی سکول کنجاہ میں اردو کے سب سے معروف ناول نگار ڈپٹی نذیر احمد مدرس رہے میجر شبیر شہید نشان
تعلق بھی کنجاہ سے ہے ۱۹۳۸۔ ناموس مصطفیٰ پر جان قربان کرنے والا عظیم المرتبہ شہید اللہ دتہ کا تعلق بھی کنجاہ سے
مولوی حمید اللہ سلیمانی بھی اس قصبے کی معروف علمی شخصیت ہے۔
ں قلعہ کے آثار مٹ چکے ہیں۔ چند قدیمی بستیاں جو کنجاہ کے گردونواح نیز قدیمی گزر گاہ کوہستان نمک ڈھنگہ سے ہوتی
ہے گزر کر وسطی ہند کی طرف جاتی تھی۔ قلعہ نما بستیاں نوگزلمبے مزارات اس علاقہ کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔

marfat.com

گجرات سے لالہ موسیٰ تک قدیمی روحانی مقامات کے بارے میں مختصر اقتباسات

گجرات کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ عطا کیا ہے۔ قدیم اور جدید دور کی کڑیاں یہاں ملتی ہیں۔ مشرق اور مغرب کا سنگم گجرات ہے۔ اس کی مٹی میں شہداء کے خون کی خوشبو رچی ہوئی ہے۔ برصغیر میں داخل ہونے والے بڑے بڑے فاتحین کا گزر گجرات کی سرزمین سے ہوا۔ سرزمین گجرات کو ہر دور میں عظمت حاصل رہی قوموں کی تقدیروں کے فیصلے اس دھرتی پر ہوئے۔ جہلم چناب توی کے پانی سے دھلی ہوئی اس سرزمین کے سینے میں اللہ کے نیک اور برگزیدہ ہستیوں کے نشان موجود ہیں۔ یہ نشان گجرات ہی میں نہیں یہ سلسلہ سرزمین سیالکوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ قدرتی وسائل اجناس مال مویشی سے مال اس دھرتی پر ہر سال مون سون کی ہوائیں اپنے ساتھ بارشیں لاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ خطہ ازل سے آباد اور شاداب ہے۔ مردم خیزی کے لحاظ سے اس کا اپنا ایک مقام ہے۔ داناؤں نے اسے خطہ یونان کا خطاب دیا۔ یہاں انبیاء کرام کے مزارات کے علاوہ قدم قدم پر رشد و ہدایت کی شمعیں روشن ہیں۔

زمانہ قدیم میں برصغیر کو خشکی کے راستہ سرزمین سے ملانے والی سڑکیں گجرات سے ہی گزرتی تھیں۔ وقفہ وقفہ کے بعد یہ سڑکیں رخ بدلتی گئیں۔ آنے والے کبھی ڈھنگہ کھاریاں گلیانہ دولت نگر جلالپور. بہلول پور کے راستے ہندوستان میں داخل ہوتے رہے۔ کبھی ڈنگہ کوٹلہ قاسم علی خاں لالہ موسیٰ خواص پور ماچھیوال دولت نگر کے راستے ادھر کا رخ کرتے ایک اور سڑک ڈنگہ دلانوالہ سے ہوتی ہوئی گجرات نورا منڈیالہ سے ہوتی ہوئی رندھیر سیالکوٹ کی طرف جا نکلتی ہے۔ گجرات سے گزرنے والی سڑک آج بھی بادشاہی سڑک کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ یہ سڑک چاہ بڈھے والا ادھووال نالہ بھمبر سے ہوتی ہوئی ڈھنگہ روڈ کی طرف جا نکلتی ہے۔ اس سڑک کے راستے اولیاء کرام حملہ آور تجارتی قافلے برصغیر میں داخل ہوتے رہے۔ گجرات سے گزرنے والی ہر سڑک پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آبی ذخائر ہیں جس کی وجہ سے یہاں انسانی آبادیوں کے آثار دور قدیم سے ہی پائے جاتے رہے۔ دور قدیم میں مال مویشی یا اجناس ہی قیمتی اشیاء ہوتی تھیں۔ جن پر انسانوں کا دارومدار رہا۔

گجرات کے بیشتر علاقوں بالخصوص آزاد کشمیر کے دیوا وٹالہ کے بسنے والے اپنے مال مویشی بھیڑ بکریوں کے ہمراہ مئی جون جولائی کے مہینوں میں دریائے چناب اور دریائے توی کے علاقے میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ جہاں پانی کے علاوہ چارہ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ قدرت نے گجرات کے خطہ کو اس خوبی سے نوازا ہے۔ انسانوں کی بستیوں میں اولیاء عظام رشد و ہدایت کے لیے تشریف لاتے رہے اور یہیں کے ہو کر رہے ان کی اولاد یا خلفاء نے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن رکھیں۔ طالبان حق ان کے حضور حاضر ہوتے دینی دنیاوی فیض حاصل کرتے یہ روشنی گجرات پنجاب کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں پھیلتی رہی۔ ان ہی پاک ہستیوں میں ایک بزرگ کا مزار سروس موڑ کے قریب سویڈش کالج کے قریب ہے۔ ان کے نام سے محلہ ڈنڈے مار بھی مشہور ہے۔ المعروف ڈنڈے مار شہید لہ

marfat.com

سرکار کے ہم عصر تھے یہاں آپ کا مزار ہے۔ آپ دن رات عبادت میں مشغول رہتے آپ کے روضہ کی مجاوہ سردار بی بی نے بتایا کہ ایک شخص کو کاروبار میں بہت نقصان ہوا اس نے منت مانی کہ اگر اس کے مالی حالات درست ہو گئی تو وہ شاہدولہ سرکار کے حضور تراشا ہوا ایک پتھر پیش کرے گا۔ جس پر آیت الکرسی اور کلمات کندہ ہوں گے۔ چنانچہ پتھر لے کر بیلوں کی جوڑی گڈ میں آپ کے قریب سے گزری تو آپ نے پوچھا یہ کیا ہے کس کے لئے ہے۔

قافلہ کے سربراہ نے جواب دیا یہ آپ کے کام کی چیز نہیں یہ شاہدولہ سرکار کے حضور پیش کرنی ہے۔ چونکہ درویش کبھی کبھی آپس میں روحانیت کا مظاہرہ کرتے ہیں آپ کے اشارہ سے بیلوں کی ٹانگیں رسی سے بندھ گئیں۔ اور ڈنڈے نمودار ہوئے اور بیلوں کی ٹانگوں پر غائبی قوت سے برسنے لگے بیل گاڑی رک گئی شاہدولہ سرکار کے حکم سے پتھر آپ کے حضور پیش کیا گیا تو سب کی خلاصی ہوئی۔ پتھر آپ کے روضہ مبارک پر نصب ہے۔ یہ پتھر کافی وزنی ہے۔ اور آیت الکرسی قرآنی آیات تراشی ہوئی ہے۔ آپ کا روضہ پختہ تعمیر ہے اور ہر سال میلہ کا اہتمام کیا جاتا ہے زائرین عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ جسمانی روحانی طور پر فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ کے روضہ کے قریب گاؤں ادھووالی ہے یہاں 9 گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ قبر کی لمبائی 9 گز ہے۔ جی ٹی روڈ پر ریلوے پھاٹک جو سائیں راجے شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ پھاٹک کے جانب مشرق حضرت سائیں راجے شاہ سرکار کا روضہ مبارک ہے۔ آپ مجذوب تھے دن رات یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ مسلسل بیٹھے رہنے سے آپ کے گھٹنے کا گوشت سینے سے چپک چکا تھا۔ آپ بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کے مرشد کا نام سید ثابت شاہ رسول جن کا آستانہ عالیہ حافظ آباد میں ہے۔ پل رحمانیہ کے قریب سے ماضی میں سڑک ڈنگہ مغرب کی طرف جاتی تھی۔ جدید تعمیرات نے قدیمی شاہراہوں کے نشان ختم کر دیئے ہیں۔

ڈنگہ روڈ پر شہابدیوال میں 9 گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت محمد اسمٰعیل ہے۔ جو غازی خلیفہ بیان کئے گئے ہیں۔ دھول خورد میں بھی دو نوگزہ لمبے مزار ہیں۔ چانگاوالی میں نوگز لمبا مزار ہے۔ اسی شجرہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت مرطوشؑ ہے۔ جو حضرت موسیٰ کی اولاد بیان کئے گئے ہیں۔ مہلو میں نوگز لمبا مزار ہے ان مزارات کے قریب جانب جنوب ٹبی مرلاں یا ٹبی غوریاں نزد عادووال میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ قبر کی لمبائی نوگز ہے پختہ تعمیر ہے۔ جی ٹی روڈ لالہ موسیٰ کی جانب س چک مرتضی میں حضرت بابا مرتضی صاحب ولی کا روضہ مبارک ہے۔ جو اپنے وقت کے ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ جی ٹی روڈ کے جانب مشرق سید موڑی میں محبوب شاہ کا مزار ہے۔ سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار جنڈالہ مرشد پاک کے حضور جاتے ہوتے یہاں حاضری دیتے تھے۔ قریب ٹبہ بوٹے شاہ میں سید احمد، سید سلیمان کے مزارات ہیں۔ جو سید نظام الدین شاہ کے بیٹے ہیں۔ کلیوال کے جانب مغرب بوسال شریف میں حضرت پیر سید اللہ جوایا شاہ ترمذی قادری صاحب کا آستانہ ہے۔ آپ بزرگ ہستی ولی اللہ ہیں۔ علاقہ بھر میں آپ کے ہزاروں مریدین ہیں۔

marfat.com

عرس مبارک عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کا ۱۹۱۲ء میں وصال ہوا۔

لالہ موسیٰ کے قریب موضع گاکھڑی کے بلند و بالا ٹبہ پر حضرت بابا شمیر کا مزار بہت قدیمی ہے۔ روضہ مغلیہ طرز تعمیر پر بنایا گیا ہے۔ تاہم ۱۹۹۵ء میں دروازہ تعمیر کیا گیا عالی شان گنبد پرانے برگد پیپل کے درخت اسی بستی کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ مزار پر نقش و نگار بھی پرانے ہیں۔ ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ آپ بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں۔ آپ کی ایک کرامت مشہور ہے۔ آپ کی بہن آپ کو کھانا دینے آئی کہ اچانک بارش آگئی۔ بہن نے عرض کی گندم کھلے آسمان کے نیچے ہے بھیگ جائے گی۔ آپ نے فرمایا سب بستی میں بارش ہوگی لیکن تیری گندم خشک ہی رہے گی۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچی تو تمام گاؤں کی گلیاں پانی سے بھری تھیں لیکن اس کے گھر گندم کا ڈھیر خشک تھا۔ لالہ موسیٰ کے قریب ہی خانقاہ اشرفیہ میں حضرت پیر غلام قادر کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ کا روضہ شاندار انداز میں تعمیر کیا جارہا ہے۔ سفید سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے۔ روحانیت کا مرکز سبز گنبد اپنی مثال آپ ہے۔ مزار پر انوار عالم ربانی عارف حقانی فخر ملت اشرف المشائخ الحاج مولانا پیر غلام قادری چشتی نظامی اشرفی قلندر، قلندری رضوی تاریخ وصال ۲۵ اگست ۱۹۷۹ء۔ فارسی کی یہ عبارت ہے۔

زاہد حضرت مولوی زماں عاشق ذات صاحب لولاک

موت عالم چوں موت عالم ہست از مراقش جہاں شد غمناک

چوں شرافت فرساں رحلت جست

گفت ہاتف غلام قادر در پاک

آپ ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں آپ کی کئی کرامات ہیں۔ تحریک پاکستان کے لیے آپ کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد ہزاروں میں ہے آپ سچے عاشق رسولؐ تھے۔

جی ٹی روڈ کے کنارے موضع بھاناں والی میں نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ گاؤں قدرے بلندی پر ہے۔ اسی گاؤں کے بالمقابل جی ٹی روڈ کے جانب مغرب مشہور گاؤں چکوڑی شیر غازی ہے۔ یہاں حضرت شیر غازی کا روضہ مبارک ہے۔ آپ ولی اللہ تھے۔ لالہ موسیٰ کی علمی شخصیت الحاج شیخ عبدالخلیل نے بتایا کہ حضرت شیر غازی کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ ایک ہندو اپنی بیوی کے ہمراہ بسواری اونٹ کابل جارہا تھا کہ چکوڑی شیر غازی کے قریب اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ وہ ہندو آپ کا چرچا سن کر حاضر خدمت ہوا عرض کی بیوی حاملہ ہے۔ اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ سفر لمبا ہے چنانچہ آپ کی دعاؤں سے اونٹ کی ٹانگ صحیح سلامت ہوگی۔ ہندو منزل کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد وہ مسلسل حاضر خدمت ہوتا رہا۔ آپ کا روضہ بھی اسی نے تعمیر کروایا تھا۔ روضہ کے اندر کئی قبریں ہیں۔ مزار کی طرز تعمیر مغلیہ دور کی ہے۔ گنبد کافی بڑا ہے۔ مزار کے باہر ایک شعر درج ہے۔

marfat.com

کابل وچ پہنچاوے بابا لگے نہ دیر

گائے بابے دی کھا گئی شاہدولہ دا شیر

ویروالہ میں حضرت بابا جنگو شاہ کی بیٹھک ہے۔ جو شاندار انداز میں پختہ تعمیر کی گئی ہے۔ آپ مشور مجذوب ولی اللہ تھے۔ آپ کا وصال ۱۲۱۸ھ کو ہوا۔ مزار ملہو کھوکھر بھمبر روڈ پر ہے۔ ویروالہ میں آپ کی بیٹھک کے باہر پرانی قبریں ہیں۔ جانب مشرق بھٹہ خشت کے قریب بھی قدیمی مزار ہے۔ جو ڈھک شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ ویروالہ کے قریب ریلوے لائن میں درویشوں کے مزارات ہیں۔ ویروالہ پرانے لالہ موسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں دتے شاہی سلسلہ کے علاوہ پیرو ولایت شاہ کے مزارات ہیں لالہ موسیٰ اب صنعتی شہر بن چکا ہے۔ ماضی میں مشرق مغرب کو ملانے والی قدیمی سڑکیں جو کلر کہار راج کٹاس چوآسیدن شاہ کھیوڑہ پنڈ دادنخان سے ہوتی ہوئی جلالپور شریف کے قریب سے دریائے جہلم کو عبور کرتے ڈنگہ میں آتی ہے۔ ڈنگہ سے نکل کر جوڑا کرنانہ لالہ موسیٰ خواص پور سے ہوتی ہوئی دولت نگر آملتی ہے۔ اس قدیمی سڑک پر جوڑا کرنانہ کے قریبی قدیمی مزارات ہیں۔ لالہ موسیٰ کے قریب شاہ سرمست گاؤں ہے۔ ٹبہ پر بڑے بڑے پیپل بوہڑ کے درخت ہیں۔ یہاں حضرت شاہ سرمست کا روضہ ہے۔ آپ عہد مغلیہ میں ہو گزرے ہیں۔ احترام کے طور پر اہل دیہہ مکانوں کی چھت پر رات کو نہیں سوتے ٹبہ قدیمی ہے۔ برگد کے بڑے بڑے قد آور قدیمی درخت ہیں ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔

کوٹلہ قاسم علی خان کے قریب بلند بالا ٹبہ کے نزدیک نو گز لمبا مزار ہے۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام بطشانوشؑ ہے مزار پختہ تعمیر ہے۔ برگد کا درخت ہے۔ نام پر غازی خلیفہ کی علامت درج ہے۔ کوٹلہ قاسم علی خان کے ٹبہ پر پرانے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ ٹبہ پر کھڑے ہو کر دور دور تک انسانی نقل و حرکت پر نگاہ رکھی جاتی تھی۔ ٹبہ پر کسی بستی کے تباہی کے آثار ملتے ہیں۔ یا دفاعی لحاظ سے بنایا گیا ہے۔ لالہ موسیٰ کے گردو نواح کئی نو گز لمبے مزار ہیں۔ لالہ موسیٰ کے قبرستان میں بھی نو گز لمبا مزار ہے۔ جھنڈے والی میں نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت مہلائیلؑ ہے آپ داؤدؑ کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں۔ لالہ موسیٰ سے دولت نگر جانے والی قدیمی سڑک جو خواص پور کے قریب سے گزرتی ہے۔ خواص پور کے قریب نالہ بھمبر بہتا ہے۔ شیر شاہ سوری کے جرنیل خواص خان نے اس گاؤں کی بنیاد رکھی۔ آپ کا سر مبارک قلعہ روہتاس کے خواص خانی دروازہ میں دفن ہے۔ اس دروازہ کا نام خواص خان دروازہ رکھا گیا ہے۔ جبکہ دھڑ خواص پور دفن ہے۔ آپ درویش تھے مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔

قبرستان خواص پور میں اسی سڑک پر ماچھیوال کے قریب کیراں والا میں حضرت طرطوشؑ کا ۲۲ گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ گنبد بھی بنایا گیا ہے۔ مزار کے گردو نواح چھ سات کنال رقبہ میں جنگل ہی جنگل ہے۔ آپ

marfat.com

حضرت موسیٰ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ حافظ شمس الدینؒ کے قلمی نسخہ میں صاحب مزار کا نام حضرت طرطوشؒ ہے۔ صاحب نظر اہل علم یہاں حاضری دیتے ہیں۔ لالہ موسیٰ میں حضرت نعمت اللہ چشتی صابری کا روضہ مبارک ہے۔ جو شاندار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کو حضرت صابر کلیر شریف سے والہانہ عشق تھا۔ اڈا پر سائیں عبدالخالق افغانی کا روضہ مبارک ہے۔ روضہ کے ساتھ ہی مسجد ہے۔ سائیں عبدالخالق مجذوب تھے ایک لنگوٹ میں دنیا جہاں سے بے نیاز ہو کر یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ اہلیان لالہ موسیٰ کی اولیاء کرام سے عقیدت اور محبت ظاہر ہوتی ہے۔ ریلوے گودام کے قریب سید رسول شاہ ترمذی قادری طرطوسی کا روضہ مبارک ہے۔ آپ کا ۱۸۸۰ء میں وصال ہوا۔ آپ کے بیٹے سید جھنڈے شاہ گل حسین شاہ بھی درویش تھے۔ نوگز مزارات بھی ٹیلے اس بات کے داعی ہیں کہ لالہ موسیٰ ایک قدیمی بستی ہے۔ لالہ موسیٰ جی ٹی روڈ کے کنارے ہونے کے علاوہ گجرات کی سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے۔ آزاد کشمیر پہاڑی علاقوں کی خرید و فروخت اس منڈی کے ساتھ وابستہ ہے۔ عالموں فاضلوں علمی ادبی شخصیات کا شہر ہے۔ شہر لالہ موسیٰ میں کئی قدیمی مزار ہیں جو پیر گجا کے نام سے مشہور ہیں۔

معصوم پور نوہرے میں حضرت جیوے شہید کا نوگز لمبا مزار

marfat.com

کھاریاں سے ہیڈ رسول تک قدیمی شاہراہ کے گردونواح نوگزے لمبے مزار

روحانی قدیمی مقامات کی مختصر تفصیل

کھاریاں سے مراد کھائی پتھریلا بنجر علاقہ ہے۔ کھاریاں کے قریب ہی کی پہاڑیوں میں کھودائی کے دوران بڑے بڑے ہڈیوں کے ڈھانچے برآمد ہوئے جس کے بارے میں یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ جنات کی ہڈیوں کے پنجر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہڈیوں اور دانتوں کے سائز عام انسانی سائز سے بڑے پائے گئے ہیں۔ عام قیاس یہی ہے یہاں ماضی میں کوئی بڑی آبادی تباہ ہوئی ہوگی۔ یہاں سے گزرنے والی قدیم سڑک اپنے دامن میں کئی داستانیں سمیٹے ہوئے ہے۔ ماضی میں پیدل چلنے والے بیس سے لیکر تیس میل تک روزانہ پیدل سفر کرتے تھے اور ہر بیس میل کے بعد ایک قیام گاہ ہوتی تھی جو بعد میں بستی کا روپ اختیار کر جاتی تجارتی قافلے ان بستیوں میں قیام کرتے اور حملہ آور اور ان کے سواری کے جانور تازہ دم ہو کر سفر کا آغاز کرتے ایسی ہی ایک بستی گلیانہ ہے گلیانہ سے کئی سڑکیں گردونواح کی طرف جاتی ہیں۔ ایک سڑک دولت نگر سے ہوئی فتح پور جلالپور جٹاں سوہدرہ۔ بہلول پور کی طرف جا نکلتی تھی ماضی میں یہ۔ بہت بڑی شاہراہ رہی راقم کے نزدیک گلیانہ کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ یہاں کشف القبور کے بحر بیکراں حافظ شمس الدین کا مزار ہے۔ جنہوں نے اپنے علم کشف القبور کے ذریعے برصغیر میں قدیمی قبروں کی نشاندہی کی۔ ان کے نام سلسلہ نصب اور عہد بتایا ہے۔ گلیانہ کے ارد گرد کئی نوگزہ قبریں ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی نے اپنے قلمی نسخہ انورالشمس میں ان نوگزہ مزارات کے نام تحریر کئے ہیں۔

گلیانہ ایک قدیمی بستی ہے۔ یہاں قلعہ کے آثار بھی تھے جو اب مٹ چکے ہیں اس علاقہ میں گلیانہ کو ماضی میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ گلیانہ سے ایک سڑک کھاریاں کی طرف جاتی ہے۔ کھاریاں چھاؤنی کی تعمیر سے قبل یہاں کئی دیہات آباد تھے جہاں اب چھاؤنی تعمیر ہے۔ یہ قدیم سڑک یہاں سے گزرتی تھی۔ دوران تعمیر تمام انسانی بستیاں ختم کر دی گئیں لیکن اس علاقہ میں کئی نوگزہ لمبے مزاروں کے نشان کوئی نہ مٹا سکا یہ۔ مزار اب بھی چھاؤنی میں قائم ہے۔

کھاریاں شہر میں ایک قدیمی باولی کنواں بھی ہے۔ مغلیہ دور کی تعمیر کردہ یہ باولی کنواں بھی ہے۔ باولی دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ اہلیان محلہ اپنا تمام کوڑا کرکٹ اس باولی میں پھینک دیتے ہیں۔ یہ باولی اکبر کے دور میں تعمیر ہوئی روایت ہے کہ ہمایوں بادشاہ شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران کی طرف بھاگ رہا تھا کہ برسات میں اس نے کھاریاں کے قریب ایک جھونپڑی میں رات قیام کیا۔ اہل خانہ نے مسافر سمجھتے ہوئے ان کی خاطر تواضع کی روانگی کے وقت ہمایوں بادشاہ نے جھونپڑی والے بابا سے پوچھا تیری کوئی خواہش ہے میں جب دوبارہ ہندوستان کا بادشاہ بنوں گا۔ پوری کروں گا بابا نے عرض کی یہاں پانی کی بہت قلت ہے باولی کنواں تعمیر کروا دینا شہنشاہ ہمایوں نے ایک دستاویز لکھ کر دی اور کہا اگر میں دوبارہ بادشاہ بنا یا میری اولاد سے ہندوستان کا کوئی بادشاہ بنا تو تمہاری یہ فرمائش ضرور پوری کر دی جائے گی۔ ہمایوں دوبارہ ہندوستان کا بادشاہ بنا اس کا بیٹا اکبر اعظم گجرات کے راستہ کابل جا رہا تھا بابا نے وہ دستاویز شہنشاہ اکبر کے حضور پیش کی۔ چنانچہ بادشاہ اکبر نے فوری طور پر باولی کنواں کی تعمیر کا حکم صادر فرمایا اس باولی میں سیاہ پتھر استعمال کیا گیا ہے ان پتھروں کی

marfat.com

جسامت رنگ روپ قلعہ روہتاس کے پتھروں جیسی ہے ۔ کھاریاں سے ایک سڑک ڈنگہ کی طرف جاتی ہے ۔ کھاریاں سے تھوڑے فاصلہ پر پہاڑیوں میں موہری شریف گاؤں ہے ۔ یہاں ولی اللہ درویش حضرت خواجہ نواب دین صاحب اور خواجہ محمد معصوم کا آستانہ مبارک ہے ۔ اس سڑک کے مغرب کی جانب مشہور گاؤں دلو ہے ۔ یہاں بھی ایک قدیم دربار ہے ۔ کھاریاں سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قصبہ دھوریہ ہے ۔ دھوریہ بہت بڑی بستی ہے ۔ اس قبرستان میں بابامراد شاہ سید حسن شاہ سید لعل حسین شاہ کا مزار ہے ۔

کھاریاں چھاؤنی میں جو مزار ہے اسکی لمبائی ۲۲ گز ہے ۔ حاصلانوالہ کے قریب لسوڑی والا میں مزار کی لمبائی ۲۲ گز ہے ۔ اور پنڈ داند خان کے قریب قصبہ روال میں حضرت حام کا ۲۶ گز لمبا مزار ہے ۔ باقی مزارات کی لمبائی تقریباً ۹ گز ہے ۔ گنجہ کے قریب موضع ہیل کے ٹبہ پر ایک مسجد اور مزار ہے درخت اور چھوٹے بڑے ٹبے اس بات کے داعی ہیں ۔ کہ یہ قدیم شاہراہ اپنے اندر کئی راز دفن کیئے ہوئے ہے ۔ نہر جہلم سے دائیں بائیں کئی مزار ہیں ۔ اس نہر کے شمال کی جانب بھاؤ گھسیٹ پور کے لئے پختہ سڑک ہے پل سے تھوڑے فاصلہ پر مہنے والی گاؤں میں ۹ گز لمبا مزار ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے صاحب مزار کا نام حضرت سانیال بھاؤ گھسیٹ پور گاؤں کے وسط میں ۹ گز لمبا مزار ہے ۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۴۲ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت شمعون ہے ۔ امرہ کلاں کے جانب مشرق شمال نوگز لمبا مزار ہے انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک بردا ہے امرہ کلاں کے قریب امرہ خورد گاؤں ہے امرہ خورد کے جنگل بیلہ میں بھی نوگز لمبا مزار ہے ۔ جو پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۴۲۶ نمبر شمار ۱۳۱۲ کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک رحیم ہے ۔ اس مزار تک پہنچنے کے لیے راقم کو کیچڑ دلدل کے علاوہ فٹ گہرے پانی سے گزر کر حاضر ہونا پڑا ۔ اس ویرانے میں چند کسانوں کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا ۔ برسات کے موسم میں اس علاقہ میں ہر طرف پانی ہی پانی تھا ۔ لیکن اللہ کے اس نیک بندے کا نشان ہزار ہا سالوں سے آنے والے سیلاب بھی نہ مٹا سکے ۔ موچیانوالہ بھی قدیم قصبہ ہے ۔ بوہڑ کے درخت اس کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں بوہڑ کے درخت کے قریب ایک مزار ہے ۔ اسی گاؤں کے ملحقہ چیلیانوالہ کا قصبہ ہے ۔ چیلیانوالہ کے قریب حضرت حسلانؑ کا مزار ہے ۔ چیلیانوالہ کے قریب ڈھوک جوڑی میں دو نوگز لمبے مزار قریب ٹبلہ نما تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں ۔ نہر قریب سے گزرتی ہے چیلیانوالہ میں ۱۸۴۹ء میں انگریزوں اور سکھوں کے درمیان خونریز اور فیصلہ کن جنگ ہوئی اس جنگ میں انگریزوں کے جرنیل بریگیڈیئر میجر کیپٹن دوسرے اعلی افسروں کے علاوہ تقریباً ساڑھے چھبیس سو فوجی مارے گئے ۔ قریب تھا کہ سکھ فتح یاب ہو جاتے میدان چھوڑ گئے اور انگریزوں کو فتح ہوئی ۔ گلشن اقبال روڈ پر تین مقام پر انگریزوں کی قبریں ہیں چار دیواری بھی ہے ۔

انگریزوں نے سکھوں کا تعاقب جاری رکھا اور گجرات شہر کے قریب روضہ شاہ جہانگیر نے قریب زبردست معرکہ ہوا ۔ یہاں بھی انگریزوں کے تین افیسر مارے گئے ۔ جن کی قبریں بنائی گئیں ۔ چیلیانوالہ میں مارے جانے والے انگریزوں کی یاد میں بہترین یادگار تعمیر کی گئی ہے ۔ مینار کے چاروں طرف انگریزوں کے نام بمعہ عہدہ درج ہیں ۔ ان میناروں کے علاوہ اور قبریں ہیں ۔ یہ یادگار کبھی شاندار ہوا کرتی تھی فوجی انداز میں زنجیریں اور ڈاٹ وغیرہ تھیں ۔ یادگار کے چاروں طرف برج ا

marfat.com

چار دیواری بھی ہے۔ جو اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ اس یادگار کے نام پچاس ایکڑ رقبہ بھی ہے۔ یہ یادگار دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ چیلیانوالہ کے قریب ہیڈ رسول اور مونگ کے میدان ہیں یہ وہ میدان ہیں جہاں سکندر اعظم اور راجہ پورس کی مشہور جنگ ہوئی گجرات کے اس سپوت نے سکندر کے پیغام کا جواب یہ دیا کہ سکندر کے پیغام کا فیصلہ میدان جنگ میں ہو گا میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے اور دو سو کے قریب زخموں کے نشان جسم پر آئے لیکن راجہ پورس نے ہمت نہ ہاری اور سکندر نے کہا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے پورس نے جواب دیا وہی سلوک جو بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں یہ تاریخی الفاظ آج بھی تاریخی کتابوں میں سنہری حروف سے لکھے جاتے ہیں۔

مونگ ایک بہت بڑا قلعہ تھا اس کے آثار اب بھی شمال میں ملتے ہیں۔ قلعہ کی تہہ میں ہڈیوں کے ڈھانچے اور پرانے زمانہ کی اشیاء ملتی ہیں۔ اٹھ آر ڈی کے قیام سے ایک سڑک کوہستان نمک جلالپور شریف کی طرف جاتی ہے۔ دوسری سڑک منڈی بہاؤالدین کی طرف جاتی ہے۔ آٹھ آر ڈی کے قیام سے ایک سڑک کوہستان نمک جلالپور شریف کی طرف جاتی ہے۔ دوسری سڑک کوٹ بلوچ کی طرف جاتی ہے۔ کوٹ بلوچ کے قریب بابا نور شاہ بادشاہ کا روضہ ہے۔ اس درویش کے مزار پر لاکھوں خالی مٹی کے کھڑے پڑے ہوتے ہیں مزار کے ارد گرد چار دیواری بھی ان مٹی کے گھڑوں اور چٹوریوں کی بنی ہے لوگ عقیدت کے طور پر بھینس کے دودھ کا نذرانہ بمعہ گھڑا پیش کرتے ہیں۔ یہ مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ محکمہ اوقاف نے دودھ کا ٹھیکہ ایک ٹھیکیدار کو دے رکھا ہے۔ جہاں دودھ جما کر دہی سے مکھن دیسی گھی تیار کیا جاتا ہے۔ محکمہ اوقاف نے زائرین کی سہولت کے لئے کوئی انتظام نہیں کر رکھا سارے دودھ پر ٹھیکیدار قبضہ کر لیتا ہے۔ مزار کی نگرانی ایک تیسری دنیا کا ملنگ کرتا ہے جو میاں جی کے نام سے مشہور ہے۔ میاں جی نے بتایا وہ ۲۵ سال سے یہاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بابا نور شاہ بادشاہ کی تاریخ آمد اور سن وفات کا پتا نہ چل سکا البتہ لولیاں والی میں ان کے والد کا مزار ایک بلند بالا ٹبہ پر ہے۔ بابا نور شاہ بادشاہ کے مزار پر مارچ میں بہت بڑا میلہ بھی لگتا ہے۔ ویسے بھی گردو نواح اور دور دراز کے لوگ ان سے عقیدت رکھتے ہیں اور قدیمی شاہراہ پر جو ضلع جہلم اگر چکوال کی طرف جا نکلتی ہے۔ راج کٹاس کی تاریخ چار پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ اس طرح کلر کہار اور یہ شاہراہ ٹیکسلا کے علاوہ پشاور سے ہوتی ہوئی افغانستان کی طرف جا نکلتی ہے۔ بڑے بڑے شہنشاہوں اولیاء کرام کے قدم چومنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

marfat.com

شاہدیوال میں حضرت فحمائیل علیہ السلام اور چاگانوالی میں حضرت مرطوش علیہ السلام کا مزار

ہزاروں سالہ قدیمی شاہراہ کے گردونواح کئی نوگزی قبریں ہیں۔

گجرات کے ایک محلہ چاہ بڈھے والا سے گزرنے والی قدیمی شاہرلہ بادشاہی سڑک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بادشاہی سڑک اپنے اندر ماضی کی کئی داستانیں لئے ہوئے آج بھی بادشاہوں کے نام سے منسوب ہے۔

یہ سڑک ادھووال کھیپڑانوالہ بھلروان کے قریب سے گزرتی ہوئی دلانوالہ روڈ سے جا ملتی ہے۔ اس سڑک کے قریب کئی نوگز لمبے مزار ہیں ان کے علاوہ چند اولیاء کرام کے آستانے بھی ہیں ادھووال کے قریب ڈنڈے مار محلہ میں ایک درویش ولی اللہ کا آستانہ ہے۔ جو حضرت شاہدولہ سرکار کے ہم عصر تھے۔ آپ کے نام کی وجہ سے یہ محلہ ڈنڈے مار کے نام سے مشہور ہے۔ ایک بات مشہور ہے کہ شاہدولہ سرکار کا عقیدت مند ایک بہت بڑا سفید پتھر جس پر آیت الکرسی کلام پاک کے کلمات درج تھے، بذریعہ بیل گاڑی گجرات لارہا تھا ان دنوں گجرات میں داخل ہونے کے لئے یہی سڑک ہوا کرتی تھی۔ آپ نے وضاحت چاہی تو بیل گاڑی کے مالک نے سارا ماجرہ بیان کیا آپ کی طبیعت جلال میں آگئی۔ اچانک ہوا میں ڈنڈے نمودار ہوتے چلتے ہوئے بیلوں کی ٹانگوں پر برسانے لگے بیل رک گئے جب بیل چلنے کی کوشش کرتے تو ڈنڈے برسنے لگتے بیل رک جاتے شاہدولہ سرکار کے حکم سے وہ پتھر آپ کو دے دیا گیا وہ بہت بڑا پتھر آپ کے روضہ مبارک پر نصب ہے جس پر قرآنی آیات کندہ ہیں۔ اس کرامت کی وجہ سے آپ ڈنڈے مار کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے روضہ کے جانب شمال جنوب ایک نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر چھت بھی ڈالی گئی ہے یہ نوگزی قبر ہزاروں سالہ قدیمی ہے اللہ کے نیک بندے حق کا پیغام دینے کے لئے یہاں آتے رہے۔ حق باطل کے معرکہ میں جنگ کرتے ہوئے اللہ کو پیارے ہوگئے۔

قریب ہی کھیپڑانوالہ میں حضرت پیر فضل شاہ رحمۃ اللہ کا آستانہ مبارک ہے۔ کھیپڑانوالہ اور بھلروان کے درمیان قبرستان میں پیر گجا کے نام سے ایک قدیمی مزار ہے مقامی آبادی اسے پیر گجا کے نام سے پکارتی ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے اور چھت بھی ہے۔ ادھووال ایک قدیمی بستی ہے یہاں قبرستان میں حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ کا آستانہ مبارک ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا سبز رنگ کا ایک عالی شان گنبد بھی ہے۔ مقامی آبادی کے علاوہ گردونواح کے لوگ عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ انہی آبادیوں کے قریب جی ٹی روڈ کے کنارے مشہور درویش حضرت سائیں راجے شاہ سرکار کا آستانہ مبارک ہے آپ مجذوب تھے آپ کو فیض سید ثابت شاہ رسول آف حافظ آباد سے ملا تھا آپ ہر وقت مجذوبی حالت میں نالہ بھمبر کے کنارے بیٹھے رہتے۔ مسلسل بیٹھے رہنے سے گھٹنے سینہ کے ساتھ چپک گئے تھے۔ آپ کے دو مشہور مریدین حضرت سائیں فتح محمد سرکار آف میونوال صاحب نزد بھاگووال کلاں اور سائیں گلو آف چک کمالہ بھی ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ ریلوے لائن پر ایک پھاٹک سائیں راجے

marfat.com

سرکار کے نام سے مشہور ہے ۔ ان اولیاء کرام کے آستانوں کے قریب ہی آبی گزرگاہ جو بھمبر نالہ کے نام سے مشہور ہے، یہ نالہ شمال کی جانب پہاڑوں سے نکلتا ہے اور گجرات کی حدود میں داخل ہوتا ہے اس نالہ کے کنارے کئی قدیمی بستیاں آباد ہیں اور آبادیاں ہیں ۔ کئی نالہ برد ہو کر دوبارہ آباد ہوئی ہیں ۔ نالہ بھمبر کے کنارے ایک چھوٹی سی بستی ہے جو چانگانوالی کے نام سے مشہور ہے ۔ یہ گاؤں نالہ بھمبر کے کنارے آباد ہے کئی بار نالہ کی لہروں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا پھر آباد ہوا۔ لیکن آج کل بند کی وجہ سے محفوظ ہے ۔ اس بند کے قریب ایک نوگزلمبا مزار ہے یہ مزار حضرت مرطوش علیہ السلام کا ہے ۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے ۔ پختہ تعمیر کیا گیا ہے چاردیواری بھی ہے مزار والی جگہ پر بڑے بڑے درختوں کا جھنڈ ہوا کرتا تھا ۔ پہلے یہ مزار پختہ نہیں تھا ۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 324 نمبر شمار 352 کے مطابق صاحب مزار کا نام مرطوش علیہ السلام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں ۔ نام کے ساتھ یہ نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ مزار چانگانوالی میں ہے ۔ چانگانوالی گجرات جانب مغرب دو کوس ہے ۔ حافظ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ جو کشف القبور کے علم میں دسترس رکھتے ہیں، انہوں نے آج سے سو سال قبل مزار پر حاضری دی اور مزار کی نشاندہی کر کے اسے تعمیر کروایا۔ بعد ازاں یہ مزار سائیں رحمت صاحب آف شہابدیوال نے ازسرنو تعمیر کرایا اور چانگانوالی کے محمد خان کو یہ فرائض سونپے کہ وہ مزار کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے ۔ راقم چند سال قبل سائیں رحمت صاحب کے پاس شہابدیوال میں حاضر ہوا ان دنوں وہ سخت بیمار تھے ۔ وہ میرے حاضر ہونے کا مطلب سمجھ گئے اور چانگانوالی میں مزار پر حاضر ہونے کا حکم دیا۔ ان کے حکم کے مطابق میں نے پہلی بار مزار پر حاضری دی۔

سائیں رحمت کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ عموماً مزاروں پر حاضری دیتے ۔ رات کو مزاروں بالخصوص نوگزی قبروں پر حاضری دیتے ۔ سخت سردی میں بھی وہ ایک کپڑا تن پر رکھتے ۔ سائیں رحمت نے جب چانگانوالی مزار کی تعمیر شروع کی تو چند افراد نے یقین نہ کیا۔ آپ نے انہیں بتایا کہ اس مقام سے مٹی کھود و دیکھنا چاہتے ہو تو دکھا دیتا ہوں وہ بار بار یہی کہتے تین تو مل گئے ہیں چوتھے کی تلاش میں ہوں ۔ جو مجھے مل گیا ہے تین سے مراد شہابدیوال میں نوگزہ مزار، دھول خورد میں نوگزہ مزار اور مہلو میں نوگزہ یہ تین مزار تو مل گئے ہیں آج چوتھا بھی مل گیا ہے ۔ چونکہ سائیں رحمت ایک درویش اور ولی تھے بار بار یہی کہتے مزار کا تقدس قائم کرو ۔ فیض پاؤ گے چنانچہ اہل دیہہ نے مل جل کر یہ مزار تعمیر کروادیا ہے ۔ اس علاقہ کے بزرگوں کا کہنا ہے کہ حضرت کرم الہی المعروف کانوانوالی سرکار بھی یہاں حاضری دیا کرتے تھے اور پہروں اس مزار پر بیٹھے رہتے تھے ۔ قبل ازیں مقامی آبادی صاحب مزار کو پیر جہاڑ کے نام سے پکارتی تھی ۔ مزار کی دیکھ بھال مرمت محمد خان کرتا ہے ۔ سائیں رحمت کے فرمان کے مطابق ہر سال ختم کی محفل بھی ہوتی ہے ۔ چانگانوالی کے قریب ایک گاؤں مہلو غربی کے نام سے مشہور ہے یہ بستی بھی نالہ کی طغیانی کی وجہ سے برد ہوئی پھر دوبارہ آباد ہوئی ۔ مہلو کے قبرستان میں بھی نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ چاردیواری کے علاوہ چھت بھی ہے مقامی آبادی نے اپنے طور پر اس مزار کا نام حضرت شاہ جیون رکھا ہے ان

marfat.com

مزارات کے قدیمی نام چونکہ عبرانی زبان میں ہیں جو مقامی آبادی کو معلوم نہیں جن دنوں ان کا ظہور ہوا اس دور میں تاریخ نام کی کوئی چیز نہ تھی صرف اہل علم اہل کشف ہی ان کی حقیقت سے واقف ہیں۔
ان بستیوں کے قریب ہی دھول خورد میں ایک نو گز لمبا مزار ہے یہ مزار بھی ہزاروں سالہ قدیمی شاہراہ دلانوالہ روڈ کے قریب ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری کے علاوہ مزار کے نصف حصہ پر چھت بھی ہے مقامی آبادی عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتی ہے۔ دھول خورد کے جانب مغرب مشہور گاؤں شاہدیوال ہے۔ یہ گاؤں میں قدیمی شاہراہ کے کنارے آباد ہے۔ شاہدیوال کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار ہے مزار پختہ تعمیر ہے جس کی لمبائی نو گز ہے۔ چار دیواری کے علاوہ نصف حصہ پر چھت بھی ہے۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 333 کے مطابق صاحب مزار کا نام فحمائیل ہے۔ نام کے ساتھ خلیفہ اور غازی کی علامت دی گئی ہے یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ شاہدیوال بہ مغرب از گجرات۔ اسی سڑک پر چک پنڈی کے جانب جنوب بھی نو گزی قبریں ہیں۔ رنیاں میں دو نو گزی قبریں ہیں۔ ٹبہ سیکروالی کے درمیان ساگروالا، چیچیاں کے قریب حضرت فینوس علیہ السلام کا مزار ہے۔ مزار کے جانب مغرب نہر کھودی گئی ہے۔ مزار کے مشرق کی جانب ایک بہت بڑا ٹبہ ہے جو کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ کسی بڑی بستی کے تباہ ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس مقام سے جانب شمال مغرب کئی بستیوں میں بھاؤ گھسیٹ پور منے وال میں بھی نو گزی قبریں ہیں۔ ساگر والا سیکروالی چیچیاں کے قریب صاحب مزار کا نام حضرت فینوس علیہ السلام ہے قلمی نسخہ کے اس صفحے پر جہاں یہ نام درج ہے یہ حاشیہ آرائی کی گئی ہے اسماء المرسلین کہ ہر یک اصحابی سلیمان علیہ السلام و غازی شدہ اند لیکن بعد انتقال حضرت سلیمان علیہ السلام مدت ہفت دہ سال در حرب عظیم در ملک ہند و افغانستان شہید شدند
حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد، ان کے خلفاء غازیوں کی برصغیر آمد کے شواہد ملتے ہیں۔ یہ خطہ چونکہ خشکی کے راستے مشرق وسطی اور سرزمین عرب سے ملا ہوا ہے، یہاں تجارتی رابطے بھی رہے۔ برصغیر دنیا کا قدیم ترین خطہ ہے۔ ایک ایک بستی اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوئے ہے۔ ان قدیمی بستیوں پر پیپل اور بوھڑ کے درختوں کی عمریں کئی ہزار سال بتائی جاتی ہیں۔ دریائے جہلم کو عبور کرتے ہی گجرات کی سرزمین پر داخل ہوتے ہی سرسبز میدانوں آبی گزرگاہیں آنے والوں کا استقبال کریں۔ یہاں کی خوشحالی ماضی میں دنیا بھر میں مشہور تھی۔ قدیمی بستیاں خوشحال تھیں

marfat.com

کھاریاں ڈنگہ روڈ کے قریب طاہر میں حضرت سلوانامؒ کا بائیس گز لمبا مزار
آپ حضرت یوسفؑ کی اولاد سے بیان کیے گئے ہیں

پرانی گزرگاہوں، ٹبوں، ٹیلوں کے قریب قدیمی روحانی مقامات کے بارے میں میری کئی تحریریں اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی ہیں۔ گجرات کے چند روحانی مقامات جو تحریر میں نہیں آ سکے بقول شاعر "جب چاہا در پہ بلا لیا" راقم موضع طاہر میں حضرت سلوانامؒ کے حضور حاضری کے لئے روانہ ہوا تو لالہ موسیٰ کے قریب موضع گاکھڑی کے بلند و بالا ٹبہ پر حضرت بابا شمشیرؒ نے طلب فرمایا۔ حضرت بابا شمشیر کا مزار بہت قدیمی ہے روضہ مغلیہ طرز تعمیر پر بنایا گیا ہے تاہم 1995ء میں دروازہ تعمیر کیا گیا عالی شان گنبد، پرانے بڑ کد پیپل کے درخت اسی بستی کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ مزار پر نقش و نگار بھی پرانے ہیں۔ ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں آپ بہت بڑے ولی اللہ ہو گزرے ہیں آپ کی ایک کرامت مشہور ہے۔ آپ کی بہن آپ کو کھانا دینے آئی کہ اچانک بارش آ گئی۔ بہن نے عرض کی گندم کھلے آسمان کے نیچے ہے بھیگ جائے گی۔ آپ نے فرمایا سب بستی میں بارش ہو گی لیکن تیری گندم خشک ہی رہے گی۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچی تو تمام گاؤں کی گلیاں پانی سے بھری تھیں لیکن اس کے گھر گندم کا ڈھیر خشک تھا۔ لالہ موسیٰ کے قریب ہی خانقاہ اشرفیہ میں حضرت پیر غلام قادرؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ کا روضہ شاندار انداز میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ سفید سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے۔ روحانیت کا مرکز سبز گنبد اپنی مثال آپ ہے۔ روضہ پر یہ تحریر سنگ مرمر کی تختی پر لکھی ہے۔

"مزار پر انوار عالم ربانی عارف حقانی فخر ملت اشرف المشائخ الحاج مولانا پیر غلام قادر چشتی نظامی اشرفی قلندر قلندری رضوی تاریخ وصال 25 اگست 1979ء" فارسی کی یہ عبارت ہے

زاہد حضرت مولوی زماں عاشق ذات صاحب لولاک
موت عالم چوں موت عالم ہست از مراقش جہاں شد غمناک
چوں شرافت فرساں رحلت جست
گفت ہاتف غلام قادر در پاک

آپ ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کی کئی کرامات اور ارادت مندوں میں مشہور ہیں حضرت سلوانامؒ کے روضہ پر حاضری سے پہلے موہری شریف میں ایک قدیمی نوگزے مزار پر حاضری ضرور تھی۔

یہ مزار موہری شریف کے قبرستان میں آستانہ عالیہ موہری شریف کے قریب ہے۔ مزار کی چار دیواری کے اندر ٹاہلی کے درخت ہیں۔ خواجہ محمد حفیظ الرحمن کے مطابق قبلہ صوفی نواب دینؒ نے یہاں کئی مرتبہ چلہ کشی کی مراقبہ کرتے رہے اس مزار سے فیض بھی ملا۔ موہری کے اس قبرستان میں یہ سب سے قدیمی مزار ہے کسی درویش ولی اللہ خدا کے نیک بندے کا نشان ہے موضع طاہر کھاریاں، ڈنگہ روڈ پر جاگو کے قریب ہے۔ یہ قدیمی بستی ہے شمال کی جانب چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آتی ہیں۔ قیاس کیا جاتا ہے یہاں بھی قدیمی شاہراہ تھی حضرت سلوانامؒ کا مزار گاؤں کے شمال کی جانب ہے۔ مزار ایک بلند ٹبہ پر ہے پورے ٹبے پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے جابجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ مزار کی لمبائی تقریباً بائیس گز ہے چھت بھی ہے مزار پختہ شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری کے علاوہ عالی شان گنبد بھی بنایا گیا ہے۔ مزار کی نشاندہی ایک صدی قبل کشف القبور کے ماہر بیکراں حافظ شمس الدینؒ نے کی تھی ان کی کتاب انوار

marfat.com

الشمس کے صفحہ نمبر 326 نمبر شمار 400 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت سلوانامؒ ہے آپ حضرت یوسف کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔

موضع طاہر ہزاروں سالہ قدیمی شاہراہ ڈنگہ کھاریاں روڈ کے قریب ہے۔ یہ سڑک دریائے جہلم کے پتن مونگ رسول سے شروع ہو کر دریائے چناب کے مشہور پتن بہلولپور سے ہوتی ہوئی سیالکوٹ لاہور ہندوستان کی طرف جاتی تھی اس پرانی گزرگاہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آبی گزرگاہیں ہیں۔ ان کے قریب پرانی بستیاں ہیں۔ ان ہی بستیوں کے قریب نوگزی قبریں ہیں۔ ان نوگزے مزارات کا سلسلہ ڈنگہ اور ملحقہ دیہات سے شروع ہو کر سیالکوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ ڈنگہ کے قرب و جوار دھلیاں شریف، چک جانی، چیلیانوالہ، بھاؤ گھسیٹ پور، منے پور، کھاریاں چھاؤنی، گلیانہ کے ارد گرد کئی نوگزے لمبے مزار ہیں۔ جن کی تفصیل راقم کی تحریر کردہ کتاب "گجرات تصاویر کے آئینے میں" آچکی ہے۔ حضرت سلوانامؒ کے مزار کے متولی سائیں شیر علی نے بتایا کہ وہ تین چار پشتوں سے مزار کے خادم چلے آرہے ہیں۔ یہ مزار ان کی نگرانی میں اہل دیہہ اور گردونواح کے دیہات کے افراد کے تعاون سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔ مقامی طور پر لوگ صاحب مزار کو بابا اصحاب نوگزہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ موضع طاہر کے گردونواح میں نونانوالی، چکوڑی، ملوانی لونگو، ناگڑیاں، دیدڑ، دھو، کولی، بہاوسام کے دیہات ہیں۔

میں نے مزار کے متولی سائیں شیر علی سے سوال کیا کہ صاحب مزار کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فوراً بتایا کہ حضرت سلوانامؒ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بندہ حقیقت تک پہنچ چکا ہے کیونکہ برصغیر میں جتنے بھی قدیمی لمبے مزارات ہیں ان کے نام میرے پاس محفوظ ہیں مقامی لوگوں نے ان کے بارے میں کئی روایات قائم کر رکھی ہیں۔ ماضی میں لمبی قبریں اللہ کے نیک اور برگزیدہ انسانوں کی تعمیر کی جاتی تھیں تاکہ آنے والے وقت میں ان کا تقدس بحال رہے اس دور میں گنبد اور مینارہ کا رواج نہیں تھا۔ گنبد مینار تعمیر کرنے کا رواج تقریباً دو ہزار سال کے لگ بھگ رائج ہوا۔ سائیں شیر علی نے بتایا کہ مزار کو تعمیر ہوئے تقریباً آٹھ نو سال ہو چکے ہیں۔ پہلے مزار چھوٹی اینٹوں سے تعمیر تھا۔ جدید تعمیرات کے وقت جب بنیادیں کھودی گئیں تو بنیادوں سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ، موتی اور دھات کے سکے برآمد ہوئے۔

راقم چونکہ پاکستان کے تمام نوگز لمبے مزارات پر حاضری دے چکا ہے یہاں سکون خاموشی روحانیت اور فیض کے چشمے جاری ہیں۔ یہی کیفیت میں حضرت سلوانامؒ کے مزار پر دیکھی ہے۔ سائیں شیر علی جو درویش قسم کا انسان ہے۔ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ جب مزار کی تعمیرات مکمل ہوئیں تو تعمیرات مکمل ہونے کی خوشی میں ایک رات قوالی کا اہتمام کیا گیا جب محفل عروج پر پہنچی کہ اچانک نور کا شعلہ بلند ہوا چھپڑ کے مینڈک، کچھوے حاضرین پر آگرے ہیبت ناک سماں میں تمام لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد کسی کو قوالی کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ سائیں شیر علی نے بتایا کہ مزار پر قوالی کی اجازت نہیں ہے۔ نوگزی قبروں پر قوالی کی قطعی اجازت نہیں۔

میں نے سائیں شیر علی سے سوال کیا کہ کیا آپ کو صاحب مزار کی زیارت بھی نصیب ہوئی ہے؟ سائیں شیر علی نے بڑے وثوق اور فخر سے بتایا کہ ایک بار خواب میں انبیاء کرام، اولیاء کرام کی محفل دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ محفل اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے مالا مال تھی۔ سائیں شیر علی کا خاندان چار پشتوں سے مزار کی دیکھ بھال کر رہا ہے اس کے بزرگ بھی نیک درویش قسم کے لوگ تھے۔ سادہ لباس پہنے موتیوں کی تسبیح گلے میں ڈالے عمر رسیدہ سائیں شیر علی نے بڑے خلوص کے ساتھ مجھے الوداع کہا میں نے سائیں شیر علی سے وعدہ کیا کہ سفید سنگ مرمر کی تختی پر حضرت سلوانامؒ کا نام اور مختصر سی تاریخ تحریر کروا کر عنقریب یہ سفید سنگ مرمر کی تختی روانہ کروں گا۔ جیسا کہ یہ تختیاں میں تمام نوگز لمبے مزارات پر نصب کروا رہا ہوں۔

marfat.com

کوٹلہ اربعلی خان جلالپور صوبتیاں قدیمی سڑک کے ارد گرد بلند بالا ٹبے ٹیلے اور تباہ شدہ بستیوں کی مختصر تاریخ

مردم خیز خطہ گجرات جو اولیاء کرام صوفیاء عظام فقیروں درویشوں زاہدوں عابدوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہاں بے شمار درویشوں فقیروں اور بزرگان دین کے مزارات ہیں۔ یہ خطہ اس لیے بھی قدیم ترین ہے اس علاقہ میں مختلف مقامات بالخصوص شمال مشرق اور شمال جنوب کی جانب لمبی لمبی قبروں کے نشان اس حقیقت کا پیش خیمہ ہیں۔ کہ قدیم زمانہ میں انسان کسی نہ کسی صورت یہاں آباد تھا۔ یہ مزارات مٹی کے ٹبوں ٹیلوں پر واقع ہیں۔ اور پانی کے ذخائر اور پیپل بوہڑ کے ہزاروں سالہ قدیمی درخت اور قرب و جوار میں پائے جانے والے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہاں انسان آباد تھے۔ گمراہ انسانوں کو ہدایت دینے کے لئے اللہ کے بندے بھی ضرور ان کے پاس آئے ہوں گے۔ ان قبروں کے جانب شمال دور دور تک پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ قدیم دور کا انسان پہاڑوں میں آباد ہو کر اپنے آپ کو محفوظ کرلیتا تھا۔ کھیتی باڑی اور مال مویشی کو لے کر میدانوں میں آنکلتا۔ کوٹلہ ارب علی خاں اور جلالپور صوبتیاں، گجرات کی بہت قدیمی بستیاں ہیں۔ ان بستیوں کے گردونواح بیشتر دیہات بلند و بالا ٹبوں ٹیلوں پر واقع ہیں ان دیہات کو اگر قدرے دور سے دیکھا جائے تو یہ دیہات کافی بلندی پر نظر آئیں گے۔ جلالپور صوبتیاں سے کئی سڑکیں نکلتی ہیں۔ جو دور افتادہ علاقوں کی طرف جاتی ہیں اس طرح کوٹلہ ارب علی خاں سے بھی کئی سڑکیں نکلتی ہیں ان میں سے ایک سڑک لنگریال روڈ جو گلیانہ کو ملاتی ہوئی ڈنگہ کلیانہ دولت نگر جلالپور جٹاں سے ہوتی ہوئی سوہدرہ اور ہیڈ مرالہ کو جا نکلتی ہے۔ ماضی میں سرزمین افغانستان عرب اور ہند و بھی سڑکیں ملاتی تھیں۔ کوٹلہ ہی سے ایک سڑک بھمبر آزاد کشمیر کو جا نکلتی ہے۔ جس کی ایک شاخ جموں و کشمیر وادی میرپور منگلا دینہ سے ہوتی ہوئی قدیمی شاہراہ قلعہ روہتاس کی طرف جا نکلتی ہے۔ کوٹلہ ہی سے ایک سڑک جلالپور صوبتیاں کو اس علاقہ سے ملاتی ہے۔ کڈرالی اور کوٹلہ ارب علی خان نالہ بھمبر اور نالہ بھنڈر کے قریب واقع ہیں۔ کڈرالی بہت قدیمی قصبہ ہے۔

کوٹلہ ہندی زبان کا لفظ جس کے معنی چھوٹا قلعہ کے ہیں۔ اس قصبہ کو ماضی میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ کوٹلہ سے نالہ بھمبر عبور کرتے ہی ایک سڑک آچھ گوچھ کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک پر ایک قدیمی قصبہ پنڈی تیلیاں واقع ہے۔ جس کے جانب مغرب ندی کے کنارے ایک روضہ مبارک ہے۔ جسے مقامی زبان میں پیر ٹاہلی والا کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس گاؤں کے جانب مشرق ایک بلند بالا ٹبہ پر کسی اللہ کے نیک بندے کا مزار ہے۔ یہ ٹبہ ٹیلہ مٹی کے برتنوں کے ٹکڑوں سے بھرا پڑا ہے۔ بلکہ اس ٹیلہ کے گردونواح دور دور تک زیر کاشت زمینوں میں تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ مٹی میں برتنوں کے ٹکڑے ہی ٹکڑے ہیں۔ دور تک نظر دوڑائی جائے تو مٹی کے ٹیلے نامعلوم تباہ حال بستیوں کے آثار ملتے ہیں۔ پنڈی تیلیاں کے قریب جانب شمال قدیمی قصبہ پنڈی آوانان ہے۔ جو

marfat.com

بلندی پر واقع ہے ۔ اس کے جانب شمال درختوں کے جھنڈ میں نوشاہی قادری سلسلہ کے خدا بخش مولوی صدر الدین کے مزارات ہیں رنمل شریف سرکار کا عزیز بھی اس قبرستان میں دفن ہے ۔ جانب شمال آچھ گوچھ کے دیہات زمین سے بلندی پر واقع ہیں۔ پنڈی آواناں کے جانب جنوب چار سو کنال رقبہ میں پھیلے ہوئے گھنے درختوں کی چھاؤں میں مقامی آبادی کے بقول حضرت بابا عبداللہ شیر شاہ غازی کا مزار ہے ۔ لیکن اہل کشف صاحب مزار کو پیغمبر کا درجہ دیتے ہیں۔ مقامی آبادی نے جو روایات سینہ در سینہ محفوظ کر رکھی ہیں۔ ان کے بقول صاحب مزار اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں۔ دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ دینی دنیاوی فیض بھی ملتا ہے ۔ درخت اتنے قدیم ہیں پھلاہی کے ایک پرانے درخت کے تنے میں پیپل کا درخت نشوونما پا رہا ہے ۔ دوسرے پھلاہی کے درخت میں بوہڑ کا درخت پرورش پا رہا ہے ۔ ایک راوی کے مطابق اللہ کے نیک بندوں کے آستانوں کی حفاظت جنات کرتے ہیں۔ کوئی درخت کاٹنے کی کوشش کرے اسے چوبیس گھنٹے کے اندر سزا مل جاتی ہے ۔ اس نے چند قصے بھی بیان کئے ۔ پنڈی آواناں کے قریب سدوال کلاں روہیری کے جنگل میں بھی اولیاء کرام کے مزارات ہیں ۔ جاگل ، کالس شریف ناگڑیاں میں اولیاء کرام کے مزارات ہیں ۔ قدیم درخت ٹیلے آبی گزرگاہیں اس علاقہ کے قدیم ہونے کی داعی ہیں۔

چاچوال کے اس جنگل بیابان میں ایک اونٹ کے مالک نے پوچھا کس چیز کی تلاش میں ہو میں نے بتایا لمبی قبر کی تلاش میں ہوں۔ اس نے اشارہ سے بتایا وہ سامنے لمبی قبر ہے ۔ اتنے میں محمد حسین بھی آپہنچا جس نے بتایا کہ وہ یہ مزار تعمیر کر رہا ہے ۔ اس کے بھائی نور حسین کو اشارہ ہوا تھا کب تک ہم بارش میں بھیگتے رہیں گے ۔ مزار تعمیر کرو محمد حسین نے بتایا کہ وہ قبر پختہ تعمیر کر رہے ہیں ، عنقریب یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ اس نے بتایا صاحب مزار کو ہم پیر مالک کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور پوری عقیدت کے ساتھ احترام کرتے ہیں۔ گردونواح کے افراد عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ ان لمبی قبروں کے آس پاس تباہ حال بستیوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ نمایاں چیز مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ہیں چاچوال سے واپسی پر جلالپور صوبتیاں روڈ پر واقعہ مشہور قصبہ ولداور پور پہنچے یہاں ایک ٹبہ نما ٹیلہ پر پختہ مزار ہے ۔ مزار کی چار دیواری پختہ تعمیر کی گئی ہے ۔ مقامی آبادی کے ایک شخص نے بتایا کہ ہم صاحب مزار کو بابا نذر شاہ ولی رحمتہ اللہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

حافظ شمس الدین گلیانوی رحمتہ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 326 نمبر شمار 410 کے مطابق ولداور پور میں مرسل جن کا نام آبی خلسا ہے ۔ یہ مزار نو گز لمبا ہے۔ حضرت شاہدولہ صاحب نے گھوڑا باندھنے کے لئے لکڑی کا

قلہ زمین میں لگایا تھا اس خشک لکڑی سے ایک شیشم کا درخت پھوٹ پڑا جو ایک تناور درخت بن گیا چار دیواری کے باہر ایک تختی نصب ہے ۔ جس پر یہ عبارت تحریر ہے کہ بیشک حضرت شاہدولہ صاحب نے یہاں کنواں بھی تعمیر کروایا تھا اور شاہدولہ صاحب اکثر بیشتر یہاں تشریف لاتے تھے ۔ اور اس قصبہ کو شاہدولہ نے آباد کیا ان کی نسبت سے قصبے کا نام دولہ پور رکھا گیا۔ جو بعد میں ولداور پور کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ آبادی کے افراد نے نشاندہی کی کہ ولداور پور کے برساتی نالہ کے پلہ جانب مشرق بھی اس سلسلہ کے مزار ہیں۔ ناہموار راستوں پگڈنڈیوں سے گزرتے ہوئے اس مزار پر حاضری دی جو کسی اہل نظر نے جنگل بیابان میں عالی شان طریقہ سے تعمیر کرایا ہے۔ مزار کے قریب ایک بہت بڑا

marfat.com

برگد کا درخت ہے۔ ہینڈ پمپ سے ٹھنڈا پانی بھی مل جاتا ہے۔ مزار کے جانب مغرب ایک حجرہ اور مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد میں چلہ کشی کرنے والوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ جن مقامات پر یہ لمبے مزارات پائے جاتے ہیں۔ ان مزارات کی تعداد پانچ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ دلاور پور سے جانب مشرق پرسووال کے قریب ایک سڑک گھریرہ کی طرف جاتی ہے۔ گھریرہ ایک بہت قدیمی قصبہ ہے جو بلندی پر واقع ہے۔ اس گاؤں کے چاروں طرف اولیاء کرام دفن ہیں۔ قبرستان میں صاحب مزار کو ٹبہ والی خانقاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہاں ایک اور بیٹھک ہے جو پختہ تعمیر ہے۔ اس گاؤں کے گوجر ہانڈو آنہ قبیلہ کے لوگ شاہدولہ کے مرید تھے۔ شاہدولہ صاحب اکثر اپنے ان مریدوں کے پاس آتے رہتے تھے۔

گھریرہ کے قبرستان سے پرانے سکے مٹی کے برتن ملتے ہیں۔ بالخصوص ان ٹبوں ٹیلوں سے مٹی کے کھلونے بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک بار قبر کی کھدائی کے دوران ایک برتن سے چھان قسم کی کوئی چیز ملی لیکن وہ ضائع ہو گئی۔ گھریرہ کے قریب برساتی نالہ کے قریب ایک مشہور قصبہ ملکی ہے جو تحصیل گجرات کا آخری گاؤں ہے۔ ملکی کے جانب شمال ایک وسیع و عریض درختوں کے ذیرہ میں بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں لا تعداد اولیاء کرام دفن ہیں۔ اور تقریباً 360 شہداء کی قبریں ہیں۔ گھنے درختوں کے اس جھنڈ میں ایک نوگز خانقاہ بھی ہے قریب مشرق مغرب کی جانب سے قریب ایک بہت بڑا چھپڑ ہے۔ ماضی میں بارش کے پانی کو اس چھپڑ میں ذخیرہ کرلیا جاتا تھا اس چھپڑ کے کنارے بڑے بڑے برگد اور پیپل کے درخت ہیں۔ جن کا حجم بہت پھیلا ہوا ہے ان درختوں میں ایک مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس پر سنگ مرمر کی تختی پر یہ عبارت تحریر ہے۔ بابا سنیل ولی تعمیر کردہ خاکسار لال خان ملکی سے جانب شمال درختوں کے جھنڈ میں دو اور لمبی قبریں ہیں۔ خاردار جھاڑیوں اور لمبے درختوں نے ان مزارات کا تقدس بحال کر رکھا ہے۔ ورنہ آج کے دور میں چند فٹ جگہ پر بھی قبضہ گروپ قابض ہو جاتے ہیں۔

حافظ شمس الدین گلیانوی نے شجرہ میں جو نام بتایا ہے صاحب مزار کا نام شاہان ہے۔ جو خلیفہ اور غازی ہو گزرے ہیں۔ برسات کے موسم میں جب موسم صاف ہو ملکی اعوان شریف کے مقام سے جانب شمال دیکھا جائے تو دور دور تک پہاڑوں کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ ان پہاڑوں سے گزرگاہیں بھی نظر آتی ہیں۔ ان دوروں کے مختلف نام ہیں کشمیر کے اس پہاڑی سلسلہ میں پہاڑوں کے کئی نام ہیں اس پہاڑی سلسلہ میں کئی قسم کی جنگلی بوٹیاں پائی جاتی ہیں اس کے بعد دوسرا پہاڑی سلسلہ نظر آتا ہے۔ تیسرے پہاڑی سلسلہ میں برف پوش پہاڑ نظر آتے ہیں۔ انسانی صحت کے لئے بیشتر جڑی بوٹیاں پہاڑی سلسلے میں پائی جاتی ہیں۔ اس پہاڑی سلسلہ کے ختم ہوتے ہی گجرات کی سرزمین اور علاقہ برنالہ چھمب منادر کی ہموار زمین اور میدانی علاقے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو اجناس کے پیداوار کے لحاظ سے سرفہرست رہا۔ شمال کی جانب پہاڑی سلسلے کی وجہ سے بیشتر ندی نالے ان پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ماضی میں اس علاقہ میں قدیم انسان کی آبادی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ قدیمی گزرگاہیں بھی اس علاقہ میں واقع تھیں۔ ماضی میں اس علاقہ میں بہنے والے نالوں میں سارا سال صاف اور شفاف پانی رواں رہتا۔ ان آبی گزرگاہوں کے کنارے [illegible] بستیوں کے آثار ملتے ہیں۔ پہاڑی سلسلہ کے ساتھ پوری پٹی میں قدیمی آبادیوں کے آثار ملتے ہیں۔

marfat.com

کڑیانوالہ کے قریب ہرڑ کا قدیمی ٹبہ اور مٹی کے پرانے برتنوں کے نام اور ان کا استعمال ۔ حضرت یوتانؒ کا مزار

تحصیل گجرات کے جانب شمال مشرق تقریباً پچیس کلومیٹر کے فاصلہ پر قدیمی قصبہ کڑیانوالہ ہے ۔ اس کے شمال کی جانب پہاڑوں سے نکلنے والی آبی گزرگاہ کے کنارے کئی قدیمی بستیاں ہیں ۔ جو اپنے دامن میں کئی داستانیں لئے کھڑی ہیں۔ ان آبی گزرگاہوں کے کنارے ٹبے ٹیلے اور برگد کے پرانے درخت ان تباہ شدہ بستیوں کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ یہ قدیمی بستیاں ٹبے ٹیلے ایک سمت میں ہیں ان کا رخ شمال مغرب مشرق جنوب کی جانب ہے ۔ اس پٹی میں قدیمی آبی گزرگاہیں ٹبے ٹیلے برگد پیپل کے درخت پائے جاتے ہیں ۔ ممکن ہے ماضی میں یہ کوئی گزرگاہ رہی ہو۔ اس علاقہ میں اجنالہ ، ہزارہ مغلاں ، ہرڑ مئے بنگرانوالہ ، سرہالی ، دھمتھل ، لائی پنڈی جسو سرائے ، کوٹلی کوہالہ ، قدیمی دیہات ہیں۔ ان کے قریب بلند بالا ٹبوں سے مٹی کے پرانے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ برگد پیپل کے درختوں کے علاوہ نوگز لمبے اور قدیمی مزارات بھی ہیں۔ ایسے ہی ٹبوں میں ایک ٹبہ موضع ہرڑ کا ہے ہرڑ کے جانب مشرق بنگرانوالہ کا قدیمی قصبہ ہے ۔ یہ قصبہ ایک قدیمی ٹبہ پر آباد ہے ۔ ہرڑ کے جانب جنوب مئے کا پرانی بستی ہے مغرب کی جانب ہزارہ مغلاں کا شہر ہے ۔ گاؤں کے جانب شمال تقریباً چار سو کنال رقبہ میں کسی شہر کے تباہ ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ یہاں نوگز لمبا قدیمی مزار ہے ۔ جانب شمال پہاڑی سلسلہ اور برف پوش پہاڑ نظر آتے ہیں۔ آزاد کشمیر کے قدیمی قصبے بوڑے جال بھوج پور ، دھوڑانوالہ ، بھی اس جانب ہیں۔

ہرڑ کے قریب مئے میں دو قدیمی مزار ہیں۔ ایک قبرستان کے قریب ہے ۔ پیپل کا بہت بڑا درخت ہے ۔ چار دیواری بھی ہے ۔ مزار کے شمال جانب یہ تحریر لکھی ہے ۔

بابا پیر پھلائیاں والے تین دربار والے یہ مزار سائیں رنگلا کی نشاندہی پر تعمیر کئے گئے ہیں۔ سائیں رنگلا ڈب کے قریب قدیمی نوگز لمبے مزار پر قیام پذیر ہے ۔ جنھوں نے برسوں کی محنت کے بعد اس مزار کو آباد کیا ۔ مئے میں ایک اور مزار ہے جو پیر گجا کے نام سے مشہور ہے ۔ اس مزار کے بارے میں اہل دیہہ نے کئی کرامات بیان کرتے ہیں ۔ یہاں سے درخت کاٹنے والے کو اچھا خاصہ صدمہ برداشت کرنا پڑا ۔ مئے سے تقریباً نصف کلومیٹر کے فاصلہ پر جانب شمال ہرڑ کا وہ قدیمی ٹبہ ہے جو کافی بلند ہے ۔ اس ٹبہ کے جانب مغرب سڑک اور گزرگاہ ہے ۔ ٹبہ کا یہ حصہ گر چکا ہے ۔ اس کی تہہ میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے تہہ در تہہ نظر آتے ہیں۔ یہاں کسی آبادی کے غرق ہونے کے نشان ملتے ہیں۔ یہ مٹی کے برتن ماضی میں انسانی زندگی کا ضروری حصہ تھے ۔ اشیاء خوردنی مشروبات مکھن دودھ دہی ، لسی گھی ، اچار ، مربہ ، اجناس مٹی کے ان برتنوں میں محفوظ کیا جاتا تھا۔ سونا چاندی نقدی بھی ان برتنوں میں محفوظ کی جاتی تھی ۔ مٹی کے حقے ۔ وضو کے لیے مٹی کے لوٹے بچوں کے کھلونے بیاہ شادی دیگر تقریبات میں پکائے جانے والے کھانے ان مٹی کے برتنوں میں تیار کئے جاتے ۔ کھانا بھی ان مٹی کے برتنوں میں تقسیم کیا جاتا ۔ چاول آٹا وغیرہ بھی ان مٹی کے برتنوں میں محفوظ کیا جاتا تھا۔ مقامی زبان میں مٹی کے ان برتنوں کے نام چھونا ، جس سے برتن ڈھانپے جاتے ہیں۔ پیالہ اس سے پانی پیا جاتا دوریہ پیالہ سے بڑے سائز کا برتن ہوتا ہے ۔ اس میں چند گلاس پانی لسی سما جاتی ہے ۔ کنال میں آٹا گوندھا جاتا یا چاول پکا کر محفوظ کئے جاتے آجکل دھات کا برتن

marfat.com

ب اس شکل میں تیار کیا گیا ہے۔ مٹکے یا مٹ یہ مٹی کا سب سے بڑا برتن ہوتا تھا۔ جس میں چاول دال گوشت وغیرہ پکایا جاتا تھا۔ بوقت ضرورت اس میں پینے کا پانی بھی محفوظ کر لیا جاتا۔ چٹوری یہ برتن گھڑا سے بڑا ہوتا اس کا منہ کشادہ ہوتا اس میں دہی جما کر لسی تیار کی جاتی۔ اس کا منہ اس لیے کشادہ رکھا جاتا ہے تاکہ دودھ دوہنے والی مدھانی آسانی سے سما سکے۔ گھڑا اس میں پینے کا پانی محفوظ کیا جاتا۔ گھڑا کے ذریعہ دور دراز سے پانی لایا جاتا تھا۔ قبر میں لحد کا منہ بھی گھڑا سے بند کیا جاتا تھا۔ پھجر اس برتن میں گرمیوں میں پانی ٹھنڈا رہتا۔ برف کی ضرورت نہ ہوتی۔ صحرائی۔ اس تنگ منہ والے برتن میں پینے کا پانی دوران سفر استعمال کیا جاتا تھا۔ ڈولہ یا دھونہ یہ برتن گھڑا سے چھوٹا ہوتا ہے جو دودھ دوہنے یا کھیتوں میں پانی لسی لے جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چھوٹے بچے آسانی سے اس برتن کو اٹھا لیتے ہیں۔ چھونہ۔ گھڑے چٹوری ہانڈی، مرتباں کے منہ ڈھانپنے کے کام آتا۔ کنالی اس میں آٹا گوندھا جاتا ہے۔ غمی خوشی کے موقع پر اس میں میٹھے اور نمکین چاول مہمانوں کو پیش کئے جاتے۔ دوری یہ مٹی کا برتن دوائیاں نمک مرچ مصالحہ جات پیسنے کے کام آتا ہے۔ سیل یہ مٹی سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس سے مرچ وغیرہ کی پیسائی کا کام لیا جاتا۔ ہانڈی میں سالن وغیرہ پکایا جاتا۔ کاڑنی۔ اس میں دو تین بھینسوں کا دودھ محفوظ کر کے گرم کیا جاتا تاکہ دہی مکھن گھی تیار ہو سکے۔ اس برتن میں دودھ ڈال کر اوپلوں کی دھیمی آگ دی جاتی شام تک دودھ پر بالائی آجاتی۔ بعد میں لسی جسے مقامی زبان میں جاغ کہتے ہیں۔ شامل کر دی جاتی صبح تک دہی تیار ہو جاتی۔ مدھانی کے ذریعے مکھن لسی علیحدہ کر لیے جاتے ہیں۔ بادیا۔ یہ برتن سالن کے لیے استعمال ہوتا۔ رکابی بطور پلیٹ استعمال کی جاتی۔ تھالی یہ رکابی سے بڑے سائز کا برتن ہوتا ہے۔ حقہ ٹوپی۔ اس میں تمباکو ڈال کر کش لگائے جاتے۔ پنجاب کی تہذیب میں حقہ سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ غمی خوشی کے وقت دیگر تقریب میں سب سے پہلے حقہ پیش کیا جاتا ہے۔ پنچایت میلہ برادری میں حقہ کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ چھاننی۔ مٹی کے اس برتن میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے۔ ابلی ہوئی اشیاء سے اسکے ذریعے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ لوٹا کوزہ واڑی پرانی مساجد جنازہ گاہ میں یہ برتن استعمال ہوتا۔ وضو طہارت کے لئے اس برتن کو استعمال کیا جاتا۔ ٹینڈ یہ برتن کنواں سے پانی نکالنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ مرتبان اچار مربہ، شہد، گنے کا رس دیگر مشروبات اس میں محفوظ کی جاتی ہیں۔ مٹی کے مربے

ان کے علاوہ پیالیاں ٹھوٹھیاں کوجیاں جو محرم کے موقع پر استعمال کی جاتی ہیں۔ بچوں کے کھلونے بھی مٹی سے تیار کئے جاتے۔ مٹی کی یہ تمام اشیاء کمہار تیار کرتے سرخ صاف چکنی مٹی ان برتنوں میں استعمال کی جاتی۔ گیلی مٹی سے چک پر یہ برتن تیار کئے جاتے۔ خشک ہونے پر برتنوں پر نقش بنا دیئے جاتے۔ بعد میں آوہ میں پکا کر فروخت کئے جاتے۔ یا جنس کے بدلے برتنوں کا تبادلہ کیا جاتا۔ ماضی میں انسانی زندگی میں ان مٹی کے برتنوں کا بہت عمل دخل رہا۔ آج کل یہ برتن دھات اور پلاسٹک سے تیار کئے جاتے ہیں۔ پرانے تباہ شدہ شہروں میں ٹبوں ٹیلوں میں مٹی کے ٹکڑوں کی تہہ در تہہ نظر آتی ہے۔ مٹی کے برتنوں کی یہ تہہ ہرڑ کے ٹبہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ ٹبہ کافی بلندی پر ہے اس ٹبہ پر کھڑے ہو کر دور دور تک انسانوں کی نقل حرکت دیکھی جا سکتی ہے۔ اس ٹبہ پر تین قدیمی مزار ہیں۔ ایک مغرب کی جانب دوسرا شرق کی جانب ہے۔ جو پختہ تعمیر کئے گئے ہیں۔ اور چار دیواری بھی ہے۔ ہرڑ سے جانب شمال مغرب ہزارہ مغلاں کے قریب درختوں کے جھنڈ میں ایک قدیمی مزار ہے۔ یہ بھی تقریباً 9 گز لمبا ہے۔ یہاں دو اور مزار ہیں۔ جن کا رخ مشرق اور مغرب کی جانب ہے۔ یہ بھی قدیمی مزار ہیں۔ مزار کے متولی فرمان نے بتایا ہم نے یہاں بہت کرامات دیکھی ہیں۔ دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

marfat.com

رات کے پچھلے پہر ٹبہ سے نور روشنی کا شعلہ بلند ہوتا دیکھا ہے۔ جو اس مزار کی جانب آتا ہے۔ یہ مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 328 نمبر شمار 466 کے مطابق ہڑ میں حضرت یوتان کا نام تحریر کیا گیا ہے۔ اس پٹی میں قدیمی مزارات کا سلسلہ دیکھا جا سکتا ہے۔ قیاس یہی ہے۔ ماضی میں یہاں بڑے بڑے شہر آباد تھے۔ جو کسی حادثہ کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔ ان کی نشانیاں باقی ہیں۔

===

دلاور پور میں حضرت آبی خلسا علیہ السلام

جکڑ میں حضرت یوحہ کا مزار

پبی ان پہاڑوں سے لے کر بھمبر جموں سیالکوٹ تک پہاڑی سلسلہ کے ساتھ ساتھ میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے چشمے اور آبی گزرگاہیں ہیں۔ پہاڑوں سے نکلنے والے یہ ندی نالے جب میدانی علاقوں میں قدیمی بستیوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ پہاڑی سلسلہ کے قریب میدانی علاقوں میں یہ قدیمی آبادیاں اپنے اندر کی تاریخی واقعات لیے ہوئے ہیں۔ کچھ بستیاں سلسلہ وہ میں آباد جگہ دوروں سے مس مٹی ہوئی ہیں جو اب تک آباد ہیں وہ بھی تاریخی واقعات سے خالی نہیں تباہ شدہ یہ بستیاں ہزاروں سالہ قدیمی ہیں ان ٹبوں میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے۔ چکیوں کے پاٹ بچوں کے مٹی کے کھلونے۔ ہاتھی کے دانت کے زیورات۔ موتی۔ وریوں کے ٹکڑے۔ پائے جاتے ہیں۔ ان بستیوں کے قریب پرانے راستے اور آبی گزرگاہوں کے نشان ملتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قدیمی بستی دلاور پور ہے دلاور پور کوٹلہ ارب علی خان اور جلالپور صوبتیاں کے درمیان قدیمی سڑک پر واقع ہے۔
دلاور پور سے دونوں جانب پانی کے ندی نالے بہتے ہیں۔ جن میں سارا سال پانی بہتا ہے جو شمال کی جانب پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ باغ سیر اور سماہنی شادی شہید کے پہاڑ بالکل قریب نظر آتے ہیں۔
دلاور پور کے ہسپتال کے قریب جانب شمال ایک قدیمی نالہ بہتا ہے جس کے گردونواح سرسبز کھیت ہیں خاردار جھاڑیوں نے نالہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے گھنے درختوں کے جھنڈ میں ایک قدیمی مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مقامی آبادی کے مطابق مزار کے سر کی جانب بہت بڑا درخت تھا۔ جو فروخت کر دیا گیا اور سید منظور شاہ آف جانگل نے مزار کو پختہ تعمیر کروایا ہے۔ مزار کے قریب ایک پختہ کنواں بھی ہے مزار کے جانب شمال ایک بلند بالا ٹبہ ہے یہ ٹبہ تقریباً دو سو کنال رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ پورے ٹبہ میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑوں کے علاوہ چکیوں کے پاٹ مٹی کے کھلونے موتی وغیرہ ملتے ہیں۔ ٹبہ سے برتن صحیح حالت میں ملتے ہیں۔ جب ٹبہ کو ہموار کر کے قابل کاشت بنایا گیا تو کئی پرانی اشیاء ٹوٹ گئیں۔ اس ٹبہ کو اب قابل کاشت بنا دیا گیا ہے مالکان نے مٹی کے برتن پرانی اینٹیں اکٹھی کر کے کھیتوں کے کناروں پر رکھی ہوئی ہیں راقم کو اس تاریخی قدیمی ٹبہ پر پہنچنے کے لئے خاردار جھاڑیوں جنگلی کیکروں کے نوک دار کانٹوں سے گزرنا پڑا بالخصوص مزار کے چاروں طرف درخت اور خاردار جھاڑیاں جنگلی گھاس اگا ہوا ہے۔ ہر طرف کانٹے بکھرے ہوئے پائے گئے۔ تاہم راقم اس مزار

marfat.com

تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۲۲۶ نمبر شمار ۲۱۰ کے مطابق صاحب مزار کا نام آبی خلسا ہے۔ نام کے اوپر لفظ مرسل تحریر ہے۔ نیچے دلاور پور لکھا ہے قریب ہی آبی گرزگاہ کے جانب مغرب ایک اور مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ مزار الیاس احمد آف جاگل نے پختہ تعمیر کروایا ہے۔ اسے خواب میں اشارہ ہوا چنانچہ الیاس احمد نے اشارہ پاکر مزار کو پختہ تعمیر کروا دیا ہے اور ختم نیاز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ دلاور پور کے قریب جاگل میں پیر برہان شاہ عرف پیر گجا کا قدیمی مزار ہے۔ جو چھپڑ والا مزار کے نام سے مشہور ہے۔ پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری بھی ہے عقیدت مند دور دور سے حاضری دیتے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے گھوڑے مزار پر رکھے ہوئے ہیں جو منت مراد پوری ہونے پر مزار پر چڑھائے جاتے ہیں۔ جاگل میں پیر حسین شاہ عرف جھنڈ شاہ کا مزار ہے۔ یہاں ہاڑ کی پہلی سوموار کو عرس منایا جاتا ہے۔

جاگل گاؤں کے وسط میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ موضع کالسن میں نوشاہی سلسلہ کا دربار ہے۔ جاگل کے جانب شمال روپیری میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جسے پیر گجا کے نام سے پکارتے ہیں۔ مزار پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے مقامی آبادی اس مزار سے بڑی عقیدت رکھتی ہے گاؤں کے جانب مغرب پیر مقبول شاہ کا دربار ہے ان کی علاقہ میں کئی کرامات مشہورہ ہیں

روپیری کے قریب جانب شمال بلند بالا ٹبہ پر ایک قدیمی بستی آچھ ہے۔ مشہور لوک فنکار عالم لوہار اسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آچھ قدیمی پرانے ٹبہ پر ہے آچھ کا قدیمی گاؤں تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور ہے اس ٹبہ پر براہمن آباد تھے۔ ہندو براہمن کا بہت احترام کرتے تھے۔ قدیمی گاؤں آچھ میں ہندو مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے جسکی وجہ سے مسلمان اسی ٹبہ پر آکر آباد ہو گئے۔ آچھ کے قریب گچھ۔ عموآنہ۔ بٹر۔ وچھوڑا۔ سرسالہ۔ پنڈی آواناں کی قدیمی بستیاں ہیں۔ اس علاقہ میں سدووال کلاں میں حضرت سائیں پیراں دتہ کا مزار ہے جو صوفی بزرگ ہو گزرے ہیں۔ کوٹلہ ارب علی خان کے قریب کئی تہذیبیں ابھرتی رہیں اور صفحہ ہستی سے مٹتی رہیں۔ جن کا ذکر کئی تحریروں میں آچکا ہے۔ لکرالی کے قریب ایک سبور کا قدیمی ٹبہ ہے یہ ٹبہ کافی [illegible] میں پھیلا ہوا ہے۔ سبور کا ٹبہ ایک چوک میں ہے یہاں ماضی میں چار سڑکیں جانب مشرق ٹاکریاں یوسف ساکہ جانب مغرب پیر غازی لادیاں گلیانہ کی طرف اور جانب شمال کوٹلہ بھمبر جانب جنوب گجرات کی طرف جاتی ہیں۔ ان سڑکوں پر آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ جواب بھی ہیں۔ جانب مشرق ساکہ سندوہا کا قدیمی ٹبہ ہے۔ مغرب کی جانب پیر غازی کے دو بڑے بڑے ٹبے ہیں یہاں کوئی بہت بڑا شہر تباہ ہوا تھا۔ جس کے آثار ملتے ہیں ٹبہ پر پیر گجا کا مزار ہے۔ یہ ٹبہ نالہ بھمبر کے مشرقی کنارے پر ہے۔ اس ٹبہ کے آثار دور دور تک دیکھے جاسکتے ہیں۔ ٹبہ کے قریب بزرگ درویش پیر غازی کا مزار ہے۔ پیر غازی کے گردونواح چند قدیمی بستیوں میں نوگز لمبے مزار ہیں۔ نالہ بھمبر کی وجہ سے یہ علاقہ آباد ہے۔ سبور چوک سے ایک سڑک مشہور قصبہ لادیاں کو جاتی ہے۔ میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر یہاں دفن ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے اور بہادری کا کارنامہ سرانجام دینے پر سب سے بڑا فوجی اعزاز نشان حیدر پایا۔ ان کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ لادیاں کے قریب مشہور قدیمی بستی جکڑ ہے۔ یہ گاؤں نالہ بھمبر کے کنارے آباد ہے۔ نالہ برد ہونے کی وجہ سے جانب مشرق از سرنو آباد کیا گیا۔ ایک قدیمی راستہ سندھ سے جکڑ سے ہوتا ہے گلیانہ کی طرف جاتا تھا۔ کوٹلی بجاڑ میں ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جکڑ کا قبرستان کئی ایکڑ میں ہے قبرستان کے قریب نالہ بھمبر کے جانب مشرق ایک ٹبہ پر کسی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ ٹبہ سے مٹی کے برتنوں

marfat.com

کے ٹکڑے موتی و چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ کھودائی کے دوران قدیمی آثار بھی ملتے ہیں۔

قصبہ کے جانب جنوب قبرستان کے مغرب کی سمت نالہ بھمبر کے قریب درختوں کے جھنڈ میں ایک قدیمی مزار ہے۔ مقامی روایت کے مطابق یہاں پیپل کا بہت بڑا درخت تھا پیپل کی جڑ سے میٹھا اور ذائقہ دار دودھ نکلتا تھا۔ دودھ سے ہر قسم کے بیمار کو شفا ملتی۔ جڑ کے قریب ایک چھوٹا سا حوض بنا رکھا تھا حوض سے حسب ضرورت دودھ استعمال کیا جاتا۔ جب یہ دودھ فروخت کرنے کی کوشش کی گئی تو جڑ سے دودھ آنا بند ہو گیا۔ اس مزار پر اب بیری کا بہت بڑا درخت ہے۔ بیری کے درخت نے مزار کے اوپر سایہ کر رکھا ہے۔ میٹھے اور خوش ذائقہ بیر کھانے کو ملتے ہیں۔ ہزاروں سالہ قدیمی مزارات پر بیریوں کے درخت پائے جاتے ہیں۔ راقم نے ضلع گجرات کے علاوہ ملک بھر کے بیشتر قدیمی مزارات پر حاضری دی ہے۔

بیشتر مزارات پر بیری کے درخت پائے گئے ہیں۔ بیر کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ پیغمبری پھل ہے یہ مزار پختہ تعمیر شدہ ہے چار دیواری بھی ہے مزار کے جانب مشرق مغرب پختہ تھڑے بھی ہیں حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۲۲۶ نمبر شمار ۴۹ کے مطابق صاحب مزار کا نام یوحنہ ہے نام کے اوپر اصحابی تحریر ہے۔ نام کے نیچے گاؤں جبر کا نام درج ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ صاحب مزار کس دور میں آئے ہیں اور کس پیغمبر کے اصحابی ہیں۔

مزار سے جانب مشرق ایک چار دیواری میں حضرت پیر مہندی شاہ صاحب کا مزار ہے۔ اور جانب مغرب حضرت پیر شمس الدین ہاشمی کا مزار ہے تاریخ وفات ۲ نومبر ۱۹۱۲ء درج ہے۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ بھر میں مشہور ہیں کہتے ہیں کہ آپ جس دیوار پر بیٹھتے تھے وہ دیوار چل پڑتی۔ دیوار جس راستہ سے گزری اس راستہ کے نشان اس دیوار کے راستہ کے آثار قبرستان کے چاروں طرف اب بھی دیکھنے کو ملتے ہیں

نالہ بھمبر کے کنارے یہ قدیمی بستیاں اپنے دامن میں کئی تاریخی واقعات سمیٹے ہوئے ہیں۔ راقم نے خود موقع پر جا کر تمام معلومات سے اس علاقہ کی تاریخ مرتب کی ہے۔

آزاد کشمیر کے گاؤں روحیلہ میں نو گز لمبا مزار

marfat.com

شہر گجرات سے

مختلف قصبوں کو جانے والی سڑکوں کے ارد گرد

نوگزے لمبے مزارات

کی تفصیل

marfat.com

نو گز لمبے مزارات

ٹبے ٹیلے، آبی گذرگاہیں

اور

قدیمی شاہراہیں

marfat.com

گجرات سے نورا مڈیالہ روڈ کے دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

معین الدین پور کے قریب نو گز لمبا مزار ہے۔ ، لمبوڑ، نو گز لمبا مزار دریا برد ہو چکا ہے صاحب مزار کا نام حضرت ناتنؒ ہے۔ پنڈی لوہاراں میں حضرت صمصامؒ کا نو گز لمبا مزار ہے۔ میانی پنڈی میں حضرت ملکا نامؒ حضرت شمدا روسؒ کے دو نو گز لمبے مزار جو دریا برد ہو چکے ہے سوہل خورد میں حضرت مُرطوشؒ کا نو گز لمبا مزار سوہل کلاں میں حضرت بقیانوس کا نو گز لمبا مزار جیو نجل میں نعما طوشؒ کا مزار ہے۔ اسی سڑک پر جو دریائے چناب کے کنارے اختتام پذیر ہوتی ہے قدیمی مزار ہے۔

marfat.com

گجرات سے جلالپور ٹانڈہ بڑیلہ شریف روڈ پر دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

بھاگووال کلاں کے قریب ریحان میں حضرت صفدانؑ کا نو گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر کیا گیا یہاں چار اور نو گز لمبے مزار ہیں۔ ان کے نام حضرت سر سیاؑ حضرت ھر سیاؑ حضرت ساساھامؑ حضرت شمسائیلؑ جو حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ چک بھولا میں نو گز لمبا مزار ہے صاحب مزار کا نام سلمانؑ ہے۔ پوربا میں 9 گز لمبا مزار بھرچھ میں قدیمی مزار ہے۔ بڑیلہ شریف نام حضرت قنبیط علیہ السلام کا 70 گز لمبا مزار سفید سنگ مرمر سے تعمیر شدہ۔ بھلڑ میں نو گز لمبا مزار ہے۔ جلالپور جٹاں میں حضرت فیمانؑ کا نو گز لمبا مزار ہے۔ جلالپور جٹاں اور لکھنوال کے درمیان نو گز لمبا مزار ہے۔ جیدپور میں حضرت ساسانوشؑ کا نو گز لمبا مزار ہے۔ بڑیلہ شریف کے قریب بھسہ کے راستہ میں نو گز لمبا مزار میونوال از بھاگووال بابا بخت جمال کا 9 گز لمبا پختہ مزار ہے۔ موٹا کے قریب دوسرا نو گز لمبا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جلالپور جٹاں کے قریب عدالت گڑھ میں حضرت انوشؑ کا مزار جو دریا برد ہو چکا ہے۔ موٹا میں حضرت مرطوش علیہ السلام کا عالی شان مزار ہے

marfat.com

گجرات سے ہیڈ مرالہ روڈ پر قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

بھاگوول کے قریب پیر ہرا ایک قدیمی مزار ہے۔ گجگراں میں موسی حجازیؒ

کا 9 گز لمبا مزار ہے۔ شیخ چوگانی حضرت طانوخ علیہ السلام کا 22 گز حضرت افنونؒ

کا 9 گز لمبا مزار ہے۔ ماڑی کھوکھراںؒ کے ٹبہ پر دو نو گزے مزار ہیں۔

ہیڈ مرالہ بہلول پور کوری روڈ سے نجان تک قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

پانی پت کے میدان سے انسانی چیخوں کی آوازیں آتی ہیں پانی پت کا میدان جہاں ہندوستان

کی قسمت کے فیصلے ہوتے رہے ساڑھے تین سو مساجد کا شہر پانی پت حضرت شرف الدین

بو علی شاہ قلندر کا آستانہ مبارک، پانی پت میں ابراہیم لودھی کا مزار پانی پت کا قلعہ جہاں

کوروں پانڈوں کے درمیان جنگ ہوئی تفصیل اولیاء

ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

بہلول پور میں حضرت ہمزہ نوش کا نو گز لمبا پختہ مزار کے علاوہ یہاں دو اور نو گز لمبے مزار بھی ہیں۔ کوری شریف کے ٹبہ پر دو نو گز لمبے مزار جو پختہ تعمیر کئے گئے ہیں صاحب مزار کا نام حضرت بلوانؑ ہے۔ رنگڑہ میں دو نو گز لمبے مزار ہیں ایک مزار میں صاحب مزار کا نام بوریا ہے۔ برملہ میں دو نو گز لمبے مزار ہیں۔ ڈب میں نو گز مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ ڈب کے ٹبہ پر تیسرا نو گز لمبا مزار ہے۔ ڈب کے وسط میں دوسرا نو گز لمبا مزار ہے۔ ڈالہ میں حضرت سموائیل کا نو گز لمبا پختہ مزار ہے۔ بنی رنگڑہ میں حضرت منظوشؑ کا سو فٹ لمبا مزار ہے۔ رنگڑہ کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار۔ برملہ کے ٹبہ پر 9 گز لمبا مزار۔ کوٹلی پرماند میں نو گز لمبا مزار ہے۔ نجان میں حضرت فینوشؑ کا نو گز لمبا مزار جو حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان دیہات کو ٹانڈہ اور برٹیلہ شریف آزاد کشمیر کے قصبہ مناور سے بھی لنک راستے جاتے ہیں۔ یہ تمام دیہات دریائے چناب اور دریائے توی کے مغربی کنارے پر ہیں مشرقی کنارے سے سیالکوٹ کشمیر کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ اس قدرتی تقسیم کی وجہ سے دریا کے کنارے بڑی بڑی بستیاں آباد تھیں یہاں حق اور باطل کے معرکے ہوئے۔ بڑے بڑے ٹبے ٹیلے تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملتے ہیں

marfat.com

جلالپور جٹاں سے کڑیانوالہ روڈ کے گردونواح قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

بھراج کے قبرستان 9 گز لمبا مزار۔ کوٹلی کوہالہ کے ٹبہ پر 9 گز لمبا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جھمٹ میں حضرت بر برخ کا نو گز لمبا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ سریالی کلاں میں نو گز لمبا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ فتالیاں میں نو گز لمبا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ صاحب مزار کا نام حضرت شمعونؑ ہے۔ ھمتھل کے ٹبہ پر نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام یُوشہ بن نون ہے دوسرا مزار ٹبہ کے قریب ہے۔ ہزارہ مغلاں کے قریب حضرت سید موسی ولی کا نو گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ بھون ہزاری میں نو گز لمبا مزار پھانبڑہ میں نو گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ کڑیانوالہ کے قریب لوسر میں دو نو گز لمبے مزار جو پختہ تعمیر شدہ ہیں جنڈ پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ میراں چک میں نو گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ دھدرا شرقی میں نو گز لمبا مزار ٹبی میں 22 گز لمبا مزار۔ کڑیانوالہ کے قریب مہلو میں دو نو گز لمبے مزار ہیں۔ جسو سرائے نزد چک کمالہ حضرت نعماطوس کا 22 گز لمبا مزار ہے۔ پنڈی کے قریب ٹبہ پر نو گز لمبا مزار ہے۔

marfat.com

گجرات سے جلالپور صوبتیاں اجنالہ اعوان شریف روڈ پر قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

چیچیاں شمس نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام مرعانؑ ہے۔ فتح پور کے قریب چوہدووال میں حضرت عطارؒ کا نو گز لمبا مزار۔ ملکی اور اعوان شریف 9 نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام شاہانؑ ہے۔ جلالپور صوبتیاں میں حضرت صفدالؑ کا نو گز لمبا مزار ان کے علاوہ تین اور نو گز لمبے مزار ہیں صاحب مزارات کے نام فیمانؑ اور حضرت روبائیل ہیں۔ اجنالہ گھریرہ کے راستہ میں نو گز لمبا مزار ہے۔ اعوان شریف کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار ہے۔ اجنالہ کے جنگل میں نو گز لمبا مزار ہے۔ اعوان شریف کے قریب موضع مل حضرت حمیال الدین المعروف پیر لنگر کا نو گز لمبا مزار ہے۔ صاحب مزار حضرت ہلدونؑ کی اولاد سے بیان کیے گئے ہیں۔ جلالپور صوبتیاں کے قریب بھنبیڑہ میں نو گز لمبا مزار ہے۔

marfat.com

گجرات سے کوٹلہ بھمبر براستہ دولت نگر سڑک کے دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

ملک پور چاہڑہ، ملھو کھوکھر، بھٹیاں، جاجووال میں نو گز لمبے مزار ہیں، برسہ مہیساں میں بھی نو گز لمبے مزار ہیں دولت نگر میں صاحب مزار کا نام شمدار روس ہے مزار پختہ تعمیر شدہ ہے۔ کیرانوالہ میں حضرت طرطوشؑ کا مزار ہے۔ سات سو کنال رقبہ ہے۔ قریب ٹبہ ہے تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں مزار کی لمبائی 22 گز ہے پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ میرپور نزد نھٹر بزرگ وال۔ یوسف ہمرالہ بگکرالی۔ کوٹلہ ارب علی خان۔ مراڑیاں۔ گوٹریالہ میں نو گز لمبے مزار ہیں۔ ککرالی میں پانچ قدیمی مزار ہیں انکے نام۔ حاوانامؑ۔ لاویؑ طرطوشؑ، ثبتؑ موسیٰؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔

marfat.com

جلالپور صوبتیاں کوٹلہ ارب علی خان روڈپر قدیمی دیہات میں نوگز لمبے مزارات کی تفصیل

****

جلالپور صوبتیاں میں نوگز لمبا مزار

دلاور پور میں نوگز لمبا مزار صاحب مزار کا نام ابی خلسا ہے ۔ پرسووال میں نوگز لبا مزار چاچووال میں نوگز لمبا مزار پختہ تعمیر شدہ ہے ۔ پنڈی اواناں پنڈی تیلیاں میں قدیمی مزارات ہیں۔ مزار بہت بڑے درختوں کے جھنڈ میں ہیں

marfat.com

کوٹلہ ارب علی خان سے گلیانہ کھاریاں روڈ کے گردونواح میں قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

کوٹلہ ارب علی خان کے قریب چک کالا کے نزد نو گز لمبا مزار۔ لنگڑیال کے قریب بنگیال میں نو گز لمبا مزار پختہ تعمیر ہے صاحب مزار کا نام حضرت ھاسلوار ؒ ہے۔ ٹبی کسانہ میں نو گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ گلیانہ کے قریب بیگا میں نو گز لمبا مزار۔ گلیانہ کے قریب چک لشکری میں حضرت مہلائیل ؑ کا نو گز لمبا مزار گلیانہ کے قریب ٹینڈالی میں حضرت شمداروش کا نو گز لمبا مزار ہے۔ گلیانہ کے قریب کوٹلی بجاڑ میں نو گز لمبا مزار ہے۔ جنڈ شریف میں بھی نو گز لمبا مزار ہے۔ گلیانہ کے قریب گول مسجد کے نزدیک 9 گز لمبا مزار ہے۔ گلیانہ کے قریب جانٹلہ میں 22 گز لمبا مزار قریب بہت بڑا ٹبہ بھی ہے۔ قلعہ نما شہر کی تباہی کے آثار ملتے ہیں۔

marfat.com

کھاریاں سے ڈنگہ ہیڈ رسول روڈ پر قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

کھاریاں چھاؤنی میں تین نو گز لمبے مزار ہیں کھاریاں چھاؤنی پیر اصحاب کا نو گز لمبا مزار ہے ۔ کھاریاں کے قریب ہی کی پہاڑیوں میں بنی بڑیلہ میں 70 گز لمبا مزار۔ طاہر میں حضرت سلوانام کا 22 گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ امرہ کلاں میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام حضرت ملک بردائؒ ہے ۔ امرہ خورد میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام ملک رخیمؒ ہے ۔ ڈھلیان شریف میں نو گز لمبا مزار ہے۔ منے والی میں نو گز لمبا مزار ہے۔ صاحب مزار کا نام حضرت سانیالؒ ہے ۔ بھاو گھیسٹ پور میں حضرت شمعون گا نو گز لمبا مزار ہے۔ چک جانی میں حضرت بخشان کا نو گز لمبا مزار۔ چیلیانوالہ کے قریب ڈھوک جوڑی میں دو نو گز لمبے مزار ہیں۔ ڈنگہ کے قریب چاڑانوالہ روڈ کے قریب چاڑانوالہ میں نو گز لمبا مزار ہے۔ چیلیانوالہ میں صاحب مزار کا نام حضرت حسلانؒ ہے۔

marfat.com

گجرات سے دلانوالہ ڈنگہ روڈ کے قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

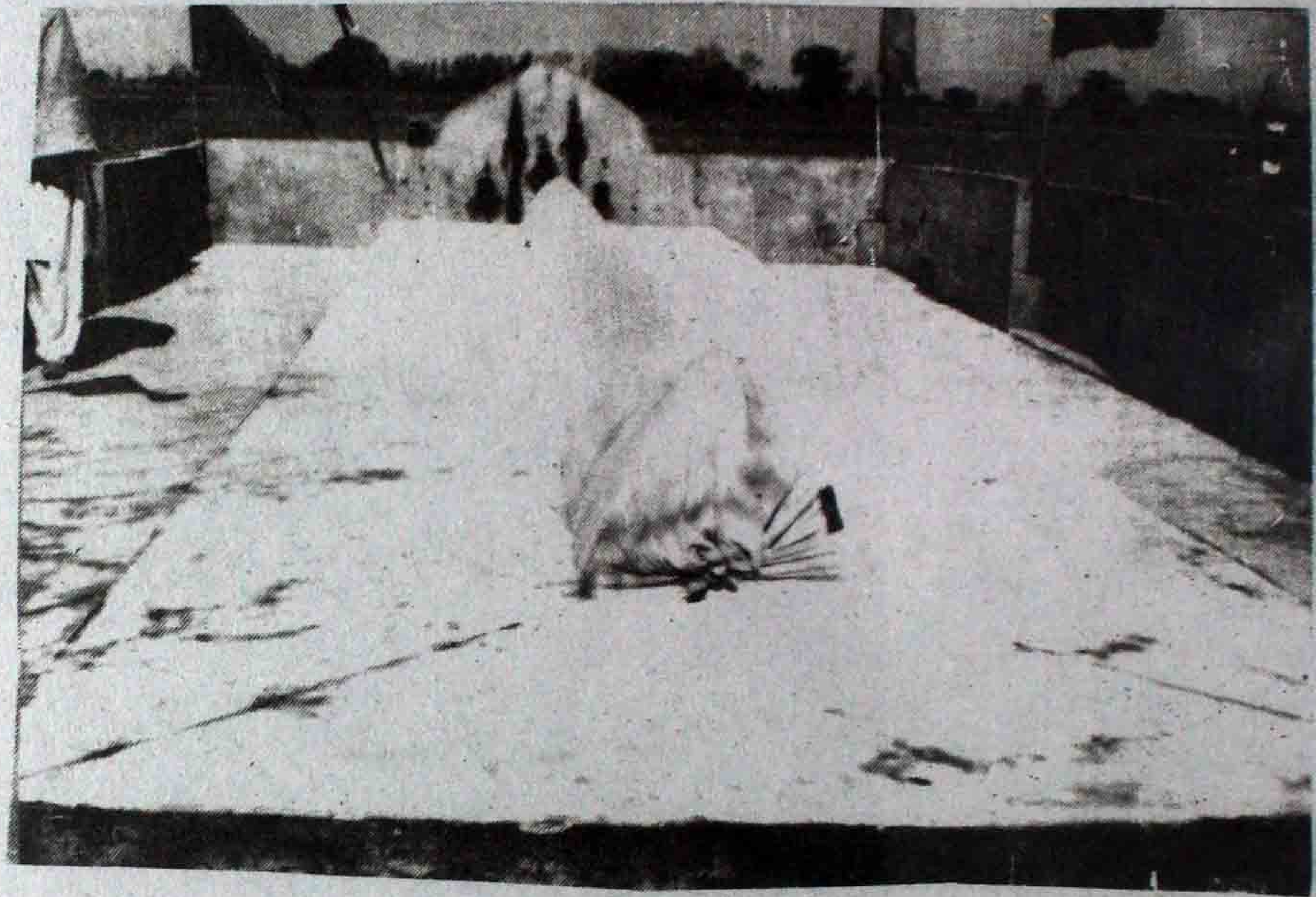

ادھوال نو گز لمبا مزار ہے۔ چاگانوالی میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام

حضرت مرطوش ؑ ہے۔ مہلو میں نو گز لمبا مزار ہے۔ شہابدیوال میں نو گز لمبا

مزار صاحب مزار کا نام فحمائیل ؑ ہے۔ ریناں میں دو نو گز لمبے مزار ہیں۔

سیکروالی کے قریب نہر کے نزدیک نو گز لمبا مزار ہے۔ صاحب مزار کا نام

حضرت فینوس ؑ ہے جو حضرت موسیٰ ؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں

marfat.com

گجرات سے لالہ موسی براستہ جھنڈے والی گلیانہ روڈ کے دیہات میں قدیمی نو گز لمبے مزارات کی تفصیل

****

جٹو کل نزد ٹبی مرلاں میں نو گز لمبا مزار چک مرتضے میں نو گز لمبا مزار ہے۔ بھاناں والی میں نو گز لمبا مزار ہے۔ کوٹلہ قاسم میں حضرت بطاش نوشؒ کا نو گز لمبا مزار ہے۔ قریب بہت بڑا ٹبہ بھی ہے۔ چیچیاں باغانوالہ کے درمیان 9 گز لمبا مزار ہے۔ لالہ موسی کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار ہے۔ بوریانوالی نزد جنڈانوالہ میں نو گز لمبا مزار ہے۔ جھنڈے والی میں حضرت مہلائیلؒ کا نو گز لمبا مزار ہے۔ جو حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ باغانوالہ میں نو گز لمبا مزار ہے۔ باہر و وال میں حضرت بطاسا نوشؒ کا نو گز لمبا مزار ہے۔ ارصھوال میں بھی نو گز لمبا مزار ہے

marfat.com

کنجاہ کے گردونواح قدیمی دیہات میں نو گز لمبے مزارات

****

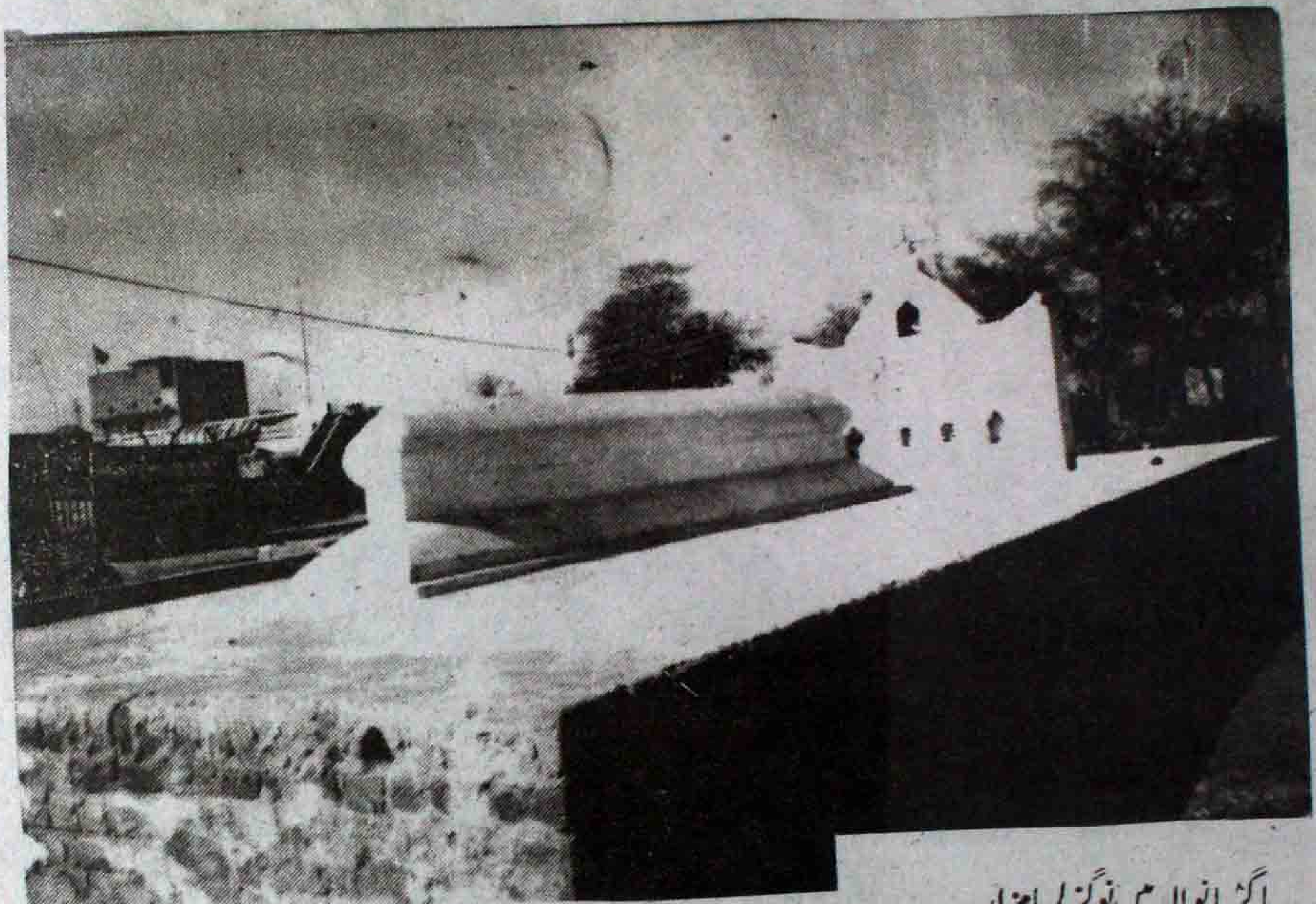

باگڑیانوالہ میں نوگز لمبا مزار

کنجاہ میں پیر سبز غازی کا نو گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔ ناگریاں والا میں 9 گز لمبا مزار ہے ۔ صاحب مزار کا نام حضرت ساول حام ہے باگڑیانوالہ میں حضرت جعلاطوس کا نو گز لمبا مزار ۔ نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام ملک بلغار ہے ۔ پٹیالہ سائیاں در دیہہ نو گز لمبا مزار ۔ صاحب مزار کا نام ایوش ہے ۔

marfat.com

منڈی بہاؤالدین کے ضلع میں نو گز لمبا مزار

****

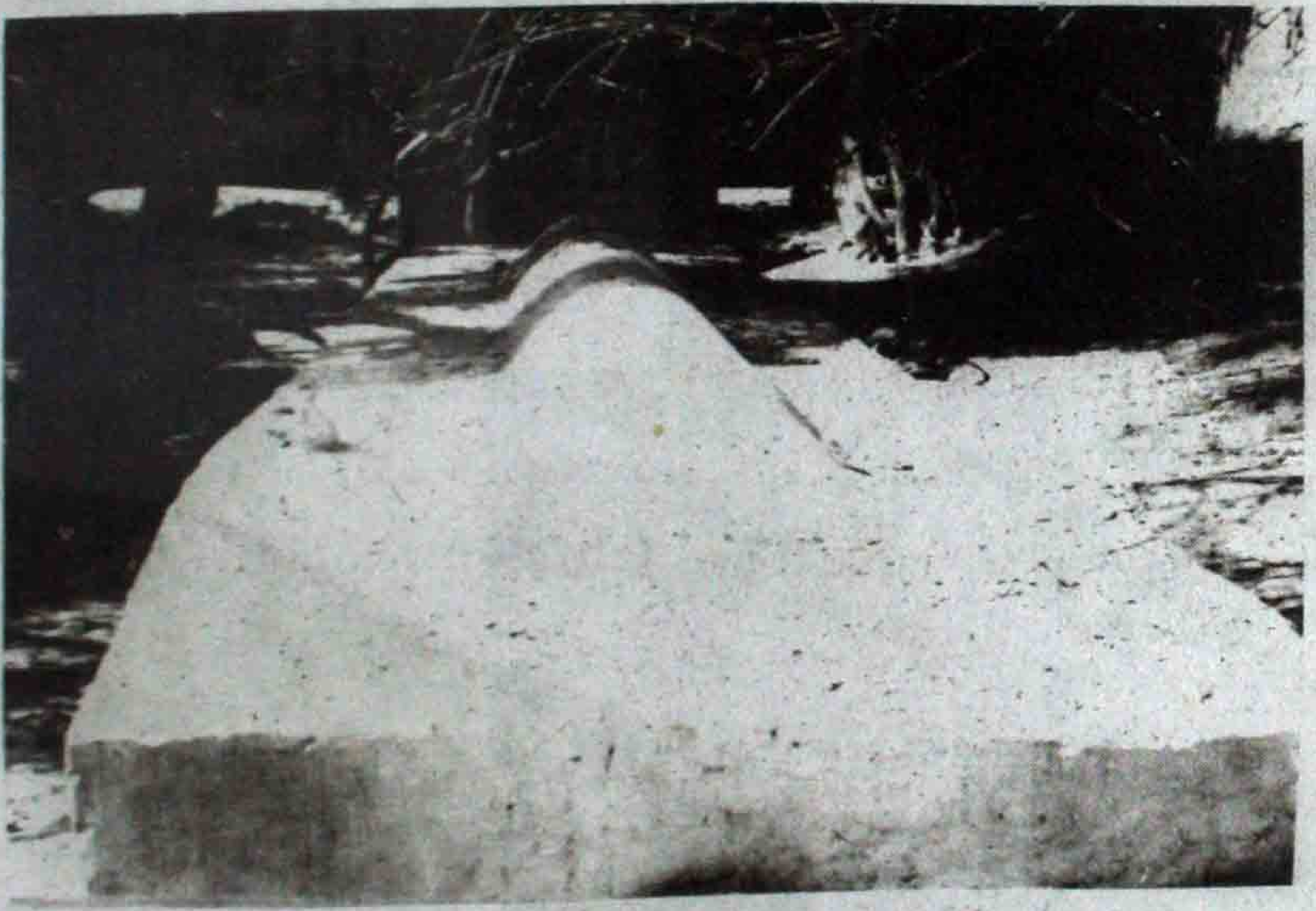

ضلع منڈی بہاؤالدین میں کھٹالہ سیداں میں نو گز لمبا مزار

لسوڑی والا نزد پاہڑیانوالی میں حضرت مقناطیس ؒ المعروف شاہ مسکین کا 22 گز لمبا مزار۔ مانو چک کے قریب ہیلاں روڈ پر سرلے میں نو گز لمبا مزار۔ قادر آباد میں نو گز لمبا مزار ہے۔ میانوال رانجھا میں پانچ نو گز لمبی قدیمی قبریں ہیں۔ بھکھی شریف کے قریب 9 گز لمبا مزار ہے۔ قریب ایک ٹبہ جہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔

marfat.com

بے چراغ اور دریا برد ہونے والے دیہات

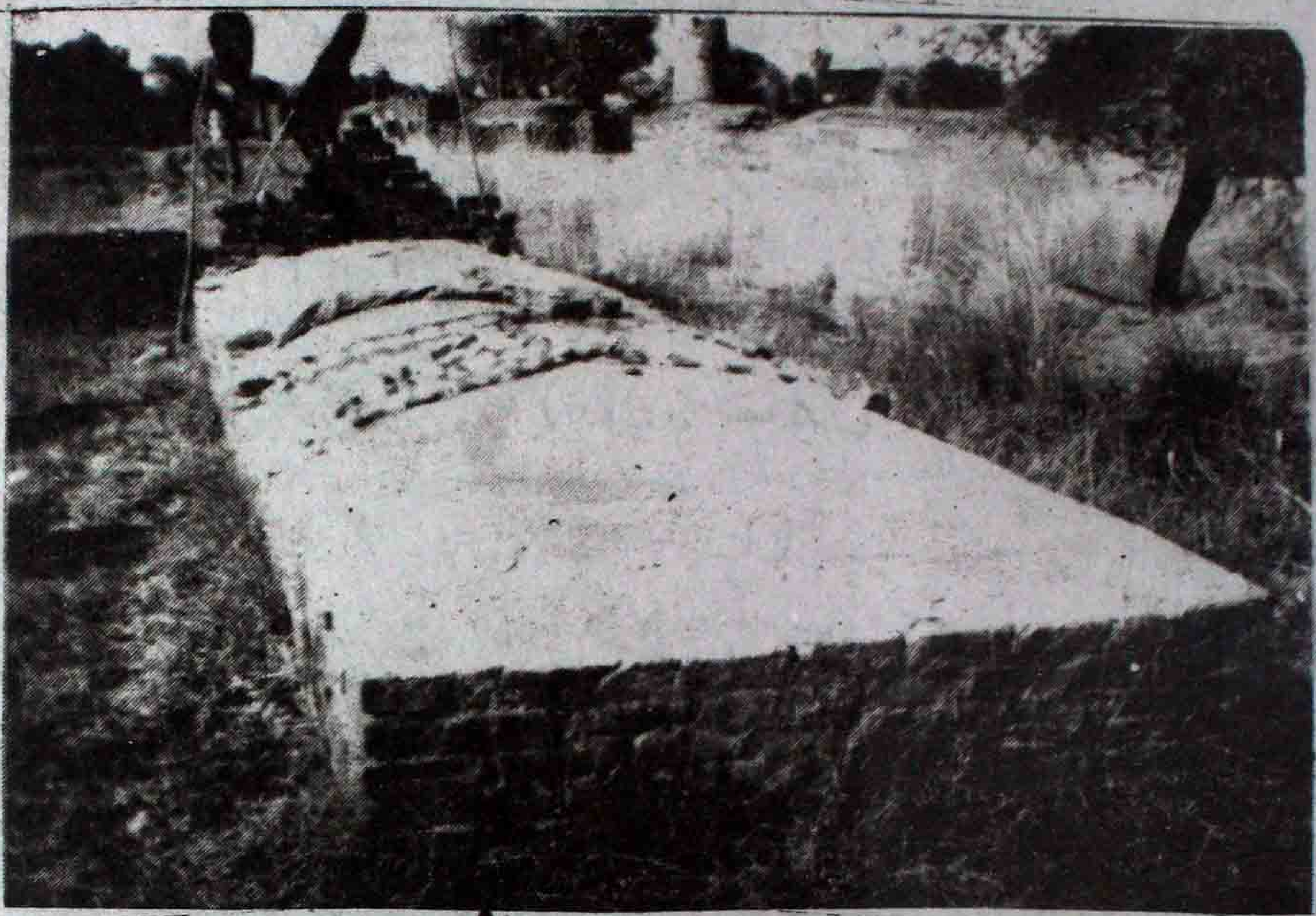

نصیر پور

دریائے توی کے قریب راج پور گڑھی چک کندو بے چراغ دیہات ہیں۔
مندرجہ ذیل دیہات دریائے چناب کے کٹاو کی وجہ سے دریا برد ہو چکے ہیں
شیخ چوگانی ۔ جم ۔ نت شرقی۔ ڈھول ۔ چوپالہ۔ تر گڑی ۔ نانوں وال ۔
پٹیڑی ۔ لِلہ ۔ عدالت گڑھ ۔ نوشہرہ مغلاں ۔ نوشہرہ خواجگان۔ خاصہ ۔
مھنیوال ۔ عمر وال۔ پنسیار ۔ چک نبی پور ۔ شہباز پور ۔ لالو کے
کاں مولاں ۔ منڈیالہ ۔ میانی پنڈی ۔ لمبھوڑ۔ شیخ پور ۔ نت ۔ کالیکی ۔
تارا گڑھ۔ پرانا ککرالی ۔ نالہ بھنڈر کے کٹاؤ سے برد ہوا۔ پرانا مہلو نالہ
بھمبر کے کٹاؤ سے برد ہوا۔ سنگرانہ نالہ کرڈیانوالہ کے کٹاؤ سے برد ہو

marfat.com

مُناور آزاد کشمیر کے علاوہ گجرات میں مسمار اور دریا برد ہونے والے قدیمی نوگزلمبے مزارات

ملک برھماؒ (برمان) اولاد حضرت سلیمانؑ مناور سے ۸ کوس مشرق گاؤں ودن بر لب دریائی توی (کشمیر) (مناور بہت بڑی سلطنت تھی) دریا توی کے کٹاؤ سے دریا برد ہوا

حضرت ناموسؑ اولاد حضرت موسیٰ ؑنگیال نزد مناور کشمیر۔

حضرت انوشؑ اولاد حضرت داؤد۔ عدالت گڑھ ٹبہ پر۔ عدالت گڑھ بہت بڑا شہر تھا۔ دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے دریا برد ہو چکا ہے

۔

حضرت ناتنؑ۔ لمبھوڑ۔ دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے دریا برد ہوچکا ہے۔ حضرت ملکا نامؑ ملک شمدا روشؑ۔ میانی پنڈی۔ دریا برد۔ حضرت طینوشؑ حضرت شاھشلوارؑ حضرت شمدا روسؑ شیخ چوگانی۔ دریا برد۔ دریائے۔ چناب کے کنارے شیخ چوگانی ماضی میں بہت برا شہر تھا۔ حضرت شمعونؑ کوٹ امیر حسین مسمار کردیا گیا۔ حضرت ساسا نوش جید پور مسمار کردیا گیا۔ ماضی میں گجرات میں بہنے والی آبی گذر گاہوں میں سارا سال پانی رواں رہتا تھا

marfat.com

راقم نے قدیمی نوگزلمبے مزارات پر سنگ مرمر کی تختیاں نصب کر دی ہیں جن پر صاحب مزار کی مختصر تاریخ درج ہے

گجرات کے علاوہ برصغیر میں نوگزلمبے مزارات کافی تعداد میں ہیں۔ بالخصوص گجرات سیالکوٹ اور آزاد کشمیر کے علاقہ مناور چھمب میں ان مزارات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان مزارات کی ایک پہچان یہ ہے کہ بیشتر مزارات آبی گزرگاہوں کے قریب ہیں دوسری بات ان مزارات کے قریب ٹبے ٹیلے جو کسی تباہ شدہ شہر اور بستی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تیسری بات ان مزارات کے قریب پرانے پیپل بیری اور بوہڑ کے درخت پائے جاتے ہیں بوہڑ کے درخت کی عمر کی ہزار سال بیان کی جاتی ہے ایک اور بات مشاہدہ میں آئی ہے ان جباہ شدہ بستیوں کے پاس وہ قدیمی گزرگاہوں کے نشان بھی ملتے ہیں ان گزرگاہوں سے اللہ کے نیک بندے حق کی تبلیغ کے لئے گزرتے رہے۔ یہ واقعات ہزاروں سال قبل کے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے راہ حق میں شہید ہوئے یا رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کرتے ہوئے اس علاقہ میں تبلیغ کا فرض ادا کرتے ہوئے مالک حقیقی سے جاملے ان کے نشان ہزاروں سال گزرنے کے باوجود موجود ہیں۔ قرآن پاک کا یہ فرمان درست ہے شہید کبھی نہیں مرتا۔ شہید زندہ رہتا ہے۔ قرآن کے اس فرمان کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اللہ کے ان نیک بندوں کے نام راقم کو شجرہ سے ملے ہیں۔ راقم نے ان قدیمی لمبے مزارات پر سنگ مرمر کی تختیاں نصب کر دی ہیں۔ ان تختیوں پر صاحب مزار کا نام اور مختصر تاریخ درج ہے یہ تختیاں اسلیے نصب کی گئی ہیں۔ کہ مقامی آبادی نے اپنے طور پر ان مزارات کے نام رکھے ہوئے ہیں۔ جنکی مدد سے وہ حاضر ہونے والوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مقامی زبان میں انہیں پیر سچا۔ پیر ہرا۔ پیر گجا۔ پیر ڈوڈگا۔ پیر ٹاہلی والا۔ پیر لکری۔ پیر پھلاہی والا وغیرہ وغیرہ۔ یا بابا نوگزا یا اصحاب بابا۔ شہید بابا کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان میں بیشتر نام ایسے ہیں جن کے پکارنے سے صاحب مزار کے تقدس مجروح ہونے کا خدشہ پایا جاتا ہے۔ تاہم راقم نے کافی کوشش کے بعد کثیر رقم خرچ کر کے ان مزارات پر سنگ مرمر کی تختیں پر انکے اصل نام آمد کا دور اور کن پیغمبروں کی اولاد میں یا ان کے اصحابی ہیں خلیفہ ہیں غازی ہیں یا شہید کا مرتبہ پایا ہے۔

یہ مختصر تاریخ اکھٹی کر کے سنگ مرمر کی تختیوں پر تحریر کر کے مزار پر نصب کر دی گئی ہیں۔ حضرت قنبیط بڑیلہ شریف۔ حضرت موائیل ڈالیہ۔ حضرت مرطوش چانگانوالی نزد گجرات، حضرت ہرشیا المعروف پیر منگاولی، وٹالہ آزاد کشمیر حضرت ملک برھماودن نزد مناور۔ حضرت فلک ہمزہ نوش بہلول پور المعروف حمد قندھاری۔ حضرت بلوان گوری۔ حضرت ھاسلوار بنگیال نزد لنگڑیال۔ حضرت ناموس نگیال نزد مناور AK حضرت ساںیال منے پور کھاریاں۔ حضرت فلسانوش چھمب آزاد کشمیر، حضرت نوبابا کھوڑی۔ حضرت طرطوش گیراں والا نزد دولت نگر۔ حضرت سلوانام ظاہر کھاریاں۔ حضرت طینوش مناور۔ حضرت انوش عدالت گڑھ (دریابرد) ۔ حضرت فینوش مجوسرائے۔ حضرت ملک رحیم امرہ خورد کھاریاں۔ حضرت ملکانام میانی پنڈی۔ حضرت لوریا ٹنگر۔ حضرت تمعون کوٹ میر حسین۔ حضرت شمسان ڈلہ آزاد کشمیر حضرت شمدا روس شیخ چوگانی۔ حضرت حمیالاں علیہ السلام ٹل حضرت صلوا دوش دیوے آزاد کشمیر۔ حضرت صلصاد بھیر آزاد کشمیر۔ حضرت ملک بردا امرہ کلاں کھاریاں۔ حضرت طبوش ٹبی۔ حضرت صفد اول جلالپور سوبتیاں۔ حضرت بطشانوش باہرووال۔ حضرت ملک بلغار باگڑیانوالہ۔ حضرت جعلاطوس باگڑیانوالہ۔ حضرت شمداروس دولت نگر۔ حضرت حسلان چیلیانوالہ۔ حضرت بخشان چک جانی کھاریاں۔ حضرت یوتھمن ہرڑ۔ حضرت جندائیل دھمہ۔ حضرت ساولحام ٹاریاں والا۔ حضرت

marfat.com

حضرت فرعون بھلام پنڈی لوہاراں۔ حضرت سلمان چک بھولا۔ حضرت شمداروس ٹبڈالی کھاریاں۔ حضرت نعماطوس جیوو تحل۔ حضرت فرعون سوہل خورد۔ حضرت بقیانوش سوہل نزد جلالپور جٹاں۔ حضرت مرطوش موٹا۔ حضرت شاھشلوار حضرت طینوش شیخ چوگگی۔ حضرت مرطوش لکرالی کھاریاں۔ حضرت حاوانام سمراله کھاریاں۔ حضرت حرشیا المشہور پیر کانجی دیوا۔ حضرت عطار چوہدووالی۔ حضرت کیومرث بدو چک نزد مناور آزاد کشمیر۔ حضرت فیمان جلالپور صوبتیاں ازرلکوانکھ۔ حضرت بطاشانوش کوٹلہ قاسم خان کھاریاں۔ حضرت فمائیل شہابدیوال نزد گجرات نالہ بھمبر حضرت مہلائیل چک لشکری نزد گلیانہ۔ حضرت مہلائل جھنڈے والی حضرت شمعون بھاؤ گیٹ پور کھاریاں۔ حضرت مرعان چیچیاں فتح پور روڈ۔ حضرت دقیانوس عکجاه المشہور پیر سبز عازی۔ حضرت شمعون فتالیاں نزد کڑیانوالہ۔ حضرت ایوش پیپالہ ساہیاں۔ حضرت ناتن ملبھوڑ۔ حضرت شمسائیل ریحان۔ حضرت تبت نزد سمراله کھاریاں۔ حضرت لادی نزد سمراله کھاریاں۔ حضرت بلغان نزد کنجاه۔ حضرت فیمان جلالپور جٹاں۔ حضرت سموائیل ڈالیہ نزد بہلول پور۔ حضرت مقناطیس ملسوڑی والا نزد حاصلانوالہ۔ حضرت نعماطوس نزد قلعہ وٹالہ آزاد کشمیر حضرت ساساحام ریحان حضرت صفدان ریحان حضرت سرسیار ریحان۔ حضرت بررخ کوٹلی کوہالہ۔ حضرت ساییال منے پور۔ حضرت شاہان سکی۔ حضرت شاہان گوڑے جال آزاد کشمیر۔ حضرت بطشائیل گوڑے جال آزاد کشمیر۔ حضرت صفدائل حضرت رومائیل جلالپور صوبتیاں۔ حضرت حمیالائل حضرت طاطانوش۔ حضرت نوناش یہ تینوں مزار آزاد کشمیر کے قصبہ دھوڑانوالہ میں ہیں۔ حضرت جبقوق چھمب آزاد کشمیر۔

یہ نام ہزاروں سالہ قدیمی ہیں اور عبرانی زبان میں ہیں۔ مذکورہ بالا مزارات ضلع گجرات اور آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب مناور ہیں۔ آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں کوئی غیر شرعی حرکت دیکھنے میں نہیں آئی۔ بیشتر مزارات کے قریب ٹبے ٹیلے آبی گزرگاہیں قدیمی شاہراہیں قریب سے گزرتی ہیں۔ ہزاروں سالہ عمر پانے والے پیپل برگد کے درخت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ٹبوں ٹیلوں تہ شدہ بستیوں میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے موٹی چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود ان مزارات کا تقدس قائم اور دائم ہے اور کوئی ان کے نشان نہیں مٹا سکا۔

ان ٹبوں ٹیلوں کی افادیت یہ بھی ہے کہ برسات سیلاب قدرتی آفات سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے۔ بھیرہ کے قریب لون میانی میں بہت بڑا ٹبہ ہے سال ۱۹۹۲ء میں جب دریائے جہلم میں منگلا ڈیم کی وجہ سے طغیانی آئی تھی تو دریائے جہلم کا پانی بھیرہ میانی کے ارد گرد پھیل گیا۔ میانی کی آبادی نے اس ٹبہ پر پناہ لی اور محفوظ رہے۔ ایک اور بات کا بھی قیاس کیا جا سکتا ہے خطرہ کے وقت ٹبہ پر روشنی کر کے اگلی آبادی کو خطرہ سے آگاہ کیا جاتا تھا۔ جنگی نقطہ نظر سے بلندی پر انسانی دشمن کی زد سے محفوظ رہتا ہے۔

marfat.com

شجرۂ مبارک

مرسلین انبیاءِ کرام

صحابہ کرامؓ۔ خلفاء۔ غازیان۔ شہداء

ازواجِ مطہراتؓ۔ دختران۔ پسران

ہمشیرگان

(بشکریہ "انوار الشمس")

marfat.com

حصّہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ مَا قَرَأْتُ اِلٰی جَنَابِ حَضْرَتِنَا وَمَوْلٰینَا وَاَوْلِیٰنَا وَسَیِّدِنَا حَضْرَۃ

۱ مُحَمَّدْ	۲ عِیْسٰی	۳ مُوْسٰی	۴ اِبْرَاهِیْم
۵ نُوْحْ	۶ دَاوُدْ	۷ یَحْیٰی	۸ یُوْسُفْ
۹ اَیُّوْبْ	۱۰ آدَمْ	۱۱ سُلَیْمَانْ	۱۲ زَکَرِیَّا
۱۳ یَعْقُوْبْ	۱۴ یُوْنُسْ	۱۵ شُعَیْبْ	۱۶ اِسْحَاقْ
۱۷ اِسْمٰعِیْلْ	۱۸ عُزَیْرْ	۱۹ اِدْرِیْسْ	۲۰ هَارُوْنْ

marfat.com

۲۱ هُودؑ	۲۲ صَالِحؑ	۲۳ لُوطؑ	۲۴ اِلیَاسؑ
۲۵ یَسعؑ	۲۶ ذَالکِفلؑ	۲۷ لُقمَانؑ	۲۸ ذُوالقرنینؑ
۲۹ طَالُوتؑ خسر داؤد	۳۰ خِضرؑ	۳۱ عِمرَانؑ	۳۲ مَریمؑ بی بی والدہ عیسیٰ
۳۳ اَشموئیل	۳۴ اَرائیل	۳۵ اِیشاع	۳۶ اَرمِیا
۳۷ اَنُوشغ مزار اجودھیا نزد فیض آباد	۳۸ اَشرفحا پسر یعقوب	۳۹ اِفرائیم پسر یوسف	۴۰ اَبی اذر پسر موسیٰ از صفورہ
۴۱ اَبی ندب برادر داؤد	۴۲ اَنبیاہ	۴۳ اَدانی پسر داؤد	۴۴ اَبی سلوم [illegible] پسر داؤد

marfat.com

۴۵ بِن وَرَع پسر داؤد	۴۶ اِلی سَمع پسر داؤد	۴۷ اِلی فَلَت پسر داؤد	۴۸ اَمنُون پسر داؤد
۴۹ اَدُونِیَا پسر داؤد	۵۰ اَظلَم پسر داؤد	۵۱ اَلجَار پسر داؤد	۵۲ بَارَذ
۵۳ بُنیَامِین پسر یعقوب	۵۴ بَالِین	۵۵ بُوسَاوَش	۵۶ بَآیِم
۵۷ بُرحَام	۵۸ بَاشَم	۵۹ بَاسَم	۶۰ تَازُرخ
۶۱ بَعُبَاد پسر یعقوب	۶۲ تَشخِیر	۶۳ تَغَاشِم	۶۴ تَاوَه
۶۵ ثَابَت	۶۶ ثَاوَه	۶۷ تُومَان	۶۸ ثَمُود
۶۹ جَارِیخ	۷۰ جَارَخ	۷۱ جَرَاح	۷۲ جَاجُوه
۷۳ جَعدَنِیهِ	۷۴ جَیقُوق	۷۵ جَرجِنیس	۷۶ جَبَار

marfat.com

۷۷ جُمُرْ	۷۸ جُهْطُفْ	۷۹ جَاخَصْ	۸۰ جَوْدَان
۸۱ جَوْضَان	۸۲ جُحْرُمْ	۸۳ حَنَّان	۸۴ حُمْسَان
۸۵ حَزْدَان	۸۶ حَايُوْن	۸۷ حَامِنْ	زوال حَام پسر نوح مزار در [illegible]
۸۹ حَجَّاب	۹۰ حَاجِبْ	۹۱ حَابِلْ	۹۲ حَسَّآئِل
۹۳ خَزْقِيل	۹۴ حَفْضَلْ	۹۵ حِنْظَلَہ	۹۶ حَانِيَه
۹۷ حَاقِيْم	۹۸ حَمِيْد	۹۹ حَاد پسر یعقوب	۱۰۰ خَالِدْ
۱۰۱ خَوِيْلَدْ	۱۰۲ خَوَاجِزْ	۱۰۳ دَانِيَال	۱۰۴ دَارَام
۱۰۵ دَلَام	۱۰۶ دَان پسر یعقوب	۱۰۷ ذَمِيْل	۱۰۸ ذَان

marfat.com

۱۰۹ ذَلُوَان	۱۱۰ رِیَاح	۱۱۱ رَؤُبِیل پسر یعقوب	۱۱۲ رَائِیل
۱۱۳ رَاعِیل	۱۱۴ رَاحِیل	۱۱۵ رَخِیل	۱۱۶ رَاجِیل
۱۱۷ رَحَمَائِیل	۱۱۸ رَحِبْعَام پسر سلیمان	۱۱۹ رَاخَام	۱۲۰ رَاشِیم
۱۲۱ رَاحِیم	۱۲۲ رُوحُوم	۱۲۳ رَیْحَاه	۱۲۴ رَاشَان
۱۲۵ رَاحَان	۱۲۶ رُؤْیَان	۱۲۷ رَخِنِین	۱۲۸ زُوحِین
۱۲۹ زُوحَان	۱۳۰ زِیَالُون پسر یعقوب	۱۳۱ سَام پسر نوح	۱۳۲ سَاؤُل
۱۳۳ سَاتُول	۱۳۴ سَمَوَائِیل	۱۳۵ سَمِیع	۱۳۶ سَمْعِی
۱۳۷ سَابِغ	۱۳۸ سَاح	۱۳۹ سَبَخ	۱۴۰ سَمِیخ

marfat.com

۱۴۱ سَحِیف	۱۴۲ سَبَاط	۱۴۳ سُعُبَان	۱۴۴ سَعْدُون
۱۴۵ سَمْع پسر داؤد	۱۴۶ سَفِتْیِن پسر داؤد	۱۴۷ سَوْبَاب رومی پسر داؤد	۱۴۸ شُرَبْت
۱۴۹ شَمْط	۱۵۰ شَمُعَان	۱۵۱ شَغَان	۱۵۲ شُعُبَان
۱۵۳ شَمُعُون مرسل	۱۵۴ شَمْس	۱۵۵ شَارِض	۱۵۶ شَحَآئِیل
۱۵۷ شَمُوآئِیل	۱۵۸ شَرُوخِیل	۱۵۹ شَمَآئِک	۱۶۰ شَمْشَاد
۱۶۱ شَارِع	۱۶۲ شِیث مزار اجودھیا	۱۶۳ شَعْیَا	۱۶۴ شَمِیرا
۱۶۵ شَاصِم	۱۶۶ شَاجِیم	۱۶۷ صَاحِب	۱۶۸ صَلْصَاد
۱۶۹ صَعْصَع	۱۷۰ صَلاَم	۱۷۱ صَبِیم	۱۷۲ صَہِیم

marfat.com

۱۷۳ صَاغُوهُث	۱۷۴ صَدَقَہ	۱۷۵ صَلْوَالاَل	۱۷۶ ضَابِث
۱۷۷ طَآئِر	۱۷۸ طَاوِیَہ	۱۷۹ ظَبِیْح	۱۸۰ ظُفَیْل
۱۸۱ عَالُوْج	۱۸۲ عُوْفَح	۱۸۳ عَکْر	۱۸۴ عَامِر
۱۸۵ عِیْرَار	۱۸۶ عَبِیْر	۱۸۷ عَایُوْر	۱۸۸ عَیَّال
۱۸۹ عَاد	۱۹۰ عُوْد	۱۹۱ عُرْقُوْد	۱۹۲ عَوَاھِذ
۱۹۳ عَابِیْد	۱۹۴ عَزِیْز	۱۹۵ عِذِیْسَن	۱۹۶ عَدَّاس
۱۹۷ عَبَّاس	۱۹۸ عِیْصَا	۱۹۹ عَوَارِض	۲۰۰ عَطَّاف
۲۰۱ عَاطِم	۲۰۲ عَآثِم	۲۰۳ عَبْدُالرَّزَائِن	۲۰۴ عَیْهُمُوْن

marfat.com

عَرقُون	عَرضُون	عَرِنِین	عِمرَان
۲۰۹ عِمصَان	۲۱۰ عِیدُون	۲۱۱ عَارُون	۲۱۲ عَضَاف
۲۱۳ غَلاَ	۲۱۴ عَبدُالله	۲۱۵ عِمرَوِیَه	۲۱۶ عَونِی
۲۱۷ غَالِب	۲۱۸ غَاکِب	۲۱۹ غَافِر	۲۲۰ غِیَاث
۲۲۱ غُدوَان	۲۲۲ غَیرثَم پسر موسیٰ از صفوره	۲۲۳ فَمنَاعُو	۲۲۴ فَیَاض
۲۲۵ فَاضِل	۲۲۶ فَتِیل	۲۲۷ فُرقَان	۲۲۸ فَنحَت
۲۲۹ قَرِین	۲۳۰ قَینَان مزار جبهم سلیمان نبی	۲۳۱ قِنتَان	۲۳۲ قَطِین
۲۳۳ قَهَاب	۲۳۴ قَطعَ	۲۳۵ قَتِیل	۲۳۶ قَموائِیل

marfat.com

۲۴۰ کَالِب	۲۳۹ کَعْب	۲۳۸ قَاصِم	۲۳۷ قَآئِم
۲۴۴ کَیْذ	۲۴۳ کَذُوِیر	۲۴۲ کَدُوَر	۲۴۱ کَاشِح
۲۴۸ کَلِیخَه	۲۴۷ کَالُون	۲۴۶ کَعْبَان	۲۴۵ کَلِیم
۲۵۲ لَعْب	۲۵۱ لَعَاقِیم پسر داؤد	۲۵۰ لُوحَا	۲۴۹ کَالُوت
۲۵۶ لَقِیم	۲۵۵ لَطِیم	۲۵۴ لُوع	۲۵۳ لَبِیع
۲۶۰ مَلکَآئِیل	۲۵۹ مَهَآئِیل	۲۵۸ مَهَلَاوئِیل مرد گجرات پسر ابی سوم بن داود [illegible]	۲۵۷ مَحْرُون پسر یعقوب
۲۶۴ مَنُوشِح	۲۶۳ مَرُوح	۲۶۲ مَجْرَاح	۲۶۱ مُجِیب
۲۶۸ مُعِز	۲۶۷ مُمْدَار	۲۶۶ مَاجِز	۲۶۵ مَزِیخ

marfat.com

۲۶۹ مُهَاشِم	۲۷۰ مُصِيْم	۲۷۱ مُدْهَام	۲۷۲ مُغْنِيْن
۲۷۳ مِعْيَان	۲۷۴ مَدَرَاخَتْ	۲۷۵ مَرْدِيَهْ	۲۷۶ مِعْدَآء
۲۷۷ مُبْتَلَا	۲۷۸ مُبَرَّدْ	۲۷۹ مُنْدَارِسْ	۲۸۰ مِيلَاقْ
۲۸۱ مَالِكْ	۲۸۲ مَرْحُوْم	۲۸۳ مَرْدَام	۲۸۴ مُنْعِمْ
۲۸۵ مِصْلَاح	۲۸۶ مُطِيْع	۲۸۷ مَنْشَا پسر یوسف	۲۸۸ نَصْر
۲۸۹ نَاشِر	۲۹۰ نُوْن	۲۹۱ نَمْن	۲۹۲ نُعْمَان
۲۹۳ نَاتَنَ النَّبِی پسر داؤد	۲۹۴ نِيْم	۲۹۵ نَمُوآئِيل	۲۹۶ نَا اُمِّی
۲۹۷ وَخَمَائِيل	۲۹۸ وَرَآئِيل	۲۹۹ وَهِيْم	۳۰۰ هَزِيْن

marfat.com

۳۰۴ هانوح	۳۰۳ هیاح	۳۰۲ هربیت	۳۰۱ وترعام پسر داود
۳۰۸ هبیل	۳۰۷ همیذر	۳۰۶ هود	۳۰۵ همیع
۳۱۲ هشام	۳۱۱ هاسوم	۳۱۰ هنبیل	۳۰۹ هابیل
۳۱۶ هترون	۳۱۵ هیان	۳۱۴ هریان	۳۱۳ هریم
۳۲۰ لاطف	۳۱۹ لافیه	۳۱۸ لاحوم	۳۱۷ هیعان
۳۲۴ یوفنا	۳۲۳ لانی	۳۲۲ لادی	۳۲۱ لاوی
۳۲۸ یاوز	۳۲۷ یطوخر	۳۲۶ یستاخر	۳۲۵ یهودا
۳۳۲ یوتن	۳۳۱ یهوصفت	۳۳۰ یافث پسر نوح	۳۲۹ یوشع همشیره زاده موسیٰ

marfat.com

۳۳۷ یُوشُون	۳۳۸ یَاشَان	۳۳۹ یُوغَان	۳۴۰ یَاسِین
۳۴۱ یَفتَالِی	۳۴۲ یَسْعِیَاہ	۳۴۳ یَامَنِج	۳۴۴ یَابِیل
۳۴۵ یَحصَائِیل	۳۴۶ یَسرَآئِیل	۳۴۷ یُووَآئِیل	۳۴۸ یَحیٰےآئِیل
۳۴۹ یَجَال امیر زبرت	۳۵۰ یَعُوص بوتا سیتان	۳۵۱ یَنذر پیرزادہ مرزا امیر پور	۳۵۲ مَرطُوش چانگا نوالی
۳۵۳ بَابَارَوشَن جُو نانا ین	۳۵۴ شَمسَان	۳۵۵ صَفدَائِل پیر میر اشان سیالکوٹ	۳۵۶ حَاوَانَام
۳۵۷ ھَرشِیَا	۳۵۸ مَرطُوش بھڈانہ تحصیل گوجرانوالہ	۳۵۹ طَرطُوش مہال	۳۶۰ طَاطَانُوش
۳۶۱ مَرطُوش گنڈیوالی	۳۶۲ فَینُوش سارانکے نزد سیالکوٹ	۳۶۳ شَمعَان پہاڑ	۳۶۴ طَینُوس گھڑ انوالہ از سیالکوٹ

۳۶۵ ملک طرطوش بربا دبتری	۳۶۶ ملک برھما ددن وانی	۳۶۷ ملک سلیمان نزد گوجر خان بھروال دلالاں	۳۶۸ ملک ھمزہ نوش ہبلول پور
۳۶۹ ملک ھاسلوار سندانوالہ	۳۷۰ ملک شمداروس سیالکوٹ دیپت	۳۷۱ ملک فلسانوش چندوچک	۳۷۲ ملک شیولخار پسرور
۳۷۳ ملک سمداروس پشاور	۳۷۴ حاوانام نزد گوجر خان کلیام دریہواں	۳۷۵ طینوش بوہ پی	۳۷۶ بلوان نزد ٹانڈہ گجرات کوری
۳۷۷ فرامان بھروال دلالاں	۳۷۸ حاوانام ملتان	۳۷۹ ھاسلوار گجرات جنگیال	۳۸۰ طبیوش بڈال برہمناں
۳۸۱ سلیوش نزد گوجر خان کلیام شاہ نعمت ولی	۳۸۲ ناموس	۳۸۳ بلغان شعلہ شہید سیالکوٹ	۳۸۴ سانیال منئیں
۳۸۵ طبیوش کھنڈانوالی	۳۸۶ فینوش رتالہ	۳۸۷ مرعان کوٹلہ لوہاراں سیالکوٹ کوٹلی چراری والی	۳۸۸ شرعون بھی پور
۳۸۹ طینوش	۳۹۰ فلسانوش چھنب آزاد کشمیر	۳۹۱ حمزہ نوش چکوال	۳۹۲ ثریا نرسنگھ پورہ
۳۹۳ نوبابا سوہنی	۳۹۴ فینوش دیولہ سیالکوٹ	۳۹۵ سنسانوش ملتان محلہ	۳۹۶ طرطوش کیرانوالہ

marfat.com

۳۹۷ سیالکوٹ فردوس اولکھ بجنوب	۳۹۸ سیالکوٹ ملک طرطوش بنج پیر رانجھے دی	۳۹۹ ملک مرطوش دروازہ ملتان محلہ بوڑوار	۴۰۰ سلوانام طاہر
۴۰۱ فرطوش سیالکوٹ چک سیداں مشہور لالیانوالہ	۴۰۲ قتلاغن پیپال	۴۰۳ ملک طالوت رواَل	۴۰۴ یہودا ۱۱۵ رویالی
۴۰۵ طینوش نزد چھمب آزاد کشمیر مناور	۴۰۶ طرطوش سیالکوٹ چک بگا	۴۰۷ انوش دریا بہاؤ گجرات عدالت گڑھ	۴۰۸ فینوش نجان
۴۰۹ سلوانام چک بگا	۴۱۰ ابی خلسا دلاور پور گجرات	۴۱۱ فادانیا سوہدری	۴۱۲ ساسانوش جیڈ پور
۴۱۳ نعماطوس جسوسراں	۴۱۴ حاوانام جوڑین کلاں	۴۱۵ سلمان چک گگا	۴۱۶ سلسانوش ببلوٹ

marfat.com

اسماء

انبیاءِ کرام

★

marfat.com

١٧م ملکِ رخیم ڈنگہ روڈ گجرات مرن تو د	١٨م فرطوش میلے شرق	١٩م ملک شمدارُوس میانی پنڈی	٢٠م ملکا نام میانی پنڈی
٢١م ملکِ مرطوش ڈسکہ روڈ سیالکوٹ ویرووال	٢٢م ملکِ نغماطوس سبزپال	٢٣م بوریا نگروے	٢٤م طینوش گرہ روڈ سیالکوٹ بلتیاں
٢٥م شمعون کوٹ میر حسین	٢٦م طیموش اوڈھیاں	٢٧م ساوا حام جموں روڈ سیالکوٹ سینرنیڈ	١٨م شمسان ڈوڈی

نزد منا ور آزاد کشمیر

نزد حاجی پور ... گجرات

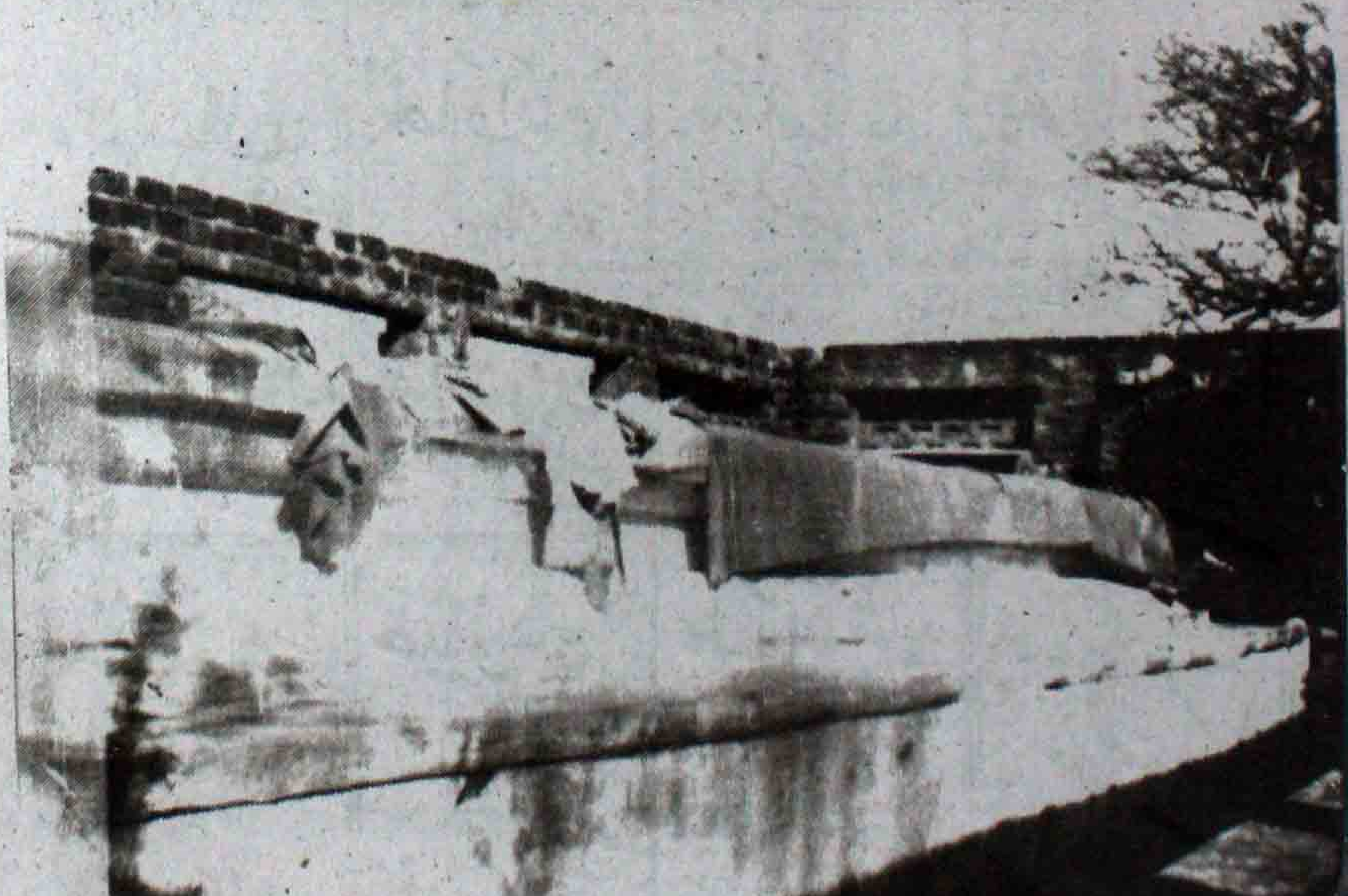

۳۲۹ شمدا روس شیخ چوگانی	۳۳۰ یوذاصف کشمیر سری نگر	۳۳۱ حمیالان سبز پنڈ	۳۳۲ لومال میانے پوری
۳۳۳ طرطوش سبز پال بشال	۳۳۴ فلسانوش چھمبی	۳۳۵ طرطوش ملتان محمد	۳۳۶ سلمان اولکھ بشال
۳۳۷ ملک سخنیم برادر خورد ملک رخیم	۳۳۸ حمیالان نزد اعوان شریف گجرات	۳۳۹ عزیز موضع لنگر	۳۴۰ طینوش میانی
۳۴۱ یحیی شیل روال	۳۴۲ فانوش سیالکوٹ	۳۴۳ صلوادوش دیوے آزاد کشمیر	۳۴۴ صلصاد برنالہ آزاد کشمیر
۳۴۵ لومال روڑس سیالکوٹ	۳۴۶ حاوانام میانے پوری	۳۴۷ سلمان زیر سبز پنڈ	۳۴۸ نعماطوس سیالکوٹ سبز پنڈ
۳۴۹ طوریدوس	۳۵۰ ملک بردا ڈنگہ روڈ گجرات	۳۵۱ فیلقوس پنڈ السیداں	۳۵۲ ملک فانوس سیالکوٹ
۳۵۳ عزبائیل روڑس بشال	۳۵۴ طبیوش گجرات	۳۵۵ فلسانوش جموں روڈ سیالکوٹ سبز پنڈ	۳۵۶ صفداؤل برجھتیاں گجرات
۳۵۷ بطسانوش ہیروالیں	۳۵۸ ملک بلغار باگڑیاں والی	۳۵۹ جعلادلوس نزد کنجاہ گجرات باگڑیاں والی	۳۶۰ شمدارنوس نزد دولت نگر گجرات

marfat.com

۶۱ حسلان جھینیا نوالی	۶۲ سیالکوٹ فلسانوش ڈسکہ روڈ بھوبھال والی	۶۳ بخشان چک مجانی	۶۴ نوخاطوش تہانی
۶۵ سلمان کھوکھریں	۶۶ یونان [illegible]	۶۷ مقناطیس [illegible] گجرات	۶۸ موسیٰ بڈوال
۶۹ ہمدان سید پور گوندل روڈ سیالکوٹ [illegible] سیالکوٹ	۷۰ مقناطیس [illegible]	۷۱ ساوانام منگر	۷۲ شمداروس [illegible]
۷۳ جندآئیل ٹھٹھے گجرات	۷۴ ساول جام [illegible] گجرات	۷۵ فینوش [illegible]	۷۶ صمصام [illegible]
۷۷ سلمان چک بھولا	۷۸ شمداروس [illegible]	۷۹ فرطوش ٹالیاں والا [illegible] جہلم	۸۰ نعماطوس [illegible] گجرات
۸۱ ام جرجیس پرانا نوالی	۸۲ سلمان سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ کھوکھر کے	۸۳ منحوش [illegible]	۸۴ جندآئیل سیالکوٹ [illegible]
۸۵ سلوانام سیالکوٹ [illegible]	۸۶ فرطوش سوہل	۸۷ بقیانوش سوہل [illegible]	۸۸ مرطوش [illegible]
۸۹ ایوش لقب [illegible] سید والی	۹۰ جعلاموس [illegible]	۹۱ جیقوق مقبوضہ کشمیر	۹۲ حسانا نزد جوڑیاں

نزد جموں روڈ سیالکوٹ

marfat.com

۴۹۶ ضلع گجرات طینوش اصل شیخ چوگانی	۴۹۵ مشہور بر [illegible] نومان منڈیالہ	۴۹۴ طینوش بڑہال	۴۹۲ شاہ تلوار شیخ چوگانی
۵۰۰ قنبیط برہلے	۴۹۹ مشہور [illegible] مقناطیس سیالکوٹ	۴۹۸ قتلان ثانی نقیب [illegible]	۴۹۷ یوحنہ صحابی بنبڑ [illegible]
ضلع گجرات حاوانام [illegible]	[illegible] مرطوش [illegible]	۲ [illegible] جمیل بر نالہ مرشیا [illegible] دیوے نزد [illegible]	۵۰۱ [illegible] سلطان بحور درمیان موضع [illegible]
۵۰۸ وفیع پسر داؤد	۵۰۷ نفج پسر داؤد	۵۰۶ لوماد	۵۰۵ شمسانام
۵۱۲ تیمور پسر ہارون	۵۱۱ شبیر پسر ہارون	۵۱۰ مبشر پسر ہارون	۵۰۹ سشر پسر ہارون
۵۱۶ اسماعیل غ پسر ابی ابن داؤد	۵۱۵ لاولی الباب برادر داؤد	۵۱۴ سمع برادر داؤد	۵۱۳ دانن برادر داؤد
۴ ہاجرا بی بی حرم ابراہیم	۳ سائرہ خاتون حرم ابراہیم	۲ فینوش بی بی والدہ نوح	حوا جدہ
۸ زلفہ بی بی حرم یعقوب	۷ لیئہ بی بی حرم یعقوب	۶ رحیل بی بی حرم یعقوب	۵ ابقہ بی بی حرم اسحاق

marfat.com

۹ بلحہ بی بی حرم یعقوبؑ	۱۰ دینہ بی بی دختر یعقوبؑ	۱۱ بطشالعہ بی بی والدہ موسیٰؑ	۱۲ صفورا بی بی حرم موسیٰؑ
۱۳ کلثم بی بی ہمشیرہ موسیٰؑ	۱۴ الیشعیا بی بی حرم ہارونؑ	۱۵ ضروریاہ بی بی دختر داؤدؑ	۱۶ ابی جیل بی بی دختر داؤدؑ
۱۷ اظلم بی بی ہمشیرہ داؤدؑ	۱۸ ردیع بی بی ہمشیرہ داؤدؑ	۱۹ تن نائیل بی بی ہمشیرہ داؤدؑ	۲۰ عمیائیل بی بی حرم داؤدؑ
۲۱ عجلا بی بی حرم داؤدؑ	۲۲ کرم بی بی حرم داؤدؑ	۲۳ نعم عمونی بی بی حرم داؤدؑ	۲۴ تشائع بی بی حرم داؤدؑ
۲۵ ایشاع بی بی والدہ یحییٰ	۲۶ حنہ بی بی زوجہ عمرانؑ	۲۷ بنت عمران مریم بی بی والدہ عیسیٰؑ	۲۸ ثمن بی بی دختر داؤدؑ
۱ آباعشہ	۲ نجیبہ	۳ یوکید	۴ نوحا
۵ زب یوحا	۶ بطشالعہ بی بی	۷ فارغہ	۸ حشنا
۹ یذنوحا	۱۰ یوخابذ	۱۱ نوخابہ	۱۲ بہمائین

حضرت جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کے اسماء شریف ہیں ۱۲

marfat.com

اسمائے گرامی

پسران

حضرت حام بن نوحؑ

حضرت سام بن نوحؑ

حضرت یافث بن نوحؑ

marfat.com

۱ ہند	۲ سندہ	۳ زنج	۴ نوبہ
۵ کنعان	۶ کوش	۷ قنبط	۸ بربر
۹ حبش	۱ ارفخشد	۲ کیومرث	۳ اسود
۴ یفن	۵ لورج	۶ لاد	۷ عیلم
۸ ارم	۹ یور	۱ روس	۲ چین
۳ صقلاب	۴ کماری	۵ خلخ	۶ ترک
[illegible] سدسان	۸ یارج	۹ منشج	۱۰ خزر
۱۱ غز	بابارتن جی	بربرم	افغان

maarifat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام

کی

وفات کے سترہ سال بعد ہندوستان اور افغانستان میں ہونے والی

جنگِ عظیم میں

شہید ہونیوالوں کے نام

marfat.com

شروعِ اسماء و مرسلین علیہم الصّلوٰۃ والسّلام

صحابہ و غازیاں کہ در

حربِ عظیم

بعد از حضرت سلیمان علیہ السّلام

در

مُلک ہند و افغانستان شہید شدند چنانچہ

از

جناب حافظ شمس الدّین صاحبؒ

بظہور آمدند بمعہ جائے مدفن تحریر کردہ شد

(بشکریہ انوار الشمس)

marfat.com

قبط ڈڈیکہ لڑکی والہ نزد سیالکوٹ	فتح پور روڈ گجرات عطار چوہدو والہ	آزاد کشمیر کیومرث پڈوچک نزد مناور	نومان منڈیالہ
انزعام پسر داؤد	سفطیاہ پسر داؤد	تضیج غ غ مزار پشاور در صدر	بدیر پشاور یفنیعہ در سیاہ [illegible]
فلسون غ غ ابوہ ادونیا [illegible]	مطوش غ غ گھنیانوالہ نزد وزیرآباد	سلمان غ غ سیالکوٹ نزد امام	گجرات فیمان [illegible]
ریاست جموں صفدان غ غ بولے [illegible]	صفدان غ غ شیری سندھی از سیالکوٹ	ناموس غ غ وسل والہ نزد راجی	بطشانوس [illegible]
دلاوالہ روڈ گجرات فحمائیل غ غ شہابدیوال [illegible]	گجرات مہلائیل بکر لشکری از گکیانہ	کوٹی گلیانہ روڈ گجرات مہلائیل جھنڈیوالی [illegible]	تعمان غ غ جموں
ہرشیا غ نزد ڈیرا [illegible]	شمعون جنڈیالہ نزد وزیرآباد	مرطوش تنڈیوالی از سیالکوٹ	دلاں والا روڈ [illegible] فینوس [illegible]
ہندوستان سرمیان ہیمی پانچھ [illegible]	سلمان غ غ انبالہ در منڈی ہندوستان	شمعون بجاؤ نزد ڈنگہ	[illegible] روڈ گجرات مرعان [illegible]
سیالکوٹ صفتان مغرا از سیالکوٹ	گجرات شمعون بشالیاں نزد [illegible]	شمعون کوٹلی شرقی از سیالکوٹ	اسرائیل

نزد [illegible] بھاؤ گھیسٹ پور نزد ڈنگہ

اسماء المرسلین کہ یک اصحاب سلیمان علیہ السلام وفاتش شدہ اند لیکن بعد انتقال [illegible] سال در دربار [illegible] وافغانستان [illegible]

marfat.com

انوش	۱ هرشیا	۲ سلیمان	۳ فرامان
۴ سلمان	۵ لومابل	۶ حزقیل	۷ اسماعیل
گجرات دقیانوس کنجاہ	لاوی مانی برمشرق	مرشیا روہس از سیالکوٹ	طینوش پشاور در شہر محلہ نو
ناموس	نزد گوجر خان سلیوش	سبیان بی باغبانان	مهلائیل مہال از چراڑ بر مشرق
شمعون ۲۲۵ وسل نزد داجوری	سیالکوٹ فینوش ڈوہانی نزد گنڈ	ساویحام لاہور نزد بادشاہی مسجد	فلسانوش مظفر پور نزد سیالکوٹ
سلسانوش سیالکوٹ سہل نزد اکھنور	سیالکوٹ طرطوش نزد سیال	مرطوش ملتان در بوہڑ گیٹ	ایوش ۷۵ پٹیالہ نزد کنجاہ
ساویحام ۱۲۵ نوشہرہ	ناتق لنبھوڑانوالہ نزد چیلابنیڈ دریا برد	یحییٰ ماچھی کھوکر نزد سیالکوٹ	شمسائیل ریحان بشمال متصل اکھنور
تبت	لاوی	طینوش ۱۱۵ تلواڑی	سلمان

نزد کوٹلہ ارب علی خان. سہل پور نزد چپراڑ سیالکوٹ

عماسا	ابی شی	یواب	عسہیل
اسماعیل غ ونگیورہ ازنواں شہر تورہ	فلسون غ کربی پانیا ازسیالکوٹ شمال	صفال اوّل غ پیرسبز ازسیالکوٹ شمال	صفدان
بونالہ آزاد کشمیر مرشیا دیوا نزد شاہ چیناں	سیالکوٹ سلوالام ٹوگھنانوالی	سیالکوٹ طرشان نزد گیرو والی	گجرات شاہان ملکی وال
نزد کنجاہ بلغان ازکنجاہ بشمال مغرب	برمان از ... مغرب ۹ کوہ	شمعون	سیالکوٹ شمعان
نزد باہڑیاں والا لوبان	نزد لاہور ... روڈ بلبان	محلہ نو نزد جلالپور جٹاں فیمان جلالپور جٹاں	شمعون
نزد سمبڑیال سیالکوٹ سلمان	نزد ٹانڈہ گجرات سموائیل	پھالیہ مقناطیس غ	امنون غ سیالکوٹ
بابا انزجی پکیال والا	بابا پہاون جی پکیال والا	براستہ سرہند ہندوستان ھنہ غ	رابی سلوم
یسیؔ غ والد حضرت داؤد	حضرت الیسا بوذ والد داؤد	لماكؔ والد نوح	عمدہ بی بی حرم نوح

سوڑی والا نزد پاہڑیانوالی

marfat.com

الیاب	ابنداب	سمع	نتنیل
دوی	عوضم	داؤد	ضروریاه بے (دختر [illegible])
ابی حیل بے بے	میشائع بے بے (حرم داؤد)	بزرعلی بی بی (حرم داؤد)	معکہ بی بی (حرم داؤد)
حجیت بے بے (حرم داؤد)	ابی طال بے بے (حرم داؤد)	وترعابی بی (حرم داؤد)	نجوبی بی (حرم داؤد)
اخینعم بے بے (حرم داؤد)	میکل بے بے (حرم داؤد)	کرملی بی بی (حرم داؤد)	عجلہ بے بے (حرم داؤد)
نعماطوش (از قلعہ [illegible])	ام جرجیس	سلطان ایوش	سرسیا (ریحان)
هرسیا (ریحان)	ساساهام (چک ریحان)	صفدان (چک ریحان)	کلثم بے بے
غیرثم (پسر موسیٰ از زبن صفورہ)	البعاذر (پسر موسیٰ از زبن صفورہ)	حرشون (پسر موسیٰ از حرم اول)	بلیغا (پسر موسیٰ از حرم اول)

marfat.com

واللہ اعلم بالصواب ۱۲ ش احقر غلام حسین القریشی خود ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ دانیل از کرم ال حیل	۲ ابی نعمان سلون	۳ ادونیاه از حجیت ال	۴ سفطیاه از ال عال یہ بے
۵ اترعام عجلہ ال بی بے	۶ سمیعا از عمائیل یہ بے	۷ سوباب از عمائیل یہ بے	۸ ناتن [illegible]
۹ سلیمان	۱۰ ایجار	۱۱ الیسمع	۱۲ الیفلط تا قرار
۱۳ نجہ	۱۴ تضبح پشاور [illegible]	۱۵ یفیعہ [illegible]	۱۶ سمع

الیدع

marfat.com

الیادع	الیفالط	سالون	تمر بی بی
		از حلال آباد [illegible]	دختر داؤد
جاد	سمعیاہ	میکایاہ	صدقیاہ
یحزائیل	یدعیاہ	یہویریب	یکین
عدایاہ	معسے	جلال	متنیاہ
عبدیاہ	سلوم	عفوک	احسان
یسوبعام	اخوحی	بنایاہ	عودد
یرمیاہ	یرزیاہ	حومل	فیخاس

صادق صدوق سلوم بشر کالوب کالاب علیہم السلام

اشعیا	اورما	اخنوخ	ارنخد
انوش	اِشنان	اِسناد	العدم
اثالیم	اجار	امهیر	اضین
اوس	اصف	اسمان	اقائیس
الون	امون	اولق	امنوم
ابرتا	برحام	بالم	بالیف
باعون	برود	بتاح	تعظم

تاریخ

marfat.com

تارخ	تاروح	تارح	تدلك
ثالون	جصاد	جعدون	جاحص
جحادم	جاول	جاحد	حفظ
حابول	حجاق	حجيل	حاتم
حقوق	حطين	حامر	حيلان
حميان	حنانه	خولا	خويلا
خالمد	دكين	دافر	دولا

marfat.com

تاریخ نامہ ہبوطی

تاریخ نامہ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	تاریخ نامہ

سنہ ۲۲۴۲ ھ ہبوطی تا طوفان سنہ ۳۳۲۳ ھ تا ابراہیم علیہ السلام

سنہ ۳۷۴۸ ھ تا موسیٰ علیہ السلام سنہ ۴۴۰۳ ھ تا وفات داؤد علیہ السلام

سنہ ۴۴۴۲ ھ تا وفات سلیمان علیہ السلام سنہ ۵۲۱۷ ھ تا عیسےٰ علیہ السلام

سنہ ۶۸۰۳ ھ تا ہجری سنہ - لغایت از وفات ابراہیم علیہ السلام ۲۵۰ تا

تولد موسیٰ علیہ السلام سنہ ۱۳۰۰ ھ

marfat.com

از آدم علیہ السلام تا حال ۷۲۲۸	از طوفان تا حال ۴۹۸۶
از خلیل اللہ علیہ السلام تا حال ۴۲۶۸	از کلیم اللہ علیہ السلام تا حال ۳۵۷۰
از داؤد علیہ السلام تا حال ۱۱۹۰	از سلیمان علیہ السلام تا حال ۳۲۳۰
از عیسٰے علیہ السلام تا حال ۱۸۸۳	از ہبوط تا نوح علیہ السلام ۲۲۵۶
از طوفان تا ابراہیم علیہ السلام ۱۰۷۹	از ابراہیمؑ تا موسیٰؑ ۵۴۵
از موسیٰؑ تا سلیمانؑ ۵۳۶	از سلیمانؑ تا ذوالقرنینؑ ۷۱۷
از ذوالقرنین رومی تا عیسےٰؑ ۳۶۹	از موسیٰؑ تا عیسیٰؑ ۱۶۲۲

علیہم الصلوٰۃ والسلام بعدد کل شیءٍ ۔ نقل از جامع التاریخ

تتمہ

تمام شد۔ نقل سابق کی تاریخ تحریر نامعلوم ہے جس کے حساب پر حوالۂ تاریخ مندرجہ ہے۔ اور نقل ہذا بیوم سہ شنبہ ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۳ ہجری کو تحریر میں آئی۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر غلام حسین ازگرای

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسماء شریف مرسلان علیہم الصلوٰۃ والسلام بطریق صلوٰۃ وسلام خواندن

موسیٰ	نوح	عیسٰے	یحییٰ علیہم السلام
یوسف	داؤد	سلیمان	آدم
ہارون	ایوب	اسحٰق	ادریس
عزیر	ذکریا	یعقوب	الیاس
محمد	ابراہیم	اسمٰعیل	لوط
ہود	صالح	شعیب	لقمان
ذی القرنین	الیسع	ذوالکفل	یونس
عمران	طالوت	علیہم الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم یبعثون	

marfat.com

(۱) روضہ مقدسہ حضرت لغمت طوس علیہ السلام
موضع ڈوبا شریف کڑیال والہ روڈ نزد جینڈ شریف ضلع گجرات

(۲) روضہ مقدسہ حضرت موسیٰ حجازی موضع گجگراں
ہیڈ مرالہ روڈ ضلع گجرات

(۳) روضہ مقدسہ حضرت طانوخ علیہ السلام موضع شیخ چوگانی
ہیڈ مرالہ روڈ ضلع گجرات

(۴) روضہ مقدسہ صفدان علیہ السلام موضع ریحان
ہیڈ مرالہ روڈ ضلع گجرات

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ امرہ خورد میں نوگز لمبے مزار پر حاضری کے دوران آبی گزرگاہ سے گزر رہے ہیں

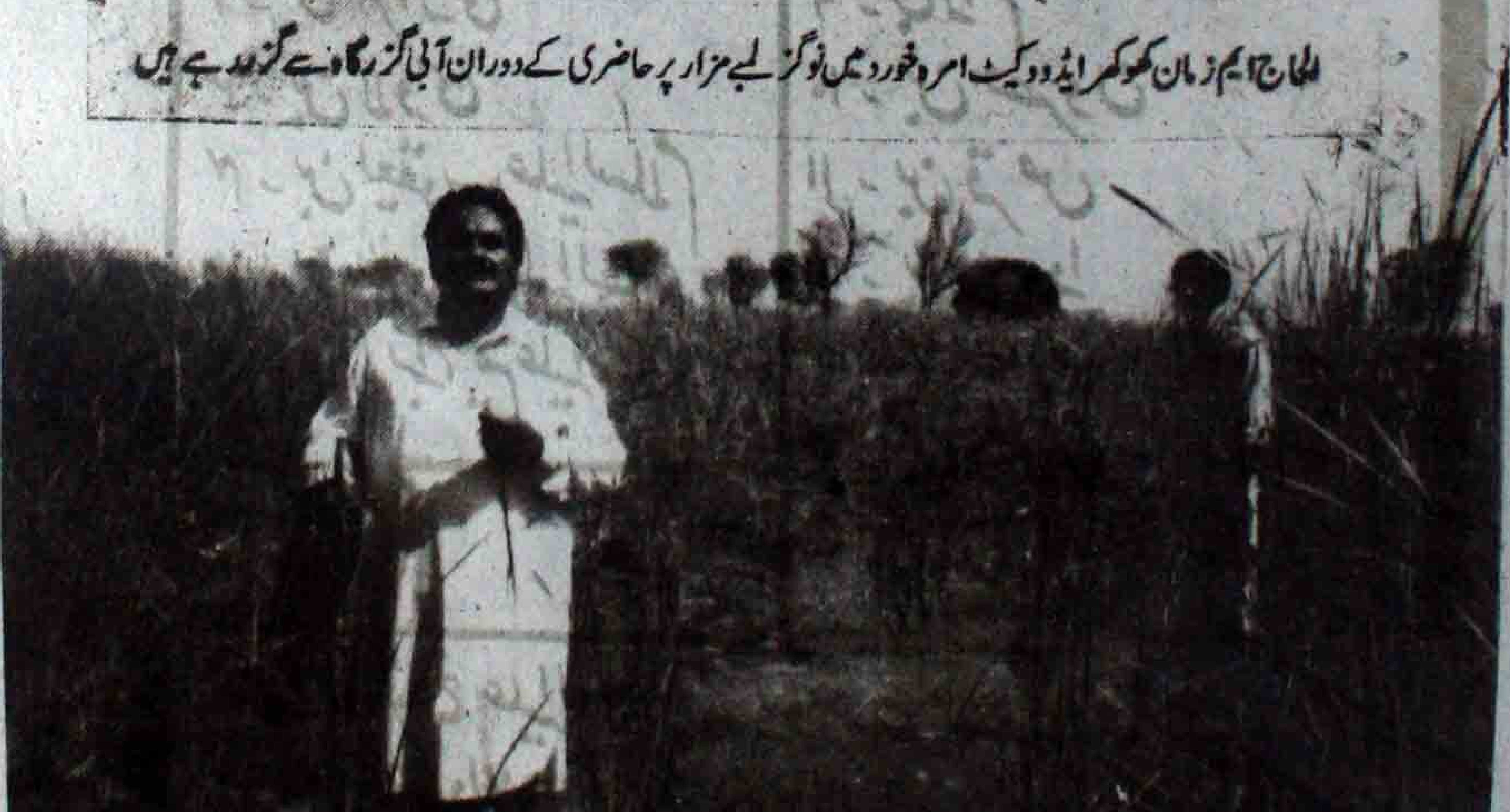

شجرہ شریف

حضرات انبیاء کرام علیہ السلام
جنکے مزارات ضلع گجرات
پنجاب پاکستان میں ہیں

۱۔ حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام
۲۔ بن سے مراری بن لاوی
۴۔ بن یعقوب علیہ السلام
۵۔ بن اسحاق علیہ السلام
۶۔ بن ابراہیم علیہ السلام

۱۔ محلی با صفدان علیہ السلام
۲۔ بن مراری
۳۔ بن لاوی
۴۔ بن یعقوب علیہ السلام
۵۔ بن اسحاق علیہ السلام
۶۔ بن ابراہیم علیہ السلام

۱۔ حضرت امنون علیہ السلام
۲۔ بن داؤد علیہ السلام
۳۔ بن یشے
۴۔ بن عوبید ۵۔ بن بوعز
۶۔ بن سلمون
۷۔ بن نحشون
۸۔ بن یحمینا داب
۹۔ بن رام
۱۰۔ بن حصرون
۱۱۔ بن فرص
۱۲۔ بن یہودا
۱۳۔ بن یعقوب علیہ السلام
۱۴۔ بن اسحاق علیہ السلام
۱۵۔ بن ابراہیم علیہ السلام

حضرت طالوخ علیہ السلام بن یہوسوع بن نون بن الیمع بن
ایمہود بن بغدادان ۔ بن تحن بن تلاح ۔ بن رفاح بن بریعہ بن
بن افراہیم بن یوسف علیہ السلام ۔ ۱

marfat.com

ہم دُعا مانگتے ہیں۔

قاسم کنزِ نعمت نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

فیض الباری، جذب القلوب، فیوض الحرمین، خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ بخاری ، اس لئے ہم بزرگ مقامات پر فیوض برکات حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے بَارَکْنَا حَوْلَہٗ (پ ۱۵) یعنی ہم نے (مسجد اقصیٰ کے) ارگرد برکتیں رکھی ہیں۔ وہ برکات اکثر انبیاء علیہم السلام کی قبور ہیں۔ (عام تفاسیر) پھر متبرک مقامات آستانوں پہ حاضر ہوکر دُعا کرنا یہ سلف صالحین کا محبوب طریقہ ہے قرآن پاک میں آتا ہے ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ یعنی حضرت ذکریا نے محراب مریم میں جاکر دُعا مانگی جو قبول ہوئی۔

(۵) حضرت امنون علیہ السلام موضع شیخ چوگان
لب دریائے چناب نزد سلطان الدرود ضلع گجرات

شیخ چوگانی میں حضرت طالوت علیہ السلام کا مزار

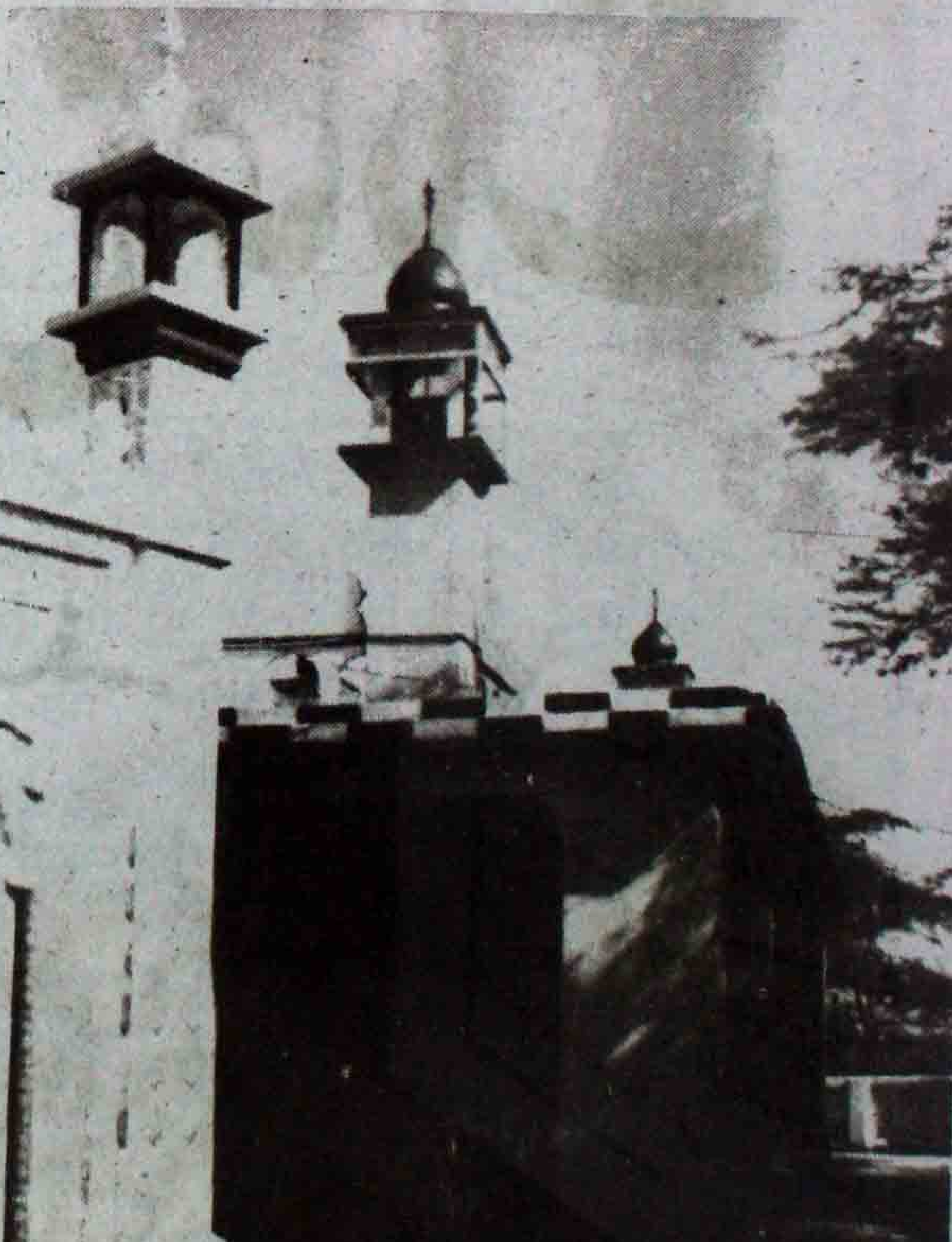

اولیائے کرام اور روحانی مقامات

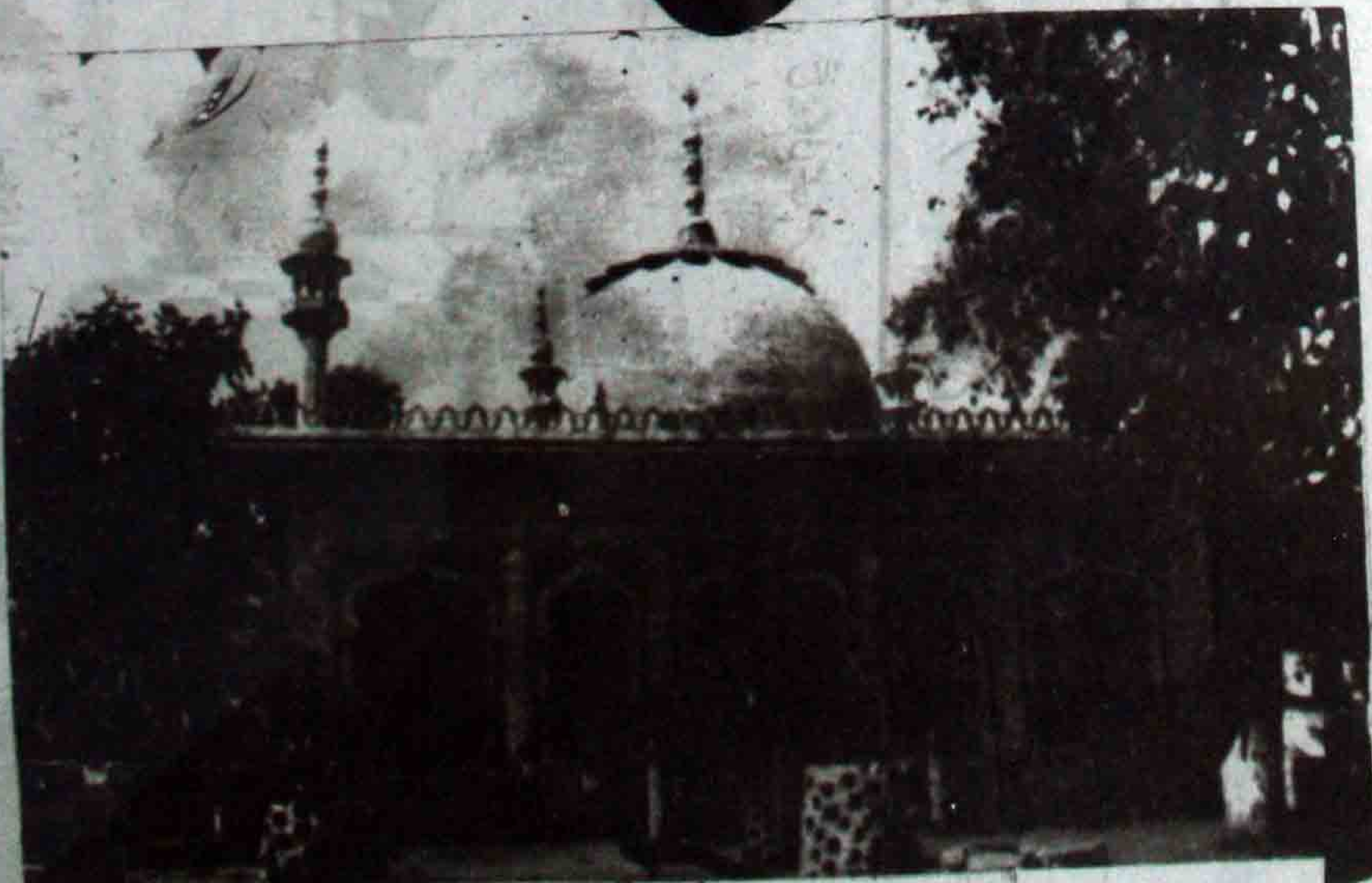

روضہ اقدس حضرت بابا گنج شکر پاکپتن شریف

marfat.com

آفتاب رشد و ہدایت سرکار بڑیلہ شریف گجرات

حضور قبلہ عالم قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۱ بروز منگل بڑیلہ شریف ضلع گجرات میں ہوئی ۔ بڑیلہ شریف گجرات سے پچیس میل دور ٹانڈہ کے قریب ہے ۔ بڑیلہ شریف (ضلع گجرات) کو حضرت چوہدری بڑھے خاں رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند گرامی حضور قطب عالم حضرت خواجہ قطب الدین صاحب قدس سرہ نے اپنے فیضان علم و عرفان اور اپنے روحانی فیوض و برکات کا مرکز بنایا ۔ اور اپنی بے پناہ علمی و روحانی مہارت اور اپنی نابغۂ روزگار شخصیت کے تاثیر سے راسخ العقیدہ و صحیح الخیال مصلحین کی ایک کثیر تعداد پیدا کی ۔ اور انکے ذریعہ تاریخ کے بدترین پر آشوب اور ہولناک دور سکھ حکومت کے دور میں اسلام کی تبلیغ و ترویج اور نشرواشاعت کے تسلسل کو قائم رکھا ۔ اور مسلمانوں کو اتحاد و استحکام سے نوازا ۔ اور ان کے اندر جہاد کی عقابی روح کو بیدار کر کے اسلام کی حفاظت کا فریضہ ادا کیا ۔ اور مسلمانوں کی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دیا ۔

آنحضور قدس سرہ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند سلطان العارفین حضرت علامہ عزیز الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور پھر آپ کے پوتے آفتاب علم و عرفان خواجہ خواجگان حضرت علامہ محب النبی عبدالغنی چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے جس شان کے ساتھ اپنے جلیل القدر جد امجد کے روحانی سلسلہ کو آگے بڑھایا اس کا تذکرہ ہر لحاظ سے ایمان افروز ہے ۔

آپ عہد مغلیہ کے اس تاریک و مہیب دور میں کہ جب ایک مغربی مادہ پرست قوم کے علم و اقتدار نظریات کا عفریت مسلمانان ہند پر سوار تھا اور اسی خطہ میں اسلامی شریعت اور روحانیت کے لئے گوناگوں مشکلات پیدا ہو گئی تھیں ۔ اور اسلامی اقدار یکسر مٹتی نظر آرہی تھیں ۔ اور مسلمان افتراق و انتشار کا شکار تھے ۔ اور ان پر کفر و الحاد کے بادل منڈلا رہے تھے ۔ اور شمع محمدیؐ بجھ بجھ کر جل رہی تھی ۔ اور اس تاریکی میں کہیں کوئی امید کی کرن تک دکھائی نہیں دے رہی تھی ۔ آپ اس وقت اس کفر الحاد کی تاریکی میں ایمان کا نور لے کر نمودار ہوتے ۔ اور کفر پر برق بن کر گرے ۔ اور اسلام کی حفاظت کا فریضہ ادا کیا ۔ اور مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا ۔ اور اتحاد و استحکام سے نوازا ۔ اور ان کے اندر انقلاب کی روح کو بیدار کیا ۔ جو بالآخر اس برصغیر میں ایک آزاد اسلامی مملکت کا روپ اختیار کر گئی ۔

آنحضور کے قطب مدار عالم ہونے کی بشارت

بہت سے معمر بزرگوں نے بیان کیا ہے کہ سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود قادری صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ اعوان شریف ضلع گجرات کے مشہور خلیفہ حضرت میاں محمد بخش صاحب کے ارادتمند بڑیلہ شریف اور گردونواح کے دیہاتوں میں کافی تعداد میں تھے ۔ ایک دفعہ موضع ماگو میں اپنے ایک ارادتمند کے ہاں جلوہ افروز ہوتے ۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد آپ موضع بنج دھوتجک تشریف لے جارہے تھے کہ بڑیلہ شریف کے بھی پانچ آدمی آپ کے ساتھ تھے جن میں نمبردار چوہدری فضل اللہ دتہ صاحب بھی تھے ۔ جب آپ دولانوالی کے تالاب کے پاس پہنچے تو آپ نے نظر فرمائی کہ سامنے بانیاں کے دارے میں

marfat.com

حضور قبلہ عالم بچوں میں کھیل رہے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تین سال تھی۔ جناب میاں صاحب آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور کافی دیر تک آپ کو دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ حضور خواجہ غریب نواز آپ کے ... ایک ارادتمند آیا اور وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گیا تو میاں صاحب وہاں سے چل پڑے۔ جب آپ بڑیلہ شریف کاؤں سے باہر چلے گئے تو ایک ارادتمند نے نہایت ادب سے وہاں آپ کے کھڑے رہنے کی وجہ دریافت کی تو جناب میاں صاحب نے ارشاد فرمایا وہاں جو پانچ بچے کھیل رہے تھے ان میں ایک بچہ وہ بھی تھا جو اپنی عمر میں درجہ کمال کو پہنچ کر قطب مدار عالم یعنی شہنشاہ ہفت اقلیم ہو گا۔ اور اس کے فیضان نظر سے بڑیلہ شریف قیامت تک کے لئے مرکز رشد و ہدایت بن جائے گا۔ ہمیں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا پڑا۔ جب وہ اپنے گھر چلا گیا تو ہم بھی وہاں سے چل پڑے۔

عہد طفولیت میں آپ سے سلب مرض و اعادہ حیات کی کرامت

حضور قبلہ عالم کے عہد طفولیت کی یہ ایک مشہور ترین کرامت ہے جو بڑیلہ شریف اور اس کے گردونواح کے دیہاتوں میں زبان زد خاص و عام ہے کہ بچپن میں آپ کے ہم عمر دوست چوہدری رحمت علی چیچی صاحب ان کا گھر آپ کے پڑوس میں تھا اور وہ سارا دن آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے چار سال کی عمر میں انہیں مرض بھس ہو گیا۔ اور وہ بہت لاغر ہو گئے۔ اس کے بعد انہیں کئی ماہ تک بخار رہا اور وہ بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئے۔ آخر ایک روز جب ان پر نزع کا عالم طاری تھا اور ان کے گھر کے افراد ان کی چارپائی کے گرد رو رہے تھے تو اسی وقت آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اس وقت وہ آخری سانس لے رہے تھے۔ ان کے گھر کے افراد آپ کو دیکھ کر زور زور سے رونے لگے۔ اور کہنے لگے آؤ صاحبزادہ صاحب اپنے یار کو مل لو۔ یہ اب جا رہا ہے۔ اب آپ کس کے ساتھ کھیلیں گے۔

حضور چوہدری صاحب کی چارپائی کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کہ تو ابھی سے مرنے لگا ہے۔ مر کے کیا کرے گا۔۔۔؟ آؤ کھیلیں چوہدری صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آن کی آن میں اس طرح تندرست نظر آنے لگے کہ جیسے انہیں کوئی مرض لاحق ہوا ہی نہ تھا۔ اور آپ کے ساتھ باہر آ گئے۔ اور آپ کے ساتھ کھیلنے لگے اس وقت آپ اپنی عمر مبارک کی پانچویں بہار دیکھ رہے تھے۔

تعلیم ظاہری و باطنی کا آغاز

جب حضور قبلہ عالم پانچ برس کے ہو گئے تو آپ کے والد گرامی حضور خواجہ غریب نواز نے آپ کی تعلیم ظاہری کا آغاز فرما دیا۔ آپ نے ڈیڑھ سال میں قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیا۔ آپ کے محترم والد صاحب یہ خوب جانتے تھے کہ ہمارا دنیا سے پردہ فرما جانے کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اس لیے آپ حضور کی تعلیم ظاہری کے ساتھ اپنا فیوض و برکات روحانی کا بے پناہ خزانہ آپ کے قطب مطہر کے اندر کر رہے تھے۔ اور اکثر دفعہ جب حضور خواجہ غریب نواز کو دیکھتے تو آپ دنیا مافیہا سے بے خبر کسی خیال میں مگن نظر آتے تو اپنے پاس بیٹھے لوگوں سے فرماتے کہ

marfat.com

" یہ لڑکا پڑھتا نہیں جب پڑھتا نہیں تو پھر علم تو اسے گھول کر پلانا ہو گا۔ معلوم یہ بھی ہوتا ہے کہ ہمارے بعد بڑیلہ شریف کا چراغ ایک دفعہ تو گل ہو جائے گا۔ پھر کچھ مدت بعد یہ لڑکا ٹھیک ہو گا۔ پھر بات بڑھ جائے گی۔ مگر ہم نے نہیں دیکھنا"
آخر ایک دفعہ آپ کو ارشاد فرمایا کہ

" تم پڑھتے نہیں۔ اچھا اگر ظاہری علم نہیں پڑھتے تو ہم تمہیں باطنی سبق دے دیتے ہیں۔ اور اسم ذات اللہ کا سبق عنایت فرمایا۔ حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے دہکتی ہوئی آگ میرے اندر رکھ دی گئی ہے۔ جو پھر ہر لحہ بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر کچھ مدت بعد مدہم ہونی شروع ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ مدہم ہوتی گئی۔ بالآخر بالکل ہی مدہم ہو گئی۔
حضور خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا" ہم نے از خود مدہم کردی ہے۔ وقت آنے پر یہ چنگاری از خود بھڑک اٹھے گی۔ اور ہر ایک شعلہ بلند ہو گا اور کائنات جگمگا اٹھے گی۔

بیعت و خلافت

حضور قبلہ عالم کے والد گرامی نے عشق الہی کی چنگاری اسم ذات اللہ کے ذریعہ آپ کے قلب اطہر میں روشنی کی تھی۔ اور اسے مصلحتاً مدہم فرما دیا تھا۔ وہ چنگاری آپ میں تحصیل دین کے دوران از خود ہی روشن ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ بتدریج بڑھتی چلی آرہی تھی۔ فراغت تحصیل علوم کے بعد مراجعت وطن پر آپ کی والدہ محترمہ کی صحبت اکسیر صفت نے اسے بھڑکا کر دہکتے ہوئے کوئلوں کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ آپ قلب انور اس لگن سے کہ جو من کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیتی ہے لذت آشنا ہونے لگا۔ آپ کو طلب حق نے بے چین کر دیا۔ اس کا علاج سوائے مرد کامل کے ناممکن تھا۔ اس لیے آپ مرشد کامل راہ طریق کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔ آنحضور نے جگہ جگہ اہل اسلام کو دولت علم و عرفان سے مالا مال فرماتے ہوئے پورے کشمیر کا دور کیا۔ اور بہت سے سالک مجذوب اولیائے کرام سے ملاقات کی پھر جگہ دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کا فریضہ ادا فرماتے ہوئے دہلی تک پہنچے۔ اور دہلی میں آپ کو اپنے پیرو مرشد سرتاج اولیاء حضرت خواجہ بابو غلام سرور صاحب المعروف حضور سرکار عالی رحمتہ اللہ کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ حضور سرکار عالی سے نسبت ارادت سے فیضیاب ہونے کے بعد اپنے صحیح اتباع و ادب و حیا۔ کی بدولت کے قلب انور میں بس گئے۔ اور آپ کی تمام تر توجہات کریمانہ کا واحد مرکز بن گئے۔ اور حضور سرکار عالی نے اپنا بے پناہ فیوض و برکات روحانی کا خزانہ آپ کے قلب اطہر میں سمو دیا۔ اور آپ کو ہی اپنی نعمت عظمی و کبری کا وارث حقیقی انتساب فرمایا۔ اور بڑیلہ شریف میں آپ کے آستانہ عالیہ کا قیام فرما کر بڑیلہ شریف کا چراغ ابد تک روشن کر دیا۔

بڑیلہ شریف میں عدیم المثال لنگر

مہمان نوازی میں حضور عالم کے آستانہ عالیہ کی مثال اگر ناممکن نہیں تو پھر بھی محال ضرور ہے۔ یہاں بلا تمیز امیر و غریب اور واقف ناواقف تمام زائرین کی باعزت اور باآرام رہائش کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اور نہایت عزت اور محبت سے کھانا پیش کیا

marfat.com

جاتا ہے۔ اور روزمرہ کے مہمانوں کی تعداد اوسطاً ڈیڑھ ہزار ہے۔ جنہیں میز کرسی پر بٹھا کر کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ اور انہیں رات کو نہایت اعلیٰ بستر چارپائیاں پیش کی جاتی ہیں۔ جمعرات، جمعہ ماہانہ گیارہویں شریف اور سہ دو سالانہ عرسوں پر یہاں مخلوق کا ایک سیلاب امڈا ہوا نظر آتا ہے۔ مگر لنگر کا انتظام ان مواقع پر بھی سو فیصدی ہوتا ہے۔ آپ کا لنگر ہر وقت جاری و ساری ہے۔ لنگر شریف کے اجراء کے متعلق یہ روایت صحیح جو سرکار پاک کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہے درج ہے۔

جب شروع شروع میں آپ نے اپنے پیرو مرشد سرکار و عالی کے حکم پر یہاں مستقل طور پر قیام فرمایا۔ جذبہ مہمان نوازی آپ کے اندر قدرت کاملہ نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ جب کوئی حاضر ہوتا تو اسے روٹی چائے، پانی کچھ نہ کچھ ضرور پیش فرماتے۔ کئی دفعہ اپنے گاؤں کے ایک کھتری کی دوکان سے سودا ادھار منگوا کر بھی مہمان نوازی فرماتے۔ اور جب مالک رقم بھیجتے تو اس کو پیسے ادا کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں پانچ مہمان آئے تو آپ نے اپنے خادم خاص جناب حافظ غلام حیدر رحمتہ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس دکاندار سے چینی، پتی لے آؤ اور ان دوستوں کو چائے پیش کرو۔ حافظ صاحب جب اس دکاندار کے پاس گئے۔ اور اس نے کہا کہ حافظ صاحب جناب مولوی صاحب کو میری طرف سے ہاتھ باندھ کر عرض کریں کہ آپکے نام پیسے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ پچھلا حساب تو میں نہیں مانگتا۔ جب آپ کے پاس پیسے ہوں گے بھیج دینا۔ مگر اب آئندہ مہربانی فرما کر سودا نقد منگوائیں۔ جناب حافظ صاحب کو جو دکاندار نے کہا وہ عرض کر دیا۔

حضور نے اس دن نئی قمیص پہن رکھی تھی۔ آپ نے اپنی قمیص اتار کر حافظ صاحب کو دے دی۔ قمیص اتارتے وقت آپ نے فرمایا "لکھوں لکھ کرے گا مولا جے کر رہی حیاتی" اور فرمایا یہ ہماری قمیص اس دکاندار کے پاس لے جاؤ۔ اور کہو اسی وقت جو ہمیں تم نے چینی پتی دینی ہے اسی حساب میں ہماری یہ قمیص رکھ لے اور ہم تمہارا پچھلا حساب بھی اللہ کی مہربانی سے ادا کر دیں گے۔

جناب حافظ صاحب یہ قمیص لے کر دکاندار کے پاس گئے۔ اور آپ کا فرمان سن کر دوکاندار کانپ گیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے چینی اور پتی حافظ صاحب کو دی اور کہا کہ جناب میں سرکار پاک کی قمیص نہیں رکھ سکتا۔ میری طرف سے ہاتھ باندھ کر عرض کریں کہ جناب قمیص مہربانی فرما کر آپ پہن لیں۔ اور مجھے معاف کر دیں۔ میں پچھلا حساب بھی نہیں مانگتا۔ اور آئندہ بھی جو چیز آپ حکم فرمائیں گے میں بھیج دیا کروں گا۔ یہ آپ کی اپنی دکان ہے۔ حافظ صاحب نے واپسی پر جب تمام روداد عرض کی تو آپ نے قمیص پہن لی۔ اور چائے بنا کر مہمانوں کو پلائی اور ان کو رخصت کیا اور کمرے کے دروازے بند کر کے آرام فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک اجنبی شخص نے آپ کا ادب و احترام سے نام لے کر آپ کو آواز دی۔۔ آپ نے دروازہ کھولا تو اس شخص نے آپ کو سلام پیش کیا اور ایک پلیٹ پیش کی اس میں کچھ آٹا اور نقدی تھی۔ اور پھر سلام کر کے وہ اجنبی واپس چلا گیا۔ اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا۔ اس اجنبی کے چلے جانے کے بعد آپ کو بار بار اس شخص کا خیال آتا رہا۔ اور آپ بار بار اس آدمی کے متعلق سوچتے رہے۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ اگلے روز آپ اپنے پیرو مرشد حضور سرکار عالی کی خدمت میں حاضر ہوتے وہاں بھی وہ شخص آپ کو یاد آگیا۔ تو آپ کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کرنے کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ آپ نے از خود ہی ارشاد فرمایا

marfat.com

کہ ...وہی صاحب وہ موکل الٰہی تھا۔ جو لنگر جاری کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ سے آستانہ عالیہ پر لنگر ایک بھرپور پیلراں کی صورت میں جاری ہوگیا جو ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا۔

ہمائے اوج کرامت

حضور قبلہ عالم کی ذات صفات ہمائے کرامت ہے۔ ہما اس طائر سعادت کو کہتے ہیں کہ وہ جس کے سر پر سایہ کرے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ فرضی پرندہ ہے۔ اس کا وجود نہیں۔ مگر جن خوش نصیب لوگوں نے حضور کی زیارت کی ہے وہ اسے حقیقت پر مبنی سمجھے گئے۔ آپ اوج حقیقت اور اوج کرامت کے ہما ہیں جو آپ کے سائے میں آیا ولی کامل اور صاحب کشف و کرامات ہوگیا۔

آپ کے اولین اور ارادت مند اور اولین خلیفہ جن کا وجود فقر کے لیے زینت کا باعث، تاجدار نظر حضرت پیر نادر شاہ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ نے اپنے مرشد پاک حضور سرکار عالی کی پہلی مرتبہ آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف تشریف آوری پر ایک ہزار چراغ تیار کئے تھے۔ جب پچاس کم ایک ہزار چراغ آپ جلا چکے تھے تو حضور سرکار عالی نے آستانہ عالیہ میں قدم مبارک رکھا تھا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا مولوی صاحب بس کریں جتنے چراغ جل گئے ہیں اتنے ہی کافی ہیں۔ اور پھر آپ کے مرشد پاک کی یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپکے ستائیس خلفائے عظام کے علاوہ دوسرے سلاسل عالیہ سے جو طالبان ازل آپ سے فیضیاب ہوکر عرفان الٰہی کے نہایت ارفع و اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔ رشد وہدایت کے روشن چراغ کی تعداد پچاس کم ایک ہزار ہے۔ یعنی اتنے اولیائے کامل صاحب کمالات کرامات پیدا کئے ہیں۔ آپ کی ظاہری حیات میں آپ سے کشف و کرامات کا ایک بے پناہ سلسلہ جاری رہا۔ ہزارہا تشنگان ظاہری و باطنی نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیوض و برکات سے اپنے اپنے گہرہائے مقصود سے جھولیاں بھریں۔ بیماروں کو شفا ملی۔ مشکلات و مصائب میں مبتلا لوگوں نے مشکلات و مصائب سے خلاصی پائی۔ ہر حاجت مند کی حاجت روائی ہوئی۔ آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ عہد طفولیت سے وصال تک کرامات سے بھرپور ہے۔

آپ نے ۵ شوال ۱۳۹۲ھ بمطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۷۶ء بروز جمعرات اس دنیا فانی سے عالم بقا میں انتقال فرمایا۔ ہر سال ۳۰ ستمبر کو آپ کا عرس مبارک عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ ملک کے کونے کونے سے ہزاروں ارادتمند عرس کی محفل میں حاضری دیتے ہیں۔

marfat.com

سرکار بڑیلہ شریف کے حضور

گجرات سے پچیس میل دور بڑیلہ شریف کی روحانی سرزمین پر ایک بار پھر بہار آئی قطب المشائخ سلطان الاولیاء شمس العارفین سراج السالکین الحاج مولوی محمد حفیظ اللہ کی صورت میں اس خطہ میں رشد وہدایت کا آفتاب روشن ہو۔ ولایت کی ان نورانی کرنوں کی روشنی دور دور تک پھیلنے لگی۔ بھٹکی ہوئی مخلوق ان کرنوں سے فیضیاب ہونے لگی۔ دل کی سیاہیاں روشنی میں بدلنے لگیں۔ پروانے دیوانے اس رشد وہدایت کی شمع سے دل لگا بیٹھے۔ روحانیت معرفت کے اس سمندر سے ہر کوئی اپنی پیاس بجھانے کے لئے یہاں آیا۔ عقیدت مندوں کے اس قافلہ میں میرے والد محترم حکیم راج علی۔ والدہ محترمہ مغفورہ بھی شامل ہو گئیں۔ میری ان بزرگ ہستیوں کو سرکار بڑیلہ شریف کے پہلے مریدین میں شامل ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ انہیں یہ بھی شرف حاصل ہوا ان کی دعوت پر سرکار بڑیلہ شریف غریب خانہ پر تشریف لائے۔ حاضرین میں لنگر تقسیم کیا گیا۔ آپ نے اپنے مرید خاص کو فرمایا راج علی۔ آج تم نے ہمارا روزہ کھلوا دیا ہے۔ عقیدت اور محبت کے رشتے بڑھتے گئے۔ ایک ارادت مند کے پاس یہی ایک خزانہ ہوتا ہے جو مرشد کامل کے قدموں میں نچھاور کیا جاتا ہے۔ مرشد کامل کی نظر کرم ہو جائے تو وہ دینی دنیاوی فیض سے مالا مال کر دیتا ہے۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے دل کا فیصلہ
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

وقت کے دھارے گزرتے رہے۔ چاروں جانب سے مخلوق خدا دن رات یہاں حاضر ہوتی اور دلی مرادیں پاتی۔ راقم جو آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف کا ادنیٰ سا خادم ہے۔ سال ۱۹۶۴ء میں پشاور میں دہم جماعت میں زیر تعلیم تھا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں والدہ محترمہ نے سرکار بڑیلہ شریف کے قدموں میں بیٹھا دیا۔ اور نصیحت فرمائی مرشد کامل کا دروازہ کبھی نہ چھوڑنا فلاح پاؤ گے۔ جب بھی فرصت کے لمحات ملیں مرشد کامل کے حضور گزارنا۔ مرشد کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا۔ بیعت ہوئی تنہائی میں پڑھنے کے لئے سبق بھی دیا۔ ساتھ یہ بھی فرمایا۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملسی ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

ساتھ یہ بھی فرمایا۔

جب سانس اندر جائے "اللہ" جب باہر نکلے "ہو" کی آواز آئے۔

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو

آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف میں ہر ماہ باقاعدگی سے گیارہویں شریف کا ختم ہر سال عرس مبارک پر جمعہ کو مزار مبارک پر زائرین ادت مند

marfat.com

حاضری دیتے ہیں۔

عرس مبارک پر ہزاروں انسان یہاں حاضری دیتے ہیں اس نورانی پاکیزہ محفل میں خادم بھی حاضر ہوا۔ آپ کے ارشادات سننے کا موقع ملتا۔ کئی مشکلات درپیش آئیں۔ آپ کو بذریعہ خط آگاہ کیا جاتا ایک بار آپ نے تحریر فرمایا۔

جنہوں کا عشق صادق ہو وہ کب فریاد کرتے ہیں

لبوں پہ مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

خادم دوسرے تیسرے روز چٹھی لکھتا۔ آپ کا جواب دعاؤں کے ساتھ ہوتا "یا مالک فضل فرماؤ"

یا ہادی رحمت کی گھڑی دراز کر

کبھی یوں دعائیہ کلمات تحریر ہوتے یا ہادی فضل کر۔ کرم کر۔ رحم کر۔ بیڑا پار کر۔ آپ خادم پر کمال شفقت فرماتے ہر چٹھی خط کا جواب موصول ہو جاتا۔ ان خطوط کی تعداد دو اڑھائی سو کے لگ بھگ ہوگی۔ میری یہ خوش قسمتی رہی آپ نے تین دفعہ غریب خانہ پر تشریف فرما کر دعاؤں سے خادم کی جھولی بھردی میں جب بھی بڑیلہ شریف قیام پذیر ہوتا آپ کے حضور حاضر رہتا۔ حقہ تازہ کر کے پیش کرتا۔ پاؤں دبانے کا شرف بھی حاصل رہتا۔ یہی جی چاہتا آپ کو دیکھتا رہوں۔

ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو

لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ہو

اتنیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کسے ول بھجاں ہو

مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

زندگی میں کئی مشکلات پیش آئیں۔ زندگی ایک امتحان گاہ ہے۔ یہاں قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ لوگ کبھی بھی ناکام نہیں ہوتے جن کے سر پر مرشد کامل کا سایہ ہو انسان گناہ کا پتلا ہے انسان سے کئی گناہ بھی سرزد ہو جاتے ہیں لیکن۔

کامل مرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو

نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صبون نہ گھتے ہو

میلیاں نوں کریندہ چٹا رچ ذرہ میل نہ رکھے ہو

یہاں وہاں تے مرشد وسدا باہو وچ نگاہ دے رکھے ہو

آپ کی زندگی سراپا کرامت رہی۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ آپ سیر کے لئے میل ڈیڑھ دو میل پیدل چلتے۔ ایک بار خادم بھی پانی کا لوٹا لئے آپ کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ان دنوں چھمب مناور ہندوستان کے قبضہ میں تھا۔ مناور کی طرف آپ نے اشارہ کر کے فرمایا مناور آزاد ہوگا۔ یہاں مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ مناور کی بادشاہی مسجد میں اللہ اکبر کی صدائیں نہیں گونجیں۔ ...

marfat.com

وقت ابھی آیا کہ آپ کا فرمان پورا ہوا مناور آزاد ہوا مناور کی مسجد نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔ میں دن کے علاوہ رات کے وقت بھی آپ کے حضور حاضر رہتا۔ تاکہ علم و معرفت کی گفتگو سے مستفید ہو سکوں۔ آپ شاہ اور گدا سے یکساں سلوک کرتے۔ کئی طالبان حق آپ کے آستانے پر حاضری دیتے اور فقر کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹتے۔ رات گئے تک آپ خطوں چٹھیوں کا جواب دیتے اور خادم کو حکم فرماتے ان چٹھیوں کو لفافہ میں بند کر دو اور ڈاک کے حوالے کر دو۔ آپ جب مریدین کے ہاں ہوتے خادم بھی بے قراری کے عالم میں وہاں پہنچ جاتا۔ ایک بار موچی دروازہ کے قریب کوچہ تیر گراں میں قیام پذیر تھے۔ کہ وہاں حاضری دی لاہور کے علاوہ وزیر آباد، سیالکوٹ، روڑس، سوہدرہ، جلالپور جٹاں، موٹا، متیانوالہ، مالووال، کوانکھ، مخسم، سدووال، نبھڑ، دینہ کے قریب ڈھوک ساہی، بجوات کے علاقہ گنگوال بھینس بیلی، آپ کے حضور حاضری دی یہاں پاک نورانی محفلیں منعقد ہوتیں۔ اور آپ کی دعاؤں سے اختتام پذیر ہوتیں۔

لنگر میں پکی ہوئی چیزیں بڑی شفقت سے دیتے۔ ایک محفل میں عالی سرکار نے خادم کو کرسی پر بٹھا دیا فرمایا کرسی نصیب ہوگی۔ کچھ روز بعد رات کو میں نے عرض کی یا سرکار میں نے وکالت میں داخلہ لینا ہے۔ آپ کی نظر کرم سے یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔ ان دنوں میں اخبار سے وابستہ تھا آپ فرماتے۔

"ایسی تحریر نہ سوچیں جس سے فساد فتنہ پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ نہ ہی کسی کا دل دکھنے پائے" خادم جب کبھی کسی مشکل کے حل کے لئے عرض کرتا آپ فرماتے سبق (سچے موتی) بکھیر دیئے ہیں۔ ان کو سمیٹ لو۔ یہ خزانہ آج ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہو
جتھے کلمہ دل دا پڑھیئے اوتھے جیبھ ملے ناں ڈھوئی ہو
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار گلوئی ہو
ایہہ کلمہ اساں نوں پیر پڑھایا باہو میں سدا سہاگن ہوئی ہو

علالت کے دوران آپ نے جلال پور جٹاں مختصر قیام فرمایا۔ وہاں بھی خادم کو شرف ملاقات بخشا۔ علالت کے دوران آستانہ عالیہ پر آپ سے ملاقات پر پابندی تھی۔ مریدین کا ایک سیلاب اڈ آیا تھا۔ میں گجرات سے سہ پہر آستانہ عالیہ بٹالہ شریف حاضر ہوا ملاقات پر پابندی تھی۔ جس کمرہ میں آپ قیام پذیر تھے میں اس کمرہ کے باہر دروازہ کے قریب کھڑا رہا۔ اچانک آپ کے اشارہ سے دروازہ کھل گیا۔ مرشد کامل کے ایک سچے عاشق کو دیدار نصیب ہوا۔ اور پھر اشارہ سے اجازت مل گئی۔

مرشد دے سیکوہاں تے میتوں دے نیڑے ہو
کی ہویا بت اوہلے ہویا پر اوہہ وسے وچ میرے ہو

میرے مرشد کا آستانہ قائم اور دائم آباد رہے وہ ہر وقت ہمارے پاس ہیں ان کی دعائیں شامل حال ہیں۔

marfat.com

مرشد مینوں حج مکے دا رحمت دا دروازہ ہو
کراں طواف دوالے قبلے حج ہووے نت تازہ ہو
کن فیکون جدوں دا سنیا سو ڈٹھا اللہ دا دروازہ ہو
مرشد سدا حیاتی والا اوہ کتھے خضر خواجہ ہو

کسی نے کیا خوب فرمایا

شامل حال اگر لطف خداوندی ہو
گلی مرادوں کے خزاں میں بھی کھل جاتے ہیں
صدق و ایمان و بصیرت کے خزانے اکبر
مرد درویش کے مرقد سے بھی مل جاتے ہیں

آستانہ مبارک پر حاضر ہونے والوں سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔ لنگر کے علاوہ چارپائی بستر غسل قیام کا دھیان رکھا جاتا ہے۔ لنگر کا اہتمام دن رات جاری رہتا ہے۔ زائرین کو میز کرسی پر بٹھا کر عزت و احترام کے ساتھ لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ سینکڑوں یتیم، غریبوں، مسکینوں کو بلا تمیز لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ آستانہ عالیہ میں کوئی غلہ بکس وغیرہ نہیں تعویز کے عوض نذرانہ وصول کرنے کا کوئی کاروبار یہاں نہیں ہے۔ شاہ اور گدا سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جو کچھ ملتا ہے وہ مخلوق خدا کی خدمت میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ انسانی سوچ سے باہر ہے۔ جہاں عقل ختم ہو جاتی ہے وہاں معرفت ولایت کرامت معجزہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

عرس مبارک پر ہزاروں ارادت مند حاضر ہوتے ہیں ایک نظم و نسق کے تحت ہر کام سرانجام دیا جاتا ہے۔ کوئی غیر شرعی حرکت دیکھنے میں نہیں آتی۔ دن رات حمد و ثنا لنگر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہاں حاضر ہونے والے کی دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ ہر دل کو سکون ہی سکون میسر آتا ہے۔ ہر روز گیارہ بجے سے لے کر بارہ بجے تک اجتماعی دعا ہوتی ہے۔

آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف میں ہر سال سات جون اور ۳۰ ستمبر کو عرس مبارک ہوتا ہے ہر ماہ چاند کی دسویں رات کو گیارہویں شریف کا ختم ہوتا ہے۔ جمعتہ المبارک پر مخلوق خدا حاضری دیتی ہے، عید کی دونوں نمازیں آستانہ مبارک پر ادا کی جاتی ہیں۔ اور مہمانوں کی تواضع لنگر سے کی جاتی ہے۔

---

marfat.com

حضرت سید میراں محمد یحییٰؒ رانیوال سیداں

گجرات سے جلالپور روڈ پر مزار شاہ بھولا کے قریب ایک سڑک خانقاہ سخی حافظ محمد حیات کوٹ میر حسین اور رانیوال سیداں کے قریب سے ہوتی ہوئی کھاریاں جلالپور روڈ کو کراس کرتی ہوئی اسکی ایک شاخ حاجی والہ اور لڑیانوالہ، کو جا نکلتی ہے۔ حاجی والہ کے قریب دوسری شاخ جلالپور صوبتیاں، اجنالہ، اعوان شریف کی طرف جا نکلتی ہے ان سڑکوں کے گردونواح میں کئی قدیمی قصبے، ٹبے اور لمبی قبریں ہیں یہ لمبے مزار ہزاروں سال قبل کے ہیں صدیاں گزرنے کے باوجود ان کے نشان موجود ہیں اور ان کا تقدس برقرار ہے یہ لمبے مزار موضع شاہ بھولہ کوٹ امیر حسین، بورجھ، جلالپور، چوہدووال، فتالیاں، نافریاں، پچانبڑے، لوسر، سریالی، کوٹلی، کونلہ، دھمتل، جلالپور صوبتیاں، مل، اعوان شریف، آہی، ہیرد ھن، ہزارا مغلاں، چھمب، بڑیلہ شریف ان کے علاوہ اسی علاقہ میں ان لمبے مزارات کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ قریب ہی ٹبے ٹیلے ہیں کیونکہ ماضی میں برصغیر کو اس سرزمین سے ملانے والی بڑی گزر گاہ اس علاقہ سے گزرتی تھی اور جانب شمالی پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ قدیمی گزر گاہیں ان پہاڑوں میں واقع ہیں۔

شاہ بھولالہ سے رانیوال جانے والی سڑک پر خانقاہ حافظ سخی محمد حیات بھی ہے۔ ماضی میں یہاں ایک بہت بڑا قلعہ تھا اس علاقہ میں حافظ صاحب کا آستانہ مبارک ہے۔ جو ماضی میں ایک بہت بڑا روحانی آستانہ تھا۔ حافظ صاحب کا لنگر بے مثال تھا جہاں روزانہ سینکڑوں افراد مسافر لنگر کھاتے حافظ سخی محمد حیات کے حضور شہنشاہ ہند و جہانگیر اور ملکہ نور جہان نے بھی حاضری دی۔

خانقاہ حافظ حیات سے تھوڑے سے فاصلہ پر ایک بلند ٹیلہ پر رانیوال سیداں کا قدیمی قصبہ ہے۔ گاؤں کے عین وسط میں حضرت میراں یحییٰ کا مزار مبارک ہے رانیوال کے ارد گرد کئی پرانی قبریں اور مزار موجود ہیں جو اس گاؤں کے قدیمی ہونے کا ثبوت ہیں۔ سب سے بڑا ثبوت تو حضرت میراں یحییٰ کا روضہ مبارک ہے۔ روضہ کے قریب جو درخت ہیں وہ بھی بہت قدیمی ہیں جن کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ نے مسواک پھینکی تو اس مسواک کے درخت بن گئے جو صدیاں گزرنے کے باوجود ختم نہیں ہوئے۔ کتاب تذکرہ شہنشاہ ولایت از محمد نواز شاہد میں حضرت سرکار کے بارے میں تحریر ہے کہ آپ مغلیہ خاندان کے بانی شہنشاہ ظہیر الدین بابر کے عہد میں ترمذ سے تبلیغ کی خاطر دہلی میں تشریف آور ہوئے۔ حضرت میران محمد یحییٰؒ مشہور عارف زمانہ اور قطب دوران تھے۔

marfat.com

پیچھے راجہ کے سپاہی لگے ہوئے تھے وہ بھی آگئے خیمہ میں داخل ہو کر صاحبزادگان سے خرگوش کا مطالبہ کیا تو دونوں صاحبزادگان نے فرمایا بے زبان جانور ہماری پناہ میں آگیا ہے ہم پر اس کی حفاظت فرض ہے کیونکہ ہم سید زادے ہیں۔ سپاہیوں نے فوراً کہا کہ ہم سید ہونے کی سند دکھاؤ صاحبزادگان نے فرمایا کہ ہمارے والد بزرگوار باہر گئے ہوئے ہیں وہ آئیں گے تو تمہیں سید ہونے کی سند ضرور مل جائے گی وہ چلے گئے اور صبح آنے کو کہہ گئے۔

ان میں سے ایک جو زیادہ بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا تھا جب رات کو سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ محشر کا میدان گرم ہے اور ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے جب وہ پھرتا پھراتا جنت کے دروازے پر پہنچا تو ایک دربان سے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور جنت کا متمنی ہوں تو فرشتے نے کہا کہ اپنی مسلمان ہونے کی سند لاؤ اس نے جواب دیا سند کیا؟ میں کلمہ پڑھتا ہوں نماز پڑھتا ہوں فرشتے نے کہا کہ تم مسافر سید زادوں سے سید ہونے کی سند طلب کرتے ہو اور خود ہم کو ٹرخاتے ہو صبح ہوتے ہی وہ فوراً صاحبزادگان کے حضور حاضر ہوا اور معافی مانگی حضرت میراں یحییٰؒ سفر کرتے ہوئے دہلی کے قریب وجوار میں قیام پذیر ہوئے اور اخلاق حسنہ سے دین کی تبلیغ شروع کی اور بہت سے غیر مسلموں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا اور آپ کی کرامات ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ جب یہ خبر شہنشاہ ہند ظہیر الدین بابر تک پہنچی تو بابر نے آپ کے لیے بہترین دوشالہ اور عربی نسل کا گھوڑا بطور نذرانہ پیش کیا۔

آپ نے دوشالہ کو تار تار کر دیا اپنے درویشوں کو لنگوٹ بنا کر دیئے گھوڑے کو ذبح کر کے ایک ٹانگ شہنشاہ کو بھیج دی جب قاصد گھوڑے کی ٹانگ لے کر واپس بادشاہ کے پاس گیا قاصد نے تحائف کی درگت بنتے دیکھی تو شہنشاہ بابر کو تمام واقعہ بیان کیا بابر نے فوراً گھوڑے اور دوشالے کی واپسی کا حکم دے دیا۔

حضرت میراں یحییٰؒ نے اپنے درویشوں کو حکم دیا تمام لنگوٹیاں واپس کر دیں گھوڑے کی ہڈیاں اکٹھی کر لائیں آپ نے تمام لنگوٹیاں اور گھوڑے کی ہڈیوں کو ایک گڑھے میں دفن کر دیا پھر تھوڑی سی مٹی ہٹا کر قاصد سے کہا اپنا دوشالہ پکڑ لو قاصد جس لنگوٹی کو ہاتھ لگاتا تو وہ مکمل دوشالہ ہوتا اسی طرح آپ نے ہڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "قم باذن اللہ" حکم ملتے ہی گھوڑا تین ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا فرمایا گھوڑا لے جاؤ بادشاہ سے کہو کہ ایک ٹانگ تو اس کے پاس موجود ہے وہ خود لگا لے جب قاصد تین ٹانگوں والا گھوڑا اور دوشالہ لے کر شہنشاہ بابر کے پاس پہنچا اور تمام واقعہ سنایا تو شہنشاہ بابر ندامت سے جھک گیا عقیدت مند بن کر آپ کے حضور حاضر ہوا اپنی لڑکی اور ایک کنیز کو بطور نذرانہ پیش کیا جو آپ نے قبول فرما لیا شہزادی کے ساتھ آپ نے نکاح کر لیا بعد ازاں آپ رانیوال میں قیام پذیر ہوئے۔

واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ دہلی کے قیام کے دوران آپ کا ایک مرید جو پنجاب کا رہنے والا تھا اس کا ایک عقیدت مند واپس آیا تو اس کا دوست رانا گوجر رہا ہو چکا تھا وہ فوراً قدم بوسی کے لئے دہلی روانہ ہو گیا حاضری دینے کے بعد اس نے عرض کی جب کبھی آپ پنجاب میں تشریف لائیں میرے ہاں ضرور تشریف لائیں آپ تبلیغ دین کے لیے پنجاب تشریف لائے تو آپ کو رانا گوجر سے کیا ہی وعدہ یاد آگیا۔ آپ دیہہ ہذا میں جو کہ تبہ انا

marfat.com

گوجر کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں تشریف فرما ہوئے تو رانا گوجر نے گزارش کی کچھ عرصہ بعد آپ ٹبہ رانا گوجر میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے۔ رانا گوجر کی خدمت کی وجہ سے یہی نام عرصہ تک مشہور رہا جو بعد ازاں رانیوال سیداں کے نام سے مشہور ہو گیا۔ حضرت میراں یحییٰ کا مزار ایک بلند ٹیلہ پر واقع ہے جو ابھی تک کچا ہے قریب ہی تلاوت قرآن نماز کے لئے ایک کمرہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کی بہت کرامتیں مشہور ہیں۔

ظہیر الدین بابر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ لشکر اسلام کے لیے دعا کریں کہ رانا سانگا کے ساتھ مقابلہ میں فتح ہو۔ حضرت میراں سرکار نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے فتح سے ہمکنار کرے گا۔ لیکن میری نصیحت ہے شراب نوشی ترک کردو۔ تاریخ گواہ ہے بابر نے آپ کے فرمان کے مطابق شراب نوشی ترک کردی۔ اور شراب کے تمام مٹکے توڑ دیئے۔ اللہ کا نام لے کر رانا سانگا پر بھرپور حملہ کیا۔ میراں سرکار کی دعاؤں سے بابر کو فتح نصیب ہوئی۔ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ کوٹلی سید امیر سیالکوٹ اور چوتھا سیداں راولپنڈی میں آباد ہیں۔ آپ کے روضہ مبارک سے نور کے شعلے نکلتے دیکھے گئے ہیں۔ پیر سید جماعت علی شاہ نے آپ کے مزار پر حاضری دی۔ پیر سید ولایت شاہ گجراتی اکثر آپ کے روضہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کی اولاد سے نامور اور علمائے کرام درویش ہو گزرے ہیں۔ جن میں حضرت پیر سید ولایت شاہ سید محمود شاہ گجراتی۔ سید حاجی احمد شاہ شامل ہیں۔ آپ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ رانیوال میں چوری کی وارداتیں نہیں ہوتیں۔ آپ کے مزار پر کئی درویش اور اولیاء کرام حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے فیض کے چشمے جاری ہیں۔ حاضرین دینی ودنیاوی فیض حاصل کر رہے ہیں

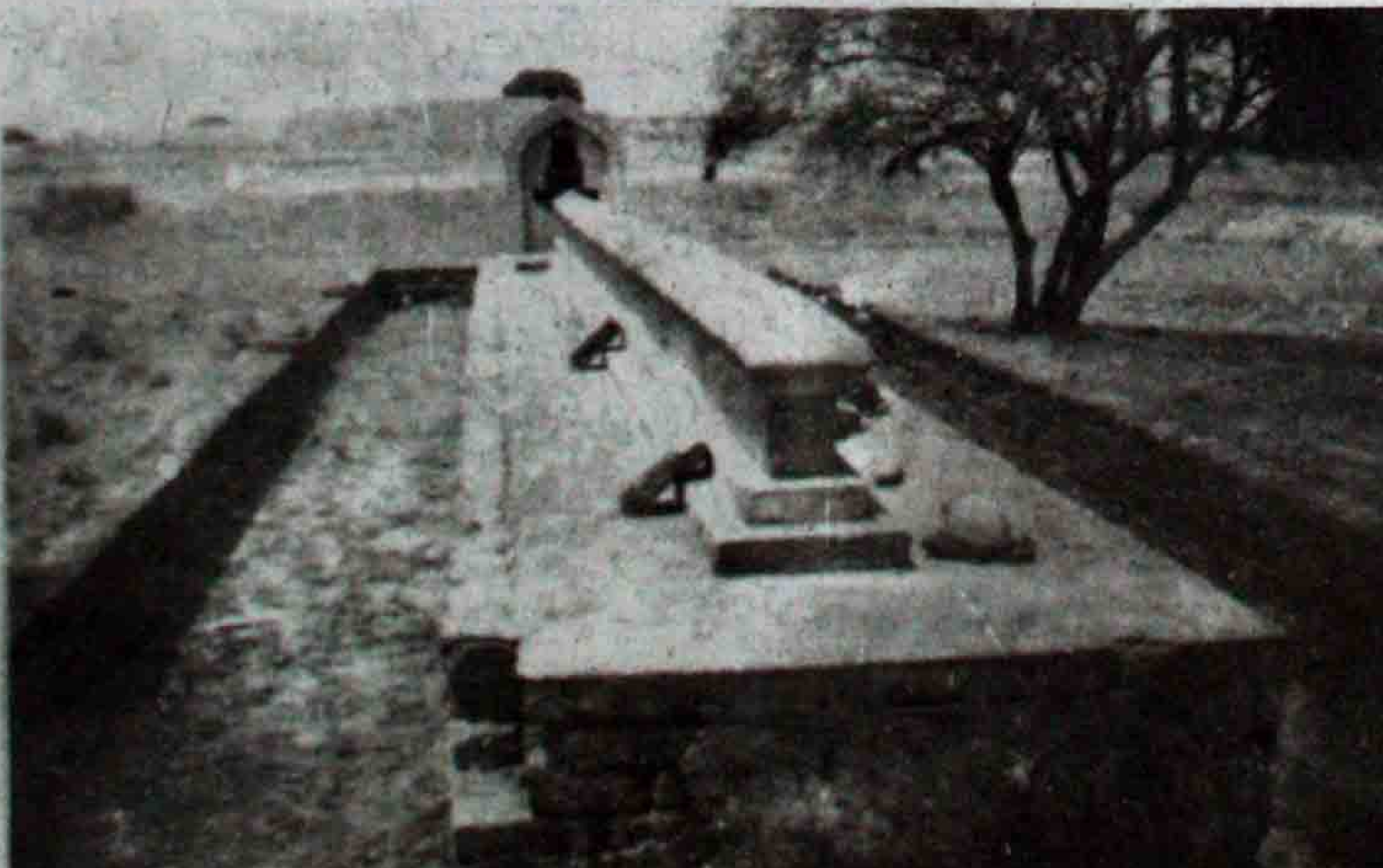

حاجی والہ کے ٹبہ کے قریب نو گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے

marfat.com

حضرت سید کبیرالدین شاہ دولہ دریائی گنج بخش

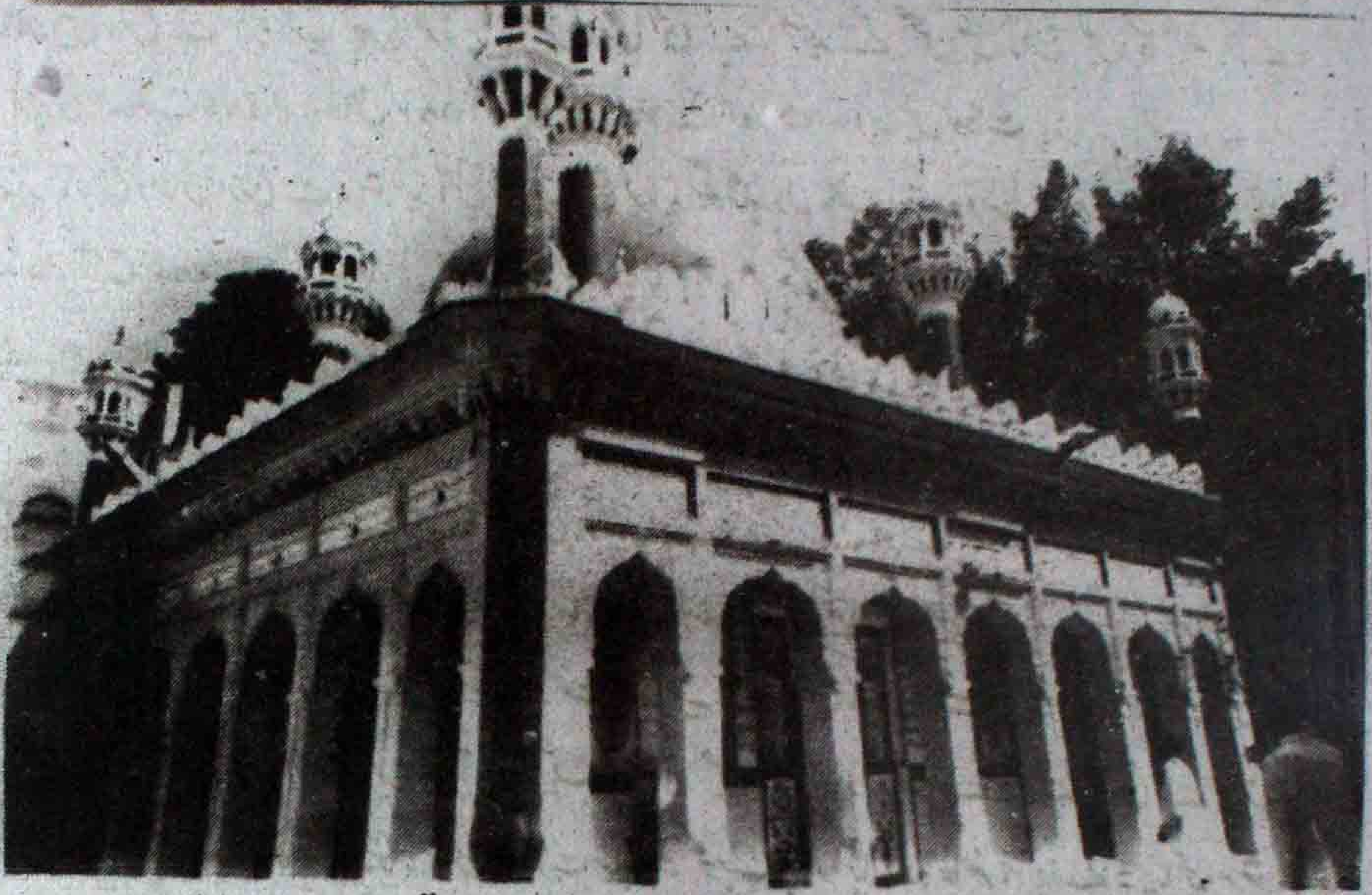

برصغیر پاک وہند میں اسلام پھیلانے میں ہمارے اولیاء کرام کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلے میں بیشتر اولیاء کرام ہندوستان تشریف لائے۔ اس سرزمین پر لاکھوں انسانوں کے دلوں کو منور کیا حضرت شاہدولہ دریائی گجراتی بھی ان ہی اولیاء کرام کے سلسلے میں سے ہیں۔ گجرات شہر کے مشرق کی جانب ایک سڑک شاہدولہ دربار کی طرف جاتی ہے۔ جسے شاہدولہ روڈ کہتے ہیں دربار کے باہر ایک دروازہ پر اسم مبارک درگاہ حضرت سید کبیرالدین شاہدولہ دریائی گنج بخش لکھا ہے۔ اندر داخل ہوتے ہی دائیں بائیں مغلیہ دور کی چھوٹی اینٹوں سے کمرے تعمیر شدہ ہیں۔ جو اب خستہ حال ہیں۔ البتہ چھوٹی اینٹیں طرز تعمیر قدیمی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ ایک ڈاٹ نما دروازہ عبور کرنے کے بعد جنوب کی جانب مسجد ہے۔ جو اس خطہ کی قدیمی مسجد ہے۔ اس کے گنبد اور مینار بھی بہت قدیمی ہیں۔ عین صحن میں برگد کا بہت پرانا درخت ہے۔ جس کے سائے میں آج تک مخلوق نے بیٹھ کر شاہدولہ صاحب سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل کیا ہے۔ اس سرزمین پر کتنے انقلاب آئے بستیاں اجڑیں آباد ہوئیں۔ لیکن شاہدولہ کے قدموں میں برگد کا یہ درخت اسی شان سے قائم اور دائم ہے۔ اس خطہ میں کسی قدیمہ بستی میلہ ٹبہ یا کسی مزار پر نظر ڈالی جاتے تو وہاں پیپل اور برگد کے درخت ماضی کی داستانیں لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت شاہدولہ صاحب کے قدموں میں بیگم راج محل کا مقبرہ ہے۔ جو مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے اس نے شرط عائد کی کہ بعد از وفات اسے حضرت شاہدولہ صاحب کے قدموں میں دفن کیا جائے آپ حضرت شاہدولہ کی نظر کرم سے مسلمان ہوئیں۔ روایت کے مطابق بیگم راجہ محل کو آپ کے

marfat.com

قدموں میں دفن کیا گیا محلہ بیگم پورہ ان ہی کے نام سے منسوب ہے۔ اور عالمگیر کے دور کی تعمیر کردہ مسجد بیگم پورہ بھی اسی محلہ میں واقع ہے۔ جو اب جدید طرز پر تعمیر کردی گئی ہے۔ مسجد کے صحن میں راج محل کا مقبرہ ہے۔
حضرت شاہدولہ صاحب ۹۸۹ھ بمطابق ۱۵۸۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی۔ روضہ کے بیرونی دروازے پر تاریخ وصال درج ہے۔ بتوحید آل عارف حق گروید بگو شاہدولہ بخت رسیدہ وصال ۱۰۸۵ھ محکمہ اوقاف کی جانب سے شائع شدہ پمفلٹ کے مطابق آپ کے والد کا نام عبدالرحیم لودھی تھا۔ جو ابراہیم لودھی کی اولاد میں سے تھے۔ جو سلطان بہلول لودھی کا پوتا تھا آپ کی والدہ کا نام نعمت بی بی تھا۔ جو سلطان سارنگ گکھڑ کی پوتی تھیں۔

آپ کی ولادت کچھ عرصہ بعد آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ جب نو برس کے ہوئے تو والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ پھر یتیمی کی حالت میں پھرتے سیالکوٹ آ گئے جہاں ایک ہندو کھتری کیماں ودھیرا نے آپ کے سر پر ہاتھ رکھا آپ کی پرورش کی آپ کو حضرت سید سرمست رحمتہ اللہ علیہ سے فیض ملا دن رات ان ہی کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب مرشد کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک اور مرید جس کا نام دولا تھا اسے نعمت باطنی سے نوازنا چاہا لیکن دو بار طلب کرنے پر وہ حاضر نہ ہوا۔ لیکن حضرت شاہدولہؒ کو جب پکارا جاتا وہ حاضر ہو جاتے۔ چنانچہ مرشد پاک نے حضرت شاہدولہؒ کو باطنی نعمتوں سے سرفراز کر کے خرقہ خلافت عطا کر دیا۔ اور فرمایا کہ راہ مولا بہ شاہدولہ گردد یعنی جسے اللہ تعالیٰ سرفراز فرماتا ہے۔ وہی شاہدولہ ہوتا ہے۔ اسی روز سے آپ شاہدولہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ کبیرالدین کا خطاب بھی آپ کو مرشد نے ہی دیا تھا۔ مرشد کی دعا اور خدمت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی زبان میں ایسی تاثیر پیدا ہو گئی آپ جو بات بھی زبان مبارک سے کہہ دیتے پوری ہو جاتی۔
دریائی کا خطاب بھی آپ کو شاہ سید سرمست نے دیا تھا آپ کی سخاوت دریا کی طرح تھی آپ کے پاس جو سائل آتا وہی مراد پالیتا۔ حاجت مند مخلوق ہر وقت آپ کے در پر دستک دیتی۔ خصوصاً وہ لوگ جو بے اولاد تھے وہ حاضر ہو کر التجا کرتے اور خدائی جناب سے ان کو اولاد مل جاتی۔ آپ نے رفاع عامہ کے کاموں میں بہت حصہ لیا۔ تاریخ گجرات از مرزا اعظم بیگ لکھتے ہیں۔ حضرت شاہدولہ کو رفاع عامہ کے کاموں کا بہت شوق تھا۔ آپ نے بہت سے تالاب پل کنوئیں مسجدیں سرائیں تعمیر کروائیں جن کے آثار اب بھی موجود ہیں روایت مشہور ہے کہ جس کے ہاں اولاد نہ ہو وہ یہاں منت مانتا ہے کہ اگر اللہ نے اسے اولاد سے نوازا تو وہ پہلا بچہ شاہدولہ کے حضور پیش کرے گا۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر بچے جن کو شاہدولہ کے چوہے کہتے ہیں مخصوص نقش حلیہ کے ہوتے ہیں جن کے سر چھوٹے ہوتے ہیں۔ جو عموماً مخبوط الحواس ہوتے ہیں۔ دنیا بھر میں کسی اور مزار پر ماں باپ کو اپنی اولاد کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نہیں پایا گیا لیکن اس درگاہ سے یہ بات منسوب ہے۔ لیکن اب جدید سائنسی دور کی وجہ سے خیالات میں تبدیلیاں آ گئی ہیں۔

marfat.com

حضرت شاہدولہ کے آستانہ عالیہ پر دن رات مخلوق حاضر ہوتی رہتی ہے ۔ مخلوق خدا کی حاضری کا یہ سلسلہ دن رات جاری رہتا ہے ۔ آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں ۔ اہل بصیرت جنہوں نے روحانیت کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے ۔ وہ یہاں ضرور حاضری دیتے ہیں ۔ آپ بہت بڑے عالم دین تھے ۔ مزار کی جدید تعمیرات قاضی سلطان محمود صاحبؒ نے کروائی ہے ۔ گرد و نواح کی قدیمی تعمیراتیں استعمال ہونے والی اینٹیں بھی مغل شہنشاہ اکبر کے دور کی معلوم ہوتی ہیں ۔ روضہ کے جانب مشرق سنگ مرمر کے پتھر پر شجرہ پیران طریق عالیہ قادریہ تحریر ہے ۔ جناب شیخ سید شاہ کبیر الدین بادشاہ دولہ جناب حضرت غوث الاعظم شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی پیران پیر دستگیر صاحب جناب شیخ ابو سعید مخدومی صاحب، شیخ ابوالحسن، صاحب جنکاری، شیخ ابو بکر شبلی صاحب، شیخ ابو الفرح طرطوی، شیخ عبد الواحد، شیخ جنید بغدادی صاحب سقطی، جناب معروف کرخی، شیخ داؤد طائی صاحب، شیخ عجمی صاحب، شیخ خواجہ حسن بصری صاحب، جناب حضرت حضور مولا کرم اللہ وجہہ خاتم النبین ﷺ شاہدولہ کے بارے میں تاریخی کتابوں میں درج ہے کہ آپ کا لنگر دن رات جاری رہتا غریب مسکین اور راہی مسافر سب کو کھانا ملتا۔ مخبوط الحواس لاوارث بچے جن کا سر چھوٹا سا چوہے کی طرح ہوتا ہے جہاں کہیں پیدا ہوتے لوگ حضرت شاہدولہ کی خانقاہ پر چھوڑ جاتے۔

شاہدولہ صاحب ان کو محبت سے رکھتے اور لنگر سے ان کی پرورش کا حکم فرماتے ۔ یہ بچے شاہدولہ کے چوہے کہلاتے تذکرہ شاہدولہ میں لکھا ہے ۔ مائیکرو سفالی ایک بیماری ہے ۔ جس سے بچے کا سر نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے ۔ ذہنی سادگی مدتیہ ... ہوتی ہیں جن کا ذکر شاہدولہ کے چوہوں کے ضمن میں کیا گیا ہے ۔ شاہدولہ انسان دوستی میں مشہور تھے ۔ آپ غریبوں بے کسوں کا سہارا بن گئے ۔ کیونکہ ماں باپ کے لئے یہ بچے عذاب تھے معلوم نہیں یہ کیسے مشہور ہوگیا کہ یہ بچہ شاہدولہ کی کرامت کا نتیجہ ہے ۔ ان نقش نگار کے بچے دنیا بھر میں پائے جاتے ہیں ۔ دوران حمل تصوراتی اور نفسیاتی اثر بھی بچہ پر ہوجاتا ہے ۔ ان معصوم اپاہج بچوں کی تجارت کا سلسلہ شروع ہوگیا ۔ پیشہ ور گداگر ان بچوں کو شاہدولہ کے نام پر بھیک پر مجبور کرتے ہیں اور اس شکل و صورت کے بچے شاہدولہ صاحب سے منسوب کر دیئے جاتے ہیں ۔ سادہ لوح عورتیں جن کے ہاں بچہ نہیں ہوتا پیشہ ور لوگ ان کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ درگاہ پر منت مانیں اور پہلا بچہ بطور نذرانہ درگاہ کے سپرد کردیں ان کے علاوہ ان اپاہج اور معذور بچوں کو بھی درگاہ کے حوالے کریں ماضی میں نذرانے کے یہ بچے انتہائی سنگدلی کے ساتھ فروخت کردیئے جاتے ہیں ۔ یا کرایہ پر دے دیئے جاتے ہیں ۔ ان کو مار پیٹ کر بے رحمی سے ان سے بھیک منگوائی جاتی ہے ۔ اب بھی دور دراز کے دیہات میں لاری اڈا پر کبھی کبھار سبز چوغہ پہنے یہ چوہے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں لیکن اب جدید دور میں یہ سلسلہ ختم ہو رہا ہے۔ دنیا کا کوئی قانون بیگار یا گداگری کی اجازت نہیں دیتا گداگری ایک لعنت ہے اس جدید دور میں بھی بچوں کو اپاہج کرکے ان سے بھیک مانگنے کا کام لیا جاتا ہے ۔ آپ کا وصال گجرات میں اورنگزیب عالمگیر کے دور حکومت میں ہوا ۔ قطعہ تاریخ پر یہ شعر آپ کے مزار مبارک کے دروازے پر لکھا ہوا ۔ عرس ہر سال انیس جون کو تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے

توحید آں عارف حق گزیدہ بلو شاہ ولہ بخت رسیدہ

marfat.com

آفتاب اولیاء مرد کامل حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ آف چک میانہ

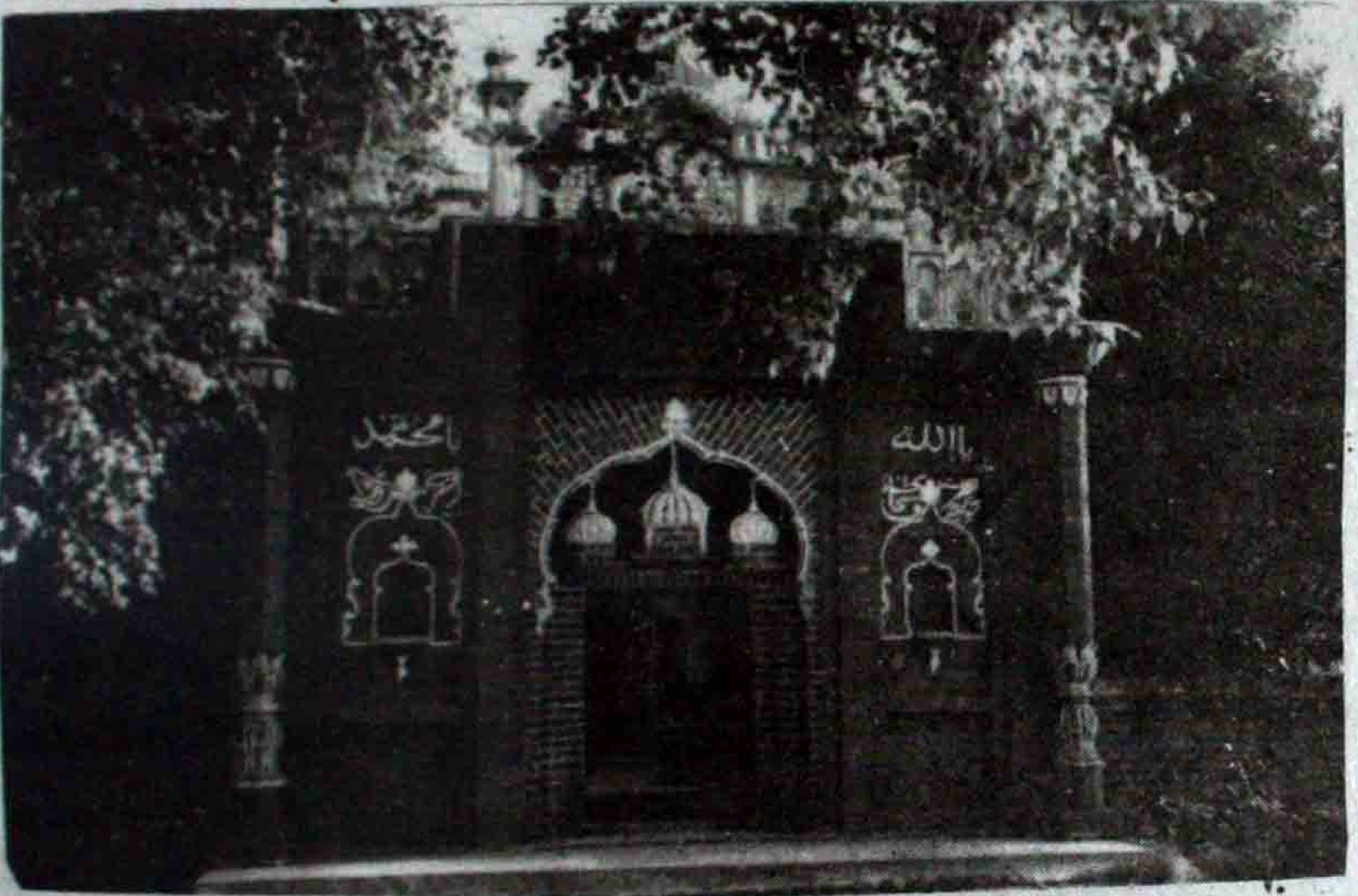

ہھسم اور فتح پور کے قریب بھکڑے والی سے ملحقہ ایک مشہور معروف قصبہ چک میانہ ہے۔ جہاں آفتاب اولیاء راہنما کامل حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ کا آستانہ مبارک ہے جہاں دن رات اللہ کی رحمت برستی ہے۔ گاؤں چک میانہ آپ ہی کی وجہ سے مشہور ہے۔ آپ کی اولاد چک میانہ کے علاوہ دوسرے اضلاع میں آباد ہے۔ حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اور درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ حضرت شاہ دولہ دریائیؒ کے عہد میں یہاں تشریف لائے اللہ رسولؐ کا پیغام دور دور تک پہنچایا۔ بھٹکتے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لایا آپ کا وصال چک میانہ میں ہوا۔ یہیں پر آپ کا روضہ مبارک ہے آپ کا عرس ہر سال ہاڑ کی دوسری جمعرات کو بڑی دھوم دھام اور عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ عقیدت مند دور دراز سے روضہ پر حاضر ہو کر اپنی دنیاوی فیض حاصل کرتے ہیں۔ غرض مندوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں آپ دہلی سے تشریف لائے تھے آپ کے خاندان کا شجرہ نسب چک میانہ میں محفوظ ہے آپ نے دین اسلام کی تبلیغ، اشاعت کے لئے بہت سے کارنامے سرانجام دیئے جس کی نشاندہی پنجابی زبان میں لکھے ہوئے عارفانہ کلام سے بھی ہوتی ہے۔ دینی علوم کے علاوہ آپ دنیائے عرفانی کے بھی تاجدار تھے آپ بڑے پرہیزگار اور متقی تھے آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

آپ کے روضہ پر جو نیت لے کر آتا ہے اس کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں آپ کے روضہ مبارک پر اب بھی فیض کا سلسلہ جاری ہے آپ کا روضہ مبارک گاؤں چک میانہ سے جانب مغرب ہے بڑے بڑے عمر رسیدہ درخت آستانہ کے گردونواح اب بھی قائم اور دائم ہیں۔ آپ کے روضہ کے قریب دو اور مزارات بھی ہیں جو آپ کے قدموں کے قریب ہیں کھلے صحن کے قریب عقیدت مندوں اور زائرین کے لئے ایک برآمدہ تعمیر کیا گیا ہے۔

marfat.com

سلطان العارفین حضرت شیخ اللہ وار سری گندرہ نزد مدینہ

گجرات جس کے چاروں اطراف کئی صوفیائے کرام نے روحانیت کے چشمے جاری کئے ہوتے ہیں ان ہی نیک ہستیوں میں حضرت شیخ اللہ داد سری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ گجرات شہر سے چند کلومیٹر بھمبر روڈ پر زمیندار کالج سے ذرا آگے ماڈل ٹاؤن کے قریب ایک سڑک گندھرا (مدینہ) کی طرف جاتی ہے۔ وہاں سڑک کے کنارے ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر مزار مقدس سلطان العارفین حضرت شیخ اللہ داد سری اس لنک روڈ پر نصف فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد شمال کی جانب سفید رنگ کی مسجد اور اس کے قریب وسیع احاطہ میں تعمیر شدہ قدیم اور جدید چار دیواری میں حضرت شیخ اللہ داد سری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ جدید چار دیواری میں اس خاندان کے بیشتر افراد کی قبریں ہیں۔ اس کے ساتھ مغلیہ دور کی قدیم چار دیواری اور اسکے چاروں کونوں پر برج نما ستون اب بھی قائم ہیں۔ مشرقی جانب دروازہ احاطہ کے اندر مزار مبارک ہے۔ مزار حالیہ برسوں میں جدید طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ قطعات مزار کے سرہانے روضہ کے کتبہ پر درج ہیں۔ ان میں ایک قطعہ پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قلعداری کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے کتاب شیخ اللہ داد سری اور ان کا خاندان مرتب کی ہے انکے چند اشعار جو کتبہ پر درج ہیں۔

امام عارفاں آں شیخ سری بنام قریشی معروفی اللہ داد

ازیں دار فنا چوں رخت برداشت ہر سو رفت آہ فریاد

امام عارفہ قطب زماں سال زشاہی و ثمر ایں حمد اعداد

سن زوتش پاکاں باحمد ہاتف یحیی ندارد

موضع گندرہ میں حضرت شیخ اللہ داد سری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ عہد اکبری میں یہاں بہت بڑا جنگل ہوا کرتا تھا۔ قرب و جوار کوئی آبادی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اس جنگل میں حضرت شیخ اللہ داد سری رحمۃ اللہ علیہ دنیا جہاں سے لاتعلق ہو کر یاد الہی میں مشغول ہو گئے۔ اور جنگل میں ہی رہنا پسند کیا۔ حضرت شیخ اللہ داد سری رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نصب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ مغلیہ دور میں قریشی والا ضلع ملتان سے اٹک کے راستے گجرات گندرہ تشریف فرما ہوئے۔ اندھیروں میں جب نورانی شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ تو اس کی روشنی میں دور دور سے بھٹکے ہوئے مسافر راہ حق کی تلاش میں آ ہی نکلتے ہیں اور اپنی منزل کو پا ہی لیتے ہیں۔ آپ کی کرامات قرب و جوار میں مشہور ہونے لگیں کہ اکبر بادشاہ جب کشمیر فتح کرنے کے ارادہ سے گجرات کے راستے کشمیر جارہا تھا۔ کہ راستہ میں گجرات پڑاؤ کیا۔ گجرات میں قلعہ باؤلی اور اکبری حمام اکبر بادشاہ کے ایما پر تعمیر ہوتے تھے۔ جو اس زمانہ کی عظمت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کسی نے ان یادگاروں کے بارے میں کیا خوب شعر کہے ہیں۔

marfat.com

بہ چیز از سعی اکبر گشت انجام
حصار باؤلی و کہنہ تمام

گجرات بسعی اکبر آباد ۹۹۷ھ مغل شہنشاہ اولیاء کرام سے بہت عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ اکبر نے جب گجرات قیام کے دوران حضرت شیخ اللہ داد سری کے بارے میں سنا تو اکبر آپ کے حضور دعا کے لئے حاضر ہو اور التجا کی کہ نگاہ کرم فرمائیں کہ کشمیر فتح ہو جائے۔ حضرت شیخ اللہ داد سری نے نظر کرم کی اور جس درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اس درخت کی ٹہنی توڑ کر اکبر بادشاہ کو دی اور بشارت دی کشمیر فتح ہو گیا ہے۔ آپ نے ابھی کہا ہی تھا۔ کہ سوار نے آکر خوشخبری سنائی کہ کشمیر فتح ہو گیا ہے۔ شہنشاہ اکبر نے عقیدت کے طور پر شاہی جاگیر کے لئے فرمان جاری کیا جس کی رو سے پندرہ سو بیگہ زمین بطور جاگیر آپ کو عطا ہوئی آپ نے ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی۔

گندھرہ (مدینہ) کے قریب آپ کا مزار مبارک ہے جس کی دیکھ بھال آپ کے خاندان کے فرد کرتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دنیا میں ہر بہار کے لئے خزاں ہے لیکن درویشوں ولیوں کی بہار کو کبھی خزاں نہیں آتی۔ مزار کے قریب تعمیرات مغلیہ دور کی ہیں۔

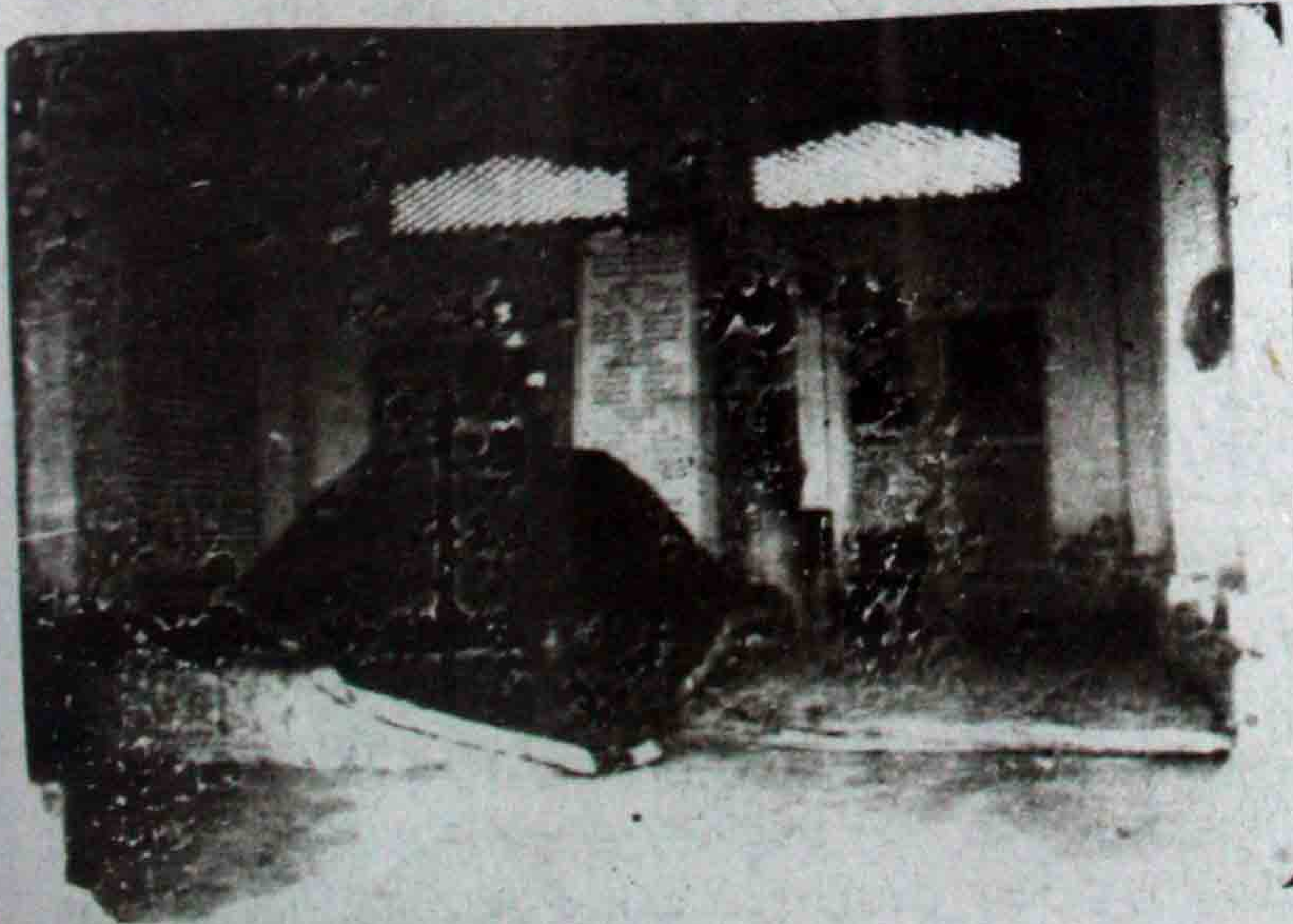

کندرہ نزد مدینہ میں حضرت شیخ اللہ داد سری کا مزار

marfat.com

حضرت شاہ حسین ملتانیؒ خواجہ فرد فقیرؒ

گجرات شہر کے تین اطراف حضرت شاہدولہ دریائی شاہ جہانگیر اور حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے آستانے ہیں۔ شہر کے جانب مغرب حضرت شاہ حسین ملتانی کا روضہ مبارک ہے۔ ملحقہ مسجد میں خواجہ فرد فقیر کا مزار ہے۔ حضرت شاہ حسین مغلیہ دور میں حضرت شاہدولہ دریائی کے دور میں گزرے ہیں۔ آپ ملتانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ ملتان سے آئے تھے۔ دوسری روایت گجرات کی بات از اسحاق آشفتہ تبلیغ تدریس کے سلسلے میں آپ اکثر ولیوں کے شہر ملتان جایا کرتے ہیں اس لئے ملتانی مشہور ہو گئے۔ گجرات میں محلہ شاہ حسین آپ کے نام سے اور ایک گرلز سکول شاہ حسین گرلز سکول اور چوک شاہ حسین آپ کے نام منسوب ہے۔ آپ کا تعلق سید خاندان سے تھا اور آپ ایک کامل ولی صاحب نظر درویش ہو گزرے ہیں۔ علامہ عنایت اللہ بٹ کے مطابق حضرت شاہدولہ صاحب اکثر آپ کو سلام کرنے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت شاہدولہ صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر آرہے تھے آپ دیوار پر بیٹھ گئے اور دیوار چل پڑی یوں ایک ولی نے دوسرے کا استقبال کیا۔

آپ کے بارے میں اور روایت مشہور ہے۔ گجرات کی ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی یا سرکار ایک بیٹے کی خواہش ہے۔ آپ نے دعا فرمائی لڑکا ہی ہو گا۔ وہی عورت بعد میں حضرت شاہدولہؒ کے حضور حاضر ہوئی التجا کی حضور بیٹے کی طلب گار ہوں۔ حضرت شاہدولہ نے فرمایا لڑکی پیدا ہوگی۔ چنانچہ مقررہ وقت کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ وہ [illegible] کو لے کر حضرت شاہدولہؒ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا یا سرکار آپ نے فرمایا تھا کہ لڑکی پیدا ہوگی لیکن حضرت شاہ حسینؒ کے فرمان کے مطابق لڑکا پیدا ہوا ہے۔ حضرت شاہدولہؒ نے فرمایا اے عورت ذرا دیکھ لڑکی ہے یا لڑکا جب عورت نے دیکھا تو اس کی گود میں لڑکا لڑکی بن چکی تھی۔ وہ عورت پریشانی کے عالم میں حضرت شاہ حسینؒ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ لڑکا ہے اور آئندہ کے لئے حضرت شاہدولہ کے پاس یہ سوال لے کر نہ جانا ورنہ ہمیشہ کے لئے لڑکی ہی بن جائے گی۔ اور اللہ کے ولیوں سے بحث نہ کرنا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی آپ کی معتقد تھے علامہ عنایت اللہ بت نے آپ کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا کہ آپ کی حیات میں ایک ہندو آپ کا عقیدت مند تھا وہ گنگا میں اشنان کے لئے جانا چاہتا تھا۔ آپ نے ہندو سے کہا جب گنگا اشنان کا وقت آئے مجھے مطلع کرنا چنانچہ وہ ہندو گنگا کے تہوار کے لئے اجازت مانگنے آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی سرکار گنگا کا تہوار قریب آگیا ہے۔ صرف ایک دن رہ گیا ہے۔ میں کیسے پہنچوں گا۔ آپ کے ہاں نے

marfat.com

قریب آپ نے اپنے دست مبارک سے کنواں تعمیر کروایا تھا۔ آپ نے ہندو سے کہا رسہ کے ساتھ لٹک کر
کنواں میں داخل ہو جاؤ چنانچہ وہ ہندو کنواں میں داخل ہوگیا۔ گنگا پہنچ گیا اس کے رشتہ دار جو قبل از وقت گنگا
آشنان کے لئے روانہ ہو کر گنگا پہنچ چکے تھے۔ اپنے ساتھی رشتہ دار کو اپنے درمیان پا کر حیران ہوئے۔ کہا ہم تو
تمہیں گجرات چھوڑ کر آئے تھے تم کیسے پہنچ گئے ہو۔ اس نے تمام واقعہ بیان کیا لیکن ان کو اس بات کا یقین نہ
آیا۔ چنانچہ حضرت شاہ حسینؒ کے ہندو مرید نے کہا میں گنگا میں دوبارہ غوطہ لگاتا ہوں غوطے لگاتے ہی وہ دوبارہ
گجرات پہنچ گیا اور کنواں سے باہر نکل آیا۔ وہ واقعہ جب ہندوں نے دیکھا تو وہ مسلمان ہو گئے جن کی نسل آج بھی
گجرات میں موجود ہے۔ حضرت شاہ حسینؒ نماز روزہ کے بڑے پابند تھے اور ولی کامل ہو گزرے ہیں۔

روضہ مبارک کے جانب مشرق دیواری کی اینٹیں اور حضرت شاہدولہ دریائی کے روضہ کے قریب پرانی دیوار کی
اینٹیں ایک ہی سائز کی ہیں اور طرز تعمیر بھی ایک جیسی ہے۔ حضرت شاہ حسین کے روضہ مبارک پر ہر دور کے اولیا
اکرام حاضری دیتے ہیں۔ اور فیض یاب ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ حسین نے درس گاہ قائم کی قرآن خوانی ہوئی آستانہ
پر ہر وقت میلہ کا سا سماں رہتا۔ عقیدت مند ہر وقت حاضر خدمت رہتے دن رات عام لنگر کا اہتمام کیا گیا تھا
آپ کے روضہ کے جانب مغرب مسجد میں خواجہ فرد فقیر کا مزار ہے۔ جو ولی اللہ عالم فاضل تھے۔ ڈاکٹر احمد حسین
قلعداری کے مطابق خواجہ فرد فقیر اورنگزیب عالم گیر کے دور میں گزرے ہیں۔ آپ کا کلام روشن دل کئی سو سال
عورتوں مردوں بچوں کو پڑھایا جاتا تھا۔ آپ کے علم کی سب سے بڑی خوبی یہ رہی کہ آپ نے دین اسلام کو عربی
سے مقامی زبان پنجاب میں ترجمہ کر کے عام آدمی تک پہنچایا۔ آپ کا حوالہ کتاب پنجابی شاعری دا تذکرہ میں ملتا
ہے۔ آپ کا کلام کا مجموعہ دریائے معرفت لاہور سے لاتعداد دفعہ شائع ہو چکا ہے۔

توبہ نامہ معرفت کی کتاب ہے راما کرشنا لاجونتی نے پنجابی صوفی شاعر میں خواجہ فرد فقیر کا بھرپور تذکرہ کیا ہے۔ اس
کے علاوہ پنجابی شاعراں دا تذکرہ پنجابی ادب کہانی پنجابی ادب کی مختصر تاریخ میں بھی آپ سے مفصل حالات ملتے
ہیں۔

خواجہ فرد فقیر علم کے شہنشاہ تھے آپ کی قبر مبارک پر ایک درخت ہے جو شخص دو پتے کھا لے وہ آدمی صاحب علم ہو
جاتا ہے۔ اس درخت کو علم کا درخت کہہ کر پکارتے۔ بہت سے لوگ یہاں سے فیض یاب ہوتے۔ گجرات کے جید
علم اس مسجد سے علم حاصل کرتے رہے۔ آپ پنجابی اور تصوف کے مایہ ناز شاعر تھے۔ متذکرہ کتابوں کے علاوہ
آپ کی تصانیف باراں ماہ سی حرفی کسب نامہ بافتہ گان دوہڑجات۔ نعمت نامہ فقرنامہ ہیں۔ ان کتابوں کے علاوہ
دوسری کتابیں دریائے معرفت کے نام سے کئی بار لاہور سے شائع ہو چکی ہیں۔ فرد آپ کا تخلص اور فقیر لقب
تھی۔ ۱۷۰۹ میں فوت ہوئے اور حضرت شاہ حسین ملتانیؒ کے قریب مسجد میں دفن ہوتے جب وفات کا وقت قریب
آیا تو آپ نے مسجد لوہاراں نزد چوک ماہنا کے ۔ امام صاحب سے کہا درویش فوت ہوگیا ہے۔ نماز جنازہ کے علاوہ
... کو مطلع کرو وہاں سے مسجد تشریف لے آئے اور کفن دفن کا اہتمام شروع کیا جاتے۔ غسل کے لئے

marfat.com

قریب کفن دفن کی رقم رکھ دی۔ گویا مرنے سے قبل آپ نے کفن دفن کا معاوضہ خود ادا کیا۔ آپ کے کئی قلمی نسخے ضائع ہو گئے جو شائع نہ ہو سکے۔ خواجہ فرد فقیر کو شاہ حسین سے روحانی عقیدت تھی۔ اس عقیدت کی بنا پر آپ زندگی میں بھی اور بعد مرگ حضرت شاہ حسین کے قریب دفن ہوئے۔ اسٹیشن کے قریب محلہ فیض آباد میں ایک اور شاہ حسین کا مزار ہے۔ جن کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ جو حضرت نوشہؒ کے ہمعصر تھے۔ مزار کے قریب کئی سو سال پرانی قبریں بھی ہیں۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں مادر وطن کی حفاظت کرتے ہوئے گجرات کے ایک بہادر سپوت کونل عبدالرحمن شہید بھی یہیں دفن ہیں۔ جنہوں نے محاذ جنگ پر دشمن کی للکار کو اپنے سینے میں روکا۔ اور جام شہادت نوش کیا بہادری کا اعلیٰ کارنامہ سرانجام دینے پر انہیں تحفہ ہلال جرات عطا کیا گیا۔ کچہری میں گجرات کے تین سپوت جن کو بہادری کے اعلیٰ اعزازات و نشان حیدر سے نوازا گیا۔ ایک جدید یادگار تعمیر کی گئی جس کے تین اطراف نشان حیدر کا نشان ہے۔ میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر، میجر اکرم شہید نشان حیدر، میجر شبیر شہید نشان حیدر کے نام درج ہیں۔ یہ نشان حیدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

marfat.com

مجدد اعظم حضرت نوشہ گنج بخش ؒ آف رنمل شریف
قادر آباد قدیمی ٹھیہ اور میانوال رانجھا کا قدیمی ٹبہ اور نوگزلمبی قبریں

گجرات کی سرزمین کی خوش نصیبی ہے کہ یہاں قدم قدم پر اولیاء کرام کے آستانے ہیں جنہوں نے اپنے قلوب کی نورانیت فیوض و روحانی سے دلوں اور ذہنوں کو منور کیا ایسا ہی ایک آستانہ رنمل شریف میں سلسلہ نوشاہی کے بانی مجدد اعظم حضرت نوشہ گنج بخش کا ہے۔ گجرات سے منڈی بہاؤالدین پھالیہ جانے والی سڑک سے مانو چک نہر کے پل کے قریب سے ایک سڑک قادر آباد بیراج کی طرف جاتی ہے۔ مانو چک نہر کے پل سے رنمل شریف تقریباً دو اڑھائی کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ قادر آباد بیراج روڈ سے ایک لنک روڈ رنمل شریف کے لئے جاتی ہے۔ جانب مشرق دور سے ہی حضرت نوشہ گنج بخش کے سبز گنبد کی کرنیں آنکھوں کی پیاس بجھا دیتی ہیں۔ آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔

سنگ مرمر کے علاوہ گنبد کی چھت اور دیواروں پر شیشہ کاری کا کام کیا گیا ہے۔ فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ قرآنی آیات شیشہ کی روشنی میں جگمگاتی ہوئی دلوں کو منور کر دیتی ہیں۔ مزار کے گردونواح سجادہ نشینوں خلفا کے مزار ہیں۔ مزار کے جانب مشرق آپ کے مرشد پاک کی اولاد کے مزارات بھی خوبصورت انداز میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ عالی شان بلند بالا گنبد تعمیر کئے گئے ہیں۔ حضرت نوشہ گنج بخش کے مزار پر دن رات ارادتمند گردونواح اور دور دراز سے حاضری دیتے رہتے ہیں۔ آپ کا عرس ہاڑ کی دوسری جمعرات کو عقیدت احترام سے منایا جاتا ہے۔ ہزاروں عقیدت مند عرس پر حاضری دیتے ہیں۔ یہ عرس اس علاقہ میں ایک مثالی عرس ہوتا ہے۔ مخلوق خدا کا ایک سمندر امڈ آتا ہے۔

حضرت نوشہ گنج بخش سلسلہ نوشاہیہ کے بانی اور قادری سلسلہ کے ہیں آپ کا اصل نام حاجی محمد تھا لیکن نوشہ گنج بخش کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ یکم رمضان المبارک ۹۵۹ ہجری مطابق ۱۵۵۱ء شیر شاہ سوری کے عہد میں بمقام گھوگاں والی تحصیل پھالیہ سابق ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے سات پیدل حج کئے۔ بچپن میں محلہ کی ناپاک باز عورتیں آپ کو اٹھاتیں اگر کوئی ناپاک جسم والی عورت آپ کو ہاتھ لگاتی تو نقصان اٹھاتی۔ جوانی میں

آپ اکیلے گھر سے باہر جنگلوں میں نکل جاتے دن کو روزے رکھتے رات کو عبادت کرتے۔ اس دوران آپ کے والدین نے آپ کی شادی نوشہرہ تارڑاں میں محترم بزرگ شیخ فتح محمد کی صاحبزادی سے کر دی۔ اور آپ مستقل طور پر یہاں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کو علم کا شوق جوانی میں پیدا ہو گیا تھا۔ تذکرہ اولیائے پاکستان از علامہ عالم فقری میں لکھا ہے۔ ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا دو فرشتے آئے اور فرمایا میاں حاجی محمد ہم فرشتے ہیں خدا کے امر سے

marfat.com

تجھے تعلیم قرآن دینے آئے ہیں۔
اپنا منہ کھولو آپ نے منہ کھولا تو فرشتہ نے منہ میں انگلی رکھی فرمایا فلاں حرف کا مخرج ہے سارے حروف کے مخرج انگلیاں رکھ کر بتائے صبح کو بیدار ہوئے تو قرات از بر تھی۔ قرآن مجید حفظ ہوگیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو سیر کا شوق پیدا ہوا۔ آپ نے بزرگان دین کے مزارات کے علاوہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے دربار پر حاضری دی ان دنوں حضرت شیخ عبدالوہاب متقی شاذلی جو قطب مکہ تھے۔ لاہور میں شیخ فرید بخاری کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ان سے بھی استفادہ کیا۔ اگرچہ آپ ہروقت عبادت میں مشغول رہتے۔ لیکن مرشد کامل کے بغیر منزل نہیں ملتی۔ مرشد کی تلاش میں جستجو بڑھتی گئی اور تلاش فقراء میں نکل پڑے۔ اتفاقاً کسی آدمی نے حضرت ملا کریم الدین جو کالوی کی تعریف سنی جو حضرت سخی شاہ سلیمان نوری کے خلیفہ تھے ان سے ملاقات کی۔ اور سخی شاہ سلیمان نوری آف بھلوال سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ مرشد پاک کا دیدار نصیب ہوا۔ مرشد پاک نے فرمایا بہت انتظار کروائی ہے۔ اور خوشی سے ان کا چہرہ گل گلاب کی طرح شگفتہ ہوا۔
نگاہ فقر نے کام کردیا مرشد پاک حضرت سخی بادشاہ نے فرمایا۔ میاں حاجی محمد سامنے آؤ۔ آپ سامنے آئے قدم بوسی کی۔ حضرت شیخ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کیا اور فرمایا حق دار کو حق پہنچ گیا۔ امانت اپنے اہل کو موصول ہوئی۔ مرشد کامل کی نظر کرم اور فیض اثر سے مجذوب ہوگئے۔ حالت سکر میں تین ماہ تک ایک ہی پہلو پڑے رہے۔
کھانے پینے بولنے کی کچھ خبر نہ تھی۔ اس کے بعد پیر روشن ضمیر نے آپ پر نظر رحمت ڈالی تو آپ ہوش میں آگئے۔ جذب سے نکل کر سالکانہ زندگی میں آگئے۔ اسکے بعد آپ نے دور دراز تک سفر کیا مصر کی ایک مسجد میں حضرت خضرؑ آپ کی ملاقات کے لئے آئے کتاب سر مکتوم میں ہے۔ مرشد پاک نے جب آپ کو خلافت عطا کی تو آپ کو مجلس محمدی میں حاضر کیا کہ یہ میرا بچہ ہے اس کو قبول فرماویں۔ اپنی نعمتوں سے بہرہ ورہ فرمائیں۔ حضور نے آپ کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔ آپ نے اپنے مرشد کے حکم کے مطابق نوشہرہ تارڑاں جو بعد میں ساہن پال کے نام سے مشہور ہوا۔ سکونت اختیار کی۔ یہاں ہزاروں بندگان خدا آپ سے دینی دنیاوی فیض حاصل کرنے کے لئے ملک کے کونہ کونہ سے آنے لگے۔ آپ کی توجہ سے کئی مرتبہ ولایت تک پہنچے۔ ہزاروں کفار مسلمان ہوئے۔ آپ سے بے شمار لوگوں نے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ قریب المرگ انسان صحت یاب ہونے۔ نابیناؤں کو بینائی مل گئی۔ جو بھی دل میں نیک خواہش لے کر آیا آپ کی نظر کرم سے پوری ہو جاتی۔ آپ ہر قول فعل حال میں سنت نبویؐ کی پابندی کرتے۔ ہر کام شریعت کے مطابق کرتے۔ اپنے مریدوں کو مرید نہ کہتے بلکہ یار کہتے آپ خلق محمدی کا مجسم نمونہ تھے۔ غریبوں مسکینوں کے ساتھ محبت رکھتے۔ کوئی بھی آپ کے در سے خالی نہ لوٹتا۔ حاجت مند کی حاجت پوری کردیتے۔ مسافروں کی خدمت کا خاص خیال رکھتے۔
آپ کا لنگر دن رات جاری رہتا۔ جو کچھ لنگر میں ہوتا سب میں یکساں تقسیم کرتے۔ جب کوئی آپ کے ہاں مہمان

marfat.com

آتا آپ بہت خوش ہوتے۔ دل کھول کر مہمان کی خدمت کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ پیار محبت کے ساتھ پیش آتے۔ بے سہاروں غریبوں مسکینوں بیواؤں کی دستگیری فرماتے۔ آپ کی خوش خلقی دیانت داری فیاضی عبادات عین اسلام کے مطابق تھیں۔ آپ نے لاکھوں دلوں کو منور کیا برصغیر کے کونے کونے میں آپ کے ارادتمند پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کے حضور جو منت لے آتا وہ پوری ہو جاتی۔ دینی دنیاوی فیض کا چشمہ جاری رہا۔ آپ کا وصال ایک سو پانچ سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ کو ہوا۔ اس وقت برصغیر پر مغل شہنشاہ شاہ جہاں کی حکومت تھی۔ آپ کا روضہ مبارک رنمل شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہے۔ عرس مبارک ہر سال ماہ ہاڑ کی دوسری جمعرات کو ہوتا ہے۔ آپ کے مشہور خلفاء کرام جو وقت کے اولیاء کرام ہو گزرے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

۱:۔ حضرت سید خواجہ محمد فضیل وحی متوفی ۱۱۱۱ھ مدفون کابل۔

۲:۔ حضرت شیخ عبدالرحمن پاک متوفی ۱۱۰۵ھ مدفون بھوئی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ

۳:۔ حضرت سید صالح محمد متوفی ۱۱۱۸ھ مدفون چک سادہ ضلع گجرات۔

۴:۔ حضرت پیر محمد سچیار متوفی ۱۱۲۰ھ مدفون نوشہرہ نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات میں ولی کامل حضرت پیر محمد سچیار کمبل پوش کی اس علاقہ میں بہت کرامات ہیں۔

رنمل شریف کے بعد راقم کی اگلی منزل قادر آباد تھی۔ قادر آباد ایک قدیمی قصبہ ہے۔ اور دریائے چناب کے قریب واقع ہے۔ سرسبز شاداب ہونے کی وجہ سے یہاں قدیمی آبادی کے آثار ملتے ہیں۔ یہ شہر کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔ یہ بستی ایک ٹبہ ٹیلہ پر ہے۔ یہاں کئی قدیمی مزارات ہیں۔ شہر کے وسط میں قادر خان کا مزار ہے۔ جسنے یہ شہر آباد کیا۔ بازار کے ملحقہ ایک گلی میں قدیمی مزار ہے۔ گجرات سے سرگودھا جانے والی قدیمی سڑک کے کنارے قادر آباد کے نزدیک ایک نوگزلمبی قبر ہے۔ قادر آباد میں مغلیہ دور کی ایک عمارت ہے جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ جس کے بارے میں کئی روایت مشہور ہیں۔ یہ مقبرہ شاہ جہاں کے دور میں تعمیر ہوا۔ جو مقبرہ سعادت مند کے نام سے مشہور ہے۔ سیلاب کی وجہ سے مقبرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا جابجا پرانی عمارتوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ہائی سکول کے نزدیک مزار ہے جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ قادر آباد سے بھیکھو موڑ چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ بھیکھو موڑ سے ایک سڑک پھالیہ اور سیدا شریف دوسری سڑک وریام کے لئے تیسری سڑک بھیرووال اور میانوال رانجھا کٹھالہ شیخاں کی طرف جاتی ہے۔ میانوال رانجھا ایک قدیمی قصبہ ہے۔ یہاں پانی کا تالاب وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ ایک ٹبہ ہے یہ ٹبہ کسی تباہ شدہ بستی کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ اور قدیمی دور کے سکے ملتے ہیں میانوال رانجھا کے جانب جنوب ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔ یہاں بھی جابجا کھنڈرات ملتے ہیں۔ قبرستان میں ون اور کریا کے قدیمی درخت ہیں۔

marfat.com

قبرستان کے قریب سے گزرنے والی سڑک کے قریب پانچ نوگزلبی قبریں ہیں۔ دو قبریں ایک احاطہ میں دو دوسرے احاطہ میں ہیں جبکہ ایک قبر پکے احاطہ میں ہے۔ چار دیواریاں پختہ اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہیں۔ تمام مزارات کے گردونواح ون اور کریا کے بہت قدیمی درخت پائے جاتے ہیں۔ میانوال رانجھامیں بلند و بالاٹبہ تباہ شدہ بستی قبرستان کے کھنڈرات ون کریا کے درخت اس بات کے داعی ہیں کہ میانوال رانجھا ماضی میں ایک بہت بڑا شہر تھا۔ اور کسی معرکہ میں تباہ و برباد ہوا۔ اللہ کے نیک بندے حق کی راہ میں لڑتے ہوئے یہاں جاں بحق ہوئے۔ جن کے جائے مدفون کے نشان آج بھی قائم دائم ہیں۔ قادر آباد پھالیہ روڈ پر مشہور گاؤں سید اشریف ہے۔ یہاں حضرت محبوب عالم کا آستانہ مبارک ہے۔ جو بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کا سلسلہ توکلیہ اور مجددیہ ہے۔ آپ کے مریدین ملک کے کونے کونے میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ہر سال معراج کے موقع پر عرس مبارک عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ پھالیہ روڈ پر دوگل گاؤں میں اولیاء کرام کے مزارات ہیں۔ یہاں بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہیں۔ آپ اوچ شریف سے پانچ سو سال قبل تشریف لائے تھے۔ ایک بات مشہور ہے آپ نے اپنی چھڑی زمین میں گاڑ دی اس چھڑی سے دو گل یعنی دو پھول نکل آئے جس کی وجہ سے یہ علاقہ دوگل کے نام سے مشہور ہے۔

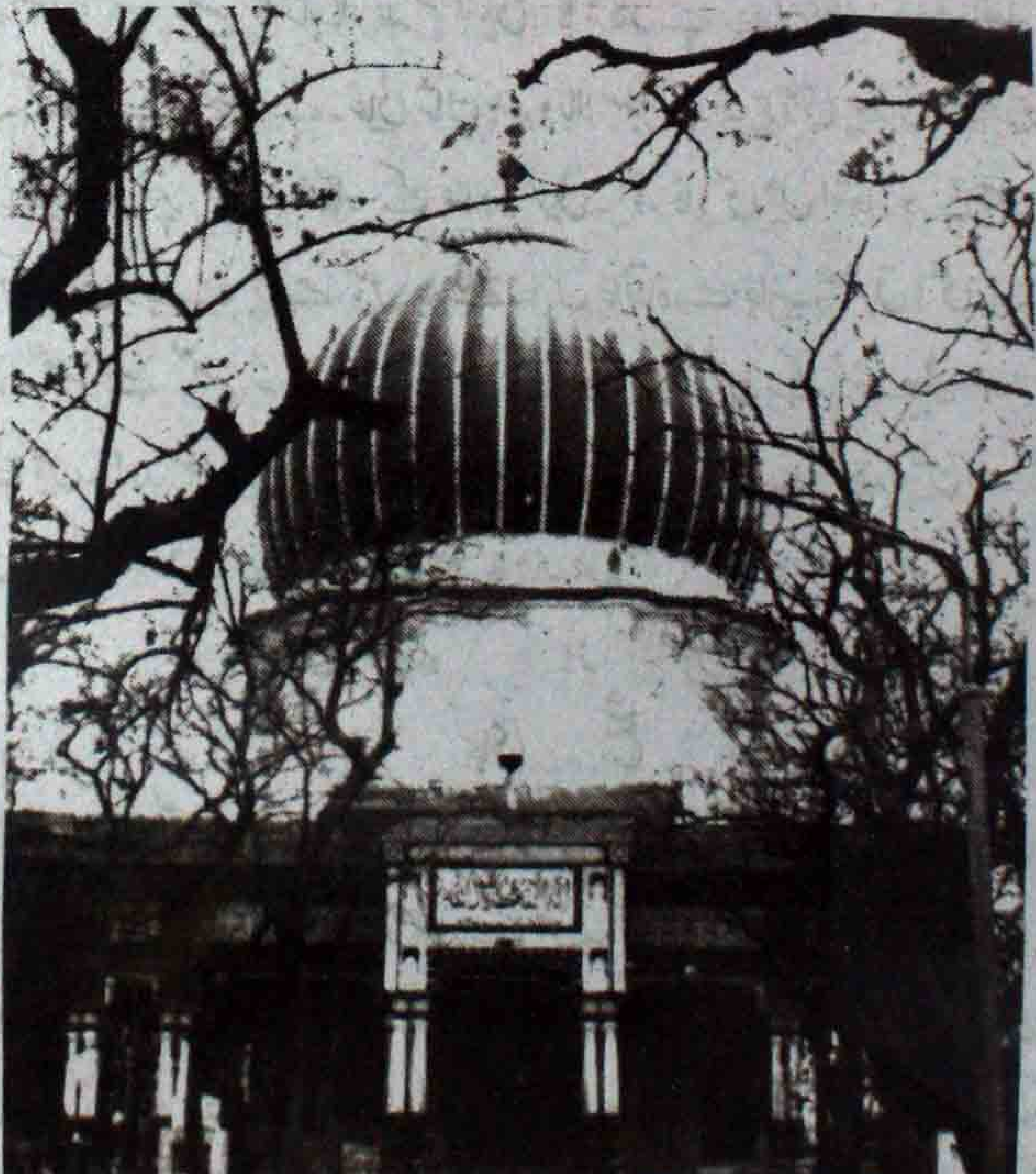

ڈوگل شریف میں نوشہ پاک کا مزار

marfat.com

درویش ولی اللہ حضرت حافظ سخی محمد حیاتؒ آف خانقاہ حافظ حیات

محکمہ آثار قدیمہ اس جگہ توجہ دیتا ہے جہاں آمدن کا کوئی پہلو نکلتا ہو لیکن اس تاریخی ورثہ کو نظرانداز کردیتا ہے۔ جہاں اسے کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں بہت سے تاریخی ورثے ایسے بھی ہیں جو ایک جانب محکمہ آثار قدیمہ کی عدم توجہی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں۔ دوسری جانب ان سے لاکھوں روپوں کی آمدنی دیکھ بھال کی بجائے بااثر افراد ہڑپ کر رہے ہیں۔ ایسے ہی تاریخی ورثوں میں ایک ورثہ گجرات میں خانقاہ حافظ سخی حیات محمدؒ بھی ہے۔ گجرات سے جلالپور جٹاں روڈ کے آٹھویں کلومیٹر پر ایک نئی سڑک رانیوال شمال کی طرف کھاریاں جلالپور ڈیفنس روڈ سے جاملتی ہے۔ اس نئی سڑک پر دو کلومیٹر فاصلہ طے کرنے کے بعد دور سے ہی بلند قلعہ نما ٹیلہ پر عالی شان اور پروقار مغلیہ طرز تعمیر کی خانقاہ مسجد حویلی۔ چند دیوان خانے پالکیاں۔ دلکش مزار۔ قلعہ کے برج۔ سیڑھیاں اور چار دیواری موجود ہے

سایہ دار درختوں میں واقعہ یہ قلعہ نما عمارت، جو اب کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی ہے اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ماضی میں یہ بستی ایسی آباد تھی کہ جس کی مثال جہاں میں نہ تھی۔ لاتعداد سیڑھیوں والی قلعہ نما عمارت جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔ مغلیہ فن تعمیر کا شاہکار عدم توجہی کا شکار ہے۔ یہ اجڑی بستی، خانقاہ حافظ سخی حیات محمد المعروف حافظ حیاتؒ کے نام سے مشہور ہے۔ عالی شان بلند و بالا سبز گنبد۔ چوڑی چوڑی دیواریں ڈاٹ سرخ سنگ مرمر سے تعمیر ہے۔ دیواروں پر نقش و نگار کے علاوہ عربی۔ اور فارسی میں اشعار درج ہیں۔ جو مٹ چکے ہیں۔ چراغ اور موم بتی کی چکنائی کی وجہ سے پڑھے نہیں جاسکتے۔ اس خانقاہ سے جانب مشرق اعلی پائے کے۔ بہترین نقش و نگار اور انوکھے طرز تعمیر سے تعمیر شدہ گدی نشینوں کے مزار ہیں۔ جن کے نمونے دہلی اور لاہور کی تاریخی مغلیہ عمارتوں سے ملتے جلتے ہیں۔ اور مغلیہ فن تعمیر کا نمونہ پیش کرتے ہیں ان سے ملحقہ تین دروازوں والی قدیم مسجد ہے۔ اندر فارسی زبان میں کئی اشعار درج ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

محمد شوق شاہ از فیض جواد

قدم ثابت بجائی شیخ نہاد

دیوان خانہ کے سامنے۔ بہت بڑا صحن ہے، جہاں برگد کے کئی درخت ہیں۔ صدیوں سے رونق اور بہاریں دیکھنے والے یہ درخت اب اپنی بربادی اور ویرانی پر آنسو بہا رہے ہیں۔ قلعہ کی دیواریں، سیڑھیاں، دیوان خانے اور زیر زمین عبادت گاہیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔ جابجا مغلیہ دور کی چھوٹی چھوٹی اینٹیں بکھری پڑی ہیں۔ لکڑی پر نقش و نگار اب بھی قائم ہیں۔ باغ ختم ہو چکا ہے۔ باؤلی اور کنوئیں بند ہو چکے ہیں۔ بیش بہا قیمتی قلمی کتب خانہ بھی ضائع ہو چکا ہے۔ کوئی ایک قلمی نسخہ گردو نواح کے کسی رہے والے کے پاس محفوظ ہو تو باقی ان کا کوئی نشان نہیں۔ تاریخ گجرات (از مرزا اعظم بیگ)، میں درج ہے

marfat.com

"حافظ صاحب مرد نیک خدا پرست تھے۔ عابد درویش تھے ۔ گدی نشین ہر سال انکا عرس مناتے جو سات روز جاری رہتا۔ فقرا۔ سیالکوٹ جہلم گجرات اور دور دراز سے آتے دن رات میلہ لگا رہتا۔ ہندو لوگ جو کھانے کی حاجت رکھتے ۔ انہیں بلا تمیز لنگر ملتا۔ خدام سر پر لنگر اٹھاتے تقسیم کرتے ۔ ہزاروں من دال آٹا خرچ ہوتا۔ گدی نشین شادی

نہیں کرتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی کسی خاص فرد کے نام نہیں۔ جانشین خلفا۔ بلکے ہوتے تھے چارپائی پر کوئی نہیں سوتا۔ خانقاہ میں عورت کا داخلہ ممنوع تھا۔ یہاں کی انوکھی بات یہ ہے کہ ایک آدمی کے ذمہ صرف ایک ہی کام ہوتا تھا اسے دوسرے کام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مال مویشی کا ریوڑ میلوں لمبا ہوتا تھا۔ ایک سابقہ مجاور کے بقول یہ علاقہ جنگل ہی جنگل تھا۔ یہاں راجہ کلاڈھوی کی حکومت تھی۔ یہ قلعہ نما ٹیلہ کئی بار برباد ہوا۔ کئی بار آباد ہوا۔ اس راجہ کا تذکرہ قدیمی کتابوں میں ملتا ہے۔

حافظ صاحب دہلی سے ہوتے ہوئے وزیر آباد کے قریب و جوار میں حضرت باقی شاہؒ کے پاس آئے ۔ جنہوں نے حافظ صاحب سے کہا۔ "میں کافی عرصہ سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جاؤ دریا عبور کرو اور قلعہ راجہ کلاڈھوی پر ڈیرہ جمالو۔ راجہ کلاڈھوی کا پایہ تخت موجودہ خانقاہ کا ٹیلہ تھا۔ حافظ صاحب کے یہاں ڈیرہ جمانے سے روحانیت پھیلی اور قلعہ کی رونقیں بڑھ گئیں کہتے ہیں کہ مغل شہنشاہ جہانگیر ایک بار اس طرف سے کشمیر جا رہا تھا۔ کشمیر جانے کے لئے یہ راستہ انتہائی نزدیک تھا۔ جہانگیر نے حافظ صاحب سے ملاقات کی حافظ صاحبؒ نے بادشاہ کو لنگر کی پیش کش کی ۔ جہانگیر نے حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ "لشکر بہت زیادہ ہے" جواب ملا۔ لنگر بھی بہت زیادہ ہے۔ جب تک مقیم ہو لنگر کھاتے رہو۔ شہنشاہ جہانگیر نے خوش ہو کر کئی سو بیگھے اراضی دینے کا فرمان ان کے نام جاری کر دیا۔ ملکہ نور جہاں کے کہنے پر تادوام لگان (مالیہ) معاف کر دیا جواب تک معاف ہے۔

یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر شاہ جہانیاں میں شاہ جہاں کے دور کی باولی بھی موجود ہے۔ مغل شہنشاہ گرمیوں میں کشمیر اسی راستہ سے جاتے تھے۔ کیونکہ اس راستہ میں دریا اور نالے بہت کم آتے ہیں

یہاں حضرت سخی حیات محمدؒ ان کے بالکے حضرت شیخ محمدؒ اور ان کے بالکے حضرت شوق شاہؒ کے مزار نمایاں ہیں۔ دیگر گدی نشینوں اور مجاوروں کے مزار اور قبریں بھی موجود ہیں۔ یہاں تاریخی عمارات مزار اب بھی قائم دائم ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ نے اگر ان کی طرف خصوصی توجہ دے کر دیکھ بھال نہ کی تو یہ آثر مٹ جائیں گے۔ یہ یادگاریں ہمارا قومی ورثہ ہیں ۔ خصوصی توجہ اور دیکھ بھال اور مرمت کی مستحق ہیں ۔ یہاں پختہ سڑک قریب سے گزرتی ہے۔ چاروں طرف خانقاہ کی وسیع زمین موجود ہے۔ یہاں شاندار خوبصورت پارک ، باغ ، اور سیاحوں کے لئے تفریح گاہ تعمیر کی جا سکتی ہے۔ مرمت کے بعد مزار اور جملہ عمارات خوشنما بن سکتی ہیں اور اس روحانی بستی کا تقدس بھی بحال ہو سکتا ہے۔

خانقاہ حافظ سخی محمد حیاتؒ کی مرمت کا کام شروع ہو چکا ہے۔ دربار کے موجودہ منتظم قاضی ممتاز احمد کلیم نے بتایا وہ عموماً وضو پر حاضری دیتے رہے چند حاضریوں کے بعد اشارہ ہوا کہ مسجد دربار اور مزار کو آباد کرو اور ان مقامات کی

marfat.com

مرمت کرو۔ اس روحانی مقدس مقام کی بوسیدہ حالت دیکھ کر میں نے دل میں سوچا کہ یہاں زندگی لگتی ہے چنانچہ میں نے اپنی تمام زندگی دربار کے نام وقف کردی ہے۔ اپنے ساتھیوں حافظ افضال احمد سائیں مراد علی، خاور محمود سلمان بٹ نے مل کر انجمن خدام اولیاء تشکیل دی اور دربار کی مرمت کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے مسجد کو آباد کیا روضہ کی مرمت کی۔ خانقاہ حافظ سخی محمد حیات کے پرانے خدمت گار حاجی فضل حسین نے بتایا کہ ہم چار پشتوں سے

دربار کی خدمت کرتے آرہے ہیں۔ دربار کی جائیداد بائیس مقامات پر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ یہاں بالکیت کا رواج ہے۔ جو بھی یہاں گدی نشین ہوتا وہ غیر شادی رہتا دربار میں عورت کا داخلہ ممنوع ہے جو گدی نشین آتا وہ اپنی اراضی دربار کے نام وقف کر دیتا۔ حکومت وقت نے بھی کافی اراضی دربار کے نام وقف کر رکھی تھی یا جس غرض مند کی حاجت پوری ہو جاتی وہ اپنی اراضی دربار کے نام وقف کر دیتا یہ دربار اپنے وقت میں ایک مثالی دربار تھا۔ سات کنواں آٹا پینے کی چکیاں اور اینٹوں کا بھٹہ بھی تھا مال مویشیوں کا میلوں لمبا ریوڑ ہوتا تھا۔
ہر خادم کے ذمہ ایک کام سپرد ہوتا تھا پانچ بوری آٹا روزانہ لنگر میں استعمال ہوتا تھا خانقاہ حافظ سخی محمد حیات کے آستانہ پر ایک بہت بڑی لائبریری بھی قائم تھی یہاں قیمتی کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قلعداری کے بقول حافظ صاحب کی لائبریری میں ایسی نایاب کتابیں بھی تھیں جن کی حاشیہ آرائی سونے کے پانی سے کی گئی۔ وظائف کی ایک پاکٹ سائز کتاب ان کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ مزار کے کنواں سے ایک کتبہ ملا ہے جن پر مزارات کا شجرہ مبارک اور سن ۱۲۷۳ درج ہے بڑا مزار مغلیہ طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ پالکی نما مزار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ شعر شاعری کے علاوہ نقش و نگار سے مرصع ہے۔

تاریخ وصال پیر حق اکا ام
در باغ ارم نزول کردہ شاہ ام

سرخ رنگ کی سیاہی سے یہ بھی تحریر ہے عمر بخش پسر شرف دین عمل معماراں سوہدرہ ۱۲۵۱ھ دربار کے تمام رہائشی کمرے چھوٹی اینٹ سے تعمیر کئے گئے ہیں۔ دیواروں کے اندر مٹی کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ دربار کے اندر عورتوں کا داخلہ ممنوع تھا اس لیے جانب مغرب کمرہ میں کھڑکیاں رکھی گئی ہیں۔ تاکہ عورتیں یہاں درشن کر کے واپس چلی جائیں اس عمارت کے جانب شمال بہت بڑا صحن ہے۔ جس میں برگد پیپل کا درخت ہے۔ جانب شمال مشرق ایک مینار یا برج کا کچھ حصہ اب بھی قائم ہے مزار قلعہ نما ہے گردونواح کافی زمین خالی ہے۔ حکومت توجہ دے تو یہاں بہترین پارک تعمیر ہو سکتے ہیں۔ قلعہ کے آثار اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ راقم پہلی بار جب یہاں حاضر ہوا تو ہر طرف ویرانی پائی مسجد اجڑی کمرے ٹوٹ چکے تھے اب قاضی ممتاز احمد حکیم نے آستانہ کو آباد کرایا ہے۔

===

marfat.com

حضرت میراں محمد پناہ رحمتہ اللہ علیہ آف شیخ پور اولیاء چک سادہ

اولیاء کرام کی سرزمین گجرات سے ایک سڑک حضرت شاہ دولہ سرکار کے مزار کی طرف جاتی ہے۔ حضرت پیر ننگے شاہ کے آستانہ سے گزرتے ہوئے یہ سڑک چک سادہ سے ہوتی ہوئی شیخ پور کی طرف جاتی ہے۔ اس علاقہ میں شیخ پور سب سے قدیمی بستی ہے۔ دریائے چناب کی ٹھنڈی میٹھی لہروں نے اس خطہ کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ دریائے چناب کی وجہ سے اس علاقہ میں قدیمی بستیاں ہیں۔ جہاں اللہ کے برگزیدہ انسانوں کے آستانے روشن ہیں، چک سادہ میں حضرت عبدالوہاب ثانی گیلانی امام الاولیاء۔ سید صالح محمدؒ، سید عاشق محمدؒ سید فیض اللہ نوریؒ سید محمد ظریفؒ سید عبدالباریؒ، سخی سید عبدالواسعؒ، سید محمد سید علیمؒ، سید حاجی شاہ حضرت سید معصوم شاہؒ کے علاوہ اس سلسلہ کے اولیاء کرام ہو گزرے ہیں۔ جنہوں نے مخلوق خدا کو ظاہری باطنی فیض بخشا، ان کی کرامات آج بھی علاقہ بھر میں مشہور ہیں۔ ہر سال عرس مبارک پر دور دراز سے عقیدت مند حاضری دیتے ہیں۔ سید عبدالوہاب ثانی گیلانی اولیاء کرام کی سرزمین اوچ شریف سے تشریف لائے تھے۔ حضرت سید صالح محمدؒ نے جب نوری مسجد کی بنیاد رکھی مولانا غنیمت کنجاہی جو کہ آپ کے مرید تھے، مسجد بنوانے کیلئے مقرر ہوئے۔ لکڑی کو چروا کر شہتیر اور بالے بنوائے گئے جب دیواریں بن چکیں تو ایک شہتیر چھوٹا نکلا لوگوں نے اس کے پورا نہ ہونے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا آج کام بند کر دو کل دیکھا جائے گا۔ رات کو آپ مسجد میں بیٹھ گئے۔ شہتیر کو کہا کیا اچھا ہوتا اگر تو پورا ہو جاتا۔ چنانچہ اس وقت وہ شہتیر لمبا ہو گیا خود بخود دیواروں پر جا پڑا آج بھی لوگ شہتیر کی زیارت کر سکتے ہیں۔ اس وقت بھی وہ شہتیر نمایاں جگہ پر دیوار میں محفوظ ہے۔ چک سادہ کے ملحقہ قدیمی بستی شیخ پور میں حضرت میاں محمد پناہ کا آستانہ مبارک ہے۔

آپ بہت بڑے ولی اللہ، درویش ہو گزرے ہیں۔ تمام عمر یاد الٰہی میں گزاری دن رات عبادت کرتے۔ آپ کا روضہ مبارک شیخ پور میں جانب جنوب مشرق میں شاندار انداز میں پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کے مزار کے ملحقہ بھی اولیائے کرام کے مزارات ہیں۔ آپ کا عرس ہر سال شیخ پور میں عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ کے خلفاء میں کئی اولیاء کرام ہو گزرے ہیں۔ ان میں سوک کلاں کے دتے شاہی سلسلہ کے بزرگ کوٹ رانجھا کے حضرت سائیں اللہ دتہ مشہور بزرگ ہستیاں ہیں۔ حضرت دتے شاہ جی آف سوک کلاں کو آپ ہی سے فیض ملا تھا۔ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ شیخ پور میں حاضری کے بعد الٹے پاؤں واپس سوک آتے اور شیخ پور کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے۔ میاں محمد پناہ حضرت میاں محمد خورشید رحمتہ اللہ علیہ آف سیالکوٹ کے مرید تھے۔ آپ کے مرشد پاک میاں محمد خورشیدؒ کو فیض محمد زکریا سلطان دہلوی سے ملا تھا۔ عرس کے موقع پر سوک والے پالکی میں بیٹھ کر شیخ پور میں حضرت میاں محمد پناہ کے حضور حاضری کے بعد دریائے

marfat.com

چناب عبور کر کے سیالکوٹ حضرت میاں محمد خورشیدؒ راسلاتی سیالکوٹ حاضری دیتے ہیں۔

اس موقع پر ڈھول کے ساتھ دھمال کی صورت میں عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ایک رات راستہ میں قیام کیا جاتا ہے سوک کلاں کے سید ملنگ شاہ کے عرس کے موقع پر بھی پالکی حضرت میاں محمد پناہؒ کے روضہ پر حاضری کے لئے جاتی ہے۔ زائرین پوری عقیدت مندی سے پالکی کے ہمراہ روانہ ہوتے ہیں۔ حضرت میراں محمد پناہؒ کی بہت کرامات ہیں۔ آپ اپنی روزی محنت مزدوری کر کے کماتے رزق حلال کھانے کی تلقین کرتے۔ آپ وان کی رسیاں تیار کر کے گزر اوقات کرتے اور مہمانوں کے لئے کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کرتے ہر آنے والے کی خاطر تواضع کر کے خوشی محسوس کرتے، کسی کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ آپ جب کسی کے ہاتھ وان فروخت کرتے تو کہہ دیتے کم ہو گیا تو لے جانا زیادہ ہوا تو واپس کر جانا" ہر ولی اور درویش کا یہ شیوہ رہا ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کو عبادت سمجھتے۔ ان کے ہاں آنے والے کو یہاں سکون ملنا چاہیے۔ حضرت میراں محمد پناہؒ دہلی سے تشریف لائے تھے۔ آپ کے مزار کے قریب میاں میرلں بخش کا مزار ہے۔ جو پہاڑوں سے ایا تھا۔ دن رات آپ کی خدمت کرتا آپ کو وضو کرانا اس کے فرائض میں شامل تھا۔ حافظ برخوردار اپ کا عاشق تھا۔ مسجد کے حجرہ میں کنڈی لگا رکھی تھی اس میں کھڑکی نصب کی تاکہ مسلسل آپ کا دیدار ہوتا رہے۔

سلطان باہو نے اپنے کلام میں فرمایا

ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہووے ہک کھولاں ہک کجاں ہوں
اتناں ڈٹھیاں صبر نہ آوے کے ول مجاں ہو
مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑ حجاں ہو

حضرت میراں محمد پناہ بچوں کو دینی تعلیم دیا کرتے تھے۔ شیخ پور میں آپ نے پہلی مسجد تعمیر کروائی، مسجد میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ آپ کے بارے میں ایک بات مشہور ہے کہ آپ نے ایک سو گیارہ حافظ قرآن بنائے۔ جس شخص کو قرآن پاک پڑھنا نہ آتا تھا وہ پہلی صف میں کھڑا ہو جاتا مختصر وقت میں اسے قرآن پاک زبانی یاد ہو جاتا۔ یہ آپ کی کرامت اور دعاؤں کا نتیجہ ہوتا۔ کہتے ہیں کہ ایک بار آپ رمضان شریف میں کھیتوں میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ چند کسان کھانا کھا رہے تھے آپ نے برا منایا اور فرمایا کہ رمضان المبارک کے تقدس کا خیال کرو، روزے رکھو، کسانوں نے عرض کی حضور ہم کچھ نہیں کھا رہے۔ آپ نے فرمایا تم سور کھا رہے ہو اتنا کہنا تھا کہ ان کسانوں کو ہر طرف سور ہی سور نظر آنے لگے۔ ان کسانوں نے قدموں میں گر کر معافی مانگی اور آئندہ روزے رکھنے کا وعدہ کیا۔ آپ کے ہاں ایک بار ایک کیمیا گر نے سونے کی ڈلی دیا جلانے والے خانہ میں رکھ کر آپ کی آزمائش کرنا چاہی۔ کئی روز بعد واپس آیا وہ سونے کی ڈلی وہاں ہی پڑی تھی۔ کیمیا گر دیکھ کر حیران ہوا۔ اس کے دل میں کئی خیالات آنے شروع ہوئے۔ حضرت میاں محمد پناہ نے اس کیمیا گر کو ساتھ لیا اور کھیتوں میں چلے گئے۔

marfat.com

کیمیا گر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ زمین میں پڑے ہوئے تمام ڈھیلے سونا ہی سونا تھے۔ کیمیا گر معافی کا طلب گار ہوا۔ آپ نے فرمایا درویش کو کبھی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ اس کی رضا اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ درویش کے نزدیک دنیا کے مال دولت کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی یہ فنا ہونے والی چیزیں ہیں۔

آپ سالک اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ تھے۔ ایک اور روایت ہے کہ آپ کے مرشد حضرت میاں غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ سے تشریف لائے تھے۔ مرشد کا روضہ آپ نے تعمیر کرایا تھا۔ آپ کا روضہ مبارک عقیدت مندوں نے تعمیر کر دیا تھا۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کا عرس مبارک پندرہ سولہ چیت اٹھائیس انتیس مارچ کو ہر سال پوری عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ دوسرا عرس دیسی مہینے ۱۵ ہاڑ کو منایا جاتا ہے۔ عرس پر عقیدت مند دور دراز سے حاضر ہوتے ہیں۔ جس بستی کے رہنے والے درویش کی نصیحت کے پیرو کار ہوں اس بستی پر اللہ کی خصوصی رحمت نازل ہوتی ہے۔ انسانوں میں پیار، محبت اور اخوت کا جذبہ کار فرما رہتا ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ کے فرمان سے منہ موڑ لیتے ہیں اس قوم اس بستی پر اللہ کا عذاب ان کے اعمال کی وجہ سے نازل ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے انسانیت کو نیک درس دیتے ہیں۔ انکے نزدیک صراط مستقیم ایک ہی ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایک ہی رہے گا۔ سورۃ الفاتحہ بھی یہ سکھاتی ہے۔ (اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔)

پھر قرآن پاک میں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ انعام یافتہ صرف انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان میں جس کا بھی راستہ اختیار کریں وہ سیدھا یعنی صراط مستقیم ہوگا۔ صالحین کو قرآن پاک میں مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے کبھی اخیار، کبھی ابرار، کبھی عباد ال، کبھی اولیاء اللہ فرمایا گیا ہے۔ اولیاء اللہ پر تو ان الفاظ میں مہر لگا دی ہے۔

شیخ پور میں حضرت میاں محمد پناہ کا مزار

marfat.com

گجرات کے قریب مقبرہ شاہ جہانگیرؒ

گجرات سے ایک سڑک براستہ جلالپور جٹاں ہیڈ مرالہ سیالکوٹ کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک کے دائیں بائیں کئی اور سڑکیں نکلتی ہیں جو کشمیر اور ہندوستان کی طرف جاتی ہیں۔ بلند بالا قلعہ نما ٹیلے حفاظتی چوکیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ماضی میں ان راستوں پر بڑے بڑے شہنشاہوں اور ان کے شاہی لشکر گزرتے رہے شہنشاہ اور ان کے لشکر گجرات کے قلعہ میں قیام کرتے اس سڑک پر گجرات شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر بولے کے نزدیک مقبرہ شاہ جہانگیرؒ ہے پانچ انگریز فوجی افسروں کی قبریں بھی ہیں۔ یہاں ایک قبر کیپٹن انڈرسن کے علاوہ چار دوسرے افسروں لیفٹننٹ ابروٹ وسیم ڈے لیفٹننٹ جارج ہیل پلے لیفٹیننٹ رائے دکاس لیفٹننٹ بنجمن عارتن بلیسنن کی ہیں جو سکھوں کے ساتھ آخری لڑائی میں مارے گئے گجرات کی سرزمین پر شاہ جہانگیر کے علاوہ سعد اللہ پور چیلیانوالہ میں بھی انگریز افسروں اور جوانوں کی قبریں ہیں جہاں کتبے نصب ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق گجرات میں سکھوں کے ہاتھوں اڑھائی تین ہزار کے قریب انگریز لڑائیوں میں مارے گئے۔

مقبرہ شاہ جہانگیرؒ کے بارے میں دو روایات ہیں۔ پہلی روایت یہ شہنشاہ جہانگیر کشمیر سے واپس آتے ہوئے گجرات کے قریب فوت ہوگیا ملکہ نور جہاں بادشاہ کے ہمراہ تھیں بادشاہ کی موت کو راز میں رکھتے ہوئے شاہی قافلہ کا سفر جاری رہا شاہی طبیب کے مشورہ پر جہانگیر کی انتڑیاں نکال کر یہاں دفن کردی گئیں۔ تاکہ لاش مزید خراب نہ ہونے پائے احترام کے طور پر یہاں مقبرہ تعمیر کردیا گیا بعد میں کچھ اراضی بھی مقبرہ کے نام وقف کردی گئی۔ نور جہاں کی خواہش تھی کہ وہ لاڈلی بیگم کے خاوند شہریار کی بادشاہت کا اعلان کردے دوسری جانب آصف خان شہزادہ خرم کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا۔ فریقین کے درمیان گجرات قصبہ گورالی کے قریب گھمسان کی جنگ ہوئی حال ہی میں گورالی میں زیر زمین کئی تاریخی قبریں ملی ہیں۔ یہ پانچ قبریں مغل شہزادوں کی ہیں۔ گورالی کی وجہ تسمیہ گوراں والوں یعنی قبروں والی بتایا جاتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قلعداری کے کتب خانہ میں محفوظ کتاب تاریخ گجرات از مرزا اعظم بیگ کے صفحہ ۵۸۳ میں درج ہے۔ غازی کھوکھر نزد بلے شاہ جہانگیر نامی فقیر اس نواح میں بابرکت ہوئے۔ اس مکان میں جہاں ان کی خانقاہ گاؤں سے مشرق بر لب سڑک سیالکوٹ نصف کوس واقع ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ اس بزرگ کی دعا سے انگریزوں کا اسلحہ ناکارہ ہوگیا۔

مقبرہ شاہ جہانگیر کئی حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک وسیع احاطہ کے اندر ایک اور احاطہ ہے۔ جہاں گنبد نما مقبرہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کے جانب جنوب دروازہ ہے اور تین اطراف کھڑکیاں ہیں۔ جس کے اندر دو قبریں ہیں چاروں طرف قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ دیوروں پر نقش و نگار بھی ہیں۔ مزار کی تعمیر جدید ۱۹۵۷ء میں ہوئی جانب جنوب

marfat.com

روضہ کے قدموں میں دیوار پر یہ عبارت تحریر ہے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مشیر تدبر حضرت شاہ جہانگیر او، نگزیب بعد بعدی یازوہم از ردار فنا بدار بقار حلت فرمودہ روضہ مبارک ایشاں باہتمام محکم اللہ و شیر شاہ ابا انجام رسید مورخہ ۱۷ ربیع الاول ہجری ۱۲۸۹ مصلی بقلم مسکین فقیر پر تفسری الیدن باہتمام بوٹے شاہ و احمد شاہ مورخہ ۲۴ رجب ۱۳۷۲ھ کا تعمیر مع برآمدہ انجام پذیر معمار غلام علی و پیراں دتہ سوک کلاں ایں تحریر بقلم حکیم پیر محمد کاوش گجرات ۱۹۵۷ء دروازے کے اوپر سنگ مرمر کا کتبہ نصب ہے۔ جس پر تحریر ہے آستانہ مبارک حضرت شاہ جہانگیر رحمت اللہ در عہد اورنگزیب عالمگیر گیارہ سو ہجری سید فرزند حسین شاہ معین الدین پور اس احاطہ میں مغلیہ دور کی ایک قدیمی مسجد ہے جو آباد ہے۔ جس کے تین گنبد اور مینار بھی ہیں جنوب کا مینار شہید ہو چکا ہے جو غالباً انگریزوں کے دور میں ہوا یہاں کے نگران کی گزر اوقات کے لئے وقف کی گئی یہ رقبہ ۱۸۶۷ء کے بندوبست سے خانقاہ شاہ جہانگیر کے نام منسوب ہے۔

اس اراضی اور ملحقہ کمرہ جات پر محکمہ پولیس نے سی آئی اے سٹاف کا تھانہ قائم کر رکھا ہے۔ کچھ اراضی پر کامرس کالج تعمیر کیا گیا ہے کچھ اراضی پر تعمیرات ہو چکی ہے وکلاء کالونی کا بورڈ بھی یہاں نصب ہے۔ یہ روایت غلط ہے یہاں شہنشاہ کی انتڑیاں دفن ہیں۔ مقبرہ میں اللہ کے نیک بندے اور شاہ جہانگیر نام کے درویش دفن ہیں آپ کی کئی کرامات ہیں ہر سال ہاڑ میں مقبرہ پر بہت بڑا میلہ منعقد ہوتا ہے۔ مزار کے قریب بڑے بڑے کمرے ہیں احاطہ کی تمام تعمیرات چھوٹی اینٹوں سے کی گئی۔

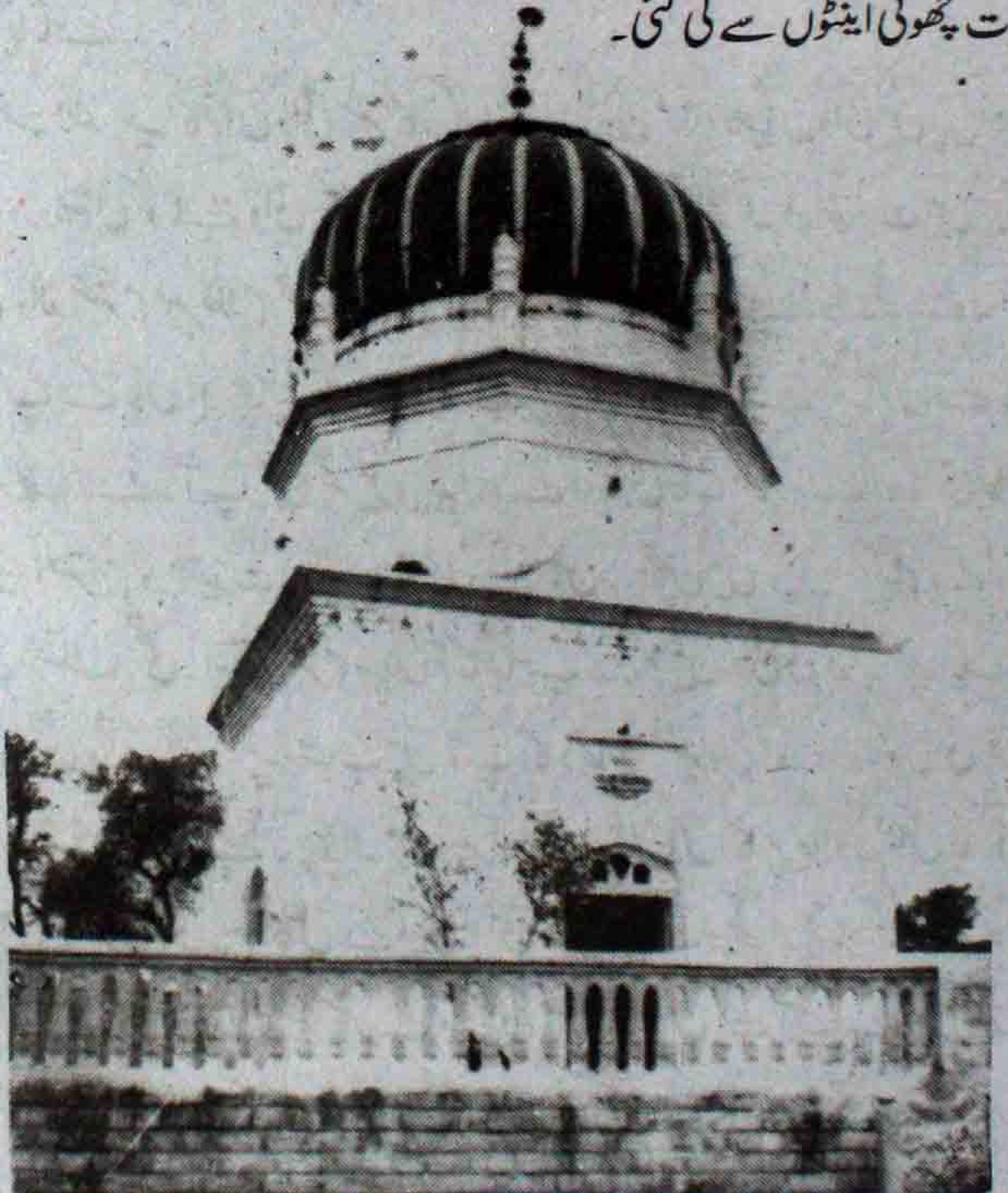

marfat.com

مرد قلندر حضرت سائیں کرم الٰہی رحمتہ اللہ علیہ المعروف کانوانوالی سرکار

قدیم ترین گجرات شہرِ اولیاء اور صوفیائے کرام کا گہوارہ ہے۔ یہاں درویشوں اور بزرگان دین کے مزارات ہیں۔ شہر کے جانب مشرق حضرت کبیر الدین شاہدولہ دریائی صوفی اور درویش شاہ جہانگیرؒ مغرب میں شاہ حسین ملتانیؒ اور شمال کی جانب کانوانوالی سرکار شہر کے وسط اور گردونواح اللہ کے نیک بندے بہاریں بکھیر رہے ہیں۔ کانواں والی سرکار کا نام روشن رہے گا۔ ان کی ظاہری حالت کے متعلق عرض ہے کہ مرد کامل کا معاملہ عام انسانوں کے فہم وادراک سے بالاتر ہوتا ہے۔ سچا یقین ہو تو اس وسیلے سے بھی اولیاء اللہ کی فیض رسانی کا عمل جاری رہتا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کو خوف بھوک جان و مال ہر قسم کے نقصان سے آزمایا جاتا ہے۔ لیکن وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ وہ دنیا کے آرام و آسائش نمود و نمائش سے بے نیاز ہو کر اللہ کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں زندگی اور موت کا فرق مٹ جاتا ہے۔ یہی وہ صفات ہیں جو اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی صفات کو اپنی ریاضت مجاہدات سے اپنی ذات میں اجاگر کیا اس طرح اپنے محبوب کا قرب حاصل کر لیا۔ ان ہی ہستیوں کے وسیلے سے معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی خدمت اور ہدایت کے لئے ان نیک ہستیوں کو ذمہ داری سونپی قوم پر ان نیک ہستیوں نے نور کے چراغ روشن کئے ہوئے ہیں۔ جہاں بھٹکی ہوئی مخلوق کو گمشدہ راستہ مل جاتا ہے۔

حضرت کرم الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کانواں والی سرکار گجرات اندرون محلہ کانیاں والی میں پیدا ہوئے۔ والدہ محترمہ بھی پیروں فقیروں اور درویشوں کو ماننے والی تھیں اور حضرت امام شاہؒ چنڈالہ کی خدمت میں بھی کبھار جایا کرتیں، جو آپ کے مرشد ہیں والد محترم مہر غلام محمد بھی ان نیک بزرگ ہستیوں کو ماننے والے تھے۔ ایک فقیر کامل دعا دے گیا کہ اس مرتبہ آپ کے ہاں جو بچہ پیدا ہو گا اللہ کے محبوب اور پیارے انسانوں سے ہو گا۔ آپ ۱۲ اپریل ۱۸۳۸ء دنیا میں تشریف لائے۔ آپ جس گھر میں پیدا ہوئے وہ ابھی تک موجود ہے اور اسی حالت میں ہے۔ عقیدت مند اس گھر میں بھی احترام و عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ بچپن میں دینی تعلیم کے دوران آپ کی کیفیت دوسرے بچوں سے مختلف تھی۔ استاد محترم میاں منشا صاحب نے پشین گوئی کی کہ یہ بچہ ایک نہ ایک دن ضرور اللہ کا ولی ہو گا۔ آپ پیدائشی ولی تھے۔ عہد شباب میں آپ کا رجحان فقیروں اور درویشوں کی طرف مائل رہا۔ حضرت شاہدولہ کے مزار پر حاضری دیتے رہتے۔ چنڈالہ میں پیر امام شاہ ولی کامل کا چرچا اور فیض جاری ہوا۔ کشش ہوئی آپ نے ان کی خدمت میں حاضری دی پیر کامل نے اپنی باطنی کیفیت سے دیکھ کر فرمایا کہ اے نوجوان تم بلند بخت ہو۔ ایک چھنا سا حضرت کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے منہ میں ڈال دیا اس سے آپ کے دل کو روحانی سکون ملا۔

آپ کے مرشد حضرت امام شاہ پیر کوٹؒ سدھانہ ضلع جھنگ کے رہنے والے تھے۔ آپ گھربار چھوڑ کر اللہ کی راہ

marfat.com

میں سیروسیاحت کے لئے نکل پڑے اور موضع چنڈالہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مرشد کامل کے حکم پر آپ نے دہلی کشمیر کا پیدل سفر کیا واپسی پر مرشد کامل حضرت امام شاہ کی خدمت میں حاضر ہوتے جس پر مزید حکم ہوا کہ ابھی کچھ روحانی منزل طے کرنے والی ہے۔ جاؤ زیر تعمیر پل پر مزدوری کرو پل کے ٹھیکیدار نے ایک دن دیکھا آپ نے سر پر ٹوکری اٹھائی ہے لیکن وہ ٹوکری سر سے تھوڑی سی بلند تھی۔ ٹھیکیدار یہ واقع دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مزدوری کر کے ڈیڑھ سال بعد مرشد کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ریاضت عبادت محنت مشقت اور مجاہدے کے بعد آپ کو مرشد پاک کی طرف سے جھگی جو کہ آپ کی زمینوں میں تھی قیام کا حکم ملا عقیدت مندوں غرض مندوں کا ہجوم ہر وقت آپ کے گرد جمع رہتا دینی دنیاوی فیض حاصل کرتا چلہ کشی کے بعد اپ فنا فی اللہ کے مقام تک جا پہنچے کہ تن من دھن کی ہوش نہ رہی حالت مجذوب کی کیفیت طاری رہتی اور ہاتھ میں سرکنڈے ہوتے جن کو آپ تسبیح کی جگہ استعمال کرتے۔ آپ کو کوؤں سے بڑا پیار تھا۔ اسی نسبت سے آپ کانوانوالی سرکار کے نام سے مشہور ہیں کوے ہر وقت آپ کے ارد گرد بیٹھے رہتے جو نذر نیاز آتی وہ کوؤں کے آگے ڈال دیتے۔ آپ کے پاس جو خلوص اور نیت لے کر آتا اس کی ظاہری باطنی مشکل حل ہو جاتی آپ کی بے شمار کرامات ہیں تحریر لمبی ہو جانے کے خدشہ کے پیش نظر تحریر نہیں ہو سکیں۔ آپ سے فیض مسلمانوں نے ہی نہیں ہندوؤں سکھوں نے بھی حاصل کیا۔

آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت کنوئیں کا پانی دودھ بن جانا ہے۔ ایک روز آپ حسب معمول لنگوٹ باندھے ذکر الٰہی میں مشغول بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک ہی پانی والا گھڑا پڑا ہوا تھا۔ جو عموماً آپ کے قریب ہی پڑا رہتا تھا۔ اور یہ پانی کے استعمال کے لئے رکھا ہوتا تھا۔ اس گھڑے سے آپ پانی پیا کرتے تھے۔ آپ کے خدام بھی اسی گھڑے سے پانی لے لیا کرتے تھے۔ لیکن آپ منع نہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک سالک درویش آیا اور یکایک گھڑے کو پکڑ کر پانی پینے لگا۔ آپ نے خلاف معمول اسے پانی پینے سے منع فرمایا اور کہا کہ کنوئیں سے جا کر پانی پی وہ شخص کہنے لگا سائیں جی پانی پینے دیں کنوئیں میں آپ نے دودھ رکھا ہے۔ کہ مجھے کہتے ہیں کہ وہاں سے جا کر پیو۔ آپ جلال میں آ گئے اور کہنے لگے کہ جاؤ کنوئیں سے دودھ ہی پیو وہ شخص کنوئیں پہ گیا اور کنوئیں سے پانی نکالا تو وہ دودھ بنا ہوا تھا اور سارا کنواں دودھ بن گیا تھا۔ اس نے سیر ہو کر پیا درویش نے جب دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑا اور کہنے لگا واہ بابا واہ تیری زبان تو سیف ہے۔ منہ سے دودھ کا لفظ نکالا اور کنواں دودھ بن گیا آپ کی اس کرامت کا یکدم گردونواح میں چرچا ہو گیا گجرات شہر کے لوگ ٹولیوں کی صورت میں آپ کے ڈیرے پر آنے لگے تھوڑی دیر میں لوگوں کا دودھ کو دیکھنے کے لئے تانتا بندھ گیا جن لوگوں نے وہ دودھ پیا ان لوگوں کا بیان ہے کہ دودھ انتہائی خالص اور تازہ معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر اور ہیلتھ آفیسر بھی خود اس کنوئیں پر تشریف لائے اور جب انہوں نے دودھ کا معائنہ کیا اور اسے درست پایا کنوئیں میں پورے ۲۴ گھنٹے دودھ رہا او۔ پھر لسی بن گئی۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد کنوئیں کا دودھ اپنے اصل پانی میں تبدیل ہو گیا گجرات کے بہت سے لوگوں

marfat.com

نے دودھ پیا ہے ان میں سائیں محمد خان بھی تھے جو آپ کے حقیقی بھتیجے ہیں۔

کتاب حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار از علم فقری کے مطابق ایک واقع رحمت نے بیان کیا کہ میرا چشم دیدی واقعہ ہے کہ ایک سکھ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے پانچ آدمی مقدمہ قتل میں ملوث تھے ۔ جناب سائیں صاحب نے اس کو ڈنڈے مارنے شروع کر دیئے ۔ جب اس کو چار ڈنڈے لگ چکے تھے تو درد کی شدت سے بھاگ نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ پانچواں بیچ میں ہی چھوڑ گئے ہو۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ عدالت میں اس کے چار آدمی تو بری ہو گئے اور پانچویں کو پھانسی کی سزا ملی۔ مستری فضل کریم صاحب نے بیان کیا کہ میرے والد صاحب ہر جمعرات کو ایک نمکین روٹی پکوا کر آپ کے پاس لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری والدہ نے جب ایندھن سے روٹی پکائی تھی وہ سرکاری باغ سے لیا گیا تھا جب میرا باپ روٹی لے کر گیا تو آپ نے فرمایا وکہ چوری کی لکڑیوں سے روٹی پکا کر مجھے کھلاتے ہو۔ وہ واپس آ گئے اور گھر کے ایندھن سے روٹی پکا کر لے گئے۔

آپ نے تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بیس جولائی ۱۹۳۰ء (۱۳۴۹ھ) پانچ ساون ۱۹۸۷ء بکرمی کو فوت ہوئے اور گجرات میں اسی مقام پر دفن ہوئے۔ کانوانوالا کرم کرے تے کاگ بنیرے بولن

جنہاں دی سک لگی ہووے او بوتے ان کھلوون

آپ کا عرس مبارک ساون کی پہلی جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ عرس تین دن جاری رہتا ہے۔ مخلوق خدا لاکھوں کی تعداد میں عرس میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے آتی ہے۔

حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکارؒ

marfat.com

ببی کی پہاڑیاں اور حضرت پیر جعفرؒ کا مزار

گجرات کے شمال کی جانب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا سلسلہ مشرق مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقہ کو ببی کی پہاڑیاں یا رکھ ببی سرکار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ سرائے عالمگیر کے پل کی تعمیر اور جی ٹی روڈ کی تعمیر سے قبل ان پہاڑیوں میں کئی خفیہ راستے تھے جو ٹیلہ جوگیاں، جہلم، سرائے عالمگیر اور مشرق کی جانب بھمبر، آزاد کشمیر کے علاقہ کی طرف جا نکلتے تھے۔ یہ خشک سنگلاخ پہاڑیاں اپنے دامن میں کئی داستانیں سمیٹی ہوئی ہیں۔ یہیں آبادی کے آثار بھی ملتے ہیں اور تباہ شدہ بستیوں کے نشان بھی ملتے ہیں۔ ان پہاڑیوں کے جانب شمال دریائے جہلم بہتا ہے ببی کے رہنے والے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ ببی کی پہاڑیوں کے بارے میں محقق حضرات کی کئی رائے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہاں جن آباد تھے۔ یا پھر قدیم دور میں انسان کا جائے مسکن یہ پہاڑی علاقہ ہوا کرتا تھا۔ ببی کی پہاڑیوں میں کئی قدیمی مزار ہیں بالخصوص ڈوگہ تہال کے قریب بنی بڑیلہ میں ستر گز لمبی قبر ہے۔ اس قبر کے علاوہ اس علاقہ میں کئی قدیمی مزار ہیں۔ ببی کی پہاڑیوں میں داخل ہونے کے لئے ایک قدیمی راستہ گلیانہ کے قریب سے جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں گلیانہ کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزر گاہ نالہ بھمبر کی وجہ سے اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر قدیمی آبادیوں کے آثار ملتے ہیں۔ بالخصوص پیر غازی کا ٹبہ اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوئے ہے۔

گلیانہ کے گردو نواح کوٹلی بجاڑ، ٹنڈالی کے علاوہ کئی نوگز لمبے مزار ہیں۔ اور کئی سڑکیں گلیانہ آکر ملتی ہیں۔ گلیانہ سے ایک سڑک دھم بھگوال کی طرف جاتی ہے۔ اس گاؤں میں بھی نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے اور چار دیواری بھی ہے۔ گلیانہ سے ایک اور سڑک لالہ موسیٰ کی طرف جاتی ہے۔ اس قدیمی گزر گاہ کے کنارے باغاں والا میں نوگز لمبا مزار ہے۔ چیچیاں کے قریب بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ باہروال میں نوگز لمبا مزار ہے۔

حافظ شمس الدین گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۲۲ نمبر شمار ۴۵ کے مطابق صاحب مزار کا نام بسطانوشؑ ہے۔ مزار گاؤں کے وسط میں ہے پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور چار دیواری بھی ہے۔ اس سڑک پر جھنڈیوالی میں حضرت مہلائیلؑ کا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے چھت بھی ہے۔ بوہڑ کے بڑے بڑے قدیمی درخت ہیں۔ یہی سڑک لالہ موسیٰ آملتی ہے۔ لالہ موسیٰ کے قبرستان میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ گلیانہ سے ایک سڑک کھاریاں کی طرف جاتی ہے۔ یہاں چک لشکری میں حضرت مہلائیلؑ کا نوگز لمبا مزار ہے۔ یہ مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چھت بھی ہے قریب ہی پیکہ میں بھی نوگز لمبا مزار ہے جو کہ پختہ تعمیر شدہ ہے۔ نصف حصہ پر چھت ہے کھاریاں گلیانہ پر سڑک ڈنگہ کی طرف جاتی ہے۔ کھاریاں چھاؤنی میں بھی نوگز لمبے مزار ہیں۔ حالانکہ جب یہاں چھاؤنی تعمیر کی گئی، کئی دیہات ملیامیٹ کر دیئے گئے۔ لیکن ان قدیمی مزارات کے نشان آج بھی قائم دائم ہیں۔ گلیانہ سے شمال کی طرف جانے والی سڑک مشہور قصبہ جانٹلہ کی طرف جاتی ہے۔ یہاں بہت بڑا ٹبہ ہے جو کسی تباہ

marfat.com

شدہ بستی یا قدیمی قلعہ یا چوکی ہونے کا دعویٰ ہے۔ یہ ٹبہ کافی بلند ہے۔ یہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے پرانے سکے موتی ملتے ہیں۔ ٹبہ پر ایک قدیمی مزار ہے۔ اس ٹبہ کے جانب شمال تقریباً ۱۸ گز لمبی قبر ہے۔ یہاں سے ملکہ اور ٹھوٹھہ رائے بہادر جیسی قدیمی قصبوں کے لئے سڑک جاتی ہے، ٹبہ کے قریب ایک باولی بھی ہے۔ اسی ٹبہ کے قریب سینتھل کا ٹبہ بھی ہے۔ جانتلہ سے ایک قدیمی راستہ حضرت پیر جعفر کے مزار کی طرف جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی سرخ مٹی کی پہاڑیوں میں جفاکش لوگ آباد ہیں۔

یہ راستہ مینڈھ سے ہوتا ہوا پیر سونا کے مزار کے قریب پانی کے چھپڑ اور درختوں کے جھنڈ کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ کہ راہگیر یہاں آرام کر سکیں اور تالاب کے پانی سے پیاس بجھا سکیں۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے دامن میں حضرت پیر جعفرؒ کے مزار کے لئے کئی راستے ہیں۔ جمعرات جمعہ کو یہاں کافی رونق ہوتی ہے۔ عورتیں مرد بچوں کی مزار پر حاضری کے لئے آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ اگرچہ ان پہاڑیوں میں پیداوار یا کوئی فصل نہیں ہوتی۔ لیکن یہاں کے باسیوں کو اس مٹی سے پیار ہے۔ جدید دور کی انہیں سہولتیں بھی میسر ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ یہاں سے ترک سکونت نہیں کرتے راستے میں بھیڑ بکریوں کے ریوڑ گدھے جو یہاں ماشکی کا کام دیتے ہیں۔ سڑک پر کئی کئی کھڑے نظر آتے ہیں۔ کسی پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دور دور تک دریا کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ بل کھاتی یہ سڑک حضرت پیر جعفرؒ کے مزار پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ یہ مزار حضرت حیات المیر المعروف پیر جعفرؒ کا ہے۔ جو مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں افغانستان سے تبلیغ کے سلسلہ میں تشریف لائے اور پہاڑوں میں قیام کیا۔ اس علاقہ میں تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ علامہ اقبال نے کیا فرمایا

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مرد کوہستانی

مزار کے جانب مشرق ایک بہت بڑا پانی کا تالاب ہے۔ جہاں بارش کا پانی جمع کر کے اس پانی کو سارا سال استعمال میں لایا جاتا ہے۔ پانی کے اس چھپڑ کے کنارے سینکڑوں سالہ قدیمی بوہڑ پیپل کے درخت ہیں۔ جن کی ٹہنیاں پانی کو جھک جھک کر سلام کر رہی ہیں۔ تالاب کے کنارے پتھر سے بنائے گئے ہیں۔ حالیہ دنوں قریب ہی ایک ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ بھی کسی پہاڑی سے نکل آیا ہے اس چشمہ کا پانی مزار تک لایا جاتا ہے۔ پانی کو گھڑوں اور مٹکوں میں سٹاک کر لیا جاتا ہے۔ بیشتر مرد و زن جو یہاں حاضری دیتے ہیں اپنے سر پر پانی کا بھرا ہوا گھڑا ضرور ساتھ لاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی اس آستانہ سے عقیدت ہے حضرت پیر جعفرؒ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے، عالی شان گنبد ہے۔ مزار کا بیشتر حصہ سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ سرہانہ تختی پر آپ کا نام تحریر کیا گیا ہے۔ مزار مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے دور میں تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ قندھار سے تشریف لائے تھے۔ مزار کے باہر آپ کا نام حضرت حیات المیر المعروف پیر جعفرؒ تحریر ہے۔ مزار کے جانب مشرق و مغرب زائرین کے آرام

marfat.com

کے لئے کمرے بنائے گئے ہیں۔ مغرب کی جانب بڑے بڑے پتھروں سے ہال نما کمرے بنائے گئے ہیں۔ تنور کے علاوہ آگ کا مچ دن رات جلتا رہتا ہے۔ عرس کے موقع پر حاضرین میں دن رات لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ مزار کے جانب جنوب ایک عالی شان مسجد بھی بنائی گئی ہے۔ مزار کے صحن میں ون کے قدیمی درخت بھی ہیں یہ درخت قدیمی مزارات کے قریب پائے جاتے ہیں۔ مزار کے جانب مغرب ایک گنبد نما چھوٹا سا کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں حضرت پیر جعفرؒ بیٹھ کر مریدین کو بیعت کیا کرتے تھے۔ مزار کے جانب شمال تقریباً ایک قدیمی اور نوگزی قبر ہے۔ جو مقامی روایت کے مطابق کسی عربی کی بتائی جاتی ہے۔ جانب شمال درجن بھر کے قریب قبریں ہیں مغربی دیوار مغلیہ دور کی تعمیر شدہ ہے۔ اس دیوار کے آثار اب بھی موجود ہیں۔

حضرتؒ پیر جعفرؒ کا مزار پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ گاؤں کی آبادی پہاڑ کے نیچے ہے۔ اس گاؤں کا نام بھی پیر جعفر ہے۔ مقامی باشندوں نے بتایا کہ کھاریاں کے قریب پٹرول پمپ سے بنی بنگلہ کے لئے راستہ جاتا ہے۔ بنی بنگلہ میں مغلیہ دور کا تعمیر کردہ پانی کا تیالاب بھی ہے۔ بارش کے موسم میں تمام پانی اس تالاب میں آکر جمع ہو جاتا تھا۔ تجارتی اور شاہی قافلہ سواری کے جانور اس پانی سے پیاس بجھاتے تھے۔ یہ تالاب چھوٹی چھوٹی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ کئی فٹ گہرے چاروں کونوں پر نشست گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ درجن کے قریب سیڑھیاں ہیں۔ تالاب میں داخل ہونے کے لئے ایک گیٹ تعمیر کیا گیا ہے۔ حضرت پیر جعفرؒ بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ مزار کے ایک متولی کے مطابق مزار یہاں شہنشاہ اکبر اعظم کے دور کا تعمیر شدہ ہے اور طرز تعمیر بھی اس دور کا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت پیر جعفرؒ نے شادی نہیں کی تھی جس کو بھی آپ سے فیض حاصل کرنا ہوتا وہ مسلسل بارہ سال یہاں خدمت سرانجام دیتا تھا۔ بارہ سال بعد اسے خلافت عطا کی جاتی تھی۔ آپ کے استانہ پر دن رات مخلوق خدا حاضری دیتی رہتی ہے۔ دینی اور دنیاوی فیض حاصل کرتی ہے۔ پیر جعفر کے مزار سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ملکواں میں بھی ٹبہ پر اک قدیمی مزار ہے۔ جو چٹی خانقاہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مزار بھی شاندار انداز میں اہل دیہہ نے تعمیر کیا ہے۔ قریب پانی کا بہت بڑا تالاب ہے۔ گلیانہ کے بعد اس علاقہ میں ڈوگہ تہال کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ ڈوگہ تہال ایک قدیمی قصبہ ہے۔ یہاں بہت بڑا قبرستان تھا جو اب سمٹ کر تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ ڈوگہ تہال میں کئی قدیمی مزار ہیں۔

ڈوگہ تہال سے جی کی پہاڑیوں میں داخل ہونے کے لئے ایک راستہ نکلتا ہے جو پہاڑوں کے درمیان سے ہوتا ہوا بیہ کلاں اور سرائے عالمگیر کی طرف جا نکلتا ہے ان پہاڑیوں میں کئی قدیمی مزار ہیں آسیہ بلسیہ کی پہاڑی پر دو قدیمی مزار ہیں۔ سب سے حیرت انگیز بات بنی بڑبلہ کے قریب ستر گز لمبی قبر ہے جو کھنگریلے پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے۔ پتھر ترتیب سے نہیں لگائے گئے۔ کسی جگہ کم کسی جگہ زیادہ ہیں۔ قبر کے قریب سرسبز پودے اُگے ہیں پودوں پر سبز کپڑوں کے جھنڈے منت مراد مانگنے والوں نے لہرا رکھے ہیں۔ اس قبر کے قریب

marfat.com

ایک پانی کا تالاب ہے۔ اس پورے علاقہ میں یہ واحد تالاب ہے جہاں شیشم اور پیپل، بوہڑ کے درخت ہیں تھڑے کے آثار بھی ملتے ہیں۔ غالباً یہ تھڑا پنچائیت یا عدالت کے لئے تعمیر کیا گیا ہو گا۔ یہ ستر گز لمبی قبر پہاڑی کے دامن اور قدیمی گزر گاہ کے جانب مشرق ہے۔ اب یہ علاقہ ویران اور سنسان ہو چکا ہے۔ تاہم محقق حضرات بالخصوص یورپ سے آنے والے یہاں ہڈیوں کے پنجر دوسری اشیاء۔ پہاڑوں کو کھود کر اکٹھی کر لیتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر مظفر حسن ملک کے مطابق یہاں قدیمی بستی تھی برف کا بہت بڑا گلیشئیر اس آبادی کی تباہی کا باعث بنا۔ ڈاکٹر احمد حسین تلعداری کے مطابق کہا جاتا ہے کہ تخلیق آدم سے قبل اس دنیا میں دیو اور جن آباد تھے۔ بہی کی پہاڑیوں کے متعلق مولوی عبدالمالک تاریخ شاہان گوجر میں اور کیپٹن ایلیٹ کرانیکل آف گجرات میں لکھتے ہیں کہ کھدائی کے وقت بہی کی پہاڑیوں سے انسانی پنجر برآمد ہوئے جن کے ڈھانچے عام انسانی ڈھانچوں سے کہیں بڑے تھے۔ مستری محمد دین نے بتایا کہ منگلا کے قریب نہر کی کھدائی میں ایک پنجر برآمد ہوا جس کا سر ہاتھی کے سر جتنا بڑا تھا۔ اور دانت مچھلی کی طرح ترچھے تھے۔ گمان غالب ہے یہ دیوؤں اور جنوں کے پنجر تھے۔ ان ہڈیوں کے پنجر سے اندازہ ہوتا ہے کہ بہی کی پہاڑیوں میں قد آور مخلوق یا جنات آباد رہے ہوں گے۔ بہی بڑیلہ کی ستر گز لمبی قبر بھی اس بات کی دلیل ہے۔ مقامی آبادی کے بقول گزشتہ سال جرمن سے دو افراد آئے تھے جنہوں نے بہی کی پہاڑیوں سے ہڈیوں کے ٹکڑے اکٹھے کئے۔ اور یہاں پائی جانے والی دیگر اشیاء۔ کے نمونے حاصل کئے اور اپنے ہمراہ یورپ لے گئے۔ مزید تحقیق کی جائے تو کئی پہلو بے نقاب ہو سکتے ہیں۔ راقم جب بہی کی پہاڑیوں میں گیا تو کئی مقام پر تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملے۔

کھاریاں بہی کی پہاڑیوں میں حضرت پیر جعفر کا مزار

marfat.com

حضرت پیر قطب شاہ ہاشمی رحمتہ اللہ پنڈی میانی

ہزاروں سالہ قدیمی سرزمین گجرات کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں ہر دور میں اللہ کے نیک بندوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں قدیمی بستیوں میں نوگزہ خانقاہیں اس بات کی داعی ہیں۔ یہاں ماضی میں رشد وہدایت کے مینار روشن رہے۔ اللہ کے نیک بندوں نے دریاؤں اور میٹھے پانی کی قدرتی آبی گزر گاہوں کے کنارے اپنا مسکن بنایا۔ دریائے چناب کے کنارے میانی پنڈی میں ایسا ہی ایک مسکن حضرت پیر قطب شاہ ہاشمی رحمۃ کا ہے۔ گجرات سے ایک سڑک نورا منڈیالہ لے لنے معین الدین پور کے قریب سے گزرتی ہے۔ تقریباً سو فٹ چوڑی اس سڑک کے دونوں کناروں پر شیشم کے درختوں کی دو قطاریں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی گزر گاہیں ماضی میں تجارتی قافلہ اور شاہی دستے یہاں سے گزرتے رہے۔ قدیمی قصبہ معین الدین پور جو نالہ بولے کے قریب ہے۔ یہاں حضرت سید خیر اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ المعروف بابا میاں جی سرکار کا آستانہ بھی ہے۔ بیووالی اور معین الدین پور کے درمیان کھیتوں میں ایک پرانی باؤلی کنواں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ملحقہ ہندوؤں کی عبادت گاہ مندر نما عمارت بھی ہے۔ چھوٹی اینٹوں سے تعمیر کردہ یہ عبادت گاہ اکبر یا جہانگیر کے دور کی معلوم ہوتی ہے۔ چاروں طرف چھوٹے چھوٹے برج ہیں۔ مشرقی سمت دروازہ کے سامنے چھوٹا سا صحن ہے۔ جس کے نیچے ایک سرنگ نما رہائشی کمرہ ہے اس کے دونوں جانب سیڑھیاں ہیں۔ اس قدیمی عمارت گاہ کی چار دیواری تقریباً چار پانچ فٹ چوڑی ہیں۔ اندرونی حصہ کی دیواروں پر مغلیہ دور کے نقش ونگار ہیں۔

اس کے قریب ہی ایک باغ بھی تھا۔ باؤلی سے پانی حاصل کرنے کے لئے کئی سیڑھیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ کنواں، سیڑھیوں اور ڈاٹ کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔۔ اسی سڑک کے جانب جنوب گوجر پور کے قریب ایک تباہ شدہ ٹبہ میلہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ یہاں ماضی میں ایک بہت بڑی آبادی تھی جسے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اس ٹبہ کے چاروں طرف آبادیاں تھیں۔ مٹی کے برتنوں کے ٹکڑوں نے پورے ٹبے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ٹبہ کے اوپر ایک قدیمی مزار بھی ہے۔ صاحب مزار اکبر کے دور میں ہو گزرے ہیں۔ یہاں برگد کے بڑے بڑے درخت ہیں۔ ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ ٹبہ کو میم صاحب کے ٹبہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ ماضی میں اس کا نام تحصیل چھوان تھا۔ تھوڑے سے فاصلہ پر لمبوڑ گاؤں جو دریا برد ہو چکا ہے، میں نوگزہ لمبا مزار تھا۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام ناتن تھا جو خلیفہ اور غازی کے لقب یافتہ تھے۔

لمبوڑ کے قریب سوہل غورہ میں بھی نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ حافظ شمس الدین نے جو کشف القبور

marfat.com

کے علم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ انہوں نے یہاں حاضری دی اور صاحب مزار کا نام حضرت فرطوش علیہ السلام معلوم ہوا ہے۔ نورا منڈیالہ روڈ پر جو سمبڑیال ڈسکہ سیالکوٹ کی طرف جا نکلتی ہے۔ اسی سڑک کے کنارے پنڈی لوہاراں کے قریب نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ حافظ صاحب کے شجرہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت صمصام علیہ السلام ہے۔ اس طرح کے قدیمی مزار سوہل کلاں اور جیو و نجل میں بھی ہیں۔ حافظ صاحب کے قلمی نسخہ میں ان کے نام حضرت بقیا نوش علیہ السلام، حضرت نما طوش بتائے ہیں ان نوگز لمبے مزارات میں بیشتر کا سلسلہ نسب انبیاء کرام سے جا ملتا ہے۔ پنڈی لوہاراں کے قریب ایک چوک ہے۔ جہاں چاروں سمت سڑکیں نکلتی ہیں یہ سڑکیں ہزاروں سالہ قدیمی ہیں۔ ایک سڑک شمال جلالپور جٹاں اور کشمیر کی طرف جاتی ہے۔ جنوب کی جانب ایک سڑک پنڈی میانی اور دریائے چناب کی طرف جاتی ہے۔ پنڈی میانی میں ماضی میں دریائے چناب کے کنارے پتن ہوا کرتا تھا۔

... سمت کی جانب سوہدرہ کا مشہور و معروف پتن تھا۔ اس پتن کے ذریعے سلطان محمود غزنوی ہندوستان میں داخل ہوا۔ ایک روایت ہے کہ سوہدرہ کو سلطان محمود غزنوی کے سپہ سالار ایاز نے آباد کیا تھا لیکن سوہدرہ میں بڑے بند و بالا ... نوگزے مزار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ بستی ہزار سالہ قدیمی ہے۔ پنڈی میانی چونکہ دریائے چناب کے کنارے مشہور پتن تھا اس لئے ماضی میں یہاں خوب رونق تھی۔ پرانا پنڈی میانی دریا برد ہو چکا ہے۔ یہاں بھی نوگز لمبے مزار تھے جن کا نام قلمی نسخہ کے مطابق حضرت ملکا نامؑ، حضرت شدا روس ہیں جب پنڈی میانی دریا برد ہوا تو ان کا نشان بھی نئی آبادی میں قائم کر دیا گیا۔ حافظ نذیر احمد ہاشمی جو حضرت پیر قطب شاہ ہاشمی رحمۃ اللہ کی اولاد سے ہیں انہوں نے حضرت پیر قطب شاہ ہاشمیؒ کے بارے میں بتایا آپ گیارہویں صدی میں ملتان سے تشریف لائے۔ آپ حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانیؒ کی اولاد سے ہیں۔ گجرات میں میانہ چک میں حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ کے حضور حاضر ہوئے اور ۱۲ سال ان کی خدمت کی۔ اس دوران دولت نگر میں فقہ حدیث کی تعلیم حاصل لی۔ دینی تعلیم مکمل کی دستار بندی کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ کے ہاں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں خیال آیا کیا خواجہ سرکار نگاہ کرم کریں گے؟ ان ہی خیالوں میں گم تھے کہ راستہ میں حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا لڑکے کیوں غمزدہ ہو؟

عرض کی کہ استاد نے دستار بندی کر دی ہے۔ کیا خواجہ سرکار بھی نظر کرم کریں گے؟ غوث پاک نے فرمایا کہ تم خوش نصیب ہو خواجہ سرکار ضرور فیض یاب کریں گے۔ حضرت پیر قطب شاہ ہاشمیؒ نے آپ سے پوچھنے کی جسارت کی تو آپ نے فرمایا میں غوث پاک ہوں جب یاد کرو گے میں پاس ہی ہوں گا۔ جس روز آپ کی غوث پاک سے ملاقات ہوئی اس روز دیسی مہینے مگھر کی آخری جمعرات تھی۔ چنانچہ مگھر کی آخری جمعرات کو عرس کا سلسلہ جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔ جب آپ خواجہ محمد اسحاقؒ کے حضور پیش ہوتے تو آپ نے فرمایا لڑکے دین کی

marfat.com

تبلیغ کرو عرض کی کہ میں ملتان سے آیا ہوں میری یہاں واقفیت نہیں ہے۔ مرشد پاک نے فرمایا کہ دریائے چناب کے کنارے پنڈی میانی کے قریب ڈیرہ جماؤ اور فیض کا سلسلہ جاری کرو چنانچہ مرشد کے حکم پر پنڈی میانی ڈیرہ جمایا اور ہر ہفتے میانہ چک مرشد خانے حاضری دیا کرتے ۔ دریا کے کنارے عبادت میں مشغول رہے ۔ ایک روایت کے مطابق نورا منڈیالہ کے چوہدری نور محمد وڑائچ نے سنا کہ دریا کے کنارے ایک درویش آیا ہوا ہے نور محمد حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی کہ ایک مصیبت پریشانی میں مبتلا ہوں اگر کامیاب ہو گیا تو مکان بنا دوں گا اگر ناکام ہوا تو ڈیرہ اکھاڑ دوں گا۔ آپ کی نظر کرم سے اس کی مصیبت و پریشانی ختم ہو گئی اور وہ کامیاب ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مکان بھی بنا دیا اور پانچ چھ سو بیگھا اراضی آپ کے نام منتقل کر دی ۔ پرانا پنڈی میانی دریا برد ہوا تو حضرت قطب شاہ ہاشمی کا تابوت اور انکے علاوہ بزرگوں کے گیارہ تابوت صحیح حالت میں لاکر نئی بستی پنڈی میانی میں دفنائے گئے۔ تابوت مبارک کی زیارت تین دن تک مخلوق خدا کرتی رہی ۔ جب بزرگوں کے تابوت لائے گئے تو نوگزہ سرکار کی نشانی بھی ساتھ لائی گئی۔ پنڈی میانی میں ان کا روضہ تعمیر کیا گیا۔ حضرت قطب شاہ ہاشمیؒ کا کلام عربی اور فارسی میں تحریر ہے

آپ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے دور میں ہو گزرے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق شہنشاہ اورنگ زیب کشمیر جاتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوا آپ کو جاگیر کی پیشکش کی جو آپ نے ٹھکرا دی ۔ آپ کو باطنی فیض غوث اعظم سے حاصل ہوا ۔ جبکہ ظاہری فیض حضرت خواجہ محمد اسحاقؒ میانہ چک سے ملا۔

خواجہ محمد اسحاقؒ سرکار حضرت شاہ دولہ سرکار کے ہمعصر تھے ۔ موجودہ پنڈی میانی دریا برد پنڈی میانی سے ۹۶۰ کرم کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت قطب شاہ ہاشمی کے بیٹے کا نام حضرت شاہ مراد تھا۔ آپ نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ تمہارا فیض حضرت پیر ماخن کے پاس ہے۔ یاد رہے کہ حضرت پیر ماخن شاہ کا روضہ مبارک نوشہرہ خواجگان نزد کسوکی موجوکی میں ہے۔ چنانچہ شاہ مراد حضرت پیر ماخن کے حضور حاضر ہوئے اور بیعت کی حضرت ماخن شاہ ان دنوں میھنوال گاؤں میں قیام پذیر تھے ۔ یہ گاؤں نوشہرہ مغلاں کے قریب تھا جو اب دریا برد ہو چکا ہے۔ حضرت قطب شاہ ہاشمی کے مریدین آزاد کشمیر جہلم تحصیل کھاریاں ملک کے ہر گوشے میں موجود ہیں۔ آپ کا عرس مبارک مگھر کی آخری جمعرات کو پوری عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ یہ عرس اس دن کی یاد دلاتا ہے جس روز آپ کو حضرت غوث الاعظم نے باطنی فیض سے نوازا تھا۔ یہ عرس آپ کی زندگی میں بھی منایا جاتا تھا۔ جس چکی میں آٹا پیس کر لنگر پکایا جاتا تھا وہ چکی آج بھی پنڈی میانی میں موجود ہے ۔ آپ کی اولاد سے کئی درویش اور اولیاء کرام ہو گزرے ہیں ۔

آپ کا مزار پنڈی میانی میں از سر نو شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اگرچہ دریا کے کٹاؤ کے عمل کی وجہ سے اب دریائے چناب کی لہریں پنڈی میانی کے قریب آ گئی ہیں لیکن حکومت کی جانب سے ٹھوکریں حفاظتی پشتے تعمیر

marfat.com

ہونے سے کٹاؤ کے عمل پر قابو پالیا گیا ہے۔ ورنہ اس بات کا اندیشہ تھا کہ عنقریب دریا کی لہریں اس پنڈی میانی کو بھی نگل لیں گی۔ اسی سڑک پر نورا منڈیالہ کے قریب حضرت سائیں چراغ رحمت اللہ کا مزار بھی ہے۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ ہر سال عقیدت واحترام سے عرس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ آپ مجذوب درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ اسی سڑک کے اختتام پر دریائے چناب کے کنارے ایک کئی سو سالہ قدیمی مزار ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کا سلسلہ دریا کے پار سیالکوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ قدیمی مزار پرانی گذرگاہوں دریاؤں کے کنارے آباد بستیوں میں پائے جاتے ہیں۔

پنڈی میانی میں حضرت پیر قطب شاہ ہاشمی کا مزار

marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیدا شریف تحصیل پھالیہ

ازل کے روز سے دستور فطرت چلا آرہا ہے کہ جب بارش نہ ہونے سے زمین مردہ ہو جاتی ہے اور زمین بادل کی کسی آوارہ ٹکڑی کے دیکھنے کو بھی ترس جاتی ہے اور لوگوں پر ایک گہری مایوسی چھا جاتی ہے۔ تو اچانک دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور بادل کی سیاہ گھٹائیں جھوم جھوم کر افق پر چھا جاتی ہیں اور ترستی پیاسی مردہ زمین زندگی کی برسات برساتی چلی جاتی ہے۔ عالم روحانیات کا بھی کچھ یہی عالم ہے جب دلوں کی زمین فیوضان ربانی کی لطیف بارش نہ ہونے سے خشک ہو جاتی ہے۔ اس میں ذکر واذکار کے گل بوٹے اور عبادات وریاضت کے خوشنما پھول کھلنے اور مہکنے کی بجائے نافرمانیوں کے جھاڑ جھنکار جنم لینے لگتے ہیں۔ تو رب کریم کی ربوبیت خاصہ میں جوش آتا ہے تو انبیاء واولیاء کی شکل میں گھٹا بن کر دلوں کی پیاسی زمین پر برس جاتی ہے۔ اگر صلاحیت اور استعداد ہو تو مالی کے ہاتھ لگنے کی دیر تھی کہ جو دنیا جھاڑ جھنکار سے بھری پڑی تھی لالہ زار بن گئی۔ ایسی ہی بلند پایہ ہستیوں میں قطب العالم جامع الفضائل حضرت خواجہ محبوب عالم صاحب قدس سرہ کی ذات گرامی ہے۔

آپ کا خاندان مشہور شہر بغداد سے اس وقت ہجرت کر کے آیا جب تاتاری درندے خلافت اسلامیہ کے دارالسلطنت بغداد کو تاخت و تاراج کر رہے تھے اس خاندان کا سلسلہ نسب خانوادہ ہاشمی سے وابستہ ہے۔ حضرت خواجہ کے جد امجد حضرت محمد فیض عالم صاحب اسی بستی سیدا میں بسلسل امامت مقیم ہوئے۔ آپ نہایت متقی اور با خدا درویش صفت بزرگ تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت رکن عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی خاندانی صفات سے مصنف عالم با عمل بزرگ تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا غلام نبی صاحب للہی سے ارادات رکھتے تھے گیارھویں ہجری کا آخری نصف گزر رہا تھا کہ آپ کا گھر اسم باسمی حضرت محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی ولادت باسعادت سے مشرف ہوا۔ آپ کا بچپن اسی طور گزرا پھر علمی شوق پیدا ہوا وطن سے ہجرت فرمائی۔ اطراف واکناف ہند میں اس شوق کو پورا کرتے ہوئے مشہور دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند میں تشریف فرما ہوئے اس وقت حضرت شیخ الہند مولانا محمد احسن جیسے شہرہ آفاق امام سے سند حدیث حاصل کی اور علوم معقول کی تکمیل کے لئے ریاست رامپور کی راہ اختیار کی اعلیٰ کامیابی پر نواب رامپور کی طرف سے منصب انشاء کی نیابت سپرد ہوئی۔ کچھ عرصہ منصب انشاء پر فائز رہے اور کافی عزو جاہ حاصل ہوا۔ مگر اب طبیعت میں شوق تھا۔ محبوب حقیقی ولولے لینے لگا اور کچھ عرصہ سلطان ترکی کی فوج میں ملازم ہو گئے مگر اس شوق کے پورا ہونے کے آثار نظر نہ آتے تو ہندوستان مراجعت فرمائی اور کرنال میں آکر ایک دینی مدرسہ میں بحیثیت مدرس مقیم ہوئے۔

حضرت خواجہ انبالوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی پابندی شریعت اور اتباع سنت بدرجہ اتم دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی۔ علامات وکمالات ولایت ظاہر پاتے اور وہیں کے ہو رہے۔ پورے گیارہ سال حضرت توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسند ارشاد کے شایان شان مرتبہ پا چکے تو حضرت موصوف نے اپنی زندگی میں ہی مسند ارشاد پر فائز فرما

marfat.com

کر رشد وہدایت کی اجازت فرمائی اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ وہ کیا تھے اور کیا کر گئے مختصر یہی کہ وہ اپنے مرشد کامل کا صحیح نمونہ تھے۔ مسند ارشاد سے جو دولت آپ کو ہاتھ آئی وہ کسی کو کم ہی نصیب ہوئی۔

مرشد کامل کے وصال کے بعد آپ میں پریشانی بڑھ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے سیر و سیاحت کو چل نکلے دو۔ ۔ از کا سفر اختیار کیا۔ یہاں تک کہ بغداد شریف پہنچے۔ کافی مدت وہاں قیام فرمایا سات سال کی دشت نوردی کے بعد شیخ کامل کی روحانی توجہ سے طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہو گیا اور سیدا شریف میں قیام پذیر ہوئے۔ دنیا میں جو آیا وہ فنا ہونے کے لئے آیا مگر جو مرنے سے پہلے اپنے مولیٰ وحدہ لاشریک اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعات میں مرمٹا ہو اس کی موت موت نہیں آتی بلکہ وہ زندہ و جاوید ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آخری عشرہ کی ابتدا جمعتہ المبارک کی رات شب کا پچھلا حصہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بے انداز رحمتیں اپنے مقبول بندے کے استقبال کے لئے جھک آئی تھیں۔ دیکھا تو آپ جان جان آفریں کے سپرد کر چکے تھے

حضرت خواجہ سیدویؒ باقیات الصالحات کا ایک دریا مخلوق کے لیئے بہتا چھوڑ گئے تھے اور ساتھ ہی اپنے رنگ میں انوکھی اور اچھوتی تصانیف بھی چھوڑ گئے۔ جو کہ اپنی انتہائی سادگی کے باوجود بے پناہ تاثیر اور جاذبیت میں یکتا ہیں۔ اور نتیجہ چشم ہدایت ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں ہر قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ ان تصانیف میں ذکر خیر، خیر الخیر، تنویر الابصار، اسرائے جمیل الارب جلیل اور حیوۃ الروح مشہور ہیں۔ حضرت سیدوی کو واقع معراج اور اس شب سے والہانہ درجہ پر محبت تھی۔ آج بھی یہ رات آستانہ محبوبیہ پر بڑے دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص دنیا میں بڑا ہی خوش نصیب ہے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہری فراغت کے ساتھ اپنی یاد کی توفیق بھی دے مگر یہ توفیق بغیر محبت اس کے خاص بندوں کے نصیب نہیں ہوتی۔

فرمایا:- جس شخص پر اللہ کی خاص نظر رحمت ہو اس کو اللہ تعالیٰ محبت و صحبت و خدمت فقرا الغیب کرتا ہے۔

فرمایا:- جو پیر خود کوشش کر کے مرید کرے اس سے کبھی باطنی فائدہ نہیں ہوتا۔

فرمایا:- مرید کی ملکیت میں کسی شے پر نظر رکھنا حرام ہے۔

فرمایا:- بہت بدنصیب اور منحوس ہے وہ جس شخص کو ہر قسم کے مصائب اور وبال گھیر لیں مگر وہ پھر بھی اپنے رب کی طرف متوجہ نہ ہو اور تدابیر نفس میں الجھ جائے۔ اہ طریقت کے لئے آپ کی تصانیف کا مطالعہ ضروری ہے۔ مطالعہ سے راہ حق کی تلاش والوں کو منزل مل جاتی ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال شب معراج کو سیدا شریف تحصیل پمالیہ میں پوری عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ عرس پر ہزاروں ارادتمند حاضری دیتے ہیں۔ آپکے لاکھوں مریدین ملک بیرون ملک میں ہیں۔ آستانہ پر دن رات لنگر جاری رہتا ہے۔ آستانہ میں مسجد بہت شاندار اور جدید انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔ صاحبزادگان اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں فقر کی دولت مالامال ہیں۔

marfat.com

حضرت حافظ میاں احمد جیؒ شادیوال

گجرات کے نیا اڈا لاریاں سے ایک سڑک شادی وال کی طرف جاتی ہے شادیوال گجرات سے چھ سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے شادیوال گجرات کا یہ مشہور معروف قصبہ ہے سرخ مٹی کے دیسی برتن یہاں تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ علاقہ زرخیزی کی وجہ سے مشہور ہے اچھرہ کے پنڈ شادیوال میں حضرت حافظ میاں اچھروی کا آستانہ مبارک ہے آپ کا وصال ۱۲۵۰ھ میں ہوا۔ آپ کی زندگی میں جنات قرآن پاک کا درس حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد تقریباً سات لاکھ جنات یہاں حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے مرشد پاک خواجہ لطف اللہ جو ڈھنگور شریف ضلع بلند انڈیا کے رہنے والے تھے۔ جو برصغیر پاک وہند کے بلند کردار ولی کامل پہنچے ہوئے بزرگ ہو گزرے ہیں۔ لاکھوں انسانوں کو آپ کے آستانہ سے دینی و دنیاوی فیض حاصل ہوا۔ آپ کے فیض کا چشمہ شادیوال میں جاری ہے۔ آپ کے مرید خاص حافظ میاں احمد جی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر پورا سال رونق رہتی ہے۔ دور دراز سے عقیدت مند صبح و شام حاضری دیتے ہیں۔ دینی اور دنیاوی فیض حاصل کرتے ہیں آپ کا شجرہ نسب کئی اولیاء کرام سے ہوتا ہوا شیر خدا حضرت علی سے جا ملتا ہے۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں جو علاقہ بھر میں مشہور ہیں سب سے بڑی کرامت تو جنات کی ہے یہ مخلوق لاکھوں کی تعداد میں روضہ مبارک پر حاضری دیتی ہے۔

ان کی اقسام جن، دیو، پری، بھوت، چڑیل، بھوت، بھینہ، بھیڑیا، نیرا، چور سینہ، بھڑاوا ہوتی ہے۔ سب سے خبیث چڑیل ہوتی ہے۔ کچھ جنات وظیفہ پڑھنے کے فوراً بعد کچھ دوران وظیفہ کچھ آخر میں حاضر ہوتے ہیں۔ پھر سوال جواب کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ گفتگو مقامی زبان میں ہوتی ہے۔ قسم عہد و پیمان ہوتے ہیں۔ مسلمان جن فوراً بھاگ جاتے ہیں متاثرہ شخص چیخ پکار کرتا ہے یا بالکل بے حس پڑا رہتا ہے۔ غیر مسلم جنات کی کارستانیاں یہ ہوتی ہیں گھر میں پتھر غلاظت، پھینک جاتے ہیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحب خانہ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں جنات غلاظت کا ڈھیر قریب رکھ جاتے ہیں۔ جنات انسانوں کا روپ دھار سکتے ہیں۔ کوئی عورت یا مرد، نہیں پسند آجائے ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے جنات کی بھی خواہشات ہوتی ہیں۔ جنات میں حافظ عالم فاضل اور قاری ہوتے ہیں۔ انسان کا روپ دھار کر علم بھی حاصل کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں جنات کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام برحق ہے جنات کی حرکات سکنات کو اہل علم اہل بصیرت ہی دیکھ سکتے ہیں۔

marfat.com

مقبرہ پانڈی شاہ

گجرات کا قلعہ جو اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوئے ہے جس کے برجوں کے نیچے کئی بزرگ ہستیوں کے مزار ہیں پرانے زمانہ میں رواج تھا کہ قلعہ تعمیر کرتے وقت اس میں کسی نہ کسی بزرگ کو دفن کیا جانا ضروری سمجھا جاتا جو باعث برکت بھی ہوتا اور قلعہ میں رہائش پذیر افراد اپنے آپ کو اندرونی بیرونی خطرات سے محفوظ سمجھتے ایسے بزرگوں کے مزار تقریباً ہر قلعہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ مزار عموماً قلعہ میں تعمیر شدہ برجوں کے پاس یا پھر چاروں کونوں کے قریب پائے جاتے ہیں۔ گجرات کے قلعہ کے اندر باولی کے صاف پانی کی اہمیت بہت زیادہ رہی اس علاقہ میں جب مغل شہنشاہ دورہ پر آتے تو شاہی قافلوں کے لیے پانی گجرات کے قلعہ کی باولی سے مہیا کیا جاتا اس قلعہ کے اندر ہاتھی گیٹ کے قریب اکبری حمام بھی ہے۔ جو آج تک قائم ہے گنٹھیا فالج لقوہ جوڑوں کے درد کے مریض صحت یاب ہوتے ہیں اس قلعہ میں مغل شہزادوں کو اقتدار کی جنگ میں قتل کیا گیا کئی سو فٹ بلند اس قلعہ کے گلی کوچوں میں ماضی کی داستانیں پوشیدہ ہیں۔

قلعہ کی سب سے بلند عمارت نقوی بلڈنگ کی بالائی منزل پر کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا جائے اگر موسم صاف ہو تو وزیر آباد جلالپور کنجاہ اور دیگر قصبے قلعہ کے پہلو میں نظر آتے ہیں اس قلعہ کے جانب شمال مشرق ایک بزرگ کا روضہ بھی ہے جسے عرف عام میں مقبرہ پانڈی شاہ کہتے ہیں اس بزرگ کے نام سے محلہ بھی آباد ہے اور مسجد بھی اس نام یعنی مسجد مقبرہ پانڈی شاہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ حصہ اگرچہ قلعہ گجرات کی فصیل سے باہر ہے۔ لیکن قلعہ گجرات کے جو چار دروازے کابلی دروازہ، کالری دروازہ، شیشانوالہ گیٹ اور شاہدولہ گیٹ کے اندر مقبرہ پانڈی شاہ کے گردونواح مکانات مغلیہ دور کے تعمیر شدہ ہیں۔ چھوٹی اینٹوں کی دیواریں تنگ اور تاریک گلیاں اس کے قدیمی ہونے کی دعای ہیں۔ مقبرہ پانڈی شاہ کے جانب مغرب ایک بازار ہے اس بازار میں ہر قسم کی دوکانیں اب آہستہ آہستہ صراف برادری کی دوکانیں اس بازار کی طرف بڑھ رہی ہیں مقبرہ کے جنوبی دروازہ سے داخل ہو کر اور تقریباً دس بارہ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد سامنے بڑا کمرہ جس کے اوپر سبز رنگ کا گنبد ہے اس گنبد نما کمرہ میں پانڈی شاہ کا مزار ہے مزار کے جانب مغرب ان کی والدہ محترمہ کی قبر ہے جانب مشرق ان کے کسی خدمت گزار کی قبر ہے۔ کمرہ کے اندر کل تین قبریں ہیں باہر متولیوں کی قبریں ہیں۔

مقبرہ کے قریب شاندار مسجد ہے جانب آثار ملتے ہیں پانڈی شاہ کون ہیں؟ ان کے بارے میں تاریخ خاموش ہے تاہم مقامی روایات جو سینہ بہ سینہ آگے منتقل ہو رہی ہیں ان روایات کے مطابق آپ درویش ولی تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں ہو گزرے ہیں ایک روایت ہے کہ آپ پانڈیوں کا کام کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو پانڈی اور احترام کے طور پر شاہ کہتے تھے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ اپنی والدہ کو ہر وقت گٹھڑی کی صورت میں اٹھاتے رکھتے تھے اور اپنی والدہ کو کندھوں پر اٹھا کر کئی بار ان کو حج کروایا آپ کا نام حاجی علی

marfat.com

بتایا جاتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کشمیر فتح کرنے نکلا تو کسی درویش نے بتایا کہ کشمیر کی چابیاں پانڈی شاہ کے پاس ہیں۔

رنجیت سنگھ شاہانہ لباس میں حاضر خدمت ہوا آپ نے رنجیت سنگھ کو خوشخبری سنائی کشمیر فتح ہو جائے گا ایک شرط ہے کنجاہ میں سردار فتح سنگھ یتیم لڑکا ہے۔ اس کو بھرتی کر کے اس کی تربیت کی جائے اور فوج کا جرنیل بنا کر اسے کشمیر فتح کے لیے روانہ کیا جائے۔ چنانچہ رنجیت سنگھ نے کنجاہ میں اس نام کا آدمی تلاش کیا جو اسے مل گیا رنجیت سنگھ نے پانڈی شاہ کی نصیحت کے مطابق عمل کیا پانڈی شاہ کا مقبرہ ابھی رنجیت سنگھ کی ہدایت پر تعمیر کیا گیا اور مقبرہ کے نام جائیداد بھی وقف کی رنجیت سنگھ عموماً گجرات کی بارہ دری میں قیام کیا کرتا تھا جو ہارس شو گراؤنڈ کے قریب ہے گجرات میں سکھوں کے دور کے آثار پائے جاتے ہیں۔ قلعہ کے جانب جنوب ایک محلہ چھٹی بادشاہی کے نام سے مشہور ہے یہ چھٹی بادشاہی سکھوں کے دور کی تعمیر کردہ ہے۔

یہاں ایسی عمارتیں بھی ہیں جو سکھوں کے دور کی تعمیر شدہ ہیں قلعہ کے اندر تنگ و تاریک چھوٹی چھوٹی گلیاں ہیں جو قلعہ کے مختلف محلوں کو آپس میں ملاتی ہیں۔ مقبرہ پانڈی شاہ کے متولیوں نے ایک ملاقات میں بتایا کہ پانڈی شاہ کا تعلق ملک خاندان سے ہے جو گجرات کے مقامی باشندے نہ تھے آپ کا نام باغ علی تھا احترام کے طور پر آپ کو پانڈی شاہ کہتے تھے۔ والدہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے والدہ کی دعاؤں سے آپ کو بلند مقام حاصل ہوا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جیسا حکمران بھی آپ کے قدموں میں حاضر ہوا اور ان کی دعاؤں سے دلی مراد پائی۔

پانڈی شاہ کے بارے میں کئی روایات ہیں جو محلہ کے پرانے بزرگوں کے سینوں میں گردش کرتی رہتی ہیں ان کے بقول آپ بہت بڑے بزرگ درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ والدہ کی دعائیں شامل ہوں تو فقیر ولایت کی منزل نصیب ہو جاتی ہے۔ تذکرہ اولیائے گجرات از ڈاکٹر احمد حسین قریشی نے پانڈی شاہ کے بارے میں لکھا ہے آپ مغلیہ عہدہ حکومت میں گجرات میں ایک معروف بزرگ ہو گزرے ہیں جو اپنی معمر والدہ کو گھٹڑی کی مانند ہر وقت اپنے سامنے رکھتے اور بے حد خدمت کرتے اس نسبت سے ان کا نام پانڈی شاہ پڑ گیا ان کا مقبرہ سبزہ منڈی گجرات ل اب تک موجود ہے جس کے ساتھ اس دور کی ایک یادگار مسجد بھی ہے حالات زندگی سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ مقبرہ کی حالت اور مسجد کا احترام ظاہر کرتا ہے کہ کسی وقت میں بڑے صاحب احترام بزرگ ہو گزرے ہیں۔ آپکے بزرگ ہونے کی یہ دلیل بھی ہے اس وقت کے حکمرانوں کی طرف سے آپ کے نام کافی اراضی وقف تھی آپ کا گنبد بہت بڑا ہے۔ جو صرف کسی اعلیٰ شخصیت کے حکم سے ہی تعمیر ہو سکتا ہے

یہ مزار سطح زمین سے کافی بلند تعمیر کیا گیا اس درویش بزرگ کی آرام گاہ کی حفاظت کی جائے اور تاریخی قدیمی عمارت کی دیکھ بھال کی جائے۔ مزار کو شاندار انداز میں تعمیر کیا جائے تاکہ اس عمارت کے نقش و نگار بحال رہ سکیں۔ اور یہ تاریخی ورثہ محفوظ رہ سکے۔

marfat.com

سلطان الاولیاء حضرت پیر محمد سچیار صاحبؒ کمبل پوش نوشہرہ میانہ

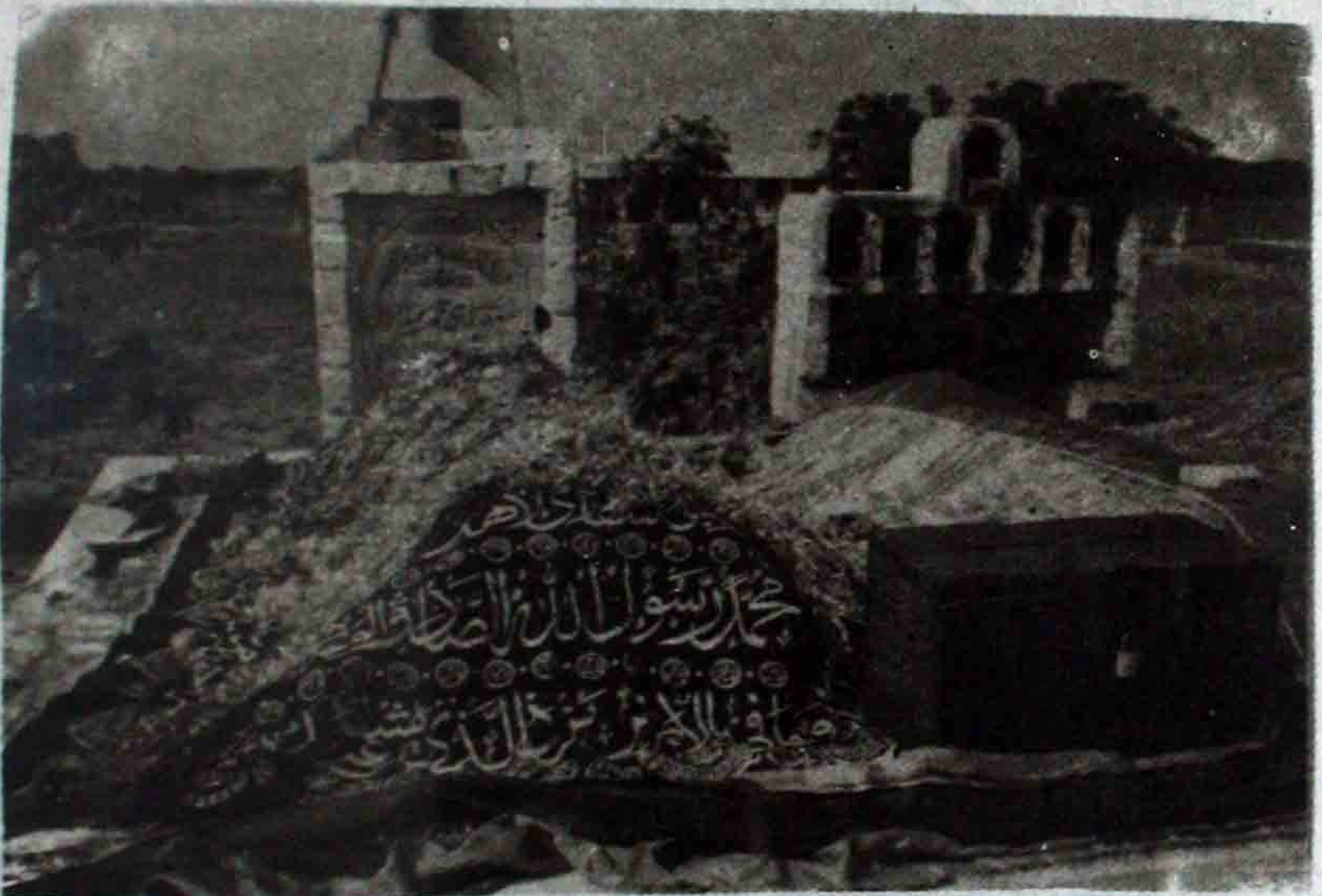

دریائے چناب کے کنارے قدیم بستیوں میں روحانیت کے چراغ روشن ہیں۔ تصوف کے ان چراغوں کی روشنی سے بھٹکے ہوئے مخلوق و مرشد راستہ مل جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک برگزیدہ ہستی ولی کامل حضرت پیر محمد سچیارؒ کمبل پوش کا نام قیامت تک روشن رہے گا۔

آپ کا آستانہ عالیہ نوشہرہ میانہ میں ہے۔ نوشہرہ مغلاں دریائے چناب کے کنارے ایک بہت بڑا تجارتی قصبہ تھا۔ جو دریا برد ہو چکا ہے۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے آستانے آج بھی محفوظ ہیں۔ آپ کا نام پیر محمد خطاب سچیار لقب کمبل پوش تھا۔ آپ قوم ککھڑ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد کا نام ملک وارث خان تھا۔ آپ کا آبائی وطن موضع نرالی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی تھا۔ آپ کے والد رئیس خاندان تھے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ حضرت سچیارؒ بچپن میں یتیم ہو گئے۔ بچپن میں آپ میں درویشوں جیسی صفات پائی جاتی تھیں۔ حق کی تلاش میں آپ نے آبائی وطن کو خیرباد کہہ کر سفر میں قدم رکھا اولیاء کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے۔ وہ تصوف معرفت کی تلاش میں سالہا سال سفر کرتے رہے۔ حضرت سچیار پہلے وزیر آباد پھر کالکی پہنچے۔ کالکی دریائے چناب کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جس کا بیشتر حصہ دریا برد ہو چکا ہے۔ آپ کی والدہ آپ کی تلاش میں کالکی پہنچیں۔ وہیں قیام فرمایا۔ والد کا انتقال بھی کالکی میں ہوا۔ وہیں دفن ہوئے۔

حضرت پیر محمد سچیار مرشد کامل کی تلاش کے لئے نکلے۔ حضرت شاہ پھولاؒ کے حضور حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا ولی کامل حضرت شاہ جی نوشہ گنج قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ جو موضع ساہنپال میں فیض کا چشمہ جاری کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا نام سنا فوراً ساہنپال روانہ ہوئے۔ جب آپ ساہنپال پہنچے تو حضرت نوشہ صاحبؒ حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ مرشد کامل کے قدموں میں حاضر ہوئے۔ حضرت نوشہ گنجؒ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا پیر محمد ہم کو تمہارا انتظار تھا۔ آج تم آ گئے ہو۔ مرشد پاک نے آپ کو اپنی بیعت سے مشرف فرمایا ایک ہی نگاہ سے مقامات علیا پر فائز کر دیا۔ اور فرمایا اب تم نوشہرہ مغلاں میں جا کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کرو۔ اور اسلام کی خدمت کرو۔ مرشد پاک کی اجازت سے آپ نوشہرہ مغلاں تشریف فرما ہوئے۔ نوشہرہ مغلاں دریائے چناب کے

marfat.com

کنارے ایک قدیمی شہر تھا۔ اور ایک بہت بڑی تجارتی منڈی تھی۔ ہندوستان اور کشمیر کابل سے آنے والی تجارتی قافلے یہاں قیام کرتے۔ دریا کے کنارے بہت بڑا پتن تھا۔ نوشہرہ مغلاں میں اس وقت ایک روحانی بزرگ حضرت ماکھن شاہؒ مخلوق خدا کے لئے منبع رشد وہدایت تھے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ماکھن شاہ نے فرمایا پہلے میں اس علاقہ کی خدمت کر رہا تھا۔ اب یہ سلسلہ تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔ ولی کامل کا یہ پیغام ملتے ہی آپ دریائے چناب کے کنارے اللہ کی عبادت میں معروف ہو گئے۔

آپ دن رات دریا کے کنارے یاد الہی میں معروف رہتے ایک روز ایک روٹیاں پکانے والی بھٹیارن نے عرض کی سرکار آپ دھوپ میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں اگر حکم کریں تو جھونپڑی بنا دی جائے اس وقت مائی کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے وہ تندور کی آگ ٹھیک کرتی تھی۔ حضرت چیار صاحب نے وہ لکڑی لے کر زمین میں گاڑ دی۔ وہ لکڑی اسی وقت اللہ کے حکم سے سرسبز ہو گئی۔ ایک درخت کی صورت میں آپ پر سایہ دینے لگی۔ انسانی عقل جہاں ختم ہو جاتی ہے وہیں سے معجزات اور کرامات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے۔ جو شخص غیر شرح ہوگا وہ قرب خداوندی سے محروم رہے گا۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ ملک کے کونے کونے میں آپ کے مرادتمند ہیں۔ آپ کا وصال سو سال کی عمر میں ربیع الاول 1119ھ میں ہوا۔ آپ نے تین بار ظہور فرمایا۔ آپ اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے ہم تین بار اپنے دیدار سے لوگوں کو شرف فرمائیں گے۔ 1825ء میں دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے روضہ مبارک شہید ہوا۔ آپ کا صندوق مبارک دوسری جگہ دفن کردیا گیا۔ 1890ء میں دریا پھر قریب آگیا دوبارہ آپ کے صندوق کو زیارت کے لئے رکھ دیا گیا۔ اس موقع پر ہزاروں مسلمانوں نے آپ کا دیدار کیا۔ آپ کا جسم مبارک صحیح سلامت تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ پھر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ موضع عدالت گڑھ کے متصل مغربی جانب ٹبہ پر صندوق مبارک دفن کیا گیا۔ عدالت گڑھ ایک قدیمی قصبہ تھا جو دریا برد ہو چکا ہے۔ اس ٹبہ پر دو نو گزے مزار تھے۔ ان میں ایک صاحب مزار کا نام حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 326 نمبر شمار 407 کے مطابق حضرت انوش علیہ السلام تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت فینوش بھی حضرت داؤد کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا مزار موضع نجابی میں ہے۔ تیسری دفعہ دریائے چناب نے پھر حضرت چیار صاحب کے قدم چومنے کی سعادت حاصل کی چنانچہ جولائی 1985ء میں دریا کا پانی آپ کے قدموں تک پہنچ گیا۔ آپ کا صندوق مبارک نکال کر ایک علیحدہ کمرے میں محفوظ کرایا تقریباً پانچ ماہ بعد دسمبر 1985ء میں آپ کے جسم مبارک ایک تابوت میں بند کرکے زیارت کے لیے رکھ دیا گیا۔ چار دن تک لاکھوں زائرین نے زیارت کی اتنی مدت گزرنے کے باوجود ابھی آپ کے جسم مبارک میں ذرا بھر فرق نہ آیا۔

اللہ کے نیک بندے صرف دنیا سے پردہ پوش ہوتے ہیں۔ نیک پاک لوگ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ آپ کا عرس مبارک 3 ربیع الاول نوشہرہ میانہ میں منعقد ہوتا ہے۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ مرشد پاک نے آپ کو چیار کا لقب دیا۔ آپ کے عرس کی تقریبات کا آغاز 3 ربیع الاول کو ہوتا ہے۔ 6 ربیع الاول کو لکھنوال جلالپور جٹاں حضرت شاہ بھولا سرکار 7 ربیع الاول کو شیخ پور 8 ربیع الاول کو خیربانوالی 9 ربیع الاول کو نوشہرہ میانہ میں عرس کی تقریبات اختتام پذیر ہوتی ہیں۔

marfat.com

کشف القبور کے بحر بیکراں صوفی شاعر ولی کامل

شمس الملت ۔ حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی ؒ

حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی تحصیل کھاریاں کے قریبی گاؤں گلیانہ میں انیسویں صدی میں ہو گزرے ہیں ۔ ان کی تاریخ وصال ۱۳۱۹ ھ میں بتائی جاتی ہے ۔ انیسویں صدی میں جب مسلمان اندھیروں میں بھٹک رہے تھے تو حافظ شمس الدین نے شاعری کے ذریعے مسلمانوں کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجھوڑا۔

تعمیر سیرت اور تطہیر افکار کے لیے ایک مجموعہ کلام انوار الشمس ترتیب دیا جو آنے والی نسلوں کے لیے درخشاں اور روشن ہے ۔ آپ صوفی شاعر، ولی اور پیر کامل ہی نہیں بلکہ کشف القبور کے عظیم رازدان تھے ۔ آپکے مرید اور عقیدت مند دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں ۔ حافظ شمس صاحب نے تمام دینی علوم پر عبور حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے اولیاء عظام و انبیاء کرام کے مزارات پر حاضری دے کر اپنے علم میں پختگی حاصل کی ۔ ۴۰ سال سے زیادہ عرصہ قدیمی نوگز لمبے مزارات پر حاضری دیتے رہے ۔ حضرت قاضی سلطان محمود ؒ اعوان شریف والے فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت حافظ شمس صاحب پیر طریقت کشف القبور کے بحر بیکراں اور میدان معرفت کے شیر ہیں ۔ قاضی صاحب کا آپ پر اعتقاد بہت زیادہ تھا کشف القبور کا علم آپ نے حافظ صاحب ہی سے حاصل کیا تھا ۔ برصغیر ہی نہیں بلکہ دنیا جہاں کے مزارات کی آپ نے نشاندہی کی اور وہاں چلہ کشی کی۔

پانی انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے ۔ دنیا کی قدیم تہذیب کے آثار پانی کے ذخائر کے قریب پائے جاتے ہیں۔ ان بستیوں میں بسنے والے لاکھوں انسان دنیا کا چند روزہ نظارہ کرنے کے بعد مٹ چکے ہیں۔ لیکن اللہ کے نیک بندے صدیاں گزرنے کے بعد گھنے درختوں کی چھاؤں میں اپنا تقدس قائم کئے ہوئے ہیں۔ جن کے زیادہ آثار دریائے چناب اور دریائے توی کے کناروں پر موجود ہیں۔ یہ لمبے مزار جن کا سلسلہ نسب پیغمبروں سے جا ملتا ہے ۔ مقامی آبادیوں کے لوگوں میں ان کی عقیدت اور احترام نسل در نسل پایا جاتا ہے۔ راقم الحروف نے کتاب گجرات تصاویر کے آئینے میں تحقیق اور تصاویر کے سلسلے میں جب ان نیک اور پاک مزارات پر اور لمبی قبروں پر حاضری دی تو بیشتر مزاروں کے مجاوروں اور عقیدت مندوں کے ہاتھوں معرفت کی کتاب انوار الشمس دکھائی دی جب مزید بات آگے بڑھی تو چک کمالہ کے قریب ڈوبے شریف میں حاجی فرمان بابا جی جو حضرت نعت طاؤس علیہ السلام کے مزار پر دنیا جہان سے بے فکر ہو کر ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر ایک ایک مزار پر حاضری دے کر حقیقت کو پالیا ہے ۔ وہ انوار الشمس میں محو رہتے ہیں۔ بابا فرمان بھی علم کشف القبور میں خاص دسترس رکھتے ہیں ۔ برصغیر ہی میں نہیں دنیا کے گوشے گوشے میں لمبی قبروں اور مزاروں کی فوری طور پر نشاندہی کر دیتے ہیں ۔ کہ بڑیلہ شریف میں حضرت قنیط علیہ السلام کا مزار روال ضلع جہلم میں حضرت حام ؑ کے مزار ان کی ہی توجہ سے تعمیر ہوئے حضرت قاضی سلطان محمود ؒ کے مزار اعوان شریف کام کرنے گئے تو وہاں مسلسل آٹھ سال حاضر

marfat.com

رہے ۔ بابا فرمان کا کہنا ہے کہ انہوں نے پیدل اور روضہ رسول ؐ کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے ۔ انکے ہاتھوں میں انوار الشمس دیکھی ۔

انوار الشمس پنجابی زبان جو عشق الٰہی میں ڈوب کر لکھی گئی ۔ ان کے کلام میں روحانیت ہے جو دل پر اثر رکھتی ہے ۔

منہ کالا گناہاں دا بھارا رب ول کس منہ جائیے ہو
نہ کو عمل عبادت پلے اوتھے کی ونج دکھائیے ہو
اس بن کوئی نہ بخشش والا کس تھیں جا بخشائیے ہو
شمسا ایہہ قصہ ہے طول غماں دا کہنوں ونج سنائیے ہو

فانی دنیا کے بارے میں ان کے کلام میں میں جابجا اشارے ملتے ہیں۔

ایہہ دنیا خواب خیال کڑے ۔ کر سارے دور جنجال کڑے
کر کوشش طلب حلال کڑے ۔ پھڑ جھانیا عشقے نال کڑے

مخلوق سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ۔ اے انسان تو دنیا میں دل لگا بیٹھا ہے ۔

جو ستیاں وقت وہاوے گا ۔ اوہ بالکل ضائع ہو جاوے گا
تریں ہتھ نہ آوے گا ۔ نعت کون کڑے سمجھاوے گا

دنیا فانی ہے حریص انسانوں سے مخاطب ہو کر بے ثباتی کا نقشہ کھینچتے ہیں

کیوں دیں ناحق حویلیاں ۔ کیوں چاہڑیں محل اٹاڑیاں
کیوں پختہ کرنا نئیں ریختے ۔ سوچ رکھ پنجرے باریاں
ایتھے راکھاں سٹ کے ٹر گئے ۔ کر کر مفت اساریاں
اوہ مٹی دے وچ رل گئے ۔ جو جھونن زریں عماریاں

ظفر احمد گوندل ہائی کورٹ لاہور نے انوار الشمس سیر حاصل تبصرہ میں لکھا ہے ۔ حافظ شمس صاحب کے کلام میں انہوں نے دنیا کے ٹھوس حقائق اپنے یگانہ روزگار کلام میں بیان کئے ہیں۔

سب سے زیادہ زور عشق پر دیا ہے ۔ اس کو اپنے منفرد کلام کی بنیاد بنا کر تکمیل انسانیت کے لئے لازمی قرار دیا ہے ۔ اور عشق کو ایسا کمال وسیلہ بیان کرتے ہیں جو فوری کمال کا باعث بنتا ہے ۔ اور قرب الٰہی عنایت ہوتا ہے ۔ اس شق کے بغیر عبادت کو عبادت کا درجہ بھی نہیں دیتے ۔ آپ کا مجموعہ کلام پندہ نصائح کا خزانہ ہے ۔ الفاظ اور تشبیہات حافظ صاحب کے سامنے دست بستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ حافظ شمس ؒ کے بارے میں گورنمنٹ کالج لاہور دی کتاب " راوی دیاں چھلاں " میں ایک مضمون جو پروفیسر فضل حق مرحوم نے تحریر کیا تھا۔ وہ حافظ صاحب کے

marfat.com

کلام پر تبصرہ کرتے ہیں کہ حافظ صاحب کے کلام میں سچے عشق سچی خواہش کی جھلک نظر آتی ہے جو اہامی کتاب کا خاص نمونہ ہے۔ وہ جو کچھ لکھتے ہیں دل کی گہرائیوں سے لکھتے ہیں۔ باوجود کھلے شعروں کے کوئی قصہ کہانی نہیں لکھی۔ کلام میں اپنے جذبات اور احساسات کا پورا نقشہ کھینچا ہے۔ حافظ صاحبؒ کی آٹھ سی حرفیاں ہشت گنج نامی ساڈھو واضح انبالہ میں شائع ہو چکی ہیں۔

حافظ صاحب کا کلام عارفانہ کلام ہے۔ پنجابی زبان کی یہ کتاب تعلیمی اداروں میں روشناس کرائی جائے اور ان کے قلمی نسخوں کو یکجا کر کے کتابی صورت میں ترتیب دے کر شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمارا تاریخی قیمتی اور ادبی ورثہ محفوظ رہ سکے۔

حافظ صاحب کا مزار مبارک گلیانہ میں ہے عرس کے موقع پر عقیدت مند دور دراز سے آکر حاضری دیتے ہیں۔ ان کی کتب کا کتب خانہ بھی محفوظ ہے۔ آپ نے برصغیر کے قدیمی مزارات پر حاضری دی اور ان کی نشاندہی کر کے انہیں از سر نو تعمیر کروایا راقم نے ان کے شجرہ کے مطابق ان مزارات پر حاضری دی اور انہیں کتابی صورت میں یکجا کر کے شائع کیا تقریباً سو سال بعد شجرہ کے مطابق یہ مزارات درست حالت میں پائے گئے ہیں آپ صوفی شاعر ولی اور پیر کامل ہی نہیں بلکہ علم کشف القبور کے عظیم رازدان تھے۔ آپ نے تعمیر سیرت اور تطہیر افکار کے لئے ایک مجموعہ کلام انوار الشمس ترتیب دیا۔

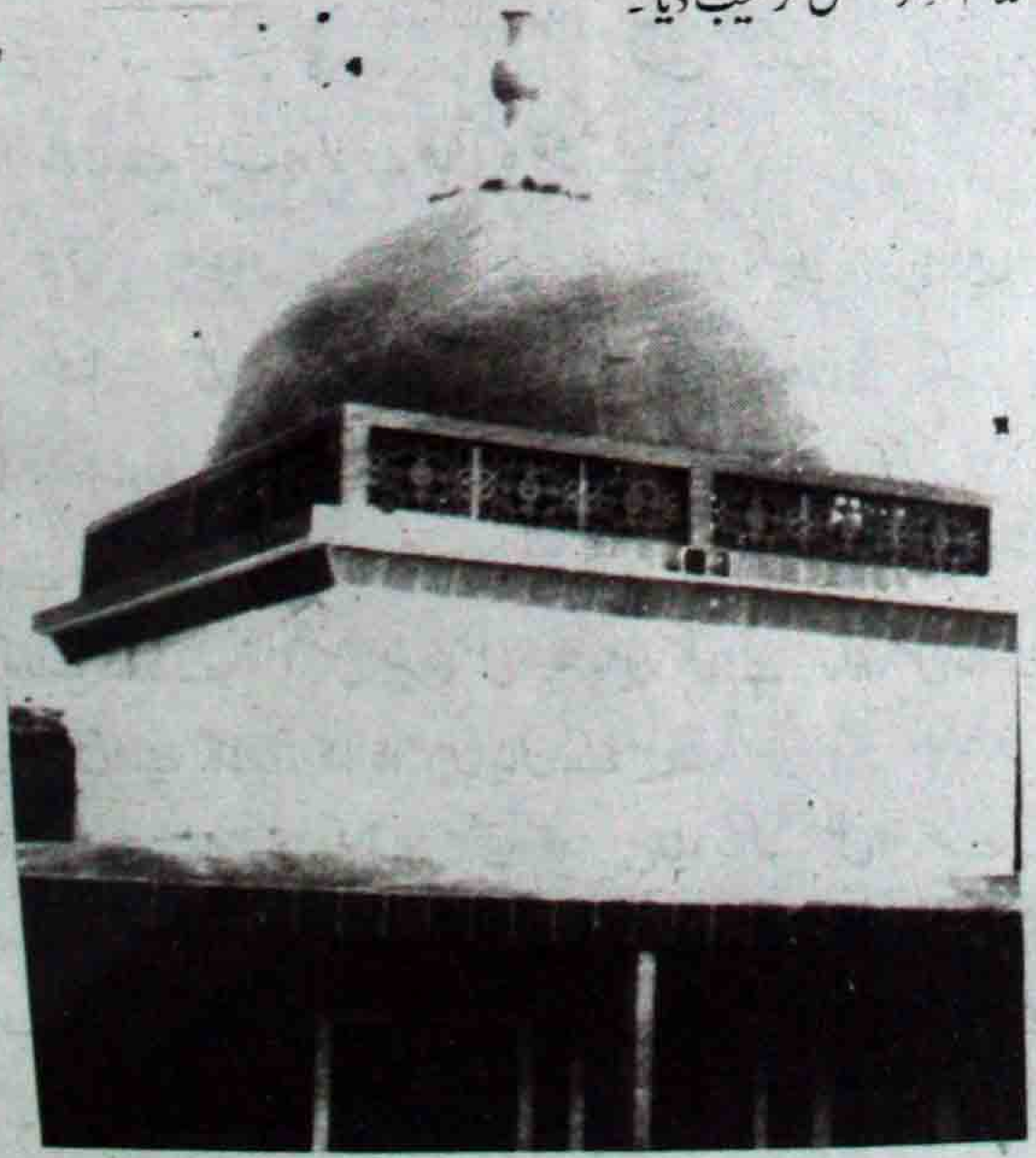

انوار الشمس کے مصنف حضرت شمس الدین کا مزار گلیانہ میں ہے

marfat.com

سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود قادری ؒ آعوان شریف

سرزمین گجرات اولیاء اکرام کے نور سے منور ہے ۔ ان ہستیوں میں حضرت سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود قادری کا نام اور ان کا فیض تاقیامت جاری رہے گا۔ خطہ پنجاب پر جب غیر مسلموں کی عمل داری تھی۔ مبلغین اسلام کی تبلیغ کا دھارا رک چلا تھا۔ غیر مسلموں کی رسومات مسلمانوں کے اندر رائج ہو چکی تھیں ۔ ایک تو تبلیغی مساعی کا رکنا اور دوسرے مسلمانوں کے عقائد کا مسخ ہونا دو بد ترین عوامل تھے ۔ جو اسلامیات پنجاب کے مذہبی و دینی تشخص پر اثر انداز ہو رہے تھے ۔ اس دور پر اشوب میں صوفیاء مشائخ مبلغین اسلام محبتِ رسولؐ کے چراغ روشن کر کے عظمت اسلام کا جھنڈا سر بلند کرنے کے لئے آگے بڑھے ان میں علم و فقر کے سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب قادری قدہٗ سرہ العزیز کا نام نامی بھی سر فہرست آتا ہے ۔ تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ کوئی شخصیت بھی راتوں رات محبوب الٰہی نظر بن کر اس روحانی سرفرازی کی حقدار قرار نہیں پاتی ۔ بلکہ اس کے پس پردہ اس کی برسوں کی دینی ریاضت عرفان حق کی جستجو اور فنا فی اللہ کی منزل تک رسائی کے لئے غیر معمولی تگ و دو تازہ پوشیدہ ہوتی ہیں ۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کہ مہر منیر سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ ۱۲۵۶ء میں زینت کائنات ہوئے ان کا مولد مسکن قصبہ اعوان شریف ضلع گجرات ہے ۔ آپ کا خاندان مقدس کئی صدیوں سے فیضان رشد و ہدایت کا مرکز چلا آتا ہے ۔ جن میں خصوصی طور پر آپ سے پہلے چھ پشتیں حضرت مولانا غلام غوث بن حضرت مولانا غلام مصطفیٰؒ بن حضرت مولانا غلام محمدؒ بن مولانا حافظ محمد محفوظؒ بن حضرت مولانا محمد جمیلؒ بن حضرت مولانا حافظ محمد جمالؒ یہ تمام بزرگ اپنے اپنے دور کے آفتاب رشد وہدایت کی صورت میں طلوع ہوئے ۔

حضرت قاضی سلطان محمود قدس سرہ مادر زار ولی اللہ تھے آپ کے بزرگ عرفان الٰہی کے ایک نہایت ہی ارفع و اعلیٰ درجہ و مقام سے سرفراز تھے ۔ جنہوں نے آپ کی جسمانی روحانی پرورش و تربیت فرما کر عین عہد طفولیت میں ہی آپ کے جسم ظاہر قلب طاہر کو منور کر دیا اس لئے بچپن میں آپ کی تمام عادات مبارکہ نہایت پاکیزہ اور بزرگانہ تھیں ۔ جن کو دیکھ کر صاحب علم و بصیرت حضرات کو یقین ہو گیا تھا کہ نہال گلشن ولایت اپنی عمر میں درجہ کمال کو پہنچ کر اس دور قحط الرجال میں رشد و ہدایت کا محور بنے ۔ آپ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ قبل آپ کی والدہ محترمہ نے ایک خواب میں دیکھا کہ آپ کے گھر کی طرف سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی سواری آرہی ہے ۔ چند ماہ بعد اس بشارت کی تعبیر میں جب اس اختر برج سعادت اور ماہتاب اوج ولایت کی حریم قدس سے اس جہان آب و گل میں تشریف آوری ہوئی تو آپ کے روشن ضمیر جد امجد حضرت غلام مصطفیٰؒ نے آپ کا نام سلطان محمودؒ رکھا ۔ اس لیے وہ اپنی خداداد فراست صداقہ کے نور مبین سے دیکھ رہے تھے کہ مولود مسعود ایک روز عالم ولایت کا سلطان اور سومنات ماسوی کے لیے محمود غزنوی ثابت ہو گا۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی تعلیم

marfat.com

ظاہری کی ابتدا۔ اپنے گھر ہی میں ہوئی مگر تکمیل تعلیم کے لئے آپ کو گھر سے باہر جانا پڑا اور متعدد مقامات پر آپ نے وقت کے متعدد عظیم المرتبت علمائے کرام سے تعلیم اور فیض حاصل کیا چھبیس سال کی عمر میں تمام علوم فنون میں مہارت حاصل کر کے وقت کے تمام علما۔ کو مات کر گئے اور آپ اپنی علمی بصیرت کے باعث قاضی صاحب کے معزز لقب سے مشہور ہوئے۔

پھر جب آپ روحانی کمالات سے سرہ راز ہوئے اور خلق خدا کو آپ سے تمام فیوضان و برکات ظاہری و باطنی حاصل ہونے لگے ۔ تو خلق خدا میں آپ کا لقب غریب نواز بھی پڑ گیا آپ عشق الہی کی چنگاری شکم مادری سے دل میں روشنی لے کر آئے جو روز بڑھتی چلی آ رہی تھی ۔ اور فراغت تحصیل علوم تک وہ مشعلہ جوالہ بن چکی تھی ۔ طلب حق نے بھی بے چین کر رکھا آخر یہ طلب صادق کشاں کشاں آپ کو تاجدار فقر و ولایت حضرت اخوند رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سیدو شریف (سوات) میں لے آئی اور آپ نے ان کے دست حق پر بیعت کی آپ اعوان شریف سے سیدو شریف پیدل تشریف لے جاتے تھے اور یہ سفر دس بارہ روز میں مکمل فرماتے تھے۔ ۔ راستے میں پاؤں زخمی ہو جاتے اور زخموں میں پیپ پڑ جاتی تھی کئی مرتبہ راستے میں بیمار پڑ جاتے کئی کئی روز تک بیمار رہتے آپ اپنے اخلاص ارادت اور صحیح اتباع و اطاعت اور ادب کے باعث اپنے مرشد کامل حضرت اخوند صاحبؒ کے دل میں بس گئے ۔ اور آپ نے اپنے فیوض و برکات روحانی کا بے پناہ خزانہ آپ کے قلب انور میں سمو دیا اور آپ نے قرب و کمال سے نہایت ہی ارفع و اعلی درجہ پر مقام فائز الحرام اپنے مرشد کامل سے خلافت حاصل کی خلافت کے حصول کے بعد آپ کو مرشد کامل نے مکمل طور پر سیرابی کے لئے آپ کو کبیر الاولیا۔ حضرت سید کبیر الدین قادری المعروف حضرت شاہدولہ صاحب کے روحانی طور پر سپرد فرمایا ۔ آپ کے معاصرین کرام میں سے گجرات کی ایک عظیم المرتبت ہستی قطاب الاولیا۔ حضرت مولانا خواجہ سید محمد حبیب اللہ شاہ صاحب نقشبندیؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ اعوان شریف سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے تھے اور گجرات تک قرآن کریم ختم فرما لیتے تھے اور حضرت شاہدولہ صاحب اپنے نوری حضوری جسم اور صورت سلطان الفقرا کے ساتھ روزانہ کو آٹھ تک آپ کی پیش قدمی کے لیے تشریف لے جاتے تھے ۔ حضرت کبیر الدین شاہدولہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک آپ نے تعمیر کروایا ۔

حضرت شاہدولہ صاحب سے مزار اقدس فیوض و برکات روحانی حاصل کرنے کے ساتھ ہی آپ نے داتا گنج بخش لاہوریؒ حضرت امام علی الحق سیالکوٹیؒ حضرت غوث بہاؤ الحق ملتانیؒ حضرت شاہ رکن عالم نوریؒ کے مزارات مقدسہ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا اور خداداد فراست صادقہ کے نور مبین سے ضلع گجرات کے اندر کئی سابقہ انبیاء علیہ السلام اور ان کے امتوں کے صالحین کے مزارات مقدسہ کی نشاندہی فرمائی اور وہاں بھی فیوض و برکات روحانی حاصل کئے حضرت قاضی صاحب نے اکانوے برس کی عمر مبارک تک مسند ارشد کو زینت بخشی اور اپنی بے پناہ علمی

marfat.com

بہارت اور اپنی بابغہ۔ روزگار شخصیت کے تاثر سے راسخ العقیدہ اور صحیح الخیال و مصلحین کی ایک کثیر تعداد فرمائی اور انکے ذریعے امت مسلمہ میں ایک دینی و روحانی انقلاب پیدا فرمایا۔ آپ نے اپنی زندگی کا آغاز ایک مخلصِ خادم دین کی حیثیت سے فرمایا اور آخر اسی نصب العین میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کو اپنی جان جان آفرین کے سپرد فرمائی اور اپنے علم و عرفان کمالات تفکر وہدایت اور فیوض و برکات ظاہری و باطنی کا کامل مکمل نمونہ حضرت خواجہ قاضی محبوب عالم قادری رحمتہ اللہ علیہ کو خلق خدا کی راہنمائی اور فیض رسانی کے لیے چھوڑا قاضی محبوب عالم قادری رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ مبارک عزیز بھٹی شہید ہسپتال بھمبر روڈ پر ہے جہاں نور کی تجلیاں برستی ہیں۔

آپ کے حیات مبارک میں ایک بے پناہ سلسلہ رشد وہدایت اور کشف و کرامات جاری رہا آپ کی کرامات کو درج کرنے کے لئے ہزاروں صفات درکار ہیں۔ آپ کا مزار شریف اعوان شریف میں ہے۔ جو گجرات سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے اس سڑک کا نام اعوان شریف روڈ ہے۔ یہی وہ مشہور قصبہ ہے جس پر ۱۹۶۵ء میں ہندوستان نے سب سے پہلے توپوں کے دھانے کھول دیئے تھے۔

آپ کا عرس مبارک ۲۳ اپریل کو منایا جاتا ہے۔

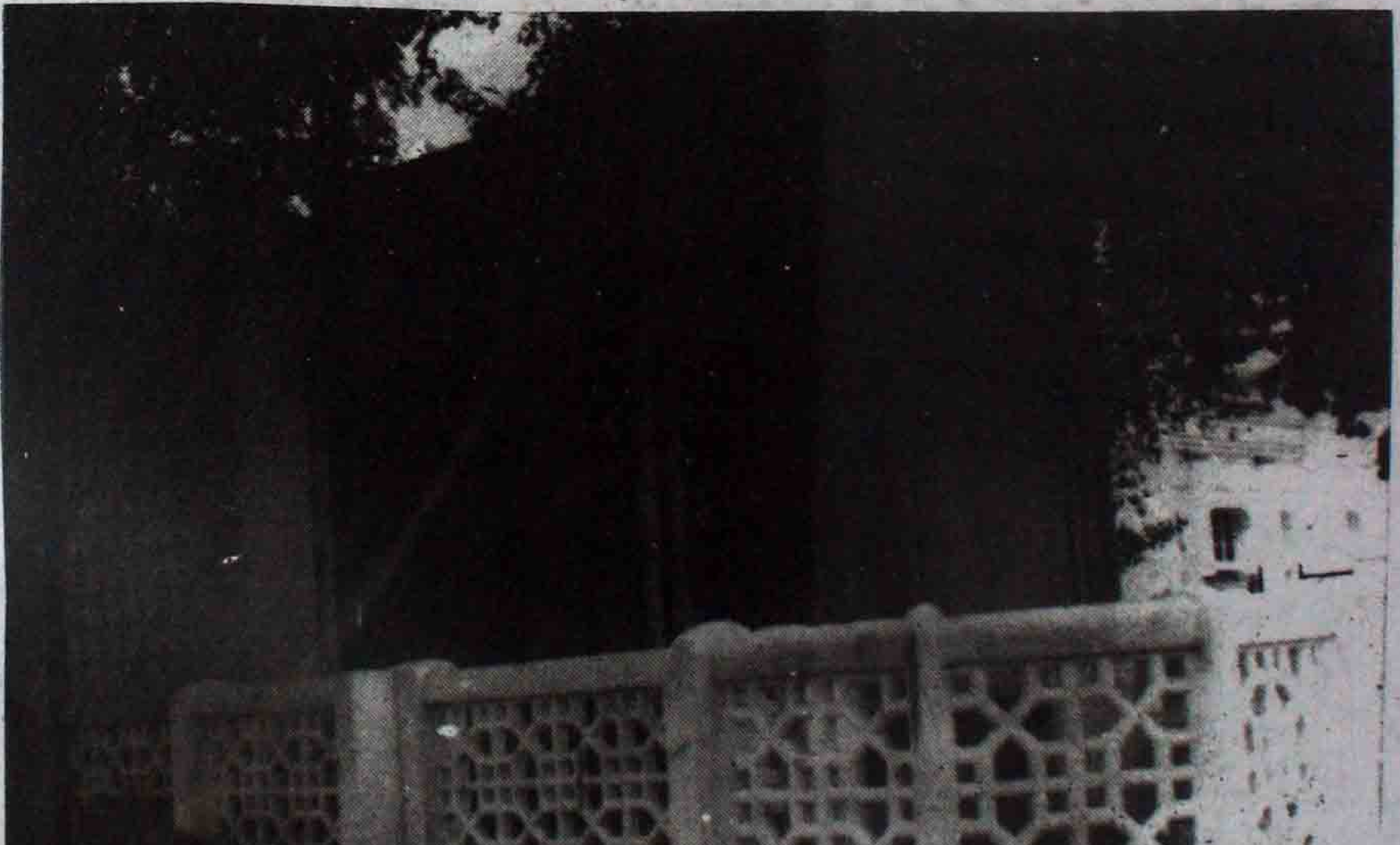

اعوان شریف میں حضرت قاضی سلطان محمود کا مزار

marfat.com

شمس العارفین سرتاج العاشقین محب الفقراء حضرت پیر سید غلام سرور شاہ آف چکوڑی شریف

شمس العارفین سرتاج العاشقین محب الفقراء والمساکین حضرت صاحبزادہ پیر سید غلام سرور شاہ صاحب قدس سرہ چشتی النظامی چکوڑی شریف خاندان عباسیہ کے عشم و چراغ تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ ۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۴ھ میں بروز سوموار بوقت صبح صادق عالم ظہور میں آئے۔ آپ کے والد سید محمد چراغ شاہ صاحب مرحوم و مغفور اور محترم دادا صاحب پیر سید محمد عالم شاہ صاحب نقشبندی المجددی عارف کامل اور بہت بلند پایہ عالم اور مفتی ہو گزرے ہیں۔ یہ دونوں صاحب علماء پنجاب میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ حضور غریب نواز نے ان دونوں صاحبوں کے زیر اثر بہت جلد قرآن مجید حفظ کر کے دیگر علوم پر عبور حاصل کر لیا۔ حضور غریب نواز اس قدر ذہین تھے کہ قرآن پاک صرف دو سال میں حفظ کر کے سنا دیا تھا۔

شیخ زمان اہل طریقت کے پیشوا حضور سید مہر علی شاہ صاحبؒ زیب مسند گولڑہ شریف کی نظر التفات حضور کے والد مکرم پیر سید محمد چراغ شاہ صاحب پر اس قدر تھی کہ اکثر اوقات حضور غریب نواز جناب پیر صاحب قدس سرہ اکیلے بلا اطلاع چکوڑی شریف آجایا کرتے تھے۔ نیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سید محمد شاہ کی عدم موجوگی میں مجھے نکات و معارف بیان کرنے میں تامل رہتا ہے۔ یہی ایک شخص ہے جو میری علمی مجالس میں بمنزلہ امیر خسروؒ ہے۔

حضور غریب نواز کو تحصیل علوم متداولہ کے بعد ایک ایسے بطل جلیل اور مہدی ولایت کی رفاقت نصیب ہوئی جسکی مزید تربیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا آپ فرمایا کرتے کہ پروردگار عالم نے مجھے تین طرح کے کرم سے نوازا ہے۔

۱۔ میرے ہوش میں آنے سے پہلے ہی مجھے ملت ابراہیمی میں پیدا کیا جس میں میری التجا اور عبادت کا کوئی حصہ نہیں۔

۲۔ مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں پیدا کیا جو اس کی اپنی عنایت ہے۔

۳۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید پر رکھا کچھ شعور آنے کے بعد دین کے دو استاد ایک میرے والد مکرم اور دوم میرے دادا صاحب محترم جن کی شان کا عالم عالموں میں نہیں اور مہربان مہربانوں میں نہیں کی تعلیم و تربیت میں دیا اور علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد قدوۃ السالکین منبع چشمہ فیوضات ظاہری و باطنی پیر سید مہر علی شاہ صاحب جیسا رہبر کامل بخشا جن کی شان پیران طریقت میں سب سے نرالی تھی اور یہی نعمتیں میری نجات کا وسیلہ ہیں۔

ابتداء طریقت حضور غریب نواز پر دو اور اکابر شیخ کی نظر عنایت بھی تھی۔ ایک حضور کے دادا محترم قبلہ محمد عالم شاہ صاحب جو سلسلہ نقشبندیہ کے جلیل القدر شیخ تھے۔ آپ نے عارفان الہی کے سلطان جناب پیر چنن شاہ صاحب لمعنی

marfat.com

محمد آلو مہار شریف سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور ساری عمر درس و تدریس اور ریاضت میں گزار دی ۔ آنجناب کے مدرسہ کے فارغ التحصیل دور دور پہنچ کر مفتی دین کہلائے ۔

دوسرے قطب وقت ریاضت کے شہسوار حضرت پیر محمد امین صاحب فاروقی خلیفہ مجاز ، دانائے عشق و معرفت شمس العارفین حضرت شیخ شمس الدین سیالوی رح تھے ان دونوں پر نور شخصیتوں نے بھی خرقہ فقر حضور کو ہی عنایت فرمایا۔

حضور غریب نواز کے والد مکرم نہایت ذہین اور بے نظیر تھے ۔ آپ کے متعلق عام مشہور ہے کہ ایک روز آپکے مکرم بزرگ ماموں صاحب خواجہ محمد امین اپنی جامعہ مسجد میں بیٹھے اپنے مریدان باصفا کو ارشاد و تلقین سے بہرہ اندوز فرمارہے تھے کہ جناب سید محمد چراغ شاہ صاحب بھی لنگر خانہ سے مسجد میں تشریف لے آتے حضرت کی مجلس پاک میں بیٹھ گئے ۔ خواجہ صاحب نے بعد تلقین وارشاد بطرز افسوس فرمایا کہ ہمارے عزیزوں میں علم و فضل تو بہت ہے مگر قرآن مجید کسی نے حفظ نہیں کیا۔ اگر حفظ ہوتا تو ہمیں ہر سال رمضان المبارک کے لئے کسی بیرونی حافظ صاحب کو دعوت نہ دینا پڑتی ۔ حضرت علامہ سید محمد چراغ شاہ صاحب جوش غیرت سے اٹھ کھڑے ہوتے اور عرض کی ، غریب نواز اس خدمت کو میں خود سرانجام دوں گا خواجہ صاحب نے اظہار تعجب فرمایا اور کہاکہ آپ کیسے سنا سکیں گے۔ قرآن مجید اتنا مختصر تو نہیں ۔اس کے حفظ کرنے کے لئے کئی سال درکار ہوتے ہیں ۔آپ نے جواباً عرض کیا ۔ غریب نواز اگر باہر سے کوئی حافظ صاحب تشریف لے بھی آئے تو ان کی حیثیت ایک سامع قرآن کی ہوگی۔ اور نیازمند اہل اللہ قرآن مجید سنا کر فتح کا سہرا اپنے شیخ کے سرباندھے گا۔

غرض اسی طرح ہوا ۔ دیہہ ہذا کے عام بزرگ اس وقت کے عینی شاہد بیان کرتے ہیں کہ فی الواقعہ آپ نے قرآن پاک نہایت عمدہ اور بغیر کسی غلطی کے سنا دیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ قریباً ایک پارہ ہر روز یاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میاں عبدالمالک صاحب مرحوم وزیر بہاول پور اسسٹیٹ جو اس وقت غالباً افسر آباد کاری تھے کی دعوت پر بہاولپور تشریف لے گئے ۔ میاں صاحب نے آپ کو مربع دینے کی پیش کش کی ۔ لیکن آپ نے ٹال دیا ۔ بالآخر میاں صاحب نے ایک ہزار روپیہ اور دیگر اہل کاروں نے تین سو بطور نذرانہ پیش کیا ۔ میاں صاحب آپ کی سخاوت سے آشنا تھے ۔ چنانچہ آپ کے ہمراہی خادم کو ایک سربہ مہر تھیلا دے دیا اور "احتیاط" کے لئے زبانی بہت کچھ کہا۔ سفر خرچ کے لئے پندرہ بیس روپے الگ اس کی جیب میں رکھے ۔

جب آپ گاڑی میں سوار ہوتے تو گاڑیوں کے اندھوں ، لنگڑوں کی آمد و رفت سے سابقہ پڑا ۔ آپ نے حسب عادت پندرہ بیس خرچ کرنے کے بعد سربمہر تھیلا مع احتیاط اپنی تحویل لے لیا اور وزیر آباد جنکشن اسے ادھر ہی "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" کہتے ہوئے ساری رقم ختم کردی ۔ جب گجرات سٹیشن کی حدود سے باہر نکلے تو ایک فقیر نے بنام رب کچھ دیتے جاؤ کی صدا لگائی ۔ آپ نے خادم کی طرف دیکھا خادم اداشناس تھا ۔ فوراً اعتراض کی نشان دہی کی آپ نے وہ اس فقیر کو دے دی ۔ اور آپ تیرہ میل کی مسافت پیدل طے کر کے جھکوڑی شریف

marfat.com

پہنچے۔

ایک دفعہ آپ اپنے مرشد حضور پیر صاحب گولڑوی کی ہمرکابی میں سیال شریف وارد ہوئے۔ جب مجلس سماع کا انعقاد ہوا۔ تو اپنی جیب خالی کرنے کے بعد گدی نشین صاحب سے تین سو روپیہ لے کر بحالت کیف و وجدان قوالوں کی نذر کردیا۔ چند ماہ بعد سیال شریف والوں نے حضرت پیر صاحب کو مبلغات کے لئے چٹھی لکھی۔ حضور غریب نواز نے اسی وقت جیب خاص سے روپے بھیج دیئے اور فرمایا کہ "میرا یہ لاڈلا چکوڑی شریف والا یونہی سخاوتیں کیا کرتا ہے۔ میں اسی کی ملاقات کے لئے چکوڑی شریف جایا کرتا ہوں"

خاندان عباسیہ کا یہ عالی قدر انسان قریباً ۴۵ سال کی عمر طبعی گزار کر ۱۹۱۸ء میں واصل بحق ہوا۔

آفتاب چشت خواجہ سید غلام سرور شاہ عباسی الہاشمی

مشاطہ را بگو کہ براسباب حسن یار
چیزے فزوں کند کہ تماشا بما رسید

حضرت سید غلام دستگیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے واصل بحق ہونے کے بعد آسمان ولایت کے ماہتاب اخلاق نبوت کا مکمل نمونہ، مشاہدہ اور مجاہدہ میں اپنی نظیر آپ جناب خواجہ غلام سرور شاہ چشتی النظامی نے ایک عالم کو فیوضات محمدیؐ سے بہرہ ور کردیا۔ یوں کہیئے عقل کل نے اپنی ساری توجہ باطنی اس ایک شخصیت پر مبذول کردی ہے۔

آپ بہت بڑے صاحب اسرار بزرگ تھے۔ مگر اسرار کو انکار کرنا ناپسند فرماتے تھے ایک روز ارشاد فرمایا جب سے میں سرکار گولڑہ شریف کا دامن پکڑا ہے پھر کسی اور کی تصویر دل میں نہیں رکھی۔ فقر بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ کے پاس ایک راز ہے امین تب ہی کہلائے گا جب اس کو پوشیدہ رکھے گا۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔ آؤ میں تمہیں عزت کا راز بتاؤں۔ ہمیشہ خلق کے ساتھ تواضع سے پیش آیا کرنا۔ ارشاد ہوا آدمی تین طرح کے ہیں۔ امراء علماء، فقراء۔ جب امراء تباہ ہو جائیں تو خلق کا معاش تباہ ہو جاتا ہے۔ جب علماء تباہ حال ہوں تو خلق کا دین تباہ ہو جاتا ہے۔ جب فقراء تباہ ہوں تو خلق کا دل تباہ ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا اب قحط الرجال ہے۔ یعنی فقراء محقق مفقود ہیں۔ اسی لئے خلقت کا دل تباہی کی طرف جارہا ہے۔ حضرت بھوکا رہنا بہت پسند کرتے تھے۔ اور کئی کئی دن بھوکا رہا کرتے۔ ایک روز ارشاد فرمایا بھوکا رہا کرو۔ کیونکہ بھوک خداوند تعالیٰ کے نزدیک ایک خزانہ ہے۔ وہ اسی کو دیتا ہے جو دوست ہو۔ آدمی جب سیر ہو کر کھاتا ہے تو تمام اعضاء شہوت کے بھوکے ہوتے ہیں۔ جب اعضاء میں شہوت آجاتی ہے تو پھر انسان کو ایسی بغاوت پر مجبور کرتے ہیں جس سے انسان سب اعلیٰ جواہر اور مقامات کھو کر راندہ درگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا بھوک آخرت کی کنجی ہے اور سیر شکمی دنیا کی کنجی۔ زیادہ کھانے سے عبادت میں مزا کم آتا ہے۔ قوت حافظہ کمزور ہو جاتی ہے۔ شہوت بڑھ جاتی ہے اور ن پر بھی شفقت نہیں کر سکتا۔ پیٹ بھر کر کھانا نور دل کا زنگار ہے۔ فرمایا تصوف میں تین چیزوں پر خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ کم گفتن، کم خوردن، کم خفتن۔

marfat.com

ایک روز حضرت نے امام غزالی کا ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ امام صاحب سفر میں تھے راستے میں آپ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ اس میں آپ کی علمی یاداشت کی کتاب بھی چلی گئی۔ آپ ڈاکوؤں کے سردار سے ملے کہ میری کتاب دے دو کیونکہ تمہارے کام کی نہیں۔ اس پر ڈاکوؤں کے سردار نے ہنس کر کہا کہ تم نے کیا خاک پڑھا۔ کتاب نہ رہی تو تم کورے کے کورے رہ گئے۔ امام صاحب پر اس فقرہ کا بہت اثر ہوا گھر آکر سب نوٹ زبانی یاد کر لئے۔

ایک روز فرمایا جناب مولانا روم اپنے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے درس دے رہے تھے حضرت شمس تبریزی حضور کے پاس آئے اور کہا یہ کتابیں کیسی ہیں؟ مولانا نے حضرت شمس تبریزی کی مجنونانہ وضع دیکھ کر فرمایا یہ قیل وقال ہے۔ تمہیں اس سے کیا مطلب۔ حضرت شمس نے سب کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا سخت پریشان ہوئے۔ لیکن حضرت شمس نے مولانا کو پریشان دیکھ کر ہاتھ بڑھایا اور سب کتابیں حوض سے خشک نکال دیں۔ کسی ایک حرف پر بھی پانی کا اثر نہ ہو۔ مولانا کو بے حد حیرت ہوئی۔ عرض کی یہ کیا؟ حضرت شمس نے فرمایا یہ حال ہے تم اس کو کیا جانو۔ مولانا اسی وقت درس و تدریس چھوڑ کر حضرت شمس کے غلام ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت شمس کے سینہ میں جو کچھ تھا۔ انہوں نے حضرت مولانا کے سینہ میں بھر دیا۔

پھر فرمایا ایک دفعہ محمود غزنوی شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کے لئے خرقان پہنچا بیرون شہر سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ سلطان یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اب تم پر فرض ہے کہ اپنے گھر سے نکل کر استقبال کرو۔ پھر پیغامبر کو کہا اگر وہ انکار کریں تو اطیعو اللہ واطیعو الرسول اولوامر منکم یاد دلانا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا۔ مگر پھر بھی حضرت نے انکار کر دیا اور کہا کہ اطیعو اللہ میں اس قدر محو ہوں کہ ابھی تک اطیعو الرسول کی فرصت نہیں اولوامر منکم کس شمار میں؟ قاصد نے جب یہ جواب سلطان سے عرض کیا تو اس کا اعتقاد اور بڑھ گیا۔ اپنا لباس اور سواری ایاز سے تبدیل کر لی۔ چند عورتوں کو مردانہ لباس پہنا کر ہمراہ لیا اور شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ سلام مسنون ادا کیا۔ شیخ صاحب نے سلام کا جواب دیا۔ مگر تعظیم کو کھڑے نہ ہوئے۔ محمود غزنوی نے حضرت سے اس کی وجہ دریافت کی آپ نے ارشاد فرمایا تو نے مجھ سے مکر کیا ہے۔ ان نامحرموں کو باہر بھیج دو اور میرے پاس بیٹھو۔ ایاز کو بھی باہر نکال دیا۔ پھر محمود غزنوی نے حضرت بایزیدؒ کے متعلق کچھ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ بایزید نے فرمایا ہے۔ جس نے مجھے دیکھا وہ شفاعت سے بے خوف ہو گیا۔ محمود نے کہا ابولہب اور ابوجہل نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا مگر وہ دوزخی ہیں۔ کیا بایزید کی شان حضور سرور کائناتؐ سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بجز چہار یارؓ اور دیگر اصحابؓ کے کسی نے نہیں دیکھا اور اس کی دلیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولرھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔

سلطان کو یہ بات پسند آئی اور عرض کی مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا چار باتوں کا خیال رکھو۔ ممنوعات سے پرہیز کرنا۔ نماز باجماعت ادا کرنا۔ سخاوت شیوہ بنانا۔ خلق خدا پر شفقت رکھنا اور پھر دعا فرمائی۔ پروردگار تیری عاقبت محمود کرے۔ اس کے بعد سلطان نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ آپ نے جو کی روٹی سامنے رکھ دی۔

marfat.com

سلطان نے ایک نوالہ توڑ کر منہ میں رکھ لیا۔ لیکن روٹی کا ٹکڑا حلق میں پھنس گیا۔ آپ نے پوچھا کھاتے کیوں نہیں؟ سلطان نے کہا حلق سے نیچے نہیں اترتی۔ آپ نے فرمایا اسی طرح تمہاری اشرفیاں ہمارے گلے سے نیچے نہیں اترتیں۔ اٹھاؤ انہیں پھر محمود نے دست بستہ عرض کی کوئی تحفہ عنایت فرمائیے۔ آپ نے اپنا پیراہن مبارک اتار کر دے دیا اور رخصت کرتے وقت بہت تعظیم بھی کی۔ محمود نے پوچھا میری آمد پر حضرت نے تعظیم نہیں کی اور اب تعظیم کرنے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا تم اس وقت شاہی تحکم اور غرور میں آئے اور اب انکساری اور درویشی کے ساتھ جارہے ہو اس لیے تعظیم ضروری ہے۔

پھر فرمایا سومنات کے معرکہ میں محمود نے جب فوج میں گھبراہٹ دیکھی تو فوراً حضرت کا لبادہ اوڑھ کر بارگاہ رب العزت میں سر بسجود ہو گیا اور عرض کی خداوند اس پیراہن کی طفیل فتح و نصرت عطا فرما۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس دعا کے بعد اللہ اکبر کا نعرہ مار کر جو دفعتاً حملہ کیا تو لشکر کفار میں بھگدڑ مچ گئی اور میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ رات کو خواب میں حضرت نے فرمایا محمود تم نے ہمارے پیراہن کی آبرو درگاہ الٰہی میں بہت کم کر دی۔ اگر تم چاہتے تو وہ تمام کافر مسلمان بھی ہو جاتے۔

ایک روز احباب طریقت کی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ جو ہمارے سلسلہ چشتیہ کے ایک بزرگ شیخ ہو گزرے ہیں۔ بلخ بخارا کے عظیم سلطان کے فرمانروا تھے۔ ابتدا میں آپ نے نہایت کروفر اور شان و شوکت سے حکومت کی ایک رات آپ اپنے خاص محل میں محو خواب تھے۔ آدھی رات کو اچانک کھڑاک سے حضرت کی آنکھ کھل گئی۔ معلوم ہوا کہ مکان کی چھت پر کوئی آدمی ٹہل رہا ہے پر ہیبت آواز سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں آپ کا دوست ہوں اور یہاں اپنا گمشدہ اونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا او احمق اونٹ کبھی چھت پر بھی چڑھے ہیں۔ اس نے جواب دیا تو پھر آپ سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جامہ اطلس میں خدا مل جاتے یہ جواب سن کر حضرت کے دل پر خوف طاری ہو گیا۔

دوسرے دن حسب معمول دربار عام میں تخت پر تشریف فرما تھے۔ یکایک ایک بارعب آدمی اندر داخل ہوا۔ امراء وزراء میں سے کسی کو روکنے کی جرات نہ ہوئی۔ چنانچہ وہ بے باکانہ تخت شاہی تک پہنچ گیا۔ حضرت نے تعجب سے پوچھا تو کون ہے اور کیا غرض ہے؟ اسنے کہا کہ مسافر ہوں اس سرائے میں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ سرائے نہیں بلکہ شاہی محل ہے۔ اس نے کہا کہ آپ سے پہلے اس محل میں کون رہتا تھا۔ فرمایا میرا باپ تمہارے باپ سے پہلے کون؟ فرمایا میرا دادا۔ پھر پوچھا آپ کے بعد اس میں کون رہے گا؟ میری اولاد۔ اس آدمی نے کہا: ا غور کرو جس محل یا مکان میں اتنے آدمی آئیں اور جائیں اور کسی کا مستقل قیام نہ ہو تو پھر وہ مقام سرائے نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ شخص دربار سے نکل گیا۔ آپ رات کے واقعہ سے بھی کچھ فکر مند سے تھے۔ ا ا تن تنہا اس کے پیچھے بھاگے اور اسے پکڑ کر پوچھا تم کون ہو؟ اسنے جواب دیا میں خضرؑ ہوں۔ یہ سنتے ہی

marfat.com

حضرت کا درد بڑھ گیا۔ بغرض سکون لیٹ گئے۔ مگر سکون ندارد۔ فوراً شکار کے لئے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا۔ مگر قدرت خدا سے ہرن بولا تم مجھے شکار نہیں کر سکتے۔ بلکہ خود شکار ہو جاؤ گے۔ ان باتوں سے حضرت کے دل میں خوف الٰہی اس قدر طاری ہوا کہ حکومت سے دستبردار ہو گئے۔ گودڑی پہنی اور بیابان میں نکل گئے۔

ایک روز فتح محمد تارڑ سکنہ جھبورانوالی مع اپنی اہلیہ کے حاضر خدمت ہوا۔ خستہ و نزار آپ نے گریہ و زاری کی وجہ دریافت کی اس نے روتے روتے عرض کی میرے دو ہی لڑکے تھے اور دونوں ہی پانچ دن میں بعارضہ چیچک فوت ہو گئے ہیں۔ ہمیں ان کا غم بھی موت سے ہمکنار کر دے گا۔ حضرت قبلہ عالم نے جو اکثر آنکھیں بند رکھتے تھے۔ نہایت بے تابی سے آنکھیں کھولیں اور نہایت شفقت سے فرمایا۔ بی بی مت رو۔ وہ مرے نہیں زندہ ہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ذرا چھوٹے ہو کر آ جائیں گے۔ تسلی رکھو پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور ایک تعویز بھی عنایت فرمایا۔ چنانچہ ایک سال بعد فتح محمد پھر حضرت قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ عرض کی غریب نواز دو بچے جڑواں پروردگار کے کرم اور آپ کی دعا سے متولد ہوئے۔ آستانہ عالیہ پر عرس مبارک ۱۶ اپریل کو منعقد ہوتا۔ چکوڑی شریف گجرات سے ڈنگہ جانے والی سڑک جو دلانوالہ روڈ کے نام سے مشہور ہے دلانوالہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

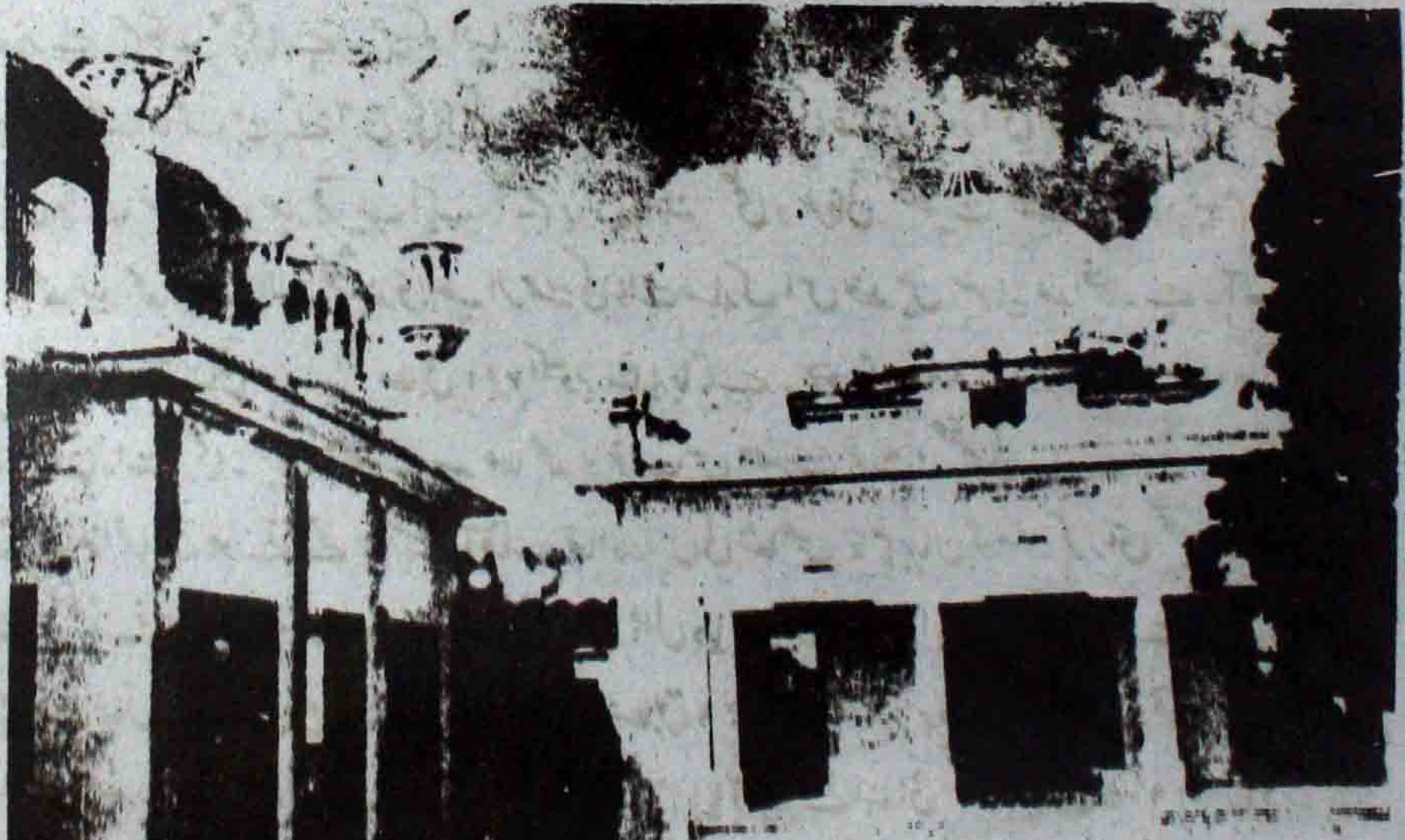

روضہ مبارک حضرت سید غلام سرور شاہؒ چکوڑی شریف

marfat.com

قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلی

گجرات کو سر سید احمد خان نے پنجاب کا خطہ یونان کہا تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رائے سو فیصد درست ہے ۔ یونان ہی کی طرح گجرات کی سرزمین علوم و فنون تہذیب و تمدن محبت و وفا، صدق و صفا، دین و عرفان، شجاعت اور دانش و بصیرت اور فضائل و کمالات کا گہوارہ ہے اس مقام کی قدیم تاریخ نہایت اہمیت کی حامل ہے ۔ چنانچہ یہاں سے آثار قدیمہ سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ۔ خصوصاً نوگزی قبور جن کے بارے میں اہل علم و محقق اور ارباب کشف کی شہادت واضح کرتی ہے کہ یہ قبور انبیائے بنی اسرائیل کی ہیں ۔ چنانچہ بعض اصحاب قبور کے نام دریافت ہو چکے ہیں اور انکے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ۔ یہ قبور مرجع خلائق ہیں ۔ اور ان پر ہرگز وہ بدعات نہیں دیکھی جاتیں جو دیگر مقامات پر نظر آتی ہیں ۔ اس طرح سرزمین گجرات اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے ساتھ بھی ایک خاص نسبت ہے اور گاؤں گاؤں ان کے آثار مکتب خانے اور مزارات موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں علم ظاہری کے شائقین بھی اپنی ایک وسیع روایت رکھتے ہیں علم دین اور حفظ قرآن کی نعمت کے لئے

گجرات ایک نہایت برگزیدہ خطہ ہے ۔ اولیائے کرام میں سے بعض مشہور ترین اولیائے کرام میں حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ پیغام الٰہی پر عمل کئے بغیر انسان انسان نہیں بلکہ جانور بن جاتا ہے اور پیغام کی دولت ان مبارک ہستیوں کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے ۔ جن کو انبیاء اور اولیائے کرام کا نام دیا گیا ہے ان کی محبتوں کی برکت ہے یہ انسان نما جانور رشک ملائک بن گئے آج بھی انکے تذکرے دل اور روح کی غذا ہیں اور اعلیٰ اخلاق و فضائل انسان کی تربیت میں بڑے موثر ہیں عہد قریب ایک عظیم برگزیدہ بلند علمی و عرفانی شخصیت قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا محمد سید محمد حبیب اللہ نقشبندی علیہ الرحمتہ کی ذات مبارک اس خطہ میں سرمایہ صد افتخار ہے ۔ آپ کا سالانہ عرس ۲۴، ۲۵ ربیع الثانی مطابق ۱۰، ۲ اکتوبر منایا جاتا ہے ۔ جنوری ۱۸۹۵ء اور رجب ۱۳۱۲ھ کے مبارک مہینے کی کوئی رات تھی ۔ جب حضرت سید عطا محمد کو خواب میں حضرت غوث اعظم کی زیارت ہوئی آپ اپنی گود میں ایک بچے کو اٹھائے ہوئے تھے جو بشکل آفتاب تھا اور اس کی شعاعیں تمام جہان کو منور کر رہی تھیں حضرت غوث اعظمؒ نے وہ بچہ حضرت سید عطا محمد کی گود میں ڈال دیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا ہے مگر میں اسے تمہیں دیتا ہوں اس بچے نے جہان آب و گل میں ۱۲ رجب ۱۳۱۲ھ بمطابق ۹ جنوری ۱۸۹۵ء بروز بدھ ظہر کے وقت قدم رکھا اور اپنے دادا جان حضرت نتھے شاہ صاحب سے محمد حبیب اللہ نام پایا آپ نے ابتدائی تعلیم اپریل ۱۹۰۵ء میں لوئر ماڈل سکول بالشرھوال سے مکمل کی اور یہاں سے چھٹی جماعت پاس کی پھر سپیشل جونیئر کلاس میں اینگلو نیکلر چرچ مشن سکول مجیٹھہ میں اکتوبر ۱۹۰۵ء میں داخلہ لیا اسے اگلے سال پاس کر کے ساتویں جماعت میں مئی ۱۹۰۶ء میں داخل ہو گئے اور اپریل ۱۹۰۸ء میں مڈل پاس کر کے یہیں بطور ان ٹرینڈ ٹیچر ملازم ہو گئے چار سال ملازمت کر کے

marfat.com

رقم جمع کی پھر اپریل ۱۹۱۲ء میں ایم اے او ہائی سکول امرتسر میں ہائی کلاسوں کی تعلیم کے لئے داخل ہو گئے اور یہاں سے ۱۹۱۴ء میں اعلیٰ نمبروں سے میٹرک پاس کیا ازاں بعد حضرت قطب الارشاد پھر چرچ مشن ہائی سکول مجیٹھہ میں بطور مدرس ملازم ہو گئے۔ تاکہ مزید تعلیم کے لئے کچھ رقم جمع ہو جائے

چنانچہ ۱۹۱۶ء میں ایف اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر امتیازی نمبروں سے پاس کیا اس میں تاریخ یورپ آپ کا خاص مضمون تھا اور اسی سال گورنمنٹ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں داخل ہو گئے۔ تاکہ تدریس کے پیشہ درانہ امتحان جے اے وی کی تیاری کر سکیں ۱۹۱۷ء میں یہ امتحان امتیاز سے پاس کر کے مئی ۱۹۱۷ء کو سی ایم زمیندارہ ہائی سکول گجرات میں انگریزی کے استاد ملازم ہو گئے اور بی اے کی تیاری کے لئے کتب خرید لیں۔ مگر آپ کے پیشوائے پاک حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی نے روک دیا اور ارشاد فرمایا ہمارے لئے فی الحال انکی اتنی پڑھائی ہی کافی ہے۔ جو آپ پہلے کر چکے ہیں حضرت قطب الارشاد ظاہری تعلیم حاصل کر رہے تھے اور دادا جان کی پہلی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مشکلات کا حل صبر اور استقامت سے تلاش کرتے جا رہے تھے پھر تیسری نصیحت بھی خوب یاد تھی چنانچہ مرد خدا کی تلاش نے قلب میں ناقابل برداشت بے تابی اور تڑپ پیدا کر رکھی تھی اس غرض سے آپ بہت سے مردان خدا کے پاس گئے لیکن ہر ایک نے آپ کا ہاتھ پکڑنے سے معذرت ظاہر کی اسی مقصد کے لئے پھر ۱۹۱۳ء ہی کے دوران ساون جولائی کے مہینہ میں ایک دفعہ آپ حضرت سائیں بہار شاہ سے ملنے شاہدرہ لاہور اور پھر وہاں سے دریائے راوی کے بیلہ میں ان کی کٹیا میں نصف رات کے قریب جا پہنچے حضرت سائیں صاحب بڑی محبت سے پیش آئے اور اچار کے ساتھ کھانا کھلایا لیکن جب آپ نے بیعت کے لئے عرض کیا تو فرمایا مولوی صاحب آپ ایک شہباز ہیں آپ کا ہاتھ کوئی شہباز ہی پکڑ سکتا ہے میں آپ کے لائق نہیں ہوں عنقریب وہ شہباز طریقت خود آپ کو ملنے والے ہیں واضح رہے کہ حضرت سائیں بہار شاہ ایسی بزرگ ہستی تھیں کہ جن سے ملنے کے لئے حضرت پیر مہر علی شاہ اور حضرت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری جیسے بزرگ جایا کرتے تھے حضرت سائیں بہار شاہ صاحب سے مل کر گھر واپس آئے تو اگلی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ بذریعہ ٹرین لالہ موسیٰ وہاں سے منڈی بہاؤالدین اور پھر وہاں سے پیدل ایک لق و دق و وسیع صحرا کو عبور کرتے ہوئے ایک بستی میں ایک چھوٹی سی مسجد میں جا پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ موجود ہیں خوبصورت دراز قامت بھاری جسم اور رعب دار انہوں نے آپ کو بطریق مسنون بیعت کر کے وظائف بتائے اور اجازت دی بعد ازاں آپ بطریق اپنے گھر واپس آ گئے۔ آپ نے عربی زبان و ادب قرآن و تفسیر، حدیث اصول اور جدول و مناظرہ کی تعلیم حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری سے پائی اور آپ کا ان کے ساتھ یہ رابطہ ان کی وفات ۱۹۴۴ء تک بہت گہرا رہا۔

عیسائیت میں ڈی ڈی ڈاکٹر آف میونٹی کی ڈگری آپ نے کیمرج یونیورسٹی کے کالج آف ٹرنٹی سے حاصل کی ایس

marfat.com

مرکیڈو نے وائسرائے ہند کے ذریعے کیمبرج یونیورسٹی سے رابطہ قائم کرکے اس کا امتحانی سنٹر امرتسر چرچ میں بنوایا تھا آپ کے تحریری پرچے ہوتے تھے اور مارکنگ کے لئے انگلینڈ گئے تھے۔ جہاں دیگر ممالک کے طلبہ کے پرچے بھی پہنچے تھے ان سب کے درمیان آپ نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی اور گولڈ میڈل لیا تھا ۱۹۱۵ء میں جب حضرت قطب الارشاد نے یہ ڈگری حاصل کی تھی برصغیر میں اس ڈگری کے حامل صرف دو شخص تھے حضرت قطب الارشاد اگست ۱۹۱۳ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ میں بیعت ہوئے۔

اس طرح کہ حضرت محبوبؒ کے حبیب بن گئے حضرت خواجہ صاحب جب بھی آپ کا ذکر فرماتے تو خوشی سے کہتے ہمارے مولوی صاحب کی یہ بات، ہمارے مولوی صاحب کی وہ بات، آپ سیدا شریف حاضر ہوتے تو حضرت خواجہ صاحب پر خوشی کا عالم طاری ہو جاتا تھا ایک دفعہ آپ کو سالانہ عرس شریف کی تاریخ میں غلطی لگ گئی اور ایک دن تاخیر سے پہنچے اس وقت عرس شریف ہو چکا تھا اور حضرت خواجہ صاحب اہل طریقت کو رخصت کر رہے تھے جب آپ کو دیکھا اور تاخیر کی وجہ معلوم فرمائی تو رخصت یافتہ تمام لوگوں کو روک لیا اور فرمایا ہمارے مولوی صاحب آگئے ہیں اب عرس پھر ہو گا ۲۱ رمضان جمعرات کے دن سب خلفاء سے باری باری پوچھتے جاتے مانگو کیا مانگتے ہو پھر ہر ایک کی گزارش کے مطابق دعا فرما دیتے۔

یہاں تک کہ حضرت قطب الارشاد کی باری آگئی آپ سے بھی یہی سوال کیا مولوی صاحب مانگ لیجیئے جو مانگتا ہے عرض کیا حضور کچھ نہیں پھر ارشاد فرمایا مانگ لیجیئے جو مانگتا ہے پھر عرض کیا کچھ نہیں حتیٰ کہ تیسری بار زور دے کر پوچھا تو عرض کیا حضور سائل سے مسئول بہتر جانتا ہے۔ اس جواب پر حضرت خواجہ صاحب نہایت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا مولوی صاحب آپ نے کچھ نہیں مانگا ہم نے سب کچھ دیا ہم نے دیگیں پکا دی ہیں آپ تقسیم کر دیتا۔ پھر ایک کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھنے کا حکم دیا آپ جھجکے کہ بے ادبی نہ ہو تو فرمایا المرفوق اللادب چنانچہ آپ بیٹھ گئے فرمایا اللہ کا نام بتاتے رہنا اور سلسلہ چلاتے رہنا عرض کیا میرے پاس کون آئے گا اور مرید بنا کون اختیار کرے گا۔ حضرت خواجہ صاحب کو جوش آگیا لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کیا کہا آپ کے پاس کون آئے گا کون مرید ہو گا۔ میں تو ایک عصا کو حکم دوں تو وہ قیامت تک ارشاد و ہدایت کا کام کرتا رہے آپ تو پھر آدمی ہیں آپ کے عرس پر ملک بھر کے عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور دن رات حمد و ثنا وعظ کے علاوہ عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔

آپ کا وصال ۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں ہوا اور آپ کا آستانہ مبارک مسلم آباد نزد قبرستان بھٹیاں میں ہے۔

====

marfat.com

حضرت امیر شاہ سلطان میراںؒ عرف بگا شیر لکھنوال خاص

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تاریخ اور روحانی لحاظ سے لکھنوال ایک بہت قدیمی اور روحانی قصبہ ہے۔ اس کے ارد گرد ٹیلے اور تباہ حال بستیاں کھنڈرات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ماضی میں اس قصبہ کو مرکزی اور تجارتی حیثیت حاصل رہی لکھنوال کے چاروں طرف اولیاء کرام کے مزارات ہیں۔ قریب ہی تباہ شدہ شہر پنڈوری اس کے ملحقہ حضرت شیخ برہان الدینؒ کا مزار ہے۔ جو حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ ملتانی کے پوتے بیان کئے جاتے ہیں۔ یہاں ایسے درخت بھی پائے جاتے ہیں۔

جن کی عمر بھی ہزار ہا سال بیان کی جاتی ہے۔ یہاں سے ایک چشمہ جاری ہوا جو لکھنوال کے جانب مشرق بہتا ہے جس میں سارا سال پانی رہتا ہے۔ یہ چشمہ بھی کسی ولی اللہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ اس سرزمین پر حضرت شاہ میراںؒ عرف بگا شیر کا روضہ مبارک بھی ہے۔ حضرت میر شاہ سلطان اپنے وقت کے بہت بڑے ولی درویش کامل ہو گزرے ہیں۔ جن کی دعاؤں سے کئی بھٹکے ہوئے انسان راہ راست پر آئے جو بھی آپ کے روضہ مبارک حضرت امیر شاہ سلطان میراں پر آیا خالی نہ گیا دینی اور دنیاوی مرادیں پوری ہوئیں۔ اور جھولی بھر کر لے گیا۔

آپ کے فیض کے چشمے اب بھی جاری اور ساری ہیں کہتے ہیں دنیا میں ہر وقت چار ہزار اولیاء کرام موجود رہتے ہیں۔ ایک پردہ پوش ہوتا ہے اس کی جگہ دوسرا آکر لے لیتا ہے۔ کسی بستی میں سرکش انسان راہ راست سے ہٹ جائیں تو مرشد کامل اپنے کسی خاص مرید یا خلیفہ کو حکم دیتا ہے کہ وہاں جائے اور رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ حضرت امیر شاہ سلطان عرف بگا شیر اپنے مرشد کامل حضرت پیر محمد سچیارؒ کے حکم پر لکھن وال تشریف لائے۔ اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ والے جہاں بھی جاتے ہیں اپنی کرنیں بکھیر دیتے ہیں۔ ان کرنوں سے کئی بجھے ہوئے دل روشن ہو جاتے ہیں اس طرح دیا سے دیا جلتا رہتا ہے۔ اور دلوں میں یاد الٰہی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لکھن وال میں حضرت امیر شاہ سلطانؒ نے اپنی پوری زندگی اسلام کے غلبہ دینی تعلیمات کے لئے وقف کر دی۔ آپ کے نیک عمل کی وجہ سے آپ کی کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ ایک بار ایک عورت حاضر ہوئی جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور اس عورت کی گود بھر گئی۔ آپ جس شخص پر بھی نظر کرم کرتے اس کی مراد پوری ہو جاتی۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی جب آپ کا مزار دوسری جگہ تعمیر کیا گیا۔ جب مزار سے تابوت نکالا گیا تو آپ کا نورانی چہرہ صحیح سلامت تھا ریش مبارک اور ناخن صحیح سلامت تھے جسم میں خون رواں تھا۔

ولی اللہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

حضرت امیر شاہ سلطانؒ بچپن سے ہی نیک اور صالح تھے۔ ولی اللہ پیدائشی ہی ولی ہوتے ہیں قدم قدم پر ان کی

marfat.com

کرامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں ۔ آپ کے بھتیجے حضرت کرم کلیؒ نے آپ ہی کی بیعت کی دین اسلام کی
خدمت اپنے مرشد کامل حضرت امیر شاہ سلطان کی ہدایت کے مطابق کرتے رہے ۔
حضرت کرم کلیؒ کے دو بیٹے خدا بخش اور دیدار بخش تھے جنہوں نے لکھن وال میں اپنے بزرگوں کے سلسلہ کو آگے
بڑھایا آپ کے آستانہ پر دن رات لنگر کا سلسلہ جاری رہتا ۔ جو بھی آپ کے آستانہ پر آجاتا اسے سکون مل جاتا۔
سارے گاؤں میں گھر گھر لنگر پکتا اور حضرت محمد سچیارؒ کے سجادہ نشین پالکی میں دربار شریف لاکر دیدار
کرتے اور طواف کرتے انکی آمد پر خصوصی لنگر کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ لنگر صبح شام رات گئے تقسیم کیا جاتا پورے
گاؤں میں باری باری مخصوص مقامات پر قوالیاں ہوتیں ۔ یہ سلسلہ کئی روز جاری رہتا یہ سلسلہ آج بھی بڑی اہمیت
رکھتا ہے ۔

حضرت امیر شاہ سلطانؒ کا عرس مبارک ۶ اور ۷ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے ۔ ان دنوں رنگارنگ روحانی محفلیں
منعقد ہوتی ہیں اور طالبان حق ملک کے کونے کونے سے آکر روحانی فیض حاصل کرتے ہیں ۔ اس روز دربار کو سجایا
جاتا ہے ۔ غسل کے بعد چادر پوشی کی رسم بھی ادا کی جاتی ہے ۔ حضرت امیر شاہ سلطان کے آستانہ کے سجادہ نشین
ڈاکٹر ظفر علی بھٹی نوشاہی قادری ہیں جو اپنے والد سلطان میاں علی اکبر بھٹی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس سلسلہ
کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

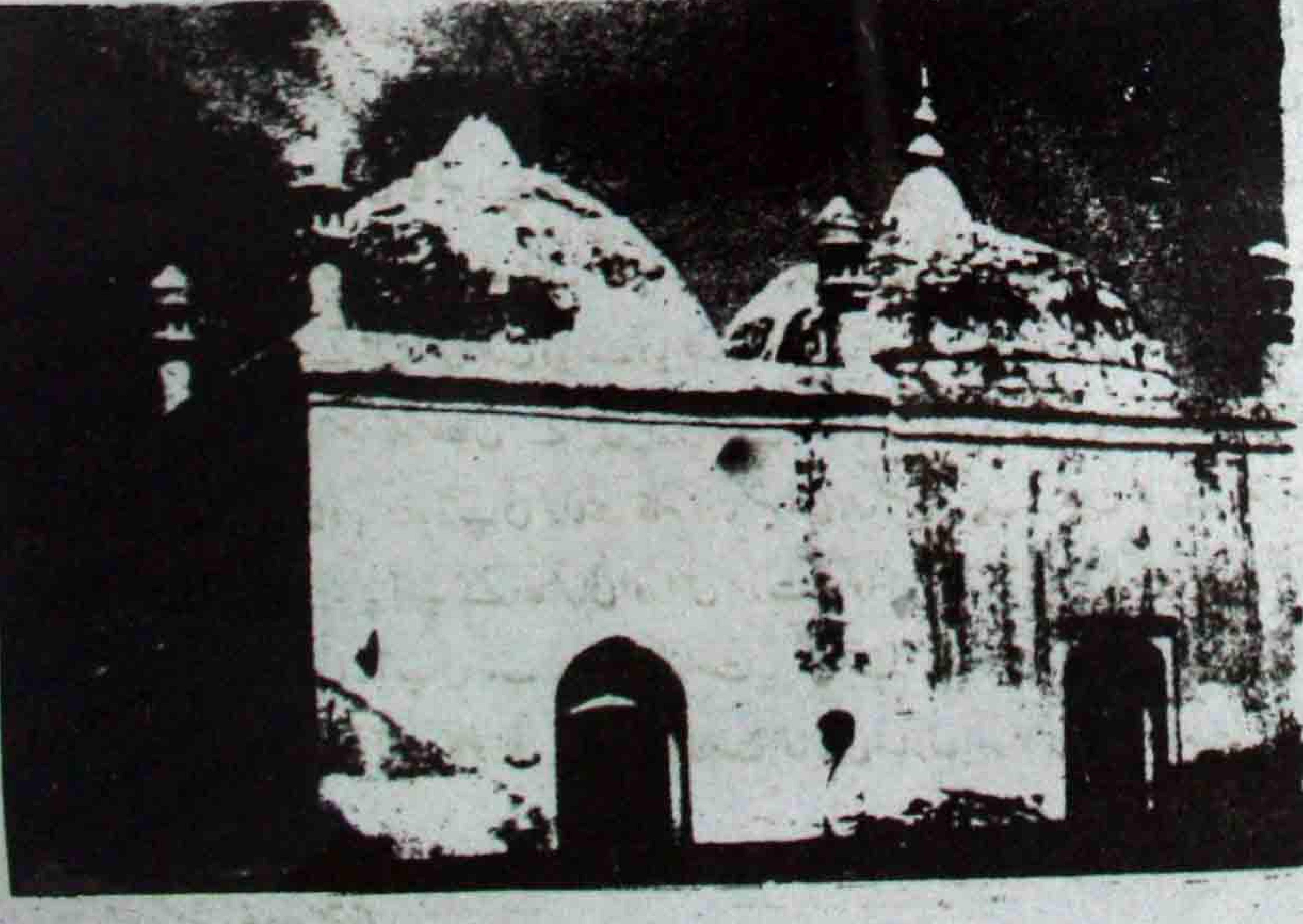

روضہ مبارک حضرت امیر شاہ سلطان میراں عرف بگا شیر لکھنوال خاص

marfat.com

آفتاب رشد وہدایت حضرت قبلہ سائیں فتح محمد سرکار

وہ سرزمین کتنی مقدس ہوتی ہے جہاں اولیاء کرام کے فیض کے چشمے اور نور کی کرنیں بکھرتی ہیں۔ ان کرنوں کی روشنی سے بجھے دل روشن ہوتے ہیں۔ طالبان حق کے علاوہ مخلوق خدا کی دینی دنیاوی مرادیں پوری ہیں۔ ایسی ہی ایک بستی میونوال کو اولیاء کرام کے قدم چومنے کی سعادت حاصل ہے۔ گجرات سے ایک سڑک جلالپور ٹانڈہ بڑاپلہ شریف کو جاتی ہے۔ بھاگووال کلاں کے قریب جانب شمال ایک کچا راستہ میونوال کی طرف جاتا ہے بھیلووال سے ذرا آگے ایک گاؤں ڈھینڈہ ہے۔ جس کے جانب مشرق ایک بلند ٹیلہ پر سرکار شاہ صدر دیوانؒ شاہ دیوان اللہ دادؒ پیر فضل حسینؒ کے روضے مبارک ہیں۔ ان بابرکت ہستیوں کے فیض سے بے شمار انسان راہ راست پر آئے۔ کچی سڑک کے مغرب جناب حضرت میراں سید مذمل شاہ بخاریؒ کا روضہ مبارک ہے جو مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ جن کے ہاتھوں چمرنگ، مسلمان ہوئے۔ میونوال میں آستانہ مبارک آفتاب رشد وہدایت حضرت قبلہ سائیں فتح محمد سرکار حضرت سائیں حسن محمد سرکار کے روضے مبارک ہیں۔ جہاں مخلوق خدا حاضر ہو کر دینی ودنیاوی فیض حاصل کرتی ہے۔ بیماروں کو شفا ملتی ہے۔ حضرت سائیں فتح محمد سرکار کو فیض حضرت سائیں راجے شاہ سرکار سے ملا۔ حضرت سائیں بابا لکوؒ چک کمالہ بھی آپ کے ہمعصر تھے۔ سائیں لکوؒ مجذوب تھے۔

سردی ہو یا گرمی آپ لنگوٹ سے ستر پوشی کرتے سامنے آگ کا مچ لگا رہتا۔ سر گھٹنوں میں دبائے سجدہ میں رہتے۔ وفات کے بعد دنیاوی مولویوں نے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا تو ایک ولی کامل کا چک کمالہ سے گزر ہوا۔ نماز جنازہ نہ پڑھانے کی وجہ پوچھی تو مولوی صاحب نے کہا سائیں صاحب نماز نہیں پڑھتے تھے۔ جس پر درویش کامل نے

فرمایا۔ سائیں لکو گزشتہ سال حج کے موقع پر خانہ کعبہ میں میرے ہمراہ تھے یہ درویش تو روز ازل سے ہی سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ اور سجدہ کی حالت میں اللہ کے حضور جا پہنچا ہے۔ سائیں فتح محمد سرکارؒ اور سائیں لکوؒ پیر بھائی تھے۔ آپ دونوں کا مرشد خانہ سائیں راجے شاہ سرکار تھا۔ سائیں راجے شاہ سرکارؒ ایک ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ آپ کو فیض سید ثابت شاہ رسولؒ حافظ آباد سے حاصل تھا۔ حضرت سائیں راجے شاہ سرکار کا روضہ پھاٹک جی ٹی روڈ نزد پل شیطانیاں والا کے قریب ہے۔ میونوال شریف کے بڑے سرکار حضور فتح محمدؒ کو روحانیت کیسے حاصل ہوئی۔ آپ سچے دل لگن سے بارہ سال اپنے پیرو مرشد حضرت سائیں راجے سرکار کے حضور میونوال سے پیدل جی ٹی روڈ گجرات روزانہ حاضر ہوتے۔ جب حاضری کے بارہ سال مکمل ہونے تو رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ مرشد پاک نے فرمایا کل دال لانا جب آپ مرشد کے فرمان پر دال پکا کر لے گئے تو فرمایا دال ٹھنڈی ہو گئی ہے جاؤ پڑتی لے قریب ایک بابا بیٹھا ہے اس سے دال لے آؤ دوڑ کر جانا۔ دوڑ کر آنا جب آپ منزل پر پہنچے تو دال والے بابا نے فرمایا۔ آؤ سرکار میں تو جناب کا انتظار کر رہا ہوں آپ ان سے دال لے کر مرشد کے قدموں میں حاضر ہوئے۔ تو

marfat.com

اواز آئی یہ تو ٹھنڈی ہو گئی ہے پھر دوڑ کر جاؤ گرم گرم دال لاؤ۔ آپ نے دل میں خیال کیا کہ "ہانڈ" ضرور پڑے
گی۔ آپ انہی قدموں سے واپس آئے۔ دیکھا وہی بابا گرم گرم دال لیے کھڑا ہے۔
ان سے دال لے کر پیش کی مرادیں پوری ہو گئیں۔ قطرہ دریا سے مل کر سمندر بن گیا سائیں فتح محمد سرکار کو مرشد
پاک نے فرمایا دو دریاؤں کے درمیان تین سال مچ لگا کر منزل پوری کرو چنانچہ آپ مرشد پاک کے فرمان پر جموں
کے قریب دان پور لنگوٹ پہنے گرمی سردی سے بے نیاز یادالٰہی میں مصروف رہے۔ اس دوران صرف چنے اور
گڑ پر گزارہ کرتے۔ انگریز کا دور تھا کسی نے شکایت کی سائیں فتح محمد سرکارؒ لکڑیاں بہت جلاتے ہیں انگریز
تحقیقات کے لئے روانہ ہوا کہ بارش آگئی بارش پانچ روز مسلسل برستی رہی ہر طرف سیلاب کا منظر تھا۔ جب
سیلاب ختم ہوا تو انگریز نے دل میں خیال کیا کہ ملنگ بابا سیلاب میں بہہ گیا ہو گا۔ جب وہ موقع پر پہنچا تو اس کے علاوہ
ہمراہیوں نے دیکھا کہ جہاں سائیں سرکار تشریف فرما ہیں دس مرلہ کے قریب زمین بالکل خشک تھی حاضرین آپ
کی کرامت دیکھ کر دنگ رہ گئے خضرے والا رحمت آپ کا عقیدت مند تھا۔ اکثر بیشتر آپ کے حضور حاضری دیتا۔
ایک دن دل میں یہ خواہش لے کر گیا کہ میری بہو آباد نہیں ہوتی سائیں سرکار سے عرض کروں گا کہ غریب خانہ پر
نگاہ کرم کریں جب سائیں سرکار بابا رحمت کے گھر داخل ہوئے تو پوچھا سرکار کیسا کھانا پسند فرمائیں گے۔ آپ
نے فرمایا انڈے پکاؤ۔ بہو نے جواب دیا انڈے نہیں ہیں۔ بہو جب انڈوں کی تلاش میں نکلی سرکار نے فرمایا جو
اکیس انڈے مرغی کے بچے نکالنے کے لئے رکھے ہیں ان سے سالن تیار کرو۔ بہو شرمندہ ہوئی۔ سات انڈے
نکال کر سالن تیار کیا جب آپ کے سامنے سات انڈوں کا سالن پیش کیا گیا۔ آپ ایک نوالہ توڑتے سالن اوپر
اٹھاتے۔ ساتھ ساتھ فرماتے سات انڈے پکا لئے ہیں سات ہی لڑکے ہوں گے اگر اکیس پکاتی تو اکیس لڑکے ہوتے
دنیا نے دیکھا کہ اس کے ہاں سات ہی لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام حیات علی فرمان علی وغیرہ ہیں۔

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں او کدے نہیں مردے
کامل ولیاں دے در تے آج تک لے دیوے بلدے

آپ منہ سے جو نکالتے فوراً پورا ہو جاتا۔ ولی اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ وہ راہ حق میں اپنا سب کچھ قربان کر
دیتے ہیں۔ ان کی آواز اللہ کی آواز ہوتی ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

طالبان حق آپ کے قدموں میں حاضری دیتے ہیں۔ دینی و دنیاوی فیض حاصل کرتے ہیں۔ بیماروں کو شفا ملتی ہے
عقیدت مندوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ آپ کی کرامت بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند جناب
سائیں حسن محمدؒ نے معرفت کا سلسلہ جاری رکھا آپ کی طبیعت جلالی تھی۔ لگی والوں کو چین کہاں نصیب ہوتا ہے۔

marfat.com

آپ عنایت علی شاہ کے مزار پر چڑھ بیٹھے ۔ آواز آئی تنگ مت کرو۔ حضرت میراں سید مزمل شاہ بخاری کے حضور حاضری دو آپ حضرت میراں سید مزمل بخاری کے روضہ پر حاضری دیتے رہے حکم ہوا جاؤ تمہارا کام ہو گیا ہے ۔ آپ حضرت میاں میر عالم صاحب اور شاہ صدر دیوان کے حضور بارہ سال حاضری دیتے رہے۔ بزرگوں کی نظر کرم کے بعد آپ کی دعاؤں سے کوڑے لولے دیگر بیماریوں کو شفا نصیب ہوتی۔ آپ فرماتے پانچ پیسے سے گیارہویں شریف کا ختم شروع ہو کر لاکھوں تک پہنچے گا۔ اور یہ سلسلہ جاری رہے گا وصال سے ایک سال قبل آپ حاضرین میں لنگر تقسیم کرتے جاتے فرماتے اگلے سال یہ لنگر آپ کو میرے ہاتھوں نصیب نہ ہو گا۔ عقیدت مند پوچھتے حضور آپ کہاں ہوں گے جواب دیا۔ بہت دور۔ بہت دور ۔ اور اگلے سال آپ مالک حقیقی سے جا ملے

یہاں ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم ہوتا ہے ختم کے بعد لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ آستانہ مبارک پر ہر سال ۲۸ جیٹھ ۱۰ جون ۱۵ پھاگن ، ۷ فروری کو عرس مبارک ہوتے ہیں ہزاروں عقیدت مند دور دراز سے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں۔ دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔

عرس پر لنگر کا اہتمام سجادہ نشین سائیں محمد بوٹا صاحب کرتے ہیں

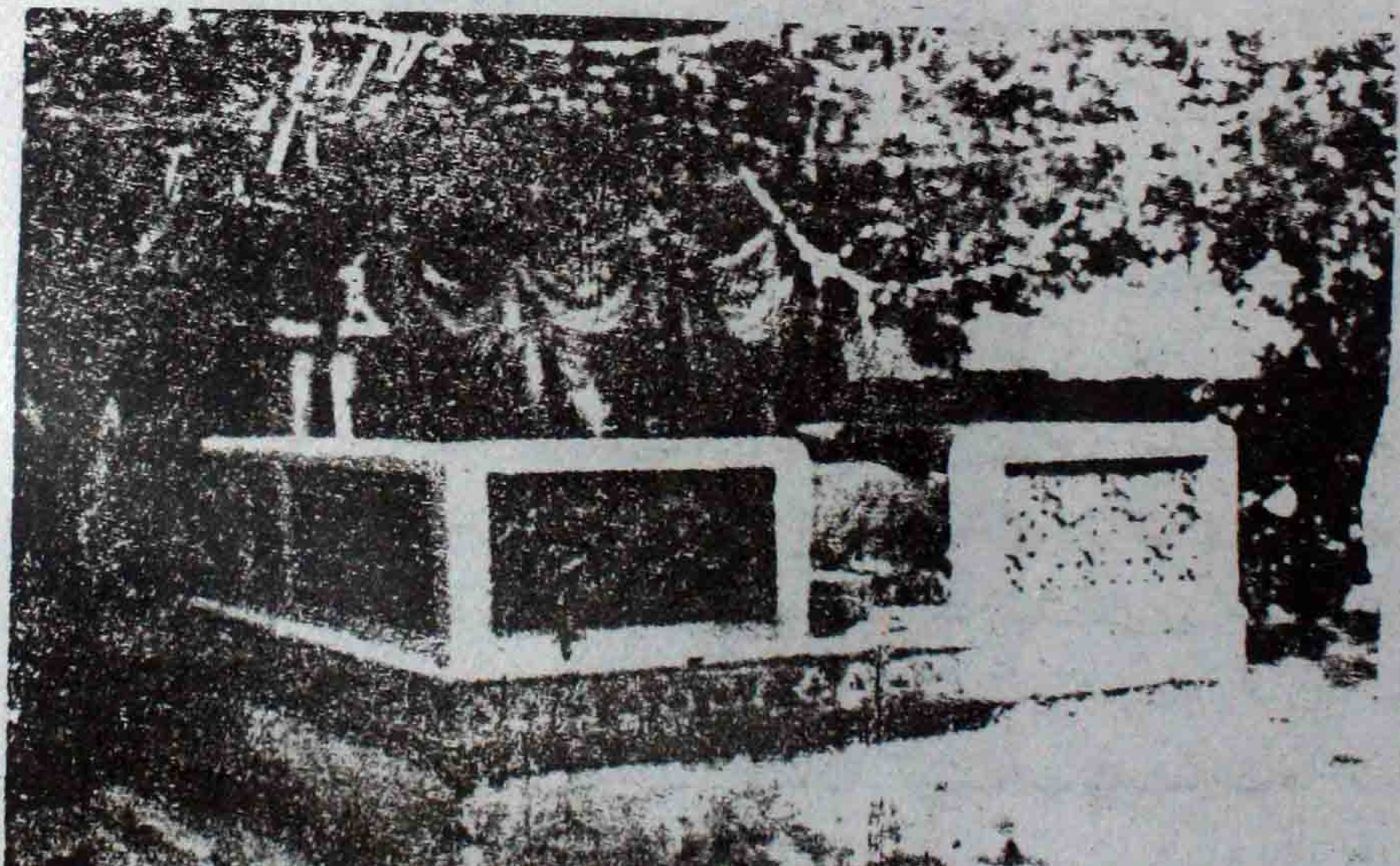

روضہ مبارک حضرت قبلہ فتح محمد سرکار میووال

marfat.com

حضرت سید فضل حسین قادری رحمتہ اللہ علیہ کھیپڑانوالہ شریف (پنجاب)

گجرات کے قریب بادشاہی روڈ کے کنارے ہزاروں سالہ پرانا برساتی نالہ بھمبر کے کنارے ایک قدیمی قصبہ کھیپڑانوالہ شریف ہے اس سرزمین کی خوش نصیبی کہ یہاں سراج السالکین زبدۃ المتقین سید العارفین حضرت پیر سید فضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ مبارک ہے۔ جن کے قدموں کے طفیل کھیپڑانوالہ کو شریف کہلانے کا شرف حاصل ہوا۔ منڈی بہاؤالدین کے ضلع بننے سے پہلے ضلع گجرات کے تقریباً چودہ سو دیہات تھے ان میں صرف چند کو شریف کہلانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جیسے سلطان الاولیاء رئیس الکاملین خواجہ محمد حفیظ صاحب رحمتہ اللہ کی بابرکت ہستی کی وجہ سے بڑیلہ کو بڑیلہ شریف کہلانے کا شرف ملا موضع اعوان شمس المقربین حضرت ... سلطان محمد صاحبؒ کی وجہ سے اعوان شریف بن گیا۔ کھیپڑانوالہ شریف میں پیر طریقت عاشق رسولؐ ... حضرت الحاج پیر سید فضل حسین شاہ بخاری قادری کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ کی بابرکت ہستی پر یہ علاقہ جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ آپ کے پڑدادا کا نام سید محمد شاہ بادشاہ المعروف بابا جی ٹوپی والی سرکار تھا۔ جو اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اللہ اور مرد کامل ہو گزرے ہیں۔ آپ کا وصال ۱۳۰۳ھ میں ہوا آپ کا دربار کھیپڑانوالہ شریف میں ہے۔ جہاں مخلوق خدا دینی فیض حاصل کر رہی ہے۔ طالبان حق دن رات حاضری دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت پیر سید فضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دادا کا نام حضرت سید منور شاہ صاحب تھا۔ جو بہت عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ آپ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو پرندے ہوا میں معلق ہو جاتے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام سید احمد شاہ صاحب ہے۔ ولایت کا سلسلہ معروف کے خزانے بزرگوں سے ورثہ میں ملے تھے آپ کی کرامت مشہور ہے۔ آپ اپنے مرید کے ہمراہ گھوڑے پر بیٹھ کر دریائے چناب کو عبور کر رہے تھے۔ دریا میں طغیانی تھی۔ لیکن اس کے باوجود گھوڑے کے پاؤں سے پانی اوپر نہیں چڑھا۔ "شیرا" جو آپ کے ہمراہ تھا پانی اس کے پاؤں تک رہا آپ کے چچا جی کا نام سید محمود شاہ تھا۔ سید العارفین پیر فضل حسین شاہ کے والد صاحب کا جب وصال ہوا تو آپ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے چچا سید محمود شاہ نے فرمائی۔ ایک خزانہ امانت کے طور پر باپ نے اپنے بھائی سید محمود شاہ کے پاس جمع کیا فرمایا روحانیت اور معرفت اور ولایت کا یہ خزانہ جب میرا بیٹا سید فضل حسین شاہ بڑا ہو گا اس کو عطا فرما دینا۔ آپ نے اپنے چچا سے بیعت کا شرف حاصل کیا ان کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ معرفت ولایت کا یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔

کتاب "راحت العاشقین" از صاحبزادہ سید محمد رخسار الحسن صاحب کے مطابق الحاج قبلہ عالم پیر سید فضل حسین صاحب بخاری قادری دربار عالیہ کھیپڑانوالہ شریف کا سلسلہ نسب سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری اوچ شریف والوں سے جا ملتا ہے اور والدہ سیدہ زینب بی بی صاحبہ کی طرف سے حسنی گیلانی سید ہیں۔ ج

marfat.com

غوث الاعظم تک جا ملتا ہے۔ بچپن کی عمر تھی کہ آپ کے والد بزرگوار کا وصال ہو گیا ظاہری باطنی تربیت کے لئے آپ کے چچا سید محمود شاہ صاحب نے ذمہ داری سنبھالی والدہ محترمہ جو غوث الاعظم محبوب سبحانی کی اولاد میں سے ہیں بذات خود ایک کامل خاتون ہوئی ہیں۔ ان کو ولی اللہ کا مقام حاصل تھا۔ پچاس سال لنگر غوث الاعظم کھیبڑانوالہ شریف میں تقسیم کیا۔ مگر خود بچے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے جب سرکار کے والد سید احمد شاہ صاحب کا وصال ہوا تو آپ بچے تھے ڈاکوؤں نے گھر میں ڈاکہ کا پروگرام بنایا۔ ڈاکو مہمان بن کر آپ کے گھر آ گئے۔ آپ نے ان کی خاطر تواضع کی ڈاکو جب مکان کے اندر لوٹنے کے لیے داخل ہوتے تو اندھے ہو جاتے جب واپس مڑتے تو ٹھیک ہو جاتے۔ دوبارہ جب لوٹنے کا ارادہ کیا پھر اندھے ہو گئے۔ گھبرا کر واپس مڑے تو دوبارہ آنکھوں کی روشنی بحال ہو گئی۔ اسی طرح ڈاکوؤں نے توبہ کی اور سرکار کی والدہ محترمہ کے قدموں میں گر کر توبہ کی اور معافی مانگی اور راہ راست پر آ گئے

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو ہو ذوق پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جب آپ کی والدہ صاحبہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ رونے لگے کہ ماں پہلے باپ کا سایہ نہیں تھا۔ اب آپ بھی چھوڑ کر جا رہی ہیں۔ تو والدہ محترمہ نے فرمایا پہلے تو میں مخلوق خدا کی خدمت کرتی رہی اب میں نے تمہارے دروازے پر چراغ روشن کر کے رکھ دیا ہے۔ جو اللہ کے فضل و کرم سے حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے غوث پاک کے طفیل قیامت تک جاری رہے گا۔ عاشق جلال الدین سید چن پیر صاحب محلہ بلول والا سیالکوٹ کے مرید و خلیفہ ہوتے ہیں۔ بڑے ولی اللہ عاشق رسول ہوتے ہیں۔ اپنے پیرو مرشد کے وصال کے بعد عاشق جلال کی طلب باقی تھی تو مزید فیض حاصل کرنے کے لیے سید العارفین سرکار کھیبڑانوالہ شریف کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کی حضور اپنے مرشد پاک کے وصال کے بعد مجھے آپ سہارا دیں۔ میرا فیض آپ کے پاس لکھا ہوا ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا عاشق جلال آپ تو خود ہی بڑے بزرگ ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر آپ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مانے ہوئے شاعر ہیں۔ آپ نے ازراہ مذاق فرمایا اگر آپ ہمیں شاعری عطا فرمائیں تو ہم بھی جو کچھ ہو سکا آپ کو دے دیں گے۔ عاشق جلال نے عرض کی حضور مرنے کے بعد ہی دوں گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا عاشق جلال کا وصال ہو گیا مگر داہنی آنکھ کھلی رہی لوگوں نے اپنی اپنی عقل کے مطابق مختلف باتیں کیں۔ لیکن جنازہ پڑھانے کے لئے جب سرکار کھیبڑانوالہ شریف گجرات سے سیالکوٹ بھکڑے والی براستہ سمبڑیال تشریف لائے تو نظارہ ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ عاشق جلال کی آنکھ نے سرکار کی آنکھوں کو دیکھا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا عاشق جلال یاروں کے راز ظاہر نہیں کیا کرتے۔ اتنا کہنا تھا کہ

marfat.com

عاشق جلال کی آنکھ دیکھتے ہی دیکھتے بند ہو گئی۔ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ ادھر آنکھ کا بند ہونا تھا ادھر شاعری عاشق جلالی سے پیر سید فضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منتقل ہو گئی۔ اور آپ شاعر ہوتے آپ کا کلام عشق رسولؐ عشق حقیقی پر مبنی ہے۔ آپ کے مناجات نعتیں غزلیں مرثیے دوہڑے دنیا بھر میں ہر جگہ پڑھے جاتے ہیں۔ جنہیں سن کر پڑھ کر حقیقی عشق نصیب ہوتا ہے۔

آپ کا وصال ۲۱ ستمبر بروز بدھ ۱۹۸۳ء کو ہوا۔ آپ کی زندگی مثالی رہی جو کچھ ملتا۔ راہ اللہ اور مخلوق خدا میں تقسیم کر دیتے۔ زندگی بھر سخاوت سے دریغ نہیں کیا۔ آپ کی دینی خدمات کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے آستانہ پر جو بھی حاضر ہوتا دینی دنیاوی فیض سے مالا مال ہو جاتا آپ کے ارادت مند پاکستان بھر کے علاوہ دنیا بھر میں ہیں۔ برصغیر پاک وہند کی یہ خوش قسمتی ہے کہ یہاں بے شمار مخلوق اولیاء کرام کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئی۔ معرفت کے خزانے اولیاء کرام نے ہی تقسیم کئے۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ اولیاء کرام ہی کا فیضان ہے کہ یہاں اسلام کی نورانی کرنیں بکھر رہی ہیں۔ آستانہ عالیہ میں عرس مبارک ۲۱ ستمبر کو عقیدت احترام سے منایا جاتا ہے۔ حاضرین میں دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ عرس مبارک کے موقع پر نامور علماء کرام مشائخ عظام نعت خواں تشریف لاتے ہیں۔ حمد و ثنا بیان کی جاتی اور مخلوق خدا ملکی سلامتی کے لئے خصوصی دعا مانگی جاتی ہے۔

کھیپڑانوالہ میں حضرت پیر فضل شاہؒ کا مزار

marfat.com

الحاج رحمت علی سرکار آف چڑیا والہ شریف

تین دریاؤں ندی نالوں کے درمیان گری ہوئی صاف شفاف سرزمین گجرات جہاں قدم قدم پر اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے آستانے ہیں ۔ مشائخ کے مزارات کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے ۔ کوئی بستی یا آبادی ان نیک ہستیوں سے خالی نہیں گجرات شہر میں غوث زمان حضرت شاہدولہ دریائی حضرت شاہ حسین ملتانی، شاہ جہانگیر، حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانوالی والی سرکار، کے علاوہ شہنشاہ ولایت پیر سید قبلہ ولایت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ کے آستانوں پر مخلوق خدا دن رات حاضر ہو کر دین اور دنیاوی فیض حاصل کر رہی ہے۔

کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

کہتے ہیں دنیا میں چار ہزار اولیاء کرام ہر وقت موجود رہتے ہیں جن کی دعاؤں برکتوں سے بھٹکے ہوتے انسانوں کو راستے مل جاتے ہیں ان کے دل نور کی کرنوں سے منور ہو جاتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں ایسے اولیاء کرام بھی ہیں جو فقط نگاہوں سے تقدیر بدل دیتے ہیں ۔ وہ جس طرف نگاہ کرتے ہیں فیض کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں ۔ ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والی ایک ہستی مرد درویش گنج بخش رہبر شریعت حضرت رحمت علی سرکار لیپال چڑیانوالہ شریف بھی ہیں ۔ آپ کا آستانہ مبارک ایک مشہور قدیمی تاریخی سڑک بھمبر روڈ کے نام سے پکاری جاتی ہے ۔ سڑک کے جانب مغرب آپ کا آستانہ مبارک ہے ۔ چڑیا والہ بہت بڑا قصبہ ہے اور یونین کونسل کا دفتر بھی ہے آزاد کشمیر کے سرحدی علاقہ میں پاکستان کا یہ آخری قصبہ ہے ۔ چڑیا دلہ شریف میں آپ نور کی کرنیں بکھیر رہے ہیں۔ جہاں طالبان حق کو منزل مل جاتی ہے ۔ دلوں کی سیاہی کو روشنی میں بدل دیا جاتا ہے آپ گجرات کے قریب قصبہ نارووال میں ۱۹۲۱ میں جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تہجد کے وقت دنیا میں تشریف لانے کہتے ہیں ان سالوں میں نارووال میں ارد گرد نواح قحط سالی کا سماں تھا۔

خشک سالی کی وجہ سے انسانوں کے علاوہ مال مویشیوں کا برا حال تھا۔ لیکن جس رات آپ پیدا ہونے اس رات کو اتنی بارش ہوئی کہ قحط سالی ختم ہو گئی ۔ گاؤں کا ہر فرد یہی کہتا تھا یہ نیک بچہ خدا کی رحمت بھی ساتھ لایا ہے ۔ چنانچہ آپ کا نام رحمت علی تجویز کیا گیا ۔ آپ کی والدہ صاحبہ تہجد گزار عشق رسولؐ کا جذبہ رکھنے والی عظیم خاتون تھیں ۔ والدہ صاحبہ نے آپ کی پرورش کی اور باوضو ہو کر دودھ پلایا آپ نے جب ہوش سنبھالا تو والد محترم کے ہمراہ مسجد میں تشریف لے جاتے شروع ہی سے آپ کا عشق رسولؐ سے گہرا لگاؤ رہا علماء دین کی محفلوں میں بیٹھتے اور زیادہ تر وقت ذکر الٰہی میں گزارتے آپ کے بارے میں بچپن کا ایک واقعہ مشہور ہے ۔ آپ باہر بچوں میں کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا میں اڑ کر دکھاؤں ۔ یہ کہنا ہی تھا کہ دو چیلیں آپ کے پاس آ بیٹھیں آپ نے ان کے پاؤں پکڑ لئے جب وہ اڑیں تو آپ ان کے پنجے پکڑے ساتھ اڑ رہے تھے ۔ پھر آپ تھوڑے سے فاصلہ پر زمین پر آ گئے اور چیلیں اوپر اڑ گئیں جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کی والدہ صاحبہ نے گجرات میں شہنشاہ ولایت پیر

marfat.com

ولایت علی شاہ صاحب رحمت اللہ کے آستانہ پر لاکر آپ کا ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ میں دے دیا۔

مرشد کی کامل نظر مرید خاص پر پڑی تو آپ سرکار چڑیا والہ بن گئے۔ آپ کئی سال مرشد کامل کے قدموں میں بیٹھ کر فیض کی روحانی منزلیں طے کرتے رہے اس کے بعد حضرت پیر شاہ غازیؒ دمڑیاں والی سرکار اور مرد کامل حضرت میاں محمد بخشؒ کے حضور حاضری دی روحانیت اور ولایت کی منزلیں طے کیں۔ آپ یہاں کندھے پر پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے عقیدت مندوں کو پانی پلاتے اور اپنا راز چھپائے رکھا پانی سے فارغ ہوتے تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اس روحانی مقام سے آپ کو بشارت ہوئی۔ حضرت کبیر الدین شاہدولہ دریائیؒ کے حضور حاضری دو آپ حضرت شاہدولہؒ کے آستانہ پر تیس سال تک حاضری دیتے رہے۔ یہاں آپ مسجد کے طہارت خانے صاف کرتے مسجد کی ٹوٹیاں اور غسل خانے ہروقت پانی سے بھار رکھتے ہر روز بلا ناغہ دربار کی صفائی کرتے رات کو عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ حضرت شاہدولہؒ نے آپ کو فیض بخشا اور حضرت حضر علیہ السلام سے ملاقات کرائی۔ دست غنی عطا فرمایا اور تاج ولایت بخشا۔ پھر آپ نے چڑیا ولہ کی سرزمین کو رونق بخشی جب آپ یہاں تشریف لائے۔ یہ علاقہ جنگل کی مانند تھا راہ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا آپ نے فرمایا میرا ایک دفعہ ادھر سے گزر ہوا۔ وضو کے لئے پانی تلاش کیا گیا لیکن پانی نہ ملا جب آپ نے یہاں قدم رکھا تو آپ نے مسجد سفینہ غوثیہ کی بنیاد رکھی ساتھ ہی آپ نے کنواں کھودنا شروع کیا۔ آپ اپنے سر پر خود ٹوکری اٹھاتے کہی بیلچہ خود استعمال کرتے۔ آپ کی محنت اور دعاؤں سے مکمل ہوا۔ کنواں کی تعمیر اپنے ہاتھوں سے کی آپ کی یہ کرامت تھی کہ کنواں سے میٹھا اور شفاف پانی نکل آیا آپ کے ہاتھوں مسجد بھی مکمل ہوئی۔ دنیا آپ کی سادگی پر حیران تھی۔ یہ سادہ انسان کیا کرے گا۔ فقیر اور ولایت کے اس امتحان بڑے سخت ہوتے ہیں لیکن جو ثابت قدم رہتے ہیں وہ منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ آپ کی تعمیر کردہ مسجد دنیا کی عالی شان مسجدوں میں سے ایک ہے۔ آپ کا لنگر بے مثال ہے گیارہویں شریف کے موقع پر سینکڑوں دیگیں چاول پکتے ہیں آپ کا فرمان ہے کہ کوئی لنگر کھائے بغیر نہ جائے کھانا اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔ یہی لنگر جمعہ کے روز بھی پکتا دن رات لنگر پکتا۔ آپ اپنے ہاتھوں تقسیم کرتے آستانہ مبارک میں مسجد درس کے علاوہ آپ کا روضہ مبارک بھی ہے۔ جو خوبصورت اور شاندار تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار مبارک سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ گنبد پر شیشہ کاری کا کام کیا گیا ہے اس کے علاوہ درس بھی ہے جو طالب علم زیر تعلیم ہیں ان کی رہائش اور خورد و نوش کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ طالب علم قرآن حفظ کرتے ہیں آپ نے گجرات شہر کے علاوہ دھینڈڑ کلاں۔ ٹول برھنگ، ڈگری کالج بھمبر آزاد کشمیر - چوکی بنڈی۔ آزاد کشمیر بنڈالہ آزاد کشمیر پونا آزاد کشمیر چوکی ساہنی کے علاوہ کئی مقامات پر مساجد تعمیر کروائیں۔

آپ مسجدیں بنانے والے سرکار کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں بے اولادوں کی جھولیاں بھر دیتے ہیں۔ جو بھی آپ کے حضور حاضر ہوتا دلی مرادیں پوری ہو جاتیں۔ فقر کی دولت سے مالا مال کر دیتے۔

marfat.com

احوال و آثار حضرت قطب الارشاد پیر سید ابوالکمال برق نوشاہی قادری

پیر سید ابوالکمال نوشاہی قادری محرم ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء موافق ۸ اگست بروز جمعة المبارک بوقت صبح صادق چک سواری شریف ضلع میرپور کشمیر میں بخانہ پیر سید چراغ محمد شاہ نوشاہی تولد ہوئے۔ پیدائش کے وقت آپ کا نام غلام رسول رکھا گیا۔ آپ اپنی کنیت ابوالکمال اور تخلص برق سے مشہور ہیں۔
آپ کا شجرہ نسب ۹ واسطوں سے مجدد اسلام حضرت سید نوشہ گنج بخش قادری سے جا ملتا ہے۔ پیر سید ابوالکمال برق نوشاہیؒ اپنے والد ماجد پیر سید چراغ محمد نوشاہی قادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ کی درمیانی شب کو بعد از نماز عشاء گیارہ بجے شب خرقہ خلافت سے مشرف ہوتے تھے۔
پیر سید ابوالکمال برق نوشاہی قادریؒ بچپن ہی سے شب بیدار اور صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔ بارہ سال کی عمر میں عبادت کا یہ عالم تھا کہ آپ تمام رات ذکر اسم ذات اور نوافل میں گزار دیتے تھے۔ ۱۳۵۹ھ میں کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک طویل ریاضت کی اس علاقہ میں آپ روزہ دار ہوتے تھے ایک پیالی چائے سحری کے وقت لیتے تھے۔ اور کھجور سے افطاری کیا کرتے تھے۔ شب و روز کا اکثر حصہ نوافل اور تلاوت قرآن مجید میں گزارتے تھے۔
۱۹۴۰ء میں چک سواری شریف خاص کی مسجد سے ملحقہ حجرہ میں ۴۰ دن کا مجاہدہ کیا اس عرصہ میں شب و روز ذکر و فکر، تلاوت قرآن مجید، نوافل اور وظائف اور دعا میں مشغول رہتے تھے۔ ان دنوں آپ کی خوراک تھوڑا سا دودھ ہوا کرتی تھی جس میں آپ مصری ملا کر نوش فرماتے تھے۔
۱۹۵۹ء میں سات ماہ کا طویل عرصہ آپ نے سون سکیسر کے دامن میں ریاضات و مجاہدات میں گزارا۔ یہ موسم گرما تھا۔ ان پہاڑوں میں پانی بالکل نہیں ملتا تھا۔ اور سایہ میں بیٹھنے کے لئے سایہ دار درخت بھی نہیں تھے۔ آپ پابرہنہ رہتے تھے اور اس عرصہ میں آپ کی گزران جنگلی جڑی بوٹیوں پر ہوتی تھی۔ اس عرصہ میں آپ کوئی گفتگو نہ کرتے تھے دن کا اکثر حصہ تلاوت میں اور راتیں نوافل میں گزار دیتے تھے۔
اکتوبر ۱۹۴۷ء میں آپ ڈوگرہ (حکومت) کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ہجرت فرما کر پاکستان میں سکونت پذیر ہو گئے۔ پہلے کچھ عرصہ آپ ٹھل شریف ضلع جہلم میں، پھر (کالووال) دینہ ضلع جہلم اور بعد میں ٹھل شریف، میں جگہ خرید کر مکان بنواتے اور وہاں ہی رہائش اختیار فرمائی ۱۹۶۴ء میں منگلہ ڈیم سے متاثر ہونے کے بعد آپ ڈوگہ شریف میں مقیم ہوتے۔
حضرت پیر سید ابوالکمال برق نوشاہیؒ نے اپنی چالیس سالہ تصنیفی زندگی میں چھ سو سے زائد متعدد موضوعات پر مشتمل تصانیف و تالیفات چھوڑی ہیں۔ آپ نے فقہ، حدیث، تصوف، حکمت، مناظرے اور تنقیدات، انساب، علم منطق، علم نحو، احوال و سوانح، سفرنامے، سیرت، مناقب و فضائل، وعظ، عملیات، علم الرؤیا، مکتوبات، فن تاریخ گوئی وغیرہ موضوعات پر نادر روزگار تصانیف چھوڑی ہیں۔

marfat.com

آپ پنجابی، اردو، فارسی اور عربی میں ایک کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے نظم و نثر میں ان زبانوں میں لٹریچر چھوڑا ہے۔ آپ کو قدرت نے بے مثال قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ جب آپ کسی موضوع پر بات فرماتے تو حوالہ دیتے وقت کتاب کا صفحہ سال طبع، مصنف کا نام پیش فرمانے کے ساتھ ساتھ پوری عبارت بھی من و عن سے پڑھ دیتے تھے۔ جب آپ کسی شاعر کا کلام پیش فرماتے تو پوری کی پوری نظمیں فرما دیتے۔ اور جب آپ کلام سناتے تو کئی کئی گھنٹے ارشاد فرماتے رہتے تھے۔ آپ فن تاریخ گوئی میں ید طولی رکھتے تھے۔ فی البدیہ انتہائی موزوں تاریخ نکالنے میں آپ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

آپ نے پنجابی زبان میں لاکھوں اشعار کہے۔ آپ نے تصوف اسلام کو جس انداز میں پنجابی زبان میں پیش کیا ایسی اور کہیں مثال نہیں ملتی۔ آپ مشکل سے مشکل مضمون کو انتہائی سہل زبان میں قلمبند کر لیا کرتے تھے آپ کا کلام علماء اپنی تقاریر میں پیش کرتے ہیں۔ اور عوام الناس میں آپ کا کلام بہت مقبول ہے۔ آپ کی فارسی اور عربی نظم میں بھی بڑی چاشنی ہے۔

آپ نے ۱۹۸۲ء میں فریضہ حج ادا کیا اور حضورؐ کے روضہ اقدس اور دیگر زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اس موقع پر جو ہدیہ سلام پیش کیا وہ بڑا ہی پر سوز اور پر درد ہے۔ اس میں آپ نے اپنی کمال عقیدت کا مظاہرہ کیا ہے۔۔ اس موقع پر آپ نے حرمین شریفین سے اپنے کچھ احباب کو جو منظوم خط لکھے ہیں وہ بھی امت مسلمہ کے لئے بڑا قیمتی سرمایہ ہیں۔ آپ نے حج کا جو سفر نامہ مرتب فرمایا ہے اور اس میں نجدیت کے مظالم اور بربریت کی پوری تاریخ سمو کر رکھ دی ہے۔

آپ نے حضرت مجدد اعظم، سید نوشہ گنج بخش قادری کے روضہ کی تعمیر کا کام از سر نو مکمل مئی ۱۹۵۲ء میں شروع کروایا۔ بھلوال شریف میں نوشہ گنج بخش قادری کی ریاضت گاہ تعمیر کرائی۔ اور خوشاب شریف میں سید معروف شاہ قادری کے روضہ کی مرمت اور سڑک بنوانے میں بھرپور حصہ لیا چک سواری شریف میں مدفون سرکار بحر علوم قادری اور دیگر مشائخ کے مزارات بنواتے۔ ٹھل شریف میں سرکار سید معصوم شاہ نوشاہی کا روضہ بنا دیا۔ آپ نے مزارات کی رونق بڑھانے میں خصوصی توجہ دی اور زائرین کے لئے سہولتیں مہیا کیں۔ آپ کو مطالعے کا بے حد شوق تھا۔ آپ شدید علالتوں کے دوران بھی مطالعہ کرنے کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ اور قلمی مسودات کا کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر مطالعہ فرماتے۔

آستانہ عالیہ ڈوگہ شریف ضلع گجرات پاکستان میں آپ کا قائم کردہ عظیم ذاتی کتب خانہ ہے۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کا یہ نایاب ذخیرہ کئی مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کتب خانے میں عربی، فارسی، قلمی، نادر مسودات خطوط کی صورت میں محفوظ ہیں۔ شروح بخاری، عربی تفاسیر، عربی دیوان، اور قادیانیت کے موضوعات پر آپ کے کتب خانہ میں معیاری اور کافی تعداد میں ذخیرہ ہے۔

۱۰ اپریل ۱۹۸۵ء بروز منگل ۱۲ بجے آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کے ہزاروں مریدین پاکستان کے کونے کونے میں ہیں۔

marfat.com

عالمی مبلغ الحاج خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ موہری شریف

پیر طریقت رہبر شریعت محمد معصومؒ کے والد کا نام خواجہ حضرت صوفی نواب الدینؒ ہے۔ آپ کی ولادت با سعادت قصبہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ایک مذہبی گھرانے میں ۴ اپریل ۱۹۳۶ء بروز بدھ کو ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قصبہ موہری شریف ضلع گجرات میں حاصل کی۔ فن قرات کے لئے آپ موضع ساگری ضلع راولپنڈی پہنچے۔ یہاں سے آپ فن قرات مکمل کر کے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں اپنی تعلیم درس نظامی، دورہ حدیث، تفسیر، فقہ، صرف و نحو و دیگر علوم کے لئے تشریف لائے۔ اسی ادارے حزب الاحناف لاہور سے ۱۹۵۲ء میں آپ کی تعلیم مکمل ہونے پر آپ کے استاد مکرم استاد العلماء حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہؒ کے ہاتھوں دستار بندی کی گئی اور سند قرات حاصل کی۔ وہاں سے آپ دربار عالیہ موہری شریف واپس جلوہ افروز ہوئے۔

مئی ۱۹۵۳ء میں آپکی شادی خانہ آبادی آپ کے عزیزوں میں کھاریاں کے نزدیک موضع پنجن کسانہ میں ہوئی خواجہ خواجگان عالمی مبلغ اسلام اعلی حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم نے ۱۹۵۵ء میں اپنے والد گرامی قبلہ سلطان الاولیاء حضرت خواجہ صوفی نواب الدینؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنا حصہ ولایت اور خدمت صاحبزادہ بن کر نہیں بلکہ مرید بن کر خادم کی حیثیت سے حاصل کرے گا۔ اور پھر منزل پانے کا وقت بھی آن پہنچا آپ کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ۱۹۵۶ء میں اپنے مرشد کامل کے ہمراہ ۱۳ افراد کے کاروان کو لے کر بذریعہ ٹرانسپورٹ حج بیت اللہ شریف و زیارت روضہ اطہر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روانہ ہونے۔ سب سے پہلے قافلہ لاہور پہنچا تو سلطان العارفین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ پھر منزل بہ منزل طویل سفر کر کے قافلہ مکہ مکرمہ سعودی عرب پہنچا۔ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی۔

بچپن میں جب خواجہ سرکار کی عمر ۶ ماہ تھی آپ کے دادا مرشد آفتاب ولایت قبلہ حافظ عبدالکریم نے آپ کو راولپنڈی ہیں طلب فرمایا اور گود میں لے کر اپنے علاقہ کی پوٹھواری زبان میں کہا کہ "توں میںڈا پیر آں کہ میں تینڈا پیر آں" پھر خود ہی فرمایا کہ توں میںڈا پیرایں۔ اور ساتھ ہی اپنی جیب سے چاندی کا روپیہ نکال کر خواجہ سرکار کی ہتھیلی پر رکھا اور کہا کہ جب کوئی مرید ہوتا ہے تو اپنے پیر کی خدمت میں نذر پیش کرتا ہے۔ خواجہ سرکار کی ولادت کا سال ہی قبلہ حافظ عبدالکریم کے وصال کا سال ہے۔ خواجہ سرکار نے اپنی حیات طیبہ میں کم وبیش ۳۸ حج اور دو سو سے زائد عمرہ مبارک کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ آپ کو سعودی عرب کے شاہ فہد کی طرف سے شاہی خاندان کا اعواز حاصل تھا۔ آپ حکومت پاکستان کی طرف سے پوری دنیا کیلئے وی آئی پی مذہبی

marfat.com

مخصیب۔ تھے

۱۹۵۷ء میں آپ نے باقاعدہ طور پر اندرون ملک پاکستان کے تبلیغی روحانی اصلاحی دورے کا آغاز کیا۔ اور پیغام حق مخلوق خدا تک پہنچانے کیلئے پاکستان کے چاروں صوبوں میں بستی بستی قریہ قریہ جا کر ذکر الٰہی عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچا کر ہر بچے بوڑھے مرد و عورت کے دل کو یاد خدا اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشن اور منور فرمایا۔ محافل میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد اس منفرد انداز سے اپنایا کہ تمام آستانے دنگ رہ گئے۔ آپ نے نظم و نسق کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ مشائخ عظام، علماء کرام، معززین امراء وزراء مرحبا کہنے پر مجبور ہو گئے۔ یوں تو پاکستان میں بے شمار آستانے ہیں جو کہ دین اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ لیکن خواجہ سرکار نے اپنے مریدوں کی ایسے منفرد انداز میں تربیت فرمائی کہ ہر واقف و ناواقف کار انکے مرید کو دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ کیا آپ کا موہری شریف سے تعلق ہے یا آپ خواجہ سرکار کے مرید ہیں۔ آپ نے اپنی جماعت کو ایسا کوڈ عطا فرمایا کہ کہنے والا چاہے سنجیدگی سے کہے یا مذاقاً وہ بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا۔ ہر خاص و عام کی زبان پر بے ساختہ آتا ہے کہ وہ دیکھ اللہ ھو والے جا رہے ہیں۔ مریدین کے لئے اس سے بڑھ کر اور اعزاز کیا ہو گا۔

۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء میں آپ کے مرشد کامل سلطان الاولیاء زریں زر بخت قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین رحمہ کا وصال بمطابق سن ہجری ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۸۵ھ بروز پیر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہوا۔ موہری شریف یں آخری آرام گاہ مزار مقدس مرجع ہر خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کی تاریخ آپ کے سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی دلیل ہے۔ کہ آپ کی عمر مبارک بھی تریسٹھ سال ہوئی۔ خواجہ سرکار پر مرشد کامل کے پردہ فرمانے کے بعد ذمہ داری کا پہاڑ آن گرا۔ لیکن آپ نے اپنی فہم و فراست، حسن تدبر اور خلق عظیم سے اس خوش اسلوبی سے سلسلہ عالیہ کے نظام کو سنبھالا کہ دیکھنے والوں کو انگشت بدنداں کر دیا۔ آپ کے مرشد پاک کا فرمان تھا کہ جہاں فقیری کی انتہا ہے وہاں سے خواجہ محمد معصوم کی ابتداء ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب ولایت ماہتاب ہدایت سجادہ نشین موہری شریف نے پورے عالم اسلام کے طوفانی دورے فرمائے۔ اور عظیم عالمی مبلغ اسلام کے القاب سے پکارے گئے۔ آپکے دادا مرشد نے آپ کو عارف باللہ فرمایا اور مرشد کامل نے قیوم پنجم کے لقب سے نوازا۔ خواجہ سرکار کے مشن صدیقہ نقشبندیہ مجددیہ کو شب و روز کی مشقت اٹھا کر اپنے خون سے سیراب کیا۔ آپ نے اپنی جلوت و خلوت اس مشن عظیم کے لئے وقف کر دی۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا ذکر خدا اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بن کر رہ گیا۔ آپ نے بیسیوں پروگرام ایک دن میں کئے اور ہر محفل میں صلوٰۃ وسلام پڑھانا آپ کا معمول تھا۔ چاہے ایک مصرعہ ہی کیوں نہ پڑھا جاتے۔ آپ نے

marfat.com

جولائی ۱۹۷۳ء سے یورپ کا تبلیغی روحانی اصلاحی سفر شروع کیا۔ آپ نے جن ممالک کے دورے کئے ان کے چیدہ چیدہ نام درج ذیل ہیں فرانس، جرمنی، بلجیم، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، برطانیہ، افریقی ممالک میں نیروبی، تنزانیہ، ایسٹ اینڈ ویسٹ امریکہ، کینیڈا، ماریشش، آسٹریلیا، ملائیشیا، بنکاک، تھائی لینڈ، سکاٹ لینڈ، سپین، یونان، لیبیا، شام، دوبئی، ابوظہبی، مصر، ایران، عراق، ترکی، دوحہ، قطر و دیگر متحدہ عرب امارات، دوسرے کئی یورپی اور افریقی ملکوں انڈیا وغیرہ میں رشد وہدایت اور ذکر الٰہی سے ہزاروں نہیں لاکھوں عیسائی ہندو، سکھ و دیگر مذاہب کی خواتین اور مردوں کو حلقہ اسلام میں داخل فرمایا اور مسلمانوں کے عقائد کو درست فرمایا پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔

پاکستان میں اندرون ملک آپ مری میں جشن نزول قرآن پاک کی بہت بڑی تقریب منعقد فرماتے۔ پہلی مرتبہ کوہ مری ضلع راولپنڈی میں ۱۹۷۶ء میں آپ نے المنظر بلڈنگ کشمیر پوائنٹ مری میں جشن نزول قرآن پاک منعقد فرمایا۔ کیونکہ اس مقام پر عیاشی فحاشی کا دور دورہ تھا۔ اور اللہ والے ایسے ہی مقام پر ڈیرے لگاتے ہیں تاکہ امت محمدیہ جو کہ راہ سے بھٹک جائے اسے صراط مستقیم پر لایا جائے۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر زمین عرب پر اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت بھی جہالت بے راہ روی گمراہی بت پرستی وغیرہ کا زمانہ تھا۔ سخت ترین حالات میں آپ نے دین اسلام کی تبلیغ فرمائی۔

موہڑی شریف میں حضرت خواجہ معصومؒ کا مزار

marfat.com

حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ آف حیات گڑھ نزد جلالپور جٹاں

پاکستانی علاقوں میں جن سہروردی بزرگوں نے بڑی دلجمعی اور اخلاص سے تبلیغی کام کیا ہے ان میں علاقہ پنجاب کے حضرت کبیر الدین سہروردی المعروف شاہ دولہ دریائیؒ کا شمار صف اول کے بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ ہی کے ایک مرید بابا جنگو شاہؒ نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے سلسلے میں بڑی جدوجہد کی اس طرح دین اسلام نے گجرات میں بڑی نشوونما پائی۔ حضرت غوث علی شاہ پانی پتی کا "تذکرہ غوثیہ" میں لکھا ہے کہ "قلندر کے مقام پر دو بزرگ ہمارے علم میں ہیں ان میں خود ایک حضرت شرف الدین (المعروف بو علی قلندرؒ) ہو گزرے ہیں۔ اور دوسرے بابا جنگو شاہ ہمارے زمانے میں موجود ہیں۔

حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ آپ ہی کے مرید و خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ سرکار دو جہاں رحمت اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ ک ارشاد فرمایا کہ بی بی تم کو ایک چیز مقدس دی جاتی ہے لے لو اور اسکی حفاظت اور شکر کرنا کیونکہ ناشکروں کو اللہ تعالی مقبول نہیں رکھتا آپ عالم بے مثل تھے۔ علم طب پر مکمل دسترس رکھتے تھے ۲۸ سال کی عمر میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور تقریباً ۱۲ سال بعد واپس تشریف لائے۔ زباں نہایت بے داغ۔ حقیقت بیانی میں از حد بے باک تھی۔ قرآن پاک کے نکات روانی سے بیان فرمانا اور کسی بھٹکے ہوئے انسان کو فقر کی پہنائیوں میں لے جا کر دربار رسالتؐ میں پیش کر دینا آپ کے درویشانہ منصب کا ادنی کمال تھا قرآن مجید کی تلاوت آپ کو بہت محبوب تھی۔ لباس نہایت سادہ اور موٹے کھدر کا ہوتا۔

آپ نے تمام عمر کچھ چلہ گاہوں میں اور کچھ بوسیدہ مکان میں گزاری نہ آپ کو کبھی اچھے بستر کا خیال آیا اور نہ ہی کبھی پختہ یا بلند مکان بنانے کا ارادہ کیا اگر کسی نے اس بات کا تذکرہ کیا تو یہ کہہ کر گفتگو بند کر دی کہ مجھے یہ شوق نہیں کہ آرام و آسائش کے لئے اچھے اچھے مکان بناؤں یا لباس کے ساتھ اپنی تقدیس و درویشی کا اعلان کروں۔ درویش کا فرض ہے کہ ایک مسافرانہ زندگی گزارے۔ خوبصورت لباس اور بالاخانوں میں آرام کرنے سے فقیر کی غفلت بڑھتی ہے۔ درویشی یہی ہے کہ ہر سانس خدا کی یاد میں جاری ہو۔ اسباب آرام و آسائش کے جھمیلے میں آدمی اللہ کو بھول جاتا ہے قبر یاد ہو تو مکان کیونکر بن سکتا ہے۔ مردان خدا چولھے چکی کے الجھاؤ میں نہیں پھنستے۔ درویشی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ درویش کی روح بلا نفس رہ جائے۔

آپ عوام کو علم ظاہر و باطن کی تبلیغ و تلقین فرمانے کے لئے اکثر اپنے علاقے کے گردونواح میں تشریف لے جاتے آپ نے اپنے بے پناہ کشف و عرفان سے بے شمار انسانوں کو ایمان و ایقان بخشا۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۹۵۱ء کو واصل بالحق ہوئے آپ کا مزار پر انوار حیات گڑھ، گجرات سے سات میل جلالپور جٹاں روڈ پر آج بھی مرجع خلائق

marfat.com

پیر طریقت حضرت سید نذیر حسین گیلانی آف بیووالی

گجرات سے چند میل کے فاصلہ پر جلالپور جٹاں روڈ پر مشہور گاؤں بیووالی کی اہمیت اس لیے بہت زیادہ ہے کہ یہاں سید نذر حسین شاہ گیلانی اویسی کا آستانہ مبارک ہے۔ جو ایک درویش مرد ہو گزرے ہیں۔ آپ کے عقیدت مند گجرات کے علاوہ سیالکوٹ کے ضلع میں بہت زیادہ ہیں۔

برصغیر کے خطہ کی خوش نصیبی ہے کہ یہاں قدم قدم پر اولیاء عظام کے آستانے ہیں جہاں مخلوق خدا حاضر ہو کر دینی دنیاوی فیض حاصل کرتی ہے۔ انہیں گمشدہ راستہ مل جاتا ہے یہ اولیاء کرام ہی کا فضل ہے کہ برصغیر میں آج بھی اسلام کا بول بالا ہے۔ ورنہ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے کئی سو سال حکومت کی آج وہاں کی مسجدیں اذان کو ترس رہی ہیں۔ برصغیر میں اولیاء کرام عرب عراق ایران افغانستان سے تشریف لاتے رہے اور برصغیر میں ہی مستقل سکونت اختیار کی آج سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود ان کے آستانوں پر اسی طرح رونق رہتی ہے جیسے ان کی زندگی میں رہی دن رات لنگر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ان آستانوں کے تربیت یافتہ انسانوں کے دلوں میں اخوت بھائی چارہ یاد الٰہی خوف خدا حب رسولؐ اولیاء کرام کا احترام ہوتا ہے ایسے ہی نیک لوگوں میں ایک مرد قلندر سید نذیر حسین شاہ گیلانی بھی ہو گزرے ہیں۔ آپ سیالکوٹ کے ضلع کے ایک گاؤں ماجرہ کلاں سے بیووالی تشریف لائے۔ آپ کا سلسلہ نسب حسنی حسینی سید ہے آپ کا خاندان عراق کے صوبہ گیلان میں تشریف فرما ہوا۔ آپ کے خاندان کے بزرگ شاہ شیر محمد صاحب موضع تلے شاہ شریف میں روضہ مبارک ہے جو بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کے حضور ایک ہندو عورت حاضر ہوئی اور اولاد نرینہ کے لئے عرض کی۔ آپ نے فرمایا دو لڑکے ہوں گے ایک خود لے جانا دوسرا ہمیں دے دینا آپ کی دعاؤں سے ایسا ہی ہوا۔

شاہ شیر محمد کی اولاد چار سو سال قبل ماجرہ کلاں کے تحصیل ڈسکہ میں آکر آباد ہوئی ماجرہ خورد جھٹینکے میں اس خاندان کے افراد آباد ہوتے رہے بابا گامے شاہ کا مزار کولوکے میں ہے جو اپنے وقت کے بہت بڑے درویش ہو گزرے ہیں۔ سید بہار شاہ صاحب کا مزار بھی کولوکے میں ہے جو بہت بڑے ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ سید نذیر حسین شاہ گیلانی کو یہ فرض سونپا گیا کہ وہ اپنے بزرگوں کے فیض کا سلسلہ جاری رکھیں۔ بچپن میں ہی آپ کی عادت میں عظمت اور بزرگی پائی جاتی تھی۔ آپ اپنے والدین کے جڑواں بیٹے تھے دوسرے بھائی کا نام خادم حسین شاہ تھا۔ لیکن سید نذیر حسین شاہ گیلانی کی طبیعت میں فقیری تھی بچپن میں محلہ میں ایک گائے کا بچھڑا مر گیا گائے نے دودھ دینا چھوڑ دیا۔ آپ سے دعا خیر کے لئے کہا گیا جب وہ گائے آپ کے گھر باندھ جاتے تو گائے دودھ دے دیتی۔ آپ کی طبیعت چونکہ درویشی کی طرف مائل تھی۔ بیشتر وقت یاد الٰہی میں گزارتے تھے۔ دور جنگل میں نکل جاتے کئی کئی روز تک چلہ کشی میں گزار دیتے گھر والوں کو خبر تک نہ ہوتی کئی منزلیں طے کرنے کے بعد آپ کو باطنی فیض ملا اور ظاہری تعلیم بھی حاصل کی۔ ایس وی پوسٹ پر محکمہ تعلیم میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے سلسلہ میں

marfat.com

مریدین سے نذر نیاز وصول کرنے کا سلسلہ نہیں ہے جو کوئی پیش کرتا خود غریبوں میں تقسیم کر دیتے اگر کوئی زیادہ اصرار کرتا تو اس مرید کو چاولوں کی دیگ پکا کر ختم شریف دلوا کر بچوں میں تقسیم کر دینے کی تلقین کرتے۔ آپکے مریدین میں بیشتر خاندانوں کی مالی حیثیت بہت اچھی ہے۔ لیکن آپ نے کبھی بھی کسی سے کسی چیز کی خواہش نہیں کی۔ آپ کا سلسلہ اویسی ہے اویسی سلسلہ میں نگاہ سے ہی دل کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور ارواح سے فیض حاصل کیا جاتا ہے۔ اور دلوں پر حکمرانی ہوتی ہے صاحب مزار کے قدموں میں حاضری دی جاتی ہے اور روح سے فیض حاصل کیا جاتا ہے

ہمارے ہاں درویش فقیر اس کو خیال کیا جاتا ہے جس نے جبہ اور چولہ پہن رکھا ہو لمبی لمبی زلفیں ہوں درجن بھر خدام ہمراہ ہوں شان و شوکت ہو لیکن بعض درویش فقیری کو چھپائے رکھتے ہیں صرف مخلوق خدا کو دعا دیتے رہتے ہیں۔ آپ کے مریدین کا سلسلہ سیالکوٹ گوجرانوالہ گجرات کے علاوہ دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔ سید نذیر حسین شاہ نے اپنی زندگی میں جھوٹ نہیں بولا۔ یہی ایک درویش کی صفت بھی ہے۔ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۰ میں بمقام ماجرہ کلاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ نومبر ۱۹۸۹ء کو آپ کا وصال ہوا آپ کا روضہ مبارک بیووالی میں آپ کی قائم کردہ تعلیمی درسگاہ کے ساتھ ہے۔

آپ کا مزار بہت شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۱۲ نومبر کو منایا جاتا ہے اور ہر ماہ باقاعدگی سے ختم گیارہویں شریف بھی ہوتا ہے۔ روزانہ لاتعداد عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور لنگر کا سلسلہ جاری ہے۔ روضہ کے قریب کمرہ میں آپ کے استعمال کی چیزیں سلیقہ سے سجا کر رکھی ہیں۔

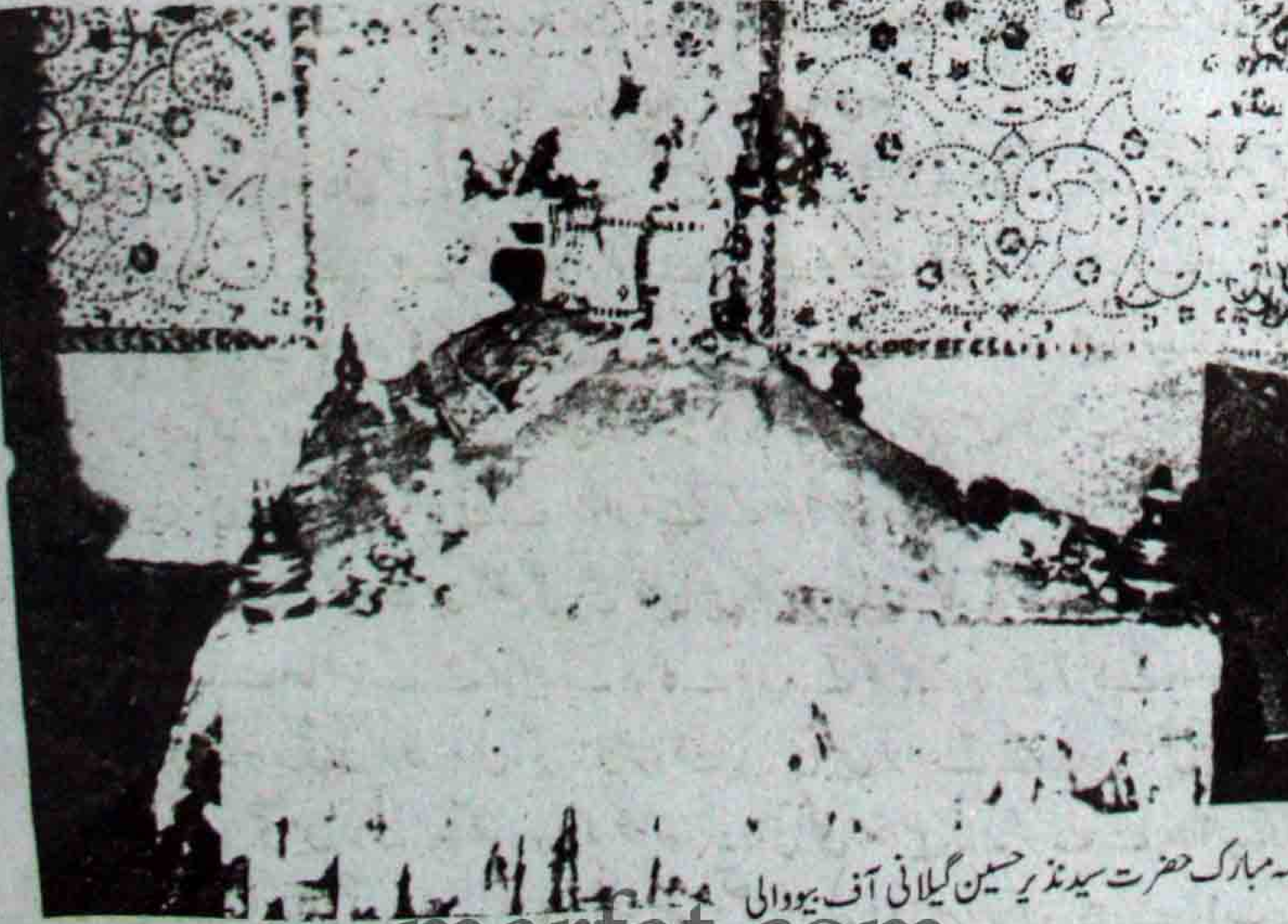

روضہ مبارک حضرت سید نذیر حسین گیلانی آف بیووالی

marfat.com

گجرات کا قدیمی شہر نوشہرہ خواجگان

ولی کامل حضرت ماخن شاہؒ

دریائے چناب کو عاشقوں کا دریا بھی کہا گیا۔ کیونکہ اس کی لہروں نے سوہنی مہینوال کو نگل لیا تھا۔ یہ درویشوں کا دریا ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر درویشوں فقیروں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ کئی بستیاں دریا برد ہو چکی ہیں لنکے نام صرف محکمہ مال کے ریکارڈ میں بے چراغ گاؤں کے نام سے درج ہیں۔ دریا کے رخ تبدیل ہونے پر کئی بستیاں تباہ ہوتی گئیں۔ اور نئی بستیاں آباد ہوتی رہیں۔ ان ہی حالات سے دو چار ایک قدیمی بستی نوشہرہ خواجگان ہے۔ یہ قدیمی شہر دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔ کئی بار اجڑا کئی بار آباد ہو گیا۔ کبھی یہ شہر نوشہرہ مغلاں کے نام سے مشہور تھا۔ مابعد نوشہرہ خواجگان کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اب نئے نوشہرہ کا نام نوشہرہ میانہ رکھا گیا ہے۔ دریائے چناب کی لہروں نے اس قدیمی شہر کو بہت نقصان پہنچایا لیکن نوشہرہ خواجگان کی اہمیت برقرار رہی نوشہرہ کے قریب ایک قدیمی بستی عدالت گڑھ تھی۔ جو دریا برد ہو چکی ہے۔

عدالت گڑھ میں دو قدیمی مزارات تھے۔ جن کی لمبائی ۹ گز تھی۔ حافظ شمس الدین گلیانوی رحمتہ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۲۶ کے مطابق صاحب مزار کا نام آنوش تھا۔ جو حضرت داؤد کی اولاد سے بتائے گئے ہیں۔ زمین ہموار ہونے اور مون سون کی بارش کی وجہ سے قدم قدم پر آبی ذخائر موجود ہونے کی وجہ سے ماضی میں اس علاقہ کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ دریائے چناب کے دونوں طرف خوب رونق چہل پہل رہتی۔ مشہور قصبے آبی گزر گاہ کشتیوں کے پتن گجرات کے علاوہ سیالکوٹ میں بھی موجود تھے۔ حملہ آور شہنشاہ اور تجارتی قافلے ایک رات گجرات قیام کرتے تو دوسری رات سیالکوٹ کے مشہور پتن کلووال کے قریب گزارتے کشمیر پہاڑی علاقے سے آنے والے مناور میں شب بسری کرتے دوسرے راستے آنے والے بہلول پور قیام کرتے۔ گجرات سے ایک سڑک جو نورا منڈیالہ سے ہوتی ہوئی سیالکوٹ کے قصبے رندھیر کی طرف جا نکلتی ہے۔ اسی طرح جلالپور جٹاں سے نکلنے والی سڑک جو شہباز پور کے قریب سے گزرتی ہے۔ کپوروالی کے بلند بالا ٹبہ کے قریب جا نکلتی ہے۔ مغرب سے آنے والے پیدل سواران ہی راستوں سے گزر کر برصغیر میں داخل ہوتے۔

گجرات سیالکوٹ وزیر آباد ایک ایسا خطہ ہے۔ جہاں انسانی ضروریات کی ہر قسم کی اجناس پائی جاتی ہیں۔ قدیم دور میں انسانی صحت کے لئے جو جڑی بوٹیاں درکار ہوتیں وہ کشمیر کے علاقے سے مل جاتیں۔ آزاد کشمیر دیوا وٹالہ مناور کا علاقہ آموں کے لیے مشہور رہا۔ آج بھی اس علاقہ میں دیسی آموں کے باغ پائے جاتے ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے آباد شہروں میں نوشہرہ خواجگان کو بہت اہمیت حاصل رہی۔ یہ تجارتی منڈی کی وجہ سے مشہور رہا۔ اس کے علاوہ یہ روحانی مقام ہونے کی وجہ سے دور دراز تک مشہور ہے۔ نوشہرہ خواجگان کے باشندے جو کاریگر پیشہ

marfat.com

تجارت سے منسلک رہے برصغیر میں تجارت پر چھائے رہے۔ آج بھی پاکستان کے علاوہ گجرات میں کاروباری حلقوں میں بیشتر افراد کا تعلق نوشہرہ خواجگان سے ہے۔ نوشہرہ خواجگان کے قریب جو دیہات ہیں ان دیہات کی تاریخ کی کڑیاں چار پانچ ہزار سال تک جاملتی ہیں۔ ان دیہات کے قریب بڑے بڑے ٹیلے اور ٹبوں میں پائے جانے والے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اس علاقہ کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ نوشہرہ کے جانب مشرق چوپالہ ہے جو راجہ چوپال نے آباد کیا یہاں اس کی بہت بڑی سلطنت تھی۔ جس کی رشتہ داری سیالکوٹ کے راجاؤں سے تھی۔ شمال کسوکی موجوکی کے دو دیہات جو کسو، موجو دو ہندو بھائی تھے۔ جنہوں نے یہ قصبے آباد کئے۔ اسی طرح لکھنوال جو لکھو نے آباد کیا رام کے بہل پور کے ٹبہ کی کڑیاں رام چندر کے دور سے جاملتی ہیں۔

کنگ بڈھا کا ٹبہ بھی اہمیت رکھتا ہے اس ٹبہ کے قریب ایک بہت بڑے بوہڑ کے درخت کے قریب اللہ کے نیک بندے کسی درویش کا مزار ہے۔ روحانیت کے لحاظ سے نوشہرہ خواجگان کی بہت اہمیت ہے۔ یہاں حضرت ماخن شاہ صاحب کا مزار ہے۔ آپ کے پیشوا حضرت علی ولی جن کا مزار چک میانہ میں حضرت خواجہ محمد اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں ہے۔ جو حضرت شاہدولہ سرکار کے دور میں ہو گزرے ہیں۔ یہاں حضرت گل حسین شاہؒ کا آستانہ مبارک بھی ہے۔ آپ کے پیشوا حضرت قاضی محبوب عالمؒ صاحب آف اعوان شریف ہیں نوشہرہ کے قریب موجوکی میں حضرت نبی شاہ صاحبؒ کا آستانہ مبارک ہے حضرت نبی شاہؒ بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ آپ کے بزرگ اوچ شریف سے تشریف لائے تھے۔ آپ کو فیض حضرت شیخ برہان الدین رحمتہ اللہ جن کا مزار لکھنوال میں ہے سے ملا۔ حضرت شیخ برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ بہاوالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے بیان کئے جاتے ہیں۔ حضرت نبی شاہ روزانہ پیدل موجوکی سے آپ کے حضور لکھن وال حاضری دیتے۔ اور الٹے پاؤں واپس جاتے تاکہ تقدس بحال رہے۔ آپ چونکہ حافظ قرآن تھے۔ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن پاک کرتے یہ سلسلہ بارہ سال تک جاری رہا۔ سید منظور شاہ صاحب کے مطابق بارہ سال بعد آخری دن جب پورا قرآن مجید ختم کیا تو حضرت برہان الدین سے مخاطب ہوتے اے برہان الدین تو پتھر سے بھی سخت ہے۔ آئندہ نبی شاہ تیرے پاس نہیں آئے گا۔

آج میں گھر جا رہا ہوں۔ جب آپ مرزائی چک کے قریب پہنچے تو سید برہان الدین روحانی وجود میں ظاہر ہوتے کہا ٹھہر جا نبی شاہ ٹھہر جا۔ آپ نے فرمایا نبی شاہ تو قرآن مجید کی تلاوت کرتا میں بڑے پیار سے سنتا میں ہی برہان الدین ہوں۔ جو تیرے سامنے کھڑا ہوں نبی شاہ تو گھبرا گیا تھا میں تم کو فیض دینے آگیا ہوں۔ فرمایا اب تو میرے پاس نہ آنا اب میں تیرے پاس آتا رہوں گا۔ اس بات کی تصدیق کرتا ہوں تیرے خاندان میں ولی پیدا ہوں گے۔ حضرت نبی شاہ کا شجرہ نسب سید باقی شاہ سید عبداللہ شاہ، سید موسیٰ شاہ، سید عمادالدین، حضرت امام تقی، الجواد بخاری خاندان سے جاملتا ہے۔

نوشہرہ کے ارد گرد دریائے چناب کے کنارے تباہ شدہ بستیاں بلند بالا ٹبے ٹیلے اس علاقے کے قدیمی ہونے کے

marfat.com

داعی ہیں۔ جلالپور جٹاں سے نکلنے والی یہ سڑک جو چوپالہ نوشہرہ کی طرف آتی ہے۔ ٹبی پپلاں کے ٹبہ پر ۹ گز لمبا مزار ہے۔ قریب ہی میونوال میں شاہ رحمن کا مزار ہے جو مغل دور میں ہوتے ہیں۔ درویش اور ولی اللہ ہوئے ہیں یہاں بہت بڑا میلہ بھی لگتا ہے۔ یہ تمام آبادیاں دریائے چناب کے کنارے آباد رہی ہیں آہستہ آہستہ دریا رخ تبدیل کرتا رہا۔ لیکن ان مقامات کی تاریخ سینہ بہ سینہ آنے والی نسلوں تک منتقل ہوتی رہیں۔ یہی سینے تاریخ کے اوراق بن گئے جنہیں راقم نے ایک کتابی صورت میں محفوظ کر دیا ہے۔ بڑی محنت کے بعد اس علاقہ کے قدیمی تاریخی مقامات کے علاوہ نوگز مزارات کے فوٹو حاصل کئے۔ صاحب مزارات کا دور معلوم کیا صدیاں گزرنے کے باوجود ان نیک پاک بستیوں کے نشانات کوئی نہیں مٹا سکا۔ تاقیامت یہ نشانات برقرار رہیں گے۔ مخلوق خدا دینی ظاہری باطنی فیض حاصل کرتی رہے گی۔

مزار حضرت ماخن شاہ

marfat.com

اولیاء ڈھوڈا شریف

تحصیل گجرات کے شمال مشرقی علاقہ میں قدم قدم پر اللہ کے نیک بندوں نے روحانیت کی شمعیں روشن کر رکھی ہیں ۔اس روشنی سے انسانیت کے دل منور ہو رہے ہیں۔ برصغیر میں اسلام پھیلانے میں اولیاء کرام نے بہت زیادہ خدمات سرانجام دی ہیں رشد و ہدایت کے یہ چراغ قیامت تک روشن رہیں گے ۔ برصغیر میں بیشتر اولیاء کرام اپنے پیشوا کے حکم پر یہاں تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جن کی بدولت دین اسلام پھیلتا ہی گیا۔ سپین میں مسلمانوں نے کئی سو سال حکومت کی آج وہاں مسلمانوں کا نام و نشان تک نہیں ۔اگر اولیاء کرام کا سپین میں مسکن ہوتا تو شاید ایسی نوبت وہاں پیدا نہ ہوتی ۔ برصغیر کے خطہ میں اللہ کے نیک بندے اور برگزیدہ شخصیات بھی آئیں جب وہ انسانوں کے دل پر نگاہ ڈالتے تو بھٹکتی ہوئی مخلوق راہ راست پر آجاتی ایسی ہی بزرگ ہستیوں میں اولیاء کرام ڈھوڈا شریف بھی ہیں۔ ڈھوڈا شریف گجرات سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر کڑیانوالہ روڈ پر واقع ہے۔ اس بستی کے لئے گجرات، حاجی والا روڈ سے بھی سڑک جاتی ہے۔ اور جلالپور جٹاں کوٹلی کوہالہ سے بھی سڑک جاتی ہے ۔ دونوں اطراف پکی سڑکیں ہیں البتہ کوٹلی کوہالہ کے راستے سے برساتی نالہ آتا ہے آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف میں اولیاء عظام کے مزارات، ایک عالی شان مسجد و درسگاہ بھی ہے جہاں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے ۔

عرس شریف کے موقع پر مسجد میں ذکر کی محفل منعقد ہوتی ہے عالی شان مسجد بڑی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد علاقہ میں اپنی مثال آپ ہے اولیاء ڈھوڈا شریف میں قابل ذکر ہستیاں حضرت محمد معصومؒ سلطان العارفین میراں بادشاہ حضرت محمد قاسم صاحبؒ شیخ المشائخ محمد فاضلؒ سراج السالکین حضرت گل پیر صاحب قادریؒ زبدۃ کاملین حضرت سید امیر صاحب پیر طریقت جناب محمد شفیع صاحبؒ نے مخلوق خدا کو دینی دنیاوی فیض دیا غوث زمان حضرت میراں بادشاہ آپ دہلی کے رہنے والے تھے ۔ حضرت شاہ محمد یاسین صاحب قادری کے دست حق پر بیعت تھے پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے روضہ مبارک پر حاضر رہتے ۔ آپ ہی کے حکم پر بھیرہ ضلع سرگودھا میں شریعت و طریقت کی تبلیغ شروع کی اس علاقہ کے لوگوں کو دولت نور سے مالا مال فرمایا آپ کا وصال ۱۰۹۲ھ میں ہوا۔ سلطان العارفین حضرت محمد قاسمؒ آپ کی ولادت آنگہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی آپ حضرت میراں بادشاہ بھیرہ شریف کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ کو بمقام مُل نزد آنگہ شریف خلافت عطا ہوئی۔ اور فرمایا اے محمد قاسم مبارک ہو۔ ہم نے قیامت تک تمہارے خاندان کو بیعت کر لیا ہے۔ آنگہ شریف کو سلطان العارفین حضرت محمد قاسمؒ نے نادر شاہ کے حملہ کے بعد آباد فرمایا اس سے بیشتر گاؤں کی جگہ سے مغرب کی طرف اسلام آباد گاؤں آباد تھا نادر شاہی لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا یہ تباہی و بربادی ایک نئے گاؤں آنگہ شریف کی بنیاد کا موجب بنی۔ آپ نے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ ہزاروں کی تعداد میں گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔ اور آپ کا مزار آنگہ شریف میں ہے حضرت پیر محمد فاضلؒ آپ مجذوب طبع بزرگ تھے۔

marfat.com

طبیعت میں جلال بہت زیادہ تھا آپ نے سلسلہ بیعت خلافت اپنے والد ماجد حضرت محمد قاسمؒ سے پائی۔ شیخ المشائخ حضرت چراغ علیؒ آپ کے صاحبزادہ تھے آپ جب میراں بادشاہ کے مزار پر حاضر ہوتے مراقبہ میں حضرت نے آپ کو بشارت دی کہ تم آنگہ سے چنبہ تک دورہ کرو گے۔ ڈھوڈا ایک گاؤں ہے وہاں بیمار ہو گے۔ پھوڑا نکلے گا جو انتقال کی نشانی ہو گا۔ ڈھوڈا سے واپس آؤ گے تو وہاں انتقال ہو گا۔ جس طرح حضرت میراں صاحبؒ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا کتاب مشائخ قادریہ از محمد ضیاء اللہ قادری کے مطابق ایک دفعہ آپ نے بڑھنگ نزد بھمبر ضلع میرپور میں قیام فرمایا تھا وہاں سے لکھنوال تشریف لائے۔ راستہ میں ڈھوڈا شریف میں ایک پھلاہی کے درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام فرمایا ارشاد فرمایا یہ اچھی جگہ ہے یہاں ڈیرہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ ڈھوڈا شریف کا ڈیرہ اس وقت سے مقرر ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد سراج السالکین حضرت گل پیر صاحب قادری نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی پیدائش بھی آنگہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ دن رات مخلوق خدا کی، خدمت، عبادت، ریاضت میں گزارتے۔ آپ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ آپ نے ولایت کو چھپانے کی بہت کوشش کی آخر ایک مجذوب آنگہ شریف آئے لوگوں سے آپ کی قیام گاہ کا پوچھا جب وہ مجذوب آستانہ عالیہ پر تشریف لائے تو آپ نے ان کی عزت کے لئے چادر بچھا دی تو اس مجذوب نے اپنی چادر آپ کے لئے بچھا دی اور لوگوں کو فرمانے لگے یہ مرد کامل حضرت گل پیر صاحبؒ زمانے کے غوث ہیں۔ آپ ساری ساری رات ذکر و اذکار نوافل اور تلاوت میں گزار دیتے اکثر شب و روز میں ایک قرآن پاک ختم کر دیتے۔

حضرت میراں جیؒ کی طرف سے ارشاد ہوا گجرات کے شمال کی طرف ڈھوڈا نامی ایک گاؤں ہے وہاں قیام کرو شریعت و طریقت کی تبلیغ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے لوگوں کے دلوں کو بحر علوم و عرفان سے مستفید کرو۔ آپ نے فوراً ڈھوڈا شریف کی طرف رخ کیا وہی جگہ پسند فرمائی جہاں۔ ڈھوڈا شریف میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اہلیان دیہہ حاضر خدمت ہوتے۔ عرض کی کہ ساری زمین لکھنوال کے ہندوؤں کے پاس رہن ہے۔ آپ نے دعا فرمائی ہندو لکھنوال چھوڑ کر دہلی چلے گئے اور ڈھوڈا شریف کے زمینداروں کو ان سے نجات مل گئی۔ ڈھوڈا شریف میں پانی کی قلت تھی آپ نے دعا فرمائی اے مولا کریم اس خطہ کو شاداب اور خوشحال کر دے اور آپ کی دعاؤں کے اثر سے خشک نالہ میں پانی جاری ہو گیا۔ علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اس صدی کے اوائل میں اس علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی جس سے کئی گھرانے اور خاندان تباہ و ہلاک ہو گئے۔ آپ کی دعاؤں سے ڈھوڈا شریف اس مہلک مرض سے بالکل محفوظ رہا۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی
ولی نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی

آپ کا ایک مرید میرپور سے ایک مرغا لے کر دربار ڈھوڈا شریف آرہا تھا جب وہ سائنل سرکیاں کے قریب پہنچا

marfat.com

تو شام ہو چکی تھی ڈھوڈا شریف ابھی وہاں سے تین میل دور تھا اس فاصلہ میں کوئی آبادی نہیں تھی۔ اندھیرا بڑھتا گیا۔ حضرت گل پیر صاحبؒ نے اپنے خادم سائیں جھنڈا بابا فتح محمد کو لالٹین دیکر گاؤں سے باہر بانس سرائیاں کی طرف روانہ کردیا۔ فرمایا مدد علی میر پور والا آرہا ہے۔ جنات اس کو تنگ کر رہے ہیں۔ فوراً مدد کو پہنچو مدد علی کو دور سے آواز دینا مدد علی نے ان دونوں کو دیکھ کر حیرانگی سے دریافت کیا تم یہاں کیسے آئے ہو ان دونوں نے بتایا ہمیں حضرت صاحب نے یہاں تمہارے لئے بھیجا ہے کہ مدد علی کو جنات تنگ کر رہے ہیں مدد علی پیر و مرشد کے حضور پیش ہوا تو آپ نے مسکراتے ہوئے پوچھا مدد علی کوئی چیز تنگ کر رہی تھی۔ آپ نے مریدوں کو فرمایا احکام الٰہی پر عمل کرو ہر مسلمان سے ہمدردی ہر برادر سے اور برائی سے اجتناب، حلال روزی اور سچ بولنا بزرگان دین سے محبت کرنے کی تلقین کی آپ کا وصال ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ کو ہوا۔ ڈھوڈا شریف میں پھلاہی کے درخت کے نیچے آپ کو دفن کیا گیا۔ حالیہ دنوں میں پیر حیدر شاہ قادری سجادہ نشین نے مزار عالی شاندار انداز میں تعمیر کروایا ہے۔

آپ کے وصال کے بعد حضرت سید امیر قادریؒ نے آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف کا صحیح جانشین سلف صالحین کے نقش قدم پر عمل پیرا ہونے کی مثال قائم کردی۔ حضرت گل پیر صاحب کو اللہ کریم نے تین صاحبزادیوں کے بعد حضرت سید المیر عطا فرمایا۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت کو خواب میں حضرت میراں بادشاہ نے بشارت دی تھی اے گل پیر ہمارا ایک خادم، جس کا رنگ کالا سینہ گورا اس پر دو نشانیاں ایک پیشانی پر ایک پشت پر ہوں گی اس کا نام سید امیر چاروں چک جاگیر ہوگی وہ آرہا ہے۔ چنانچہ ولادت کے بعد یہ نشانیاں پائی گئیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے آپ کی کرامات علاقہ بھر میں مشہور تھیں آپ جو منہ سے کہہ دیتے وہ فوراً پورا ہو جاتا تھا۔ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے آپ کے ارادتمند دور دور تک پھیلے ہوئے تھے آپ کا انتقال ۵۲ سال کی عمر میں ربیع الاول ۱۳۶۴ھ بمطابق ۹ مارچ ۱۹۴۵ء کو ہوا۔ وصال سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا لیکن وصال کے فوراً بعد بادل نمودار ہوئے اور ابر رحمت برسا۔ آپ کے وصال کے بعد پیر طریقت جناب محمد شفیع صاحبؒ نے شریعت و طریقت کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس نیک کام کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے۔ پہاڑی علاقوں دیگر دشوار گزار علاقوں میں موسمی اثرات سے بے نیاز جلسوں، کانفرنسوں کا اہتمام کرتے علماء کرام کو مدعو کرنا عوام کو احکام خداوندی ارشادات نبوی سے روشناس کرانا اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سختی سے تاکید فرمانا۔ ایک اہم فریضہ سمجھتے تھے۔ کئی مدارس اور مساجد میں آپ کی زیر سرپرستی تبلیغ اور اشاعت کا کام ہو تا رہا۔

وطن عزیز پاکستان کے لئے آپ کی بے شمار قربانیاں ہیں ۱۹۴۷ء میں مہاجرین کی آباد کاری کے لئے بھرپور انداز میں حصہ لیا کشمیر میں آپ کی مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ انہیں جہاد کشمیر کے لئے تلقین کی اور مریدین کو جذبہ جہاد سے سرشار فرمایا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے نمایاں حصہ لیا آپ نے مورچوں پر جا کر مجاہدین اسلام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے رہے اسی طرح لوگ آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض

marfat.com

ہوتے رہے۔ آپ کی دینی ملی خدمات کو کوئی مسلمان بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ آپ کے وصال کے بعد جناب صاحبزادہ پیر حیدر شاہ صاحب آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ آستانہ کی تعمیرات بالخصوص مسجد کی تعمیر پر آپ نے لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں۔ آستانہ مبارک پر ہر سال ۹ تا ۲۴ نومبر ۱۸ مئی کو عرس مبارک کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ اس موقع پر ہزاروں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں دن رات لنگر جاری رہتا ہے۔ وعظ نعت خوانی حمد و ثنا کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

مالی باغ دی راکھی کردا پھل کچے ہون یا پکے
پیر مریداں دے سر تے رہندا جھوٹے ہون یا سچے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔ سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ کریم اس دن جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا سایہ عنایت فرمائے گا۔ عادل بادشاہ وہ جوان جس نے اپنی تمام زندگی عبادت خداوندی میں گزاری ہو جس کے دل میں مسجد کی محبت اور لگن ہو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی علیحدگی اختیار کرنے والے وہ شخص جس کو کوئی حسینہ جمیلہ عورت فحاشی کے لئے بلائے مگر وہ یہ کہتا ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کرے، صدقہ و خیرات کرنے والا، اپنے ذہن کو تمام خیالات سے خالی رکھ کر خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے اور خوف خدا کی وجہ سے آنسو بہانے والا۔ یہ صفات اولیاء اللہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

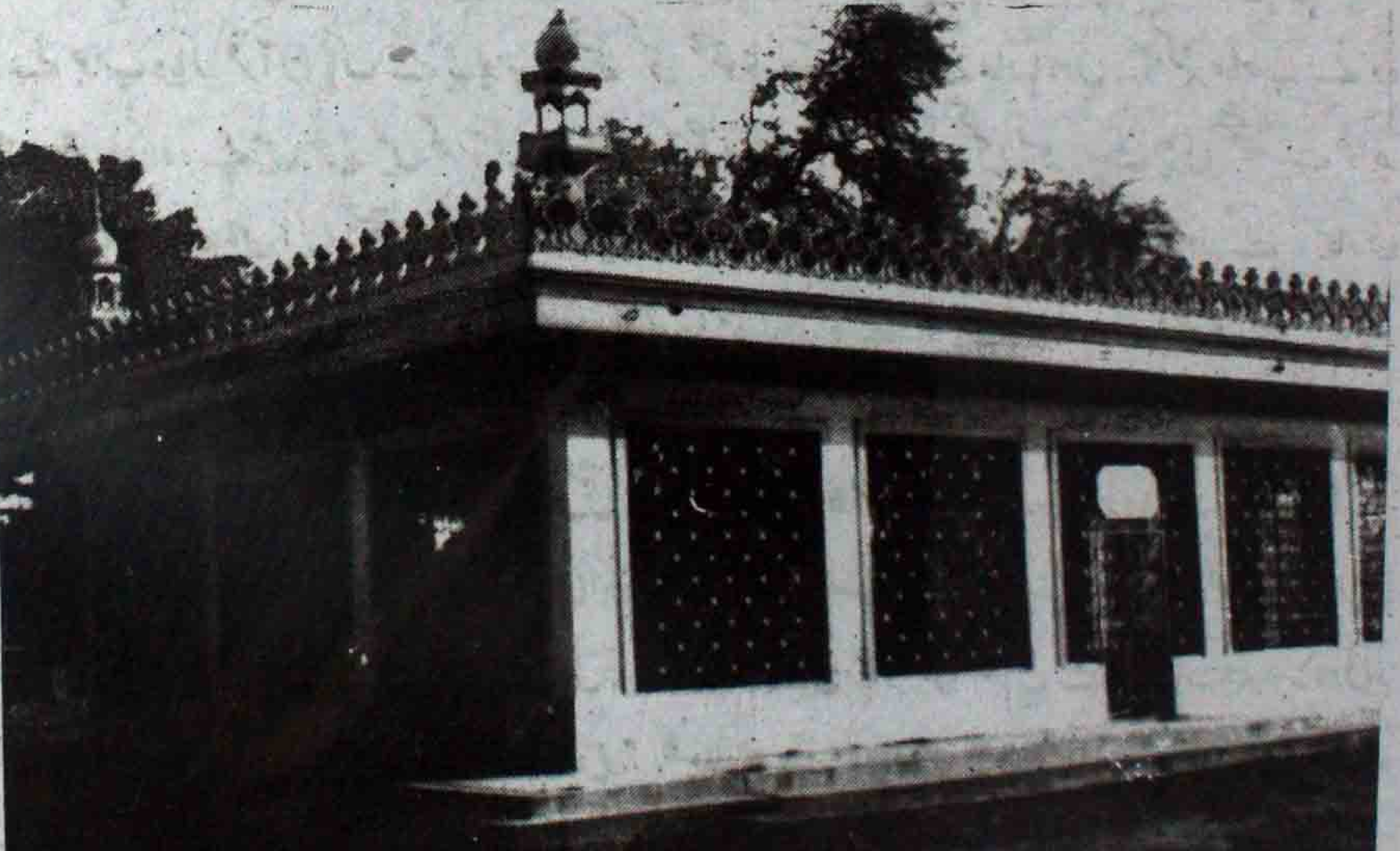

اولیائے ڈھوڈا شریف

marfat.com

حضرت خواجہ سنا اللہ پیر خیراباتیؒ

جلالپور جٹاں کی سرزمین کے ارد گرد قدیمی تاریخی بستیاں ہیں جن کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ ان بستیوں میں اسلام گڑھ کا قلعہ کلاچور لکھنوال، رانکے، بھلول پور کاٹبہ عالم گڑھ، کوٹلی کوہلہ ایسی کئی بستیاں جلالپور جٹاں کی زیادہ تر آبادی کشمیر سے ترک سکونت کرنے والوں کی ہے۔ جلالپور جٹاں ایک صنعتی شہر ہے۔ ماضی میں کابل ہندوستان سے کشمیر کے تجارتی قافلے جلالپور جٹاں میں قیام کرتے۔ پنڈی میانی کے قریب دریائے چناب کو عبور کر کے سوہدرہ کے راستے اگلی منزل کو روانہ ہو جاتے کشمیر سے جلالپور جٹاں میں مستقل طور پر قیام پذیر ہونے والی ایک ہستی حضرت خواجہ سنا اللہ پیر خرابات ایک درویش ولی کامل اور فارسی کے عظیم شاعر ہو گزرے ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک جلالپور کلاچور کے درمیان ہے آپ نے تقریباً سو کے لگ بھگ کتابیں تصنیف کیں جو نظم اور معرفت کے کلام پر مبنی ہیں۔ اہلیان جلالپور جٹاں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس سرزمین میں ایک عظیم روحانی ہستی محو خواب ہے ایک سو سال تک کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ خواجہ سنا اللہ پیر خرابات نامی کوئی شخصیت یہاں دفن ہے

خواجہ صاحب کو متعارف کرانے میں گجرات کی علمی ادبی شخصیت ڈاکٹر احمد حسین قریشی نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے ایک ملاقات میں بتایا کہ میں جلالپور جٹاں کے قریب کسی ضروری کام سے جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک دیہاتی ملا۔ جس نے گدھے پر بوسیدہ کتابیں لاد رکھی تھیں۔ میں نے اس دیہاتی سے پوچھا یہ کہاں لے جا رہے ہو دیہاتی ان پڑھ تھا اس نے جواب دیا کہ قرآن پاک کے یہ بوسیدہ نسخے کسی محفوظ مقام پر رکھنے جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے وہ تمام کتابیں چار پانچ روپے میں خرید لیں گھر آ کر ان کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ قلمی نسخہ بہت بڑی شخصیت خواجہ سنا اللہ پیر خرابات کے ہیں اسی جستجو میں ڈاکٹر احمد حسین قریشی سید ریاض حسین بخاری سے ملنے لاہور گئے۔ بخاری صاحب نے چالیس کے قریب قلمی نسخے ڈاکٹر صاحب کے سامنے رکھ دیئے۔ انہیں سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہوا کہ گجرات کے دور افتادہ علاقہ جلالپور جٹاں میں کوئی آدمی ہوا ہے۔ جس نے فارسی نظم میں اتنی زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی نے ان کتابوں کا بغور مطالعہ شروع کر دیا اور تعجب ہوا کہ یہ ایک بہت بڑا عالم دین بلند مرتبہ شاعر، باکمال صوفی اور بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ خواجہ سنا اللہ پیر خرابات نے اپنی ان کتابوں میں لکھا ہے کہ میں جلالپور میں عرصہ بیس سال تک حالت سکر میں رہا۔ کسی انسان سے کوئی بات تک نہ ہوتی۔ ایک جوش اٹھتا میرا جی چاہتا تھا کہ کپڑے پھاڑ دوں دیوار گلیوں میں شور کرتا پھروں۔ اچانک میرے سامنے قدرت کی طرف سے قلمی ہوتی تحریر آ گئی اور میں نے لکھنا شروع کر دیا اور اسی کیفیت سے اپنی تمام تصانیف لکھیں۔

ڈاکٹر احمد حسین قریشی کے بقول خواجہ سنا اللہ پیر خرابات نے ۱۰۰ کے کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں بیشتر کتابیں ضائع ہو گئیں۔ اور ان میں سے چند ایک کتابیں موجود ہیں خواجہ سنا اللہ پیر خرابات کشمیر کے مشہور درویش عارف

marfat.com

باللہ حضرت عبدالرحمن بلبل شاہ کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے کشمیر میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ حضرت خواجہ ستا۔

اللہ پیر خرابات کی پیدائش ۱۲۲۴ھ میں بمقام طنکاہ ضلع بلند میر میں ہوئی۔ والدین نے نام سنہ شاہ رکھا۔ بعد میں خواجہ سنا کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ان کی ولادت ننھیال میں ہوئی۔ نانا کا نام شاہ عبدالعفور تھا آپ اپنے وقت کے بزرگ تھے۔ شاہ عبدالعفور نے آپ کی پرورش بہت دھیان سے کی۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی کے مقالہ کے مطابق خواجہ صاحب لکھتے ہیں بچپن میں کسی بچے نے اینٹ ماردی جو میرے سر پڑ لگی۔ میری روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یہ خبر حضرت شاہ عبدالعفور تک پہنچی وہ بے قرار ہو کر دوڑے اور محبت سے میرے جسم کے ساتھ چمٹ گئے۔ پھر کچھ پڑھا تو میری روح میرے جسم میں دوبارہ زندگی پانے سے خراباتی نام ملا۔ شاہ عبدالعفور کی شفقت سے آپ کو عارفانہ تربیت ملی۔ رزق حلال کے حصول کے لئے تجارت کا شغل اختیار کیا۔ کئی ملکوں کی سیر کی آپ نے شاہ عبدالعفور حضرت شاہ عبدالوہاب نوری حضرت اکمل الدین حضرت شاہ محمد صادق کشمیری، حضرت سید محمد گنامی، حضرت محمد طیب گنامی حضرت شاہ قلندر کابلی، حضرت غلام محی الدین، اور روحانی طور پر حضرت میاں میر لاہور حضرت شاہ دولہ دریائی سے اکتساب فیض کیا۔

اس طرح آپ نے کوئی ۱۰۰ کتابیں لکھیں جن کی نشان دہی ان کی ان موجود کتابوں سے ہوتی ہے۔ ان میں سے صرف ۵۲ کتابیں دستبرد زمانہ سے محفوظ رہ سکیں۔ باقی تلف ہو گئیں جن کے نام دیوان خراباتی فارسی۔ تحفتہ القادری۔ خلاصتہ الاسرار تحفتہ شمع العارفین۔ تحفتہ الزمان۔ جنت العارفین۔ مہاراج نامہ۔ بحرالانوار۔ جنت الاسرار۔ خرد نامہ۔ مجمع البرکات۔ مثنوی درد نامہ۔ خلاصتہ التوحید۔ تذکرۃ الواصلین۔ مجمع الفضائل۔ سراج الطالبین۔ خواب نامہ۔ جنت الاعلا۔ شمع الھدی۔ دیوان خراباتی بزبان کشمیری۔ حقیقت الاولیا۔۔ قصہ بوالعجب عشق۔ سبحات آفتابی۔ اللہ نامہ۔ گنج الافنا۔ ساع العرفان۔ صراط مستقیم۔ جنات النعیم، دلیل الصادقین۔ تحفہ گلبدن۔ نصرت نامہ۔ عبرت نامہ۔ نسخہ لغات۔ تذکرۃ الکاملین۔ حقیقت الافعال۔ تفسیر سنا اور تفریح المجالس

یہ سب کتابیں فارسی نظم میں نہایت عمدہ بلیغ زبان میں خواجہ صاحب کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہیں اور جناب سید ریاض شاہ خراباتی کی ملکیت ہیں۔

خواجہ صاحب ۱۷ ذیقعد ۱۲۹۷ھ کو ۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی اور جلالپور جٹاں کے قبرستان متصل کلاچور میں دفن کئے گئے۔ تصانیف کے علاوہ خواجہ صاحب کے اخلاف میں سے ان کی اولاد، مرید اور دوست بھی موجود تھے۔ ان کے صاحب زادے سید محمد شاہ عرف تھتھا نے جلالپور جٹاں میں بہت عروج حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے بے تاج بادشاہ تھے۔ جو دتوں تک میونسپل کمیٹی کے سینئر ممبر و کرسی نشین تھے۔ یہ بزرگ سید ریاض حسین شاہ کے نانا بزرگوار تھے۔

مریدوں میں سائیں نذر محمد، سید فضل شاہ، محمد احسن، محمد صادق امرتسری اور سید عبدالغفار شاہ سیالکوٹی بہت مشہور ہوئے۔ دوستوں میں دیوان جوالاسہائے گورنر کشمیر، ویساسنگھ، دیوان کریارام، شیخ امام الدین، شیخ صدرالدین غلام

marfat.com

محی الدین کشمیری - سید ظہیر الدین - سید فضل شاہ ساکن میانی پنڈی - محمد صدیق ساکن جلالپور جٹاں - مولوی امام الدین جالندھری - مولوی غلام قادر گجراتی اور شیخ نبی بخش سروش خصوصیت سے قابل ذکر ہیں - ان تمام وسائل اور

ذرائع کے باوجود قدرت کا ایک کرشمہ یوں نمودار ہوا کہ خواجہ ثناء اللہ پیر خرابات لوگوں کی نظروں سے اس قدر اوجھل رہے کہ پوری ایک صدی کے بعد پاک وہند کی آبادی سے قطع نظر خاص جلالپور جٹاں میں ان کے نام تک سے کوئی آدمی واقف نہ رہا - یہ بھی شاید کوئی ریاضت کی منزل تھی - کچھ عرصہ امرتسر سیالکوٹ میں ٹھہرنے کے بعد جلالپور جٹاں میں مستقل طور پر سکونت اختیار کی اور اسی سرزمین میں دفن ہوئے -

خواجہ ثناء اللہ پیر خرابات کا مزار کلاچور جلالپور جٹاں کے قریب ہے - روضہ ۱۹۷۶ میں تعمیر کیا گیا اس وقت کے وزیر محکمہ اوقاف دینی امور مولانا کوثر نیازی کی وساطت سے روضہ کے لئے اٹھارہ ہزار آٹھ سو چونتیس روپے رقم دی گئی - روضہ ابھی تک نامکمل ہے - اور تعمیرات کے علاوہ مرمت کا کام بھی باقی ہے اس مزار کو مکمل طور پر تعمیر کیا جانا چاہیئے - خواجہ ثناء اللہ پیر خرابات کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اور ان کے فیضان کو عام کرنے کے لئے روضہ کے قریب ایک درس گاہ لائبریری قائم کردی جائے تاکہ مخلوق خدا اپنی علمی پیاس بجھا سکے - روضہ کی مرمت صفائی کی جائے - اور گردونواح چھوٹے چھوٹے پودے لگائے جائیں تاکہ اس عظیم روحانی شخصیت کا مزار دور سے خوشنما دکھائی دے - خواجہ ثناء اللہ پیر خرابات کو خواجہ گوہر کشمیری مرحوم نے زبردست نذرانہ عقیدت پیش کیا -

کلاچور جلالپور جٹاں پیر ثناء اللہ پیر خرابات کا مزار

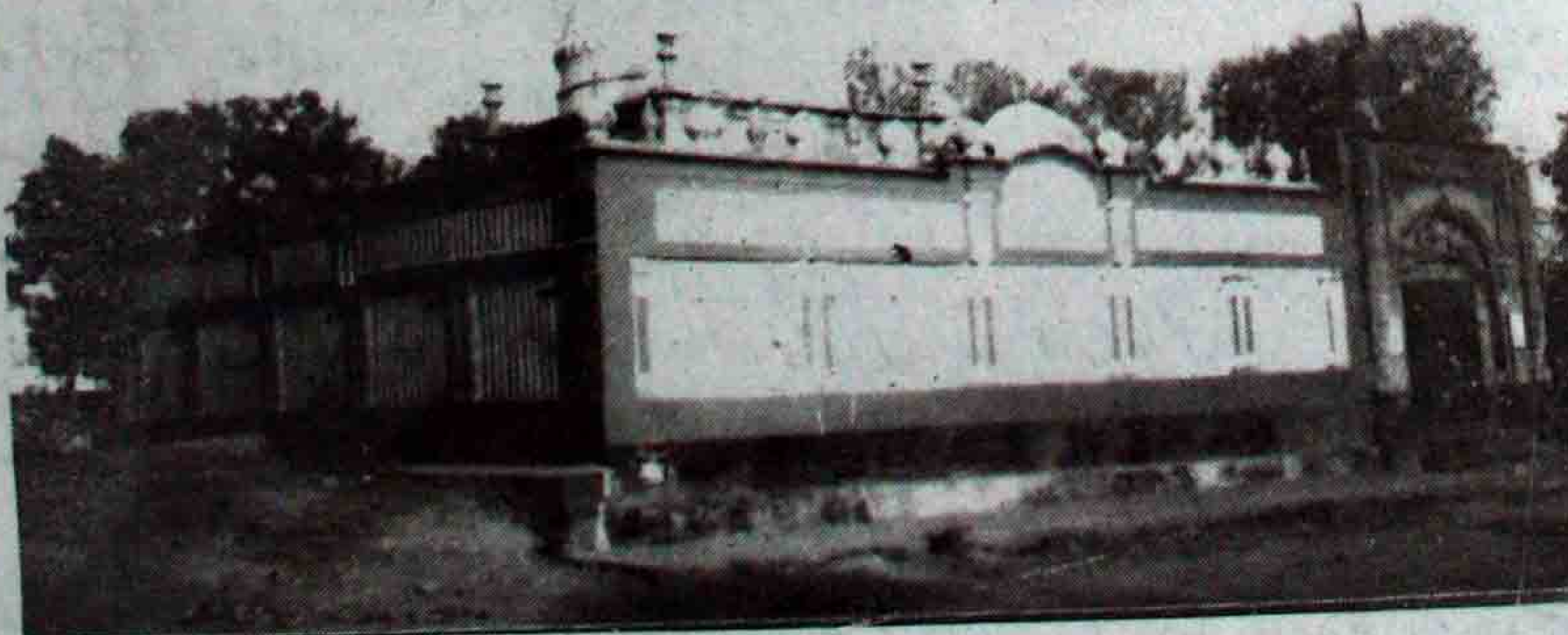

marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ ثناء اللہ خراباتی

از خواجہ گوہر کاشمیری

می فروزد ہمچو مہر و ماہ ضمیر مخلصاں
شد خراباتم ازاں نور تجلی پر فروغ
جلالپور نوں فخر اے ہوئے جتھے ایہہ فارسی قادر الکلام شاعر
جوہریاں پرکھ کے گوہروی پائی قیمت روشن کیتا نے ولی گمنام شاعر
انکساریاں وچ پردہ پوش ہو گئے، ظاہر کیتا نہ اپنا نام شاعر
ویکھی خوب خودداری ایس شاعر دی اے کیوں فیر قدر نہ کرن تمام شاعر
ابر گوہر بار را گوہر خراباتی بہ بار
تاشود رشک ارم خار و خس و ہر خار ما
جلالپوری ادیب ایہہ فارسی دے روشن ہو گئے پیر خرابات نے اج
زندہ دلاں نے نال زندہ دل رل گئے، کرلیا دوبارہ حیات نے اج
روح خراباتی دی وچ قبر جھومے وسیاں امبروں لکھ برکات نے اج
کوثر نیازی، سفیراں ایرانیاں رل ظاہر کیتیاں سب صفات نے اج
صد ہزاراں گنج تا سر از خراباتم کشند
از دُر و مرجان و گوہر اے تو بحر گوہری

marfat.com

۵

حضرت خواجہ ثناء اللہ خراباتیؒ

(از محمد جان مضطر)

آں پیر خراباتیؒ، آں بندہ مولائی
امروز بروں آید از گوشہ تنہائی
آں شاعر روحانی ، آں بندہ گیلانی
در حالت مجذوبی ، شد عاشق و سودائی
در عشق شہ جیلاں ، آں مست مئے عرفاں
شد محرم راز حق ، از حب شکیبائی
دیوانہ و مستانہ ، باانداز حکیمانہ
میخانہ وحدت را بخشندہ پذیرائی
در دامن او وحدت ازرنج و بلا راحت
مانند مہ تاباں کرد انجمن آرائی
آں حافظ شیرازی ، آں سعدی شیرازی
در ملک عجم آمد شد بندہ صحرائی
آں باعث فخرِ ما آں صاحب نظر ما
من مضطر بیچارہ او خواجہ دریائی

marfat.com

فقیر کامل قدوہ اہل کمال حضرت سائیں بری سرکار قادری قدس سرہ

حضور قبلہ عالم قطب المشائخ حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ صاحب قادری چشتی سرکار بڑیلہ شریف ضلع گجرات کا حلقہ فیضان بہت وسیع ہے۔ آپ کے اپنے حلقہ ادارت سے ایک کثیر تعداد میں اولیاء کرام و مشائخ عظام کے علاوہ دوسرے مشائخ عظام کے حلقہ طریقت سے بھی سینکڑوں اہل اور صاحب منزل ارباب سلوک اور مجاذیب اہل سکر آپ سے استفادہ حاصل کر کے عرفان الٰہی کے ارفع واعلیٰ مقامات پر فائز ہوتے۔ ان خوش نصیب اہل اللہ سے ایک اوالعزم فقیر کامل قدوہ اہل کمال و زبدہ اہل وصال بظاہر مجذوب الحال حضرت سائیں بری قادری رحمۃ اللہ بھی ہیں۔ جنہوں نے عرصہ چھ سال تک حضور قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف میں قیام کیا۔ آپ سے روحانی فیض حاصل کر کے ایک صاحب کمال و کرامات فقیر کامل کی صورت میں سمبلی نزد سرخ پور کو اپنے فیوض و برکات ظاہری باطنی کا مرکز بنایا اور ہزاروں تشنگان ظاہری باطنی کو ان کی استعداد کے مطابق سیراب کیا اور بعد وصال ان کے مزار پرانوار سے بھی آپ کا فیوض و برکات کا ایک بے پناہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

دامن درگاہ میں اہل محبت کے لئے
ہر گھڑی ہر گام ہے موجود سامان بہار
قبلہ اہل ادارت بہ عقیدت گاہ شوق
ہر در و دیوار ہے اخلاص کی آئینہ دار

سائیں بری سرکار کا نام مبارک حضرت سائیں اللہ دتہ صاحب ہے۔ آپ کا خاندان کئی پشتوں سے امام الاولیاء حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدت مند چلا آرہا ہے۔ آپ کے خاندان کا تعلق علاقہ نور پور شاہانہ ضلع راولپنڈی سے ہے آپ کے خاندان کے چند افراد شادیوال ضلع گجرات میں بھی ہیں جن سے آپ کے ماموں زاد بھائی سائیں محمد حسین صاحب اکثر دربار عالیہ بڑیلہ شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کو بچپن میں ہی موسیقی سے بہت لگاؤ تھا۔ اسلام آباد راولپنڈی امام بری سرکار کے عرس مبارک کے موقع پر محافل سماع میں اپنے فنی کمالات کا مظاہرہ کرتے تھے اور دھمال بھی ڈالتے تھے اور آخر یہی چیز آپ کی زندگی کا بیڑا پار ہونے کا باعث بن گئی۔ ایک دفعہ آپ عرس مبارک کے موقع پر محفل سماع میں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ کہ درگاہ حضرت امام بری سرکار کے سجادہ نشینان میں ایک فقیر کامل ہستی حضرت پیر سید محمد لطیف شاہ بری جو فقر کی شمشیر برہنہ تھے۔ آپ کی نگاہ سائیں بری سرکار پر پڑ گئی۔ اس نگاہ کرم سے دل کا فیصلہ ہو گیا فقیر کامل موصوف نے آپ کو باکمال شفقت اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرما کر خصوصی توجہ کرم کا مرکز بنا لیا۔ جس کے نتیجہ میں کثرت ارادت روحانی کے باعث آپ کے عقل و ہوش کا بھانڈا پھٹ گیا اور ایک مجذوب

marfat.com

الحال عاشق الٰہی کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اور ایک مدت تک دربار حضرت امام بری اسلام آباد میں مقیم رہے۔ اور عرفان الٰہی کی منازل طے کرتے رہے۔

حضور قبلہ عالم سرکار بڑیلہ شریف کی خدمت اقدس میں آپ حضرت امام بری کی طرف سے باطنی طور پر حکم پاکر حاضر ہوئے تھے اور چھ سال تک آپ کے آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف مقیم رہے۔ اس وقت آپ مجذوب حالت میں تھے۔ قبلہ سرکار بڑیلہ شریف نے تمام خدام آستانہ بڑیلہ شریف کو حکم فرمایا تھا یہ ایک فقیر کامل ہیں ان کی دعا بد دعا قبول ہوتی ہے ان کی عزت اور خدمت کریں کوئی ان سے کسی معاملہ میں الجھنے کی کوشش نہ کرے یہ ہمارے پاس کسی کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ دربار عالیہ بڑیلہ شریف میں قیام کے دوران بھی سائیں صاحب کا ایک سلسلہ فیضان جاری تھا۔ سینکڑوں لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے گوہر ہائے مقصود سے جھولیاں بھرلیں ایک نہایت وسیع کمرہ سائیں بری سرکار کے لئے مخصوص تھا اور حضور قبلہ عالم جب بھی کمرہ کے سامنے سے گزرتے۔ سائیں صاحب پر خلوص نظر شفقت فرماتے سائیں صاحب اس وقت دست بستہ اور سرنگوں کھڑے ہوتے تھے۔ سائیں بری سرکار کو حضور قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ میں آتے ہوئے دو سال گزر گئے تھے۔ تو ایک دفعہ آپ سرکار بڑیلہ شریف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آبدیدہ ہو کر دست بستہ عرض کی۔

"بابا جی ! بری بری کر کے آج میری عرض سنو، میری بیڑی ایس والے کنارے دے کول ہی آ کے رکی ہوئی اے۔ مہربانی کر کے ذرا بری بری کرو۔ تے چپولا کے پار کردو۔ نئیں تے جو کجھ میرے کول اے اوہ وی کھولو تے میں وی پہلہ ہو کے فیر پہلی دنیا وچ ٹر جانواں۔

حضور قبلہ عالم سرکار بڑیلہ شریف بکمال شفقت اپنے ہاتھوں سے سائیں صاحب کے آنسو پونچھتے اور اس کے بعد آپ پر اپنی نوازشات تیز تر کردیں۔ عرصہ چھ سال کے بعد سائیں صاحب آپ سے بے پناہ روحانی فیض حاصل کر کے فقر و ولایت کے انتہائی ارفع و اعلیٰ درجہ و مقام سے سرفراز ہوتے اور دربار عالیہ بڑیلہ شریف سے رخصت ہو کر سمبلی شریف نزد سرخ پور اپنی بیٹھک و خانقاہ مبارک قائم فرمائی اور خلق خدا کی فیض رسانی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ آپ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ بمطابق ۸ جون ۱۹۸۵ کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدی نئیں مردے
کاں ولیاں دے در آ کے ویکھ لے دیوے بلدے

پاکستان کے معروف وکیل ایم ڈی طاہر صاحب شروع ہی سے آپ کے بے پناہ عقیدت مند رہے ہیں۔ ان کے زیر اہتمام ہر سال آپ کا عرس مبارک انتہائی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ جو آٹھ روز تک جاری رہتا ہے۔ دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ پاکستان کے مایہ ناز قوال نعت خواں عرس پر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مرد کوہستانی

marfat.com

گولیکی میں حضرت شاہ عبدالعزیز بن دیوان حضوری عبداللہ شاہؒ قادری کا مزار

****

ماضی میں شادیوال سے ایک سڑک قدیمی قصبہ سعد اللہ پور جو کالیاں اور قادر آباد کی طرف جاتی تھی۔ اسی سڑک پر گجرات سے تقریباً بائیس کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک مشہور قدیمی قصبہ گولیکی ہے۔ یہ سڑک اب نہر کی پٹری کے ساتھ ساتھ شادیوال پاور ہاؤس کے پاس سے گزرتی ہوئی۔ ترکھا سے ہوتی ہوئی جسو کی سوو کی اور گولیکی کی طرف جاتی ہے۔ گولیکی ایک قدیمی قصبہ ہے۔ جسے مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں گولا نامی جٹ نے آباد کیا۔ دریا چناب قریب بہتا ہے۔ خانکی کا پتن مشہور تھا۔ اب خانکی ہیڈ ورکس کے نام سے مشہور ہے۔ خانکی بہترین تفریح گاہ اوراس کے گردونواح کا علاقہ شکار گاہ کے لئے بہترین جگہ ہے۔ گولیکی میں کئی علمی ادبی شخصیات ہو گزری ہیں۔ گولیکی ضلع گجرات کسی وقت پنجاب میں علم حکمت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اس قصبہ میں شرفاء کے خانوادوں نے اپنی علمی روحانی روایات بطور یادگار چھوڑی ہیں۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری نے ایک کتاب تذکرہ خانوادہ ہائے عرفان حکمت ترتیب دی۔ ان کے مطابق گولیکی میں تین خاندانوں نے علم حکمت اور رشد ہدایت کی روشنی پھیلائی۔ ان میں ایک خاندان عباسی جو کسی وقت "منبع علم عرفان" تھا۔ یہ لوگ سوہدرہ، چکریاں، جوکالیاں سے یہاں آئے تھے۔ علم و حکمت ان کا آبائی ورثہ تھا۔ بڑے بڑے عالمان دین صوفیان شرع متین ان خانوادہ میں پیدا ہوئے۔ جن کی یاد آج لوگوں کے دلوں اور اذہان سے بالکل محو ہو چکی ہے۔

گولیکی میں دوسرا خاندان پیرزادوں کا ہے۔ یہ لوگ علاقہ بشندور کے مشہور درویش ولی اللہ حضرت دیوان حضوری الحاج الحافظ سید عبداللہ شاہ قادریؒ کی اولاد سے ہیں۔ ان کے بڑے صاحبزادے حاجی عبدالعزیزؒ گولیکی میں آکر آباد ہوئے۔ ان کی اولاد نے اس علاقہ میں بہت فروغ پایا۔ بسمل ہاشمی نے اس خاندان کے بارے میں کتاب چشم رحمت عرف نور اسلام ترتیب دیا تھا۔ اس کتاب میں تمام بزرگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ گولیکی میں تیسرا اہل علم خاندان مولوی بدرالدین اور ان کے اسلاف کا ہے۔ جس سے پنجاب کے تقریباً تمام اکابر علماء نے اکتساب علم کیا۔ پیرزادہ خاندان کی علمی ادبی شخصیت پیر خلیل احمد جو اس وقت گورنمنٹ ہائی سکول گولیکی کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ کے کتب خانہ میں قیمتی کتابوں کے علاوہ فارسی زبان کے قلمی نسخہ فرمان محفوظ ہیں۔ وہ سوانح دیوان حضوری کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ اس کتاب کے نمایاں پہلو، اولیائے کرام قرآن کی نظر میں، حدیث کی نظر میں، اولیائے کرام کا مقام اولیاء کرام کی نظر میں۔ شامل ہوں گے۔ پیر خلیل اللہ کا خاندان پشت در پشت تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان کے دادا پیر شیر عالم بی اے۔ بی ٹی پطرس بخاری کے شاگرد اور صوفی غلام مصطفی تبسم کے کلاس فیلو رہے ہیں۔

اس قدیمی تاریخی قصبہ گولیکی میں حضرت شاہ عبدالعزیز بن حضرت الحاج سید عبداللہ شاہ قادری کا مزار مبارک ہے۔ آپ حضرت عبداللہ شاہ قادری کے بڑے صاحبزادے تھے۔ بشندور سے نقل مکانی کر کے موضع گولیکی میں آئے۔ اور رشد وہدایت کی شمع روشن کی۔ آپکی آمد سے قصبہ گولیکی میں علم وحکمت، رشد وہدایت کا اہم مرکز بن گیا۔ آپ کے فیضان کی روشنی دور دور تک پھیلی آپ کے والد حضرت سید عبداللہ شاہ قادری المشہور حضرت دیوان حضوری علاقہ پوٹھوہار کے ولی کامل عارف اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال 20 شوال کو سوہاوہ ضلع جہلم کے قریب کوٹ دیوان صاحب پشندور شریف میں شان وشوکت سے منایا جاتا ہے آپ 29 شعبان 974ھ کو روات کے قریب تخت پڑی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ ان دنوں یکم رمضان کے بارے میں لوگوں کو شک ہوا۔ وہ آپ کے گھر آئے۔ معلوم ہوا کہ بچہ نے سحری کے بعد دودھ نہیں پیا۔

marfat.com

لوگوں کو روزہ ہونے کا یقین ہو گیا۔ رمضان کا پورا مہینہ نومولود بچہ کا یہی عمل رہا۔ دیوان حضوریؒ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ فقہ حدیث اور تفسیر کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد روحانی اقدار بیدار ہوئیں۔ مرشد کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے۔

آپ نے کئی حج کئے۔ بارہ سال بغداد شریف میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں گزارے۔ عرفان و حکمت سے سرشار ہوتے رہے۔

بارہ سال کے بعد سجادہ نشین دربار حضرت غوث الاعظم نے پیران پیر کی وصیت کے مطابق بارہ تبرکات آپ کے سپرد کئے۔ حضرت دیوان حضوری نے شاہ محمد بندگی بخاری کے ہاتھ بیعت کی۔ آپ کا شجرہ نسب بائیس واسطوں سے حضرت عباس علمدار اور حضرت شیر خدا سے ملتا ہے۔ سفر بغداد کے بعد آپ قصبہ پشندور شریف میں آباد ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری سے علاقہ پوٹھوہار اشاعت اسلام کا مرکز بن گیا۔ ہزاروں انسان اس چشمہ سے سیراب ہوتے رہے۔ پیرزادہ خلیل احمد کے مطابق شہزادہ دارالشکوہ شہزادی جہاں آراء بیگم نے آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ اور دعا کی درخواست کی سائیں سہیلی سرکار پوٹھوہار کے شاعر شاہ مراد حضرت قاضی سلطان محمد رحمتہ اللہ اعوان شریف، میاں محمد صاحبؒ کھڑی شریف اور حضرت پیر سید حیدر شاہؒ جلال پور شریف دیگر کئی بزرگان دین آپ کے مزار پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے رہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف دوران سفر حسہ کسوال سے سوہاوہ تک تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ اور فرماتے۔ پشندور بغداد صغیر ہے۔ یہاں حضرت غوث الاعظم کا لاڈلا آرام کر رہا ہے۔

حوالہ از کتاب پوٹھوہار شائع کردہ لوک ورثہ اسلام آباد

میاں محمد صاحبؒ دربار پر حاضری دیتے تو سوہاوہ سے ننگے پاؤں پشندور شریف تک سفر کرتے۔ یہ بات سوانح عمری حضرت میاں محمد صاحب در سیف الملوک صفحہ 333 پر درج ہے تحریک مجاہدین میں خاندان دیوان حضوریؒ نے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ جس کی پاداش میں سکھ جرنیل ہری سنگھ نلوا نے دربار پر حملہ کیا۔ اور کتب خانہ جلا دیا۔ درگاہ کو مسمار کیا۔ دو صاحبزادگان کو روہتاس قلعہ میں لے جا کر شہید کر دیا۔ حضرت دیوان حضوری عبداللہ شاہ قادری 20 شوال، 1072 ہجری کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ کے دو صاحبزادگان تھے۔ بڑے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ گولیکی گجرات تشریف لے گئے۔ آپ کا مزار گولیکی کی جانب جنوب کی طرف ہے۔ مزار پر اورنگزیب عالمگیر کے دور کی ایک تختی بھی پائی گئی۔ آپ کے مزار کے ارد گرد کئی بزرگوں کی قبریں بھی ہیں۔ جو مغلیہ دور کی تعمیر شدہ ہیں۔ مزار پر سن ولادت 2 جمادی الثانی 1038 ہجری بروز دو شنبہ وصال 21 رجب المرجب 1105 ہجری بروز چہار شنبہ درج ہے۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ کتاب چشمہ رحمت عرف نور اسلام از بسمل ہاشمی کے مطابق آپ اوائل عمر ہی سے زاہد، عابد اور خدا رسیدہ اور صاحب کشف و کمالات تھے۔ اور طبیعت میں سیر و سیاحت کی چاشنی تھی۔ اور خلق خدا کو روحانی و جسمانی فیض پہنچاتے۔ جن دنوں شہزادہ دارالشکوہ حضرت دیوان حاجی عبداللہ شاہ صاحب کے دیدار فرحت سے شرف اندوز ہو کر واپس دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ تو حضرت دیوان صاحب کے معجزہ گھوڑا سے متاثر ہو کر ان کے صاحبزادوں میں سے ایک کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ حضرت دیوان صاحبؒ نے حضرت شاہ عبدالعزیز کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ آپ ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شہزادہ دارالشکوہ نے اپنے قبلہ گاہی شہنشاہ ہند شاہجہان بادشاہ کو دیوان صاحبؒ کے معجزہ کشف و کرامات کے متعلق مفصل طور پر اطلاع دی۔ اور کہا کہ وہ خود تشریف نہیں لائے۔ البتہ ان کے صاحبزادے میرے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ شہزادہ موصوف دہلی پہنچے تو آپ کو شاہی محل میں طلب کر لیا گیا۔ اور از برائے آزمائش محل کے شمعدان بجھا دیئے گئے۔ آپ جونہی محل میں داخل ہوئے۔ اندھیرا

marfat.com

دیکھ کر توجہ فرمائی تو محل روشنی سے جگمگا اٹھا۔ کتب تاریخ اور تذکرہ اولیاء اس امر کے شاہد ہیں کہ زمانہ سلف کے بندگان اور اولیائے اکرام اپنے معجزے کے اظہار کے بعد عموماً اس خیال سے روپوش ہو جایا کرتے تھے کہ ان کی حد سے بڑھکر تعظیم و تکریم انہیں غرور میں مبتلا نہ کر دے۔ چنانچہ اسی خیال سے آپ بھی اگلے روز بغیر اجازت کے شہنشاہ ہند سے واپس روانہ ہو گئے۔

اگر آپ دنیا کی خواہش رکھتے اور اجازت شاہانہ تک وہاں قیام پذیر رہتے تو ضروری ایک بیش بہا خلعت، تحفہ جات اور بیش بہا جاگیر حاصل کرتے۔

لیکن آپ کی ذات والاصفات اس سے بالاتر تھی۔ آپ کا منتہائے مقصد قرب الٰہی تھا۔

واپسی پر آپ پتن خائی سے دریا کو عبور کر کے بوقت عصر گو لیکی پہنچے۔ لب دریا محمد عبد الرحمن عرف سائیں چنبو شاہ کا مکان تھا۔ جو ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ سائیں چنبو بذریعہ کشف آپ کے مرتبہ سے واقف ہو گئے۔ اور عرض کی "میں وہ کنواں معہ زمین آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ وہاں قیام پذیر ہو جائیں"۔ چنانچہ "میرے والا" کنواں اس طرح آپ کی طرف منتقل ہو گیا۔ آپ سائیں چنبو کے مکان سے اٹھ کر ذرا مشرق کو ایک جگہ تشریف فرما ہوئے۔ جہاں مال مویشی کی رہائش اور ان کے محافظوں کا ڈیرہ تھا۔ آپ نے گھوڑی کو کھونٹے سے باندھ دیا۔ اور آپ چارپائی پر تشریف فرما ہوئے۔ شام کے وقت مالک ڈیرہ آیا۔ تو اس نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ یہاں سے ڈیرہ اٹھالیں۔ میرا مال مویشی آنے والا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ سیلانی فقیر ہوں۔ اور رات گزار کر چلا جاؤں گا۔

اس نے کہا میں نے کئی فقیر دیکھے ہیں۔ دریا مدتوں سے ہماری زمین برباد کرتا اور اس طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔ لیکن کسی کی فقیری ہمیں نہ بچا سکی۔ آپ خاموشی سے اٹھے اور لب دریا ایک تودے پر جو کہ دریا کی لہروں کی وجہ سے گرنے والا تھا پر ڈیرہ ڈال دیا۔ اور اپنی چھڑی کو اس میں گاڑھ دیا اور گھوڑی کو باندھ دیا اور مصلی بچھا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

دریا کی لہروں میں اسی وقت سکون پیدا ہو گیا اور وہ تودہ اپنی جگہ مضبوط ہو گیا اور دریا برد نہ ہو سکا۔ گہری شام ہو گئی۔ اس ڈیرے دار کا جس نے آپ کو مکان سے اٹھا دیا تھا مال مویشی اور اس کے ساتھ اس کا لڑکا بھی نہ آیا تو وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے قصور کی معافی مانگی اور کہا کہ یا حضرت دعا کیجئے میرا بچہ اور مال مویشی صحیح و سالم واپس آجائے۔ آپ نے نظر اٹھائی اور فرمایا کہ جاؤ ابھی آجائے گا۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں اس کا مال مویشی اور بیٹا آگئے۔ اور وہ شخص دوبارہ معہ بیٹے کے حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا حضرت غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے۔

آپ نے فرمایا۔ "میں آج رات یہاں بسر کروں گا"

صبح کے وقت آپ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے کہ آپ کی تسبیح دریا میں گر گئی۔ آپ نے فرمایا "اے چناب! میری تسبیح واپس کر دے اور خلق خدا کو تکلیف نہ دے۔ تیرا اس طرح زیر کاشت زمین کو برباد کرنا مناسب نہیں"

چنانچہ اسی وقت دریا ہٹنا شروع ہوا۔ پہلے تو آپ کی تسبیح مل گئی۔ اور پھر دریا بتدریج دو میل تک ہٹتا چلا گیا اور اب تک وہاں قائم ہے۔ اور اب تو ایسا پختہ انتظام ہو گیا ہے کہ میلوں تک محکمہ نہر نے بند باندھ کر دریا کو ایک مقررہ جگہ کے اندر بہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور تاقیامت دریا آپ کا معجزہ کا ثبوت دیتا رہے گا۔

گو لیکی کو عہد مغلیہ کے شہنشاہ اعظم شہنشاہ جلال الدین اکبر کے زمانہ میں گولے جٹ نے آباد کیا تھا۔ اور اس وقت یہ سارا گاؤں تھہ واریگ کا جاگیردار تھا۔ جو کہ سلطنت مغلیہ کا بہت بڑا سردار تھا۔ آپ نے سائیں چنبو شاہ کو اپنی امانت "میرے والا"

marfat.com

کنواں حوالے کیا۔ اور خود آپ دیوان صاحبؒ کی خدمت میں بشندور تشریف لے گئے۔
حضرت دیوان صاحبؒ کی وفات پر آپ گولیکی تشریف لائے۔ اور یہیں سکونت اختیار کی۔ یہاں آپ کو بڑی عزت و تکریم سے جگہ دی گئی۔ اور اہل دیہہ نے کچھ اراضی خانقاہ، مکانات اور کاشت کے لئے آپ کے نام کر دی۔ اور آپ نے مکانات بنا کر تحصیل علم کا فیضان عام جاری کر دیا۔ بے شمار شاگرد دینی و دنیوی، روحانی و جسمانی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کے حلقہ درس میں شامل ہو کر فیض محبت سے بہرہ ور ہوئے۔ یہاں تک کہ سارا علاقہ آپ کا معتقد اور مرید ہو گیا۔ آپ کا مزار گولیکی کے جانب جنوب قبرستان میں ہے اور پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔

===

مزار حضرت دیوان شاہ عبدالعزیزؒ گولیکی

marfat.com

حضرت اللہ دین عرف بابا جنگو شاہ قلندرؒ آف ملہو کھوکھر

شہر گجرات سے ایک سڑک آزاد کشمیر کے ضلع بھمبر کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک پر مدینہ گندرہ روڈ پر شہنشاہ اکبر کے دور کے ایک بزرگ کامل ولی اللہ حضرت شیخ اللہ داد سریؒ ہو گزرے ہیں۔ کہتے ہیں اکبر بادشاہ کی فوج کشمیر فتح کرنے میں مصروف تھی گجرات میں قیام کے دوران اکبر بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ کشمیر کی فتح کے لئے کسی بزرگ درویش ولی کامل سے دعا کروائی جائے۔ چنانچہ شہنشاہ اکبر حضرت شیخ اللہ داد سریؒ کی خدمت میں بھمبر روڈ نزد گندرہ مدینہ حاضر ہوتے۔ ان دنوں میں یہاں بہت بڑا جنگل ہوا کرتا تھا۔ حضرت شیخ اللہ داد سریؒ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ بادشاہ نے عرض کی کشمیر کی فتح کے لئے دعا فرمائی جائے۔ اسی لمحے حضرت شیخ اللہ داد سریؒ نے درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر اکبر بادشاہ کو پیش کی اور کہا کہ یہ لو کشمیر کی کنجی آپ نے اتنا فرمایا ہی تھا کہ شاہی گھوڑا سوار نے اکبر بادشاہ کے حضور پیش ہو کر عرض کی ظل سبحانی کشمیر فتح ہو گیا ہے۔ اس نیک ہستی کی آرام گاہ سے چند میل کے فاصلہ پر مشہور قصبہ ملہو کھوکھر ہے۔ بھمبر روڈ ملہو کھوکھر کے عین وسط سے گزرتی ہے۔ اس سڑک کے جانب سے مغرب معروف قلندر مجذوب حضرت بابا جنگو شاہ کا روضہ مبارک ہے۔ ہے۔ روضہ مبارک کے باہر دروازہ پر یہ تحریر درج ہے۔

روضہ مبارک حضرت اللہ دین المعروف جنگو شاہ والد شہابدین تاریخ وفات ۱۸۴۳۔ حضرت بابا جنگو شاہؒ مجذوب سالک ور دنیا جہان سے بے نیاز تھے۔ آپ نے ولیوں کے بادشاہ کا لقب پایا آپ نے چھتیس سال چلہ کشی کی پرانا لالہ موسیٰ ویرووال میں بارہ سال چلہ کشی میں گزارے یہ چلہ کشی آپ نے عشق الہیٰ میں ڈوب کر کی صرف ایک لنگوٹ پہنے گرمی سردی اور موسم سے بے نیاز ہو کر یاد الہیٰ میں مصروف رہتے۔ ڈاکٹر احمد حسین قلعداری کے مطابق آپ نے بھمبر نالہ کے قریب بھی چلہ کشی کی سر گھٹنوں میں دبائے بیٹھے رہتے۔ ایک روز ان کے بزرگوں کا قریب سے گزرا ہوا کہ بابا جنگو شاہ اٹھ کھڑے ہوتے۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو پیٹ سینے کا گوشت گھٹنوں سے چپک چکا تھا۔ نالہ بھمبر کے قریب اس سلسلہ کے ایک ور بزرگ حضرت سائیں راجہ سرکار کا آستانہ بھی ہے۔ یہ مزار جی ٹی روڈ کے قریب ہی ریلوے لائن پر ایک پھاٹک جو آپ کے نام یعنی سائیں راجے سرکاری کی پھاٹک کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت سائیں راجہ سرکار مجذوب ولی کامل اور مجذوب درویش ہو گزرے ہیں۔ درخت کے نیچے سارا دن مچ یعنی دھواں دینے والی آگ جلتی رہتی اس سلسلہ کے اولیاء کرام کی یہی بڑی نشانی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں مجذوب سالک کو چھیڑنا نہیں چاہیے۔ اس کا رشتہ براہ راست اللہ سے ہوتا ہے۔ جو منہ سے کہتے ہیں فوراً پورا ہو جاتا تھا۔ ان کی دعا بد دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ حضرت بابا جنگو شاہ چلہ کشی کی منزل طے کرتے رہے کہ ویرووال

marfat.com

میں آپ کا فیض ظاہر ہونا شروع ہوا۔ ویرووال میں آپ کی بیٹھک تعمیر کی گئی ہے۔ عرس منایا جاتا ہے۔
ویرووال سے ملہو کھوکھر میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کے فیض کا چرچہ دور دور تک ہونے لگا۔ تو ریاست جموں و کشمیر دوسرے راجے مہاراجے آپ کی خدمت میں تحفے اور نذرانے پیش کرتے۔ آپ وہ تمام تحفے نذرانے اور مال اٹھا کر آگ میں پھینک دیتے اور فرماتے میرے لئے یہ سانپ اور بچھوے کر کیوں آئے ہو۔ غرض آپ کو دنیا کے مال و دولت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ آپ نے ویرووال کے متعلق فرمایا تھا کبھی یہ قصبہ چھوٹا لاہور بن جائے گا۔ چنانچہ آج لالہ موسیٰ واقعی ہی چھوٹا لاہور بن چکا ہے۔ حضرت پھلو شاہؒ ہزارہ مغلاں جملے شاہؒ ریاست پٹیالہ، میاں محمدؒ کھیوہ حیات گڑھ جو آپ ہی سے فیض یاب ہوئے۔ جن کے آستانوں پر ہر سال عرس ہوتے ہیں۔

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی نہیں مردے

کامل ولیاں دے درتے آویکھ لے دیوے بلدے

ملہو کھوکھر میں حضرت بابا جنگو شاہ کا مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور جدید طرز پر نقش نگار کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے۔ جانب جنوب خاک پڑی ہوئی ہے۔ جہاں کبھی آپ کی زندگی میں آگ کا لاوا یعنی دن رات لکڑیوں کی آگ جلتی رہتی۔ ان لکڑیوں کی راکھ میں فیض ہی فیض ہوتا۔ کتاب گجرات کی بات از اسحاق اشفقہ میں ریاض مفتی نے اولیاء عظام و علمائے کرام ضلع گجرات کا جو تذکرہ کیا ہے انکے مطابق حضرت بابا جنگو شاہ قلندر موضع ملہو کھوکھر کے رہنے والے مجذوب بزرگ تھے۔ ۱۸۲۲ء میں ملہو کھوکھر سے ویرووال نزد لالہ موسیٰ منتقل ہو گئے۔ سلسلہ سہروردیہ سے تعلق تھا۔ شاہدولہ صاحب گجراتی سے اویسی فیض پایا پہلے ڈاکو تھے لیکن کایا پلٹ ہونے پر وہ مرتبہ پایا تذکرہ غوثیہ میں ہے قلندر وہ ہے کہ تجرید و تفرید میں یکتا اور بے پرواہ اور تمام عالم کا حال اس پر آئینہ ہو اور جو وصوف کے عارفوں میں ہونا چاہیے۔ اس میں بے مثل ہو۔ شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی جیسے شیخ شرف الدین بو علی قلندر تھے یا اس زمانہ میں حضرت جنگو شاہ گزرے ہیں۔ آپ نے ۱۸۴۳ء میں وفات پائی اور ملہو کھوکھر میں دفن ہوئے جو آجکل مزار بابے داڈیرہ کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ عبداللہ آف چک عمر نے قطعہ تحریر کیا۔

جناب شاہ جنگو تو وہ خاکستر عشق

چواد مجذوب ذات کبریا یا کمتر شود پیدا

آپ کا عرس بڑی عید اور چھوٹی عید پر منعقد ہوتا ہے۔ ملہو کھوکھر یا جوڑا جلالپور۔ بہت قدیمی بستیاں ہیں۔ ان دو دیہات کے درمیان جانب شمال مغرب ایک بہت بڑا مٹی کا ٹبہ ہے۔ اس ٹالہ سے مٹی کے پرانے برتنوں کے ٹکڑے موتی وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اس تباہ شدہ بستی کے قریب جانب جنوب ایک نو گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے۔ مزار میں دفن نیک ہستی کی اس علاقہ میں آمد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت بتائی جاتی ہے۔ اہل کشف اس مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ ہزار ہا سال گزرنے کے باوجود اس مزار کا تقدس قائم دائم ہے۔ اہل نظر

marfat.com

یہاں حاضر ہوتے رہے ہیں اور فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔ اس علاقہ میں نوگز مزارات کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس نوگز مزار سے تھوڑے سے فاصلہ پر موضع میکن میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار سے تھوڑے فاصلہ پر کیراں والا حضرت طرطوشؑ کا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار کے نام ڈیڑھ مربع یعنی چھ سو کنال اراضی وقف ہے۔ یہ مزار لالہ موسیٰ دولت نگر روڈ پر ماچھی وال کے قریب واقع ہے۔ حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام طرطوش علیہ السلام ہے۔ اور یہی نام مزار پر بھی تحریر ہے اور صاحب مزار کا سلسلہ انبیاء کرام اور مرسل سے ملتا ہے۔ یہاں اولیاء کرام حاضری دیتے ہیں۔ حاضر ہونے والے کے لئے صاحب نظر ہونا ضروری ہے۔

ملہو کھوکھر کے قبہ کے قریب حضرت سلمان علیہ السلام کا نوگز لمبا مزار

marfat.com

حضرت پیر حافظ سید غلام رسول شاہؒ آف کوٹ غلام رسول

گجرات سے ایک سڑک تحصیل پھالیہ اور منڈی بہاؤالدین کی طرف جاتی ہے جسے سرگودھا روڈ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سڑک پر مانو چک سے ایک سڑک ہیلاں کی طرف جاتی ہے۔ ہیلاں سے دو کلو میٹر جانب مشرق مشہور روحانی قصبہ کوٹ غلام رسول شاہ ہے۔ جہاں حضرت پیر سید حافظ غلام رسول شاہ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ بہت بڑے درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں آپ تین سو سال قبل ٹھٹھہ عالیہ سے ہجرت کر کے اس علاقہ میں آئے کوٹ غلام رسول شاہ کی بنیاد رکھی اور اس گاؤں کو آباد کیا۔ آپ کے بزرگ ملتان سے آئے تھے۔ ٹھٹھہ عالیہ میں آپ کے بزرگوں کی قبریں ہیں۔ آپ سب سے پہلے نالہ سیم بڈھی کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت یہاں دور دور تک آبادی کا کوئی نشان نہ تھا۔ آپ نے یہاں کچھ روز قیام کیا تو آواز آئی موجودہ قصبہ کوٹ غلام رسول شاہ کو آباد کرو۔ چنانچہ آپ کی کرامات سے دور دراز کے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر فیض یاب ہوتے رہے۔ آپ کی یہ کرامت علاقہ میں بہت مشہور ہے۔ ٹھٹھہ عالیہ میں قیام کے دوران سائیں چپ جن کا مزار گجرات کے محلہ فیروز آباد میں ہے ان کا تعلق غیر مسلم خاندان سے تھا۔ ٹھٹھہ عالیہ میں سائیں گوراں دتہ بھی اس زمانے میں ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ اس قصبہ کے رہائشی تھے۔

سائیں چپ کی والدہ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی سائیں چپ کی والدہ پیر سید غلام رسول شاہؒ کے حضور پیش ہوئی اور التجا کی کہ اللہ کے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ اس محفل میں سائیں گوراں دتہ بھی موجود تھے۔ پیر سید حافظ غلام رسول شاہ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور دعا کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ بیٹا دے گا۔ جس وقت بچہ پیدا ہو گا اس کی دائیں ران پر پنجہ کا نشان ہو گا۔ جو اس بات کا ثبوت ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے۔ سائیں چپ جب پیدا ہوئے تو وہ نشان ران پر تھا ٹھٹھہ عالیہ میں کئی افراد نے یہ نشان دیکھا۔ حضرت پیر سید حافظ غلام رسول شاہ کے بارے میں لوگ اپنے دلوں میں کافی عقیدت رکھتے تھے۔

۱۹۵۵ء کے لگ بھگ آپ پیر سید اعظم شاہؒ مرحوم کو خواب میں ملے۔ اور کہا میری قبر کی دیواریں گر گئی ہیں۔ انہیں از سر نو تعمیر کرو جب آپ کا تابوت کھولا گیا تو آپ کا جسم بالکل صحیح حالت میں تھا۔ چہرہ مبارک بالکل تر و تازہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کا وصال ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ پیشانی پر ہلکے ہلکے پسینے کے قطرے بھی تھے۔ لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی آپ کا سلسلہ نقشبندی اور رضوی ہے آپ کے مریدین کی زیادہ تر تعداد تارڑ خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔

marfat.com

مولانا الحاج محمد نیک عالم قادری مرارڑیاں شریف

حضرت مولانا محمد نیک عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۸۴ء کے لگ بھگ مراڑیاں شریف میں ایک خاص علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے ہوش سنبھالتے ہی آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے سال ہا سال بڑی محنت شاقہ فرمائی اور پھر فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۰۵ء میں ایک دینی درسگاہ جو کہ اس وقت جامعہ قادریہ عالیہ کے نام سے مشہور ہے۔ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت گجرات اور گردو نواح میں درس نظامی کی کوئی درسگاہ نہ تھی۔ چنانچہ نہ صرف گردو نواح سے بلکہ کشمیر اور سرحدی علاقوں تک سے کثیر طلبہ دین یہاں کھنچے چلے آتے تھے۔ مقامی و مسافر طلبہ کی تعداد ایک صد سے دو صد تک رہتی تھی۔۔ آپ اکیلے ہی ان طلبہ کو ابتدائی قاعدہ سے لے کر درس نظامی کی آخری کتب تک تعلیم دیتے تھے۔ آپ سے جن سینکڑوں حضرات نے علم دین حاصل کیا۔ ان میں شیخ الحدیث سید محمد جلال الدین شاہ بانی جامعہ محمدیہ بھکھی شریف۔ استاذ العلماء حضرت مولانا پیر محمد اسلم قادری تاج المدرسین استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد نواز صاحب سابق شیخ الجامعہ و صدر المدرسین جامعہ محمدیہ بھکھی شریف صاحب تصنیف کثیرہ علامہ محمد فضل کریم قادری صدر العلماء حضرت مولانا محمد فیض احمد جہلوی اور حضرت علامہ مولانا علی محمد کاشمیری اور درجنوں دیگر ممتاز دینی علمی و روحانی شخصیات شامل ہیں۔

آپ نے جامع مسجد باری والی محلہ چاہ جھنڈر گجرات میں چالیس سال تک فی سبیل اللہ خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ کسی سے ایک پائی تک وصول نہیں کی۔ حضرت پیر سید ولایت شاہ کی گجرات آمد پر حضرت شاہ صاحب کی مسجد میں حضرت شاہ صاحب کی دعوت پر ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد وعظ فرمایا کرتے تھے اور دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو مسائل کے جواب دیتے۔ حضرت صاحب قبلہ اور حضرت پیر ولایت شاہ صاحب قبلہ آپس میں ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ کے وصال کی خبر سن کر حضرت پیر ولایت شاہ صاحب نے کہا کہ افسوس کہ ہم قطب زمانہ سے محروم ہو گئے۔

عظیم عالم و فقیہہ و مدرس و مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی آپ کا مقام بہت بلند مثالی تھا۔ تعلیم و تدریس کے علاوہ اوقات میں مصروف عبادت رہتے تھے۔ آپ کے تلمیذ حضرت علامہ پیر سید محمد قاسم شاہ سابق خطیب نور پور شاہاں اسلام آباد حال برطانیہ اپنے تحریری تاثرات میں لکھتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی کے دوران رات کو جب بھی آنکھ کھلی تو حضرت استاذ صاحب قبلہ کو میں نے مصروف عبادت پایا۔ آپ کے تلمیذ حضرت مولانا محمد نواز صاحب سابق صدر المدرسین بھکھی شریف فرماتے ہیں کہ استاذ محترم بیماری کے ایام میں بھی روزانہ کم از کم اٹھارہ سیپارے تلاوت فرماتے تھے اور اس قدر کثرت کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے کہ تلاوت کر کے حافظ قرآن ہو گئے تھے۔ آپ اکثر روزہ سے ہوتے تھے۔ لیکن گھر والوں کو بھی روزہ کی خبر نہیں ہوتی تھی گھر سے حسب معمول مسجد میں کھانا بھیجا جاتا تو چپکے سے کسی مسکین طالب علم کو کھانا کھلا دیتے۔ آپ صحیح معنوں میں عابد و زاہد بے ریا تھے۔

marfat.com

آپ عظیم علمی و روحانی پیشوا تھے۔ لیکن خدا کے گھر (مسجد) کی صفائی اکثر خود کرتے تھے۔ کئی بار مسجد کی صفائی کے لئے اپنی قمیض یا چادر استعمال کرتے اور اس قمیض کو بڑے شوق سے پہنتے اور فرماتے مسجد کا غبار آتش جہنم سے نجات دلاتا ہے۔ آپ علماء و سادات کا بے حد احترام کرتے تھے۔ یتیموں مسکینوں کی پرورش میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ یتیم بچوں و بچیوں سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے۔ رشتہ داروں اور ہمسایہ کے حقوق کا خاص خیال رکھتے تھے۔ مصائب میں تعزیت کے لئے لوگوں کے گھر تشریف لے جاتے۔ قرب جوار میں جنازہ میں ضرور شرکت کرتے اور تبلیغ دین کے لئے جہاں بھی جانا پڑتا بلا معاوضہ تشریف لے جاتے۔ آپ کو قرآن پاک سے حد درجہ محبت تھی۔ کثرت تلاوت کے ساتھ ساتھ آپ قرآن پاک اپنے ہاتھ سے بھی لکھتے اور نادار طلبہ کو قرآن کے دستی نسخے تعلیم کے لئے عطا فرماتے آج بھی آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی نسخے نیک آباد میں موجود ہوں۔

آپ نے سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے حجۃ الکاملین قطب الارشاد حضرت قبلہ سرکار پیر سید ظہور الحسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ قادری جیلانی سجادہ نشین دربار عالیہ بٹالہ شریف سے بیعت کی۔ اور پھر آپ کے خلیفہ ارشد غوث زمانہ حضرت سرکار قبلہ پیر سید نذر محی الدین قادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مزید تربیت حاصل کی اور سرکار بٹالوی نے آپ کو خصوصی اجازت و خلافت سے بھی نوازا تھا۔ مشائخ کی خصوصی توجہ اور عبادات و ریاضات میں محنت شاقہ کے سبب خدا تعالیٰ نے آپ کو ولایت کاملہ اور کرامات باہرہ سے نوازا تھا۔ سینکڑوں لوگ آج بھی بقید حیات گواہ ہیں کہ ایک دفعہ پورا موسم گرما بیتا جا رہا تھا اور بارش نہیں ہو رہی تھی۔ تو حضرت صاحب قبلہ نے نالہ بھمبر کے کنارے نماز استسقاء پڑھائی اسی وقت کالی گھٹا چڑھی اور بہت زیادہ بارش ہوئی۔ حاضرین نماز بھیگتے ہوئے گھر واپس پہنچے حالانکہ نماز سے قبل آسمان میں بالشت کے برابر بھی بادل نہ تھا۔

آپ کی دعاؤں سے بہت سے خوش نصیب لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی نصیب ہوا۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب آف ماجرہ شریف کو کسی وجہ سے زیارت نبوی نصیب ہو گئی۔ تو دریائے راوی کے کنارے ایک مجذوب کی ہدایت پر آپ مراڑیاں شریف حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ کی توجہ و دعا سے اسی رات زیارت نبوی سے مشرف ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب ہمیشہ مراڑیاں شریف میں ننگے پاؤں تشریف لاتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مولانا محمد نیک عالم قادری اس قدر حضوری ہیں کہ اگر شرع شریف اس زمانے میں کسی کو صحابی کہنے کی اجازت دیتی تو میں برملا آپ کو صحابی کہتا۔"

حضرت پیر سید محمد عربی شاہ صاحب قادری مہاجر مدنی جو صائم الدہر قائم اللیل صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں نے ہجرت مدینہ سے قبل حضرت مولانا محمد نیک عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر پانچ ماہ کا اعتکاف کیا۔ اپنے تحریری تاثرات میں فرماتے ہیں کہ میں نے اعتکاف کے دوران عجیب و غریب واقعات دیکھے اور صاحب مزار اور ان کے سجادہ نشین سے قسم قسم کے فیوض و برکات حاصل کیں اور کئی بار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر اولیاء کرام کی زیارت نصیب ہوئی۔

marfat.com

قطب دوراں شیخ طریقت حضرت قاضی صاحبزادہ محبوب عالم قادری

حضرت صاحبزادہ محبوب عالم قادری علیہ الرحمۃ (1982ء) حضرت غوث زماں قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ (1919ء) کے سجادہ نشین اور حقیقی برادر زادہ تھے۔ قاضی صاحبؒ اپنے دور کے سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ 1837ء میں پیدا ہوئے مئی 1919ء میں رحلت فرمائی۔ 1919ء تک طالبان حق کو مستفیض فرماتے رہے۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحبؒ 1919ء سے لے کر 1983ء تک متعلقین و متوسلین کو روحانی فیض سے فیض یاب کرتے رہے۔

حضرت قبلہ عالم صاحبزادہ محبوب عالم قادری علیہ الرحمۃ 1310ھ میں اعوان شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام حضرت میاں محمد مسعودؒ (1915ء) تھا (جو حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی تھے) دادا کا نام حضرت غلام غوث تھا۔ آپ کی تاریخ پیدائش حضرت خواجہ محمد شعیبؒ تور دھیر شریف (مردان) کے خاندان کے ایک صاحب علم فرد جناب عبدالعزیز ساکن تور دھیر نے کہی۔

ہزار	آمد	ہجری	تاریخ	نو
شمار	دہ	صد	ی	براں	زیادہ
شعبان	زماہ	گوئی	بتاریخ
جہاں	شاہ	ملک	دریں	آمد	در

صاحبزادہ صاحبؒ ابھی کمسن تھے کہ والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں اور والد صاحب نے دوسری شادی کرلی۔ آپ (صاحبزادہ صاحب) کی پرورش، تعلیم و تربیت کا ذمہ حضرت قاضی صاحبؒ نے خود اٹھالیا۔ قاضی صاحبؒ کی وفات تک آپ قاضیؒ کے سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ اعوان شریف میں چیدہ چیدہ طالب علموں کو درس نظامی پڑھایا کرتے تھے چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے دینی علوم کی تکمیل اعوان شریف ہی میں کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تعلیم کا آنکھوں دیکھا ایک واقعہ خان عبدالقیوم خان صاحب سابق ڈی آئی جی پولیس اس طرح بیان کرتے ہیں

"میں نے دیکھا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہم اپنی ران پر بٹھا کر آپ (قاضی صاحب) کو مثنوی پڑھا رہے تھے جب ان کی عمر گیارہ سال تھی اگرچہ آپ نے علوم جدیدہ نہیں پڑھے لیکن ان کے تقاضوں اور نتائج و عواقب سے کماحقہ آگاہ ہیں آپ کے جوابات مختصر ہوتے ہیں اور صرف مسکت ہی نہیں ہوتے بلکہ تشفی بخش بھی ہوتے ہیں۔ آپ ہمیشہ جذبات کے مقابلے میں معقولات کے پہلو کو پیش نظر رکھتے ہیں"

(مقالات محمود تالیف نواب عشق یار جنگ بہادر مطبوعہ لاہور 1964ء 308/307)

حضرت صاحبزادہ صاحب سفر و حضر میں حضرت قاضی صاحب کے ساتھ ہوتے تھے کہیں بھی جاتے تو صاحبزادہ صاحب آپ کے ہمراہ ہوتے خصوصاً گکھڑی شریف، دربار بیرے شاہ، عبداللہ غازی میں حضرت قاضیؒ کے قیام اور میاں محمد بخشؒ مصنف سیف الملوک سے ملاقات اور جس طرح میاں صاحب حضرت قاضی صاحب کا ادب و احترام کرتے تھے ان واقعات کو صاحبزادہ صاحب بڑی تفصیل سے بیان فرماتے۔ اس سلسلہ میں جناب سید نور محمد قادری مدظلہ چک نمبر 15 شمالی ضلع منڈی بہاؤالدین اپنی تصنیف قطب العارفین میں تحریر فرماتے ہیں

marfat.com

"حضرت صاحبزادہ محبوب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مرشد سید نور محمد قادری) فرمایا کرتے تھے کہ میاں صاحب کے پاس رہائش کے لئے دو کمرے تھے جن میں سے ایک بہت بڑا تھا اور اس کے درمیان سجاوٹ کے لئے لکڑی کا ایک منقش ستون لگا ہوا تھا اس میں آپ رہتے اور ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں گھوڑی کا سامان، کاٹھی وغیرہ اور خوراک ہوتی جب حضرت قاضی صاحب حضرت غازی قلندرؒ کا مزار کی زیارت کے لئے کھڑی شریف جاتے تو کئی دن قیام کرتے اور میاں صاحب بڑا کمرہ حضرت قاضی صاحب اور صاحبزادہ صاحب (جو ابھی بچے تھے) کے لئے خالی کر دیتے تھے اور خود گھوڑی کے سامان والے کمرے میں منتقل ہو جاتے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے دس بارہ عقیدت مند بھی ہوتے جو اپنے کھانے پینے کا انتظام اجتماعی شکل میں خود کرتے لیکن حضرت قاضی صاحبؒ اور صاحبزادہ صاحب کے خورد و نوش کا انتظام میاں صاحب بڑے اصرار سے اپنے ذمے لیتے اور جب حضرت قاضی صاحب رخصت ہونے لگے تو میاں صاحب دریا کے پتن تک ساتھ آتے"

(قطب العارفین، تصنیف سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور ص 105/106)

حضرت صاحبزادہ صاحب عربی، فارسی کے جید عالم تھے خصوصاً جدید عربی سے انہیں بہت تعلق خاطر تھا۔ بیروت، مصر، شام اور عراق میں شائع شدہ جدید مطبوعات منگواتے رہتے تھے ان کا کتب خانہ کئی ہزار کتابوں پر مشتمل ہے جس میں پچاس ساٹھ کے قریب نایاب مخطوطے ہیں میں کشف المحجوب کا ایک نہایت ہی دیدہ زیب قلمی نسخہ ہے۔ قرآن پاک کے مطبوعہ اور خطی نسخے بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔

حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات مئی 1919ء کے بعد صاحبزادہ صاحب 63 سال 6 ماہ تک سجادہ نشین رہے آپ نے اس عظیم ذمہ داری کو جس لگن اور ذمہ داری سے نبھایا اس کی مثال خانقاہی نظام میں بہت کم ملتی ہیں۔ اس تریسٹھ سالہ دور میں کئی نشیب و فراز بھی آئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کتب بینی اور مطالعہ کے ذوق سے مالا مال تھے فقہی مسائل دیکھنے کے لئے بہار شریعت از مولانا امجد علی اعظمیؒ اور ترجمہ دیکھنے کے لئے کنز الایمان ترجمہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (1931ء) مطالعہ کی میز پر موجود تھے۔

صاحبزادہ صاحب کی زندگی نہایت ہی سادہ اور پروقار تھی گرمیوں سردیوں میں کھدر کی قمیض اور تہبند زیب تن رہتا تھا۔ آپ کے دربار میں شاہ و گدا اور بندہ و آقا کی کوئی تمیز نہیں تھی ہر چھوٹے بڑے سے یکساں محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ آپ کے مریدین خلفاء متعلقین کا حلقہ بہت وسیع تھا لیکن آپ باقاعدہ بیعت بہت کم لوگوں کو کرتے تھے ایسے خوش نصیب حضرات جو بیعت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے چند نمایاں نام یہ ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مظہر الحق خلف الرشید حضرت صاحبزادہ محبوب عالم علیہ الرحمۃ، سید احید حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سید خادم حسین شاہ صاحب، قاری محمد انور صمدانی مرحوم ایم اے ایل ایل بی (علیگ)، قاضی حبیب الرحمٰن پروفیسر، خان محمد زمان خان مرحوم چیف امتان زئی رئیس کھلابٹ، رانا طفیل محمود خان، رانا شبیر احمد خان، حافظ محمد سلیمان خادم خاص، سید منظور حسین، بابا ہاشم علی صاحب (خادم خاص)، حاجی مستری عبدالرشید سلطانی، جناب علی احمد خان لودھی، مولانا حافظ محمد فاضل صاحب قادری دربار ڈھانگری شریف، حکیم محمد انور، سید نور محمد قادری چک نمبر 15 شمالی سید گلزار محمد شاہ چک نمبر 15 شمالی، چوہدری طفیل احمد صاحب، چوہدری نذیر احمد فلکٹر محکمہ انہار جیسی فاضل ہستیوں کے علاوہ (سید محمد عبداللہ قادری) بھی شامل ہے۔

marfat.com

صاحبزادہ صاحب دو سال کی شدید علالت اور نقاہت کے بعد 7 دسمبر 1982ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ حسب وصیت مولانا حافظ محمد فاضل قادری نقشبندی دربار ڈھانگری شریف ریاست آزاد کشمیر نے پڑھائی۔ آپ کا دربار شریف مہمدہ شریف میں متصل عزیز بھٹی شہید ہسپتال مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے چہلم شریف کے موقع پر ہزاروں مریدین متوسلین اور متعلقین کی موجودگی میں اتفاق رائے سے صاحبزادہ صاحب کے اکلوتے بیٹے حضرت قبلہ صاحبزادہ مظہر الحق مدظلہ العالی 2/2 سول لائنز گجرات کو سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔ 1982ء سے آپ درگاہ عالیہ کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں آپ صاحب حال بزرگ ہیں درویشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں مطالعہ کے شوقین ہیں آپ کی عمر 71 برس کے قریب ہے۔ جناب ایم اے ملک (محمد اکرم ملک) مشہور دست شناس آپ کے کلاس فیلو ہیں۔

بشکریہ ممنون سید محمد عبداللہ قادری

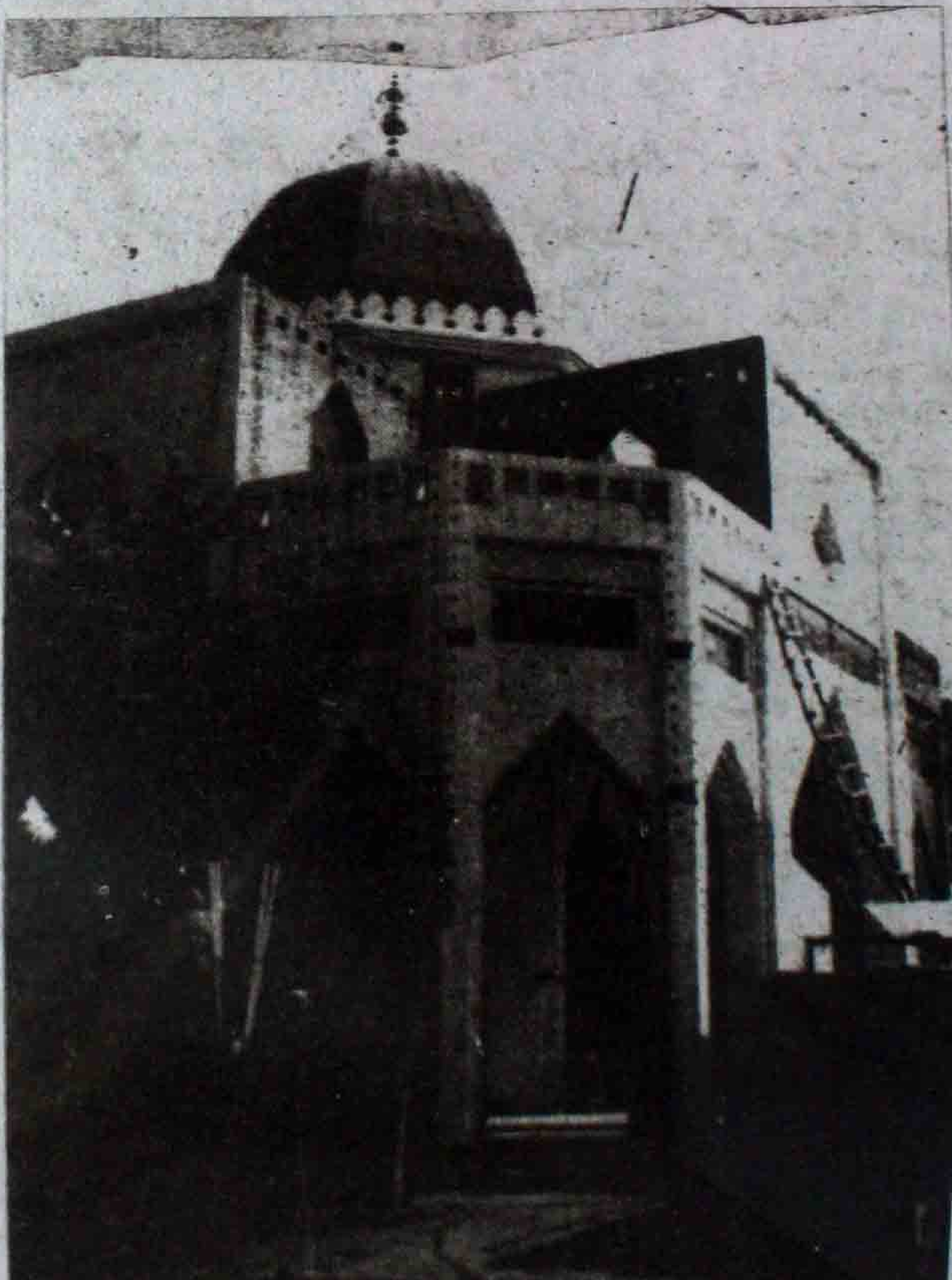

marfat.com

حضرت خواجہ محمد گوہر الدین احمدؒ جینڈر شریف

گجرات سے تقریباً پچیس چھبیس کلومیٹر کے فاصلہ پر کڑیانوالہ کے نزد مشہور قصبہ جینڈر شریف ہے۔ جہاں حضرت خواجہ محمد گوہر الدین احمدؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ 1285ء کے لگ بھگ ضلع گجرات کے ایک مشہور قصبے جینڈر شریف میں پیدا ہوئے بچپن میں سوچ تنہا پسندی غور و فکر خاموشی شرافت اور شرم و حیا کا مادہ غالب تھا۔ فارغ وقت قریبی مسجد یا گھر کے اندر نماز رزہ اور یاد الہی میں مصروف رہتے یا آبادی سے باہر تنہائی میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ رات کو عبادت اور دن کو مہمان داری کرنا آپ کا شیوہ رہا۔

درویشوں کی محفل یا ان کے مزار پر حاضر کو ترجیح دیتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی و اطاعت کو پسند فرماتے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند تھے۔ ہروقت باوضو رہتے۔ آپ کی سخاوت مثالی رہی۔ سائل اور محتاج کی حاجت روائی قرض اٹھاکر بھی کرنے سے گریز نہ کرتے تھے دن رات لنگر اور درس کا سلسلہ جاری رکھا۔ کھانے لباس رہائش میں سادگی اعتدال کو پسند فرماتے۔ فضول خرچی نمود و نمائش کو ناپسند کرتے بزرگان دین کے مزارات مقدس پر حاضری آپ کی عادت تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں خود اپنی مرضی سے کسی مزار پر حاضر نہیں ہوتا۔ جب تک صاحب مزار بحکم خداوند تعالی مجھے خود طلب نہ فرمائے۔ اس سلسلہ میں برصغیر کے اکثر بیشتر اولیاء کرام کے مزارات پر حاضر ہوتے رہتے۔ آپ کو حضرت داتا گنج بخشؒ سے خصوصی عقیدت محبت تھی۔ آپ کی باطنی بیعت اور اویسی نسبت کا حصول وہیں تھا۔ اس لئے آپ اکثر داتا صاحبؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے رہتے۔ کئی روز وہاں قیام کرتے۔

آپ کو فیض شیخ چوگانی میں حضرت طائوسؒ کے مزار سے حاصل ہوا۔ یہ مزار ہیڈ مرالہ روڈ پر شیخ چوگانی میں اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ آپ سے پہلے کئی اولیاء کرام مختلف اوقات میں حاضر ہوتے رہتے۔ ان میں سے قطب المشائخ حضرت قاضی سلطان محمد صاحبؒ اعوان شریف والے بکثرت حاضر ہوا کرتے۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اویسی نسبت والے بزرگوں کی روحانی تربیت روحانی بزرگ ہستیوں کی روح پاک کرتی ہیں۔ کتاب گوہر نایاب از شیخ محمد حسین میں تحریر ہے۔

ایک دفعہ آپ اجمیر شریف کی زیارت کر کے گجرات آئے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت قاضی سلطان محمود صاحبؒ اعوان شریف والے حضرت شاہدولہ کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے گجرات تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور پیرزادوں کی بیٹھک میں قیام پذیر ہیں۔ جب آپ وہاں بیٹھک میں داخل ہوئے تو حضرت قاضی سلطان محمودؒ دو آدمیوں کا سہارا لے کھڑے ہوگئے۔ فرمایا میں اپنے آپ کو دریا کے درمیان ریتی پر اکیلا سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرا ایک ساتھی بھیج دیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد گوہر الدین احمد کو جناب سیدنا طائوسؒ علیہ السلام کی ذات پاک سے انتہائی خاص رغبت اور عقیدت تھی اسی عقیدت کی بناء پر ایک مرتبہ عالم استغراق میں آپ نے حضرت طائوسؒ کی شان میں فارسی میں اشعار ارشاد فرمائے جو آج بھی حضرت طائوسؒ کے مرقد مبارک کے سر کی جانب تحریر ہیں۔ ان اشعار کا مطلب یہ ہے۔ حضرت طائوسؒ چھپے ہوئے راز ہیں۔ آپ کی ہر ادا پاکیزہ ہے۔ وہ فیض معرفت کے خزانے ہیں۔ معرفت کے بادشاہ ہیں۔ دوسرے شعر کا مطلب۔ آپ خدا کے نور کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ آپ کو اللہ کا ذاتی عشق عطا ہوا۔ لا محدود۔ لا محدود۔ حضور کے ہمیشہ رہنے والے نور سے ہیں۔ تیسرے شعر کا مطلب آپ دونوں جہاں سے فارغ ہیں۔ آپ کی رہائش لامکاں میں ہے۔ ہر جگہ ہر جہاں کوئی نام و نشان نہیں۔ اللہ

marfat.com

تعالیٰ کے محبوبوں کی جان ہے۔ چوتھے شعر کا مطلب آپ اللہ کے سچے عاشق لاشریک کے ساتھ کامل رہنے والے حلول اور اتحاد سے پاک ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت سے واقف ہیں۔ پانچویں شعر کا ترجمہ۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی عشق عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ساتھی نہیں۔ حقیقت میں خدا کے نور میں حضرت طافوخ اللہ تعالیٰ کے سچے موتی ہیں۔

آپ نے حضرت طافوخؒ کا مزار اپنی نگرانی میں سفید سنگ مرمر سے عالی شان انداز میں تعمیر کیا۔ آج بھی دریائے چناب کا پانی عقیدت کے ساتھ آہستہ اور روانی سے گزر رہا ہے۔ درجنوں دیہات دریا برد ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ مقام صحیح سلامت ہے گردونواح کے کھنڈرات بتاتے ہیں ماضی میں یہاں بہت بڑا شہر تھا۔ حضرت خواجہ محمد گوہر الدینؒ سے یہ بات منسوب ہے۔ ایک دفعہ سکھوں کا ایک بہت بڑا گروہ جو خود کو بڑا پہلوان اور شاطر سمجھتا تھا آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ میرا ایک سوال حل کریں۔ جو عرصہ سے کئی عالموں اور درویشوں سے پوچھ چکا ہوں۔ لیکن ابھی تک حل نہیں ہوا۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ازل سے ابد تک ہر ایک کام جو گزر چکا ہے یا ہونے والا ہے لوح محفوظ میں درج ہے۔ یہ لوح محفوظ کتنی بڑی کتاب ہے کونسی قلم اور سیاہی استعمال ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کی ادنیٰ سی مثال انسان کا حافظہ ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے حالات تمام مشاہدات معلومات درج ہوتی ہیں۔ پل پل میں گزرنے والے حالات یاد رہتے ہیں۔ یہ کس کتاب میں لکھا ہے کونسی قلم سیاہی استعمال ہوئی ہے۔ آپ کی یہ دلیل سن کر وہ شخص قائل ہوگیا۔ ٹھگراں میں آپ حضرت موسیٰ حجازیؒ کا مزار کی نشاندہی کی۔ صاحب مزار نے ایک خاص نسبت کی بنا پر دعوت دی۔ آپ اس مزار پر مہینہ بھر ٹھہرنے لگے۔ یہاں مزار شریف کے علاوہ مسجد اور مسافرخانے بنوائے آپ کے خادم خاص قاضی احمد خاں دھاگووال نے اس مزار کو پختہ تعمیر کروایا۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ بھر میں مشہور ہیں۔ ایک دفعہ چند مستورات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی آپ کے ایک مرید صوفی محمد چراغ کے متعلق مشہور ہے کہ یہ بیویوں کو کھا جاتے ہیں۔ یعنی ان کی چار پانچ بیویاں فوت ہو چکی ہیں۔ اب انہیں کوئی رشتہ نہیں دیتا۔ آپ صوفی چراغ صاحبؒ کے لیے دعا کریں ان کا گھر آباد ہو۔ آپ نے دعا فرمائی اب انشاء اللہ ان کا گھر آباد ہوگا۔ یہ بات پوری ہوئی۔ صوفی محمد چراغ کا گھر آباد ہوگیا۔ اور وہ صاحب اولاد ہوئے۔ گزشتہ دنوں صوفی محمد چراغ کے بیٹے حاجی ریاض ایک ویگن میں سیالکوٹ جا رہے تھے کہ اچانک سمبڑیال کے قریب ویگن میں بم دھماکہ ہوا پوری ویگن تباہ ہو گئی۔ کئی افراد جاں بحق ہوئے لیکن ان بزرگوں کی نظر کرم سے وہ صحیح سلامت رہے۔ البتہ معمولی چوٹیں آئیں۔

آپ نے فرمایا لوہا آگ نہیں لیکن جب اسے آگ میں ڈالا جاتا ہے تو آگ کی حرارت اسے مثل آگ کر دیتی ہے۔ اس قابل ہوجاتا ہے کہ دوسری چیزوں کو جلادے لیکن جب یہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو لوہے کا لوہا ہوتا ہے۔ اس طرح پیرو مرشد خدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب نفی ماسوا کے عالم میں ہوتا ہے تو اس وقت کی صفات خدا کی صفات بن جاتی ہیں۔ اہل اولیاء کی مجالس یا مزارات کے قریب بیٹھنے والا یا حاضر ہونے والا بھی رحمت الٰہی سے مستفید ہوجاتا ہے۔ خواہ اہل ہو یا نا اہل جیسا کہ بادشاہ کی سواری گزرتی ہے تو ہر کس وناقص اس کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق فائدہ حاصل کرلیتا ہے۔ ستنہ میں مسافروں کے لیے کمروں کے علاوہ عالی شان مسجد اور ملحقہ لائبریری بھی ہے۔ لائبریری میں قیمتی کتابیں اور قلمی نسخہ محفوظ ہیں۔ آپ کا مزار سفید سنگ مرمر سے شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ جہاں فیض کا چشمہ جاری ہے۔ آپ کے

marfat.com

ارادتمند ملک کے کونے کونے میں ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ چوگانی میں طالوخ، حضرت آمنون کا مزار پختہ تعمیر کروایا۔ گجراں میں حضرت موسیٰ حجازی اور ریحان میں حضرت صفدان کے علاوہ جو سرائے نزد چک کمالہ ڈوبے شریف میں حضرت نعما طوس کے مزارات پختہ تعمیر کروائے اور ان کے نام مبارک کی تختیاں نصب کیں۔

آپ کے فرمان کے مطابق وہ لوگ جو ہر کام اور ہر بات میں اپنے مولا سے سچائی اور راست بازی رکھتے ہیں ان کی نظر میں دعا دوا، اور سخن میں شفا ہوتی ہے۔ جس طرح علم ظاہری کا استاد شاگردوں کا خیال رکھتا ہے۔ اس طرح باطنی علم کا استاد پیرومرشد اپنے مرید کا خیال رکھتا ہے۔ اسے جو سبق دیتا ہے اس کے پس و پیش سے آگاہ کرتا ہے۔ کبھی اپنے مریدوں سے غافل نہیں ہوتا۔ آپ کا فرمان کہ دوسروں کی غلطی معاف کر دینا جواں مردوں کا کام ہے۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا عالی ہمت لوگوں کا کام ہے۔ خداوند تعالیٰ کی پہچان کے بعد اس کی خوشنودی کے لیے اس کی مخلوق پر شفقت اور مہربانی کرنا ان کی ایذائیں برداشت کرنا انسانیت کا کمال ہے۔ بزرگوں کا قول ہے۔ کریم اور سخی لوگ دوسروں کے عذر کو قبول کر لیتے ہیں۔ فرمایا کیکر سے بیری بنانا آسان ہے۔ لیکن ایک بگڑے ہوئے آدمی کو راہ راست پر لانا مشکل ہے۔ آپ نے 1940ء میں حج مبارک کی کی سعادت نصیب ہوئی۔ دو ماہ تک عارضہ خرابی جگر میں فرور 1952ء کو آپ کا وصال ہوا آپ کا عرس مبارک بارہ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر مریدین دور دراز سے حاضری دیتے ہیں۔ دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔

الحاج ایم زمان کھوکھر کوٹلی کوہالہ کے ٹبہ سے منکا حاصل کرنے کے لئے مٹی کھود رہے ہیں

marfat.com

حضرت سید نصیب علی شاہ صاحبؒ چھالے شریف تحصیل گجرات

*****

گجرات سے تقریباً تیس کلومیٹر اور کڑیانوالہ کے قریب مشہور قصبہ چھالے شریف ہے یہاں حضرت سید نصیب علی شاہؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ بہت بڑے درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ شکر گڑھ ضلع نارووال سابقہ ضلع سیالکوٹ کے مشہور قصبہ سید پور سیداں میں جو قیام پاکستان سے قبل ضلع گورداسپور میں شامل تھا۔ تقریباً ۷۴-۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے آپ پرہیزگار متقی سید خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد سید عطر شاہؒ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم۔ ماہر طبیب جاگیردار درویش صفت انسان تھے۔

اہل چھالہ شریف جن کا تعلق تحصیل شکر گڑھ کے چھالہ خاندان سے متعلق ہے۔ آپ کے والد اپنے مریدوں کے پاس کبھی کبھار چھالے شریف تشریف لاتے۔ اور ملھو کھوکھر میں حضرت بابا جنگو شاہؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔

ایک بار آپ نے اولاد نرینہ کے لیے حضرت بابا جنگو شاہ سے عرض کی۔ بابا جنگو شاہ نے دعا فرمائی اور کہا جو بچہ پیدا ہوگا اس کی پنڈلی پر کالا نشان ہوگا۔ وہ نشان پیدائش کے وقت آپ کی پنڈلی پر موجود تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ والدین کا اکلوتا بیٹا ہونے کے علاوہ گھر میں ہر قسم کی آسائشیں میسر ہونے کے باوجود آپ کی طبیعت میں تغیری تھی۔ بیوی بچہ والدین فوت ہوگئے آپ گھر میں تنہا رہ گئے۔ آپ نے اپنی جدی جائیداد وارثوں میں تقسیم کر دی۔ گھر کا تمام قیمتی سامان اپنی تینوں ہمشیرگان میں تقسیم کردیا۔ باقی حصہ خدا کے نام پر غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کردیا اور یاد الٰہی کے لیے قبرستان کے قریب ایک چھوٹی سی کٹیا۔ بنالی ایک قرآن مجید ایک لوٹا اور ایک چٹائی لے کر اس میں منتقل ہوگئے ہر کسی سے ملاقات پر پابندی عائد کردی۔ اس دوران آپ رات کے وقت جنگل بیابانوں کی طرف نکل جاتے۔ یہ سلسلہ بارہ سال تک جاری رہا۔

کتاب سیرت النصیب از حافظ محمد فاضل کے مطابق ایک روز آپ کو خواب میں ایک بزرگ دکھائی دیئے۔ جنہوں نے حضرت سید نصیب علی شاہ کو صبر استقامت کی تلقین کی۔ وہ بزرگ سلسلہ قادریہ کے مرشد کامل حضرت سید علی اصغر شاہؒ جن کا آستانہ دریائے چناب کے کنارے رتالہ شریف ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ جب آپ اپنے مرشد کے حضور پہنچے ان کے چہرے پر نظر پڑی تو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ یہ وہی چہرہ تھا جو آپ کو خواب میں ملا تھا۔ سلوک کے وہ راستے جو ابھی تک خاص رہنمائی کے نہ ہونے کی وجہ سے بند تھے۔ مرشد کامل کی توجہ سے خود بخود کھلنے لگے۔ اپنے مرشد کامل حضرت سید علی اصغر شاہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور آپ سلسلہ قادریہ میں منسلک ہوگئے۔ مرشد پاک نے نظر کرم کی اور سبق دے کر فیض روحانی کا دروازہ کھول دیا۔ موضع چھالے شریف میں آپ بچپن میں اپنے والد محترم کے ہمراہ دو تین بار آئے تھے۔ کیونکہ آپ کے والد محترم یہاں کے لوگوں کے جدی پیر بھی تھے۔ آپ گھر سے چلے۔ اس درویشانہ حالت میں منزلیں طے کرتے ہوئے اعوان شریف پہنچے۔ حضرت قاضی سلطان محمود صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو یہاں پر مجاہدہ ریاضت کا ایک اور ہی عالم نظر آیا۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے آپ کو سینہ

marfat.com

سے لگا لیا۔ اور تسلی دی جس سے آپ کی ساری تھکان دور ہو گئی ۔ ان سے اجازت لے کر چھالے شریف میں مستقل طور پر قیام کا ارادہ کیا۔ چھالے میں قبرستان کے باہر ایک چھوٹی سی کٹیا بنالی۔ غور و فکر اور عبادت میں مشغول رہتے ۔ اور چھالے شریف میں مسجد آباد کی اور درس گاہ کا سلسلہ شروع کیا ۔ مسجد میں بیٹھ کر طلبہ کو قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنتے تو انتہائی طور پر مسرور ہو کر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ۔ اس دوران پر موضع فتالیاں میں حضرت شمعونؒ کے مزار پر جسکی لمبائی نو گز ہے حاضری دیتے رہے ۔ مزار کے قریب مسجد کنواں دو کمرہ بنوا دیئے ۔

گجرات کرٹیانوالہ کے لیے جموں کشمیر کی طرف سے آنے والے تجارتی قافلے یہاں قیام کرتے یہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ علیحدہ تندور کا اہتمام کیا تھا اس روحانی مقام کی وجہ سے قافلے والوں کا مال محفوظ رہتا۔ حضرت پیر نصیب علی شاہؒ نے چھالے شریف میں لنگر کا اہتمام شروع کیا۔ میاں نور الدین جنہوں نے موٹا میں حضرت مرطوشؒ کا مزار پختہ تعمیر کروایا تھا ۔اس لنگر کا اہتمام ان کے سپرد کیا ۔ درس گاہ میں سینکڑوں طلباء زیر تعلیم رہتے ۔ ان کی رہائش لباس خورد و نوش کا اہتمام لنگر میں تھا۔ آستانہ پر حاضر ہونے والوں کی خاطر تواضع کرتے اور ان سے میٹھی زبان میں کلام کرتے ۔ آپ فرماتے روزہ صبر کی ایک نہایت اعلیٰ مثال ہے ۔ زیادہ وقت روزہ سے رہتے ۔ غریبوں محتاجوں کی حالت دیکھ کر ان کی امداد کر کے سادہ لباس اور سادہ غذا استعمال کرتے ۔ مرغن اعلیٰ قسم کے کھانوں سے آپ کو نفرت تھی دھمتھل کے رہنے والے سائیں علم دینؒ ۔ آپ کے قریبی خدمت گزار تھے ۔ جنہوں نے ۱۹۲۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک آپ کی خدمت کی۔ ان کے بیٹے صوفی پیراں دتہ جو آستانہ عالیہ چھالے شریف کے خدمت گزار ہیں نے بتایا کہ آپ کی کئی کرامات دیکھنے میں آئی ہیں ۔ آپ چوبیس گھنٹے وضو میں رہتے ۔ لباس سادہ پہنتے ۔ پوری زندگی چار پائی پر نہ سوئے ۔ صوفی پیراں دتہ کے مطابق آپ اکبر بیشتر مجاہدہ میں رہتے ۔ حاضر ہونے والوں اور درویشوں کو اعلیٰ کھانا پیش کرتے خود باسی روٹی کھاتے ۔ جو شخص مرید ہونے کے لیے حاضر ہوتا پہلے اسے چالیس روز نماز پڑھنے کے لیے کہتے پھر بیعت کرتے ۔ کسی سے کوئی شرینی نہ لیتے ۔ ساری عمر کسی سے ایک پائی تک نہ لی جو کوئی لے کر آتا اسے لنگر خانہ میں جمع کروا دیتے ۔ آپ روزانہ رات کو سفر کرتے ہزارہ مظاں میں حضرت موسیٰ ولی جن کا مزار نو گز لمبا ہے ۔ وہاں حاضری دیتے ۔ وہاں آپ نے چلہ کشی بھی کی موضع مل میں حضرت حمیالانؒ المعروف پیر لنگر پر حاضری دیتے ۔

موٹا میں حضرت مرطوشؒ کے مزار کے علاوہ چاند کی پہلی تاریخ کو شیخ چوگانی حضرت طالوتؒ اور حضرت امنونؒ کے مزار پر حاضری دیتے ۔ آپؒ کی علاقہ میں بہت زیادہ کرامات ہیں ۔ مدرسہ قرآن کے علاوہ مسجد کی تعمیر بھی آپ کا عظیم کارنامہ ہے ۔ مدرسہ میں ہر وقت سینکڑوں طلباء زیر تعلیم رہتے ان کا ہر قسم کا خیال رکھتے ۔ جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا خدا کے حضور اس کے لیے دعا مانگتے ۔ آپ کا وصال ۵-۶ فروری ۱۹۵۰ء بمطابق ۱۷-۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۹ کی درمیانی شب کو ہوا۔ آپ کا روضہ مبارک چھالے شریف میں ہے ۔ آپ کی وفات کے بعد سید منظور حسین شاہ کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا

marfat.com

حضرت سائیں نار سنگھ

آزاد کشمیر کے قصبہ بیر کے قریب ایک گاؤں دھن ہے جو اس علاقہ میں تحصیل گجرات کا آخری گاؤں ہے۔ عرف عام میں یہ علاقہ بیر دھن کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک قدیمی آبی گزرگاہ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے اس علاقہ میں ٹبے ٹیلے اور تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملتے ہیں۔ موضع دھن کے قریب ایک نوگزی لمبی قبر ہے۔ راقم جب برسات کے دنوں وہاں پہنچا تو اس نوگزی لمبی قبر کے قریب مٹی کا تودہ گرا ہوا تھا۔ اس میں لوہے کی کوئی چیز تلوار، نیزہ قسم کی تھی جو زنگ آلودہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو چکی تھی۔ قریب ہی کاشتکاروں کے ڈیرے بھی ہیں۔ اسی راستہ میں موضع دھن میں مجذوب درویش حضرت سائیں نار سنگھ کا روضہ ہے۔ جو پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے جانب جنوب ایک کنواں بھی ہے جہاں آپ کے نام کی تختی نصب شدہ ہے۔ سائیں نار سنگھ کے بارے میں مزار کے متولی نے بتایا آپ کے پیشوا جموں میں تھے۔ مرشد کے پاس اکثر بیشتر حاضری دیتے تھے۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ آپ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب آف اعوان شریف کے ہم عصر تھے۔ آپ نے سائیں نار سنگھ کی دعوت بھی کی۔ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میرپور آزاد کشمیر میں آپ کے بارے میں کئی باتیں محفوظ ہیں۔ الغرض حضرت سائیں نور قریشی المعروف بابا سائیں نار سنگھ ایک مجذوب الحال لنگوٹی پوش فقیر کامل تھے عمر بھر داڑھی اور سر صفاچٹ رکھا اور کسی قسم کے نشہ کے بھی عادی نہ تھے۔ عمر بھر یاد الٰہی میں مست اور مگن رہے۔ سلطان الفقراء حضرت سخی بابا بیرا بادشاہ کے مزار مقدس سے آپ کا روحانی استفادہ حاصل کرنا ثابت ہے۔ اور سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود عنبر کالج اعوان شریف سے متعدد بار آپ کی ملاقات ثابت ہے۔ اپنی عمر مبارک کے آخری حصہ میں موضع دھن (ضلع گجرات) تشریف فرما ہوئے اور اسی موضع سے باہر بجانب جنوب الگ سادے سے حجرے میں دن رات یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ اور بعد وصال اسی جگہ ہی ابدی استراحت بھی فرما رہے ہیں

چھالے شریف میں حضرت پیر نصیب علی شاہ کا مزار

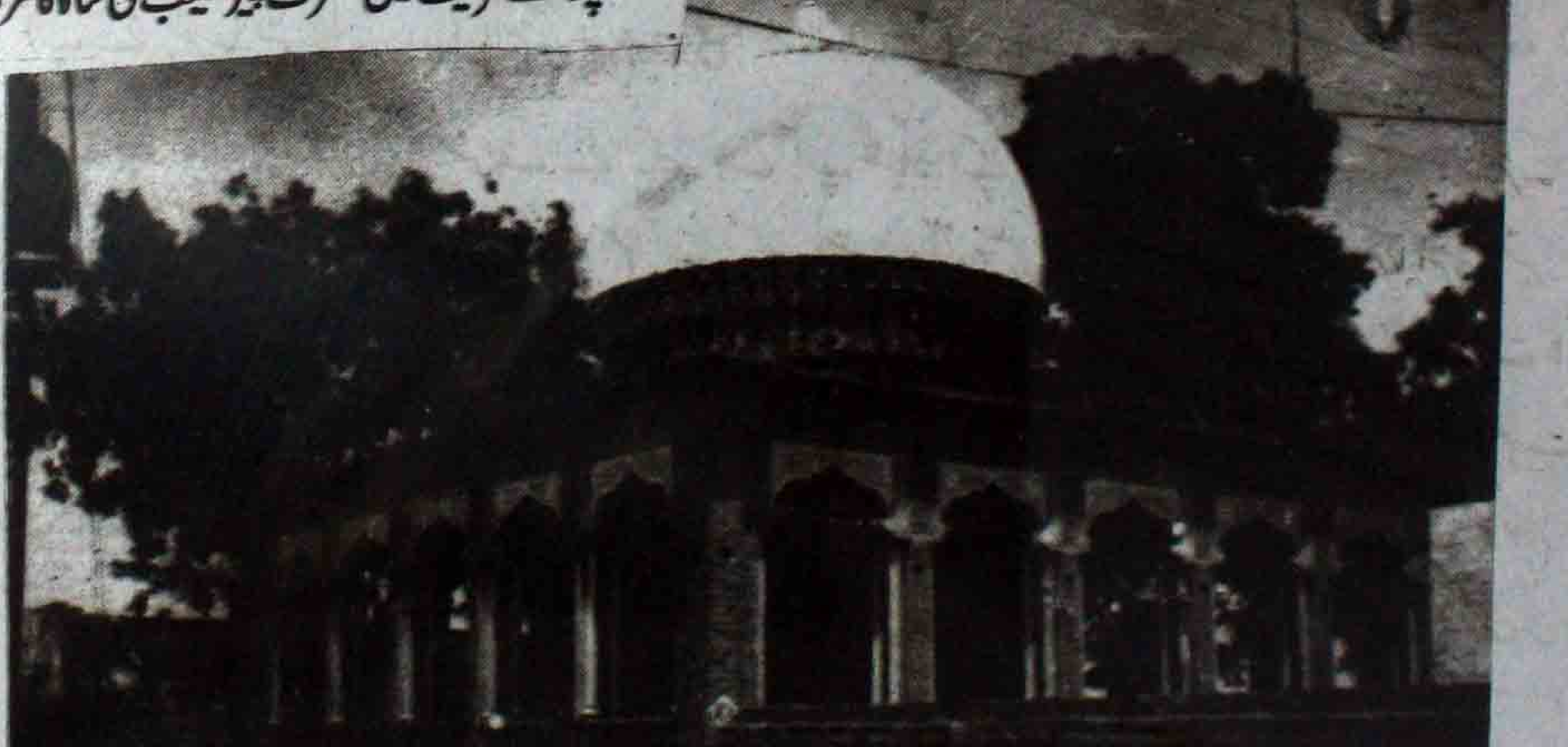

marfat.com

شہنشاہ ولایت پیر سید ولایت شاہ رحمتہ اللہ

گجرات سے تقریباً دس بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قدیمی تاریخی قصبہ رانیوال ہے۔ یہاں حضرت میراں یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ مبارک ہے آپ 840ھ میں مغلیہ خاندان کے بانی شہنشاہ ظہیر الدین بابر کے عہد میں ترمذ سے تبلیغ دین کی خاطر دہلی تشریف لائے

آپ بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ کی دعاؤں سے شہنشاہ بابر کو ہندوستان میں فتح نصیب ہوئی۔ تاریخی کتابیں اس بات کی گواہ ہیں ہندوستان پر حملہ آور شہنشاہ مسلمان حکمرانوں کے ہمراہ کوئی ولی قطب غوثؒ درویش کی آمد یا ان کی دعاؤں کا اثر ضرور پایا جاتا ہے۔ حضرت میراں یحییٰؒ کی اولاد سے روحانیت کا ایک ستارہ نمودار ہوا جن کا نام حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحبؒ تجویز ہوا۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے بچپن میں آپ کی عادات جداگانہ نوعیت کی تھیں۔

جب ہوش سنبھالا تو مدرسہ تعلیم القرآن جنڈ شریف تشریف لے گئے اور قرآن پاک حفظ کیا۔ استاد العلماء حضرت مولانا غلام حیدرؒ محلہ فتو پورہ گجرات سے دینی تعلیم حاصل کی۔ حضرت قاری غلام نبی ؒللہ شریف سے قرات و تجوید کی کتب پڑھیں۔

درس نظامی کتب تفسیر و حدیث اور فقہ کے لئے حضرت مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ اسلامیہ بہاولپور اور جامعہ نعمانیہ لاہور تشریف لے گئے آپ نے روحانی فیض اعلیٰ حضرت امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سے 1915ء میں حاصل کیا اور فیض جلالی حضرت کرم الٰہی کانواں والی سرکار سے حاصل کیا۔ مرشد پاک کی تعلیمات کو دل جان سے عزیز رکھا۔ اس عقیدت کی بنا پر جب کبھی آپ مرشد پاک کے حضور حاضری کے لئے تشریف لے جاتے تو مرشد پاک فرماتے ولایت دا بادشاہ آرہا ہے۔ آپ نے پوری زندگی دینی اور روحانی اور تبلیغی خدمات کے لے وقف کر رکھی تھیں۔ آپ نے تقریباً ستر سال دین اسلام کی خدمت کی شہنشاہ ولایت اپنے استاد خانہ کا بہت زیادہ احترام کرتے۔

ایک دفعہ آپ جنڈ شریف عرس پر تشریف لے گئے جب آپ گلیانہ پہنچے تو وہ چند طالب علم گھوڑی لے کر کھڑے تھے اور عرض کی آپ گھوڑی پر سوار ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ پیدل چلیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا میرا تو یہ خانہ استاد ہے میں پیدل ہی چلوں گا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے جوتے اتار لئے۔ اور ننگے پاؤں جنڈ شریف کا سفر جاری رکھا۔ اور فرمایا میں نے جنڈ شریف میں قرآن پاک حفظ کیا ہے میری نظروں میں جنڈ شریف کا اتنا احترام ہے کہ میں جتنی دیر یہاں قیام کرتا ہوں جنڈ شریف کی حدود میں پیشاب نہیں کرتا۔ کتاب تذکرہ شاہ ولایت از محمد نواز شاہد کے مطابق آپ نے جناح روڈ جامع شاہ ولایت (مسجد حاجی پیر بخش میں باقاعدہ اور باضابطہ مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی۔

1917.18 کا واقعہ تھا جب افق ہند پر انگریزوں کی حکومت تھی اور ہر طرف کفر و الحاد کے بادل چھائے ہوئے تھے لیکن شمع رسالت ﷺ کے پروانے جوق در جوق بھاگے چلے آرہے تھے۔ اس مسجد میں کافی جگہ اور گنجائش تھی۔ لہذا۔

marfat.com

طلباء کی تعداد کافی ہوگئی۔ آپ نے تمام درس تدریس کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دینی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ اور ہمہ وقت اپنے آپ کو دینی کاموں میں مصروف رکھنے لگے۔ تلاوت قرآن پاک اس سوز اور عشق سے فرماتے کہ بنی نوع انسان تو درکنار جنات بھی حاضر خدمت ہوتے ہمہ تن گوش ہو کر تلاوت سنتے۔ جامعہ شاہ ولایت (مسجد حاجی پیر بخش میں قرآن پاک ناظرہ حفظ اور قرآت و تجدید کا درس ہوتا تھا۔ آپ سچے عاشق قرآن تھے ہر وقت باوضو رہتے۔ اور تلاوت قرآن میں مگن رہتے۔ جن دنوں حضرت قاضی سلطان محمودؒ آف اعوان شریف حضرت شاہدولہ سرکار کے مزار مبارک سے ملحقہ حجرہ مبارک میں قیام پذیر تھے حضرت پیر سید ولایت شاہؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت قاضی صاحبؒ فرماتے۔ شاہ صاحب پھر آنا۔

مرشد کامل کی تلاش میں آپ 1915 قطب زمان حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحبؒ محدث علی پور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا شاہ صاحب کل فجر کے وقت آنا۔ دوسرے دن آپ فجر کے وقت حاضر ہوئے تو حضرت امیر ملتؒ نے کمال شفقت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا۔ آپ نے ارشادات مرشد کامل کو دل و جان سے مانا۔ مرشد کامل نے آپ پر نظر کرم فرمائی اور اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت باندھی اور گجرات میں روحانیت کا یہ چشمہ جاری ہوا کئی طالبان حق اس چشم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آپ جس علاقہ بستی میں تشریف لے جاتے وہاں ظاہری و باطنی خیرات و برکات کا بکثرت نزول ہوتا اور بے نماز بے دین آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لیتے اور دینی دنیاوی فیض کے گوہر پالیتے۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ غریبوں مسکینوں کے ساتھ شفقت محبت سے پیش آتے۔ انہیں اپنے ساتھ بیٹھاتے کھانا کھلاتے ان کی خدمت کرتے۔ خستہ حال لوگ آپ سے دعا کراتے آپ ہمیشہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔ غریب اور تنگدست طلباء اور شاگردوں کو کپڑے خود سلا کر دیتے۔ نذرانے کی شکل میں آئی ہوئی رقم بھی غریب طلباء میں انعام کی صورت میں تقسیم کر دیتے بے حال انسانوں پر دست شفقت رکھتے۔

ایک بار آدھی رات کے وقت آپ آرام فرما رہے تھے کہ سڑک کے باہر زور زور سے آوازیں آنے لگیں۔ ولایت شاہ جی۔ ولایت شاہ جی اس دردناک آواز کو سن کر آپ اپنے کمرہ سے باہر نکلے اور زور زور سے تالی بجائی۔ چند درویش اور مستری فضل کریم حاضر خدمت ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا باہر کا دروازہ کھولو۔ جو آدمی باہر ہے اس کو اندر لے کر آؤ۔ جب دروازہ کھولا گیا تو بوڑھا بابا روتا ہوا اندر آگیا اور عرض کی میں آپ کا خادم ہوں پھالیہ سے آیا ہوں میرے لڑکے پر قتل کا مقدمہ قائم ہو گیا ہے۔ غریب آدمی ہوں مخالف پارٹی والے بڑے امیر اور اثر والے ہیں میرے بیٹے کو سزا موت دلوا دی ہے۔ میرا اللہ کے سوا اور آپ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ خدا کے لئے میرے بیٹے کی زندگی کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے اس وقت دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی۔ بابا جی کو فرمایا بزرگو آپ بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا۔ آپ نے بابا کو کھانا کھلایا صبح بھی نماز فجر کے بعد دعا فرمائی۔ آپ کی دعاؤں کا اثر ہوا اس کا بیٹا باعزت طور پر بری ہو گیا۔ وہ لڑکا آپ کے حضور حاضر ہوا عرض کی آپ نے خواب میں مجھے تھپکی دی تھی اور میری

marfat.com

جان بخش ہو گئی ہے ۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں لیکن جو تحریر کے طوالت کے پیش نظر تحریر نہیں کی جا سکیں۔

مرحوم غلام سرور مرزا المعروف غلام حسین ممتاز تاجران کتب کچہری روڈ والے اولیاء کرام سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ میرے بڑے محسن بے لوث دوست تھے ان کی وساطت سے ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ حجرہ میں تشریف فرما تھے آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو میں عرض کی بڑیلہ شریف سے آپ نے فرمایا تمہارا سب کچھ وہیں پر ہے کیونکہ میرا مرشد خانہ بڑیلہ شریف ہی ہے ۔ سرکار بڑیلہ شریف کی بیعت میں ہوں آپ نے مجھے شفقت محبت پیار بھرے لفظوں سے اجازت فرمائی میرے لئے وہ لمحات بہت قیمتی ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا اولیاء اللہ یعنی ولی کامل درویش کے ایک لمحہ کی محفل سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

آپ کا وصال 31 جولائی 1971ء بروز جمعتہ المبارک کے روز ہوا آپ کا روزہ محلہ مبارک علی پور میں ہے یہ نام آپ کے مرشد خانہ کے نام پر رکھا گیا ہے آپ کا روضہ شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے سبز رنگ کے علاوہ اندرونی حصہ شیشہ کے ان ٹکڑوں سے روحانیت کی کرنیں بکھرتی ہیں ۔ جو دلوں کو منور کر دیتی ہیں۔ بشرطیکہ کوئی اپنے اندر عشق تڑپ کی چنگاری رکھتا ہو ۔ آپ کا عرس مبارک 26 اور 26 جمادی الاول کو عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے ارادتمند دور دراز سے حاضر ہوتے ہیں دن رات عام لنگر جاری رہتا ہے

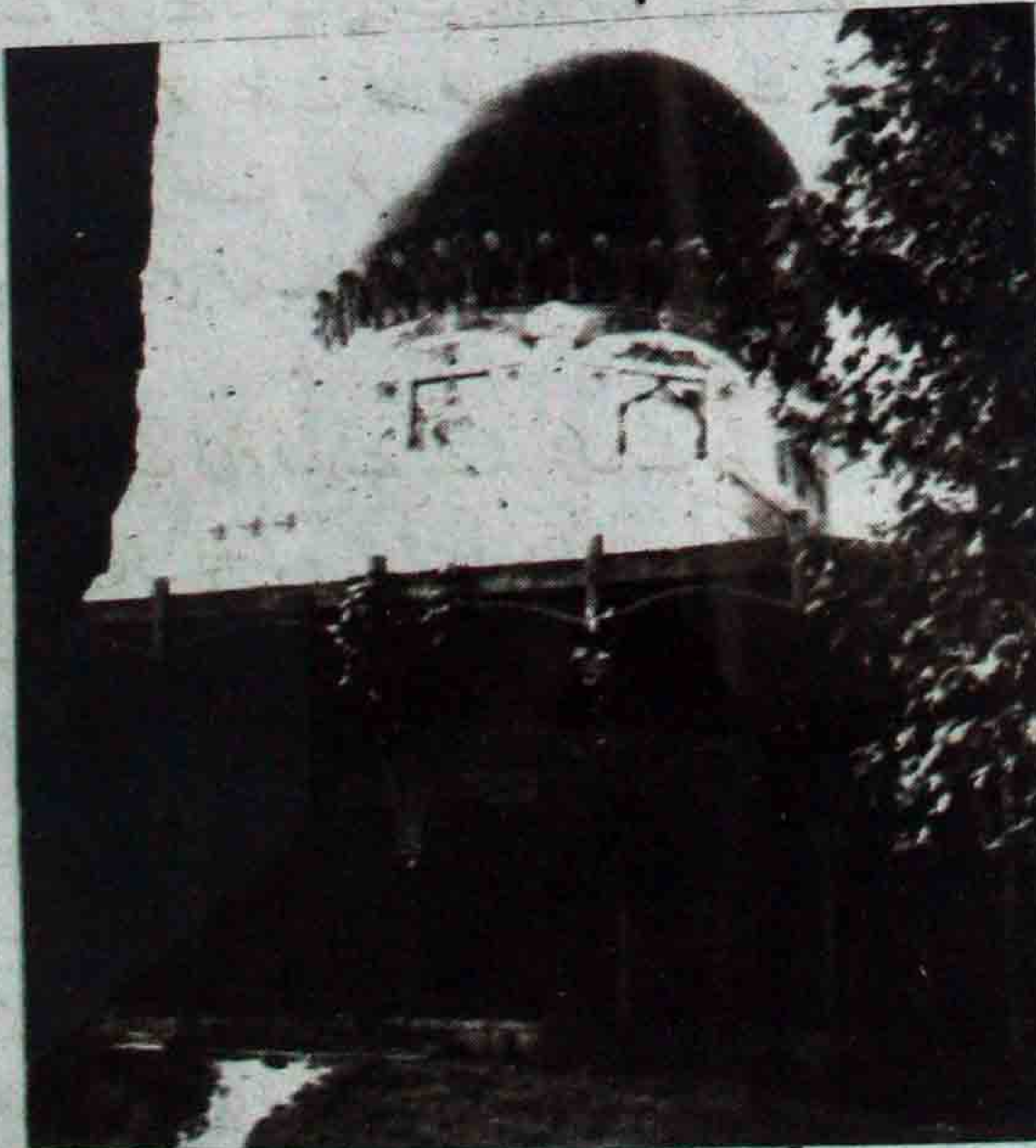

روضہ مبارک حضرت پیر ولایت شاہ

marfat.com

مجاہد ملت قائد تحریک ختم نبوت حضرت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی

آپ شہنشاہ ولایت کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ 1922ء میں پیدا ہوئے بچپن میں ہی ذہین تھے۔ انجمن خدام الصوفیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ والد محترم کی شفقت اور محنت کے سبب آپ نے ساڑھے گیارہ سال کی قلیل عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا اس عمر میں مسجد حاجی پیر بخش میں ماہ رمضان میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا۔

ایک دفعہ آپ شہنشاہ ولایت کے ہمراہ حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے حضور حاضر ہوئے۔ سائیں سرکار نے صاحبزادہ سید محمود شاہ ہے کو فرمایا قرآن پاک کی تلاوت کرو۔ آپ نے کھڑے ہو کر تلاوت شروع کردی۔ سائیں سرکار اس قدر خوش ہوئے کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ کر صاحبزادہ صاحب کی پیشانی پر لگا دیا۔ ساتھ فرمایا جہاں صاحبزادہ نے قرآن پاک سنایا ہے۔ وہاں مسجد تعمیر ہوگی۔ اور وہ مسجد تعمیر ہو گئی۔ جب حضرت سائیں سرکار نے وصال فرمایا تو غسل شہنشاہ ولایت نے اپنے ہاتھوں سے فرمایا تھا۔

سائیں سرکار کے چہرے پر جو پانی کے قطرے تھے وہ آپ نے صاحبزادہ صاحب کے لبوں پر لگائے تھے آپ کی دینی ملی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ سول نافرمانی کی تحریک میں جیل میں نظربند کردیئے گئے۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں بھی جیل میں بند رہے۔ مسجد حاجی پیر بخش کو از سر نو تعمیر کروایا۔ وطن عزیز کے لیے آپ کی دینی ملی سیاسی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ کا وصال 25 جولائی 1987ء کو ہوا آپ کا مزار علی پور میں شہنشاہ ولایت کے روضہ کے قریب ہے۔ ڈکٹیٹروں وقت کے ظالم حاکموں کو کھری کھری سنا دیتے تھے کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔

آپ کا عرس ہر سال 25 جولائی کو پوری عقیدت احترام سے منایا جاتا ہے۔

نئی دہلی چھترپور میں کئی منزلہ مندر جہاں سونے کی مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے لیکن مندر کے باہر کوئی دربان نہیں سکھوں کے گروہ تیغ بہادر کی یاد میں تعمیر کردہ گردوارہ، ہزاروں سائیکل، رکشا کی سرزمین دہلی تفصیل ایم زمان کھوکھر کی تحریر کردہ کتاب اولیاء ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

شیخ الحدیث حضرت پیر سید احمد شاہؒ المعروف حاجی صاحب

آپ شہنشاہ ولایت کے چوتھے بیٹے تھے۔ 1932ء میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالتے ہی انجمن خدام الصوفیہ کے مدرسہ میں ولی کامل باپ کے زیر سایہ درس قرآن ناظرہ شروع کردیا۔ اور ساتھ ساتھ اسکول میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ سکول کی تعلیم کے بعد کئی عالموں فاضلوں سے تعلم حاصل کی اپنے والد کے ہمراہ پہلی بار حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اپنے والد مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ایک بہترین خطیب ادیب اور عظیم متکلم تھے۔ عبادت الٰہی سے آپ کو خاص محبت اور سرور ملتا تھا۔ اکثر باوضو رہتے۔ شب و روز ذکر الٰہی میں بسر فرماتے۔ شہنشاہ ولایت کے مشن کی اشاعت و تبلیغ میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ آپ مریدین کو تلقین کرتے۔ مرشد کامل وہ ہے جو اپنے ارادتمندوں کے احوال سے باخبر رہے۔ پیر اپنے مریدین کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ آپ بیعت کرتے وقت اپنے حلقہ ارادت میں شامل ہونے والوں کو نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے لیے ہدایت فرماتے۔ اپنے طریق کے مطابق ذکر الٰہی کی تلقین کرتے کہ ذکر الٰہی سے دل کی میل اتر جاتی ہے۔ ذکر الٰہی سے دنیاوی خواہشات کی طلب آہستہ آہستہ کم ہوجاتی ہے۔ اور انسان قناعت پسند ہو جاتا ہے۔ مہمان کی آمد پر آپ تنگ دل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ یہ کہتے یہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا مہمان ہے۔ آپ میں اپنے پیر مرشد شہنشاہ ولایت والد مکرم کی وہ تمام عادات و خصائل موجود تھے جو ایک صحیح عارف اور پیر کامل میں ہونی چاہیں۔ میرے ماموں زاد بھائی ٹھیکیدار محمد رفیق آپ کے ارادتمند ہیں۔

ایک بار انہوں نے موضع مہسم میں آپ کو دعوت دی۔ ان دنوں مہسم کے لئے پختہ سڑک نہیں تھی۔ گجرات سے مہسم تک راقم آپ کے ہمراہ بسواری ٹانگہ ساتھ رہا۔ گاؤں مہسم محفل میں آپ نے شان اولیاء کرام کے بارے میں دل پر اثر کرنے والا وعظ فرمایا اور تمام حاضرین کو ہدایت کی کوئی لنگر کھائے بغیر محفل سے نہ جائے حاضرین میں کئی افراد نے آپ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ آپ کا وصال 31 اگست 1981 کو ہوا۔ اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سید ولایت شاہ کے بائیں پہلو آپ کا روضہ مبارک ہے۔

"سیالکوٹ سے خیبر تک"

باتصویر میں ملاحظہ فرمائیں چھ سو صفحات

ملنے کا پتہ: یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن کورٹ
کچہری روڈ گجرات۔

marfat.com

باوا سید میر حسین کاظمی المشہدی بن سید میر عبداللہ ابوالقاسم کاظمی مشہدی

****

باوا سید میر میراں کاظمی المشہدی بن سید میر عبداللہ ابوالقاسم کاظمی مشہدی

****

باوا سید حیدر شاہ کاظمی مشہدی بن سید باغ علی بن میرولی اللہ کاظمی مشہدی کے مزارات

گجرات شہر کے اڈا جی ٹی ایس کے قریب سے ایک سڑک نور پور پڑھے کی طرف جاتی ہے ۔ یہ علاقہ نور پور سیداں کے نام سے بھی مشہور ہے ۔ یہاں متذکرہ بالا اولیاء کرام کے مزارات ہیں جن کا سلسلہ نسب حیدری قلندری الحسینی ہے ۔ سید شفقت محسن کاظمی کے مطابق ان بزرگوں کے ایک بھائی کا مزار امام بارگاہ فرزند علی کاظمی بیرون شاہدولہ گیٹ میں ہے یہ تینوں حقیقی بھائی تھے ان بزرگوں کی قبریں سیالکوٹ کے قصبہ جیٹھی کے میں تھیں دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے جب دریا کا پانی مزارات میں آنا شروع ہوا تو ان بزرگوں نے خواب میں اپنے عزیزوں کو اشارہ دیا کہ ہمیں یہاں سے نکال کر نور پور سیداں گجرات شہر میں دفن کیا جائے موجودہ جگہ جہاں آج کل انکے مزارات ہیں یہاں دفن کرنے کا اشارہ فرمایا۔ اپنے وقت کے اولیاء کرام ان مزارات پر حاضری دیتے رہے ۔ سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکارؒ کی حاضری بھی یہاں بیان کی جاتی ہے ۔ کہتے ہیں کہ جب ان بزرگوں کے مزارات سے تابوت نکالے گئے تو آپ کے چہرے اور جسم صحیح سلامت پائے گئے ۔ ان بزرگوں کے وصال کو عرصہ ساڑھے چار سو سال ہو چکا ہے ساروکی میں شاہ عبداللہ ابوالقاسم کا سلسلہ بھی ان بزرگوں سے ملتا ہے یہ مزار نور پور میں سادات کے قبرستان میں ہے ۔ جانب مشرق باوا سید میر حسین کاظمی المشہدی بن سید میر عبداللہ ابو القاسم کاظمی المشہدی ، درمیان میں باوا سید میر میراں کاظمی المشہدی بن سید میر عبداللہ ابو القاسم کاظمی المشہدی اور جانب مغرب باوا سید حیدر شاہ کاظمی مشہدی بن سید باغ علی بن میرولی اللہ کاظمی مشہدی کے مزارات ہیں ۔ ان مزارات کے ساتھ امام بارگاہ اور مسجد بھی ہے ۔

marfat.com

پیر طریقت حضرت سید منظور حسین شاہؒ قادری سروری محلہ دسوندھی پورہ گجرات شہر

گجرات شہر کی مشہور سڑک

سرگودھا روڈ کے قریب محلہ دسوندھی پورہ میں حضرت سید منظور حسین شاہ کا آستانہ مبارک ہے۔ جہاں رشد و ہدایت کی شمع روشن ہے۔ آپ 1926ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ پھر آپ کے والد محترم پیر سید فضل حسین شاہؒ وہاں سے موضع کسوکی تحصیل ضلع گجرات میں تشریف لے آئے۔ اور وہیں سکونت اختیار کی آپ کے والد تھوڑے عرصہ میں مالک حقیقی سے جاملے پھر آپ کی پرورش والدہ محترمہ نے شروع کی مابعد ان کا بھی انتقال ہو گیا والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش دادی جان نے شروع کی اور ساتھ ہی تعلیم و تربیت کے لئے میاں خلیل الرحمن صاحب کے پاس چھوڑ آئیں۔ وہاں آپ نے دینی و دنیاوی علوم حاصل کئے وہاں سے فیصل آباد حضرت مولانا سردار احمد لائلپوریؒ کے ہاں سے علوم دینی مکمل کئے فارغ ہو کر جب واپس تشریف لائے تو ایک دینی درسگاہ کا پروگرام بنایا۔ مولانا سردار احمد خان صاحب لائلپوریؒ کو دعوت دی آپ تشریف لائے اور مدرسے کا نام آپ کے والد کے نام کی نسبت سے جامع فضل العلوم رضویہ تجویز کیا آپؒ کو روحانی فیض آستانہ عالیہ چھالے شریف حضرت پیر سید منظور حسین شاہؒ کے علاوہ گوندل شریف میں حضرت سائیں فرید قلندر لجپال سے حاصل ہوا۔ آپ ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں آپ کا وصال 1981ء میں ہوا آستانہ پر یکم کاتک 17 اکتوبر 18 ذوالحجہ کو عرس منایا جاتا ہے نصیب آباد میں اسوج کے آخری جمعہ کو عرس منایا جاتا ہے۔

تحصیل پھالیہ کے گاؤں گوہڑ شریف میں حضرت حافظ عبدالباریؒ کا مزار

گوہڑ شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کا مشہور معروف قصبہ ہے۔ یہاں حضرت حافظ عبدالباریؒ کا مزار مبارک ہے آپ بہت بڑے درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں آپ خاندان علویہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی پیدائش کا سال 1759ء اور وصال کا سال 1830 بیان کیا جاتا ہے۔ مشتاق احمد قریشی کے مطابق آپ کا سلسلہ بائیسویں پشت سے حضرت محمد بن حنیفہؒ سے جاملتا ہے۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند تھے۔ آپ ملتان سے آکر گوہڑ شریف میں آباد ہوئے تمام عمر درس و تدریس میں معروف رہے کئی دلوں کو روحانیت کی روشنی سے منور کیا۔ آپ کو روحانی فیض حضرت شاہ رکن عالمؒ آف ملتان سے حاصل ہوا۔ گوہڑ شریف میں آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے ہر سال جیٹھ کے مہینے میں آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے عرس کے موقع پر اہل دیہہ اور گردونواح سے ارادتمند پوری عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ بھر میں مشہور ہیں۔ جو بھی آپ کے حضور حاضری دیتا دینی دنیاوی فیض سے مالا مال ہو جاتا۔

marfat.com

تاریخی مقامات

○

تاریخی واقعات

○

قدیم بستیاں

○

marfat.com

سکندر اعظم اور راجہ پورس کی جنگ سرزمین گجرات پر ہوئی تھی

گجرات قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ ہے۔ یہاں تاریخ کے اوراق کھلتے اور بند ہوتے رہے۔ غیر فانی عظمتوں کی سرزمین جس کو دو دریاؤں کے پانی نے شفاف بنا دیا ہے۔ اس دھرتی کے باسیوں میں بہادری جانثاری کے شعلے جواں ہوا ں ہیں۔ برصغیر کے حکمرانوں اور دوسرے فاتحین کی داستانیں اپنی دھرتی کے سینے پر رقم کئے ہوئے ہے۔ دو دریاؤں کی سرزمین گجرات پر راجہ پورس اور سکندر اعظم کی معرکہ آرائیوں کی انمٹ داستانیں آج تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ جہاں دنیا کے عظیم حکمران راجہ پورس اور سکندر اعظم آمنے سامنے ہوئے اور اس دھرتی کے باسی راجہ پورس نے فاتح اعظم سکندر کی یلغار کو روکا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہادری جرات ہمت کی روایات کو قائم رکھا۔

سکندر اور پورس کے درمیان یہ معرکہ ۳۲۶ قبل مسیح دریائے جہلم کے کنارے موجودہ ضلع گجرات کی زمین پر ہوا۔ یہ معرکہ مونگ کے میدانی علاقوں میں ہوا۔ ماضی میں دست بدست جنگیں کھلے میدانوں میں ہوا کرتیں اور فریقین کی افواج دور دور تک پھیلی ہوا کرتی تھیں۔ مونگ کا قصبہ ایک قلعہ نما ٹیلہ پر آباد ہے۔ جس کے تین اطراف آبادی ہے۔ لیکن شمال جنوب کی جانب قلعہ کی دیوار اب بھی تنگی ہے۔ یہاں اب بھی ہڈیوں کی تہہ نمایاں نظر آتی ہے۔ بڑی بڑی ہڈیوں کے ڈھانچے کسی تباہی اور بربادی کی داستان بیان کرتے ہیں۔ کھدائی کے دوران قدیم دور کی اشیاء مٹی میں پائی گئی ہیں۔ مونگ کا قلعہ نما قصبہ بہت ہی بلندی پر واقع ہے۔ موسم صاف ہو تو دور دور تک پہاڑی اور دریائی سلسلہ کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں دریائے جہلم کی چوڑائی کم ہے۔ سکندر نے دریا کو عبور کیا اور جلالپور شریف کے قریب نالہ گنڈر جو غالباً الیگزنڈر کے نام سے منسوب ہے کے راستہ سکندر کی فوج آگے بڑھی راجہ پورس کی حکومت دریائے جہلم اور چناب کے درمیان کا وہ علاقہ ہے جسے چج دوآبہ کہتے ہیں۔ یہاں پر قائم تھی۔ پورس کی فوج پچاس ہزار پیدل تین ہزار سوار ایک ہزار جنگی سے زیادہ ہاتھی تھے۔

سکندر نے انہیں فتح کرنے کے لئے افغانستان کا رخ کیا کوہ ہندوکش کافرستان چترال اور کوہستانی علاقہ کو زیر کرتا ہوا ٹیکسلا تک آ پہنچا ٹیکسلا کے راجہ نے اطاعت قبول کرلی اس دربار میں سکندر نے پورس کو اطاعت کے لئے پیغام بھیجا جس کا جواب خطہ گجرات کے فرزند پورس نے یہ دیا کہ بہادروں کی ملاقات میدان جنگ میں ہوتی ہے۔ اگرچہ پورس کو یہ معلوم تھا کہ سکندر تو دنیا کا فاتح ہے۔ اس کے پاس عظیم الشان فوج ہے لیکن اس دھرتی کا سپوت دریائے جہلم کے مشرقی کنارے مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا۔ نتائج سے بے پرواہ اپنی فطرت سے مجبور ہو کر پورس نے اعلان کیا سکندر سے تعلقات کا فیصلہ لڑائی کا میدان ہی کرے گا۔ وطن کی مٹی نے اس کی پکار سنی۔ سہانی ہوا نے گیت گایا سورج کی کرنیں دریا کی لہروں سے کھیلتی نظر آئیں۔ پیپل کے پتوں نے تالیاں بجائیں۔ دریا میں

marfat.com

طغیانی کی وجہ سے پورس پر حملہ کرنا دشوار تھا۔ لیکن یونانی فاتح کا حوصلہ بھی بلند رہا۔ مسلسل بارشوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کے باوجود سکندر کی فوج مناسب جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جہاں سے کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کیا جا سکتا ہے۔ آدھی رات کے وقت جب طوفان تھم چکا تھا۔ اندھیرا چھا گیا تو دریائے سندھ کو پار کرنے والی کشتیاں دریائے جہلم میں حرکت میں آ گئیں یونانی فوجوں نے سکندر کے ہمراہ دریا عبور کیا لیکن پورس کی سرحدی چوکیاں سکندر کی نقل و حرکت نہ دیکھ سکیں۔

حملہ آور نمودار ہوئے تو پورس نے اپنے بیٹے ہری کی سرکردگی میں لشکر یونانیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا لیکن وہ کیچڑ میں پھنس گئے اس راج کمار کو کامیابی نہ ہوئی۔ پورس کو بیٹے کی موت کی خبر ملی اب پورس لڑائی کے لئے خود تیار ہوا دنیا کے عظیم فاتح سکندر اعظم کا حملہ روکنے کے لئے راجہ پورس اپنی تمام فوج کے ساتھ میدان جنگ میں نمودار ہوا۔ یہ فوج ہاتھیوں جنگی رتھوں سواروں اور پیدل فوج پر مشتمل تھی تیروں کی لمبائی تین گز سے کم نہ تھی ڈھال اور لوہے کے سینے بند بھی ان کی ضرب کو روکنے میں ناکام ثابت ہوئے تھے۔ یونانی فوج کے ایک ہزار گھوڑ سوار تیر انداز چلتے چلتے راجہ پورس کی فوج پر حملہ آور ہوئے تیر برساتے راجہ کی فوج جوابی حملہ میں کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ ان کے پیروں کے نیچے کیچڑ تھا پھسلنے کی وجہ سے وہ اپنی کمانوں کو صحیح طور پر استعمال نہ کر سکے ساتھ ہی سکندر نے دائیں بائیں اطراف سے حملہ کر دیا راجہ پورس کی فوج جنگی ہاتھیوں کی دیوار کے زیر سایہ پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔ اب راجہ کی فوج ہر طرف سے گھر چکی تھی۔ جنگی ہاتھی بھی کسی کام نہ آ سکے تیروں کی بوچھاڑ سے ان کے بہت سے بہادر مارے گئے۔ ہاتھی خوف سے اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ہی آدمیوں کو روندتے چلے گئے۔

اس لڑائی میں راجہ پورس کے ہزاروں پیادہ اور سوار خاک و خون میں تڑپ گئے۔ اس تمام افراتفری کے باوجود خطہ گجرات کا یہ خوبصورت بہادر راجہ آخری وقت تک اپنی بکھری ہوئی فوج کو جمع کر کے بہادری سے لڑتا رہا اس کے ہاتھیوں نے بھی وفاداری کا ثبوت دیا۔ راجہ پورس کے دو بیٹے میدان جنگ میں وطن کی خاک پر قربان ہو چکے تھے خود راجہ کا جسم زخموں سے بھرا پڑا تھا۔ یونانی حیران تھے کہ باوجود تباہی، بربادی اور شکست کو سامنے دیکھتے ہوئے راجہ پورس نے ایران کے شہنشاہ کی طرح میدان جنگ سے منہ نہیں موڑا جرات اور ہمت کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹا رہا زخموں سے چور راجہ کی امیدیں جب منقطع ہو گئیں تو وفادار ہاتھی اپنے راجہ کو لے کر ایک طرف روانہ ہوا کہ اچانک ٹیکسلا کا راجہ امبھی اس کے سامنے آیا باوجود کمزوری کے راجہ پورس نے اپنی تمام قوت جمع کر کے ایک نیزہ راجہ امبھی کو مارا لیکن وہ بچ گیا اور بھاگ کر سکندر کے پاس چلا گیا۔ سکندر نے راجہ پورس کے دوست کو بھیجا جس نے ہاتھی رکوا کر پانی پیش کیا اور قسمت پر شاکر رہنے کی ترغیب دی جب سکندر نے راجہ کو اپنی طرف آتے دیکھا وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر پورس کے استقبال کے لئے پہنچ گیا۔

marfat.com

اب دنیا کے دو بہادر ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ سکندر نے اپنے مدمقابل سے دریافت کیا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا۔ پورس نے کہا کہ وہی سلوک جو بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس جواب سے دنیا کا فاتح اتنا خوش ہوا کہ نہ صرف اس کی اپنی سلطنت بلکہ اس سے کچھ زیادہ علاقہ بھی راجہ پورس کو بخش دیا جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ سکندر نے جلالپور شریف کے نزدیک دریا عبور کیا اور مونگ کے گردو نواح میدانوں میں جنگ ہوئی۔ سکندر کی فوج کا مرکز بھی جلالپور شریف تھا جہلم گزیٹر اور کرانیکلز آف گجرات نے بھی اس بات کی تائید کی ہے کہ راجہ پورس کا فوجی مرکز مونگ تھا اس کی فوج مونگ سے لے کر کھڑی کھریالی تک پھیلی ہوئی تھی۔ مونگ کے قلعہ میں کھدائی کے دوران سونے کے سکے بھی برآمد ہوئے۔ آج بھی یہ بات مشہور ہے کہ راجہ پورس کا خزانہ اور [illegible] مونگ کے قلعہ کے نیچے دفن ہے۔ یہاں سونے کی مورتیاں بھی پائی گئی تھیں۔ آئینہ گجرات کے منصف شیخ کرامت اللہ نے راجہ پورس کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ پنجاب برصغیر کا اہم صوبہ ہے جہاں زمانہ دید کے مجموعے [illegible] گئے اسی صوبہ میں ٹیکسلا میں عظیم الشان یونیورسٹی تھی۔ یہی وہ صوبہ ہے جس میں مہابھارت مشہور مہا [illegible] یعنی کوروں اور پانڈوں نے آپس میں زبردست لڑائیاں لڑیں۔ یہی وہ صوبہ ہے جس میں سکندر جو ایک زبردست فاتح ہونے کے باوجود راجہ پورس جیسے بہادر مدمقابل کا سامنا کرنا پڑا گجرات بعید قدیم و جدید از ڈاکٹر احمد حسین قلعہ داری نے جنگ کا نقشہ کھینچتے ہوئے راجہ پورس کی شخصیت بیان کی سکندر ٹیکسلا کے راستہ پونچھ پر حملہ آور ہوا اس وقت دریائے جہلم اور چناب کے درمیان یعنی موجودہ گجرات یا پارٹی کوٹی پر راجہ پچن پال کے پوتے پورس کی حکومت کی تھی۔

پورس اپنے وقت کا جلیل القدر حکمران تھا اور ساڑھے چھ فٹ قد۔ بہادری جوانمردی کا پتلا حمد [illegible] کے جانباز شہنشاہ نے یہ گھمسان کی جنگ بڑی جانفشانی سے لڑی۔ گجرات کی بات از اسحاق اشفتہ میں پورس کا [illegible] بیان کیا گیا قدیم پاک و ہند تاریخ پر تاریکی کا پردہ ہے۔ اس روشنی میں جو خطہ زمین سب سے زیادہ منور [illegible] ہے وہ جہلم چناب کا یہی درمیانی خطہ گجرات ہے۔ یہاں مزاحمت کا وہ بلند مینار قائم ہوا۔ جس سے تاریخ عالم [illegible] ہوئی دنیا کا عظیم فاتح سیلابوں کی طرح بڑھتا چلا آرہا ہے۔ راجہ پورس کے لئے سب سے زیادہ دل شکن کی [illegible] تھی کہ سر زمین ہند کے تمام مہاراجے اسی یورپی حملہ آور کی اطاعت قبول کرتے جارہے تھے۔ اور اس [illegible] پیچھی کر رہے تھے۔ سکندر کی فوجی طاقت اور وسعت سلطنت کے سامنے راجہ پورس کی مملکت اور فوج [illegible] نسبت اور کوئی مقابلہ نہ تھا مگر راجہ پورس کے پاس ایک چیز ضرور تھی۔ وہ اس کی شجاعت مردانگی اور [illegible] تھا اس کی غیرت و حمیت تھی تلوار کے ساتھ اس کی پریت غنیم کے چیلنج پر میدان میں نکلنے کی ریت تھی [illegible] وطن عزیز کو غیر کے قدموں سے بچانے کے لئے میدان میں ڈٹ گیا تلوار نیام سے نکالی اس پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ سکندر کے ساتھ میرے تعلقات کا فیصلہ اس کی دھار پر ہوگا پنجاب کا مقدمہ از حنیف رامے پنجاب کے جو ہیرو [illegible] گئے ہیں۔ ان میں سرفہرست نام راجہ پورس کا ہے۔

marfat.com

وہ لکھتے ہیں کہ قدیم یونانی مورخین کے مطابق راجہ پورس کی حکومت جہلم اور چناب کے درمیانی علاقہ میں قائم تھی ۳۲۶ قبل مسیح میں سکندر اعظم نے پنجاب پر حملہ کردیا تو وہ پورس کی ذاتی بہادری جرات وہمت اور مزاحمت سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ جہاں پورس کے ہمسائے ٹیکسلا کا راجہ امبھی کشمیر کا راجہ ال سار یونانی فوجوں پر تیر چلائے بغیر گھٹنے ٹیک گیا وہاں راجہ پورس جنگی ساز و سامان کیل کانٹے سے لیس ہو کر مقابلے پر اتر آیا۔ سکندر نے لاکھ چاہا کہ پورس مقابلہ سے ہاتھ اٹھائے مگر پورس پیدائشی بہادر تھا۔ وہ مقابلہ کے بغیر دوستی کا ہاتھ بڑھانے یا ہار ماننے کو عزت کے تقاضوں کے خلاف جانتا تھا۔ مشہور ہے کہ اس نے سرزمین پنجاب کی حفاظت اور دشمنوں کے خلاف مزاحمت کی قسم اٹھا رکھی تھی۔ پورس پنجاب کی اصل مٹی سے بنا تھا۔ آخری دم تک ڈٹا رہا۔ مستند تاریخ دانوں کے مطابق یہ جنگ سکندر کی اہم ترین معرکوں میں ایک تھی۔ تاریخ دان سکندر اور پورس کو برابر کی جنگ قرار دیتے ہیں۔ سکندر کی فوج اس لڑائی کے بعد دل برداشتہ ہو گئی سکندر نے مصالحت کے تحت پورس کو دوست بنا لیا۔ مہینوں کی محنت کے بغیر ہزاروں ساتھیوں کی جانیں گنوا کر ہاتھ آئے ہوئے علاقے کون واپس کرتا ہے۔ وہ بددلی جو پورس کے ساتھ اس جنگ نے یونانی فوج میں پھیلا دی تھی جلدی رنگ لے آئی۔

جلالپور شریف ضلع جہلم میں سکندر اعظم کی یادگار

marfat.com

ہیلاں میں شیخ علی بیگ کا مقبرہ

سکندر اعظم کے حملہ کے وقت ہیلاں بہت بڑا شہر تھا

گجرات کی تاریخ اس قدر پرانی ہے جس قدر کہ خود بنی نوع انسان کی تاریخ پر قدامت کا گمان ممکن ہے۔ یہاں عہد قدیم میں بڑے بڑے تاریخی خونریز معرکوں کی یادگاریں اب بھی موجود ہیں۔ سکندر اعظم اور راجہ پورس کے درمیان تاریخی لڑائی بھی اس خطہ کے میدانوں میں ہوئی بعد کے حملہ آور اور حکمران جو بھی اس سرزمین سے گزرے تاریخ کا ایک حصہ بن گئے۔ گجرات میں تاریخی اہمیت کی دوسری یادگاروں کے علاوہ موضع ہیلاں میں تاریخی اور پرانی یادگار ایک مقبرہ پختہ ہے۔ ہیلاں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سکندر اعظم کے گجرات پر حملہ کے وقت اس کی محبوبہ اس کے ہمراہ تھی۔ اتفاق سے وہ یہیں وفات پا گئی اس کی قبر اس وسیع و عریض میدان میں جو پندرہ سولہ میل میں پھیلا ہوا تھا اور پورس اور سکندر کی رزم گاہ تھی۔ اس میں دفن کردی گئی اس کا نام ہیلن تھا اس کے نام کی نسبت سے جب آبادی کے آثار نمودار ہوئے اس کا نام ہیلاں ہوگیا بعض روایات کے مطابق سکندر اعظم کے یونانی گھوڑے کا نام ہیلاں تھا۔ یہاں کچھ وسیع و عریض اور مشہور کھنڈرات ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں صحیح تاریخ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ وہاں سے کچھ ایسے سکے بھی دستیاب ہوئے جن پر آٹھویں صدی ہجری کی تاریخ درج ہے۔

گجرات سے سرگودھا روڈ کے پیالیس کلومیٹر مانو چک سے ایک سڑک شمال سے ان سرسبز و شاداب میدانوں کی جانب جا نکلتی ہے۔ جہا سکندر اور پورس آمنے سامنے ہوئے جب راجہ پورس قید کر کے سکندر کے سامنے پیش کیا گیا تو سکندر نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ جس پر راجہ پورس نے کہا کہ وہی سلوک جو بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ تاریخی الفاظ آج بھی زندہ تابندہ ہیں۔ اس سڑک سے پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر جانب مشرق نہر اور سیم نالہ کے درمیانی اجیرہ کے سرسبز میدان میں ایک عالی شان دو منزلہ پرانی تاریخی یادگار مقبرہ اس سے ملحقہ اور بارہ دری نما عمارت موجود ہے۔ اس مقبرہ اور قصبہ ہیلاں کا ذکر بابر کے زمانہ میں بھی آتا ہے۔ بابر نے اس جگہ ایک لڑائی لڑی تھی مقبرہ کے تعویز لحد پر لکھا ہوا ہے شیخ علی بیگ ابن حسن علی خان عرب ۹۹۹ میں وفات پائی۔ ہیلاں اس زمانے میں ایک صدر مقام تھا تزک جہانگیری میں لکھا ہے۔ کہ شہنشاہ اکبر ہیلاں میں آیا گھوڑے پر سوار تھا گھوڑا بدک گیا شہنشاہ نیچے گر پڑا۔ بہت سی چوٹیں آئیں۔ کچھ دنوں آرام کیا صحت ہوئی تو شہنشاہ اکبر نے غسل صحت کیا ملک الشعراء فیضی نے اس تقریب پر ایک خاص قطعہ پیش کیا جس میں غسل صحت کی ترکیب پہلی بار استعمال کی گئی۔

یہ مشہور زمانہ ترکیب گجرات کے علاقہ میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں وضع ہوئی۔ اس پرانی اور تاریخی عمارت کے قریب

marfat.com

کوئی بارہ دری نما عمارت تھی۔ جو اب مسمار ہو چکی ہیں۔ مگر چند قبروں کے نشان باقی ہیں یہ غالباً حفاظتی عملہ کے لئے بنائی گئی تھی۔ سطح زمین سے کافی بلند ہے اس تاریخی عمارت کے نیچے سرد خانہ اور سرنگ بھی ہے۔ قبر بھی اس سرنگ میں ہے۔ محکمہ اوقاف نے خطرہ کے پیش نظر اس سڑک کو بند کردیا ہے۔ لیکن سرنگ کا نصف دہانہ اب بھی کھلا ہوا ہے۔ ماضی مین کئی افراد شکاری کتوں سمیت داخل ہوئے مگر واپس نہیں آئے سرنگ کی لمبائی دور تک ہے۔ پختہ دیواریں اور فرش پر سولنگ لگی ہوئی ہے۔ جس میں ایک انسان آسانی سے چہل قدمی کر سکتا ہے۔ اس سرنگ کے ساتھ مزید چار سرنگوں کے دروازے اور اس مقبرہ کے نیچے مکان نما دیواریں ہیں۔ مقامی روایات کے مطابق اس مقبرہ کے ساتھ کئی داستانیں منسوب ہیں۔ مقبرہ پر سنگ مرمر کا ایک بہت بڑا پتھر نصب ہے جس پر مدفون کا نام اور بقیہ حصہ پر آیت الکرسی و کلمہ طیبہ تحریر ہے۔ اس کے دائیں بائیں جانب ایک ایک قبر ہے۔ اس پرانی اور تاریخی عمارت کے چار دروازے اور آٹھ روشن دان ہیں۔ دیواروں کی چوڑائی تقریباً پندرہ سولہ فٹ ہے۔ دیواروں پر نقش نگار اور اشعار درج ہیں۔ بالائی منزل کئے لیے بیس کے قریب سیڑھیاں ہیں مقبرے کے اوپر بہت بڑا گنبد ہے۔ نکاسی آب کے لئے کئی پرنالے بھی بنائے گئے ہیں اس مقبرہ کے ساتھ جو بہت انوکھی بات منسوب ہے وہ ایک درخت ہے جسے کھرنی کے نام سے پکارتے ہیں۔

پورے علاقے میں صرف ایک ہی قسم کا درخت جس کے متعلق مشہور ہے اس کی پرورش دودھ سے کی گئی ہے۔ طوالت میں ساٹھ فٹ موٹائی میں سولہ فٹ، جس کا پھل کھجور کی مانند میٹھا اور لذیذ تھا۔ جس میں دودھ کی طرح میٹھا رس نکلتا تھا۔ اس درخت کا سایہ تین کنال رقبہ تک ہوا کرتا تھا۔ یہ عمارت اب شکستہ اور مخدوش حالت میں ہے۔ تین طرف کے برج گر چکے ہیں ایک برج قائم ہے۔ سیڑھیاں بھی ٹوٹ چکی ہیں۔ احاطہ کی دیواریں مکمل طور پر گر چکی ہیں۔ باغ اور بارہ دری کا نشان مٹ چکا ہے۔ اس تاریخی عمارت کے ایک طرف نہر کی شاخ دوسری جانب سیم نالہ ہے۔ درمیان میں وسیع عریض سرسبز اور ہموار میدانی رقبہ ہے۔ جہاں تفریح گاہ اور پارک تعمیر ہو سکتے ہیں اور ماضی کی شان و شوکت کے مطابق اس تاریخی عمارت کی مرمت نگہداشت اور دیکھ بھال بھی بہت ضروری ہے۔ جو سیاحوں کے لئے دلچسپی کا سامان پیدا کر سکتی ہے۔ برصغیر میں مغلیہ دور کے تاریخی نشانات کی حفاظت ہمارا قومی فریضہ ہے۔

===

marfat.com

مانگٹ میں کئی سو سالہ قدیمی مسجد اور سکھوں کا گردوارہ

گجرات قدیمی بستیوں کی سرزمین ہے۔ یہاں تاریخی عمارتیں بڑے بڑے ٹیلے تباہ شدہ بستیاں باؤلیاں اس کے قدیم ہونے کی نشاندہی کرتی ہیں۔ گجرات سے جانب مغرب پھالیہ اور منڈی بہاؤالدین کے درمیان ایک مشہور قصبہ مانگٹ ہے۔ جہاں ایک بہت ہی پرانی اور کچی مسجد اب بھی موجود ہے جو سال ۷۰۰ھ ہجری یعنی سات سو سال قبل تعمیر ہوئی۔ جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کی بنیاد شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی۔ یہ مسجد اب تک کچی ہے کچی مسجد کے دروازے پر لکھا ہے بناہذا المسجد الشریف بدست اقدس سراج السالکین حضرت خواجہ محمد سلیمان سہروردی۔ حضرت خواجہ محمد یوسف سہروردی ۷۰۰ھ ہجری تاریخ گجرات از مرزا اعظم بیگ نے اس بات کی تائید کی ہے۔ بنیاد کسی نے بھی رکھی ہو، مسجد کی خوبی خود مسجد کی موجودگی سے عیاں ہے۔ کچی مٹی کی دیواریں استوار کی گئی ہیں۔ جن کو صدیاں گزریں ابھی مرمت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ان مضبوط دیواروں اور چھت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی کئی صدیاں آسمانی آفات طوفان آندھی بارش کا مقابلہ مضبوطی سے کر سکتی ہیں۔ یہ کچی مٹی چونے سیمنٹ کی دیواروں سے زیادہ مضبوط نظر آتی ہے۔

اہلیان دیہہ کا خیال ہے کہ یہ اس فقیر بزرگ کی کرامت ہے اس اعتبار سے لوگ اس مسجد کو متبرک اور مقدس مانتے ہیں۔ مسجد مانگٹ دیہہ کے نشیب میں واقع ہے۔ جہاں پانی اور سیلاب کی یورش رہتی ہے۔ لیکن کسی بابرکت فقیر کی کرامت ان طوفانوں کے مقابلہ میں قوی اور بہت مضبوط ہے۔ غیر مسلموں کے حملے بھی اس مسجد کو نقصان نہیں پہنچا سکے۔ ساری مسجد مٹی سے تعمیر کی گئی ہے۔ جو سطح زمین سے کئی فٹ نیچے ہے۔ بزرگوں کے بقول یہ مسجد تاقیامت اسی حالت میں رہے گی۔ جس کے پیش نظر ملحقہ نئی پختہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ کئی بزرگوں درویشوں نے مسجد کے اندر سالہا سال یاد الٰہی میں گزارے۔ یہ مسجد سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں انتہائی سرد ہوتی ہے۔ کچی دیواریں چار چار فٹ چوڑی ہیں۔ چھت پر بہت ہی سخت قسم کی لکڑی کے بالے ہیں۔ ستون چوبی ہیں جو بظاہر پتھر کی مانند سخت ہیں۔ مسجد کی دیواروں میں طاقچے ہیں۔ مسجد اسی نام سے مشہور ہے۔ اہل دیہہ کا اعتقاد ہے کہ شمال مشرقی کونے میں نوافل ادا کرنے سے مصیبت اور پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس مقدس جگہ پر کئی بزرگوں نے چلہ کشی کی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے۔ اسی قصبہ مانگٹ میں سکھوں کا ایک گردوارہ بھی موجود ہے۔ جس کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بڑی عقیدت اور احترام سے تعمیر کروایا تھا۔ اس گردوارہ میں گرنتھ صاحب کی اصل کاپی جو گروارجن صاحب نے تیار کی تھی اپنے قلم سے لکھی تھی، اس عمارت میں محفوظ تھی۔ سکھ میاں کا بہت احترام کرتے اس دھرمسالہ کے ساتھ کافی اراضی حویلیاں اس کی جاگیر تھیں۔ جو تقسیم کے وقت ختم ہو گئیں۔ سکھ لوگ گرنتھ صاحب کا بہت احترام کرتے ہیں۔ یہ گرنتھ صاحب ہر چھ ماہ بعد اس گردوارہ میں پڑھی جاتی تھی۔

marfat.com

گرنتھ صاحب کے پڑھنے والے کو بھائی کہتے بھائی گرنتھ صاحب پڑھتا اور تمام سامعین بڑے احترام اور شوق سے گرنتھ سنتے پڑھتے اور سننے والوں کیلئے خاص قسم کا کھانا تیار کیا جاتا۔ جس میں گڑ، گھی، سوجی بادام مساوی الوزن سے حلوہ پکایا جاتا۔ جس کو سکھ لوگ اپنی زبان میں کڑہ محا پرشاد کہتے۔ یہ صرف گرنتھ صاحب پڑھنے اور سننے والے کھا سکتے تھے۔ مانگٹ میں یہ کڑہ پرشاد ہر چھ ماہ بعد پکتا تھا۔ سکھوں کی اس مقدس عمارت کے ارد گرد بہت بلند اور مضبوط چار دیواری تعمیر کی گئی ہے۔ یہ دو منزلہ عمارت بہترین نقش و نگار سکھوں کی طرز تعمیر کی نشاندہی کرتی ہے۔ گنبد پر سنہری رنگ کا ستون اور چاروں کونوں پر حفاظتی برج اب بھی قائم ہیں۔ دور سے دیکھنے پر یہ عمارت ایک قلعہ کی مانند نظر آتی ہے۔ بیرونی دروازہ کے قریب ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ سنگ مرمر کے پتھر پر سکھوں کی زبان میں عبارت تحریر ہے۔ یہ عمارت کئی کمروں اور برآمدوں پر مشتمل ہے۔ دروازہ شاہی قلعہ کی مانند ہے۔ یہ گردوارہ لاہور میں سکھوں کی عمارتوں کے طرز پر تعمیر شدہ ہے۔ اس تاریخی عمارت کی نگرانی اور دیکھ بھال نہ کی گئی تو تاریخی ورثہ کے نشان آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گے۔ گردوارہ کے باہر پانی کا بہت بڑا تالاب ہے

ہیلاں میں شیخ علی بیگ کا قدیمی مزار

marfat.com

گجرات کا تاریخی قلعہ اور شاہی حمام

گجرات کا قدیمی اور تاریخی قلعہ جس کے ساتھ کئی داستانیں، روایات اور تاریخی معرکے وابستہ ہیں اب آہستہ آہستہ مسمار ہو رہا ہے۔ اس کے تاریخی نشان مٹتے جا رہے ہیں یہ قلعہ محکمہ آثار قدیمہ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ انتہائی بلندی پر واقع اس قلعہ میں داخل ہونے کے لئے چاروں سمت دروازے شیشیانوالہ دروازہ شاہدولی دروازہ، کالری دروازہ، اور کابلی دروازہ کے نام مشہور ہیں۔ قلعہ کے چار برج ہیں ان برجوں کے نیچے بزرگوں کی قبریں واقع ہیں۔ تہہ خانوں اور سرنگوں کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ نور جہاں کے لڑکے شہریار کی قتل گاہ باؤلی کنواں پرانی تحصیل کے علاوہ جو مشہور تاریخی عمارت ہے۔ وہ گجرات کا شاہی حمام ہے۔ جسے اکبری حمام بھی کہتے ہیں کابلی دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی بلندی پر چڑھتے ہوئے ایک بلند بالا عمارت پر یہ بورڈ آویزاں نظر آئے گا۔ اب حمام گرم ہے یہ شاہی حمام باولی اور قلعہ مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے بیک وقت تعمیر کرائے۔

یہ حمام اکبر بادشاہ کی ذاتی دلچسپی سے تعمیر ہوا یہ چھوٹی سی تاریخی عمارت ماضی میں ہر حکمران اور دیکھنے والوں کے لئے خصوصی توجہ کا مرکز رہی، طب کی مخصوص حکمت عملی کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔ یہ شاہی حمام ملک احمد حسین کی ذاتی ملکیت ہے۔ اس کے بزرگ اس کی دیکھ بھال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ قریب ہی سکھوں کے چھٹے گرو کے نام سے محلہ کا نام چھٹی بادشاہی ہے۔ سکھوں نے اپنے دور میں بعض تبدیلیاں کیں۔ روایت ہے کہ اکبری حمام کے نیچے ایک دیگ میں مخصوص کیمیکل سے بنا ہوا ایک دیا نصب تھا جو ہر وقت جلتا رہتا جس کی تپش سے حمام گرم رہتا۔ حمام کی بھاپ سے گنٹھیا، جھولا، لقوہ سوبک، استرخا، تشنج، تمدد، ریح، (عرق النسا) رعشہ ادھرنگ جسم کا جھولنا فالج کے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ حمام میں بھاپ سے پسینہ دے کر جسم سے زہریلے مادے خارج کر دیئے جاتے ہیں۔ اور مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔

گجرات میں قیام کے دوران شہنشاہ اکبر کی بیٹی متذکرہ کسی ایک مرض میں مبتلا ہو گئی۔ بادشاہ نے شاہی طبیب سے مشورہ کیا شاہی طبیب کی ہدایت پر یہ حمام تیار کیا گیا۔ اور شہزادی کو حمام کرایا گیا اور وہ صحت یاب ہو گئی۔ حمام ماضی میں شاہی خاندان کے مریضوں کے لئے مخصوص تھا۔ یہ حمام چھ کمروں پر مشتمل ہے۔ تاکہ مریض پر فوری طور پر ہوا کا یا موسم کا اثر نہ ہو سکے۔ بیرونی کمرہ اور اسکے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اصلی حمام آخری کمرہ میں ہے۔ آخری دو کمرے مخروطی گنبد نما ہیں۔ کمرہ میں روشنی کے لئے شیشہ نصب ہے۔ گنبد نما کمروں کی دیواروں میں خلا رکھا گیا ہے۔ قیاس ہے کہ گرم ہوا بخارات بگزارنے کے لئے نالیاں نصب ہوں۔ جب حمام گرم ہو دیواروں سے بھی پسینہ ٹپکتا نظر آتا ہے۔ ہر کمرہ کا درجہ حرارت مختلف ہے۔ تاکہ مریض پر بیرونی ہوا موسم اثر انداز نہ ہو سکے۔ آخری کمرہ حمام میں پہنچنے پر سر سے لے کر پاؤں تک پسینہ نکل آتا ہے۔ گرم بھاپ اور غسل سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ گنٹھیا، جھولا، سوبک، استرحا، تشنج، تمود،

marfat.com

ـج، رعشہ، ادھرنگ لقوہ، فالج کے مریضوں کی مخصوص تیل سے مالش کی جاتی ہے۔ کمرہ حمام میں ایک دہانہ کے سامنے کرسی پر بٹھادیا جاتا ہے اور وہیں پر غسل بھی کروایا جاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک مریض صحت یاب نہ ہو جائے۔

اس حمام کے ساتھ اکبر بادشاہ نے کنواں بھی تعمیر کروایا تھا۔ جس کا پانی حمام میں استعمال ہوتا تھا اب یہ کنواں بند کردیا گیا ہے۔ ماضی میں حمام کی گرمائش بھاپ کا سارا دارومدار ایک دیا پر تھا جس کو مخصوص کیمیکل سے تیار کیا گیا جو جلتا رہتا۔ دیا فنی میں تحقیقات کے دوران بجھ گیا۔ اور دوبارہ روشن نہ ہو سکا۔ اس کی جگہ اب لکڑیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور باتیں بھی حیرت انگیز ہیں۔ ایک یہ کہ حمام کا گندہ پانی زیر زمین ہی غرق ہو جاتا ہے۔ لکڑیوں کی راکھ بھی زیر زمین چلی جاتی ہے۔ گجرات میں اور قدیم مغلوں کے وقت کی نشانیاں اور تاریخی عمارات صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی قائم دائم ہیں۔ ایک بادشاہ کی بنائی ہوئی یہ چھوٹی سی عمارت بڑے معالجوں اور طبیبوں کو چیلنج کر رہی ہے۔ آج بھی متذکرہ بیماریوں میں مبتلا مریض صحت یاب ہو رہے ہیں۔ اگرچہ دیا بجھ گیا ہے۔ لیکن حمام کی تپش اور بھاپ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

قلعہ گجرات کا برج جو مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے دور میں تعمیر ہوا

marfat.com

کھاریاں میں شہنشاہ اکبر کے دور کی تعمیر کردہ باؤلی

گجرات سے بائیس میل دور شمال کی جانب جی ٹی روڈ پر ضلع گجرات کی مشہور تحصیل کھاریاں جس کی پیشتر آباد
دریائے جہلم کے ساتھ واقع ہے۔ جس کی حد بندی دریا کرتا ہے۔ یہی دریا ہر حملہ آور سکندر اعظم اور اس کے بع
کے حملہ آوروں کے راستہ میں حائل ہوتا رہا رکھ بہی سرکار کے نام کا پہاڑی سلسلہ بھی ہے۔ جہاں قدیم آباد
کے نشان بھی پائے جاتے ہیں۔ کھاریاں کے گردونواح سرائے عالمگیر میں اکبر بادشاہ کی شکار گاہ کے آثار بھ
پائے جاتے ہیں۔ گلیانہ میں اکبر کا قلعہ بھی تعمیر ہوا تھا۔ گلیانہ کی اہمیت یہ ہے کہ گلیانہ دہلی کابل جانے والی ڈاک
کا اسٹیشن تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قلعہ کو دوبارہ تعمیر کرایا گلیانہ روڈ پر کھاریاں شہر کے شمال کی جانب مغل
شہنشاہ اکبر اعظم کے دور کی تعمیر کردہ ایک باؤلی (تاریخی کنواں) اب بھی موجود ہے۔ جس کی تعمیر ماہ رمضان
۱۰۱۳ھ میں ہوئی جس میں سیاہ پتھر اور پتھر کی سلیں استعمال کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی مسجد بھی ہے کسی درویش کا مقبر
بھی ہے جس پر یہ عبارت تحریر ہے (دربار عالیہ شوق شاہ ولی) باؤلی کے بیرونی دروازہ پر یہ کتبہ نصب تھا۔ نقل کتب
انکہ نوشتہ ات برنگ دروازہ بادل شرقی موضع کھاریاں اللہ بی نہ قد وقع الفراغ من تعمیر و تکمیلہ نے شہر الرمضان
المعظم فی ستہ اف ثلث عشر من ہجرہ النبی فی زمن الملک العادل المظفر جلال الدین محمد اکبر الغازی کا امر علی تعمیر علی
فتح اللہ بن حاجی حبیب اللہ قدس سرہ علیہ۔

اس باؤلی کی تعمیر تکمیل سے پانچ ماہ رمضان بزرگ ۱۰۱۳ھ پیچھے ہجری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بادشاہ عادل فتح
مند جلال الدین محمد اکبر غازی کے زمانہ میں جب کہ اکبر نے فتح اللہ ولد حاجی حبیب اللہ کو حکم کیا گیا خرچ کیا گیا اس
باؤلی پر مبلغ گیارہ ہزار روپیہ اکبری یا اللہ بخشش کی۔ اس شخص پر جس نے اس باؤلی کے بنانے کا حکم دیا درود محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور اس کی آل پر یہ کتبہ محکمہ آثار قدیمہ والے اٹھا کر لے گئے ہیں یہ باؤلی تین حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک
کمرہ نما عمارت جس کے باہر بہت بڑا لکڑی کا دروازہ نصب تھا۔ پھر سیڑھیاں ہر تیس سیڑھیوں کے بعد آرام
کرنے کے لئے چوک بنایا گیا ہے۔ آخری سیڑھی چوک پر بیٹھ کر آسانی کے ساتھ پانی برتن میں ڈالا جا سکتا ہے۔
آرام کرنے والے چوکوں پر روشنی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے چار دیواری بیرونی دیواروں کے نیچے پانی لانے والے
جانوروں کے لئے سایہ دار آرام گاہیں تعمیر کی گئی ہیں۔ تمام باؤلی پہاڑی پتھر سے تعمیر کی گئی ہے جس کا رنگ
سیاہ ہے قیاس ہے کہ یہ پتھر روہتاس سے لائے گئے تھے دوسری جنگ عظیم میں دفاعی ضرورت کے لئے اس
باؤلی کا پانی استعمال کیا جاتا تھا۔ ڈیزل انجن اور مشینری نصب کرنے کے نشان دیکھے جا سکتے ہیں۔ اب یہ باؤلی
انتہائی خستہ حالت میں ہے تمام محلہ کا کوڑا کرکٹ گوبر اس باؤلی میں پھینکا جا رہا ہے جس کی وجہ سے یہ باؤلی نصف کے
قریب گندگی سے بھر چکی ہے۔ یہ باؤلی اب جنگلی پودے درختوں اور گھاس سے اٹی ہوئی ہے۔

marfat.com

وطن عزیز میں ان تاریخی عمارتوں کے ساتھ محکمہ آثار قدیمہ کا سلوک انتہائی ناروا ہے یہ تاریخی قیمتی اثاثے اب آہستہ آہستہ مٹتے جارہے ہیں۔ اگر ان کی حفاظت نہ کی گئی تو آنے والی نسلیں ان تاریخی مقامات سے محروم ہو جائیں گی۔ یہ باؤلی کیسے تعمیر ہوئی ڈاکٹر پروفیسر احمد حسین قلعداری اپنی کتاب گجرات بعید قدیم وجدید میں لکھتے ہیں کہ جب ۱۵۴۲ کے قریب ہمایوں بادشاہ شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران کی طرف جارہا تھا کہ وہ راستہ میں کھاریاں کے مقام پر ٹھہرا یہاں ایک ہندو گرو بادشاہ کے پاس چند انار اور مکھن کا پیالہ بطور تحفہ لایا اور کہا بادشاہ سلامت میں نے آج خواب میں آپ کے گھر ایک روشن چراغ دیکھا ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی عظیم القدر خوش خبری آپ کو ملنے والی ہے اس واقع کے چند گھنٹے بعد ہمایوں کو کھاریاں کے مقام پر اکبر کی پیدائش کی اطلاع ملی ہمایوں نے گرو کو بلا بھیجا اور کہا ہم سے کوئی آرزو کر ہم اس آرزو کو پورا کریں گے گرو نے اس علاقہ میں پانی کی تکلیف بتائی ہمایوں نے گرو کو شاہی پروانہ لکھا دیا اور کہا جب میں دوبارہ شاہ بنا یا میری اولاد سے کوئی بادشاہ ہوا تو اسکو یہ پروانہ دکھا دینا کنواں آپ کو بنوا دے گا اس واقع کے بعد ۱۵۹۴ میں اکبر کابل جاتے ہوئے کھاریاں سے گزرا گرو نے وہ پروانہ اکبر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا شہنشاہ اکبر نے حکم دیا ایک کنواں کی بجائے اس گرو کو دو کنوئیں بنا دیئے جائیں چنانچہ اکبر بادشاہ کے حکم سے یہ باؤلیاں تعمیر کی گئیں۔

چوہدری فضل الٰہی ریٹائرڈ سیکرٹری بلدیہ کھاریاں اپنے تحقیقی مقالہ میں لکھتے ہیں کہ ہمایوں بادشاہ گھوڑے پر سوار کابل کی طرف جارہا تھا رات کھاریاں کے قریب پہنچا کہ ایک جھونپڑی سے روشنی نظر آئی سخت بارش کی وجہ سے بادشاہ نے فیصلہ کیا کہ وہ اس جھونپڑی میں قیام کرے گا چنانچہ اس دروازہ پر دستک دی اہل خانہ سے رات بسر کرنے کی اجازت چاہی جو اسے مل گئی اہل خانہ نے ایک معزز مہمان کی طرف بادشاہ کی خوب آؤ بھگت کی۔ صبح ہمایوں نے سفر پر روانگی سے قبل اہل خانہ کے سلوک سے متاثر ہو کر چمڑے کے ایک ٹکڑے پر اپنے ہاتھ سے ایک دستاویز لکھ کر دی اور کہا وہ بادشاہ ہے یہ دستاویز میرے روبرو یا میرے کسی جانشین کو پیش کر کے منہ مانگی مراد حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کئی سال بعد اکبر بادشاہ نے گجرات قیام کیا اس بوڑھے آدمی کو جس کے ہاں ہمایوں نے قیام کیا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ سلامت قریب ہی پڑاؤ کیے ہوئے ہیں تو وہ وفد کے ہمراہ شاہی دربار میں حاضر ہوا اور وہ دستاویز اکبر بادشاہ کے حضور پیش کی اکبر اپنے والد مغل شہنشاہ ہمایوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دستاویز دیکھ کر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ وفد نے انتہائی عاجزی سے التجا کی کہ کھاریاں پہاڑی ٹیلوں پر واقع ہے پانی وقت کی اہم ضرورت ہے جو یہاں نایاب ہے جو ہم لوگ دریائے جہلم سے لاتے ہیں چنانچہ بادشاہ نے انجینئر فتح محمد ولد حاجی حبیب اللہ کو حکم دیا کہ وہ موقع ملاحظہ کرے اور وہاں باؤلی تعمیر کروائے۔

باؤلی میں بڑے بڑے پتھر استعمال کئے گئے ہیں۔ باؤلی کی پیمائش گہرائی ۹۱ فٹ قطر ۲۸ فٹ پانی ۲۸ فٹ زمین سے پانی تک سطح ۶۳ فٹ۔ کئی سو سال گزرنے کے باوجود بھی یہ تاریخی عمارت باؤلی اب بھی قائم دائم ہے محکمہ آثار

marfat.com

قدیمہ اس انوکھی یادگار پر خصوصی توجہ دے۔ بیرونی دروازہ نصب کیا جائے کتبہ کی تحریر جو کہ تاریخی کتابوں میں محفوظ ہے کندہ کرا کے نصب کی جائے کمرہ میں مویشیوں کا داخلہ بند کیا جائے اور گوبر کے ڈھیر اٹھوائے جائیں سیڑھیوں اور راستوں پر جنگلی پودے درخت گھاس وغیرہ ختم کیا جائے اور کوڑے کے ڈھیر اٹھوائے جائیں اور آئندہ کے لئے باؤلی کنواں میں کوڑا پھینکنے کی ممانعت کی جائے کنواں کے اوپر جالی نصب کی جائے تاکہ اس میں گندگی نہ پھینکی جاسکے۔ نیز مخدوش حصوں کی مرمت کی جائے اگر محکمہ آثار قدیمہ نے اس طرف توجہ نہ دی، تو یہ تاریخی مقامات اور قیمتی ورثہ آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا

===

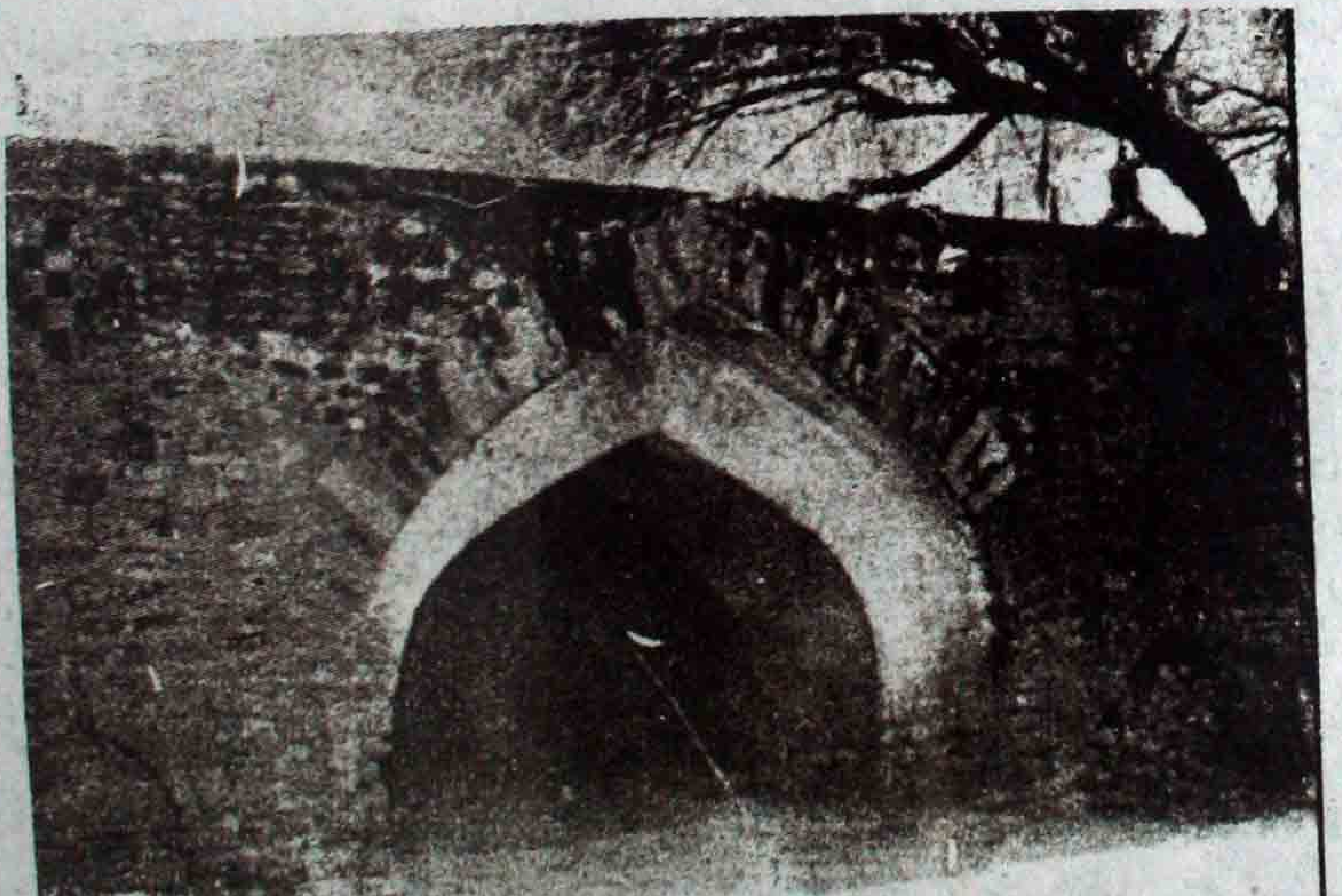

باولی کا بیرونی دروازہ

marfat.com

قدیمی قصبہ لکھنوال خاص

سوہنی کے شہر گجرات سے سولہ کلومیٹر دور جلالپور جٹاں ٹانڈہ روڈ پر ایک مشہور قدیمی قصبہ لکھنوال خاص آباد ہے۔ یہ قصبہ انتہائی قدیمی و تاریخی ہے جتنی کہ گجرات کی اپنی تاریخ ہے پوری بستی میں پرانی اینٹوں سے پختہ مکان تعمیر ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ماضی میں یہ قصبہ بہت خوشحال تھا یہاں حضرت امیر شاہ سلطان کا روضہ ہے جس کی دیکھ بھال ظفر بھٹی کرتے ہیں اور اس سے ملحقہ تاریخی مسجد واقعہ ہے جو چونا اور گارا سے تعمیر کی گئی ہے اس کے ساتھ ہی بلند بالا بڑے ٹیلے ہیں جن میں ماسوائے ایک ٹیلہ کے باقی ٹیلوں کو ہموار کر کے ہائی سکول کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ قریب ہی رلکے بہل پور ماڑی وڑائچیاں اور کوٹلی کوہالہ اور تباہ شدہ بستی پنڈوری کے ٹیلے بھی موجود ہیں۔

روایت ہے کہ بلند بالا ٹیلوں پر لکڑیوں کو آگ لگا دی جاتی تاکہ گرد و نواح کی آبادیوں کو روشنی کے ذریعے خطرات سے مطلع کیا جا سکے ان ٹبوں سے اب بھی ہڈیوں کے پنجر پرانے برتنوں کے ٹکڑے پرانے سکے اور راکھ دستیاب ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم میں لکھنوال میں دور دور تک پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ایک بزرگ کی دعا سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ جس سے انسان، جانور پانی پیتے رہے۔ چشمہ کا پانی اب بھی جاری ہے اس چشمہ کے پانی سے آبپاشی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ لکھنوال کے وسط میں سلطان عارفین حضرت خواجہ محمد گھینے خان کا عالی شان مزار بھی ہے۔ تاریخ وصال ۱۳۶۰ھ یعنی ۱۹۷۶ درج ہے۔ قریب ہی ان کی اہلیہ کا مزار بھی ہے لکھنوال کے مغرب میں بابا میاں صاحب شمال کی جانب شیخ برہان الدین چشتی کے پوتے حضرت پیر بہاؤالدین ذکریا کا مزار ہے۔ قدیمی مسجد کنواں چار دیواری کے علاوہ دیوان خانے پرانے درخت موجود ہیں۔ یہاں جابجا جھاڑو کے ڈھیر نظر آئیں گے جو عقیدت مند لا کر رکھ دیتے ہیں اور کئی جسمانی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ مسجد پر یہ عبارت تحریر ہے کہ مسجد عالی شان تاریخ ماہ ذیقعد ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء خان امیر احمد مرید بابا صاحب نے تعمیر کروائی۔

شمال مغرب میں پیر شاہ غازی کے مزارات ہیں۔ ماضی میں لکھنوال ایک تجارتی قصبہ تھا۔ ہندوستان اور کشمیر کے لیے اونٹوں کے قافلہ خرید و فروخت کے لئے یہاں آتے۔ لکھنوال کے دو میل کے فاصلہ پر جانب شمال ایک تباہ شدہ بستی پنڈوری میں باولیاں اور کنوئیں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ گجرات کی تاریخ کتاب آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ میں ان کھنڈرات کے بارے میں لکھا ہے یہ ٹبہ سطح زمین سے ۴۰ فٹ اونچا ہے جو ۱۲۰ ایکڑ اراضی پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ٹبہ ہی اصل لکھنوال تھا۔ شہر اب موجودہ لکھنوال ہے۔ موجودہ گاؤں بھی ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ جہاں سے کھدائی کے دوران راکھ برآمد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے یہ گاؤں کسی زمانہ میں نذر آتش ہوا ہو گا۔

اس قصبہ کا آباد کنندہ بھی لکھن (لکھو) جس نے جلالپور صوبتیاں آباد کیا تھا۔ اس کی شادی کامل قانونگو وڈیرہ ساکنہ

marfat.com

گجرات کی لڑکی سے ہوئی جو عہد اکبری میں گجرات کا پہلا حاکم تھا اس شادی کے بارے میں مسٹر ایلیسٹ نے لکھا ہے کہ اس نے ۸۴ گاؤں اپنی بیٹی کو جہیز میں دئے ا۔ ان میں ایک مشہور گاؤں لکھنوال بھی تھا۔ لکھو کے بڑے بھائی نے اپنے باپ کے بسائے ہوئے لکھنوال کے قریب ایک نئی بستی بسائی جس کا نام اپنے باپ کے نام پر بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے لکھنوال کلاں رکھا۔ لکھنوال کے بانی سوہتی کو راگ رنگ سے بڑا لگاؤ تھا۔

چنانچہ اس نے بڑی حسین گر کیوں کو اس دیہات میں آباد کیا وہ برصغیر پاک و ہند میں راگ رنگ اور حسن کی وجہ سے خاصی شہرت رکھتی تھیں جو ایک خصوصی محلہ میں آباد تھیں۔ یہاں ہندوؤں اور سکھوں کی عبادت گاہیں بھی ہیں۔ جہاں سادھو بیٹھ کر گیان میں مگن رہتے۔ ایک اور بات مشہور ہے کہ ہندوؤں کے چار بھائی رام، بہل، لکھو، ہریا تھے رام نے رالکے بہل نے بہل پور لکھو نے لکھنوال اور ہریا نے ہریا والہ آباد کیا اور یہ بستیاں ان ہی کے ناموں سے مشہور ہیں۔ لکھنوال کی ایک وجہ شہرت فن موسیقی بھی ہے جس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے مہاراجہ کی برادری کا ایک آدمی کھیتوں میں کام کر رہا تھا اس کی بیوی. بہت خوبصورت تھی وہ اس کے لئے دیر سے کھانا لے کر آئی اسکے خاوند نے اسے طعنہ دیا مال زادی آگئی ہو۔ مال زادی موسیقی سے رغبت رکھنے والوں کو کہا جاتا ہے اس نے لفظ مال زادی کا برا منایا اور دل میں ٹھان لیا کہ وہ مال زادی بن کر ہی دکھائے گی چنانچہ اس نے ریاست کے قریبی شہر میں یہ پیشہ اختیار کیا جب اس کا خاوند وہاں پہنچا تو عیش و عشرت کی زندگی دیکھ کر وہ بھی اس پیشہ کی طرف راغب ہوگیا۔ حسن اور آواز کا جادو کہاں چھپا رہتا ہے جب والی ریاست تک بات پہنچی تو اس نے دربار میں طلب کیا اور کہا درگری سٹی چھوڑ د. جموں سے لکھنوال چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی مہاراجہ کی سرحد عبور کر کے لکھن وال میں رہائش پذیر ہوئے۔ یہاں اس نے مال زادوں والا کام بدستور جاری رکھا۔

اہل دیہہ ان کی عزت کرنے لگے۔ ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہا فن موسیقی سے تعلق رکھنے والے لوگ بعد میں بسلسلہ روزگار بڑے بڑے شہروں میں چلے گئے۔ وہاں انہوں نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی اور فن موسیقی لکھنوال کی بلو اور تلو نے بڑا نام پیدا کیا ان کے بعد سلطانہ ڈاکو نامی مغنیہ نے حسن اور آواز پر داد حاصل کی۔ سلطانہ ڈاکو اس کا خطاب تھا۔ پنوں اللہ وسائی، تصور خانم ممتاز کا تعلق بھی لکھنوال ہی سے رہا۔ فن موسیقی میں ایک اور نام لکھی کا بھی ہے۔ جس کے بارے میں خوب کہا ہے۔

لکھن وال وچ لکھی سلامت بی بی عمدا نوں رنگ
تلو دے متھے اتے تلک ہووے بلو بلوری ونگ

کہتے ہیں لکھی انتہائی خوبصورت تھی خوبصورتی کے علاوہ آواز کا جادو بھی ورثہ میں پایا لکھن وال کے ارد گرد کے ٹیلے بہ عہد سکندری میں سوہتی خاندان کی نشاندہی کرتے ہیں لکھنوال کے قریب رالکے ٹیلے رام چندر یا اس کی اولاد کے عہد حکومت کے بتاتے جاتے ہیں۔ اس تاریخی پس منظر سے اس علاقہ میں لکھنوال کی تاریخی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

marfat.com

قلعہ گجرات اور باولی

مغل شہنشاہ اکبر اعظم کا تعمیر کردہ قلعہ گجرات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ماضی میں اس قلعہ کی بڑی شان اور عظمت تھی۔ یہاں مغل شہنشاہ اکبر اعظم، شاہ جہانگیر، شاہ جہان اور نگزیب دوسرے مغل شہزادے قیام کرتے رہے۔ قلعہ کے اندر سکھوں کی تعمیر کردہ چھوٹی بادشاہی کے نام سے ایک محلہ مشہور ہے۔ یہاں سکھ دور کی عمارتیں ہیں۔ قلعہ میں انگریز حکمران بھی قیام کرتے رہے۔ قلعہ پر تحصیل محافظ خانہ بھی تھا جہاں خزانہ اور کچہری کی عمارت بھی تھی۔ قلعہ کے ساتھ ایک اور بات بھی منسوب ہے۔ شہزادہ شہریار کو قلعہ گجرات کی دیوار سے گرا کر مروا دیا تھا۔ یہ قلعہ اپنے اندر کئی داستانیں لیئے ہوئے ہے۔ قلعہ میں بزرگوں کی قبریں یا عبادت گاہوں کے نشان آج بھی پائے جاتے ہیں قلعہ میں مغلیہ دور کی تعمیر کردہ باولی بھی ہے۔ جو اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اہل محلہ نے اس میں کوڑا غلاظت پھینک کر اس کی حالت بگاڑ دی ہے۔ اگر محکمہ آثار قدیمہ توجہ دے تو اسکی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ حالیہ دنوں اس باؤلی کی ایک دیوار بھی گر گئی اگر اس باولی کی مرمت کردی جائے تو اس باولی سے قلعہ کو ٹھنڈا صاف اور شفاف پانی مہیا ہو سکتا ہے۔ اس باولی کے علاوہ قلعہ میں دو اور کنوئیں بھی تھے جواب بند ہو چکے ہیں۔ ایک کنوئیں کے بارے میں ایک بات مشہور ہے کہ کنوئیں کے اس پانی میں لوہے اور فولاد کی آمیزش پائی جاتی تھی۔

کہتے ہیں جہانگیر بادشاہ جب اس علاقہ میں قیام پذیر ہوتا تو اس کنوئیں کا پانی استعمال کرتا قلعہ کے اندر قدیمی مسجد اور مندر بھی ہے۔ اکبر کے دور کا تعمیر کردہ اکبری حمام بھی ہے۔ جہاں مرض فالج، لقوہ، گنٹھیا، جوڑوں کے درد کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس حمام کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ ماضی میں یہ حمام ایک دیا کی وجہ سے گرم رہتا تھا۔ آج کل لکڑیاں جلا کر اسے گرم کیا جاتا ہے۔ ایک بات قلعہ کے بارے میں مشہور ہے یہاں زیر زمین سرنگ بھی تھی۔ لیکن سرنگ کے آثار کہیں نظر نہیں آتے۔ قلعہ کے چاروں طرف چار دروازے۔ شیشیانوالا دروازہ۔ شیشیاں والا گیٹ اس لئے کہتے ہیں۔ یہاں ایک ایسی عمارت تھی جس کے کمروں میں شیشہ استعمال ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے اس جگہ کا نام شیشیانوالا گیٹ مشہور ہوگیا۔ دوسرا دروازہ شاہدولہ گیٹ ہے۔ جسکے آثار اب بھی موجود ہیں۔ ڈاٹ نما دروازہ حفاظتی عملہ کے لئے رہائش گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ دروازہ کے اوپر والی دیوار میں سوراخ بھی ہیں۔ جہاں سے فائر کیا جاسکتا ہے۔ یہاں آجکل چوکی پولیس شاہدولہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس دروازہ کا رخ حضرت شاہدولہ سرکار کے مزار کی طرف ہے۔ اس لئے اسے شاہدولہ گیٹ کہتے ہیں۔ تیسرا کالری دروازہ ہے اس دروازہ کا رخ مشہور گاؤں کالرہ کی طرف ہے۔ اس لئے اسے کالری گیٹ کہتے ہیں۔ آجکل شاہ فیصل گیٹ کے نام سے مشہور ہے۔ چوتھا دروازہ کابلی گیٹ ہے جس کا رخ کابل کی طرف ہے۔ اس دروازہ کو ہاتھی گیٹ بھی کہتے ہیں۔ اس گیٹ کے راستے بادشاہوں کے ہاتھی داخل ہوتے تھے۔ یہاں بھی حفاظتی عملہ کے

marfat.com

کمرے بنائے گئے ہیں۔ جہاں آجکل چوکی پولیس کابلی گیٹ ہے۔

قلعہ کے اندر کئی بستیاں اور محلے تھے۔ جہاں مغل فوج کے لئے مختلف چیزیں تیار کی جاتی تھیں۔ ان میں ایک محلہ لوہاروں کا بھی تھا جو محلہ لوہاراں کے نام سے مشہور تھا۔ اس محلہ میں شاہی فوج کے لئے تلوار اور تیر تیار کئے جاتے تھے۔ گجرات کی تلوار برصغیر کے علاوہ دنیا بھر میں مشہور تھی۔ اسی محلہ میں قدیمی مسجد لوہاراں بھی ہے یہ مسجد دنیا بھر میں مشہور تھی۔ شہنشاہ اورنگزیب گجرات میں قیام کے دوران اس مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس مسجد کے ساتھ حضرت شاہدولہ سرکار کی کرامت بھی مشہور ہے اورنگزیب بادشاہ کے قیام کے دوران کسی نے ان سے شکایت کی۔ یہاں ایک شخص شاہدولہ ہے جو نماز نہیں پڑھتا۔ چنانچہ اسی روز شہنشاہ اورنگزیب جب نماز پڑھنے آئے تو دیکھا کہ ایک کونے میں سبز لباس میں ایک درویش نماز ادا کر رہا ہے اورنگزیب نے پوچھا یہ کون ہے جواب ملا یہ حضرت شاہدولہ صاحب ہیں۔ اسی مسجد کے قریب دارا بلوچاں بھی ہے۔ جہاں افغانستان سے آنے والے تجارتی قافلے اور انکے اونٹ قیام کرتے۔ قلعہ میں بازار صرافہ کے قریب چاہ پیپل والا کے قریب ایک بہت بڑا برج ہے جس میں رہائشی کمرے ہیں اس برج کے نیچے حضرت سمن ولی کا مزار ہے۔ دوسرے برج کا نام سمن برج ہے اس برج میں بھی کئی منزلیں ہیں۔ چھوٹی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ روشنی ہوا کے لئے کھڑکیاں روشن دان ہیں۔ سخت گرمیوں میں بھی اسکی اوپر والی چھت پر ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آتے رہتے ہیں۔

اس برج پر کھڑے ہوکر سارے شہر کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ دریائے چناب ایک لکیر کی مانند نظر آتا ہے۔ وزیر آباد، جلالپور جٹاں کے علاوہ دریائے جہلم کی لہریں بھی نظر آتی ہیں۔ برج کے اوپر بیٹھنے کے لئے جگہ نقش نگار کے علاوہ پھول پتے بنائے گئے ہیں جو ابھی تک موجود ہیں۔ اس طرح تیسرے برج کے نیچے بھی ایک بزرگ شمس تبریز کی بیٹھک ہے۔ اس مینار میں بھی کئی رہائشی کمرے ہیں۔ چوتھا برج محلہ خواجگان میں ہے۔ یہ خستہ حالت میں ہے۔ اس مینار کے قریب حضرت ظاہر شاہ ولی کا مزار ہے۔ اس مزار کے قریب بیری کا ایک خشک درخت تھا اس کے سوراخ میں عقیدت مند سکے ڈال دیا کرتے تھے۔ مزار کی تعمیر کے دوران جب یہ درخت کاٹا گیا۔ تو اس میں سے لا تعداد سکے مختلف ادوار کے برآمد ہوئے۔ پانچواں برج قلعہ کی شمال کی جانب ہے۔ اس برج کی بھی کئی منزلیں ہیں۔ برج کی دیواریں چھ فٹ چوڑی ہیں۔ نیچے قطر زیادہ ہے۔ اوپر جاکر یہ گولائی ختم ہو جاتی ہے۔ کمروں میں روشنی ہوا کے لئے کھڑکیاں رکھی گئی ہیں۔ برج کے اوپر والی منزل پر انگریز افسروں کے لئے اضافی کمرہ بنایا گیا تھا۔ اس کمرہ کے اوپر آجکل کبوتر بازوں کا اڈا ہے۔ اس اڈا سے قیمتی کبوتر حاصل کئے جاتے ہیں بعد میں یہ کبوتر مہنگے داموں فروخت کردیئے جاتے ہیں اس برج کے نیچے حضرت معصوم شاہ کا مزار بیان کیا جاتا ہے۔ برج کے جانب مشرق دیا بتی کے لئے جگہ رکھی گئی ہے۔ قلعہ کی یہ دیوار بھی ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ البتہ بزرگوں کی قیام گاہوں کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ یہ قلعہ کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔

marfat.com

۱۹۴۷ء سے قبل یہاں ہندو آباد تھے آجکل ۱۹۴۷ء کے مہاجرین قلعہ پر قیام پذیر ہیں قلعہ میں گلیاں تنگ ہیں ۔اور بیرونی دروازے لوہے کے ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ نے قلعہ گجرات کی باؤلی کی مرمت پر کوئی توجہ نہیں دی۔ قلعہ کے اردگرد زمین کی پیمائش کی گئی جو چودہ ہزار بیگھہ قرار پائی۔ اس رقبہ پر کئی گاؤں آباد ہو چکے تھے۔ قلعہ کی یادگاروں کو اس شہر میں حکماً بند کیا گیا

چیتراز سعی اکبر گشت انجام
حصا رو باؤلی و کہنا حمام

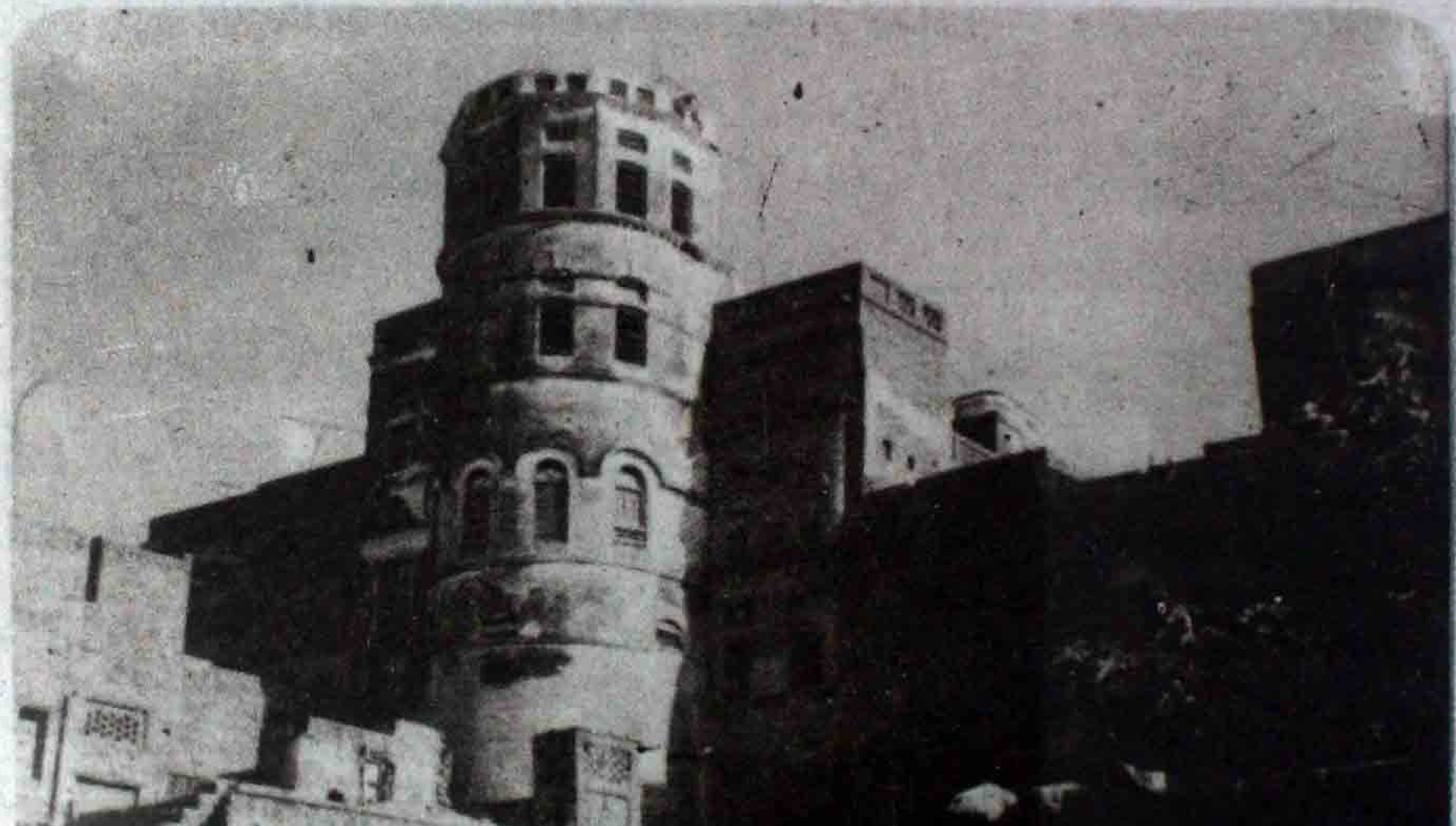

شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی بیوی راج محل گجرات میں دفن ہے

گجرات قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے ان تہذیبوں کے آثار ضلع بھر کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں تاریخ کے اوراق کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ قدیم ترین ادوار کے علاوہ مغل دور کی عمارات بھی ہیں۔ جو اپنے سینے میں صدیوں کی داستانیں لئے کھڑی ہیں۔ گجرات میں اورنگزیب عالمگیر کی بیوی راج محل کا مزار ہے۔ اس خطہ کی مشہور روحانی ہستی حضرت سید کبیر الدین شاہدولہ دریائی کے قدموں میں مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی بیوی راج بائی المعروف رانی راج محل کا مزار ہے۔ قبر جامع مسجد بیگم پورہ کے صحن میں ہے جہاں یہ دفن ہے اس کی نسبت سے محلہ کا نام بیگم پورہ ہے۔ مسجد کی از سر نو تعمیر پر مزار بھی دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے اور اصل پتھر بھی لگا دیا گیا ہے۔ جو سفید سنگ مرمر کا ہے اور بہت ہی وزنی ہے۔ پتھر کے دونوں طرف آیت الکرسی کی آیات کندہ ہیں۔ قبر کے سر کی جانب سیاہ سنگ مرمر کا کتبہ نصب شدہ ہے جس پر یہ رباعی درج ہے۔

نیک خو بیگم فرشتہ خصال　　چشم بند از جہاں بے بنیاد
گفت ہاتف کہ قاسم الجنتہ　　جائے مریم بہشت اعلیٰ داد

مزار کے قریب شاہی خرچ پر مسجد تعمیر کی گئی۔ مزار مسجد کے صحن کے مشرق کی جانب ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک تالاب بھی بنایا گیا جو تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ گرد و نواح چند قبریں ہیں اس سے ملحقہ گجرات کے نامور بزرگ حضرت محمد یوسفؒ کا بھی مزار ہے۔ جن کی توجہ خاص سے یہ مسجد جو سکھوں کی اندھیر گردی کے دور میں ویران ہوئی از سر نو تعمیر آباد ہوئی رانی راج محل کے مزار کو جدید طرز پر تعمیر کرنے سے مزار کی حالت بدل گئی ہے۔ سفید وزنی سنگ مرمر کے پتھر کو دوبارہ چھوٹی کرین کے ذریعے نصب کیا گیا ہے۔

رانی راج محل یہ شہزادی والی راجور راجہ چترسین کی بیٹی تھی جب وہ پیدا ہوئی تو اس کا نام راج بائی رکھا گیا۔ راجہ چترسین جو حضرت شاہدولہؒ کا عقیدت مند مرید تھا اسلام کی طرف میلان رکھتا تھا۔ آخر کار حضرت شاہدولہ کی نظر کرم ہوئی۔ مسلمان ہو گیا جس پر اس کا نام تاج الدین عرف چترسن رکھا گیا اور وہ بعد میں اسی نام سے مشہور ہوا راجگان میں ایک رسم تھی جب کبھی ان کے ہاں بچی پیدا ہوتی تو عرب کے دور جہالت کی رسم کے مطابق اس کو مار دیا جاتا راجہ چترسین کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو وہ حضرت شاہدولہؒ کے حضور پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا اس بچی کو قتل نہ کرنا اس کے بطن سے کئی بادشاہ پیدا ہوں گے۔ لڑکی نیک نیت اور بلند اقبال ہے۔ کچھ عرصہ بعد راجہ اس نو مولود بچی کو لے کر بنفس نفیس حضرت شاہدولہ کے پاس آیا ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ء میں شاہ جہاں کشمیر جا رہا تھا۔ شہزادہ اورنگزیب ان کے ہمراہ تھا۔ جب شاہی قافلہ نوشہرہ پہنچا تو راجہ تاج الدین عالی راجور نے ان کا استقبال کیا شاہ جہاں نے راجہ سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا راجہ نے یہ رشتہ منظور کر لیا اور حضرت شاہدولہ کے ایماء پر اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ شاہ جہاں کے بیٹے اورنگزیب عالمگیر سے کر دی

marfat.com

اس طرح راج محل شاہی حرم میں داخل ہوئی راج محل سے اورنگزیب کے تین بچے بہادر شاہ سلطان محمود معظم شاہ پیدا ہوئے۔ معظم شاہ اورنگزیب کے بعد تخت نشین ہوا۔

رانی راج محل نے حضرت شاہدولہ سے قلبی لگاؤ عقیدت کی وجہ سے شادی کے وقت شرط عائد کی تھی۔ کہ میری قبر حضرت شاہدولہ کے قدموں میں بنائی جائے۔ ان کی وصیت کے مطابق ۱۱۳۱ھ میں ان کی قبر شاہدولہ کے قریب بنائی گئی اور نگزیب نے قبر کے پاس مسجد تعمیر کروائی جو آج بھی مسجد بیگم شاہی کے نام سے مشہور ہے۔ اسی نسبت سے سارے محلے کا نام بھی بیگم پورہ ہے۔ راجہ زاہد حسین ایڈووکیٹ کے ہاں نایاب کتاب تذکرہ بے مثل راجگان راجور از راجہ ظفر اللہ وزیر آبادی کے مطابق راج بائی کی اور نگزیب عالمگیر کے ہمراہ شادی کا یوں تذکرہ ہے کہ راجہ کے گھر ایک دختر پیدا ہوئی اس کا نام راج بائی رکھا گیا اس سے پہلے خاندان میں یہ رواج تھا کہ راج گان یا ان کے قریبی رشتہ داروں کے گھر جو دختر پیدا ہوتی اسے مار ڈالتے۔ وجہ اس کی یہ تھی کسی دوسرے مسلمان خاندان کو اہم نہیں سمجھتے تھے۔ جس میں رشتہ ناطہ کرتے اور اپنے خاندان میں بوجہ پابندی رسوم قدیمی کے لڑکیاں دینی معیوب سمجھتے تھے ان بد خیالات اور رسومات کی پابندی نے قتل دختران کو جائز کیا ہوا تھا اس کے علاوہ پہلے زمانہ کی رسوم جہالت کے مطابق لڑکیوں کا پیدا ہونا منافی عزت بھی خیال کیا جاتا تھا اور اس لئے نہ صرف اس خاندان میں بلکہ عموماً ذی عزت خاندانوں میں دختر کشی کی رسم بڑے زور سے جاری تھی۔ حضرت شاہدولہ کو تولد دختر راجہ کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے خاص مرید کو راجہ کے پاس راجور میں بھیجا اور کہا کہ یہ لڑکی بادشاہوں کا مال ہے اور اس سے بادشاہ پیدا ہوں گے اس کی نہایت حفاظت اور عزت سے پرورش کی جائے خوش اعتقاد راجہ اس فرمان کے پہنچنے پر خود گجرات حاضر ہوئے۔

راجہ نے گجرات کی تیاری کی اور بڑے تزک و احتشام سے معہ اہل و عیال مقربان ریاست مولودہ مسعودہ کے ہمراہی مرید خاص حضرت شاہدولہ، گجرات روانہ ہوا بہت سے تحائف نذر و نیاز پیش کرنے کے لئے ساتھ لئے اور مرشد کامل کے احترام کے لئے پیدل روانہ ہوا اس طرح کئی روز بعد گجرات پہنچا حضرت شاہدولہ بھی اپنے مرید اور عقیدت مند کی محبت سے پیشوائی کے لئے شہر سے بہت دور آگے آ گئے مرید خوش عقیدت نے شرف قدم بوسی حاصل کیا اور پیرو روشن ضمیر نے دعائے دارین سے عزت افزائی کی۔ راجہ کئی روز تک حضرت شاہدولہؒ کا مہمان رہا مولودہ مسعودہ کو گود میں ڈالا گیا۔ جب حضرت شاہدولہ نے ادعیہ دافعیہ سے سعادت اندوز فرمایا اور فرمایا یہ دختر نیک اختر بادشاہوں کا مال ہے۔ اس سے کئی بادشاہ پیدا ہوں گے اسے حفاظت اور احتیاط سے پرورش کیا جائے راجہ نے واپس راجور آ کر لڑکی کی پرورش غور سے شروع کر دی اور لڑکی جوان ہو گئی جب محمد شہاب الدین شاہ جہاں ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ء میں لاہور سے کشمیر روانہ ہوا تو شہزادہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر بھی ساتھ تھا۔ جس وقت لشکر شاہی نوشہرہ کے قریب پہنچا تو راجہ حسب معمول نذرانہ لے کر اپنی سرحد پر حاضر ہوا اور شرف سلام باریابی سے مشرف ہو کر راجور میں قیام کیا غالباً شاہدولہ کے کشفی فرمان اور پیش گوئی کی اطلاع شہزادہ کے گوش گزار ہو چکی تھی۔ کیونکہ یہ واقعہ گجرات سے راجور تک بلکہ اس کے مضافات میں مشہور ہو چکا تھا۔

marfat.com

اگرچہ شہزادہ عالمگیر کی پہلی شادی بڑی دھوم دھام سے ۱۰۵۲ھ میں ہو چکی تھی جو کہ ایک مثالی شادی تھی۔ شہنشاہ شاہ جہاں نے شہزادہ عالمگیر کے لئے راجہ سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ جس کو راجہ نے اپنے پیر صاف الضمیر حضرت شاہدولہ کی کرامت اور اپنی خوش اقبالی اور لڑکی کی فرخندہ طالعی سمجھ کر لطیف خاطر و شکر گزاری قبول کیا اس وقت نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی اور راج بائی بانو کا نکاح شہزادہ عالمگیر سے پڑھا گیا حسب شان شایان رسوم شادی کی ادا ہوئیں راجگان کی رسوم کے مطابق شہنشاہ قیام پذیر ہوتا اس کی سبقت عظیم اور ادب کیا جاتا بعد ازاں وہ کسی اور کے استعمال میں نہیں لائے جاسکتے تھے۔ اس واقعہ کا ذکر حضرت شاہدولہ صاحب کے کرامت نامہ میں بھی ہے۔

رانی راج محل بیگم کے بطن سے معظم شاہ سلطان محمود بہادر شاہ پیدا ہوئے معظم شاہ شہنشاہ عالمگیر کے بعد دہلی کا بادشاہ بنا راج محل نے ۱۱۳۱ھ میں انتقال کیا اور گجرات میں ہی وصیت کے مطابق دفن کیا گیا محکمہ آثار قدیمہ کو راج محل کے مزار پر خصوصی توجہ دینی چاہیے سفید سنگ مرمر کے پتھر اور سیاہ سنگ سنگ مرمر کے کتبہ کو مضبوطی کے ساتھ نصب کیا جانا ضروری ہے۔ اور مزار پر سنگ مرمر کی تختی پر بیگم راج محل کا نام اور تاریخ وفات کا اندراج بھی ضروری ہے۔ اور قبر پر سے لوہے کا جنگلا اتار کر مزار کرچیں یا سنگ مرمر کے ٹکڑوں سے تیار کرایا جائے۔ تو مغل بادشاہوں کی یاد تازہ رہ سکتی ہے اور رانی راج محل کی وہ عقیدت جو انہیں شاہدولہ پیر بالخصوص سرزمین گجرات سے تھی زندہ اور تابندہ رہ سکتی ہے۔

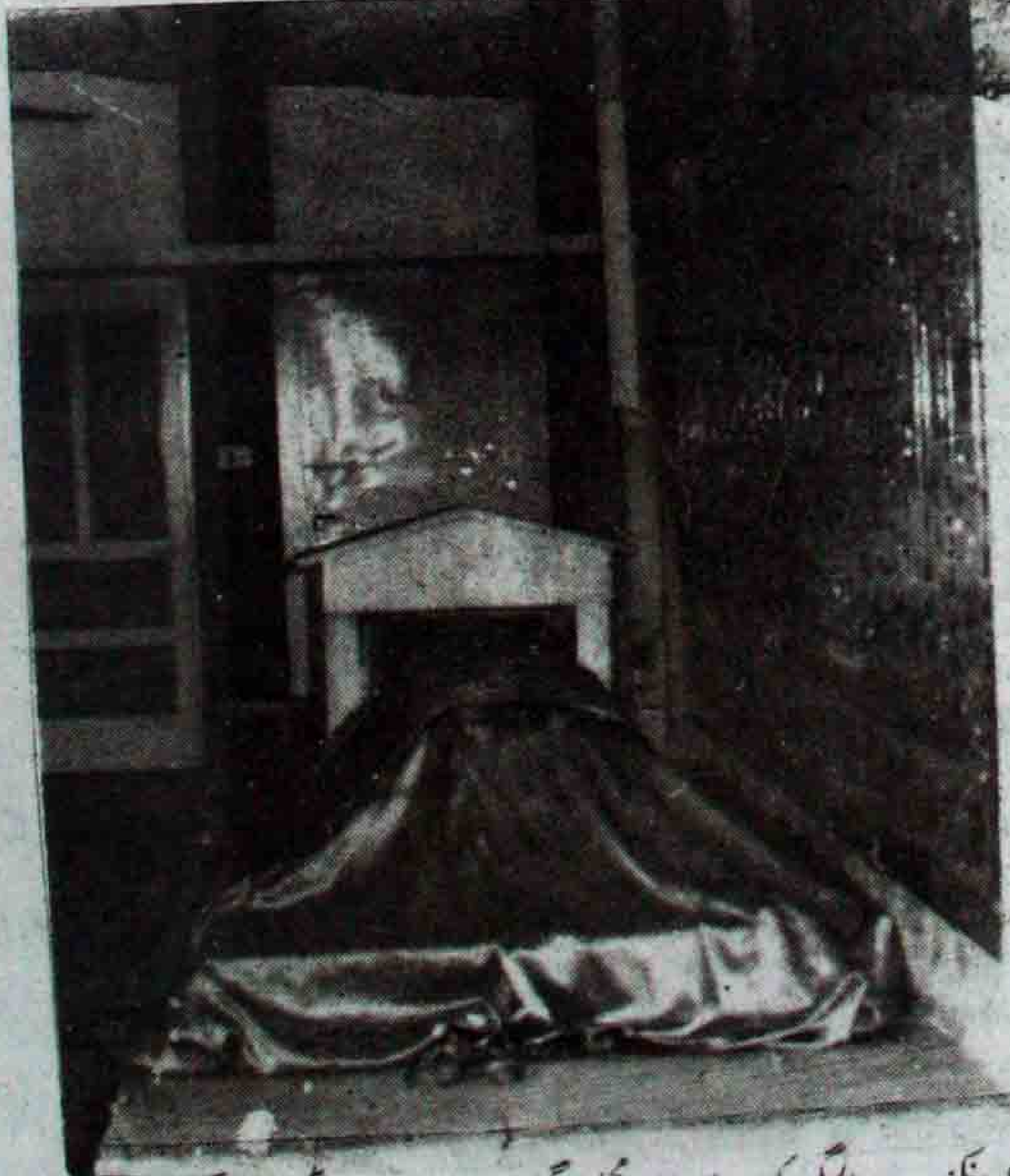

مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی بیوی راج محل بیگم کا مزار۔ یہ مزار بیگم پورہ گجرات میں ہے

marfat.com

قلعہ دار ایک تاریخی قصبہ

گجرات کی قدیمی اور تاریخی دھرتی پر ایک طرف تو پیغمبروں کے مزارات کی نشاندہی ہوتی ہے تو دوسری طرف عہد قدیم کے علاوہ مغلیہ دور کی نشانیاں آج بھی خستہ حالت میں موجود ہیں ان میں شاہ جہاں کے دور کے قصبے قلعہ دار میں نواب قلعدار خاں کا مقبرہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد کا آتش کدہ اب بھی موجود ہے۔ جی ٹی روڈ سے جانب جنوب شادیوال سے آگے مغل عہد کی بستی قلعدار واقع ہے۔ عہد شاہ جہاں بادشاہ میں بدن بیگ المعروف نواب قلعدار خاں مغل نے یہ جگہ پسند کر کے بنگلہ، محل، مسجد، باغ، مقبرہ، تعمیر کروائے۔ نواب قلعدار خاں نے اس کی فصیل بھی بنوائی تھی۔ یہ قصبہ دریائے چناب کے شمال کی طرف واقع ہے۔ آئے دن کے سیلابوں نے فصیل کا نام و نشان مٹا دیا ہے۔ مگر گاؤں کے باہر شاہ چھانگلی کے مزار کے برابر شرقاً غرباً کھودائی سے فصیل کے آثار مل جاتے ہیں۔ جس کی چوڑائی بہت زیادہ ہے۔ دریائے چناب کے جنوب کی طرف نواب وزیر خاں کا آباد کیا ہوا شہر وزیر آباد ہے۔ روایت ہے کہ نواب صاحب، مغل بادشاہ کے سپاہ سالار تھے۔ ایک مہم سر کرنے پر انہیں یہ سارا علاقہ جاگیر میں ملا۔ ڈسٹرکٹ گزیٹرڈ کے مطابق یہ زمین وڑائچ قوم کی تھی۔ نواب قلعدار نے یہ زمین خرید کر جملہ تعمیرات کرائیں۔ بنگلہ اور محل آج بھی قلعدار میں دو محلوں کے نام ہیں

۱۹۲۳ء میں محل محلہ میں ایک دیوار گراتے وقت ایک بڑے مٹکے میں دفینہ ملا مٹکے میں شاہ جہانی سکے دستیاب ہوئے۔ اس خزانہ کا بڑا حصہ لٹ گیا چند سکے قلعدار کے گھروں میں موجود ہیں۔ روایت ہے کہ نواب قلعدار نے دو لاکھ روپیہ سکہ شاہی مختلف جگہوں میں دفن کرایا۔ بعض گاؤں والوں نے اس کی تلاش میں کھدائیاں کی ہیں۔ لیکن خزانہ حاصل نہ ہو سکا۔ یہ آبادی قدیمی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے مغلیہ عہد سے بھی قدیم ہو سکتی ہے جہاں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے چلہ کاٹا تھا۔ دیدہ المقامات میں حضرت شیخ احمد سرہندی کا چناب کے کنارے چلہ کاٹنے کا ذکر ہے۔ تذکرہ احوال و آثار علمائے قلعہ دار از پروفیسر حامد حسن سید کے مطابق قلعدار کی فصیل کے برجوں کی نشاندہی با آسانی کی جا سکتی ہے۔ روایت یہ ہے کہ مغل کوشش کرتے تھے کہ قلعہ کے ہر برج تلے کسی اولیاء اللہ کی قبر بنا دی جائے۔ قابل فہم یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ موقع بموقعہ قلعہ کے برجوں تلے ڈیرہ جماتے تھے یہی ان کے مرید حاضر خدمت ہوتے پھر انتقال کے بعد اہتمام کے ساتھ برجوں تلے انہیں دفنا دیا جاتا تھا یہ بات کہ ان کی قربانی وہاں کی جاتی تھی کسی طرح قابل قبول نہیں۔

نواب قلعہ دار سے متعلق روایات ہے کہ وہ ایرانی الاصل میمنہ کے رہنے والے تھے اور شاہ جہانی دور میں والدہ کے ساتھ ہندوستان نکل آئے مغلوں کے ہاں منصب دار مقرر ہونے اور کئی مہمات سر کیں اعلیٰ مقام پایا قلعہ دار گاؤں قدرے بلندی پر واقع ہے۔ لیکن نواب قلعہ دار کا مقبرہ نشیبی زمین پر ہے اور آبادی سے قدرے دور ہے نواب قلعہ دار خاں کا مقامی مقبرہ افراد نے معمولی سا مرمت تو کر دیا ہے۔ لیکن گندگی اور غلاظت کے ڈھیر ارد گرد

marfat.com

موجود ہیں۔ مقبرہ میں جا بجا دراڑیں پڑ چکی ہیں۔ اور دیواروں میں خودرو پودے لہرا رہے ہیں۔ مربع نما چبوترہ پہ مغلیہ طرز کا مقبرہ تعمیر کیا گیا دیواروں کی موٹائی چوڑائی عام دیواروں سے بہت زیادہ ہے۔ چاروں طرف دروازے ہیں۔ ایک طرف چھجہ باقی رہ گیا ہے گنبد کی تعمیر مغلوں کے فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ نے اس مقبرہ کی طرف خصوصی توجہ نہ دی تو مغلیہ دور کے یہ آثار جو ہمارے قدیمی ورثہ ہیں، مٹ جائیں گے۔ نواب قلعہ دار نے یہ مقبرہ والدہ محترمہ کے لیے تعمیر کروایا تھا۔ پھر ان کی والدہ کو انکے پہلو میں دفن کیا گیا۔ مقبرہ کا فرش اور دیواروں کا پلستر ختم ہو چکا ہے۔ کتبے پڑھنا مشکل ہیں۔ تحریر مٹ چکی ہے۔

قلعہ دار میں دیگر تاریخی عمارات کے علاوہ یہاں آتش کدہ کی عمارت موجود ہے۔ جہاں مہاجرین جموں و کشمیر نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اس سے ملحقہ تالاب اور مندر بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ آتش کدہ اس وقت بھی ایک بہت بلند برج کی صورت میں موجود ہے اس کے گنبد کے چاروں طرف لپکتے ہوئے شعلے نظر آتے تھے برج کے بیچوں بیچ ایک چبوترہ ہے جس پر آگ جلتی تھی جو ایک موٹی لکڑی کی صورت میں سلگتی تھی۔ گجرات بعید قدیم و جدید از ڈاکٹر پروفیسر احمد حسین قلعہ داری میں اس آتش کدہ کے بارے میں لکھا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ایک پنڈت منسارام نے شاہی امداد سے ایک آتش کدہ تعمیر کروایا جو اس سرزمین میں اپنی نوعیت کا واحد آتش کدہ تھا۔ جلانے کے لیے آگ کشمیر سے لائی گئی۔ جو ۱۸۸۳ء سے ۱۹۴۷ء تک قیام پاکستان تک جلتی رہی۔ آتش کدہ سنگ مرمر کی وسیع و عریض عمارت تھی جس کے ساتھ تالاب اور باغات بھی لگوائے گئے گیارہ گاؤں اس آتش کدہ کی جاگیر پائے جو اس کے متولی تا قیام پاکستان براہ راست وصول کرتے رہے گاؤ کشی اس کی حرمت کے لیے قلعہ دار میں منع تھی۔ مولانا محمد بخش ساکن موہلہ نے مندر کی تاریخ تعمیر نکالی۔

حکیم تالاب شدز صاحب باتھ — در قلعہ دار بہر پوجا پاتھ
سال ست رام بہ تاریخ ایں — پنجم سروے زوان دینا ناتھ
وقت تحصیلدار سور کور — جملہ از اہتمام او شدہا تھا

اس کے مقابل دینی درسگاہ جو جامع شاہی میں جاری تھی لا تعداد طلبہ نے فیض پایا گجرات کا تمام علاقہ قلعہ دار کی درس گاہ سے فیض یاب ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں قلمی نسخے اب بھی مقامی لائبریری میں موجود ہیں۔ یہ لائبریری ڈاکٹر احمد حسین قلعہ داری کی ذاتی ملکیت ہے۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے شاہی فرمان سے لے کر آخری مغل حکمرانوں اور سکھوں کے دور کے قلمی نسخے ان کی لائبریری میں موجود ہیں۔

marfat.com

چیلیانوالہ میں سکھوں اور انگریزوں کے آخری معرکے کی یادگاریں

گجرات قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ ہے اس کے باسیوں نے آزادی کی جدوجہد میں اپنے ذمہ عائد فرائض سے کوتاہی نہیں کی یہ بہادروں کی سرزمین ہے۔ اس کی آبادی کا بڑا حصہ مسلح افواج میں اس وقت بھی مادر وطن کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ گجرات کی سرزمین پر سکھوں اور انگریزوں کے درمیان لڑی جانیوالی لڑائیوں کی تین یادگاریں اب بھی قائم ہیں ان میں ایک سعد اللہ پور دوسری چیلیانوالہ تیسری گجرات کی سرزمین پر سکھوں اور انگریزوں کے درمیان لڑی جانے والی لڑائیوں کی ہیں۔ ان لڑائیوں میں فریقین کا بھاری جان و مالی نقصان ہوا۔ یادگاروں کو مقامی لوگ قتل گڑھ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سعد اللہ پور کے معرکہ میں انگریز فوج کے تینتیس افسر مارے گئے۔ اور چھپن زخمی ہوئے یہ جنگ تین دسمبر ۱۸۴۸ء کو لڑی گئی چیلیانوالہ کی جنگ جو انگریزوں کے لئے شکست آمیز فتح تھی سال ۱۸۴۹ء میں سکھ جرنیل راجہ شیر سنگھ اور انگریز جرنیل لارڈ گلف کے درمیان لڑی گئی اس لڑائی میں انگریزوں کے ۵۲ سینئر افسروں کے علاوہ پندرہ سو ستر جوان مارے گئے۔ انگریزوں کے مارے جانے والے سپاہیوں کی تعداد اڑھائی ہزار بیان کی جاتی ہے۔ سکھوں کا بھی بہت زیادہ جانی نقصان ہوا اس معرکہ میں سکھ بہت بہادری اور جوانمردی سے لڑتے ہوئے فتح کے قریب پہنچ گئے لیکن بد قسمتی سے ان کی فتح شکست میں بدل گئی۔ اور پنجاب مکمل طور پر انگریزوں کی عملداری میں آگیا۔

سکھوں اور انگریزوں کا آخری ٹکراؤ گجرات شہر کے قریب مقبرہ شاہ جہانگیر کے قریب ہوا جہاں انگریز افسروں کی قبریں اب بھی موجود ہیں۔ چیلیانوالہ کی لڑائی کا پس منظر یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ملتان میں سکھوں اور انگریزوں کے درمیان اقتصادی امور پر چپقلش میں ایک انگریز افسر مارا گیا۔ ملتان کے بعد لاہور میں انگریزوں کو اطلاع ملی کہ رام نگر موجودہ رسول نگر میں راجہ شیر سنگھ ہزاری والا مقابلہ کے لئے فوج جمع کر رہا ہے لاہور سے انگریز فوج کو سکھوں کی سرکوبی کے لئے لارڈ گلف کی سرکردگی میں رسول نگر بھیجا گیا۔ جہاں ۲۲ نومبر ۱۸۴۸ء کو معرکہ ہوا جس میں انگریز فوج کا کافی نقصان ہوا خصوصاً کرنل کرٹن اور کرنل ولیم ہیولاک اس معرکہ میں مارے گئے۔ سکھ فوج انگریزوں کو نقصان پہنچانے کے باوجود کوئی خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ کر سکی۔ دریائے چناب پر اس زمانہ میں پل نہیں تھا۔ سکھ دریا عبور کر کے اسد اللہ پور پہنچے انگریز فوج نے ان کا تعاقب کیا سعد اللہ پور کی لڑائی کے بعد سکھ فوج چیلیانوالہ مونگ کے گردو نواح میں پھیل گئی۔ مونگ جہاں راجہ پورس اور سکندر کا آمنا سامنا ہوا تھا۔ آج بھی مونگ کے قلعے کے نیچے ہڈیوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ لارڈ گلف سکھوں کے تعاقب میں چیلیانوالہ میں مورچہ بند ہوا ابھی مورچے تیار ہو رہے تھے کہ سکھ فوج کی طرف سے ایک گولہ انگریزوں کے مورچہ کے قریب گرا۔

لارڈ گلف نے فوراً حملہ کا حکم دے دیا رات کو شدید بارش اور آندھی آئی اس کے باوجود خوفناک رن پڑا تاریخ میں ابھی کی مثال نہیں ملتی۔ سکھ بہادری سے لڑے لیکن ان کے حوصلے جواب دے گئے۔ اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے

marfat.com

راجہ شیر سنگھ نے ۱۲ مارچ ۱۸۴۹ء کو ہتھیار ڈال دیئے یوں ان کی فتح شکست میں بدل گئی مرنے والے افسروں کے نام صلیبی مینار پر کندہ ہیں۔ ۱۸۷۱ء میں وائسرائے ہند اور گورنر جنرل نے اس یادگار کی نقاب کشائی کی یہ عبارت پتھر کی سلیب پر کندہ ہے۔

This eross was placed beside their tomb by Richard 6th earl of mayo vi ceroy and governor general 1871

اس مینار کے قریب ہی پانی کی نالی میں ایک اور بڑے پتھر کی سلیب پڑی ہوئی ہے جس پر لڑائی میں مارے گئے افسروں کے نام کندہ ہیں۔ لیکن گردو نواح کی عورتوں نے اس پر کپڑے دھو دھو کر عبارت مٹا دی ہے۔ یادگار کی زمین پر آبپاشی کے لئے ٹیوب ویل بھی نصب کیا گیا ہے۔ یادگار کے نام وقف اراضی کو ٹھیکہ پر حاصل کرنے والے کسان دن رات یہاں رہتے ہیں۔ اور ان کے مال مویشی بھی یادگار میں کھلے عام گھومتے پھرتے ہیں اپنی خارش یادگار کے ساتھ جسم رگڑ رگڑ کر مٹاتے ہیں۔

سعد اللہ پور منگووال غربی سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ ماضی میں حملہ آوروں کی یہی بڑی گزر گاہ تھی۔ سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی میں مارے گئے افسروں کی یاد میں یہاں صلیبی نشان والا مینار نصب ہے جو تمام سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ نیچے پتھر کی بڑی بڑی سلیں ہیں جن پر مندرجہ ذیل عبارت کندہ ہے۔

This movement is crated by the government of punjab in memory of these who fell at sadullapur on the 3rd dec 1848. 23killed 56 wounded name of officer killed . jomader thanu Ram 24th bengal native infantary jamarder MIr Amant Ali 36th bingal native in fantary آزادی سے قبل اس یادگار پر سلامی دی جاتی تھی اور ارد گرد آہنی زنجیریں آویزاں تھیں۔ اب اس کی حالت بگڑ چکی ہے ارد گرد تمام رقبہ زیر کاشت ہے۔ یہ قتل گڑھ کے نام سے مشہور شیشم کے درختوں کے جھنڈ میں ہے۔ یادگار تک جانے کے لئے کوئی مخصوص راستہ بھی نہیں ہے۔ سکھوں اور انگریزوں کے درمیان لڑی جانے والی جنگ کی دوسری بڑی یادگار چیلیانوالہ میں ہے کھاریاں منڈی بہاؤالدین روڈ پر ڈنگہ کے قریب سرسبز ہرے بھرے میدانوں میں سڑک کے کنارے دو بلند و بالا مینار اور چار دیواری ہے۔ پیپل اور برگد کے درختوں کے جھنڈ میں یہ یادگار بنائی گئی۔ ہے کبھی یہاں بہت بڑا جنگل ہوا کرتا تھا۔ بلندی پر چڑھتے ہی بڑے بڑے پتھروں کو تراش کر صلیب کا نشان قائم کیا گیا ہے۔ چاروں طرف تحریریں کندہ ہیں۔ مارے گئے انگریز افسروں کے نام اور دیسی افسروں کے نام کندہ ہیں۔ یہ پتھر اب آہستہ آہستہ مسمار ہو رہے ہیں۔ اور تحریر شدہ عبارت مٹتی جا رہی ہے۔ صلیبی مینار کے ایک طرف مارے گئے انگریز افسروں دوسری طرف دیسی افسر اور ۱۸۷۱ء میں جب پتھر نصب کیا

marfat.com

گیا۔ وہ عبارت تحریر ہے۔ سامنے گیٹ اور برج تھے جو اب ٹوٹ چکے ہیں وسیع چار دیواری میں سرخ پتھروں اور سلوں سے بہت بلند بالا ایک اور یادگار مینار تعمیر کیا گیا ہے۔ چاروں اطراف کئی فٹ اونچی سیڑھیاں ہیں مارے گئے انگریز افسروں کی لاشیں ایک گڑھے میں ڈال کر دفنائی گئی ہیں۔ معرکہ کی داستان مینار کے چاروں اطراف شمال انگریزی زبان میں جنوب پنجابی مشرق ہندی مغرب کی جانب فارسی میں درج ہے۔ جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ تیرہ جنوری ۱۸۴۹ء کو اس معرکہ میں انگریز جس کا سردار لارڈ گلف اور سکھوں کی فوج جس کا سردار راجہ شیر سنگھ تھا بڑے بہادری سے لڑے ان گنت مارے گئے۔

دعائیہ کلمات ہیں مینار کے اوپر دو شیشے نصب ہیں اس مینار سے ذرا آگے چند اور قبریں ہیں جن پر نام درج نہیں ہیں۔ فرش پختہ ہیں چار دیواری قائم ہے۔ حکومت برطانیہ نے یادگار کے نام پر ایک مربع زرعی اراضی وقف کر رکھی ہے۔ جو سفارت خانہ ٹھیکہ پر دے رکھی ہے۔ یہ یادگار بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ میناروں کے چاروں طرف لوہے کی زنجیریں اتار لی گئی ہیں۔ انگریز چیلیانوالہ کی جنگ پر آج بھی سوچ بچار ضرور کرتے ہوں گے جنھوں نے شاید اس جنگ کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ اس یادگار پر بڑے بڑے برگد اور پیپل کے درخت لب بھی شان سے کھڑے ہیں۔ جنہوں نے آزادی کے متوالے سکھوں کو اپنے سائے کے نیچے پناہ دے رکھی ہوگی۔ مونگ رسول کے قریب اب بھی بڑے درخت پر راجہ شیر سنگھ کے نام کی تختی آویزاں ہے تیسری یادگار گجرات شہر کے نزدیک مقبرہ شاہ جہانگیر کے قریب ہے اس معرکہ میں بھی انگریزوں کا بہت جانی نقصان ہوا یہاں چند انگریز افسروں کی قبریں ہیں جو یہاں دفن ہیں جن میں کیپٹن انڈرسن کی قبر بھی ہے۔ باقی قبروں پر نشان مٹ چکے ہیں۔ گہرائی میں ہونے کی وجہ سے اور مضبوط چار دیواری کی وجہ سے یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوئیں۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ یہاں سانپوں کا جوڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے کوئی قریب نہیں جاتا یہ یادگار فرنگی سے اختلاف کے باوجود فرض شناسی، قوم پرستی اور حب الوطنی کا درس دیتی ہے۔

سکھوں کی بہادری جانثاری اور جواں مردی دلیری بھی اس بات کا عیاں ثبوت ہے کہ انہوں نے پنجاب میں انگریز کے قدم نہیں لگنے دیئے قدم قدم مادر وطن کے لئے آزادی کے چراغ روشن کئے اور انگریزوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیا سکھ چیلیانوالہ کی جنگ میں حکمت عملی منصوبہ بندی سے لڑتے یا مزید کچھ عرصہ میدان جنگ میں ٹھہرے رہتے تو شاید تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔ بہر حال بہادری کی داستانیں ہمیشہ تاریخ کے اوراق کی زینت بن جاتی ہیں۔

قصبہ چیلیانوالہ کے جانب جنوب چار احاطہ میں اس لڑائی میں مارے جانے والے انگریزوں کی قبریں ہیں۔ قبروں کے چاروں طرف چار دیواری کے علاوہ سنگ مرمر کے کتبے بھی نصب تھے جو اکھاڑ لئے گئے ہیں۔ تاہم یہ یادگاریں گلشن اقبال روڈ پر ہیں۔

marfat.com

اسلام گڑھ کلاچور اور جلالپور جٹاں تاریخ کے آئینے میں

پاکستان کا مانچسٹر شہر جلالپور جٹاں گجرات سے سات میل یا ۱۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جس کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ تجارتی لحاظ سے یہ مردم خیز شہر بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام گڑھ کلاچور جلالپور کے جنوب کی طرف واقع ہے تاریخ کے جھروکوں میں جھانکا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں یہاں سے کشمیر ہندوستان کابل لاہور کے لئے بڑی بڑی شاہراہوں نے اس خطہ کو اپنے ساتھ ملا رکھا تھا ایک سڑک جموں و کشمیر سرینگر کی طرف تو دوسری سڑک بہلول پور ہیڈ مرالہ تیسری سوہدرہ کے علاوہ شہباز پور کے راستہ دریائے چناب کو عبور کرتی وسطی ہندوستان کو جا نکلی ہندوستان پر کابل کی طرف سے آنے والے حملہ آور جلالپور، بھمبر، منگلا، قلعہ روہتاس، ٹیکسلا کی جانب سے آتے رہے۔ یہیں سے ایک سڑک جو عالم گڑھ دولت نگر گلیانہ ڈنگہ سے ہوتی ہوئی ہیڈ رسول، جلالپور شریف، راج کٹاس سے نکلی پشاور سے ہو کر کابل کی طرف جا ملتی ہے۔ سڑکوں کے بچھے ہوتے اس جال سے جلالپور کی تاریخی اہمیت واضع ہے۔ کشمیر سے متعلق بہت پرانی تاریخی کتاب راج رنگنی میں لکھا ہے کہ ۳۲۶ قبل مسیح میں سکندر اور راجہ پورس کے معرکہ میں سکندر نے مفتوحہ علاقوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو قصبوں کی بنیاد رکھی ایک قصبہ دریائے چناب کے کنارے آباد کیا جس کا نام یونانی میں رکھا گیا شاکلہ نگر جس کے معانی یونانی زبان میں خوبصورتی کا شہر کے ہیں۔

گجرات کی بات از اسحاق اشفتہ کے مطابق بعد میں جلال الدین خلجی نے جب منگولوں کے حملے کو روکنے کے لئے مغرب کا رخ کیا تو اس نے اس کے یونانی نام کو جلال آباد میں تبدیل کر دیا اس کی فوجوں نے کئی روز یہاں قیام کیا تاکہ منگولوں کے حملہ کا سدباب کیا جا سکے۔ اس کے بعد سکھوں کے زمانہ میں اس قصبہ کو خاص تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی۔ زبردست خان، اجمیر خان نامی نامور جاٹ سرداروں نے اس قصبہ کا نام جلالپور جٹاں رکھا۔ یہ آج تک تاریخ اور عرف عام میں معروف چلا آرہا ہے اورنگزیب عالمگیر، احمد شاہ ابدالی رنجیت سنگھ کی رانی جنداں نے اپنی فوج کے قیام کے لیے اسلام گڑھ کے قلعے کو مدت تک استعمال کیا سکھوں کے زمانہ میں ہی محمد ہاشم خان محمد قاسم خان نامی کشمیری گھرانے آباد ہوئے جو رشی خاندان، ڈار خاندان، کنٹھ خاندان، ملکھ، بٹ شیخ خاندان کے نام سے مشہور ہیں۔ ان خاندانوں نے پارچہ بافی اور شال بافی کی صنعت میں اس قصبہ کو دور دور تک مشہور کر دیا ہر تاریخی معرکہ میں یہاں کے مردم خیز کارکنوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہاں عظیم مجاہد مفکر انقلابی راہنما حضرت علامہ عنایت اللہ خان مشرقی، گاندھی جی، لیاقت علی خان، علی برادران بھی تشریف لائے۔ یہاں کی خوشحالی اور صنعتی ترقی کے پیش نظر انگریزوں نے ۱۸۶۸ء میں جلالپور کو میونسپلٹی کا درجہ دے دیا برصغیر کے معروف معالج ڈاکٹر بودھ راج بھی جلالپور ہی کے باسی تھے جن کے نام سے آج کا کشمیر نگر بودھ راج کیمپ کے نام سے مشہور ہے۔

پہلوانوں کا شہر بھی ہے۔ یہاں بڑے بڑے نامور پہلوان پیدا ہوتے ہیں۔

marfat.com

یہاں لڑکوں کا ایک کالج حضرت عبدالحق کے نام سے منسوب ہے قریب ہی نوگزہ خانقاہ بھی ہے حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی علم کشف القبور کے بحر بیکراں تھے۔ صاحب قبر سے مراقبہ میں ہم کلام ہوتے۔ ان کے قلمی نسخہ میں جلالپور میں دفن نوگزے کا نام حضرت فیمان ہے۔ جو صفحہ ۳۳۴ پر درج ہے یہ مزارات جلالپور کے گردو نواح لمبوڑ، سوہل کلاں، جید پور، جیو نجل، کوٹلی کوہالہ منڈیالہ، لوسر، فتالیاں، پھاجڑے، اعوان شریف، چک بھولہ، عدالت گڑھ جو سراتے چوہدووال، شیخ چوگانی، بڑیلہ شریف، بھنوڑانوالہ، یہ سلسلہ آبی ذخائر کے ارد گرد تک پھیلا ہوا ہے۔ جلالپور کے قریب جانب جنوب برساتی نالہ کے کنارے مشہور قلعہ اسلام گڑھ ہے جس کا سابقہ نام، رام گڑھ تھا۔ مشہور پتن پنڈی لوہاراں پنڈی میانی سوہدرہ کے لئے سڑک اسلام گڑھ سے گزرتی ہے۔

اسلام گڑھ بلند ٹیلہ پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً پچیس بیگھ اور بلندی چالیس فٹ سے زیادہ ہے۔ اسلام گڑھ میں راجہ کلاچور کے محل تھے۔ جو اجڑ گئے ہیں۔ چودہری رحمت علی وڑائچ نے اس اجڑی بستی کو دوبارہ آباد کیا اسلام گڑھ کے اردگرد ایک فصیل تھی جو اتنی چوڑی تھی کہ اس پر بخوبی ایک ٹانگہ چل سکتا ہے فصیل کی دیوار کچی لیکن برج اور برجیاں پکی تھیں قلعے کے ایک دروازہ کی اوپر کی منزل پر پختہ نالیاں تعمیر تھیں۔ سکھوں کے عہد میں اس دروازہ کی اوپری منزل پر دھرم سالہ عبادت گاہ بنائی گئی تھی۔

ممتاز قانون دان راجہ زاہد حسین جرال کے بقول اسلام گڑھ سکندر اعظم کی آمد سے پہلے آباد تھا زمانے کے ہاتھوں کئی بار یہ بستی اجڑی اور آباد ہوئی اسکی بربادی میں برساتی نالہ کی طغیانیاں شامل ہیں۔ جسکی وجہ سے یہ بستی تہہ و بالا ہوتی رہی اسلام گڑھ بلندی پر ہونے کی وجہ سے دور دراز تک نقل و حرکت دیکھی جاسکتی ہے موسم صاف ہو تو جموں سیالکوٹ بھمبر تک کا علاقہ دیکھا جا سکتا ہے۔ دور دراز سے روشنی اور گزرنے والے قافلوں کی حرکات و سکنات دیکھی جاسکتی تھیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں اسلام گڑھ میں سکھوں کی ٹکسال تھی جس کی بنیاد مہاراجہ نے ۱۸۲۲ میں بروقت معائنہ گجرات رکھی تھی۔ ۱۸۲۵ میں نانک شاہی سکے اسلام گڑھ میں بناتے گئے تھے۔ اسلام گڑھ کے جانب جنوب مشرق تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر قلعہ نما ٹیلے ہیں۔ ان میں مشہور ٹیلے ماڑی وڑائچاں، کنگ، کوٹلی کوہالہ، کڑیانوالہ، کاسب وزیر کوٹ رانجھا، عالم گڑھ، رلکے بہل پور، لکھنوال، حافظ حیات، اجنالہ کے ہیں جو کافی بلندی پر ہیں۔ ان قلعہ نما ٹیلیوں سے انسانی ڈھانچے اور برتن پتھر کی اشیاء۔ سکے وغیرہ ملتے رہے ہیں۔ اسلام گڑھ کے جانب مشرق ایک قدیمی قصبہ کلاچور ہے جسے راجہ نے آباد کیا گجرات کا سابقہ نام اودے نگری جو دولت نگر کے قریب تھا یہ شہر کئی میلوں میں آباد تھا۔ اودے نگری کی بار بار بربادی دیکھ کر اس جگہ کو منحوس قرار دیکر اس کی جانب مشرق دریائے چناب کے کنارے شہر کلاچور آباد کیا۔

کیپٹن ایلیٹ کلاچور کی آبادی کا زمانہ ۳۰۰ قبل مسیح یعنی سکندر کے حملے کا زمانہ بتاتے ہیں۔ یہاں سکندر کے جانشینوں کی ٹکسالی تھی۔ ابھی پرانی تھیوں پر پرانے سکے برآمد ہوتے ہیں۔ جن کو کلاچوری کہتے ہیں۔ راجہ کلاچند

marfat.com

جس نے کلاچور کو آباد کیا، کے محلات کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے تھے۔ جن کو چوہدری رحمت علی نے از سر نو آباد کیا عہد اکبری میں اس بستی کلاچور کا نام بار بار آیا ہے۔ اکبر نامہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ عہد شاہ جہانی اور نگزیب میں بھی اس بستی کا نام کسی جگہ فرمان و احکامات شاہی میں موجود ہے۔ گجرات تاریخی کتاب آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ کے مطابق تذکرہ شاہدولہ از ایم ایم نسیم چوہدری میں مرقوم ہے کہ موضع کلاچور میں کام شروع تھا ایک پرانی عمارت سے شاہدولہ اینٹیں نکلوا رہے تھے کہ اتنے میں اکی دروازہ نکلا پیلدار آگے بڑھا تو اندر بیٹھے ضعیف صورت بزرگ نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے وہ وہیں مرگیا اور فرمایا شاہ دولہ یہ کیا ہنگامہ ہے ہمیں آرام سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ آپ نے مٹی ڈلوا کر دروازہ بند کردیا زمین ہموار کردی دوسری جگہ کھودا تو دیگ اشرفیوں سے بھری ہوئی نکلی۔ آپ نے اسے بھی بند کردیا مذکورہ بالا قصبے کی تاریخی اہمیت کچھ نہیں لیکن اس سے اتنا ضرور اظہار ہوتا ہے کہ کلاچور میں پرانی مذموم عمارات ہوں گی اور حضرت شاہدولہ نے اپنی اینٹوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے یہاں کھدائی کی ہوگی کلاچور کے مکینوں کے مطابق بے شمار روایات ہیں کلاچور کو آباد کرنے والے کی دو لڑکیاں تھیں ایک نند کور دوسری بھگتو۔ نند کور کی شادی جلالپور کے نزدیک ہوئی اس کے نام پر آباد شدہ آبادی نند پور اب بھی موجود ہے۔ بھگتو کے نام گاؤں بھگتو کی اب تک موسوم چلا آرہا ہے۔

انگریز دور میں کلاچور کے کنوئیں کی صفائی کے دوران سونے چاندی کے زیورات کے علاوہ سکے اور تلواریں برآمد ہوئیں پرانے مکان گرنے سے آثار قدیمہ کے آثار ملتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک ہندو کو دواڑہ کے کٹاؤ کی وجہ سے پتھر کی مورتیاں بھی ملیں یہ بت شری رام جی اور مہاتما بدھ کے تھے مقامی روایات کے مطابق یہاں چکی کے پاٹ بھی ملے جو بالکل ویسے ہی تھے جیسے ٹیکسلا سے ملنے والے آثار قدیمہ سے ملتے تھے پرانی تہذیبوں کے آثار کا سلسلہ دریائے چناب کے کنارے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ کنگ کا بہت بڑا ٹبہ، رلیے، بہل پور کا ٹبہ یہ علاقہ رام چندر کی سلطنت میں شامل تھا۔

کلاچور کے قریب

پیر ثناء اللہ کا روضہ بھی ہے جو فارسی کے بہت شاعر تھے مہاراجہ جموں کشمیر پرتاب سنگھ کے دور میں فارسی کلام مرتب کئے اور درجن بھر کے قریب دیوان ترتیب دیئے۔ آپ کے کلام کے کئی قلمی نسخے انڈیا لائبریری میں محفوظ ہیں۔ ایرانی سفارت خانہ کی وساطت سے کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں ان دونوں کا مرکز اب جلالپور ہی ہے۔ جلالپور مردم خیز خطہ ہے زندہ دلان جلالپور نے ہر شعبہ میں بڑے بڑے نامور انسان پیدا کئے۔ صنعت و حرفت، فنون لطیفہ، شعراء، سیاست کو عروج تک پہنچایا۔ آج بھی جلالپور کا کوئی ایسا گھر نہیں ہو گا جہاں پاور لوم نصب نہ ہو چھوٹی صنعت کے پروان چڑھنے سے جلالپور کے علاوہ گرد و نواح کے دیہات سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ پاور لوم کی چھوٹی صنعت کو تحفظ دے

marfat.com

قدیمی گاؤں ٹھٹھہ موسیٰ تحصیل و ضلع گجرات

نذر محی الدین کے مطابق کسی زمانہ سلف کی ایک تہہ بنام المعروف دیہہ ٹھٹھہ رقبہ دیہہ ہذا میں واقع تھا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کون قوم آباد کنندہ اس دیہہ کی تھی۔ اور کیسے ویران ہو کر نیست و نابود ہو گئی۔ مسمی موسیٰ قوم جٹ گجرات وڑائچ ساکن چوپلہ بااجازت وامداد حاکم وقت اس دیہہ کو آباد کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس دیہہ میں جنات کا قبضہ تھا۔ اور اسکے دو لڑکے علی شیر اور درویش فوت ہو گئے۔ اس لئے واپس چلا گیا۔ اس زمانہ میں شاہ چھتہ ولی اللہ قوم زمیندار زندہ و کلانور ضلع گورداس پور جہاں اکبر اعظم کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ رہائش پذیر تھے۔ مادر زاد ولی ہونے کے باوجود ایک درس میں دینی تعلیم حاصل کی۔ چونکہ اسکی عادات دوسرے شاگردوں سے نمایاں تھی۔ اس لئے وہ بہت زیادہ عزت کرتے اور کوئی کام انکے سپرد نہ کرتے تھے۔ دوسرے شاگرد اس وجہ سے حسد کرتے تھے۔ صاحب درس کو ایک رئیس ہر جمعہ کو ایک نئی پوشاک دیتا تھا۔ ہر جمعہ کو ایک شاگرد پوشاک لینے جاتا اور پوشاک لے آتا۔ چونکہ دوسرے لوگ بھی شاہ چھتہ صاحب کی بہت عزت کرتے تھے۔ یہ بات بھی شاگردوں کو ناگوار تھی۔ انہوں نے اکٹھے ہو کر صاحب درس سے التجا کی کہ جناب اس بار شاہ چھتہ کو پوشاک کے لئے بھیجا جائے۔ مگر وہ تشریف نہ لے گئے جس سے شاگرد بہت خوش ہوئے کہ اب ان کو درس سے نکال دیا جائے گا۔ مگر جب صبح معلم صاحب جو کہ ایک اہل اللہ تھے پوشاک کے لئے تشریف لائے تو مصلیٰ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو اپنی آرزو عرض کر رہے تھے اپنے مصلے کا کونہ اٹھایا۔ اور فرمایا کہ جونسی آپ کو پوشاک پسند ہو اٹھالیں مگر وہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ اگر آپ کا یہ مقام ہے تو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ اب اپنے پیشوا کے پاس حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اے شاہ چھتہ چونکہ آپ نے بچپن سے ہی چھتے رکھے ہوتے تھے۔ اس لئے اسی نام سے مشہور ہوئے۔ آپ دیہہ ٹھٹھہ جائیں اس لئے آپ یہاں ٹھٹھہ میں جو کہ پرگنہ گجرات میں تھا۔ تشریف لے آئے اور جنات اور شیطانوں سے اس جگہ کو پاک کیا۔ اور انسانوں کی پیدائش شروع ہو گئی۔ اور موسیٰ کو دعا دی کہ تمہاری نسل بہت بڑھے گی۔ ایک روایت کے مطابق موسیٰ کے والد بابا سرالی کو ان بزرگوں نے ہی مسلمان کیا تھا۔ ان کی کرامتیں بہت مشہور ہیں۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی اولاد اب بھی انکے مزار کی بہت عزت کرتے ہیں۔ چونکہ شاہ چھتہ صاحب دین کی خاطر اپنا گھر جائیداد رشتہ داری چھوڑ کر یہاں تشریف لے آتے تھے۔ یہاں پر آپ نے شادی کی تھی۔ آپ سے دو صاحبزادے محمد اعظم و محمد فاضل تھے۔ جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ انکے مزار بھی آپ کے ساتھ جانب مغرب ہیں۔ آپ کے مزار پر ۱۹۹۴ء میں ہی گنبد تعمیر ہوا ہے۔ خواجہ دیوان اسحاق میانہ چک جو کہ ناکھن شاہ۔ قطب شاہ پنڈی میانی۔ جناب سچیار صاحب نوشہرہ اسی زمانہ میں ہوتے ہیں۔ شاہ چھتہ صاحب کے جانشین میر محمد جی صاحب

marfat.com

ہوتے ہیں۔ صاحب علم و فضل اور صاحب کرامت تھے۔ رنجیت سنگھ کی بیوی رانی کوراں انکے عقید تمندوں میں تھی ۔جس کا یہاں ٹھٹھہ موسیٰ میں آنا ثابت ہے۔ اسی زمانہ میں حافظ محمد جمال صاحب گجرات کھوکھر جد امجد پیرے شاہ غازی عبداللہ ریاست کشمیر سے یہاں ٹھٹھہ موسیٰ آکر آباد ہوئے۔ یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ یہاں پر فوت ہوئے۔ ان کا مزار مبارک یہاں ٹھٹھہ موسیٰ میں ہے۔ سلطان محمد قاضی صاحب انکی اولاد سے ہوئے۔ آعوان شریف جاکر آباد ہوئے۔ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کی پیدائش ۱۸۳۸ اور تاریخ وفات ۱۹۱۹ ہے یہاں ٹھٹھہ موسیٰ میں ہی حافظ جلال الدین صاحب کے گھر شادی شدہ تھے۔

شاہ چھتہ صاحب کے سجادہ نشین حضرت پیر محمد جی صاحب کی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی مائی قطب بی بی صاحبہ تھیں۔ جو نہایت پرہیز گار تھی اور صاحب دعا تھی۔ انکی کئی کرامات مشہور ہیں۔ انکی بھی ایک صاحبزادی تھی جن کی شادی موضع حاجیوالہ میں پیر کرم شاہ صاحب جو کہ حضرت پیر محمد سچیار کی ساتویں پشت سے تھے ہوئی۔ اور یہاں ٹھٹھہ موسیٰ میں سسرال کے گھر آباد ہوئے۔ اور یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ دربار حضرت شاہ چھتہ ولی اللہ کا گنبد آخری مراحل میں۔ زیر تعمیر ہے

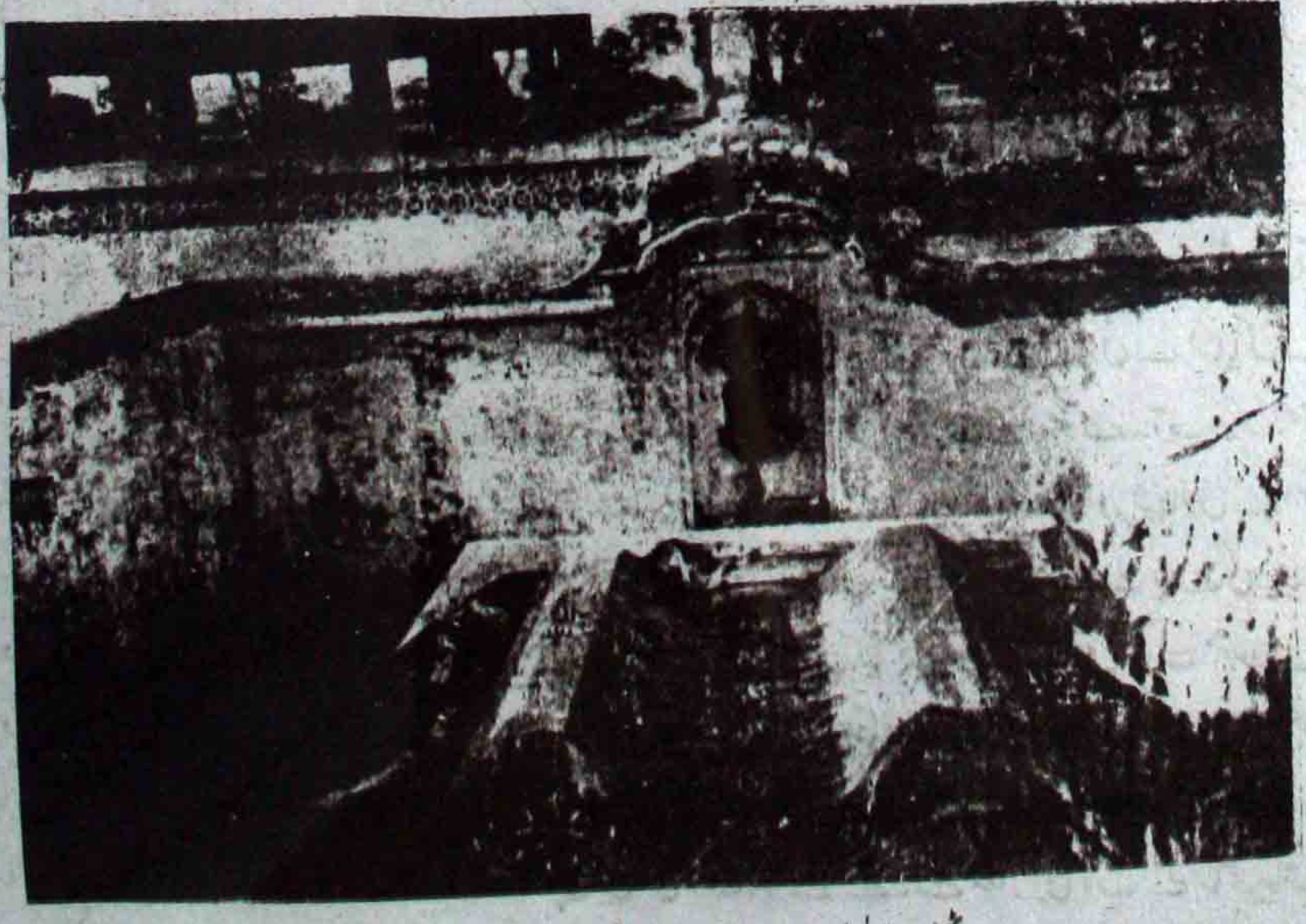

ٹھٹھہ موسیٰ میں حضرت شاہ چھتہ ولی سرکار کا مزار

marfat.com

بڑیلہ شریف میں ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی جنگ کے گمنام سپاہی کے مقبرے کا کتبہ

اے وطن تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا
تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

اللہ رسولؐ کے راستہ میں جان قربان کرنا وطن عزیز پر خون نچھاور کرنا مسلمان کا شیوہ ہے۔ مادر وطن پر قربان ہونے والوں کو جب بھی وطن نے پکارا ہے انہوں نے لبیک کہا ہے۔ ان بہادروں نے ۱۹۴۷۔ ۱۹۶۵۔ ۱۹۷۱۔ میں جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ان شہداء کی یادگاریں ملک کے طول و عرض میں ہیں۔ ان جانثاروں کی یادگاریں دیکھ کر ہمیں ۱۹۴۷۔ ۱۹۶۵۔ ۱۹۷۱۔ کی جنگوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں پوری قوم دشمن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئی۔ شہداء کی قربانیاں رنگ لائیں مجاہدین، کشمیر کی شہ رگ کے قریب پہنچ گئے۔ ان مجاہدین میں جان کا نذرانہ دینے والے دو نامعلوم شہید سپاہیوں کی قبریں تین نشان حیدر حاصل کرنے والے خطہ گجرات کے نواحی گاؤں بڑیلہ شریف کے قبرستان میں ہیں۔

قریب ہی ۱۹۶۵ء میں کشمیر کے محاذ چھمب جوڑیاں میں شہید ہونے والے مشرقی پاکستان کے جوان کی قبر ہے جس پر یہ عبادرت تحریر ہے۔

لانسنس نمبر ۳۲۲۵۳۷ لانس نائیک سراجدین شہید ۸ بلوچ موضع الہ پور ڈاک خانہ گوہرپور تحصیل و ضلع سلہٹ، تاریخ شہادت یکم ستمبر ۱۹۶۵ء بمقام بوڑے جال ان شہداء کی یاد میں بڑیلہ شریف میں دنیا کے سب سے لمبے مزار قنیطؑ جو حضرت آدمؑ کے بیٹے بیان کئے جاتے ہیں، کے قریب ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کے دروازے پر سفید سنگ مرمر کے پتھر پر یہ عبارت کندہ ہے۔ محاذ جنگ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء۔ تا ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء۔ بوڑے جال مناور۔ چھمب۔ بھلوال برہمنان منجانب ۸ عباسیہ بٹالین بلوچ رجمنٹ شہداء کے نام میجر شاہ نواز ستارہ جرات صوبیدار محمد اقبال حوالدار ابراہیم و لانس حوالدار عبدالغفور نائیک مولاداد۔ نائیک محمد اصغر نائیک محمد نذیر تمغہ جرات لانس نائیک محمد اکرم لانس نائیک بنارس خان لانس نائیک خوشی محمد، لانس نائیک محمد اسلم، سپاہی رحمت خان، سپاہی فضل داد، سپاہی عبدالرحمن، سپاہی محمد عزیز، سپاہی عبدالغفور، سپاہی محمد صادق، سپاہی فتح خان، سپاہی فتح خان، سپاہی امیر خان، سپاہی یوسف علی تمغہ جرات۔ جو انہیں بے مثال بہادری پر عطا کیا گیا تھا۔ سپاہی مظہر حسین، سپاہی عبدالغنی، سپاہی احمد خان، سپاہی محمد رشید، سپاہی اسمٰعیل خان، سپاہی عبدالکریم، سپاہی محمد عالم، سوار محمد زراعت، عبدالبہار۵۔ ہارس ان شہداء کے نام پڑھ کر ۱۹۶۵ء کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ جب ساری قوم سیسہ پلائی دیوار بن گئی اور یہ آواز گونجی دس کروڑ پاکستانیوں کی آزمائش کا وقت آگیا ہے۔ اور پوری قوم اس آزمائش پر پوری اتری۔

ماؤں، بہنوں، بیٹیوں بوڑھوں نے مجاہدین کے شانہ بشانہ جنگ میں حصہ لیا۔ مجاہدین کے قافلے ان کے قریب سے

marfat.com

گزرتے قوم صدق دل سے دعائیں دیتی ۔ فتح کامرانی کے لئے خلوص دل سے دعائیں دی جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ
حضور ضرور قبول ہوتی ہیں۔ مجاہدین کے راستہ میں کھڑی مائیں، بہنیں معصوم بچے پھولوں کے علاوہ خورد و نوش
سامان ان پر نچھاور کرتے ۔ لیکن محاذ جنگ پر کھانے پینے کی کس کو ہوش ہوتی ہے۔ ہر مجاہد کے دل میں یہی خوا
ہوتی ہے فرض لگن کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے کہ وہ کلمہ کا ورد کرتے ہوئے نعرہ تکبیر نعرہ رسالتؐ نعرہ حیدری
کرتے ہوئے آگے بڑھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اس جذبہ کی وجہ سے مجاہد اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن
کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ چھمب جوڑیاں محاذ پر دشمن پر برتری حاصل ہوئی اور وہ بہت تیزی سے دشمن
علاقہ پر چھا گئے۔ ان کی بہادری کی دھاک دشمن پر بیٹھ گئی اور چھمب سیکٹر فتح ہوگیا۔ ۱۹۶۵ء کے ہیرو جنرل اخ
ملک اور ۱۹۷۱ء کے جنرل افتخار جنجوعہ کا نام جنگوں کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ چھمب کا نیا نام افتخار آباد
جنرل افتخار کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ جنگوں کی تاریخ میں گمنام سپاہیوں کی بہادری کو بہت زیادہ خرا
تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ جو تن من، دھن کی پرواہ کئے بغیر موت کو سینے سے لگا لیتے ہیں سید افتخار حیدر نے گمنا
سپاہی کے جذبہ شہادت کو یوں شعروں میں بیان کیا ہے۔

سوچا نہ تھا کسی کا کبھی خون بہاؤں گا
لیکن کسی نے آج دی غیرت میری جگا
کر کے جوان حسرتوں کو دل میں دفن ہیں
ٹیڑھی نگاہ دیکھنے والوں سے لڑ گیا
مجھ کو عزیز تر ہیں دل و جان کی نسبتیں
میرے وطن کے ہر کس و ناکس کی عزتیں
میرے غریب بھائیوں کے خون پسینے سے
میرے عزیز دیس میں پھیلی ہیں دولتیں
جن پر ہزار جان سے میں ہوگیا فدا
ایسی ہیں میرے دیس کی کچھ اونچی عظمتیں
ہر ایک نیک آدمی کا ہے یہ امتحان
اس کے وطن کی بیٹیوں بہنوں کی عصمتیں
میں ان عصمتوں کٹ گیا
حفاظتوں پہ ان کی مر گیا
مرا نہیں شہید
میں ہوگیا
جام زندگی کا پی گیا

برٹیلہ شریف کے قبرستان میں ان گمنام شہداء کے قریب لانس نائیک سراج الدین کی یادگار ہے۔ وہ وطن پر فدا
ہوگیا ہمیں یہ احساس دے گیا۔ آج اگرچہ مشرقی پاکستان دشمن کی سازشوں سے ہم سے جدا ہوگیا اور اب بنگلہ دیش بن
چکا ہے۔ لیکن سراج الدین کا خون ہمیں اس رشتہ کی یاد دلاتا رہے گا۔ کہ وطن عزیز پر قربان ہونے والوں میں

marfat.com

مشرقی پاکستان کے بھائیوں کا بھی خون شامل رہا۔

۳۵ شہدا۔ کی یاد میں تعمیر ہونے والی مسجد شہدا۔ کی عظمت قربانی اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کی عظمت کو بلند کرتی رہے گی۔ جو حضرت قنیط علیہ السلام کے مزار کے قریب تعمیر کی گئی ہے۔

بڑیلہ شریف کے قبرستان میں 1965ء کے شہداء کا مقبرہ

marfat.com

سرائے عالمگیر کے قریب پائی کوٹی کے کھنڈرات قدیمی بستیاں تاریخی اور روحانی مزارات

سرائے عالمگیر کا علاقہ قدیمی ہونے کے علاوہ تاریخی بھی ہے۔ پبی کی پہاڑیاں مونگ کے میدان منگلا کا قلعہ اور ان کے قریب قدیمی گزرگاہ، دریائے جہلم اور قریب بہنے والے ندی نالوں کے کنارے آباد قدیمی بستیوں کے سینوں میں کئی راز دفن ہیں۔ اگر تحقیق کی جائے تو تاریخ کے اوراق کھل جاتے ہیں۔ سرائے عالمگیر سے لے کر منگلا تک نہر کے کنارے سفر دلچسپ ہے۔ نہر اس سرزمین سے گذرتی ہے لیکن یہاں کی زمین بنجر ہے۔ یہ سڑک تنگ ہے اور ٹوٹی پھوٹی ہے۔ محتاط ڈرائیونگ کی ضرورت ہے۔ سرائے عالمگیر سے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر جگوہیڈ ہے۔ نہری نظام اور پانی کی تقسیم کے لئے یہ ہیڈ تعمیر کیا گیا ہے۔ نہر کا فالتو پانی دریائے جہلم میں ڈالنے کے لئے ایک نالہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ جگوہیڈ کا پل عبور کرنے کے بعد سڑک جنوبی کنارے پر تعمیر گئی ہے۔ یہی سے پوٹھی راجگان اور بیسہ کے علاوہ ہزاروں سالہ قدیمی تباہ شدہ بستی پائی کوئی کے میدان نظر آتے ہیں۔ بیسہ پائی کوٹی سکندر اعظم کے حملہ کے وقت ایک خوبصورت شہر تھا۔ یہاں عالی شان محلات تھے۔ آئینہ گجرات از شیخ کرامت اللہ کے مطابق پائی کوئی کے کھنڈرات تقریباً سو مربع ایکڑ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اصل شہر بھمبر سے کھوہار تک کے علاقہ میں واقع تھا آثار بتاتے ہیں کہ دو سو مربع گز پر واقع ایک قدیم قلعہ تھا۔ جس کے گرد ایک فصیل تھی اس کا صدر دروازہ شمال کی جانب تھا۔ یہاں سے پتھر کی چوڑی چوڑی اینٹیں جن میں دھات کے بنے ہوئے سوراخ پائے جاتے ہیں برآمد ہوئیں۔ اس طرف کے ایک گاؤں بیسہ کی مسجد کا فرش انہی اینٹوں سے بنا ہے۔

انگریز تاریخ دان ایلیٹ نے پائی کوٹی کے متعلق تحریر کیا ہے یہ عظیم الشان شہر سکندر نے اپنی فتح کی خوشی میں تعمیر کیا تھا یہ قیاس غلط ہے چونکہ یہ مورخ اور سکندر بھی اقوام مغرب سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی طرفداری کی ہے حالانکہ یہ شہر سکندر کے حملہ کے وقت موجود تھا۔ خوبصورت عمارتوں کا دور دور سے نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ پائی کوٹی کے متعلق زبانی روایات بڑی طویل ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ اسے راجہ گوت پال کے نام پر بسایا گیا تھا۔ تاریخ بھی ان روایات کی من وعن تائید کرتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر سکندر کے وقت بھی آباد تھا۔ سکندر کے حملہ کے وقت تباہ برباد ہوا۔ ایک اور بات بھی اسی بات کی تائید کرتی ہے کہ یہ شہر راجہ پورس کی سلطنت کا دار الخلافہ تھا۔ آج بھی اس علاقہ میں کھدائی کی جائے تو پرانی اینٹوں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے مختلف ہڈیوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ یہ ٹکڑے بیسہ قصبہ، کریالی، قاضی باقر دندی نظام پوٹھی راجگان پھلروان کوٹ میاں بی برٹیلہ کے دیہات کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں۔

بی برٹیلہ کسی زمانہ میں ایک آبادی تھی یہ سطح زمین سے تقریباً سو فٹ اونچی ہے۔ اب غیر آباد ہے۔ یہاں پرانے سکے کانچ کی چیزیں موتی وغیرہ دستیاب ہوتے رہتے ہیں۔ دیواروں کے نشان بھی ملتے ہیں۔ جو پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ تیل کی تلاش کے دوران جب کھدائی کی گئی تو بیسہ کے نزدیک پائی کوٹی کے کھنڈرات سے ٹوٹی پھوٹی اینٹوں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے پائے گئے۔ چھوٹے چھوٹے بت بھی پائے گئے یہ اشیاء آگ میں جھلسی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ بیشتر مقام پر راکھ بھی ملتی ہے

دس بلیماں کے قریب سے ایک راستہ بھلوال کی طرف جاتا ہے بھلوال ایک قدیمی بستی ہے آبی گزرگاہ کے قریب ہے۔

marfat.com

قریب ہی مشہور گاؤں منڈی ہے عام طور پر منڈی بھلوال کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ علاقہ پسماندگی سے دوچار ہے۔ ذرائع آمدورفت اس جدید دور میں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ بھلوال میں صوفی درویش حضرت سائیں رحمت اللہ قادری کا مزار ہے۔ آپ کو فیض آستانہ عالیہ بٹالہ شریف سے ملا تھا۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال رجب کی 21 اور 22 تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ سائیں رحمت اللہ قادری نے اپنے حالات زندگی کتاب انوار قادری میں تحریر کئے ہیں۔ کئی اولیاء کرام کی محفل میں حاضری دیتے رہے ان میں حضرت قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف، کھڑی شریف سمویل شریف کی خانقاہ حضرت پیر مرالی، حضرت پیر میر عباس علی شاہ، حضرت خاکی شاہ، سائیں چپو شاہ، سائیں منگو شاہ، سید انبوں شاہ، پیر تاج الدین شاہ، حضرت بابا چھتر شاہ، حضرت میاں فقیر محمد فاند، کے حضور حاضری دیتے رہے۔ سائیں رحمت اللہ قادری کے ارادتمند ملک کے کونے کونے میں آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ بھلوال کے جانب شمال ٹبہ پر بزرگ عورت کا مزار ہے۔ بھلوال کے قریب ہی شاہ گھوڑا کے بلند و بالا ٹبہ پر نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر شدہ ہے۔ اس ٹبہ پر کھڑے ہو کر دور دور تک نظارہ کیا جاسکتا ہے۔

شاہ گھوڑا گاؤں کے علاوہ معصوم پور اور ٹوریں نزد دھاک جٹاں میں بھی نوگز لمبے مزارات ہیں جو اس خطہ کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ ہیڈ علی بیگ جاتلاں اسی نہر پر تعمر کئے گئے ہیں۔ قصبہ سمویل شریف ایک آبی گزرگاہ کے کنارے ہے۔ یہ ایک قدیمی بستی ہے پہاڑوں کے دامن میں ہے۔ 10 منڈاپل سے سمویل شریف کو راستہ جاتا ہے۔ یہاں حضرت حافظ محمد مقیم کا مزار ہے۔ تختی پر سن وفات 1151ھ تحریر ہے۔ دوسرا مزار حافظ غلام محمد کا ہے جس پر تاریخ 1211ھ تحریر ہے۔ فارسی کا شعر بھی درج ہے۔ تیسرے مزار حافظ ناصر صاحب کا سن 1240ھ درج ہے۔

آں	مقیم	مقام	علم وفا
نقل	چوں	کردا	از دار فنا
سال	تاریخ	از	خرد فر مود
لفظ	تاریخ	را	احساب عا

مزار شاندار انداز میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ دس محرم کے موقع پر بہشتی دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس مزار سے پاگلوں کو شفا ملتی ہے۔ آپ کو فیض حضرت میراں علی حیدر شاہ آف ٹاہلاں والا جہلم سے ملا تھا۔ سموائل شریف میں ان بزرگوں کے مزار کے جانب شمال ایک بچہ کا مزار ہے جس نے پیدا ہوتے ہی کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا حافظ صاحب نے بچہ سے کہا کہ وقت سے پہلے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ اور وہ بچہ اس وقت گونگا ہو گیا۔ سموائل شریف میں کئی قدیمی عمارتیں ہیں ایک مسجد اکبر کے دور کی تعمیر کردہ ہے۔ مسجد کے تین گنبد ہیں چار برج ہیں مسجد کے صحن میں بہت بڑا حوض ہے۔ مسجد کی دیواریں چھوٹی اینٹ چونا گچ سے تیار کی گئی ہیں۔ بیرونی دروازہ کی شمالی دیوار پر فارسی میں شعر تحریر ہیں۔ مسجد بہت عالی شان اور شاندار انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔

سموائل شریف پہاڑوں کے دامن میں ایک خوبصورت بستی ہے۔ اس خطہ میں شکریلہ شریف میں حضرت پیر سید ملک علی شاہ کا مزار مبارک بھی ہے۔ آپ درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ کے بارے میں کتاب سوہان ایمان مرتب کی گئی ہے۔ تمام

marfat.com

کلام پنجابی زبان ہے۔ یہ شعری مجموعہ روحانیت کا درس دیتا ہے۔ کلام میں حضرت پیر سید ملک شاہ نے عشق محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بند کردیا ہے۔ اس کلام کے پڑھنے سے دل سے حسد بغض کا زنگار اتر جاتا ہے۔ سینہ نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔ آپ نے 1956ء میں 90 سال کی عمر میں وفات پائی آپ کو فیض حضرت پیر حیدر شاہ جلالپور شریف سے ملا تھا حضرت پیر سید ملک علی شاہ کے مزار پر یہ شعر پنجابی زبان میں تحریر ہے۔

اک دے نال پیار ہووے سدا اک دا تابعدار ہوجا
ن ف تے س کٹ جاویں نا حرص تھیں گل گلزار ہوجا
نقش پیر اکسیر تاثیر منزل فقر دی وچ ہوشیار ہوجا
جاوں کل مسیتاں ملک علی اک اپنے یار دا یار ہوجا

آپ کا عرس 18، 19 جیٹھ 31 مئی کو منایا جاتا ہے۔ ارادتمند دور دراز سے عرس میں شامل ہوتے ہیں۔

جاتلاں سے جانب شمال مشرق ایک بلند وبالا ٹبہ پر عیدو پور میں حضرت میراں مراد علی شاہ المعروف پیر مرالی کا مزار ہے۔ یہ مزار ایک قلعہ نما ٹبہ پر ہے ٹبہ سے تراشے پتھر اینٹوں کے ٹکڑے اور مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں کبھی یہاں شہر آباد تھا پرانے زمانہ میں دریا جہلم اس ٹبہ کے جانب شمال بہتا تھا۔ جواب دور ہو چکا ہے۔ مزار کے ملحقہ صاحب مزار کے گھوڑے اور کتے کی قبر حضرت میراں مراد علی شاہ المعروف پیر مرالی مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں ہو گزرے ہیں۔ آپ دلی سے آئے تھے جس جگہ آپ کا مزار ہے یہاں کشمیر کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ مقامی روایات کے مطابق آپ کفار سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ کے قافلہ کو فتح نصیب ہوئی۔ گھوڑا کتا آخر وقت تک آپ کے ساتھ رہا وہ بھی اس معرکہ میں مارے گئے۔ تو آواز آئی اس گھوڑے اور کتے کو میرے قدموں میں دفن کیا جائے چنانچہ دونوں کو آپ کے قدموں میں دفنا دیا گیا۔ ان کی قبریں آج بھی موجود ہیں۔ حضرت میراں مراد علی شاہ المعروف پیر مرالی کا مزار مغلیہ طرز تعمیر پر بنایا گیا ہے۔ درمیان میں گنبد ہے چاروں طرف مینار ہیں دیوار موٹی پتھر سے تعمیر کی گئی ہے۔ مغلیہ دور کے نقش ونگار بنائے گئے ہیں۔ یہ قلعہ نما ٹبہ زمین سے کافی بلند ہے۔ اس پر کھڑے ہو کر دور دور تک نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ قلعہ نما بستی کسی قدیمی شاہراہ کے قریب بنائی گئی تاکہ دشمن یا حملہ آور کی یورش کو روکا جاسکے۔

عیدو پور سے تھوڑے سے فاصلہ پر کھڑی شریف میں حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکار اور عارفانہ کلام سیف الملوک کے مصنف حضرت میاں محمد صاحب کا آستانہ مبارک ہے۔ یہاں دن رات زائرین حاضری دیتے ہیں۔ سرزمین آزاد کشمیر میں روحانیت کا یہ بہت بڑا مقام ہے۔

سرائے عالمگیر میں اورنگزیب کے دور کی مسجد بھی ہے اس نہر کے کنارے قدیمی بستیاں کھوہار اور پوران ہیں۔ پوران کو راجہ پورس کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کھوہار قدیمی شاہراہ کے قریب واقع ہے۔ دریائے جہلم عبور کرنے کے بعد یہ شاہراہ قلعہ روہتاس اور ٹلہ جوگیاں کی طرف جانکلتی ہے۔ یہ بستی کئی بار اجڑی اور کئی بار آباد ہوئی اکبر کے دور میں یہ بارونق شہر تھا۔ پران

marfat.com

دریائے جہلم کے جنوبی کنارے پر واقع ہے۔ یہ قصبہ تجارتی مرکز رہا۔ یہاں میر ہیبت خان قندھاری کا مزار ہے، قریب ہی ان
بیٹے میر عنایت بیگ کا مزار ہے۔ یہ مزار دریائے جہلم کے مغرب اور نہر جہلم کے شمال کی جانب وسط میں واقع ہے۔ قصبہ
ل اس کے مغرب کی جانب ہے۔ مزار کے گردونواح گھنے درخت ہیں۔ میر ہیبت خان قندھاری کا آبائی وطن قندھار تھا۔
روایات کے مطابق میر ہیبت خان قندھاری مغل شہنشاہ بابر کے دور میں یہاں آیا۔ اور شاداب خان کے ساتھ جنگ کی اس
میں شاداب خان مارا گیا۔ اسکی قبر بھمبر کے قرب وجوار میں ہے۔ میر ہیبت خان قندھاری اور اسکے بیٹے میر عنایت بیگ
ار ایک بلند بالا ٹبہ پر ہے۔ مزار تک جانے کے لئے لاتعداد سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ یہ مزار غالباً ہمایوں یا اکبر کے دور میں
یا گیا۔ دونوں مزارات شاندار انداز میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ میر ہیبت خان قندھاری کا مزار جانب مشرق اور بیٹے کا مزار
مغرب ہے۔ دونوں مزار ملحقہ ہیں میر ہیبت خان قندھاری کے مزار کی بیرونی دیوار رنگ برنگی تختیوں سے تعمیر کی گئی ہے۔
بیٹھے ہوئے ایک مجاور نے بتایا یہاں کئی بیماروں کو شفا ملتی ہے۔ میر ہیبت خان قندھاری کا سلسلہ نسب بابا ولی قندھاری
جا ملتا ہے۔ جن کی بیٹھک حسن ابدال کے قریب پنجہ صاحب کے پہاڑ پر ہے۔ یہ وہی ولی قندھاری ہیں جن کا بابا گرو نانک
وحانیت کا مقابلہ ہوا۔ بابا گورونانک نے ولی قندھاری کا پانی کھینچ لیا۔ ولی قندھاری نے گرونانک کی طرف چٹان لڑھکا دی
و نانک نے یہ چٹان ہاتھ پر روک لی۔ چٹان پر ہاتھ کا نشان کندہ ہو گیا۔ چٹان کا یہ حصہ حسن آباد میں گردوارہ پنجہ صاحب
نسب ہے۔ چشمہ کا پانی پنجہ کے نشان سے ہوتا ہوا نیچے آتا ہے۔
سکھوں کے نزدیک بہت متبرک ہے یہاں ہر سال بیساکھی کے موقع پر بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔ میلہ پر سکھ یاتری بابا ولی
ھاری کی بیٹھک پر حاضری دیتے ہیں۔

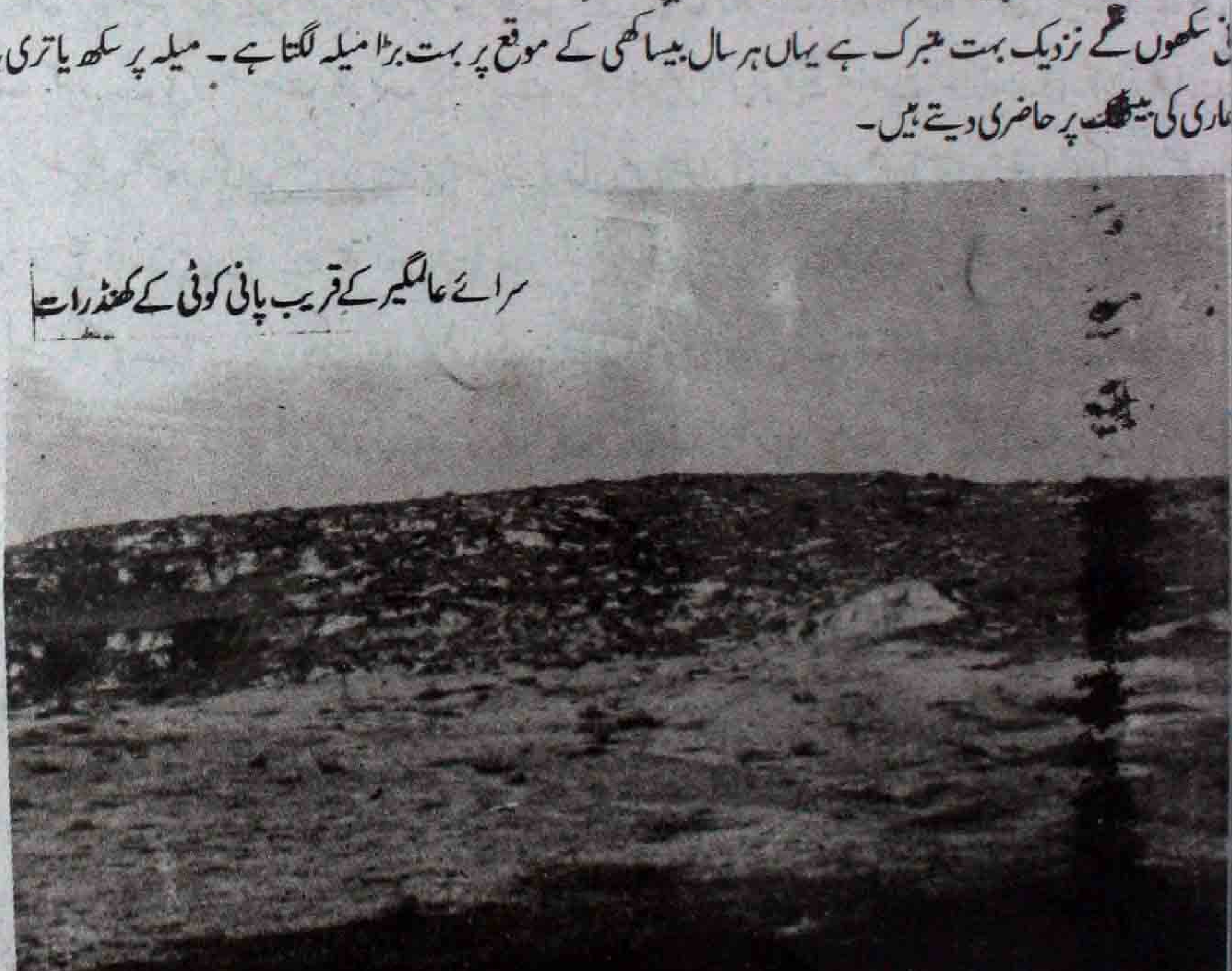

سرائے عالمگیر کے قریب پانی کوٹی کے کھنڈرات

تلوار سازی سے پنکھا سازی تک گجرات کی قدیمی مسجد لوہاراں اور حضرت شاہدولہ سرکار کی کرامت

حضرت مولوی محمد صالح گجراتی المعروف میاں وڈا گجرات کی عظمت کا یہ نشان دم توڑ رہا ہے

گجرات قلعہ کے اردگرد کئی تاریخی عمارتیں اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوتے ہیں۔ یہاں تنگ گلیاں گنجان محلے گ
ہیں۔ مغلیہ دور میں کئی واقعات رونما ہوئے۔ جو تاریخ کا حصہ بن گئے۔ ان میں ایک محلہ لوہاراں کے نام سے مشہور تھا
اس محلے کے رہنے والے تلوار سازی میں اتنے ماہر تھے کہ گجرات کا نام برصغیر کے علاوہ گردو نواح کے ممالک میں تلوار
سازی کی وجہ سے مشہور تھا۔ گجرات کی بنی ہوئی تلوار دنیا بھر میں مشہور تھی۔ تلوار کے علاوہ گجرات کے قلعہ کا پانی
صحت کے لئے بہترین تصور کیا جاتا تھا۔ گجرات کا قلعہ جب تعمیر ہوا قلعہ
سرکاری دفتر اور فوج کا قیام تھا۔ جب شہر کی ابادی قلعہ کے چاروں طرف پھیلنے لگی۔ ضرورت کے مطابق مشرق
طرف بازار شمال کی طرف دو کانیں مغرب کی طرف شارع کابل جس کی وجہ سے اس دروازہ کو کابلی گیٹ کہتے ہیں
جنوب کی طرف قلعہ کے پاس صنعت کار لوگ آباد ہوئے۔ گجرات میں اس وقت صنعت تلوار سازی تھی۔ گجرات کی
تلوار پورے برصغیر میں مشہور تھی۔ اس وجہ سے برصغیر ہندوستان میں تلوار کی وجہ سے مشہور تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں کعب بن زبیر نے تلوار پر بانت سعاذ قصیدہ لکھا۔ اس میں ہند کی تلوار کی تعریف کی گئی۔ لیکن نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصیدہ کی اصلاح فرمادی۔ سیف الہند کی جگہ سیف اللہ فرمادیا۔ انالرسول النور لیستضاء
مہندلیف سیع الف اللہ۔ یہ قلمی ہند کی تلوار کی تاریخ میں ایک دلیل ہے۔ اگرچہ گجرات اکبر اعظم کے دور میں آباد ہوا
لیکن اودھے نگری گجرات کی تاریخ پانچ ہزار سال پرانی ہے۔ ہندوستان میں تلوار سازی کا مرکز گجرات تھا جس محلہ میں
تلواریں تیار ہوتی تھیں۔ اس محلہ کو محلہ لوہاراں کہتے ہیں۔

لوہار اپنے لقب پر فخر کرتے تھے۔ مغلیہ دور میں بھی تلواریں گجرات سے حاصل کی جاتی تھیں۔ قلعہ کے پاس ہی ایک
زمانہ میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ جس میں لوہار لوگ نماز بھی پڑھتے تھے۔ اور درس قرآن لیتے تھے مغلوں کے زمانہ سے
لے کر خالصہ عہد حکومت تک اس مسجد میں جید علما۔ دین امامت اور خطابت درس و تدریس کا کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر احمد
حسن قلعہ داری کے مطابق ان علماء کرام میں ایک نام حضرت میراں فاضل گجراتی کا سرفہرست تھا۔ شاہدولہ سرکار
حضرت میراں فاضل گجراتی کے ہمعصر تھے۔ حضرت میراں فاضل گجراتی دین کے معاملہ میں بڑے شدید واقع ہوئے

marfat.com

اورنگزیب عالمگیر نے جب گجرات میں قیام کیا تو میراں فاضل گجراتی نے بادشاہ وقت سے حضرت شاہدولہ سرکار کے متعلق نماز کے بارے میں شکایت کی۔ اورنگزیب عالمگیر جب نماز پڑھنے کے لئے مسجد لوہاراں میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ ایک کونے میں سبز لباس میں ملبوس ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ بادشاہ عالمگیر کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت شاہدولہ سرکار نماز پڑھ رہے ہیں۔ میراں فاضل کی شکایت بے معنی ثابت ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت میراں فاضل حضرت شاہدولہ کے بہت قریب آ گئے۔ کرامت نامہ شاہدولہ علیہ سرکار میں ہے کہ حضرت شاہدولہ کے وصال پر میراں فاضل اس قدر روئے کہ ان کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس مسجد میں اولیاء عظام علماء کرام کا سلسلہ چل رہا تھا۔ کہ صاحب سنگھ کے زمانہ میں ایک بزرگ ہستی حضرت مولوی صالح محمد رحمتہ اللہ علیہ اس مسجد کے خطیب اور مدرس تھے۔ علم کے پیاسے دور دور سے یہاں آکر علم حاصل کرتے۔ ڈاکٹر احمد حسین قلعداری کے مطابق متعصب ہندو مؤرخ گنیش داس بھی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ مولوی صالح محمد کے ہاں بے شمار لوگوں نے دینی علم حاصل کیا۔ پنجاب میں علمی فیضان اس دور میں صرف مولوی محمد صالح نے جاری کیا۔ کیونکہ پشاور، لاہور، سیالکوٹ کے علاوہ کہیں دینی درس گاہ موجود نہیں تھی۔ گجرات کی یہ درس گاہ برصغیر میں معروف تھی۔ حضرت مولوی صالح محمد کے استاد محترم کا نام عبدالبرکات عبداللہ تھا۔ آپ اپنے وقت کے عالم دین، بڑے ولی اللہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے عالم ارواح میں کئی دفعہ مشرف ہوتے۔ آپ کے شاگردوں میں یہ بات بڑے تواتر سے بیان کی جاتی تھی کہ حضرت مولوی صالح محمد رحمتہ اللہ علیہ ہر چھ ماہ بعد اپنے گھر کا سارا سامان درویشوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن چھ ماہ بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گھر پھر مالا مال ہو جاتا۔ آپ نے ۱۲۴۴ء میں وفات پائی۔ ان کی قبر محلہ دارا بلوچاں پر بنائی گئی۔ جس کے ارد گرد چار دیواری سرہانے ایک مسجد ان کے عزیز شاگرد خان محمد قلعداری نے تعمیر کروائی۔ جہاں وہ بیٹھ کر قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرتے۔ یہ مسجد بڑے اہتمام سے قائم اور دائم ہے۔

مزار کا نشان اور چار دیواری گجرات کے بے حس لوگوں نے ویران کر دی ہے۔ گجرات کی عظمت کا یہ نشان دم توڑ رہا ہے اور زبان حال سے اس بات کی شکایت کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان جو اس عظمت رفتہ کو محفوظ کرے۔ مسجد لوہاراں کے جنوب کی طرف کھلے میدان تھے۔ کابل سے آنے والے لوگ شتربان اس جگہ آکر قیام کرتے۔ اس نسبت سے اس کا نام دارا بلوچاں پڑ گیا۔ یہ جگہ پرانے شہر کے بالکل درمیان ہے۔ کابلی دروازہ کا راستہ سلوپ بنایا گیا ہے۔ جہاں ہاتھی قلعہ میں داخل ہوتے تھے۔ چونکہ اونچائی کی وجہ سے اونٹ کابلی دروازہ ڈھکی کے راستے قلعہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اونٹوں کے لئے دارا بلوچاں قیام گاہ بنائی گئی تھی۔ حضرت مولوی صالح محمد رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بڑے نامور شاگردوں میں شیخ مسعود جلال پوری، مولوی صدرالدین جہلمی، مولوی ابراہیم کنجاہی کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس وقت

marfat.com

کے اکابر علماء نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا۔ مسجد لوہاراں کو ۱۹۸۲ء میں از سر نو تعمیر کیا گیا ہے۔ موجودہ امام مسجد کے مطابق یہ مسجد ۱۸۵۸ء کے لگ بھگ جب تعمیر کی گئی اسوقت یہ مسجد سہروردیہ قادری سلسلہ سے منسوب تھی۔ مسجد سے ملحقہ جب مکان تعمیر ہوا وہاں سے پرانے بوسیدہ کاغذ ملے ان پر مسجد کی از سر نو تعمیر کے آثار ملتے تھے۔ گجرات شہر میں مسجد لوہاراں کے علاوہ مسجد حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ علیہ سرکار، مسجد صرافاں، مسجد سرداراں، مسجد حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ قدیمی مسجدیں ہیں۔ گجرات کبھی تلوار سازی کی وجہ سے مشہور تھا۔ جدید دور میں یہ لوگ پنکھا سازی کی صنعت سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ صنعت پنکھا سازی کی وجہ سے گجرات کا نام دنیا بھر میں مشہور ہے۔ حقہ سازی میں بھی گجرات کا نام مشہور رہا۔ حقہ پنجاب کی محفلوں کی رونق ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں حقہ نہ ہو۔ پنجاب کے دیہی علاقوں کی روایت ہے کہ جوں ہی کوئی مہمان گھر میں داخل ہو فوراً حقہ تیار کر کے مہمان کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔

گجرات کا حقہ دور دور تک مشہور تھا۔ مٹی کے برتنوں کے لئے بھی گجرات مشہور رہا۔ برصغیر کے علاوہ گردو نواح کے علاقے گجرات سے مٹی کے برتن منگواتے تھے۔ خلوص اور وفا کے پیکر یہ لوگ کچے گھڑے پر بھی تیر جاتے۔ برتن سازی کی صنعت بھی بہت ترقی کر گئی ہے۔ جس نے اب پاٹری کی صنعت اختیار کر لی ہے۔ اس صنعت نے پاکستان بھر میں گجرات کا نام روشن کیا ہے۔ یہ لوگ رحمانی برادری کے نام سے مشہور ہیں۔

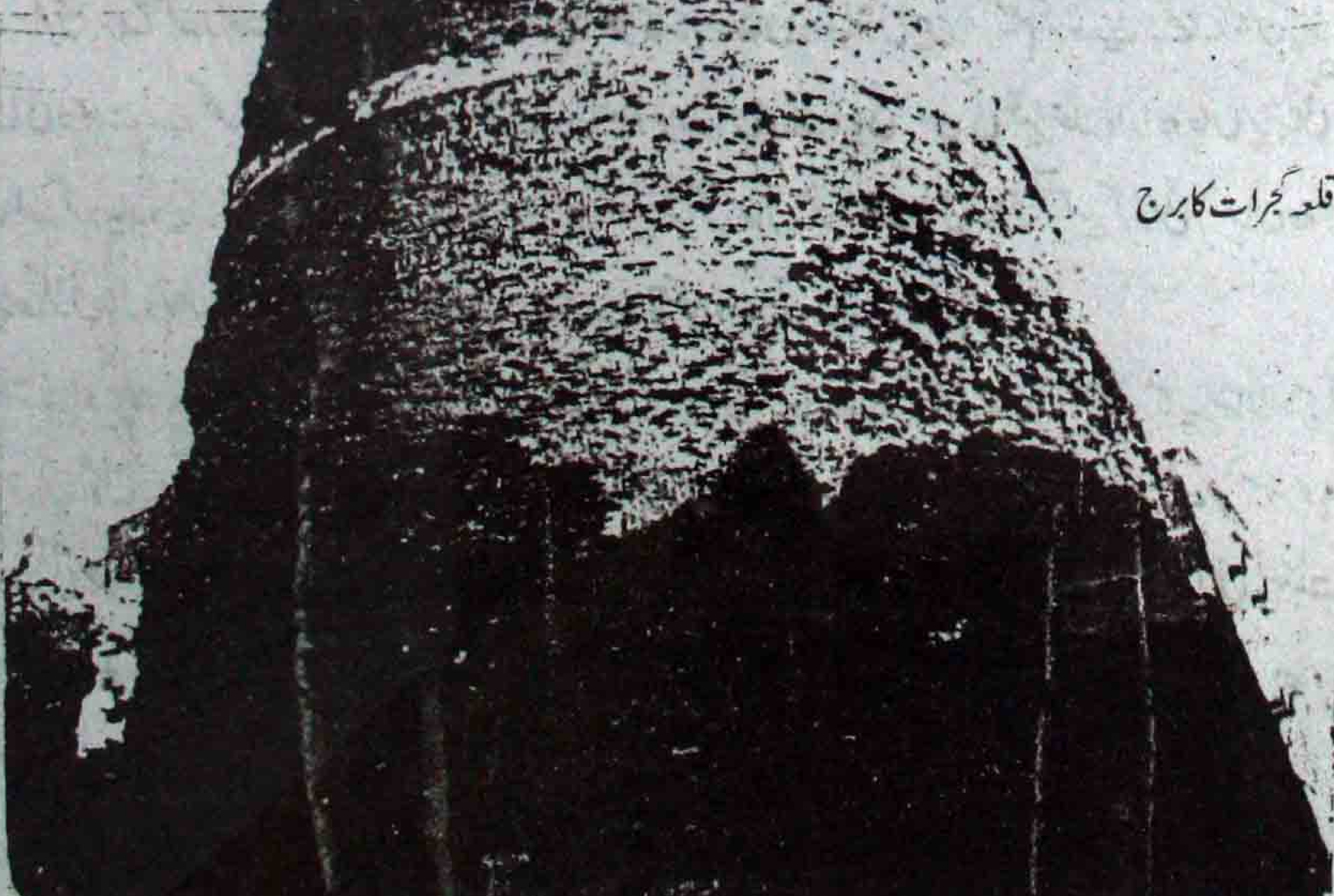

قلعہ گجرات کا برج

marfat.com

گجرات کا قدیمی اور تاریخی قصبہ عالم گڑھ

ماضی میں گجرات کو برصغیر کے گیٹ کی حیثیت حاصل رہی حملہ آور حکمران گجرات کی شاہراہوں سے گزرتے رہے۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں سرسبز میدان اور دریاؤں کا جال بچھا ہوا ہے۔ کشمیر مغل حکمرانوں کی ہمیشہ ہی کمزور رہا۔ کشمیر جانے کے لیے ایک نزدیک محفوظ راستہ اسلام گڑھ سے خانقاہ حافظ حیات سے ہوتا ہوا عالم گڑھ کے قریب سے گزرتا تھا۔ عالم گڑھ کی تاریخی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ مغل شہنشاہ اکبراعظم نے کشمیر جاتے ہوئے عالم گڑھ کے قریب بلند و بالا ٹیلہ پر قیام کیا کیونکہ دریائے چناب کو عبور کرنے کے لیے یہ ایک HALTING STATION تھا۔ اس دور کی تعمیر کردہ چوکھنڈی کے آثار اب بھی موجود ہیں جس کی دیواریں کئی فٹ چوڑی ہیں۔ جو مغل شہنشاہ اکبر کے دور کی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے۔ یہ ٹیلہ بہت بلندی پر ہے۔ اب یہاں قبرستان ہے برسات کے دنوں میں اس ٹیلہ سے پرانے سکے برتن اور پرانی چیزیں نکل آتی ہیں۔ اس بلند ٹیلہ پر کھڑے ہو کر گردونواح کا نظارہ پہاڑی مقام سے کم نہیں کیونکہ برساتی نالہ قریب سے گزرتا ہے۔ سبزہ اور درختوں کا نظارہ بھی بہت خوبصورت سماں پیدا کر دیتا ہے۔ ماضی میں عالم گڑھ کے قریب سے گزرنے والی بڑی شاہراہ پر ہر وقت آمد و رفت رہتی اور شاہی قافلے گزرتے عالم گڑھ ہندوؤں کے دور کا قصبہ ہے۔ تقسیم سے قبل یہاں ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اب بھی عالم گڑھ کے قصبہ کا ایک حصہ بلندی پر واقع ہے۔ قدیمی آثار اب بھی نمایاں ہیں اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ماضی میں یہ علاقے پر رونق رہے ہیں۔ اکبر نامہ کے مطابق شہنشاہ اکبر دو مرتبہ بھمبر کے راستے کشمیر گیا تھا۔ ایک بار ۱۵۸۹ء دوسری بار ۱۵۹۶ میں قیام کیا ۱۵۸۹ء کے مطابق اکبر کے عہد میں جنگل ویران جگہ کو آباد کیا گیا۔ سکھوں کے دور میں بھی عالم گڑھ کو اہمیت حاصل رہی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور یہ قصبہ مشہور ہوا اور آج تک عالم گڑھ کے نام سے مشہور ہے۔ قریبی قصبہ چوہدووال کے حضرت میاں حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ عالمگیر عہد کے پنجابی مصنف ہو گزرے ہیں۔ عالم گڑھ میں فن موسیقی کا شہنشاہ دیس راج نے بھی بڑا نام پیدا کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے نواب رئیس مہاراجے دیس راج کو خوشی کے موقع پر مدعو کرتے۔ دیس راج عالم گڑھ میں اپنے باغ میں روزانہ دو گھنٹے ریاضت کرتا گردونواح کے لوگ اس کی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے۔ تقسیم کے بعد دیس راج ہندوستان چلا گیا اور اپنی آواز بھی ساتھ لے گیا۔ عالم گڑھ میں ایک اور بات جس سے عالم گڑھ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ یہاں کے نمبردار حکیم محمد اشرف نے سید بیگم میموریل فری لائبریری قائم کر رکھی ہے۔ جس میں ہر موضوع پر ہزاروں کتب موجود ہیں۔ احادیث مبارکہ تفاسیر کتب مذاہب اسلامیہ، تصوف، سیرت مبارکہ تواریخ، لغت مناظرہ، اقبالیات، سفرنامے، فارسی ادب، عربی ادب، اردو ادب، پنجابی ادب، انگریزی ادب، سوانح عمریاں، فلسفہ، نفسیات، قانون حیوانیات، جنرل نالج، متحدہ پنجاب تمام اضلاع بشمول ریاستوں کے گزیٹرز ادیان عالم، یہودیت، ہندومت، سکھ مت جدید علوم، مطالعہ پاکستان عورتوں اور بچوں کا ادب

marfat.com

ٹیکنیکل، آثار قدیمہ ، جوڈو کراٹے ، فلکیات ، موسیقی ، مخفی علوم ، جنسیات تحریر شناسی ٹیلی پیتھی اعداد و عملیات ، بن بھوت نجوم یوگا پامسٹری ، یونانی طب ، طب جدید شاہدرہ، الیکٹروہومیوپیتھی ، نیچرو پیتھی، علم فیض، طب نبوی ، نظریہ منفرد اعضاء ، ہائیڈرو پیتھی ، آکو پنکچر، پینڈولم ، ایلو پیتھی ، علاج حیوانات بائیو کیمک ہومیو پیتھی ان کے علاوہ قلمی نسخہ کتاب شاہجہانی از حکیم محمد درویش ایمن آبادی جس کا ایک ہی نسخہ لائبریری میں موجود ہے ۔ ان کے علاوہ لاتعداد قلمی نسخہ کتب اس لائبریری میں موجود ہیں۔ منظوم پنجابی مکتوبہ ۱۲۸۸ء تصنیف محمد بن فتح دین آف چوہدووال جو حضرت میاں حبیب اللہ رحمتہ کے چھٹی پشت میں سے تھے ۔ اس لائبریری میں ہر موضوع پر ہزاروں کتب ہیں ۔ عالمگڑھ کے قریب ہی مشہور قصبہ فتح پور اختر فتح پوری ہیں جو لاتعداد عربی کی کتابوں کا ترجمہ اردو زبان میں کر چکے ہیں۔ ان کی مشہور کتابیں برق سوزاں تاریخ سعودی، تاریخ ابن خلدون، تاریخ ابن کثیر سواسات ہزار صفحات ، تاریخ ابن اثیر ، آٹھ ہزار صفحات و تاریخ یعقوبی تاریخ ملکان پانچ ہزار صفحات ، اسلام کا نظام تعزیرات ، یہودیت اور صیہونیت حضرت عثمان، حضرت علی ، غزوہ بدر ، غزوہ احد ، غزوہ احزاب، غزوہ فیض ، غزوہ تبوک ، صلح حدیبیہ ، فتح خیبر ، فتح مکہ ، امام منتظر ، شیعہ اپنے عقائد کے نطقہ نظر سے طب نبوی ، فیشن پرستی اور اختلاط اشتراکی ہتھکنڈے کا ترجمہ اختر فتح پوری عربی سے اردو میں کر چکے ہیں۔ مزید لاتعداد عربی کتابوں کا ترجمہ اردو زبان میں کی ہیں ۔

عالم گڑھ کے قریب قدیم شاہراہوں پر آج بھی شیشم کے سایہ دار درخت اسی انداز میں کھڑے ہیں۔ جان کے سائے بڑے بڑے حکمران ارور شاہی قافلے گزرتے رہے ۔ ان شاہراہوں پر قائم پرانے کنوؤں کے آثار پائے جاتے ہیں اس سڑک پہ ہر چند میل کی مسافت کے بعد آبی گذر گاہوں کے آثار ملتے ہیں۔

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ ،سید مسعود پرویز راجہ ریاض عالم گڑھ کے ٹبہ پر کھڑے ہیں

marfat.com

کچے گھڑے سے پکے گھڑے تک

****

زمانہ قدیم میں جب انسان مختلف قسم کے پھلوں اور جانوروں کا شکار کر کے اپنا پیٹ پالتا تھا تو اسے برتنوں کی ضرورت نہ تھی لیکن معاشرتی ارتقاء کے نتیجے میں جب اسے کھانے پینے کی اشیاء رکھنے اور کھانے کے لیے برتنوں کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نے مٹی کی چکناہٹ کی خاصیت سے فائدے اٹھاتے ہوئے برتن بنانے شروع کئے۔ لیکن یہ برتن کچے ہونے کی وجہ سے جلدی ٹوٹ جاتے اور گیلے ہونے پر گھل جاتے تھے۔

آگ کی دریافت کے بعد انسان کو علم ہوا کہ برتن آگ میں پکنے کے بعد زیادہ مضبوط اور دیرپا ہو اتے ہیں اور ان پر پانی بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ تب سے مٹی کے برتنوں کو آگ میں پکانے کا کام شروع ہوا۔

برتن سازی کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مصریوں نے دو ہزار قبل مسیح میں چاک دریافت کیا جس سے برتن زیادہ خوبصورت بننے لگے بعد ازاں فرٹ (شیشہ) کی دریافت کے بعد برتن زیادہ چمکدار اور خوشنما بننے لگے۔ چونکہ یہ برتن کم درجہ حرارت پر پکائے جاتے تھے، اس لیے یہ برتن (اردن ویئر) بھی بہت زیادہ مضبوط نہ تھے۔ پھر چین میں سادہ بھٹیوں کی بجائے ترقی یافتہ بھٹیوں کو رواج دیا گیا۔ اور یوں "سٹون ویئر" کا آغاز ہوا۔ جو مقابلتاً مضبوط تھے۔

۱۰ ویں صدی کے لگ بھگ چین میں سفید مٹی دریافت ہوئی جس کا رنگ پکنے کے بعد بہت سفید ہوجاتا اور اس کے استعمال سے پورسلین بننا شروع ہوگئی جو دیکھنے میں نیم شفاف اور دلکش ہونے کے ساتھ ساتھ بہت مضبوط ثابت ہوئی۔

اس قسم کے برتن بنانے کا علم کوریا کے راستے ۱۵ ویں صدی میں جاپان پہنچا اور یہ برتن یورپ پہنچے تو انگلستان اور جرمنی میں بھی پورسلین بنانے کی کوشش کی گئی اس طرح جرمنی میں بہتر اور سخت قسم کی پورسلین تیار کرلی گئی۔ جبکہ انگلستان نے "بون چائنہ" ایجاد کی جس میں ہڈیوں کی راکھ کو خام مال کے طور پر استعمال کیا گیا جو کہ نہایت ہی ہلکی جاذب نظر، نازک اور نسبتاً زیادہ سفید و شفاف تھی۔

مسلمانوں نے برتن سازی کا آغاز تقریباً ۱۵ ویں صدی میں کیا۔ بغداد، بصرہ اور کئی دیگر مقامات پر ظروف سازی کے مرکز بن گئے چینی تقلید کی بجائے مسلمانوں نے "بلیو پاٹری" کو رواج دیا جو بعد ازاں مسلم دنیا کا نشان بن گئی یہی "بلیو پاٹری" ٹھٹھہ، ہالہ اور ملتان تک پہنچ گئی۔ لیکن بد قسمتی سے یہ ایک ہی خاندان تک محدود رہی جبکہ چند سال قبل ملتان میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام بلیو پاٹری سنٹر کے قیام سے اس کا دائرہ کار وسیع ہوگیا ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف اقسام کے برتنوں کا استعمال اور ان کی ساخت مختلف اقوام کے معاشی، معاشرتی اور تہذیبی بنیادوں اور ان کی طبقاتی تقسیم کے مطابق ہوئی تھی۔ چاندی، پینٹل، پورسلین، بون چائنہ اور شیشے کے نفیس ترین برتن بادشاہوں کے محلات میں نظر آتے تھے۔ یا ان کے مصاحبین اور درباری انہیں استعمال کرتے تھے۔ یورپ میں متعدد فیکٹریاں آج بھی بادشاہوں کے ناموں سے منسوب ہیں۔ تاہم وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ

marfat.com

لوہے، تانبے اور المونیم کے برتن بھی بننے لگے۔ لوہے اور تانبے پر چینی چڑھا کر "تاہم چینی" سے ظروف بھی بنائے گئے۔ ویسے شیشے کے برتنوں کو بھی خاص اہمیت حاصل رہی ہے

ظروف سازی کے ارتقاء کے دوران مختلف اقسام کے رنگوں کا استعمال بھی شروع کیا گیا اور یوں گلیز اور فرت و رنگنے اور برتنوں پر نقش و نگار اور بیل بوٹے بنائے جانے لگے۔ تکنیکی ترقی کے نتیجے میں موجودہ صدی میں پلاسٹک وغیرہ سے بھی برتن سازی کی جا رہی ہے اور یہ صنعت پاکستان میں بھی اپنا مقام حاصل کر چکی ہے۔

گجرات میں جب برتن سازی کا کام شروع ہوا تو اس وقت سرخ مٹی کے برتن ہی بنائے جاتے تھے۔ کیونکہ دریائے چناب کے کناروں پر پائی جانے والی مٹی میں چکناہٹ بہت زیادہ تھی برتن سازی میں جدید رجحانات پاکستان کے معرض وجود میں آنے لگی لیکن یہ برتن زیادہ مضبوط نہیں تھے۔ اس لیے سستے ہونے کے باوجود انہیں پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔

پاکستان میں ۱۹۶۵ء سے قبل اچھی قسم کے برتن عام گھرانوں میں بہت کم استعمال میں آتے تھے۔ کیونکہ یہ برتن ملک میں تیار نہیں ہوتے تھے بلکہ قیمتی زر مبادلہ کے عوض بیرون ممالک سے درآمد کئے جاتے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں گجرات میں سرامکس انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا گیا اس کے بعد تکنیکی اعتبار سے قابل قدر پیش رفت ہوئی اور ملک بھر میں برتن سازی کی جدید ترین تکنیک متعارف ہوئی۔ ملکی خام مال زیر استعمال لانے کے لیے "وائیٹ ویئر" تیار کرنے کے لیے گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، سیالکوٹ اور چکوال میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کارخانے کثرت سے قائم ہونے لگے اور یوں اچھے برتنوں کی وسیع پیمانے پر تیاری کا آغاز ہو گیا۔ سوئی گیس نے بھی برتنوں کے معیار کو بہتر بنانے میں موثر کردار ادا کیا ہے۔ یہ کارخانے جو خام مال اور مشینری استعمال کر رہے ہیں، وہ کسی بیرونی ملک سے درآمد نہیں کی جا رہی بلکہ یہ دونوں چیزیں اندرون ملک میں ہی دستیاب ہیں اور تیار کی جا رہی ہیں۔

میں وہ مٹی ہوں جو ہے چاک کی گردش میں اسیر
تو اگر ہاتھ لگا دے مجھے تو سنور جاؤں گی!

ان چھوٹے کارخانوں کے علاوہ ظروف سازی کی بڑی صنعتیں مثلاً پاکپور چائنہ (لالہ موسیٰ) ریگل چائنہ، لون چائنہ، پرے چائنہ، گوجرانوالہ اور دادا بھائی، سرائے نور چائنہ کراچی میں قائم ہوئیں جن سے درآمد شدہ مشینری پر جدید طریقے سے برتن تیار کئے جا رہے ہیں۔

اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احساں
سفال "پاک" سے مینا و جام پیدا کر

علاوہ ازیں پاکستان میں بین الاقوامی معیار کے مطابق سرامکس سے تیار شدہ ہائی پاور الیکٹرک انسولیٹرز و دیگر آلات، سنٹری ویئر، ٹائلز اور ہر قسم کی سرامکس، برکس بھی تیار ہو رہی ہے جس سے قیمتی زرمبادلہ کی بچت ہوئی ہے گجرات میں برتن سازی کے سینکڑوں چھوٹے اور بڑے کارخانے ہیں

(بشکریہ انسٹی ٹیوٹ آف سرامکس گجرات)

marfat.com

گورالی میں مغل شہزادوں کی قبریں
کٹھالہ چناب قدیمی بستی
نت کے ٹبے پر کوارے شاہ کا مزار

شادی وال کی جانب سے آنے والی قدیمی سڑک کٹھالہ چناب کے قریب جی ٹی روڈ سے آملتی ہے۔ دریائے چناب کھٹالہ چناب اور گورالی۔ قدیمی بستیاں ہیں دونوں بستیوں کے قریب دریائے چناب اور قدیمی آبی گزرگاہ گزرتی ہے۔ جس میں سارا سال پانی بہتا ہے بولے کے قریب بہنے والا نالہ کٹھالہ کے قریب دریائے چناب میں گرتا ہے۔ دریائے چناب کے کنارے یہ خطہ اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوئے ہے اور گورالی میں مغل شہزادوں کی پانچ قبریں ہیں جنہیں عرف عام میں پیر بھورا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مغل شہزادہ خرم اور شہریار میں تخت نشیں کے لئے جنگ ہوئی۔ گورالی کی ایک وجہ گوراں والی بتایا جاتا ہے۔ یہاں بہت بڑا قبرستان تھا جس کے آثار سیلاب اور دریا کی طغیانی کی وجہ سے مٹ گئے ہیں۔

گورالی میں جی ٹی روڈ کے قریب قبرستان میں پانچ مغل شہزادوں کی قبریں ہیں۔ جو زیر زمین ہیں مغلیہ دور میں رواج تھا کہ شہزادوں اور شہزادیوں کی قبریں تہہ خانوں میں بنا کر سطح زمین پر بھی قبر کے نشان ظاہر کر دیئے جاتے جیسے لاہور میں ملکہ نور جہاں اور اسکی بیٹی کی قبریں زمین دوز ہے۔ گورالی میں پانچ مغل شہزادے تخت نشین کی جنگ میں مارے گئے۔ کیونکہ تاریخ بتاتی ہے شہریار کو گجرات میں قتل کیا گیا۔ قلعہ گجرات کے ایک برج سے شہریار کو گرایا گیا۔ قلعہ گجرات میں تحصیل آفس کے قریب اس ٹکڑا دیوار کے آثار ملتے ہیں۔ آصف جاہ اپنے داماد شاہ جہاں جبکہ نور جہاں شہریار کو تخت نشین کروانا چاہتی تھی۔ آخر کار شاہ جہاں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ گورالی میں جو مغل شہزادے دفن ہیں ان کے نام شہریار جو نور جہاں کا داماد اور لاڈلی بیگم کا خاوند تھا واضح رہے کہ لاڈلی بیگم نور جہاں کے پہلے خاوند شیر افگن کی بیٹی تھی۔ محقق انور خان کے مطابق دوسرے شہروں کے نام طہ ورث ہوشنگ پسران دانیال بتایا جاتا ہے۔ دوسرے دو شہزادے طہورث کے بیٹے بیان کئے جاتے ہیں گجرات میں شہزادوں کے قتل کا واقع سن تیس جوری سولہ سو اٹھائیس میں قلعے گجرات میں رونما ہوا

یہ مزار ایک تہہ خانہ میں ہیں تہہ خانہ میں داخل ہونے کے لئے جانب مشرق سیڑھیاں ہیں۔ برآمدہ میں داخل ہونے کے بعد ڈاٹ نما دروازے ہیں۔ اور کمرہ میں پانچ قبریں ہیں۔ تہہ خانہ کے اوپر چھت پر بھی پانچ قبروں کے نشان ہیں۔ یہ قبریں چونا گچ سرخ مٹی اور چھوٹی اینٹوں سے تعمیر شدہ ہیں۔ اس تہہ خانہ میں برسات کا پانی چھت تک جمع رہتا ہے۔ چند سال ہوئے یہ قبریں دریافت ہوئیں۔ اب ان قبروں کے جنوب کی جانب ایک جدید کمرہ تعمیر کرایا گیا۔ اس کمرہ کے ذریعہ بھی تہ خانہ کے لئے راستہ بنا دیا گیا ہے۔ راقم نے کئی بار ان قبروں کے فوٹو حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار کئی فٹ پانی کھڑا پایا جسکی وجہ سے کمرہ تہہ خانہ کے واقعات حالات معلوم نہ ہو سکے۔

marfat.com

تاہم تہہ خانہ کی تعمیرات مغلیہ دور کی ہیں۔ ان پانچ قبروں کے گردونواح قدیمی دور کی چند اور قبریں بھی ہیں۔ گورالی کے جانب جنوب کھٹالہ چناب کی قدیمی بستی ہے۔ یہاں مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں ایک درویش ولی اللہ میٹھی شاہ بنگش کی آمد کے شواہد ملتے ہیں۔ تاریخ افغاناں میں ہے کہ اکبر بادشاہ آپ سے ملنے کھٹالہ چناب میں آیا۔ یہ درویش صوبہ سرحد سے یہاں آئے کھٹالہ کی اہمیت ماضی میں بہت زیادہ تھی دریائے چناب کے کنارے یہ مشہور پتن تھا۔ یہاں شاہی قافلے تجارت پیشہ لوگوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ کھٹالہ کے جانب جنوب مشرق ایک ٹبہ پر ایک قدیمی مزار ہے۔ جسے مقامی زبان میں پیر جھاڑ کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہاں بوہڑ کا بہت بڑا درخت تھا۔ کبھی دریا اس ٹبہ کے ساتھ بہتا تھا دریا نے رخ تبدیل کر لیا ہے۔ یہاں سے جانب جنوب وزیر آباد کا قدیمی شہر ہے۔ کھٹالہ میں پیر ملہ کے نام سے ایک اور قبر مشہور ہے ہندو اس مزار پر عقیدت کے طور پر دیوالی کے موقع پر چراغاں کیا کرتے تھے۔ کھٹالہ کے وسط میں حضرت غلام شاہ ولیؒ کا مزار ہے۔ جو حضرت حافظ محمد حیاتؒ کے مرید خاص تھے۔ اور دریائے چناب کے کنارے چلہ کشی کی اور یہیں پر انا فیض جاری کیا۔ کھٹالہ کے جانب شمال ایک بہت ہی قدیمی مزار ہے۔ جسے مقامی زبان میں پیر لتاڑ کے نام سے پکارتے ہیں۔ کھٹالہ کے قریب ایک جامع مسجد روحی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں مولانا اصغر علی روحی ان کے بیٹے بیٹی اور ضیاء الحق کے مزار ہیں سرہانے کی جانب نام کی تختیں نصب ہیں اور تاریخ وصال شعروں میں درج ہے۔ مولانا اصغر علی روحی علمی ادبی شخصیت عالم فاضل تھے۔ مسجد کے برآمدے میں سنگ مرمر کے پتھر پر تحریر درج ہے کھٹالہ کے قریب نت گاؤں مشہور ہے۔ نت ایک قدیمی ٹبہ پر آباد ہے اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے کھدائی کے دوران مٹی کے برتن ملتے ہیں یہاں پیپل بوہڑ کا درخت تھا۔ ٹبہ پر بابا کوارہ شاہ کا مزار ہے۔ اہل دیہہ اس مزار سے عقیدت رکھتے ہیں انکی آمد اور سلسلہ نسب کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ نت کا ٹبہ اس بات کا داعی ہے یہ قدیمی بستی ہے دریائے چناب کے کنارے پیر حسین شاہ المعروف سگاں والی سرکار کا آستانہ ہے۔ جو سخی لعل شہباز قلندر کے ملنگ ہو گزرے ہیں یہ درویش مجذوب تھے عرس ہاڑ کی دوسری جمعرات کو ہوتا ہے۔ قریب ہی تارا گڑھ میں بابا غلام جن کا مزار ہے۔ دریائے چناب کے پل کے قریب سائیں نور دین کا مزار ہے جو کانواں والی سرکار کی بیٹھک کے نام سے مشہور ہے۔ خطہ گجرات میں دوسرے قدیمی شہروں کی طرح یہ علاقے بھی قدیمی ہیں۔

==

marfat.com

گوشۂ کتب

اولیائے ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان

مصنف: ایم زمان کھوکھر (ایڈووکیٹ)
ناشر: یاسر اکیڈمی۔ بالمقابل سیشن کورٹ، کچہری روڈ، گجرات
صفحات: 500
قیمت: 350روپے

ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت شرف الدین بو علی شاہ قلندرؒ، حضرت خواجہ باقی باللہؒ، حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ، حضرت شیخ سلیم چشتیؒ، اور دوسرے اولیاء کرام کے حالاتِ زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ اللہ کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کی وجہ سے ہی یہاں اسلام کو سربلندی حاصل ہوئی۔ ہندوستان میں اسلام کے روحانی تشخص کی جانب لوگوں کی رہنمائی کرنے میں جو کام صوفیائے کرام اور اولیاء عظام نے سرانجام دیا اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ انہی کی کاوشیں تھیں کہ لاکھوں بندگانِ خدا حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

ایم زمان کھوکھر نے اولیاء اللہ کے مختصر حالاتِ زندگی ان کے مزاراتِ مقدسہ کی تصاویر و تفصیل نیز مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یادگار دہلی کی تاریخ معہ تصاویر زیرِ تبصرہ کتاب میں جمع کر کے ہمارے خیال میں خود کو بھی تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے۔ کھوکھر صاحب کا اندازِ تحقیق خاصا منفرد اور جداگانہ ہے، آپ نے تمام تاریخی مقامات کا بذاتِ خود سفر کیا اور ان مقامات پر پہنچ کر معلومات جمع کیں۔ زیرِ نظر کتاب کے پیش الفاظ میں ایم زمان کھوکھر تحریر کرتے ہیں:

"میری خواہش تھی کہ مجھے پورے ہندوستان کا ویزہ مل جاتا تاکہ برصغیر کے تمام قدیمی، تاریخی اور روحانی مقامات کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کر سکتا۔ لیکن حکومت ہند نے صرف چند شہروں کے ویزے دیئے۔ ان شہروں میں قدیمی تاریخی روحانی مقامات کی تفصیل جو مل سکی کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے صرف دہلی کے مطالعہ کے لئے دن یا ہفتے نہیں بلکہ کئی ماہ چاہئیں۔ گذشتہ ادوار کی تہذیبیں وسیع و عریض علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے درمیان کئی میلوں کا فاصلہ ہے۔ ان تک پہنچنے کے لئے اچھا خاصا وقت اور سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے کچھ نئی نسل ان قدیمی تاریخی روحانی مقامات کے بارے میں بہت کم معلومات رکھتی ہے صرف مشہور مقامات تک پہنچنا آسان ہے۔ یہ کتاب اولیائے ہند یعنی ان بزرگ ہستیوں کے بارے میں ہے جنہوں نے ہندوستان میں رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کیں جن کے فیضان سے اس خطہ میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے بارے میں لکھتا ہی جاؤں لیکن کتاب کے ضخیم ہونے کے پیش نظر اختصار سے کام لیا گیا۔ میں نے بیشتر اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دے کر معلومات اور مزارات کے فوٹو حاصل کئے۔ اس وقت ہندوستان میں تیس کروڑ کے لگ بھگ مسلمان ہیں۔ پاکستان میں تیرہ کروڑ، بنگلہ دیش میں ستر کروڑ، کشمیر میں سوا کروڑ یعنی اس خطہ کے اکسٹھ کروڑ انسان صرف اولیائے کرام کے فیضان سے ہی دائرہ اسلام میں شامل ہیں"۔

ایم زمان کھوکھر کے بارے میں اسلم راہی نے تحریر کیا ہے کہ "یہ نہ کوئی سرمایہ دار ہیں اور نہ ہی ان کی آمدنی کے وسیع ذرائع ہیں اس کے باوجود بے بضاعتی میں بھی یہ کام مختصر سرمایے سے انجام دیئے چلے جا رہے ہیں"۔ ہمارے خیال میں ایم زمان کھوکھر نے انتھک محنت اور مسلسل جدوجہد سے جس قدر تحقیقی سرمایہ اپنی کتابوں کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے بین الاقوامی معیارِ طباعت کو مدنظر رکھ کر شائع کیا جائے۔

marfat.com

آزاد کشمیر

کے

قصبہ مناور۔ چھمب۔ بوڑے جال

دیوا وٹالہ۔ برنالہ

میں نو گز لمبے مزارات

تاریخ کے آئینے میں

marfat.com

آزاد کشمیر کے علاقہ مناور، چھمب برنالہ میں نو گز لمبے مزارات

****

مناور کے قریب کنواں کے پاس حضرت طینوش کا نو گز لمبا مزار ہے ۔ مناور کے قریب پنج گراں میں دو نو گز لمبا مزار گولڑہ ملکہ میں بھی نو گز لمبا مزار ہے۔ مناور کے قریب رانا میں نو گز لمبا مزار ہے بدوچک میں دو نو گز لمبے مزار ہیں صاحب مزار کا نام حضرت کیومرثؑ ہے ۔ مناور کے قریب سنگری میں نو گز لمبا مزار ہے۔ دیوا ٹاپ پر نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام مرشیاؑ ہے۔ نیا ملکہ سنگری میں نو گز لمبا مزار وٹالہ کے قریب حضرت ہرشیاؑ کا مزار جو پیر منگاولی کے نام سے مشہور ہے ۔ آپ حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ ڈلہ میں حضرت شمسان کا نو گز لمبا مزار ہے۔ پوڑ کے قریب اور قبرستان میں کل چھ نو گز لمبے مزار ہیں۔ ایک پختہ تعمیر شدہ ہے۔ برنالہ میں پانچ نو گز لمبے مزارات ہیں ایک پتنی روڈ پر دوسرا تھانہ میں باقی جتاں دے میرا کے گردونواح ہیں۔ قلعے بڈھالی کے راستہ میں آبی گزر گاہ کے قریب نو گز لبا مزار ہے ہیر میں صلصیادؑ کا مزار ہے۔ موضع کوٹل کے قریب دو نو گز لمبے مزار ہیں۔ اپروٹالہ چباں میں قلعہ وٹالہ میں نو گز لمبے مزار ہیں صاحب مزار کا نام حضرت نعماطوشؑ ہے ۔ بوڑے جال میں دو نو گز لمبے مزار ہیں صاحب مزارات کے نام شاہانؑ اور بطشائیل ہیں۔ ٹاہو میں بھی نو گز لمبا مزار ہے ۔ آزاد کشمیر کے قصبہ آہی نزد اعوان شریف میں

marfat.com

حضرت نقیب طوشی کا نو گز لمبا مزار۔ پنڈی پنگالی میں دو نو گز لمبے مزار ہیں۔ دھوڑانوالہ میں تین قدیمی مزار ہیں صاحب مزارات کے نام حمالا ئحل ؑ طاطوش نوناش ؑ ہے۔ ان کے علاوہ مناور کے قریب ودن میں حضرت برمان ؑ کا مزار ہے۔ ننگیال میں حضرت ناموش ؑ کے علاوہ کئی نو گز لمبے مزار ہیں چھمب میں حضرت فلسانوش کا مزار ہے۔

آزاد کشمیر کے قصبے تونبہ نزد بوڑے جال میں حضرت شاہان یابطشائیل علیہ السلام کا مزار

marfat.com

آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب مناور اور برنالہ کے درمیان نو گزی قبریں

بعض تاریخ دانوں کے مطابق بھمبر کا علاقہ کبھی ضلع گجرات میں شامل تھا بعد میں اس پٹی کو گجرات سے علیحدہ کر کے کشمیر کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ بھمبر کے علاقہ کی تمام سرحد دریائے توی سے لے کر بھمبر تک پاکستان کے ساتھ ملتی ہے۔ اس علاقہ کا رہن سہن بھی مشترکہ ہے۔ تجارت کا دارومدار بھی پاکستان کے مشہور قصبوں ٹانڈہ، کڑیانوالہ، اعوان شریف، کوٹلہ ارب علی خان کے ساتھ ہے۔ ان قصبوں سے کئی کچی پکی سڑکیں آزاد کشمیر کے علاقہ مناور، چھمب، ڈلہ پوڑ، بچ گراں، بوڑے جال، کوٹ جمیل، برنالہ، دھوڑانوالہ، بھمبر کی طرف جاتی ہیں۔ کہتے ہیں دنیا میں پہلے آم کا پودا برنالہ میں پایا گیا۔ آج بھی برنالہ کے قریب دیوا وٹالہ کے آم اس علاقہ بھر میں مشہور ہیں پتھروں کے اس دیش میں بے شمار دیسی آموں کے باغات ہیں اس علاقہ میں سب سے قدیمی شہر مناور ہے۔ مناور دریائے توی کے قریب تر ہے۔ بہت بڑے قلعہ نما ٹبہ پر شہر اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوئے ہے۔ پاکستان کے آخری سرحدی گاؤں مٹیانوالہ کے قریب سے سڑک مناور کے لئے جاتی ہے۔ جونہی مناور کی سرزمین پر داخل ہوں نشیبی علاقہ کی آب و ہوا سرسبز زرخیز زمینیں اس چھوٹی سی وادی کا نظارہ پیش کرتی ہیں۔ مناور سے جموں بھمبر سیالکوٹ گجرات کے لئے قدیمی گزرگاہوں کے نشان آج بھی موجود ہیں۔ مناور کئی بار اجڑا کئی بار آباد ہوا۔ موجودہ صدی میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء یہاں حق و باطل کے معرکے ہوئے۔ یہ معرکے آج سے ہزاروں سال قبل ہوئے۔ ان معرکوں کے نشان آج بھی برنالہ چھمب اور مناور کے گردونواح نوگز لمبی قبروں کی صورت میں موجود ہیں۔ ان نوگز لمبے مزارات کے بارے میں 1886ء کے لگ بھگ حافظ شمس الدین آف گلیانہ نے جو علم کشف القبور میں دسترس رکھتے تھے۔ نشاندہی کی ان کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 326 نمبر شمار 405 کے مطابق مناور کے قریب جو نوگز لمبا مزار بیان کیا گیا ہے صاحب مزار کا نام حضرت طینوش علیہ السلام ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ مزار مناور کے جانب مغرب کنواں کے پاس ہے۔ مزار کی لمبائی نوگز ہے۔ مزار کا نشان عرصہ قدیم سے قائم ہے حالانکہ اس علاقے پر 1947ء سے لے کر 1971ء تک ہندوستان کی حکمرانی رہی۔ لیکن مزار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مناور کے ٹبہ پر ایک اور قدیمی مزار ہے جو نور شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ مناور کے قریب چھمب میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ بیان کئے گئے شجرہ کے صفحہ نمبر 325 نمبر شمار 390 کے مطابق صاحب مزار کا نام فلسانوش علیہ السلام ہے۔ یہ مزار بھی پختہ تعمیر شدہ ہے۔ مناور کے قریب لکھو چک میں بھی ایک قدیمی مزار ہے۔ قریب پانی کا تالاب بھی ہے۔ چھمب کے قریب دوسرے مزار بھی ہیں صاحب مزار کا نام جیقوق علیہ السلام ہے۔

مناور کے قریب ودن میں حضرت برحان علیہ السلام کا مزار ہے۔ رانا، پنڈی پنگالی، تنگیال المعروف تنگیالانوالہ ناموس علیہ السلام کا مزار ہے۔ ڈلہ پوڑ کے قبرستان میں پانچ نوگزی قبریں ہیں۔ بدو چک، گولڑہ ملکے، سنگری،

marfat.com

خیرووال کے قریب اڈہ کے نزدیک بھی قدیمی مزار ہے ۔ بج گراں قلعہ پڈہاڑ ہیر میں بھی قدیمی مزارات ہیں ۔ پڈہاڑ کے قدیمی مزار حضرت طینوش علیہ السلام کا ہے ۔ متذکرہ شجرہ کے صفحہ نمبر 329 نمبر شمار 494 پر اس نام کا اندراج ہے صفحہ نمبر 327 نمبر شمار 443 پر حضرت صلواوش کے نام کا اندراج ہے یہ مزار دیوا میں ہے ۔ ہیر میں صاحب مزار کا نام صلصاد ہے ۔ یہ نام بھی اس صفحہ پر نمبر 444 پر درج ہے ۔ کوئل موئل کے قریب بھی دو نو گز لمبے مزار ہیں ۔ دیوا میں دوسرے نو گز لمبے مزار صاحب مزار کا نام مرشیا علیہ السلام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں ۔ آپ نے خلیفہ اور غازی کا لقب پایا ۔ علاقہ میں یہ مزار پیر کانجی کے نام سے مشہور ہے ۔ شجرہ کے صفحہ نمبر 329 نمبر شمار 502 پر آپ کے نام کا اندراج ہے ۔ دیوا وٹالہ میں ایک اور قدیمی مزار میں حضرت ہرشیا علیہ السلام دفن ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں ۔ خلیفہ غازی علامت ظاہر کی گئی ہے ۔ ان کا اندراج صفحہ نمبر 324 نمبر شمار 357 پر ہے ۔ یہ مزار حضرت پیر منگاولی کے نام سے مشہور ہے ۔ صفحہ نمبر 325 نمبر شمار 366 پر ودن میں ملک برھما کے نام کا اندراج پایا جاتا ہے صفحہ نمبر 326 نمبر شمار 428 کے مطابق ڈلہ میں صاحب مزار کا نام شمسان علیہ السلام ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں ۔ برنالہ میں پانچ نو گز لمبی قبریں ہیں ایک تھانہ کے قریب دوسری خربوزہ کے چھپڑ کے کنارے ہے ۔ تین جٹاں کا میرا میں ہیں ۔ ایک نو گز لمبا مزار آہی میں ہے ۔ صاحب مزار کا نام نقیب طوشی بتایا جاتا ہے ۔ یہ تمام مزارات پختہ تعمیر کئے گئے ہیں ۔ ان کی لمبائی نو گز کے قریب ہے صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کا تقدس قائم ہے ۔

بوڑے جال اس علاقہ میں ایک قدیمی قصبہ ہے بوڑے جال کے قریب ایک آبی گزرگاہ کے علاوہ ایک قدیمی ٹبہ بھی ہے ۔ اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ انسانی ضرورت کی اشیاء کے آثار ملتے ہیں ۔ اس ٹبہ کے جانب شمال ایک نو گزہ مزار ہے ۔ حافظ شمس الدین کے ہاں ملنے والی دستاویز کے مطابق صاحب مزار کا نام شاہان علیہ السلام ہے ۔ نام کے اوپر خلیفہ اور غازی کی علامت ظاہر کی گئی ہے ۔ بوڑے جال کے جانب مشرق بھیسہ کے قریب بھی ایک نو گز لمبی قبر ہے جو پختہ تعمیر کی گئی ہے ۔ بوڑے جال کے جانب جنوب قبرستان میں ایک اور نو گز لمبا مزار ہے ۔ شجرہ کے مطابق صاحب مزار کا نام بطشائیل علیہ السلام ہے یہ مزار بھی پختہ تعمیر شدہ ہے نام کے اوپر خلیفہ غازی کی علامت درج ہے ۔ مقامی آبادی اس مزار کو عزب الغازی کے نام سے پکارتی ہے بوڑے جال ایک قدیمی قصبہ ہے 1965ء کی جنگ میں یہاں پاک فوج کے مجاہدوں نے خون کا نذرانہ دے اس قلعہ نما مورچے کو توڑا میجر شاہ نواز شہید ستارہ جرات صوبے دار محمد اقبال شہید تمغہ جرات ان کے دیگر ساتھیوں نے بوڑے جال کے مورچے کو فتح کیا ۔ ان شہداء کی یاد میں 8 عباسیہ بلوچ رجمنٹ کے شہداء کی یاد میں بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیط علیہ السلام کے ستر گز لمبے مزار کے قریب ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے 1965ء کی جنگ میں بوڑے جال مناور اکھنور سیکٹر میں شہید ہونے والے 34 شہداء کے نام اس مسجد کی دیوار پر سنگ مرمر کی تختی پر درج ہیں ۔ بوڑے جال کے قریب ندی کے کنارے موضع

marfat.com

ٹاہو میں نو گز لمبا مزار ہے یہ مزار ٹبہ پر ہے ٹبہ پر جا بجا مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بکھرے نظر آتے ہی۔ اس قدیمی گزرگاہ کے قریب دھوڑانوالہ میں تین قدیمی مزار ہیں۔ ان مزارات کو مقامی آبادی پیر گجا کے نام سے پکارتی ہے۔ ان قدیمی مزارات میں جو نیک پاک لوگ دفن ہیں ان کے نام شجرہ میں طاطانوش علیہ السلام، نوناث علیہ السلام اور حمیالانمل علیہ السلام بیان کئے گئے ہیں۔ یہ مزار ایک جگہ اکٹھے ہیں مقامی آبادی نے ازسرنو تعمیر کر دیئے ہیں۔ دھوڑانوالہ کے قریب جانب مشرق ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزرگاہ آج بھی موجود ہے۔ جہاں سارا سال ٹھنڈا اور میٹھا صاف شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔

دھوڑانوالہ کے قریب ایک بہت بڑا ٹبہ بھی ہے یہ ٹبہ کافی بلند ہے کھدائی کے دوران یہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں تیز بارش کے بعد یہاں ٹبہ سے موتی جو عورتوں کے زیورات میں استعمال ہوتے تھے، ملتے ہیں۔ پانی کی گزرگاہ کے کنارے یہ ٹبہ اپنے اندر کئی داستانیں لئے کھڑا ہے۔ ماضی میں یہاں کوئی بستی آباد تھی جو تباہ و برباد ہوئی۔ اس ٹبہ کے قریب سے ایک قدیمی گزرگاہ بھی ہے جو بھمبر برنالہ کی طرف جا نکلتی ہے۔ یہی قدیمی گزرگاہ بوڑے جال سے ہوتی ہوئی مناور اور جموں کی طرف جا نکلتی ہے۔ اس کی ایک شاخ مہلو سے ہوتی ہوئی گڑیانوالہ کی طرف جا نکلتی ہے۔ اس قدیمی گزرگاہ کے قریب مہلو کے نزدیک دو نو گز لمبی قبریں ہیں۔ بوڑے جال سے اس گزرگاہ کی دوسری شاخ ٹانڈہ بڑیلہ شریف بہلول پور کے مشہور پتن کی طرف جاتی ہے۔ اس سرحدی علاقہ میں ماضی میں حق و باطل کے کئی معرکے ہوئے ہوں گے جن کے آثار اس علاقے میں ملتے ہیں۔ یہ علاقہ آبی گزرگاہوں کے علاوہ زرخیزی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس علاقہ میں زمین بہت زرخیز ہے۔ ہر قسم کی اجناس گندم، باجرہ، دالیں، تل، السی، چنے، گنا وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس علاقہ کی زمینیں سرخ مٹی سے مالا مال ہیں۔ یہاں کبھی قحط سالی نہیں ہوئی۔ یہ علاقہ مون سون بارشوں کی زد میں ہے۔ ماضی میں اس خوشحالی کی وجہ سے یہاں معرکے ہوئے ہوں گے جن کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ اس علاقہ کے تین قلعے مشہور ہیں قلعہ پڈہاڑ، قلعہ چھپڑ، قلعہ شتاب، قلعہ پڈہاڑ کی دیواریں اور دروازہ آج بھی موجود ہے۔ یہ قلعہ سرحد پر ہے۔ پہاڑی علاقہ سے پنجاب میں چوری چوروں ڈاکوؤں کی روک تھام کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ ماضی میں اس علاقہ میں ڈاکہ زنی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ پہاڑی علاقہ کے لوگ میدانی علاقہ میں چوری ڈاکے کی وارداتیں کیا کرتے تھے۔ قلعہ چھپڑ کے آثار ختم ہو گئے ہیں البتہ چھپڑ موجود ہے۔ قلعہ شتاب کے نشان پہاڑ پر موجود ہیں۔ پیپل، بوہڑ کے درختوں کے علاوہ پانی کا تالاب موجود ہے۔ اس علاقہ کو دیوا وٹالہ کہتے ہیں۔ ماضی میں پانی کی بہت کمی تھی لوگ پینے کے لئے پانی چھپڑوں میں سے ذخیرہ کیا کرتے تھے۔ یا پھر بیلوں کے ذریعے دریائے توی سے پانی لایا جاتا تھا۔ مالک بیلوں پر پانی کی مشکیں لاد کر کسی اور کام کے لئے کہیں اور چلا جاتا تھا لیکن یہ بیل پانی کی مشکیں لے کر سیدھے گھر پہنچ جایا کرتے تھے۔ یہ علاقہ دیسی آموں کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔ یہاں دیسی آموں کے باغ دور دور تک ہیں۔ پتھروں کے اس دیس میں آم جیسا پودا خوب نشوونما پاتا ہے۔ کچے آموں کا اچار

marfat.com

یہاں کافی مقدار میں استعمال ہوتا ہے۔ آموں کے علاوہ بیر بھی مشہور ہیں۔ بیریوں کے باغ کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ اس علاقہ کے رہنے والے بہادر اور جفاکش محنتی لوگ ہیں۔ روزانہ میلوں پیدل سفر کر جاتے ہیں۔ اپروٹالہ کے قریب ہری سنگھ کی عدالت اور جائے نشست جو ایک تھڑا اور بڑے پتھر کی صورت میں آج بھی موجود ہے پہاڑی پر قلعہ کی دیواروں پر کھڑے ہو کر اس وادی کا دور دور تک نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ دیوا ٹاپ بھی سرسبز پہاڑی علاقہ ہے برنالہ کے قریب تھپ پتی ایک بہترین تفریح گاہ ہے۔ جو بلند پہاڑ پر ہے۔ بہار کے موسم میں یہاں دور دور تک نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ دیوا ٹاپ میں بہار میں جنگلی گلاب بھی اس علاقہ کو خوبصورتی بخشتے ہیں۔

اولیاء ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی شائع ہو گئی

ہفت روزہ
الاصلاح لاہور
13 تا 19 اپریل 2000ء

گجرات (ا ن س) گجرات کے معروف قانون دان، ادیب صحافی، محقق ایم زمان کھوکھر کی تحریر کردہ چھٹی کتاب "اولیا ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی" شائع ہو گئی ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں اولیاء کرام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت علاؤالدین علی احمد صابر، حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ، حضرت خواجہ باقی اللہ، حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری، حضرت نجیب اللہ متوکل، حضرت شاہ شرف الدین بو علی شاہ کمال قادری کیتھلی" اور دیگر اولیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ مسلمان بادشاہوں سلطان شمس الدین التمش، رضیہ سلطانہ، سلطان ناصر الدین محمود شاہ، سلطان غیاث الدین بلبن، جلال الدین فیروز شاہ خلجی، سلطان علاؤ الدین خلجی، سلطان بہلول لودھی، سلطان فیروز شاہ تغلق، سلطان سکندر لودھی، شہنشاہ ہند اکبر اعظم، شیر شاہ سوری، شہاب الدین محمد شاہجہان، محی الدین اورنگزیب عالمگیر، سلطان فتح محمد ٹیپو اور دیگر بادشاہوں کا ذکر ان کے کارناموں ان کی تعمیر کردہ تاریخی، روحانی عمارتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تیسرا حصہ دارالحکومت دہلی اور عہد سلاطین مغلیہ دور کی تعمیر کردہ عمارتوں، دہلی کے چودہ دروازے، حوض خاص، گندھک باؤلی قلعہ قدم شریف، ترکمان گیٹ، دہلی کا لال قلعہ، دیوان خاص، جامع مسجد دہلی، مقبرہ صفدر جنگ، جنتر منتر، انڈیا گیٹ، پرانا قلعہ، سیر منڈل، فیروز شاہ کوٹلہ، تاج محل، قلعہ آگرہ، پنج محل فتح پور سیکری، گوردوارہ بیس گنج، چھترپور ٹمپل، کتاب پیلس دیگر عمارتوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے ہر صفحہ پر روحانی قدیم تاریخی مقامات کی تصویریں ہیں۔ کتاب کی تکمیل کے لئے ایم زمان کھوکھر نے چھ بار ہندوستان کا سفر کیا۔ کتاب میں سولہ روحانی تاریخی عمارتوں، حضرت غریب نواز معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت شرف الدین بو علی قلندر، حضرت علاؤالدین علی احمد صابر، روضہ مبارک شیخ سلیم چشتی، مقبرہ غیاث الدین بلبن، مینار، پرانا قلعہ، مقبرہ ہمایوں، قلعہ آگرہ، تاج محل آگرہ، لال قلعہ دہلی، جامع مسجد دہلی، مقبرہ صفدر جنگ دہلی، ہندوستان میں سب سے پہلی مسجد قوت الاسلام دہلی کی رنگین تصویریں ہیں۔ یہ کتاب معلومات کا خزانہ ہے جو نئی نسل کے مطالعہ کے لئے ضروری ہے۔ کتاب بڑے سائز کے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

marfat.com

کھڑی شریف میں آستانہ عالیہ حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکار

آستانہ عالیہ حضرت میاں محمد بخش

کشمیر کی سرزمین جو قدرتی حسن سے مالامال ہے۔ وہاں اولیاء کرام نے قدم قدم پر نور کے چشمے جاری کر رکھے ہیں۔ طالبان حق اپنی پیاس بجھانے ان چشموں پر پہنچ ہی جاتے ہیں۔ یہ خطہ پہاڑوں اور جنگلوں پر مشتمل ہے۔ بیشتر اولیاء کرام چلہ کشی یا دالہی کے لئے ایسے ہی علاقوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ تاکہ وہ مخلوق خدا سے دور رہ کر اللہ کی عبادت کر سکیں کھڑی شریف کا خطہ جہاں حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکار اور عارفانہ کلام سیف الملوک کے مصنف حضرت میاں محمد بخش صاحب جن کا کلام پڑھنے سننے سے تن من میں ایک تڑپ اور لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ کا کلام ہر آستانے مسجد روحانی محفلوں چہلم کی تقریبات میں پڑھا جاتا ہے۔ آپ نے رونقیں بکھیر رکھی ہیں۔ گجرات سے کھڑی شریف جانے کے لئے دو راستے ہیں ایک راستہ بھمبر دوسرا سرائے عالمگیر نہر کے کنارے کنارے ہیڈ لگلو کا راستہ ہے۔ بھمبر کی تمام تجارت کا دارومدار گجرات کے علاوہ لالہ موسی شہر اور قصبہ کوٹلہ ارب علی خاں کے ساتھ وابستہ ہے۔ گجرات اور بھمبر کو ملانے والی سڑک کوٹلہ ارب علی خاں اور چڑیا نوالہ کے قریب سے گزرتی ہے۔ ماضی میں اس سڑک کے راستہ مغل شہنشاہ گزر کر کشمیر جایا کرتے تھے۔ گجرات میں قیام کے بعد اگلا پڑاؤ بھمبر ہی ہوا کرتا تھا۔ بھمبر ایک تاریخی قدیمی شہر ہے۔ جس کے چاروں اطراف پہاڑ ہیں برساتی نالہ جو سارا سال بہتا رہتا ہے۔ اس نالہ نے بھمبر شہر کو شمال مشرق مغرب کی جانب اپنی گود میں لے رکھا ہے۔ اس نالہ کے ٹھنڈے میٹھے پانی سے شہنشاہوں کی فوج اور بار برداری کے جانور اپنی پیاس بجھاتے اور آبپاشی کا کام لیا جاتا۔ یہاں تاریخی عمارتیں بھی ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں مسجد جوگی بیگ ہے۔ جو ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ دیواریں بڑا دروازہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ البتہ چھت گنبد نما قائم ہے۔ یہ مسجد پتھر چونا گچ سے تعمیر کی گئی ہے۔ بعد کی تعمیر میں مغلیہ دور کی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔

پہاڑوں میں گھنے درخت ہیں جنگلی گھاس سے پاؤں پھسل جاتے ہیں۔ شام کے بعد یہاں جنگلی جانوروں کا قیام ہو جاتا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے۔ کوئی درویش اس مسجد کو آباد کر رہا ہے۔ دوسری قدیمی تاریخی مسجد جانب شمال بھمبر نالہ کے کنارے ہے جو پتھر سے تعمیر کی گئی ہے جو طرز تعمیر مغلیہ دور کی ہے۔ قریب ایک درویش کا روضہ بھی ہے۔ بھمبر کے قلعہ میں اب کچہری تعمیر ہو چکی ہے۔ یہ قلعہ نما عمارت پتھر سے تعمیر کی گئی تھی۔ اب یہاں صرف ایک خزانہ کی عمارت کا نشان باقی ہے۔ یا ایک قدیمی قبر بھمبر میں باولی شاہی حمام کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ تذکرہ بابری شاہ جہاں کے سفر میں بھمبر کا ذکر موجود ہے۔ بھمبر سے چار بڑی سڑکیں نکلتی ہیں۔ ایک سڑک سماہنی سے ہوتی ہوتی سرینگر کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک کے راستہ میں بابا شادی شہید کا مزار ہے۔ قریب ہی ایک صحت افزا مقام قلع باغ سر ہے۔ دوسری سڑک کے چھمب افتخار آباد جموں کی طرف جاتی ہے۔ مناور سے ایک سڑک مٹیانوالہ نجان سے ہوتی ہوئی ہیڈ مرالہ سیالکوٹ کی طرف جا نکلتی ہے۔ بھمبر سے ایک سوئی

marfat.com

گجرات کی طرف نکلتی ہے جو ماضی میں لاہور اور کشمیر کے درمیان رابطہ سڑک تھی چوتھی سڑک بھمبر سے میرپور کھڑی شریف کی طرف جاتی ہے۔ بل کھاتی ہوئی اس سڑک پر گڑھالیاں سے ذرا آگے چھپراں کے قریب ایک دیہات کوہل شریف میں سائیں غلام علی قادری قلندری کا آستانہ ہے۔

سات سال تک گرمی سردی سے دنیا جہاں سے بے نیاز ہو کر پہاڑ کی چوٹی پر چلہ کشی ویران جگہ پر اب مخلوق خدا دن رات دینی دنیاوی فیض کے لئے حاضر ہوتی رہتی ہے۔ میرپور روڈ پر یہاں ایک اور باولی بھی ہے۔ جو ڈوگرہ دور کی ہے۔ جاتلاں براجلے قریب سڑک انتہائی شکستہ اور ٹوٹ چکی ہے۔ جاتلاں کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ نہر کے کنارے سڑک بہت تنگ ہے۔ ٹریفک کا نظام بہت خراب ہے۔ نہر کے کنارے شکر شہید کا مزار ہے۔ قریب ہی چیچیاں کا قصبہ ہے۔ کھڑی شریف کی وجہ سے چیچیاں بہت بڑے بازار کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ قریب ہی کھڑی شریف کی روحانی سرزمین کو پہاڑوں نے چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کھڑی شریف میں دن رات انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ انسانوں کا یہ سیلاب جمعرات اور جمعہ کو بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ عقیدت مند اپنی اپنی بساط کے مطابق یہاں نذرانے پیش کرتے ہیں۔ عام دنوں میں سو کے قریب چاولوں کی دیگیں عقیدت مند زائرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ جمعرات اور جمعہ چاولوں کی دیگوں کی تعداد اڑھائی تین سو کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ عرس کے موقع پر یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ کھڑی شریف میں حضرت پیر شاہ غازی اور حضرت میاں محمد بخش کا مزار ہے۔ یہ مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ لیکن محکمہ اوقاف کی جانب سے زائرین کے لیے لنگر کا کوئی اہتمام نہیں صرف دکھاوے کا کام کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی جامع مسجد زیر تعمیر ہے۔ جو لاکھوں کا منصوبہ ہے۔ حضرت پیر شاہ غازی کشمیر میں دین حق کی تبلیغ کے لئے تشریف لائے آپ کی زندگی کے بارے میں کہیں حالات دستیاب نہیں البتہ میاں محمد بخش نے اپنی ایک تصنیف تذکرہ مقیمی میں آپ کے کچھ حالات زندگی بیان کیے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین اظہر نے اپنی کتاب میاں محمد بخش میں حضرت قاضی سلطان محمود صاحب آعوان شریف کی ایک فارسی تحریر شائع کی ہے۔ جس میں حضرت پیر شاہ غازی کے بارے میں کچھ معلومات ملتی ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کا نام حافظ عبداللہ تھا۔ والد صاحب کا نام حافظ محمد حفیظ تھا جن کا تعلق ٹھٹہ موسی ضلع گجرات سے تھا۔ ان کا مزار بھی یہیں ہے۔ تذکرہ مقیمی میں میاں محمد بخش نے آپ کا سلسلہ بیعت بیان کیا کہ آپ سید محمد امیر بالا پیر کے مرید اور وہ فرزند سجادہ نشین حضرت سید محمد مقیم محرہ شاہ مقیم کے اور وہ خلیفہ حضرت محی جمال اللہ زندہ پیر کے مرید تھے۔ وہ حضرت قطب ربانی جناب پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ حضرت پیر شاہ غازی کو حضرت خضر سے بھی نسبت باطنی تھی۔ ان کی جست سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے چلہ کشی کیلئے علیحدگی میں وقت گزارنا شروع کردیا۔ یہ مشہور چلہ گاہیں ایک مزار سے مشرق دوسری شمال کی جانب تحصیل میرپور سے شمال مشرقی جانب ملوٹ پہاڑ پر اور جہلم سے آگے بوڑھا جنگل کے قریب ہے۔ آپ جب

marfat.com

شوق کی حالت میں جب وظیفہ کرتے تو آپ کے سر کے بال جو بہت لمبے تھے سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ آغاز میں شیروں کی سی گرج پیدا ہو جاتی۔ آپ کو دمڑی والی سرکار بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کو شیخ عبدالقادر جیلانی سے روحانی نسبت حاصل تھی۔ آپ کو بذریعہ کشف اشارہ ہوا۔ اگر کوئی ایک لاکھ ٹکہ نذر مان کر نیک مقصد کے لئے دعا مانگے گا تو اس کی مراد ضرور پوری ہوگی تو اس وقت سوال کو دمڑی کی نذر نیاز مانی جاتی جو عموماً دمڑیاں جمع کرنے والے فقیر صدا لگا کر اٹھنی چونی جمع رکھتے رہتے ہیں۔ حضرت پیر شاہ غازی بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ میاں محمد بخش نے آپ کی بے شمار کرامات مذکرہ مقیمی میں بیان کی ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک شاندار اور خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ ملک بھر سے ہزاروں لاکھوں زائرین حاضر ہو کر ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ تاقیامت ولایت معرفت کی یہ شمع روشن رہے گی۔

پیر جے میرا دمڑیاں والا شاہ قلندر

ہر مشکل وچ مدد کریندا دواں جہاناں اندر

آپ کے مزار کے قریب آپ کے مرید خاص حضرت میاں محمد بخش کا مزار ہے آپ کے آباؤ اجداد تحصیل گجرات کے گاؤں چک بہرام نزد پیرو شاہ سے آکر چک ٹھاکرو میں آباد ہوئے۔ آپ کے بزرگ بابا دین محمد کو حضرت پیر شاہ غازی نے گود لیا تھا۔ بعد میں دربار کی سجادہ نشین کا سلسلہ چلتا رہا۔ جو آپ کے والد ہیں۔ شمس الدین تک پہنچا۔ آپ ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ اس روحانی ماحول میں میاں محمد بخش کی تربیت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پانے کے بعد مشہور دینی درگاہ سموال شریف سے تعلیم حاصل کی۔ آپ شعر و ادب میں خصوصی دلچسپی لیتے پنجابی کے علاوہ عربی اور فارسی زبان پر کافی عبور حاصل کر لیا سائیں غلام محمد قادری کے دست مبارک پر بیعت کی تکمیل شرائط بیعت سے فراغت کے بعد ارشاد ہوا۔ حضرت شیخ احمد ولی جو کشمیر میں ہیں۔ وہاں سے اپنا باطنی حصہ حاصل کرو جو اپنے وقت کے قطب ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے پیرو مرشد کے حکم پر ننگے پاؤں ایک کمبل اوڑھے کشمیر کے سفر کو روانہ ہو گئے۔ ان کے حضور خدمت میں پیش ہوئے فیض باطنی کے بعد جنگل بیابانوں میں نکل گئے۔ شاعرانہ جذبات تو پہلے ہی دل و دماغ میں تھے عشق حقیقی کے بحر میں جوش پیدا ہوا تو پھر آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ شعر بن گیا پیر روشن ضمیر کے ارشاد پر احاطہ دربار کے اندر آپ نے ایک کٹیا سی تیار کر لی اور یہیں قیام پذیر ہو گئے۔ اور کلام کا سلسلہ شروع کیا پنجابی زبان میں آپ کا کلام تصوف میں ڈوبا ہوا آپ کی تصانیف میں قصہ سوہنی مہینوال، تحفہ میراں، کرامات غوث الاعظم، قصہ شیخ صنعاں نیرنگ عشق، شیریں فرہاد عشق، مرزا صاحباں، شاہ منصور، ہدایت المسلمین، گلزار حقر، تذکرہ مقیمی، گنج گنج، بدیع الجمال، ہیر رانجھا، تحفی خاص خوان دوہڑہ جات، سی حرفیاں غزلاں، لیکن زیادہ مشہور کتاب سیف الملوک ہوئی یہ کتاب آپ نے تنہائی میں تصنیف فرمائی اس کے پڑھنے سننے والوں کے دلوں میں عجیب درد کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اہل دل اس کے ہر لفظ پر وجد میں

marfat.com

آجاتے ہیں۔ آپ کا کلام تصوف روحانیت پر ہے

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہ نہ کائی
ولی اللہ دے بھانڈہ تک کے پاندے خیر حضوروں
جو دل پاک تکبروں خالی سو پر کردے نوروں

آپ کو قطب المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف گجرات سے خاصی عقیدت رہی قاضی صاحب بھی آپ کے ہاں تشریف لاتے۔ حضرت میاں محمد بخش شاعر ہی نہیں بلکہ ولی اللہ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں ۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے فرمایا ایک دفعہ دو نوجوان میرے پاس آئے ان میں ایک مسلمان تھا دوسرا ہندو تھا۔ مسلمان لڑکے نے عرض کی کہ میرے ساتھ والا لڑکا مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ ہندو لڑکے نے کہا میں نے حضرت میاں محمد بخش کا صوفیانہ کلام سیف الملوک غور سے پڑھا ہے۔ میرا دل نورانی ہوگیا ہے۔ خادم درگاہ کالا جو گدھوں پر دربار کے لئے پتھر فراہم کیا کرتا تھا کا اکلوتا بیٹا وفات پاگیا وہ روتا ہوا حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی حضور میرا ایک ہی لڑکا تھا وہ فوت ہوگیا ہے دعا میں فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صاحب اولاد کردے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند عطا کرے گا۔ اس کے کندھے پر سیاہ داغ ہوگا خدا کی شان اس کے گھر بیٹا پیدا ہوا اس کے کندھے پر سیاہ نشان تھا

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایک دفعہ مہاراجہ نے ہر قسم کی پیشکش کی جسے آپ نے ٹھکرا دیا آ کے بھائی بہاول بخش نے کہا آپ تو تارک الدنیا ہیں جو ہمارے لیے راجہ سے جاگیر مانگ لیتے آپ نے فرمایا آپ کے لیے دربار غازی شاہ قلندر کافی ہے۔ آپ کا وصل ۱۹۰۷ء میں ہوا اور پیر شاہ غازی کے قریب دفن ہوئے۔ آپ کا مزار شاندار تعمیر کیا گیا ہے۔ چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔ جہاں آپ عبادت کیا کرتے تھے۔ مزار کے قریب لنگر خانہ ہے۔ جہاں ہر وقت عقیدت مند کھانا لیکر آتے ہیں۔ جانب مشرق دو کمرے بھی ہیں۔ جہاں آپ نے چلہ کشی کی کھڑی شریف میں۔ بہت بڑی جامع مسجد زیر تعمیر ہے۔ دینی درسگاہ بھی ہے۔ کھڑی شریف سے براستہ سرائے عالمگیر سڑک نہر کے کنارے ہے۔ جاتلاں ہیڈ اور جگو ہیڈ بھی راستہ میں آتے ہیں۔ ندی نالوں کی وجہ سے یہ اچھی سیر گاہ اور بہترین شکار گاہ ہے۔ نہر اس علاقہ کی زمینوں سے گزرتی ہے۔ لیکن زمینوں کے لئے ایک قطرہ پانی نہیں دیا گیا۔ صرف جاتلاں کے ایک جانب تھوڑے سے علاقہ کو نہری پانی دیا جاتا ہے۔ باقی زمینیں خشک ہیں اگر اس علاقہ کو نہر سے پانی دیا جائے تو یہاں بھی خوشحالی آسکتی ہے۔ خشک زمینیں سرسبز زرخیز بن سکتی ہیں۔ اس علاقہ سے غربت کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ ویران رقبہ جنگلات کاشت کرکے زمین کو کارآمد بنایا جاسکتا ہے۔

marfat.com

حضرت شادی شہید اور قلعہ باغ سر

وادی کشمیر کی تہذیب ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ یہاں ہر دور کے نقوش پائے جاتے ہیں یہاں اولیاء کرام کے مزارات پرانی تہذیب و تمدن کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ماضی میں گجرات سے کشمیر جانے کے لئے کئی راستے تھے ایک راستہ مناور کے قریب سے گزرتا تھا ان راستوں کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں اور یہ سڑکیں اب بھی قائم ہیں۔ ان میں ایک سڑک گجرات سے بھمبر کے لئے ہے اس سڑک پر دن رات گجرات اور بھمبر آزاد کشمیر کے لئے ٹریفک چلتی رہتی ہے۔ بڑھنگ کے قریب ایک سڑک چھمب مناور اکھنور جموں کو جا نکلتی ہے دوسری سڑک وادی ساہنی اور میرپور کی طرف جا نکلتی ہے بھمبر میں قلعہ مندر، اکبر کے دور کی مسجد جو نالہ بھمبر کے کنارے پر بنائی گئی تھی یہ اب بھی آباد ہے۔ دوسری مسجد جوگی بیگ پہاڑوں کے دامن میں ہے۔ یہاں عہد مغلیہ کے پڑاؤ اور انکے کنواں کے نشان بھی ہیں۔ آزاد کشمیر کا خطہ پاک و ہند کی اہم تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔

مہابھارت ہند میں جب پانڈو پسپا ہوئے تو انہوں نے کشمیر کے جن پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لی ان میں سے کئی پہاڑ اور جنگل آزاد کشمیر میں موجود ہیں آزاد کشمیر کے ایک سلسلہ کوہ کا نام ہی پانڈو ہے۔ یہیں سے پیر پنجال کے سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے۔ جو پانڈو سے لے کر بانہال تک پھیلا ہوا ہے پانڈو کے علاوہ آزاد کشمیر کی خوبصورت ترین وادی لیپا میں جابجا ایسی پرانی دیواریں تالاب کنڈ اور سنگ تراشی کے نمونے موجود ہیں۔ جو مہابھارت دور کی یاد دلاتے ہیں۔ بھمبر ساہنی کے درمیان جو اہم مقام ہے وہ حضرت شادی شہید کا مزار ہے یہ مزار چاروں طرف سے گھرے ہوئے پہاڑوں میں ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے

یہاں صدیوں سے روحانیت کا چشمہ جاری ہے۔ یہاں پرانی آبادی کی بنیادوں کے آثار ملتے ہیں سب سے اہم چیز مزار پر زندہ بکروں کا چڑھاوا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے راجپوت، چب راجاؤں میں یہ رواج ہے بلکہ منت ہوتی ہے کہ نئے خاندان کے ہاں جو پہلا لڑکا پیدا ہوتا ہے منت اور عقیدت کے طور پر اس بچے کی طرف سے صحت مند بکرا مزار شادی شہید کے حضور پیش کیا جاتا ہے بکرا کو روضہ کے قریب ذبح کر کے بکرا کی ایک دستی پیش کی جاتی ہے۔ بقیہ گوشت عقیدت مند مزار کے قریب پکا کر کھا لیتے ہیں۔ بکرے کا چڑھاوا کے لیے پورا خاندان حاضر ہوتا ہے۔ جمعرات اور جمعہ کے روز روضہ حضرت شادی شہید پر میلے کا سماں ہوتا ہے۔ پانی کا اہتمام کیا گیا ہے گرد و نواح میں پانی کی قلت ہے زیادہ تر لوگ گدھوں پر گھریلو استعمال کے لئے پانی لاتے ہیں۔ مزار شادی شہید پختہ تعمیر ہے۔ قدیم دور کی مسجد بھی تعمیر ہے۔ پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے عہد قدیم طرز کا ایک تالاب بھی تعمیر کیا گیا ہے تاکہ بارش کا پانی جمع ہو سکے۔ یہاں ایک جدید طرز کی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے قریب ہی پہاڑوں میں قلعہ اور رہائشی مکانوں کی بنیادوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ مزار کے نیچے کی جانب زائرین کے قیام کے لئے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں۔ ان سے ذرا نیچے [illegible] ہے جہاں مٹی کے چولہے ہیں۔ جہاں گوشت روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔ نیچے پہاڑوں

marfat.com

کے دامن میں اشیاء خوردنی ہوٹل، سبزی پھل کی دوکان ہے۔ قریب ہی لکڑی کا ٹال بھی ہے۔ اس پہاڑ کی جانب مغرب ایک کمرہ ہے جہاں بکروں کو ذبح کیا جاتا ہے باہر قصاب گوشت تیار کرتے ہیں۔ گوشت کی وصولی کا کام ٹھیکیدار کرتا ہے جو کھال، سری پائے کلیجی بھی وصول کر لیتا ہے۔ مزار کا تمام نظام و نسق محکمہ اوقاف کے ذمہ ہے۔ اوقاف کا عملہ یہاں سیاہ و سفید کا مالک ہے۔ یہاں زائرین کے لئے لنگر کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں سب سے زیادہ بکرے چڑھاوے کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

شادی شہید پہلے ہندو تھے ان کا نام شاداب چند تھا آپ کے معرفت کے حصول کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ جنڈی چوترہ (ادمی والا ڈھک) کے قریب ایک مجذوب درویش کا گزر ہوا۔ شادی شہید اپنی بھینسوں کے قریب کھڑے تھے۔ ان بھینسوں کا دودھ ختم ہو چکا تھا اس درویش نے آپ سے دودھ مانگا آپ نے کہا کہ بھینسیں دودھ دینے کے موسم میں نہیں ہیں۔ درویش نے کشکول دیا اور کہا جاؤ بھینس دودھ دے گی کشکول برتن کا نام ہے جو ملنگ مجذوب درویش کے پاس ہوتا ہے وہ اسی برتن میں کھانا کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ اس کے دونوں جانب سوراخ ہوتے ہیں اس میں رسی ڈال کر کشکول کو گلے میں لٹکا لیا جاتا ہے۔ آپ کشکول لے کر بھینس کے نیچے گئے کہ بھینس کے خشک تھنوں سے دودھ بھر آیا آپ نے وہ دودھ درویش کو پیش کیا۔ درویش نے دودھ پی کر کچھ دودھ حضرت شادی شہید کو پینے کے لیے کہا دودھ پیتے ہی ان کی حالت بدل گئی اور آپ مسلمان ہو گئے اور روحانیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ فیض عام کی وجہ سے علاقہ بھر میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ ایک اور روایت کے مطابق اس علاقہ کا حکمران ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہو گیا۔ ایک سوداگر نے مشورہ دیا کہ شادی شہید درویش سے علاج کروایا جائے۔ آپ کو دربار میں طلب کر کے دعا کے لئے کہا گیا آپ نے بکرا ذبح کر کے اس کی دستی کے گوشت کا قیمہ کر کے راجہ کے جسم کے متاثرہ حصہ پر رکھا کہ چند روز میں مریض کو شفا نصیب ہوئی۔ آپ سے عقیدت پر راجہ نے اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کر دی اور حکم صادر کیا یہیں پر قیام کرو۔ واپس نہیں جا سکتے۔ مدت تک جب آپ اپنے آبائی گھر واپس نہ آئے تو آپ کی والدہ نے بابا سجانہ کو پیغام دے کر قاصد کی صورت میں روانہ کیا لیکن محل میں سخت پہرہ ہونے کی وجہ سے اس کی ملاقات حضرت شادی شہید سے نہ ہو سکی۔

سجانہ نے چکارہ بجانا شروع کر دیا۔ چکارہ کی آواز سن کر آپ فوراً باہر آئے اور والدہ کا پیغام وصول کیا اور محل سے آبائی گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب آپ بھمبر کے قریب پہنچے تو راجہ کی ہندو فوج آپ کو واپس لینے کے لئے آ گئی آپ کے انکار پر آپ کو زبردستی اٹھوانے کی کوشش کی آپ نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ کا گھوڑا آپ کا تن لے کر گھر پہنچا۔ آپ کی بیوی جب قبر پر آئی تو روایت ہے کہ قبر پھٹ گئی اور آپ کی پہلی بیوی اس میں سما گئی لیکن دوپٹے کا کچھ حصہ قبر سے باہر رہ گیا اس جگہ سے بیلی کا پودا پیدا ہوا اس پودے پر دو قسم کے پھول ہوتے ہیں۔ سفید اور سرخی مائل یہ پودا اب بھی موجود ہے۔

marfat.com

آپ کا عرس مبارک ہر سال ہیں جنوری کو منایا جاتا ہے۔ ہزاروں عقیدت منداس موقع پر روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔ شادی شہید سے تھوڑے سے فاصلہ پر سامہنی کی خوبصورت وادی ہے۔ یہاں قریب سعد آباد مغلیہ دور کی سرائے ہے۔ کشمیر جانے کے لئے مغل شہنشاہ گجرات کے بعد پہلا پڑاؤ بھمبر اور دوسرا پڑاؤ سعد آباد نزد سماہنی کیا کرتے تھے

گجرات میں جی ٹی روڈ کے قریب پڑاؤ کے نام کا کافی رقبہ ہے۔ یہاں شاہی قافلے قیام کیا کرتے تھے۔ سعد آباد سرائے میں رہائشی کمرے اور شہنشاہ کے قیام کے لئے شاندار عمارت تعمیر کی گئی تھی ملحقہ حمام بھی تھا نہانے کے لئے پانی جمع کر کے چھوٹی سی جھیل بھی بنائی گئی تھی۔ اس سرائے کے چھوٹے چھوٹے مینار دروازے گنبد مغلیہ طرز تعمیر کی عکاسی کرتے ہیں۔ گجرات سے شادی شہید اور سماہنی کے لئے پختہ سڑک ہے لیکن سماہنی سے قلعہ باغ سر کے لیے سڑک کچی اور ناہموار ہے۔ بارش کے دنوں میں ناقابل استعمال ہو جاتی ہے۔ قلعہ باغ سر تک جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام نہیں ہے۔ البتہ سماہنی بسوں کے اڈا سے ہائی لکس قسم کی گاڑی قلعہ باغ سر تک جانے کے لئے مل جاتی ہے۔ جو ایک گھنٹہ کے لگ بھگ قلعہ تک پہنچا دیتی ہے۔ تمام راستہ چڑھائی ہے سڑک کے دونوں طرف چیڑ کے بڑے بڑے درخت ہیں۔ پہاڑی علاقہ کی شفاف ہوا سے ذہنی سکون ملتا ہے۔ راستہ میں فوج کی چیک پوسٹ سے آگے کیمرہ ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہے قلعہ کے قریب ایک جھیل ایسی ہے جو قدرتی طور پر پاکستان کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ اس جھیل میں بارہ ماہ پانی موجود رہتا ہے۔ قلعہ باغ سر ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ تھوڑا سا سفر پیدل بھی طے کرنا پڑتا ہے۔ قلعہ باغ سر پتھر چونے اور گارا سے تعمیر کیا گیا ہے۔ چاروں طرف مینار ہیں۔ صحن میں بہت بڑا حوض ہے جو اٹھائیں فٹ گہرا ہے قلعہ میں دربار ہال بھی ہے پوجا پاٹ کے لئے مورتیوں کے خانے بھی ہیں۔ عام طور پر قیاس کیا جاتا ہے کہ قلعہ باغ سر مغلیہ دور میں تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ قلعہ باغ سر ڈوگرہ دور میں تعمیر کیا گیا تاہم تعمیرات نقش نگار اس کے قدیمی ہونے کی دلیل ہیں۔ قلعہ کا شرقی دروازہ لکڑی کا بنا ہوا ہے ایک بہت بڑی لکڑی کنڈی کا کام دیتی ہے۔ قلعہ تین ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ قلعہ کی فصیل میں تیر اندازوں کے لئے خانے تعمیر کئے گئے ہیں۔ جہاں سے دشمن کی نقل و حرکت بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ قلعہ کے اندر چاروں طرف رہائشی کمرے ہیں شمال کی جانب بہت بڑا دروازہ ہے۔ بڑے بڑے پتھروں کو نقش و نگار سے خوبصورت بنا کر نصب کیا گیا ہے۔

قلعہ باغ سر ایک پر فضا مقام ہے۔ چیڑ کے درختوں کی وجہ سے کشید شدہ ٹھنڈی ہوا جسم کو تر و تازہ کر دیتی ہے۔ تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔ قلعہ باغ سر کے باہر ایک چبوترہ تعمیر کیا گیا ہے۔ سرہانے کی طرف چھوٹا سا مینار ہے۔ اس میں دیا بتی کے لئے جگہ رکھی گئی ہے۔ قلعہ باغ سر کی ہسٹری بک کے مطابق یہاں شہنشاہ جہانگیر کی انتڑیاں دفن ہیں۔ لیکن گجرات کے قریب شاہ جہانگیر میں بھی شہنشاہ جہانگیر کی انتڑیاں دفن ہونے کی بات بھی مشہور ہے۔ قریب ہی ایک چار دیواری تعمیر ہے۔ جس میں چند درخت بھی ہیں۔ یہ کانجی پیر کی بیٹھک بیان کی جاتی ہے۔ یہ

marfat.com

بات بھی مشہور ہے کہ یہاں جمعرات کو سانپ حاضری کے لئے آتے ہیں۔ لیکن انسان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتے۔ ایک اور بات بھی قلعہ باغ سر کے ساتھ منسوب ہے کہ اس کے نیچے ایک سرنگ بھی ہے۔ قلعہ باغ سر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کئی جگہ سے دیواریں ٹوٹ چکی ہیں۔ تعمیرات میں استعمال ہونے والے پتھر اکثر و بیشتر دیواروں سے گرتے رہتے ہیں۔ یہ تاریخی عمارتیں ہمارا قدیمی ورثہ ہیں۔ ان کی حفاظت اور مرمت کی جائے نیز اگر محکمہ سیاحت سماہنی کے قریب قلعہ باغ سر کو سیر اور سیاحت کے قابل بنا دے تو گجرات کے سیاحوں کو مری جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ مقام بھی چھوٹا سا مری بن سکتا ہے۔

مزار حضرت شادی شہید آزاد کشمیر

marfat.com

گجرات کے قریب پہاڑی تفریح گاہ

گجرات سے تھب پتنی براستہ برنالہ آزاد کشمیر

شہر کی گرد و غبار گھوڑوں گدھوں کی لید گلیوں میں غلاظت کے ڈھیر نالیوں غلاظت اور گندا پانی ابل رہا ہے تو کبھی کبھار تازہ صاف ستھری ہوا
ں داخل کرنے کے لئے کسی پہاڑی مقام میں چند لمحے گزار کر تازہ ہوا حاصل کی جاسکتی ہے۔ ایسا ہی ایک پہاڑی اور صحت افزاء مقام تھب پتنی
کشمیر کے مشہور قدیمی قصبہ برنالہ سے بارہ تیرہ کلومیٹر تھب اور اتنے ہی فاصلہ پر پتنی کا سرسبزو شاداب پہاڑی علاقہ ہے۔ ویسے تو سماہنی کے
یں چھوٹی چھوٹی سرسبز پہاڑیاں ہیں لیکن جو نظارہ تھب اور پتنی میں ہے وہ سماہنی یا اس کے گردونواح میں نہیں۔ شادی شہید کے راستہ میں خشک
قسم کے پہاڑ ہیں اتنی آبادی بھی نہیں۔ لیکن تھب پتنی کی پہاڑیاں سرسبزو شاداب ہیں۔ انسان کو ٹھنڈی اور تازہ ہوا مہیا کرتی ہیں۔ ان دونوں
ر پہنچنے کے لئے کئی پہاڑی سلسلوں کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ پہلے ایک پہاڑی سلسلہ اس کے بعد دوسرا تیسرا۔ پہاڑوں کی ان قطاروں سے کئی بار
تا ہے۔ برنالہ آزاد کشمیر کا قدیمی قصبہ ہے یہاں چاروں طرف سے پختہ سڑکیں آکر ملتی ہیں۔ ایک سڑک چھمب مناور کی طرف سے دوسری
ی جانب تیسری اعوان شریف گجرات کی جانب سے چوتھی دیوا وٹالہ اور تھب پتنی کی طرف سے برنالہ میں اختتام پذیر ہوتی ہے۔ برنالہ کے
پانی کے تالاب چھپڑ کے بالمقابل شمال کی جانب نظر دوڑائی جائے تو سرسبز چھوٹی اور بڑی پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ اعوان شریف کے
پاکستان کی سرحد ختم ہوتی ہے۔ یہاں سے آزاد کشمیر کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سرسبز میدانوں اور برساتی نالوں کی وجہ سے
قہ کی شان ہی کچھ اور ہے یعنی یہ شادابی ہریالی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اب کشمیر کا علاقہ شروع ہوگیا ہے یہی کیفیت پاکستان کے آخری
یانوالہ کے قریب آزاد کشمیر کے علاقہ مناور چھمب میں داخل ہونے پر محسوس ہوتی ہے۔ جب کبھی بارش ختم ہو تو گجرات سے شمال کی
یکھا جائے تو پورے شمالی علاقہ میں پہاڑیاں نظر آتی ہیں۔ پہاڑوں کا یہ سلسلہ شمال مشرق کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ موسم صاف ہو تو ان
کی چوٹیوں پر برف نظر آتی ہے۔ برنالہ سے ایک لنک روڈ تھب پتنی کے لئے جاتی ہے۔ سڑک کے کنارے آزاد کشمیر کے سیاسی رہنماؤں کے
ورڈ نصب شدہ ہیں۔ قریب ہی خربوزہ گاؤں میں چھپڑ یعنی پانی کے تالاب کے قریب نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور چار دیواری
ہے۔ اس علاقہ میں پانی کی بہت قلت ہے۔ مغلورہ میں واٹر پائپ کے ذریعے گردونواح کی آبادیوں کو پانی مہیا کیا جاتا ہے دور دراز سے عورتیں
کے افراد گدھوں پر پانی لاتے ہیں پانی چھوٹے چھوٹے ڈرموں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ یہ چھوٹے ڈرم تین چار روپے میں فروخت کئے جاتے ہیں۔
وں سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ بہت بڑے برساتی نالہ کے کنارے کنارے پہاڑیوں کے دامن میں یہ سڑک بنائی گئی ہے۔ پہاڑیوں پر
درخت ہیں برساتی نالے ہر سائز کے پتھروں سے بھرے پڑے ہیں یہ پتھر سڑکوں کی تعمیر کے لئے دوسرے اضلاع کو مہیا کئے جاتے ہیں۔ بجری
ن پتھروں سے تیار کی جاتی ہے۔ پہلا پہاڑی سلسلہ ختم ہوتے ہی دوسرا پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بہت چڑھائی خطرناک موڑ چڑھائی کے
ائی۔ تھب پتنی تک پہنچنے کے لئے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مضبوط اور نئی موٹر سائیکل یا گاڑی کے ذریعے یہ سفر طے کیا جاسکتا ہے۔ ویسے
سے ایک ایک گھنٹہ کے بعد تھب پتنی کے لئے بسیں روانہ ہوتی ہیں۔ مغلورہ کے بعد مشہور قصبہ آمگاہ جسے عرف عام میں پنج پیر کے نام سے
ہیں۔ یہ گاؤں سرسبز شاداب پہاڑیوں کے دامن میں ہے۔ یہاں کسی درویش کی بیٹھک بھی ہے جو پختہ تعمیر شدہ ہے اور چار دیواری بھی ہے۔
میر میں یہ سہولت ہر شہری کو حاصل ہے۔ جہاں بھی اس کا مکان ہے وہاں بجلی کا کنکشن دیا ہوا ہے۔ آمگاہ کے قریب کسی درویش کی بیٹھک
ر لکھی ہے

marfat.com

"پنج پیر چھٹا امام جعفر صادق کی اولاد کی بیٹھک" اس علاقہ میں مشترکہ رہائشی مکان نہیں ہیں بلکہ پہاڑوں کے دامن میں تھوڑے تھوڑے
مکان ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ پانی جیسی نعمت سے محروم ہیں پھر بھی انہیں اس علاقہ سے پیار ہے محبت ہے آمگاہ کے جانب شمال ٹبہ پر ا
چھپڑ کے قریب سید نور شاہ کی بیٹھک ہے۔ سڑک کے کنارے ایک بورڈ پر یہ تحریر لکھی ہوئی ہے "دربار عالیہ آمگاہ ٹبہ بیٹھک دربار جناب
ولد بابا محمد شاہ پیر سید حبیب اللہ شاہ پیر سید جماعت علی شاہ پیر سید عابد حسین شاہ مسکون کھریرہ اینڈ دلاور پور" بیٹھک کے تعمیر کنندہ بابا
ملنگ، بل کھاتی سڑک اچھی خاصی اترائی کے بعد تھب کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ تھب کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے یہاں
ہے ایک عدد چائے کی دکان بھی ہے بار برداری کے لئے اونٹ پال رکھے ہیں۔ یہاں پاک فوج کی چیک پوسٹ ہے۔ تھب تک سڑک ک
کافی حد تک ہموار ہے۔ یہاں بھی پانی کی قلت ہے۔ تھب سے آگے پتنی تک کچی سڑک ہے۔ یہاں سے چیڑ کے درختوں کا سلسلہ شرو
ہے۔ چیڑ کے علاوہ آم کے بھی درخت پائے جاتے ہیں۔ یہ علاقہ پھلاہی، تمبر، آملہ، ہلیلہ، بنفشہ، جڑی بوٹیوں سے مالا مال ہے۔

برسات کے موسم میں سڑک خراب ہونے کی وجہ سے بسیں تھب اور پتنی کے درمیان رک جاتی ہیں۔ اس سے آگے ہلکی گاڑیوں کے ذریعے
سفر کیا جاتا ہے۔ عام دنوں میں بسیں پتنی تک جاتی ہیں پتنی میں جہاں بسوں کا اڈہ بنایا گیا ہے وہاں محکمہ جنگلات کا ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔ ا
ہاؤس نما مکان میں سیاح سیر و تفریح کے لئے رات گزار سکتے ہیں۔ سرسبز و شاداب پہاڑیوں پر چیڑ کے درخت صاف اور ٹھنڈی ہوا مہیا کرتے
ہوا اتنی ٹھنڈی اور باریک صاف و شفاف ہوتی ہے۔ انسان چند لمحے گزار کر تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ دور دور تک سرسبز پہاڑیوں کا سلسلہ
بھرے درخت ندی نالے مری جیسا سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ پتنی ایک خوشگوار مقام ہے یہاں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے چشمے ہیں۔ درمیان
قدرتی آبی گزرگاہ ہے۔ گرم ترین موسم میں یہاں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ بہار اور خزاں کے موسم میں اس پہاڑی مقام کی سیر کی جا
آنے والے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یعنی ستمبر اکتوبر مارچ اپریل اس علاقہ کی سیر کے لئے بہترین مہینے ہیں۔ اڑیال، مو
جنگلی پرندے عام پائے جاتے ہیں۔ تھب اور پتنی کے درمیان پہاڑی کی چوٹی پر تخت پیر کی خانقاہ ہے۔ یہ پہاڑ قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں
پسماندگی غربت سے دوچار ہے۔ یہاں سیمنٹ کی فیکٹری قائم کر کے علاقہ میں بے روزگاری کو کم کیا جاسکتا ہے۔ اگر سیاحوں کی رہنمائی کی
گجرات کے افراد کے لئے نزدیک ترین پہاڑی مقام کی سیرگاہ بن سکتی ہے۔ جہاں انسان قدرتی مناظر و نظاروں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔
تو ڈیڑھ دو گھنٹے کی مسافت کے بعد آسانی سے تھب پتنی کی پہاڑیوں کی سیر کی جاسکتی ہے۔ پتنی آخری سرحدی گاؤں ہے۔

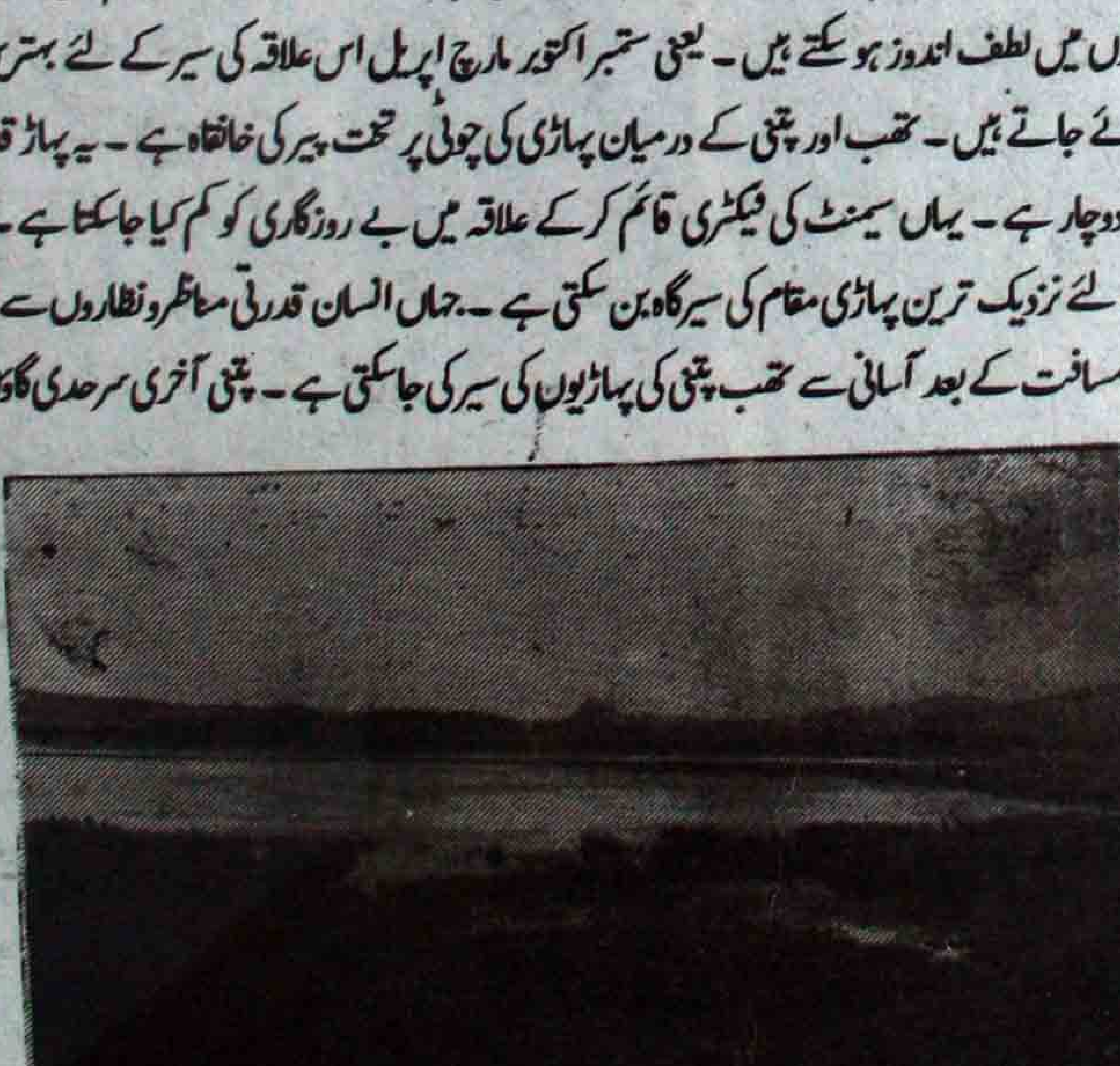

marfat.com

آزاد کشمیر کے دیسی آموں کی سرزمین

دیواوٹالہ اور مناور

کشمیر کے پہاڑوں کے دامن میں چشموں ندی نالوں کے کنارے کئی تباہ شدہ بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پہلے وقتوں کے لوگ پہاڑوں کے دامن میں بستیاں آباد کر کے اپنے آپ کو محفوظ رکھتے۔ قدیم ترین شاہراہیں بھی پہاڑی کے دامن میں ندی نالوں اور پہاڑوں کے کناروں پر بنائی گئی ہیں۔ یہ پہاڑ مسافروں کو دوران سفر محفوظ رکھتے اور راہنمائی کا کام بھی دیتے۔ گجرات سے کشمیر جانے کے لئے ایسے ویسے تو کئی راستے ہیں البتہ تین چار بڑی سڑکیں یعنی گجرات کے چھمب افتخار آباد براستہ ٹانڈہ گجرات سے کوٹ جیمل برنالہ براستہ اعوان شریف گجرات سے بھمبر ان سڑکوں پر روزانہ ہزاروں مسافر سفر کرتے ہیں۔ آزاد کشمیر ضلع میرپور کی تحصیل بھمبر کی تجارت کا دارومدار گجرات سے ہے لوگ قریبی رشتہ کے بندھن میں منسلک ہیں تحصیل بھمبر کے علاقے کی وجہ سے کوٹلہ ارب علی خاں اعوان شریف ٹانڈہ اور کڑیانوالہ بہت بڑے تجارتی مراکز بن گئے ہیں۔ اب کوٹ جیمل اور برنالہ کو بھی علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ آزاد کشمیر کے قدیمی تباہ شدہ شہر دیسی آم کے لئے مشہور علاقہ دیواوٹالہ کا ہے۔

کوٹ جیمل برنالہ کے قریب برساتی نالہ میں قدیمی مزار ہے۔ صاحب مزار حضرت نوحؑ کے دور کے بیان کئے جاتے ہیں۔ قریب ہی قلعہ پڑہاڑ کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ اب صرف ایک دروازہ قائم ہے جو پتھر اینٹوں گارا سے تعمیر شدہ ہے۔ دیوار میں تیر اندازوں اور دشمنوں کی نقل و حرکت دیکھنے کے لئے سوراخ رکھے گئے ہیں۔ مقامی آبادی کی خواتین نے دیواروں اور قلعہ کے دروازے کے ساتھ گوبر کے اوپلے تھاپ رکھے ہیں حلیہ بگاڑ دیا ہے قلعہ پڑہاڑ کے چار برج تھے رقبہ ۱۴ کنال تھا قلعہ کی دیواریں کافی چوڑی تھیں کوٹ جیمل سے ایک سڑک وٹالہ کی طرف جاتی ہے۔ یہاں قلعہ چھپڑ نام کی آبادی ہے البتہ چھپڑ کے آثار موجود ہیں۔ لیکن قلعہ مخدوش ہو چکا ہے۔ ماضی میں اس چھپڑ سے انسان اور جانور اکٹھے پانی پیا کرتے تھے۔ اس علاقہ میں پانی کی بہت قلت ہے۔ پورے علاقہ میں جا بجا پانی کے چھپڑ اور جوہڑ تعمیر کئے گئے ہیں۔ جہاں بارش کا پانی جمع کر کے سال بھر اس سے گزارہ کیا جاتا تھا۔ باغوں کے قریب پیر منگاولی کا مزار ہے۔ مقامی آبادی اور گرد و نواح کے دیہات کے مکین حضرت پیر منگاولی سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔

پیر منگاولی کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ جمعہ کے روز یہاں میلے جیسا سماں ہوتا ہے۔ عقیدت مند بکرے، مرغے، دودھ کے علاوہ نقدی اجناس بطور منت پیش کرتے ہیں۔ عرس کے موقع پر کبڈی جس کو مقامی زبان میں چھنج کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ کشمیر کے مہاراجہ نے مالیہ نہ دینے کی وجہ سے گاؤں کے معزز افراد کو قید خانہ میں بند کر دیا قید خانہ کنواں نما ہوتا ہے اسمیں قیدیوں کو ڈال دیا جاتا ہے۔ اور وہ آسانی

marfat.com

باہر نہیں نکل سکتے ۔ روٹی پانی رسی کے ذریعے قیدیوں کو پہنچائی جاتی ہے۔ ان قیدیوں نے منت مانی اگر کہ حضرت پیر منگا ولی نظر کرم فرمائیں اور رہائی ہو جائے تو وہ عرس کے موقع پر کبڈی چھنج کا اہتمام کیا کریں گے ۔ چنانچہ ان قیدیوں کی مراد پوری ہوئی انہیں رہائی نصیب ہوئی اور ہر سال عرس کے موقع پر دھوم دھام سے چھنج کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ یہ تقریب کئی روز جاری رہتی ہے ۔ وٹالہ میں تباہ شدہ قلعہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ یہاں دو بڑے پتھر نصب ہیں۔ جہاں کشمیر کا مہاراجہ گلاب سنگھ بیٹھ کر دربار کیا کرتا تھا۔ دیووٹالہ کا رقبہ ایک سو بیس مربع میل ہے ۔

۱۹۴۷ ۔میں یہاں ہائی سکول اور ہسپتال قائم تھا۔ یہ علاقہ دیسی آم کے لئے مشہور ہے سنگلاخ پتھریلے پہاڑوں اور چٹانوں میں ہر طرف آم ہی آم کے باغات ہیں ۔ ان پہاڑوں میں زہریلے سانپ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو برسات کے دنوں میں سیلاب میں بہہ کر پنجاب کے میدانی علاقوں میں آجاتے ہیں۔ جون جولائی کے مہینے میں آم پک کر تیار ہو جاتے ہیں ۔ پکنک منانے کے لئے یہ بہترین جگہ ہے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے پروگرام ادھورا رہ جاتا ہے ۔ ماضی میں یہ آم اونٹوں گدھوں گھوڑوں کے ذریعے دوسرے علاقہ میں بھیج دیئے جاتے چند روپوں میں دیسی میٹھے آم کی بوری مل جاتی ، پورا خاندان کئی روز ان آموں سے لطف اندوز ہوتا ۔ اچار کے لئے یہ آم بہترین ہوتے ہیں دیہات کی عمر رسیدہ خواتین دیووٹالہ کے آم کا اچار گھر پر تیار کر لیتی ہیں۔ دیسی گھی کی روٹی لسی کے ساتھ اچار کا استعمال لذیذ دستران بن جاتا ہے ۔ پیر منگا ولی اس علاقہ کی پہچان ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے صفحہ ۲۲۴ نمبر شمار ۳۵۷ کے مطابق پیر منگا ولی کا نام ہرشیا علیہ اسلام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے منسوب ہیں ۔ خلیفہ اور غازی تھے واضح رہے حضرت شمس الدین آف گلیانہ نزد کھاریاں کشف القبور کے بحر بیکراں ہو گزرے ہیں ۔ آپ نے علم کشف القبور کے ذریعے بنی اسرائیل کی کئی قبریں دریافت کی ہیں۔ علم کشف القبور پر دسترس رکھنے والے صاحب قبر سے ہم کلام ہوتے ہیں ۔ ان مزارات میں دفن ہونے والے بزرگوں کے نام عبرانی زبان میں ہیں ۔ لیکن حالات بدلنے کے ساتھ نام بھی بدل گئے ہیں۔ کوٹ جیمل سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر کوتل کا گاؤں ہے ۔ کوتل سے ذرا آگے موہل کے قریب ایک پختہ سڑک دیوا ٹاپ کی طرف جاتی ہے ۔ یہاں پہاڑوں کے کئی سلسلہ ہیں دیوا پہاڑ کے دامن میں ایک بلند پہاڑی سلسلہ پر ہے ۔ پہاڑ سرسبز ہیں ۔ گھنے درختوں جنگلی گلاب نے پورے پہاڑی سلسلہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔ سرخ زرد رنگ کے پہاڑی گلاب اور آم کے بور کی رنگین تتلیوں کی قلابازیاں شہد کی مکھیوں کی آواز جنگلی جھاڑیوں کے اردگرد بکھرے سرخ پھول بہار کا سا سماں پیش کرتے ہیں۔

اس سرسبز پہاڑ پر کبھی دیوا کا قدیمی گاؤں آباد تھا۔ جو تباہ و برباد ہو چکا ہے ۔ البتہ بنیادوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس تباہ حال بستی میں ایک لمبا مزار ہے ۔ جو پختہ تعمیر شدہ ہے ۔ گرد و نواح چار دیواری بھی تعمیر کی گئی ہے ۔

marfat.com

خانقاہ کے ارد گرد برگد پیپل کے درخت ہیں۔ ان درختوں کی شکل و صورت ٹلہ جوگیاں کے درختوں سے ملتی جلتی ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ علاقہ ہزاروں سالہ پرانا ہے۔ قریب ہی پانی کا نالہ بھی بہتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد یہ علاقہ ہندوؤں کے قبضہ میں چلا گیا جو ۱۹۷۱ء میں آزاد ہوا۔ مزار کے قریب ہندوستانی فوج کے مسلمان سپاہیوں کی چند قبریں ہیں۔ قبروں پر ان کے نام اور تاریخ وفات درج ہے صاحب مزار کا نام انوار الشمس کے قلمی نسخہ کے صفحہ ۳۲۹ نمبر شمار ۵۰۲ کے مطابق حضرت مرشیا علیہ السلام ہے۔ دیوا ٹاپ پر جانے کے لئے پاک فوج سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ یہاں پاک فوج کے مجاہد بڑے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ روایتی مہمان نوازی کا ثبوت بھی دیتے ہیں۔ دیوا ٹاپ میں گھنے درختوں کی وجہ سے جنگلی سور بہت زیادہ ہیں۔ بھورے تیتر بھی وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن شکار کی اجازت نہیں ہے۔ جنگلی گلاب دیسی آموں کی سرزمین دیوا وٹالہ کے مطالعہ کے بعد واپسی کے لئے مناور جانے والا راستہ اختیار کیا مناور بہت قدیمی قصبہ ہے۔ پاکستان اور آزاد کشمیر کی مختلف ادوار میں تبلیغ حق کے لئے نیک لوگ یہاں آتے رہے۔ اور باطل قوتوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوتے انوار الشمس کے قلمی نسخہ کے صفحہ ۳۲ پر فارسی زبان میں ہاشیہ کے قریب یہ عبارت درج ہے اسماء المرسلین کہ ہر یک اصحابی سلیمان علیہ السلام و غازی شدہ اند لیکن بعد سلیمان مدت سترہ سال در حرب عظیم در مک ہند و افغانستان شہید شدند۔ یہ علاقہ کئی سال ہندو کے قبضہ میں رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان قبروں کے نشان اور تقدس پائمال نہیں ہو سکا ایک اور لمبی قبر ہے۔ صاحب مزار کا نام صلوا روش ہے۔ سرخ زرخیز مٹی کی دولت سے مالا مال یہ زمین جو اجناس کی پیداوار میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہر قسم کی اجناس پیدا ہوتی ہیں۔ جس کے دانے بہت صحت ہوتے ہیں۔ سرخ مٹی کی خوشبو سے معطر ہوتے ہوتے۔ ہم مناور پہنچے تاریخی قدیمی قصبہ نادر کسی ذمہ دار افسر کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ٹیلہ پر نہ جا سکا قدیمی مسجد نہ دیکھ سکے۔ یہ مسجد ۱۹۷۱ء میں آباد ہوئی قبل ازیں ۱۹۶۵ء میں آزاد ہوئی تھی۔

۱۹۷۱ء کو مسجد کا دیدار نصیب ہوا قصبہ مناور ایک قلعہ نما تھا۔ جس کے چاروں طرف فصیل تھی۔ شہر مناور میں داخل ہونے کے لئے چار دروازے ہوا کرتے تھے باغ میں تین قسم کے درخت ہوتے تھے۔ ایک پودا میں کوئی دوسری قسم کا پودا پرورش پا رہا ہے۔ اس کی گود سے تیسری قسم کا پودا اگا ہوا ہوتا تھا۔ مثلاً پیپل، اس کے اوپر شہتوت اسکے اوپر بیری یا برگد کا درخت ہوتا تھا۔ چھوٹی سی نہر دریائے توی سے نکالی گئی جس سے آبپاشی کا کام لیا جاتا تھا۔ مناور سے کابل جانے کشمیر سری نگر جموں اور ہندوستان جانے کے لئے راستے تھے جہاں تجارتی قافلے گزرتے قیام کرتے بڑا پتن بھیلول پور کا تھا۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی تقسیم وقت ان کی تباہی بربادی ہوئی یہ شہر کئی بار اجڑا کئی بار آباد ہوا۔ ۱۹۴۷ء سے قبل یہاں ہائی سکول ہسپتال بھی تھا۔ ضروریات زندگی کی اشیا مہیا ہو جاتی تھیں۔ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ مناور میں اکبر بادشاہ کے دور کی زیر زمین مسجد

marfat.com

دریافت ہوئی۔ یہ بات مشہور ہے کہ مناور شہر ایک بلند و بالا قلعہ نما ٹیلہ پر آباد ہے۔ زوردار بارش ہوئی ٹیلہ سے مٹی آہستہ آہستہ بکھری تو مسجد کے مینار کا کچھ حصہ دکھائی دیا۔ جب مزید مٹی کھودی تو مسجد کے مینار کے آثار نمایاں ہوگئے جس سے مسلمانوں کو پختہ یقین ہوگیا کہ یہاں مسجد ہے۔ بہت زیادہ مٹی ہٹانا آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ اعلان کیا گیا جو شخص مسجد کی مٹی سے اپنے گھر لپائی کرے گا اس کے ہاں برکت ہی برکت ہوگی اور ثواب بھی ملے گا۔ چنانچہ گردو نواح کے دیہات کے مسلمانوں نے مل جل کر تمام مٹی ہٹادی ٹیلہ میں ایک عالی شان مسجد دریافت ہوئی جس کے بارے میں قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد اکبر کے دور کی ہے۔

مسجد کے تین گنبد ہیں درمیان والا بڑا ہے۔ مسجد کی دیواریں کئی فٹ چوڑی ہیں چھوٹی اینٹ سے تیار کی گئی ہے۔ مسجد کے مینار بھی ہیں۔ بہت بڑا صحن بھی ہے۔ مسجد کے اندر نقش و نگار واضح ہیں۔ بھمبر کے قریب نالہ کے کنارے مغلیہ دور کی تعمیر شدہ مسجد اور مناور کی مسجد کی طرز تعمیر ایک جیسی ہے۔ زمانہ کے نشیب و فراز کے بعد یہ مسجد اب بھی قائم دائم ہے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں حضرت ناموس حضرت طینوش اولاد حضرت یوسف کی قبریں ہیں۔ چھمب میں حضرت نلسار نوش کا مزار ہے۔ مناور کے قریب ہی پاکستان کی حدود میں موضع نجان میں گھنے درختوں کے ذخیرہ میں ایک لمبا مزار ہے۔ یہ گاؤں دریائے توی کے قریب ہے۔ انوارالشمس کے قلمی نسخے کے صفحہ ۳۲۶ نمبر شمار ۴۰۸ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت فینوش ہے۔ جن کا سلسلہ نسب حضرت داؤد سے جاملتا ہے۔ تاہم مزار پر جو تحریر درج ہے۔ اس کے مطابق پیر شہاب غازی بابا درج ہے۔

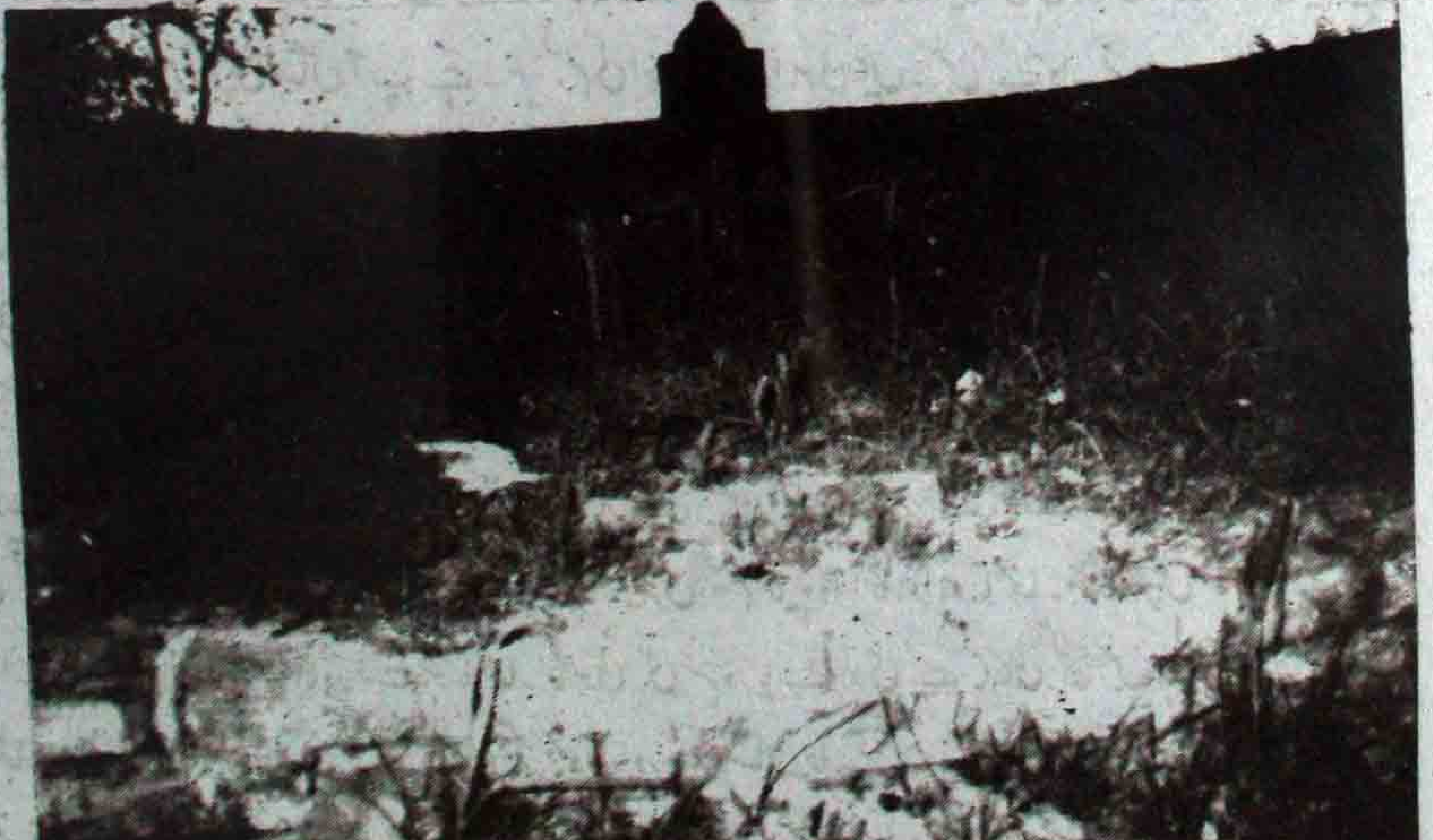

آزاد کشمیر مناور کے قریب بدو ... حضرت کیمورث کا نو گز لمبا مزار

آپ حضرت سام کے بیٹے اور نوح علیہ السلام کے پوتے ہیں

marfat.com

آزاد کشمیر کی مشہور بستی سماہنی کے گردونواح قدیمی روحانی مزار

آزاد کشمیر کے ضلع بھمبر کی تحصیل سماہنی کئی لحاظ سے مشہور ہے یہ بستی پہاڑی سلسلہ میں ہے۔ پہاڑوں پر سرسبز درخت ہیں۔ ان درختوں کی وجہ سے یہاں اب ہوا خوشگوار رہتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تھکے ماندے انسان کو سکون بخشتے ہیں۔ اس پہاڑی سلسلہ میں سماہنی کے گردو نواح کی قدیمی روحانی مزارات ہیں جو پہاڑوں کے دامن میں ہیں۔ ان مزارات تک جانے کے لئے پختہ اور نیم پختہ راستے میں ان مزارات پر حاضری دینے والوں کی آمد و رفت دن رات جاری رہتی ہے سماہنی کے قریب پیر توتو کا مزار ہے۔ سماہنی ہی کے قریب پہاڑی سلسلہ میں پیر بجوگلہ کا مزار ہے۔ ارادتمند یہاں حاضری دیتے ہیں۔ سماہنی ملحقہ ججو پیر کا مزار ہے۔ پیر پہاجھا کے علاوہ مائی طوطی کا دربار بھی ہے اس علاقہ میں کھرالا شریف کھیری شریف ؒ وچھل شریف میں اللہ کے نیک بندوں کے دربار بھی ہیں۔ سائیں فضل کا دربار بھی مشہور ہے اللہ کے نیک بندے جو حق کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ وہ مال و دولت دنیا سے کنارہ کشی کر کے جنگوں، پہاڑوں میں قیام پذیر ہو کر یاد الہیٰ میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ مزار ان نیک ہستیوں کے ہیں۔

برصغیر کا قدیمی شہر سیالکوٹ درہ خیبر کے راستے برصغیر میں داخل ہونے والی کی اگلی منزل سیالکوٹ ہوتی ہے سولہ اضلاع کی مختصر تاریخ کتاب سیالکوٹ سے خیبر تک میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

مزار حضرت طانوخ ؑ۔ حضرت آمنون ؑ کے قریب حفاظتی دیواریں تعمیر کر دی گئیں

دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے تقریباً تیرہ چودہ دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ کسی زمانہ میں دریائے چناب کے کنارے بڑے بڑے شہر آباد تھے۔ بت پرستوں کے ان شہروں میں اللہ کے نیک بندے رشد و ہدایت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ چند سال ہوئے دریائے چناب کے کنارے چوپالہ سے سینکڑوں سالہ قدیمی مندر سے مورتیاں دریافت ہوئیں جو لاہور کے عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔ دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے دونوں مزاروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا چنانچہ عقیدت مندوں میں نثار نبی اور راقم نے ضلعی انتظامیہ سے مسلسل رابطہ رکھا ہے۔ اخبارات میں مطالبات کئے حضرت طانوخ ؑ، حضرت آمنون ؑ کے مزارات کو دریا برد ہونے سے بچایا جائے۔ چوہدری گل نواز ایم پی اے اور ڈپٹی کمشنر گجرات محکمہ انہار کے افسران بالا کی وساطت سے اچھے خاصے فنڈ سے شیخ چوگانی میں حفاظتی پشتے تعمیر کر دیئے گئے۔

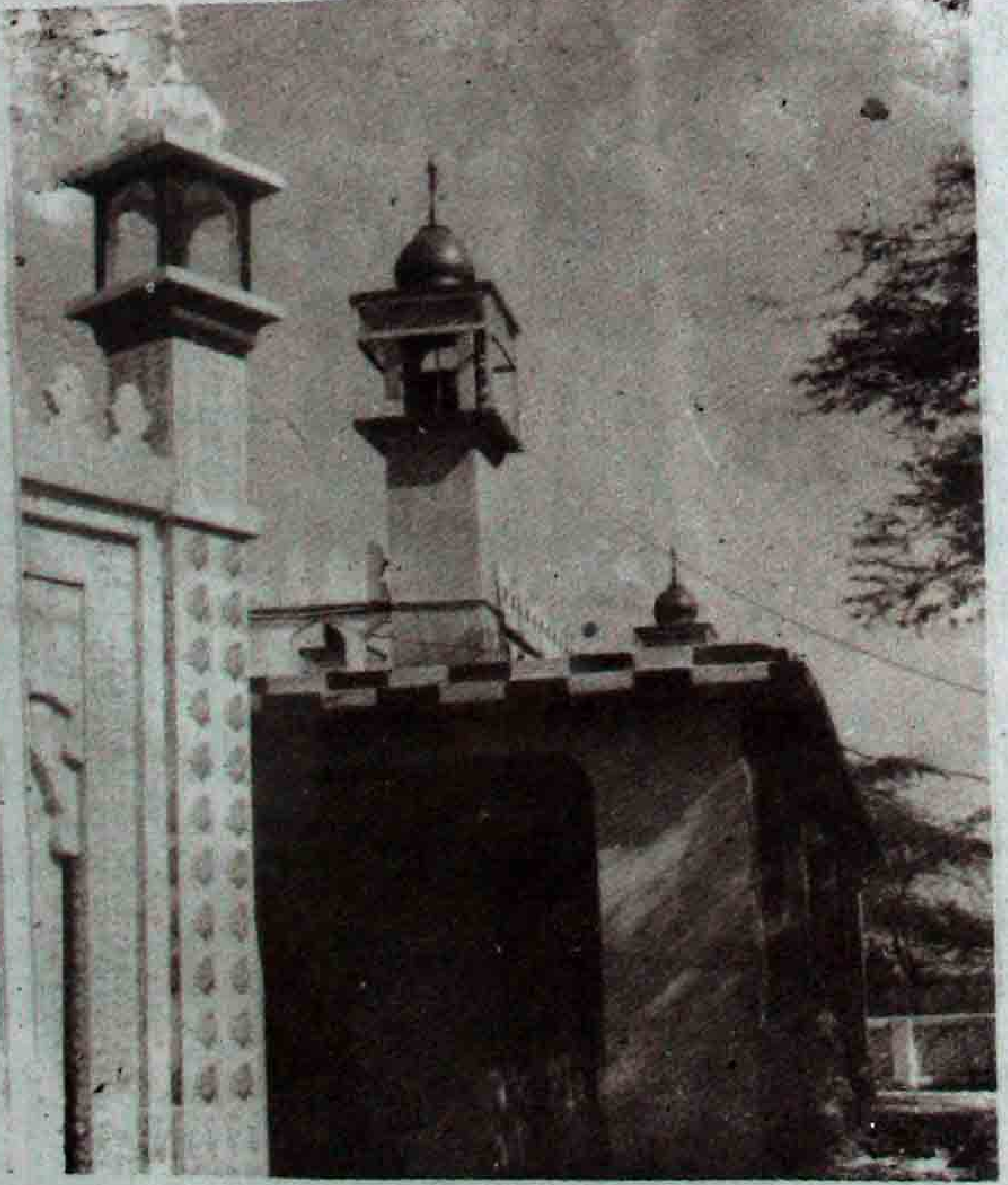

marfat.com

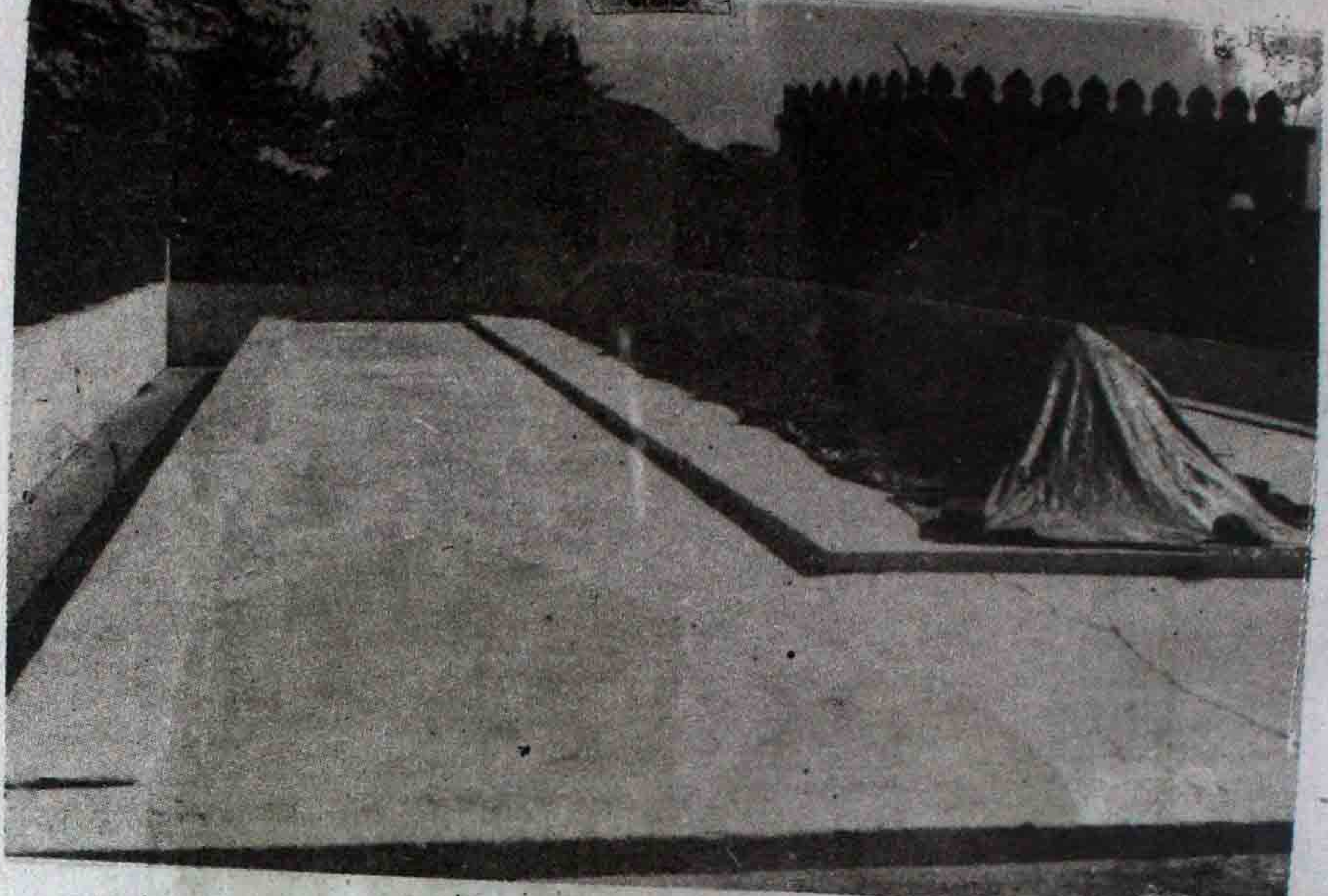

حاجن خمیر فاطمہ حضرت آمنون ؒ کے مزار کی نگرانی اور دیکھ بھال کر رہی ہیں۔ ان کے مطابق کہ اب حضرت آمنون ؒ نے مزار پر چھت کی اجازت دے دی ہے۔ اب وہ مزار پر چھت ڈالنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ حضرت طانوخ ؒ کا مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے لیکن اوقاف والے کچھ بھی نہیں کرتے۔ مزار کی جدید تعمیرات صرف آستانہ عالیہ حیدر شریف کے صاحبزادہ پیر یوسف صاحب نے کی ہے۔ حضرت طانوخ ؒ کے مزار کی دیکھ بھال مرمت مستری محمد شریف کرتے ہیں۔ وہ عرصہ چالیس سال سے یہاں حاضری دے رہے ہیں۔ اور کئی کئی روز یہاں قیام پزیر رہتے ہیں۔ انہیں حضرت طانوخ ؒ اور حضرت آمنون ؒ سے بہت زیادہ عقیدت ہے حفاظتی دیوار اور پشتے کی تعمیر و مرمت کے لئے وہ اپنے پاس سے ہزاروں روپے خرچ کر چکے ہیں۔ وہ 22 اپریل 2000ء راقم کے دفتر میں آئے اور بتایا کہ حضرت طانوخ ؒ کے مزار کے قریب دریا کے کنارے دیوار سے مسلسل مٹی دریا میں گر رہی ہے۔ چنانچہ راقم اور محمد اکبر بیلف سینئر سول جج گجرات نے اتوار کو مستری محمد شریف کے ہمراہ دونوں مزارات پر حاضری دی اور موقع ملاحظہ کیا دوسرے روز ڈپٹی کمشنر گجرات حبیب اطہر کو درخواست گزاری کہ حضرت طانوخ ؒ کے مزار کو دریا سے جو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ حفاظتی پشتے تعمیر کئے جائیں۔ ڈپٹی کمشنر نے وہ درخواست ایکسین محکمہ انہار کو روانہ کی اور ایس ڈی او نے موقع ملاحظہ کیا اور حفاظتی پشتے دیوار ایس کی تعمیر کے لئے رپورٹ اعلیٰ احکام کو روانہ کی۔ ایکسین انہار نے راقم کو یقین دلایا کہ حضرت طانوخ ؒ کے مزار کو دریائے چناب کے کٹاؤ سے محفوظ کرنے کے لئے حفاظتی پشتے ضرور تعمیر ہوں گے اور حکومت کی جانب سے فنڈ مہیا کیا جائے گا۔

marfat.com

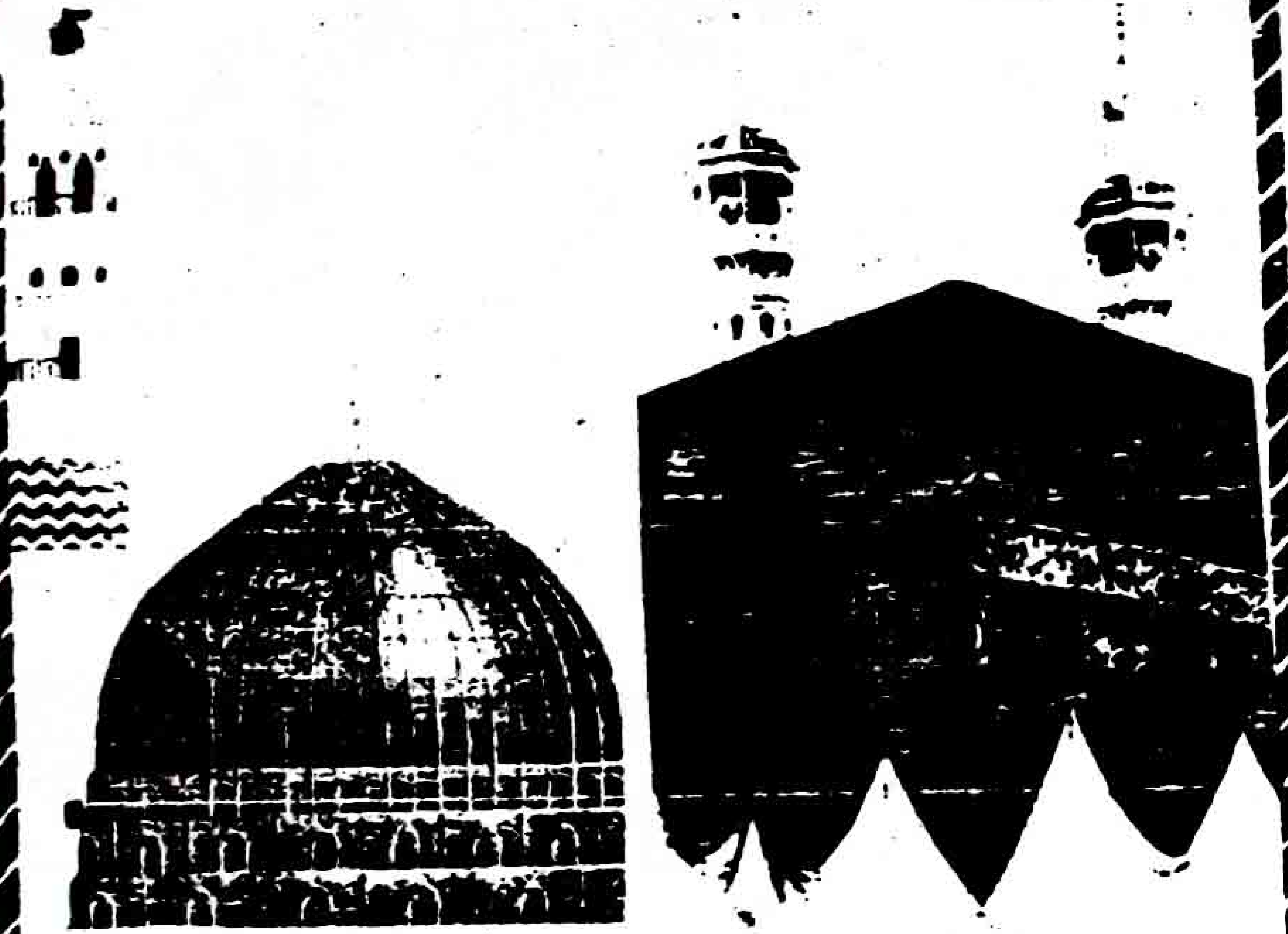

ریاض الجنت

مسجد نبوی ﷺ میں جنت کا ٹکڑا۔ یہاں ہر مسلمان سجدہ کے لیے بے قرار رہتا ہے۔ الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نے حجاز مقدس میں تین بار حاضری دے کر قدیمی تاریخی روحانی مقامات کے بارے معلومات فوٹو حاصل کر کے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ معلومات کا خزانہ کتاب ریاض الجنت عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ ۶۰۰ صفحات

marfat.com

گجرات کے دیہات اور ان کی تاریخ

گجرات کا ہر دیہات جو اپنے دامن کئی تاریخی واقعات لیے ہوئے ہے ایک ہزار سے زیادہ دیہات کی تاریخ، یہ کتاب بھی باتصویر اشاعت کے آخری مرحلے میں ہے۔

marfat.com

ایک ولی ایک کرامت

یوں تو اولیائے کرام کی زندگیاں سراپا کرامات ہوتی ہیں لیکن ایسی کرامت جو دلوں کو روشنی سے منور کر دے اولیائے کرام کا راستہ، اللہ اور اس کے رسول کے قریب لے جاتا ہے۔ زمان کھوکھر اولیائے کرام کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے یہ کتاب مرتب کر رہے ہیں۔

marfat.com

میرا پیارا پاکستان

گلگت سے کراچی تک (باتصویر)

شمالی علاقہ جات کے حسین قدرتی مناظر، پاکستان بھر کے قدیمی تاریخی روحانی مقامات کے بارے اس کتاب کو انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہوگی، زمان کھوکھر کے قلم سے عنقریب شائع ہو رہی ہے۔

marfat.com

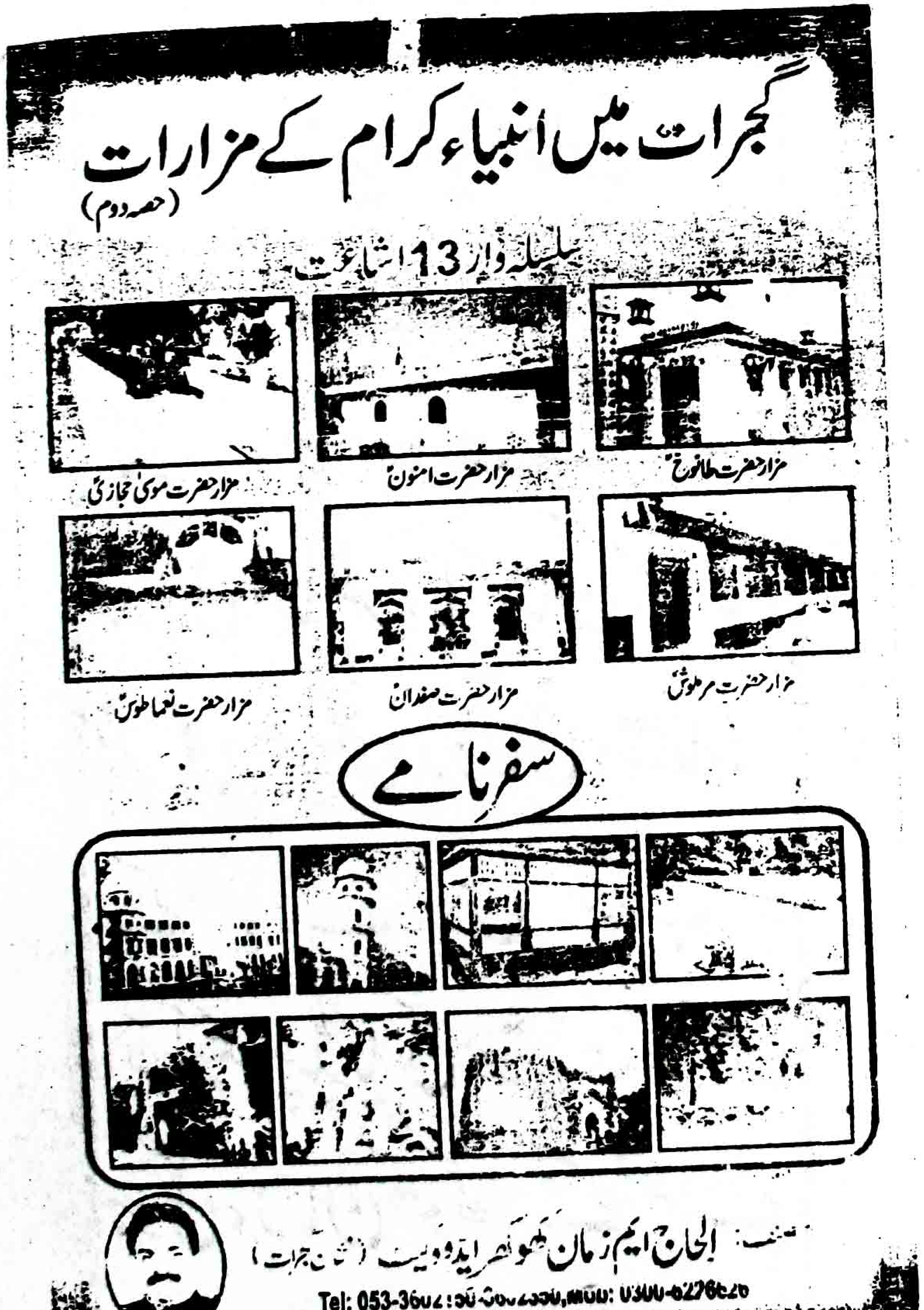
گجرات میں انبیاء کرام کے مزارات
(حصہ دوم)
سلسلہ وار 13 اشاعت
مزار حضرت طالوتؑ
مزار حضرت امنونؑ
مزار حضرت موسیٰ حجازیؑ
مزار حضرت مرطوشؑ
مزار حضرت صفدانؑ
سفرنامے
مصنف: الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

خواجہ معین الدین چشتی المعروف غریب نوازؒ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے حضور اولیائے کرام کی سرزمین دہلی شائع ہوگئی ہے۔

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف غریب نوازؒ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حضور اولیائے کرام کی سرزمین دہلی (باتصویر) شائع ہو چکی ہے۔، الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نے کتاب کی اشاعت کے لیے خواجہ غریب نواز کے حضور اجمیر شریف عرس ہائے مبارک یکم رجب تا ۱۰ رجب دو بار حاضری دی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہند شریف انڈیا کے عرس ہائے مبارک سال 2004 اور 2005، 26، 27، 28 صفر المبارک دو روزہ عرس کی تقریبات میں شرکت کی۔ اولیائے کرام کی سرزمین دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین سرکار، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے علاوہ سینکڑوں اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دے کر معلومات فوٹو حاصل کیے۔ پانی پت میں حضرت بوعلی شاہ قلندر کے حضور خصوصی طور پر حاضری دی۔ تمام تفصیلات حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف غریب نوازؒ امام ربانی مجدد الف ثانی کے حضور اولیائے کرام کی سرزمین دہلی میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۶۰۰ صفحات قیمت

marfat.com

گجرات میں سب سے زیادہ اور باقاعدگی سے شائع ہونے والا
ہفت روزہ اخبار قدیمی، تاریخی، روحانی مقامات، اولیائے کرام اور
صوفیائے عظام کا نقیب مظلوموں، مزدوروں اور دیہی عوام کا ترجمان
اشاعت کے مسلسل اٹھارہ سال رجسٹر نمبر سی پی ایل 021

ہفت روزہ آئینہ گجرات

ہر سوار کو قدیمی، تاریخی اور روحانی مقامات کے بارے تحقیقی
مضامین نئے انکشافات کے ساتھ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے

مینجنگ ایڈیٹر۔

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

ایڈیٹر۔ جمشید افضل کھوکھر

فون رہائش۔ 053-3602350

فون دفتر۔ 053-3602150

موبائل۔ 0300-6226626

جمشید افضل کھوکھر

ضلع گجرات

سیلاب کی زد میں

marfat.com

ضلع گجرات سیلاب کی زد میں

پیمائش رپورٹ بابت سیلاب	اخراج کیوسک فٹ
	1: 100000 تا 150000
2: درمیانے درجے کا سیلاب	2: 150000 تا 200000
3: اونچے درجے کا سیلاب	3: 200000 تا 400000
4: بہت اونچے درجہ کا سیلاب	4: 400000 تا 600000
5: خطرناک درجہ کا سیلاب	5: 600000 تا اور اس سے زیادہ

انتظامات بابت سیلاب

تفصیل سیکٹرہائے ضلع گجرات

1: سیکٹر کری تحصیل گجرات

2: سیکٹر ہنیار تحصیل گجرات

3: سیکٹر کولووال تحصیل گجرات

4: سیکٹر نت تحصیل گجرات

5: سیکٹر کٹھالہ تحصیل گجرات

6: سیکٹر شادیوال تحصیل گجرات

7: سیکٹر گولیکی تحصیل گجرات

8: سیکٹر لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں

9: سیکٹر ڈنگہ تحصیل کھاریاں

10: سیکٹر گجرات شہر

marfat.com

ریلیف کیمپ ضلع گجرات

کری ، شیخ چوگانی ، چوپالہ ، چک پنیار ، منڈھالہ ، بنی پور ، کولووال ، کالیکی ، کوٹ غلام ، علی پور ، نت ، گورالی ، کٹھالہ ، گورالہ ، غازی چک ، شادیوال ، قلعہ دار ، کوٹ نتھو ، گولیکی ، جسوکی ، گورنمنٹ بوائز ہائی سکول لالہ موسیٰ ، میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ ، ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ ، امرہ کلاں

میڈیکل سنٹرہائے ضلع گجرات

بنیادی مرکز صحت سرخ پور گجرات ، بنیادی مرکز صحت شیخ چوگانی گجرات ، بنیادی مرکز صحت چوپالہ گجرات ، بنیادی مرکز صحت بہلول پور گجرات ، بنیادی مرکز صحت ٹھٹہ موسیٰ گجرات ، بنیادی مرکز صحت منڈھالہ گجرات ، بنیادی مرکز صحت شہباز پور گجرات ، بنیادی مرکز صحت کال موہلہ گجرات ، بنیادی مرکز صحت کوٹ غلام گجرات ، بنیادی مرکز صحت کولووال گجرات ، بنیادی مرکز صحت کالیکی گجرات ، بنیادی مرکز صحت علی پور گجرات ، بنیادی مرکز صحت تارہ گڑھ گجرات ، بنیادی مرکز صحت نت گجرات ، بنیادی مرکز صحت گورالہ گجرات ، بنیادی مرکز صحت کٹھالہ گجرات ، بنیادی مرکز صحت غازی چک گجرات ، بنیادی مرکز صحت موہلہ کلاں گجرات ، بنیادی مرکز صحت دھیر کے کلاں گجرات ، بنیادی مرکز صحت شادیوال گجرات ، بنیادی مرکز صحت قلعہ دار گجرات ، بنیادی مرکز صحت کوٹ نتھو گجرات ، بنیادی مرکز صحت ڈنگہ کھاریاں ، بنیادی مرکز صحت لالہ موسیٰ کھاریاں ، بنیادی مرکز صحت امرہ کلاں کھاریاں

جملہ سیکٹرز سب سیکٹرز دیہات ضلع گجرات

گجرات شہر

مضافات گجرات ۔ مواضعات ۔ معین الدین پور ، لعلواڑی ، گلانوالہ ، رتی ، چک بھولا ، بہووالی ، بلٹر ، پوریا ، ٹبی سکھواں

شادیوال

شادیوال سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی

شادیوال اشرکے ، محمود کے ، خان کے ، سماں ، موہلہ ، گورالہ ، تارا گڑھ کلاں ، تارا گڑھ خورد ، گورالی ، ملکوالہ ، پنڈی تاتار ، قلعہ دار ، دھیرکے ،

marfat.com

ننت

گورالی خورد ، ننت ، کالرہ پنواں ، کالرہ خاصہ ، کالیکی ، چک سادہ ، روالکے ، علی پور ، کوٹلی کندو ، بٹر ، کوٹ پتو

کولووال

کولووال ، کولووال ، کوٹ غلام ، شیخ پور ، کوٹ نکہ ، چانگاوالی ، ڈوبئی ، سوہل خورد ، پنڈی میانی

کٹھالہ

کٹھالہ ، لنڈ پور ، ہریہ والا ، چک لالہ ، نارووالی ، عادووال ، جمنا ، غازی چک ، موہلہ کلاں ، شیخ سکھا ، ٹبی گوریاں

گولیکی

گولیکی ، کوٹ پیروشاہ ، لنگہ ، خوجیانوالی ، دھارووال ، گولیکی کوٹ موجدین ، بغالپور ، سنت پورہ ، کوٹ نتھو ، گوبند پورہ ، جسوکی ، بیلہ شادیوال ، چوہامل ، ترکھا

چک پنیار

چک پنیار ، چک رحمان ، شہباز پور ، لالوکی ، کاں موہلہ ، سگانوالہ ، منڈیالہ ، کوٹلی شاہانی ، کوٹ میانہ ، نوشہرہ میانہ ، پیر ، علی پور ، جوڑ ، باوریانوالہ ، شیخ پور ، بھگل لمبھوڑ ، چانگاوالی

کُری

کُری ، سرخپور ، کری بہلولپور ، ماڑی کھوکھراں ، شام پور ، چوبارہ ، رکھ ماڑی ، رندھیر ، پنجد ھڑا ، شیخ چوگانی ، شکر کوٹ ، حطار ، دھول کلاں ، چوپالہ ، ترگڑی ، موجیکے ، ماڑی وڑانچاں ، کسوکی ، کوٹلی ، پرماند ، چک لشکری ، مدن ، متیانوالہ ، نجان ، کوٹلی بھگوان ، چک کندو ، ڈب

تحصیل کھاریاں

لالہ موسیٰ ، میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ ، چک سکندر ، گوٹریالہ ، چک میانہ ، لالہ موسیٰ ، میردہ ، باہروال ، وڑانچانوالہ ، بیکنانوالہ ، ڈھنڈالہ ، دومنڈالی ، تندوال ، کلیوال ، گوجراں ، خواص پور ، قاضی امام شاہ

marfat.com

ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ ، ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ ، ڈنگہ ، جے پور ، ڈلیاں ، آکیہ ، خونن غربی ، چکوڑی بھیلووال ، قطب گڑھ ، کوبلی ، چک کالو ، مراڑیاں ، چک بھاگو ، چک سروانی ، ڈھکرٹانوال ، کالاکمالا ، چک لشکری ، بھدر ، پٹیالہ چک حسن ، کالو ساہی کلاں ، لقمان ، وڑائچانوالہ خورد ، وڑائچانوالہ کلاں

سیلاب کی تباہ کاریاں

دریائے جموں توی اور دریائے مناور توی پاکستان کی حدود میں ہیڈ مرالہ کے قریب دریائے چناب میں اکٹھ ملتے ہیں۔ یہ تینوں دریا کشمیر کی پہاڑیوں سے نکلتے ہیں۔ برسات کے موسم ماہ جولائی اگست میں مون سون ہوائیں اس علاقہ میں بارش کا زبردست سبب بنتی ہیں۔ موسلا دھار بارش پہاڑی علاقہ کی وجہ دریائے چناب میں شدید طغیانی آجاتی ہے۔ طغیاتی کی وجہ سے ہر سال بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ دونوں اضلاع سیالکوٹ اور گجرات سیلاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں سیلاب کا پانی جن اضلاع کی حدود سے گزرتا ہے۔ وہاں کافی نقصان ہوتا ہے۔

گجرات جن دنوں سیلاب کی لپیٹ میں ہوتا ہے۔ دھان باجرہ۔ گنا۔ دیگر اجناس کی فصلیں تباہ اور برباد ہو جاتی ہیں۔ انسانی جانوں کے علاوہ مال مویشی مر جاتے ہیں یا سیلاب کے پانی کے ریلے میں بہہ جاتے ہیں بیشتر کسانوں کی زمینیں دریا کے کنارے ہوتی ہیں وہی پر کسانوں نے عارضی رہائش اور مال مویشی باندھ رکھا ہوتا ہے کہ اچانک سیلاب کا پانی آنے جانے سے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ سیلاب میں سانپ سور جنگلی جانور بہہ کر گجرات کے علاقہ میں آجاتے ہیں۔ میدانی علاقہ میں یہ سانپ سور نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ انتہائی اونچے درجے کے سیلاب کا پانی آجانے سے دریا کے کنارے آباد دیہات کے مکان تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔

سیلاب کی تباہ کاریوں سے ہر سال لاکھوں کا نقصان ہو جاتا ہے بڑے بڑے برساتی نالے بھی گجرات کی حدود میں رہتے ہیں ان کا پانی بھی تباہی کا باعث بنتا ہے دریائے چناب کے مسلسل کٹاؤ کی وجہ سے زرخیز زمین دریا برد ہو رہی ہے۔

ہزاروں ایکڑ زرعی رقبہ دریا برد ہو چکا ہے گجرات میں کئی بستیاں دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہیں۔ کئی پرانے شہر بے چراغ ہو گئے ہیں۔ جن کے نام اب باقی ہیں لیکن رقبہ اور آبادی کو دریا کی لہروں نے نگل لیا ہے۔

marfat.com

محکمہ مال قانونگوئی

ضلع بھر کے پٹوار سرکل

اِن میں شامِل دیہات

تحصیل گجرات

marfat.com

گرداور / قانونگوئی گجرات نمبر 1

(حلقہ پٹوار گجرات نمبر 1) نانواں میومندوال ناناواں منزدل،
ناناواں نور پور، ناناواں رنگپور، ناناواں فتحپور ناناواں شاہ پور

ناناواں نزول علاقے ۔ گول سڑک کے اندر سرکلر روڈ

ناناواں شاہ پور علاقے ۔ مسلم آباد ۔ باقر خانہ ۔ کچہری ۔ شادمان

ناناواں میومندوال علاقے ۔ مرغزار ۔ ڈنڈے مار ۔ اسلام آباد

ناناواں رنگ پورہ علاقے ۔ غریب پورہ سینما روڈ ۔

ناناواں فتح پور علاقے ۔ فتو پورہ

ناناواں نور پور علاقے ۔ نور پور پڈے

حلقہ پٹوار نمبر 2 صابووال 1 : کھیپڑانوالہ، ادھووال خورد، صابووال، ادھووال، پکھووال ۔

حلقہ پٹوار نمبر 3 صابووال نمبر 2 : گندرہ خورد، رحمانیہ، پھلرون، چک مبارک۔

حلقہ پٹوار نمبر 4 دھیر کے دیہات : ، دھیر کے

حلقہ پٹوار نمبر 5 گورالی دیہات: گورالہ، گورالی، تارا گڑھ خورد، ملکوالہ

حلقہ پٹوار نمبر 6 گلانوالہ دیہات : گلانوالہ، معین الدین پور، بولہ لعلواڑی، غازی کھوکھر

حلقہ پٹوار نمبر 7 چک بھولا دیہات : چک بھولا گیگیاں، ٹبی سیکھواں، بیووالی، چک ریحان، بلٹر، پورپہ، مراڑ پور

حلقہ پٹوار نمبر 8 سوک کلاں دیہات : پنڈی حسنا ۔ سوک کلاں، گوجر پور

حلقہ پٹوار نمبر 9 مدینہ : جالپور، مدینہ، چک مھمدہ دہدڑ، لورائے

گرداور / قانونگوئی گجرات نمبر 2

حلقہ پٹوار نمبر 10 کالرہ کلاں دیہات : کالرہ پنواں، کالرہ کلاں ۔ بانٹھ، کالرہ خاصہ،

حلقہ پٹوار نمبر 11 موہلہ دیہات : موہلہ، تارہ گڑھ، گورایہ

حلقہ پٹوار نمبر 12 کٹھالہ دیہات : سماں، پنڈی تاتارنت، کٹھالہ، چک غازی

حلقہ پٹوار نمبر 13 شادیوال دیہات: چوہڑکے شادیوال، شادیوال اچھرکے

حلقہ پٹوار نمبر 14 قلعدار دیہات : بوڑ، قلعدار، شادیوال خانکے، شادیوال محمودکے

حلقہ پٹوار نمبر 15 رتی دیہات : بھگولہ کوٹلی کندو، کوٹ رندھاوا، علیپور، رتی راولکے

حلقہ پٹوار نمبر 16 چک سادہ دیہات : کوٹلی گوہیاں، چک سادہ، کالیکی، کوٹ پنوں، جادوکے،

marfat.com

گرداور / قانونگوئی حلقہ دیونہ

حلقہ پٹوار نمبر 1 دیونہ دیہات : سید حطری ، دیونہ ، براہم ویرٹہ ، عالی ، نکو آنی ماجرہ

حلقہ پٹوار نمبر 2 موسیٰ کمالہ دیہات : ملکپور ، جلیانی دہو سرائے ، موسیٰ کمالہ ، کوٹ بیلہ چاڑہ ،

حلقہ پٹوار نمبر 3 ہریہ والہ دیہات : جمنا ، ہریہ والا ، کوٹ گوندل ، لنڈ پور ، چک لالہ

حلقہ پٹوار نمبر 4 عادووال دیہات : جٹو کل ، ساہنوال کلاں ، ساہنوال خورد ، مہلو ، عادووال

حلقہ پٹوار نمبر 5 ناروالی دیہات : ناروالی ، مراڑیاں ، سخ سکھا ٹبی غوث ، ٹبی گوریاں

حلقہ پٹوار نمبر 6 جھنڈایوالہ دیہات : چک سارو ، چاہ ساہیانوالہ ، کھوکھر غزنی منڈ ، دوھدرائے ، جھنڈیوالہ

حلقہ پٹوار نمبر 7 شاہدیوال دیہات : دھول خورد ، شاہدیوال ، چانگانوالی ، پوڑ ، چھاوڑی ٹبی سنگواں ، وینس چیچیاں

حلقہ پٹوار نمبر 8 چک پنڈی دیہات : دالی بانٹھ ، چک پنڈی ، ساہدوکی

حلقہ پٹوار نمبر 9 دتیوال دیہات : صاہو لکھو ، بانیاں ، مہنہ ، ٹھیکریہ ، دتیوال ، دھیرو گھنہ

حلقہ پٹوار نمبر 10 گور سی دیہات : سوہل خورد ، گور سی گدیاں ، بوڑا بانٹھ ، چاڑ ، ٹھکر لوہار محمود جمنا

حلقہ پٹوار نمبر 11 ما؟ ہ دیہات : کوٹ دھارو ، ٹھٹھی مفتیاں ، چک بیگا ماجرہ ، چوکنانوالی ، چک چوہدو ، چک بیگا

حلقہ پٹوار نمبر 12 ساروکی دیہات : ساروکی ، چک قاضی ، سخ

حلقہ پٹوار نمبر 13 مچھیانہ دیہات : مچھیانہ ، سمن پنڈی

حلقہ پٹوار نمبر 14 ٹھٹھہ پوڑ دیہات : بیگا ، لدھا ، بانیاں ، ٹھٹھہ پوڑ

حلقہ پٹواز نمبر 15 ناگریانوالہ دیہات : سیرو جیدہ ، موسی ، سوچیت گڑھ ، کوٹ گوگا ، ناگڑیانوالہ

گرداور / قانونگوئی حلقہ کنجاہ

حلقہ پٹوار نمبر1 کنجاہ دیہات : کنجاہ

حلقہ پٹوار نمبر2 جھیوارانوالی دیہات : چک ڈھلو ، جھیورانوالی

حلقہ پٹوار نمبر 3 الیسترہ1 دیہات : دالیہ ، جبوکی ، لکھ ، الیشرہ

حلقہ پٹوار نمبر4 الیشرہ2 دیہات : کاٹہ ، چکوڑہ ، چکوڑی بکھو ، دھروڑکے

حلقہ پٹوار نمبر5 چوہامل دیہات : بیلہ شادیوال ، ترکھا ، چوہامل ، کوٹ غلام

حلقہ پٹوار نمبر 6 جسوکی دیہات : جناپور ، کوٹ نتھو ، باز گڑھ ، چک سدو ، کوٹ قطب دین ، جسوکی ، سپاوٹ ، کوٹ موجد دین ، سنت پور ، گوبند پورہ

حلقہ پٹوار نمبر 7 دھارووالہ دیہات : یہاں گولیکی : دھارووالہ

حلقہ پٹوار نمبر8 لنگہ دیہات : کوٹ پیر شاہ ، لنگہ ،

حلقہ پٹوار نمبر 9 چکریاں دیہات : چکریاں ، چک گلاں ، کوٹ میانہ ،

marfat.com

حلقہ پٹوار نمبر 10 کنگ چنن دیہات : راجیکی ، کنگ سہاری ، کنگ سہالی ، کنگ چنن ، کوٹ گگا
حلقہ پٹوار نمبر 11 خانوالی دیہات : چک وسن ، نواں لوک ، خانوالی ، دیوان کوٹ
حلقہ پٹوار نمبر 12 گاکھڑہ کلاں دیہات : گاکھڑہ خورد ، جاموں بولا ، روپوکی ، گاکھڑہ کلاں ،
حلقہ پٹوار نمبر 13 کیرانوالہ خاص دیہات : نوشہرہ ، کیرانوالہ
حلقہ پٹوار نمبر 14 : جہانگیر پورہ دیہات : شاہجمانی ، گورالی نواں لوک المعروف پوڑ ، جہانگیر پور ، جلیانی
حلقہ پٹوار نمبر 15 منگووال غربی دیہات : کوٹ فتح دین ، ڈومنیانوالی
حلقہ پٹوار نمبر 16 خونن نمبر 1 دیہات : خونن ، کوٹ شمس ، کوٹ الہ بخش ، کنجاہڑی ، کوٹ متا ، کوٹ قطب دین
حلقہ پٹوار نمبر 17 خونن نمبر 2 : دریا کھٹانہ ، چک جسپاں ، کوٹ ڈھلو ، چک منصورہ کسانہ چھتانوالہ ،
حلقہ پٹوار نمبر 18 خوجیانوالی دیہات : خوجیانوالی

گرداور / قانونگوئی حلقہ دولت نگر

حلقہ پٹوار نمبر 1 دولت نگر دیہات : لانبوڑہ ، سرائے ڈھنگ ، سیدا عمروال ، دولت نگر ، گڑھی بہاؤ ،
حلقہ پٹوار نمبر 2 دہریکڑی دیہات : دھنوال ، دھریکٹری
حلقہ پٹوار نمبر 3 دھمہ ملکہ دیہات : نانو ہانبڑہ ، ماجرہ ، دھمہ ملکہ ، شاہجمانی ، شہابدیوال
حلقہ پٹوار نمبر 4 ڈوگہ دیہات : مہیسیاں ڈوگہ ، برسہ
حلقہ پٹوار نمبر 5 مکیانہ دیہات : بانٹھ طور ، گندرہ کلاں ، اگووال ، مکیانہ
حلقہ پٹوار نمبر 6 جوڑا جلالپور دیہات : مہلو کھوکھر ، چوہڑ چک ، نتھووال ، ہربنس پور ، جوڑا جلالپور
حلقہ پٹوار نمبر 7 بوکن دیہات : میکن میووال ، سنگرانہ ، بھٹیاں ، بوکن داؤ ، بھلیسر ،
حلقہ پٹوار نمبر 8 باہووال دیہات : بوڑا ، پیارا ، باہووال
حلقہ پٹوار نمبر 9 چیچیاں شمس دیہات : بھڈانہ آوانہ ، مکریاں ، گھنسیہ چیچیاں شمس ، چک مکریاں ، چک کرال
حلقہ پٹوار نمبر 10 مہسم دیہات : بانوتہ ، پھرا کھٹانہ ، جانس ، خانووال ، مہسم ، شاہ پور
حلقہ پٹوار نمبر 11 فتح پور دیہات : ٹبی بھوسہ ، فتح پور
حلقہ پٹوار نمبر 12 عالم گڑھ دیہات : ڈروا ڈھلو غربی ، خرادیاں ، جید پور ، کانت ، عالم گڑھ
حلقہ پٹوار نمبر 13 چوہدووال دیہات : کریم داد ، چوہدوال ، چک چوہدووال ، بتھووال
حلقہ پٹوار نمبر 14 ماچھی وال دیہات : ماچھیوال ، پنڈوری ، چھوکر خورد ، شیر گڑھ
حلقہ پٹوار نمبر 15 چنڈالہ دیہات : ہستہ گنگہ ، چاکانوالی ، جمن کیرانوالہ ، چنڈالہ ، جاجوال

marfat.com

گرداور/ قانونگوئی حلقہ پیروشاہ

حلقہ پٹوار نمبر 1 پیروشاہ دیہات : چک براہم ،چک میانہ ، پیروشاہ ، کوٹلہ ڈھینڈہ ، بھکڑیوالی

حلقہ پٹوار نمبر2 ساتکی نمبر 1 دیہات : ساتکی ، مرزہ، ہانڈہ

حلقہ پٹوار نمبر3 ساتکی نمبر 2 دیہات : شمس بھواء ، بھڑونگا ، سرکیالہ، ڈوڈے

حلقہ پٹوار نمبر4 روپووال نمبر 1 دیہات : رنگڑہ ، رسول پور ، روپووال، -

حلقہ پٹوار نمبر5 روپووال نمبر 2 دیہات : کولیاں ہاشم والا ، باتیاں، لاہوریاں ۔ کھوڑی ،

حلقہ پٹوار نمبر6 جلالپور صوبتیاں دیہات : ملکپور کلاں ، ملکپور خورد ، بھوچھ ، جلالپور صوبتیاں

حلقہ پٹوار نمبر7 گھریرہ دیہات : رنگپور ، ملکی ، گھریرہ ، پرسووال ، جالپوال

حلقہ پٹوار نمبر8 باہروال دیہات : دودہ ، اعوان شریف، چوہان، مل ، باہروال ، کھوکھر کلیاں ،

دھن

حلقہ پٹوار نمبر 9 اجتالہ دیہات : کالس کٹھانہ ، اجتالہ گھرال ، بھون ہزاری ، کوانکھ چک کٹارو ، حلقہ پٹوار نمبر10 ہزارہ مغلاں دیہات : ہزارہ مغلاں ، بھوجپور ، کیمیاں ، دوکھوہا ہرڑ ،

حلقہ پٹوار نمبر11 میے دیہات : کھاریاں خورد ، ماجرہ ، جیندڑ کلاں ، میے ، فتالیاں

حلقہ پٹوار نمبر12 کڑیانوالہ دیہات : چھالہ ، دھتل ، کڑیانوالہ

حلقہ پٹوار نمبر13 مالووال دیہات : ڈھینڈہ کلاں ، جیندڑ خورد ، مالووال

حلقہ پٹوار نمبر14 حاجیوالہ دیہات : دیدڑ ، ڈھوڈہ ، لوہر ، ڈھینڈہ خورد ، حاجیوالہ ، پھانبڑہ

حلقہ پٹوار نمبر 15 بھوئیاں نمبر 1 دیہات : کوٹلی کوہالہ ، بھوئیاں ، جھمٹ نوآباد، سنگرالہ

حلقہ پٹوار نمبر 16 بھوئیاں نمبر 2 دیہات : کوٹ رانجھا ، جسورائی بعلقہ مرائی، دریائے تعلقہ ، چک غزالی

حلقہ پٹوار نمبر17 بھنگرانوالہ دیہات : چک بڈھا ٹبی دھو ، سرہالی خورد ، سرہالی کلاں ، بھنگرانوالہ ،

حلقہ پٹوار نمبر 18 چک بزرگ دیہات : چک بزرگ ، ہنج دھونجک ، کیلہ ، مہلو ، بارو ،

حلقہ پٹوار نمبر 19 چک میراں دیہات : پنڈی لالی، چک میراں ، حسن ڈھینڈہ چیچیاں

گرداور/ قانونگوئی حلقہ جلالپور جٹاں

حلقہ پٹوار نمبر1 ہنجرائے دیہات : چک منجوں ، ہنجرائے ، سوک بڈھی

حلقہ پٹوار نمبر 2 اخلاص گڑھ دیہات : چک کالا ، گھمن ، اخلاص گڑھ ، شاہجہانی ، رانمبڑیانوالہ ، معروف

حلقہ پٹوار نمبر3 بھاگووال خورد دیہات : حیات گڑھ ، کھوہ ، بھاگووال خورد ، سوہل کلاں ،

marfat.com

حلقہ پٹوار نمبر 4 لدھا سدھا دیہات : لدھا ڈھپئی ، سدھا ، چک ڈھلو نسوانی ، سوہل خورد ، گلیوالہ

حلقہ پٹوار نمبر 5 منڈیالہ دیہات : نورا رسیدہ ، رسولپور ، داؤد پور ، مکیانوالہ ، پنڈی میانی ، منڈیالہ ، سگانوالہ

حلقہ پٹوار نمبر 6 شیخ پورہ دیہات : سیان ، چک میرو ، گولووالہ ، شیخ پور

حلقہ پٹوار نمبر 7 باوریانوالہ دیہات : بھگل ، لمبھوڑ ، چک ملاں ، نوگراں جاگانوالی ، باوریانوالہ ، پنڈی پتو ، چکرڑہ ، جلووالی ، کوٹ لکا

حلقہ پٹوار نمبر 8 عدالت گڑھ دیہات : مہوٹہ کلاں ، چوہدووال شرقی ، خاصہ ، سن ، علی شیر مہوٹہ ، پٹھڑی ، چوہدووال شرقی ، پٹھری ہیر ، ماہی وال عمروال ، دھنگوال ، عدالت گڑھ ، نوشہرہ میانہ ،

حلقہ پٹوار نمبر 9 شہباز پور دیہات : چک رحمان ، لالوکی شہباز پور ، کال موہلہ ، بنی پور

حلقہ پٹوار نمبر 10 ٹھٹہ موسیٰ دیہات : ٹھٹھہ موسیٰ کوٹلی شاہانی ، بھکوکی ، جیو نجل

حلقہ پٹوار نمبر 11 محمود آباد دیہات : کنگ بڈھا ، مہیت پور ، کنگ کوٹ میانہ ، چاگانوالی ڈھلو شرقی ، محمود آباد

حلقہ پٹوار نمبر 12 رانیوال دیہات : چک خیر دین ، بھورچھ ، رانیوال ، ہرداسپور ، ماجرہ ، خانقاہ حافظ حیات ، کوٹ امیر حسین

حلقہ پٹوار نمبر 13 کلاچور دیہات : ٹبی پیلی ، میونوال ، کلاچور

حلقہ پٹوار نمبر 14 جلالپورجٹاں دیہات : جلالپورجٹاں ، منگووال شرقی ، نند پور

حلقہ پٹوار نمبر 15 ٹھمکہ دیہات : نافریاں ، ٹھمکہ

حلقہ پٹوار نمبر 16 بھراج دیہات : کوٹ رانجھا ، بھراج ، کوٹلہ سوہیاں

گرداور / قانونگوئی حلقہ ٹانڈہ

حلقہ پٹوار نمبر 1 لکھنوال دیہات : لکھنوال خاص ، لکھنوالی خاصہ

حلقہ پٹوار نمبر 2 سنگھر دیہات : چک بگا ، چک قاضی ، سنگھر

حلقہ پٹوار نمبر 3 کسوکی دیہات : چک ملاں ، ماڑی وڑائچاں ، کسوکی ، موجوکی

حلقہ پٹوار نمبر 4 چوپالہ دیہات : چوپالہ ، ترگڑی ، جم

حلقہ پٹوار نمبر 5 دھول کلاں دیہات : دھول کلاں ، رکھ دھول ، نت شرقی ، نانووال

حلقہ پٹوار نمبر 6 شیخ چوگانی دیہات : شکر کوٹ ، شیخ چوگانی ، رندھیر ، پنجڈھیرہ ، حطار

حلقہ پٹوار نمبر 7 بہلولپور دیہات : کوری ، رکھ ماڑی ، بہلولپور

حلقہ پٹوار نمبر 8 ماڑی کھوکھراں دیہات : ماڑی کھوکھراں چوپالہ ، شام پور ، قلعہ سورہ سنگھ

حلقہ پٹوار نمبر 9 سرخپور دیہات : کوٹلی ویداں ، ڈب ، رنگڑہ ، سرخپور

حلقہ پٹوار نمبر 10 متیانوالہ دیہات : کوٹلی بھگوان راجپور گڑھی نصیرپور ، کوٹلی پرمانندہ ، مدن ، چک کندو ، چک لشکری ، کوٹلی

marfat.com

منہاس ، نجان ، متیانوالہ

حلقہ پٹوار نمبر 11 برٹیلہ دیہات : گیگیاں ، برٹیلہ ، ہاڈکہ

حلقہ پٹوار نمبر12 چک شیرو دیہات : سانگو لکیانوالہ ، بیدو بھٹی، نہرپور، چک شیرو

حلقہ پٹوار نمبر 13 ٹانڈہ دیہات : گجراں ، موٹا بڈہن ، ٹانڈہ

حلقہ پٹوار نمبر14 بھاگووال کلاں دیہات : گوندل، ریحان ، بھاگووال کلاں

حلقہ پٹوار نمبر 15 دیاڑیوال دیہات : رنگانوالہ شیخ علیکے ، واڑیوال ، حکیم پور ، پنجوکی

حلقہ پٹوار نمبر16 بھیلووال دیہات : دریا شاہحمانی ، کولیاں بہادر شاہ ،کاسب ، ، وزید ، بھیلووال ، میونوال

حلقہ پٹوار نمبر 17 راکے بہلپور دیہات : چک مرزائی ، چک پنسار ، راکے بہلپور

قانونگوئی میں شامل دیہات

قانون گوئی	تعداد موضعات
گجرات نمبر1	41
گجرات نمبر2	29
دیونہ	77
کنجاہ	68
پیروہ شاہ	93
دولت نگر	72
جلالپور جٹاں	88
ٹانڈہ	72
میزان	540

marfat.com

کھاریاں

تعداد قانونگوئی

پٹوار سرکل

اور ان میں شامل

دیہات

marfat.com

قانونگوئی کھاریاں نمبر 1

حلقہ پٹوار نمبر 1 کھاریاں دیہات: بدر، ٹبی شاہ پور رام گنگا ، ایمال مرجان، ٹھیلہ ، کھاریاں ،
حلقہ پٹوار 2 : بوریانوالی دیہات : بوریانوالی، مرالہ ، مرالی ، پنڈی سلطان پور، ملکپور ، دلو فتح گڑھ ، کوٹلہ بھلوٹ ، جنڈانوالہ گھیکا ،
حلقہ پٹوار نمبر 3 دھنی دیہات: دھنی ، آواز، دیدڑ ، اوتم ، بھکنا گورسی
حلقہ پٹوار نمبر 4 دھوریہ دیہات ، دھوریہ منڈیر ، چک مہند ، ڈمیان، سدوال ، چباں،
حلقہ پٹوار نمبر 5 موہری دیہات: کوٹھہ ، موہری ، ست پورہ
حلقہ پٹوار نمبر 6 باہروال دیہات: چیچیاں باہروال مروجپور ، چک کمال لوہر ، ڈھل آرواہ ، کمیٹر باغانوالہ ، چک لشکری ، چندو بیگہ ، ٹبی دلماڑی ،

قانونگوئی کھاریاں نمبر 2

حلقہ پٹوار نمبر 1 آڑہ دیہات : ٹبی حکیم پور ، آڑہ ، پیادا ، چک سندھا ، نورناگ ، چک سجاول، سہال ، نصیرہ، گنجیال سہنہ ، لدڑ
حلقہ پٹوار نمبر 2 ڈوگہ دیہات : پنجوڑیاں ، لمہ ، ڈوگہ ، تم
حلقہ پٹوار نمبر 3 بھگوال دیہات : شوریاں ، ڈھل کالو گولڑہ ہاشم ، پنڈی ہاشم کوٹلہ سہاراں ، بھگوال، چک درویش ٹبی سندوال، ٹبی کھاریاں ،
حلقہ پٹوار نمبر 4 گلیانہ نمبر 1 دیہات : گلیانہ ۔ رام گڑھ ۔ ٹبی زندہ ۔ ٹبی چکووال و ٹبی گنگا رام ڈھل لکہ ،
گلیانہ نمبر 2 : تم ، ٹبی کسانہ ٹبی کلاں ، گوجر کوٹلہ ، کوٹلی ، دلوھرہرسالہ ، دھم بجاڑ ، جنڈ
حلقہ پٹوار نمبر 5 ملکہ دیہات : پلاٹوری ، چک بختاور ، ملکہ ، سرکمال، چک تیرو ، ہیرا گڑھ ، ملاگر ، جھانٹلہ ،
حلقہ پٹوار نمبر 6 سینتھل دیہات : سینتھل ۔ چک گوندلاں ۔ مکوال ۔ نولکھہ ، بھٹیاں ، بھروٹ ، ککگ ، دھنگ ، رڑپالہ ،

قانونگوئی کوٹلہ ارب علی خان

حلقہ پٹوار نمبر 1 کوٹلہ اربعلی خان دیہات: میاں چوہان منڈے لنگار ، حسن پٹھان رہی پہاڑہ، چوہڑپور ،
حلقہ پٹوار نمبر 2 لکرالی دیہات : لکرالی، ٹبی خورد ، ، ٹبی کلاں
حلقہ پٹوار نمبر 3 سدوال کلاں : سدوال ، کلاں ، سدوال خورد ، سوہترہ ، پنڈی تیلیاں ، آدم چوہان، راجپور ، سیدو لنگار ، چک بیر کھرانہ ، چک چید
حلقہ پٹوار نمبر 4 گوچھہ دیہات : سوہلہ ، ہلاکمران ، ڈھوڈہ ، چک سپر ، چک اسٹر ، چک گوڑہ، گوچھ ، گرھا منشاں ۔ اشر

marfat.com

حلقہ پٹوار 5 دلاور پور : دلاورپور ، مرجان ڈویان ، سیدا چاچووال ، جلو

حلقہ پٹوار 6 چڑیاوالہ : سرسالہ ، سنگلہ ، بیر کھرانہ ، چک چوہڑپور ، چڑیاولہ مجھوڑا ، نندوال ، چک سیدا لنگار ، چک اللہ دتہ

حلقہ پٹوار نمبر 7 مراڑیاں نمبر1 ، 2 : جے پور ، خیر کتو ، مراڑیاں ، ڈھل داؤد ، چک سرواتی ، چک بھاگو ، خیر گھناؤ بھٹیاں ،

حلقہ پٹوار نمبر 8 منگلیہ : لڑی۔ چک رائے سلطان۔ منگلیہ ۔ ڈھولن۔ چک بدو ۔ حسام رسولپور

حلقہ نمبر 9 گوٹریالہ : سمرالہ۔ گوٹریالہ

حلقہ پٹوار نمبر 10 ٹھوٹھہ لائی بھادر : سدوال یرغبان، ٹھوٹھہ رائے بھادر ۔ ملک پور

حلقہ پٹوار نمبر11 آچھ : روپیری۔ بولٹر ، ٹبی بکیال ، عموآنہ ، آچھ ، سیوہال، چیدماں ، چک بہلم ، چک ظفرپور ، پنڈی آوان

قانونگوئی سبور

حلقہ پٹوار نمبر 1 سبور دیہات : سبور ، جنڈالہ ، سمرالہ ، رولیہ ، بنیاں

حلقہ پٹوار نمبر 2 راجووال دیہات: چوہٹر چاک ، مصری ، راجووال ، چک سکندر ، ساہن کلاں

حلقہ پٹوار 3 ناگڑیاں دیہات : ناگڑیاں ، ساکہ ، کالس ، ساہن خورد ، جاگل

حلقہ پٹوار نمبر 4 راٹھوڑی دیہات : بھنڈ گراں ، چک کالو ، منڈایر ، سریعہ ، عمرپور ، چک فاضل، راٹھوڑی ، شیخ پور

حلقہ پٹوار نمبر 5 لنگڑیال دیہات : لنگڑیال، چک گوڑہ، گوڑہ ، شام پور ، چک بنگیال ، بنگیال ۔

حلقہ پٹوار نمبر 6 بھدر دیہات : سونبڑی ، بھوتہ ، پھلروان ، نتھر ، کنوار ، جھکڑ۔

حلقہ پٹوار نمبر 7 بورچھ دیہات : ڈھولہ ، لادیاں ، لسوہا ، بورچھ ، بھاٹی ،

حلقہ پٹوار نمبر 8 برزگوال دیہات : برزگ وال ، یوسف ، فرخ پور ، سندرعہ

حلقہ پٹوار نمبر 9 بورچھ نمبر 2 دیہات : کھرانہ ، اودا ، کوہلی ، چکوڑہ ، سدھ

قانون گوئی جوڑہ

حلقہ پٹوار نمبر1 کرنانہ دیہات: کرنانہ ، رکھ ڈنڈ ، بیانیاں لیموڑ ، چک میانہ ، رنیاں ، چیچیاں

حلقہ پٹوار نمبر 2 چکوڑی بھیلووال دیہات : ڈھل نیگس چکوڑی بھیلووال

حلقہ پٹوار نمبر 3 لونگو دیہات : لونگو چھتہ ٹبی الیاس ، ہندو ، نگڑیاں ، ڈبھو ، دسن ، راؤ

حلقہ پٹوار نمبر 4 مرزا طاہر دیہات : مرزا طاہر ، کولیاں حبیب ، چکوڑی میانی ، کالس ، شیخ طاہر ، ملوانہ

حلقہ پٹوار نمبر 5 کراڑیوالہ کلاں نمبر 1 ، 2 : کراڑیوالہ ، کلاں ، گورونانوالہ جناڑو ، چک دریا ، اتووالہ ، خونن ، کھراڑیوالہ خورد نوتالووالی

حلقہ پٹوار نمبر 6 بھاگو ، برنالی ، بھاگو ، لقمان ، باشنہ ، چک میانہ ، اوبجرتان ، ساہڈریاں ، چک حاجی ، بالسریاں۔

marfat.com

حلقہ پٹوار 7 فتہ بھنڈ : فون فتہ بھنڈ ، ٹبی محل ، بنی سپر ، سود ، پوڑانوالہ ، ملہو

حلقہ پٹوار نمبر 8 رندھیر : رندھیر چھمبر ، ڈنگہ ، مورثے ، جند شیانگو چک میانہ ، حسن کریم ، ڈھوک گھیراں ، ٹھیلہ ، بدو عیسی وال

حلقہ پٹوار نمبر 9 باگڑیانوالہ دیہات : باگڑیانوالہ ، چک حکیم ، مغلی ، ٹھیکریاں ، مونیاں ، ، چک ہولہ ، فتحہ سماں ،

حلقہ پٹوار نمبر 10 دھکڑانوالی دیہات : چک جانی ، دھوپ سڑی ، سیال ، سمراله ، بگتاں ، دھکڑانوالے

حلقہ پٹوار نمبر 11 بھاؤگیٹ پور دیہات : بھاؤگیٹ پور ، گکھڑ ، منھووال ، چنن ، ساعیلہ ،

حلقہ پٹوار نمبر 12 جوڑہ دیہات : گھرکو ، بن کالس ، ڈھولہ

قانونگوئی ڈنگہ

حلقہ پٹوار نمبر 1 پنجن شہانہ دیہات : بدھووال ، کھوکھرہ ، راجو ، پنجن شہانہ ،

حلقہ پٹوار نمبر 2 امرہ کلاں دیہات : امرہ کلاں ، بجاڑ والا ، امرہ خورد

حلقہ پٹوار نمبر 3 کھوڑی دیہات : کھوڑی ، راجو بھنڈ ، نور جمال

حلقہ پٹوار نمبر 4 ڈنگہ دیہات : ڈنگہ ، ....

حلقہ پٹوار نمبر 5 بھلیسرانوالہ دیہات : بھلیسرانوالہ ، چک شیخو ، چک لشکری ، بھکیا لودے ،

حلقہ پٹوار نمبر 6 وڑا نچانوالہ دیہات : وڑانچانوالہ ، کالا کمالا

حلقہ پٹوار نمبر 7 پٹیالہ دیہات : پٹیالہ ، شیر گڑھ ، کالوساہی کلاں ، کالو ساہی خورد ، دوحرائے ، رکھ کولانوالہ ، بخت جمال ، چھماں

حلقہ پٹوار نمبر 8 سیکریالی دیہات : سیکریالی ، چک محمود ساگردھاوال ، چک میانہ ، شیخ سماری صوفہ ، ٹوبہ آدم ، بو لھونڈ ،

حلقہ پٹوار نمبر 9 مٹوانوالہ دیہات : چکوڑا ، مٹوانوالہ ، جنڈ ، تریرابوے ، گٹرڑیاں گمٹی ، ٹوبہ عشان

حلقہ پٹوار نمبر 10 کولیاں شاہ حسین دیہات : دھکڑ ، بکسانوالہ کسانہ ، کولیاں شاہ حسین ، مبرخانی ، جنڈالہ ، دھنڈالی ،

حلقہ پٹوار نمبر 11 چک جانی دیہات : یقین پور ، چک جانی ، ڈھلیان ، چک نمبر 35 ، شاہ مل

قانونگوئی لالہ موسی

حلقہ پٹوار نمبر 1 خواص پور دیہات : سیدا گول ، لوھسر ، ویرووال ، مرڑایاں ، لالہ موسی ، خواص پور ، قاضی امام شاہ ، تندوال

حلقہ پٹوار نمبر 2 چک سکندر دیہات : جھنڈ لورے ، قاضی ، کرم شاہ ، میکن ، میرہ ، چک علی ، بدھو کالس ، چک سکندر ، دھاماں ، چک سروانی ، تلہ ، کائرہ ، شاہجہانی ، ٹھیکریاں

marfat.com

حلقہ پٹوار نمبر 3 جاتریہ کلاں دیہات : جاتریہ خورد گجہ ، چھتہ ، ڈلہ شاہ شرمست ، چک رمادی ، چک دینہ ، چک خلاصی ، جاترہ کلاں ، مصلی ، سیندا ابراہیم

حلقہ پٹوار نمبر 6 چکوری شیر غازی نمبر 1 دیہات : کلیوال سیداں ، چتوں ، عجوجہ ، منڈیر ، کلیوال گوجراں ، گل ، چکوڑی شیر غازی

نمبر 2 : کوٹلی شاہمانی بوسال ، چک مرتضی ، چوہان خورد ، چوہان کلاں ، دلھینڈہ

حلقہ پٹوار نمبر 5 کوٹلہ سارنگ خان دیہات : کوٹلہ قاسم علیخان ٹھرگلہ ، جلال دین ، بسوال ، جدر چکوڑی ، عمر چک سکھ ضیاں ، سپرائم ، بھولا ، کوٹلہ سارنگ خان

حلقہ پٹوار نمبر 6 : چھوکر کلاں ، ہیرا پور ، دولانوالہ ، چھوکر کلاں

حلقہ پٹوار نمبر 7 حاجی محمد دیہات : گجو ، حاجی محمد ، بھلوئی مخدوم پال ، بھلوٹ زسو ، پوہلہ ، بھلوٹ شیرا

حلقہ پٹوار نمبر 8 چک سکندر 30 دیہات : چک سکندر نمبر 30 ، پھل ، بجے ران ، دیٹر

حلقہ پٹوار نمبر 9 بنجن کسانہ دیہات : چوہدو ، کلانوالہ ہیکلہ ، چک پرانہ ، بنجن کسانہ

حلقہ پٹوار نمبر 10 کملا بھنڈ دیہات : میانہ چک ، ڈیلو ، ماکیہ ، بھٹہ ، لوہار ، سلیمان ، کملا بھنڈ ، بٹور ، ہنج

متذکرہ قانونگوئی میں شامل دیہات کی تفصیل

کھاریاں نمبر 1 : 9

کھاریاں نمبر 2 : 11

کوٹلہ اربعلی خان : 16

سبور : 9

جوڑہ : 17

ڈنگہ : 11

لالہ موسیٰ : 17

کل : 90

marfat.com

ضلع گجرات

کے

ان دیہات کی تفصیل جو گجرات

سے

علیحدہ کر کے ضلع جہلم میں شامل

کئے گئے!

marfat.com

سرائے عالمگیر

ضلع گجرات کے تقریباً 150 دیہات جو ضلع جہلم میں شامل کردیئے گئے

رکھ پبی سرکار، سرائے عالمگیر سٹی

منڈی بھلوال، موہری، پنڈ عزیز، شکریلہ شریف، رحمن پور، اورنگ آباد گوریاں، حطار، سعادت پور بھاگو شاہ پور، گرھا نگیال، کوٹھیاں جاگورا، معصوم پور، بھمبلی، حار، پوٹھی شاہ گھوڑا، جھنگ ہرڑ، بھاگ نگر، نوشا قریشیاں، لکروٹ، ڈھل، ٹبی تھان، قصبہ کریالی، ریحان، طوطیان، نوگیان، خان پور، دندی ملیار، معصوم پور، طوراہ، ممارز پور، پنڈی طاس، رشید پور، ڈھامو چک، کھل، رنیاں، بیسہ، بلوبانیاں، ڈھوک مرید، چک ستھیا، قاضی باقر، جگو، کنار، دندی ملیار، دندی نظام، راجڑ، پھلروان، ڈھل باہوال، چار، سانگ، موجا، نندنا، جلیل پور، اٹیما شاہ، پیر خانہ، بولانی، چک قاسم، گیال، تھون برنڈ، چک رائے بہادر، شیخ پور، تھون، کریالہ، خان پور کھمب، چک نوتھا، موتھے خورد، موتھے کلاں، چک جانی، گاندی گرڑھ، چک مغلاں، غوث، باولی کلاں، باولی خورد، سمبلی، بھلوال غریب، گرھا جٹاں، کھرکا، چک سکندر، گردنوالہ، بھوانج، نارووال، سارڈھوک، ڈھنگروٹ، پھاروال، شکار پور، رنیاں، چک نذر میلو، کٹیلہ بھروٹ، بارونگ، جلالپور، کلاچ پور، پوران، کھمبلیی، ڈھولہ، کھوہار، ہیست پور ڈھوری، فتح پور، ڈھوک امراں، اڑان، ڈھوک مسلم رقبہ رکھ پبی سرکار، چنگس، ورینہ۔ ڈولہ

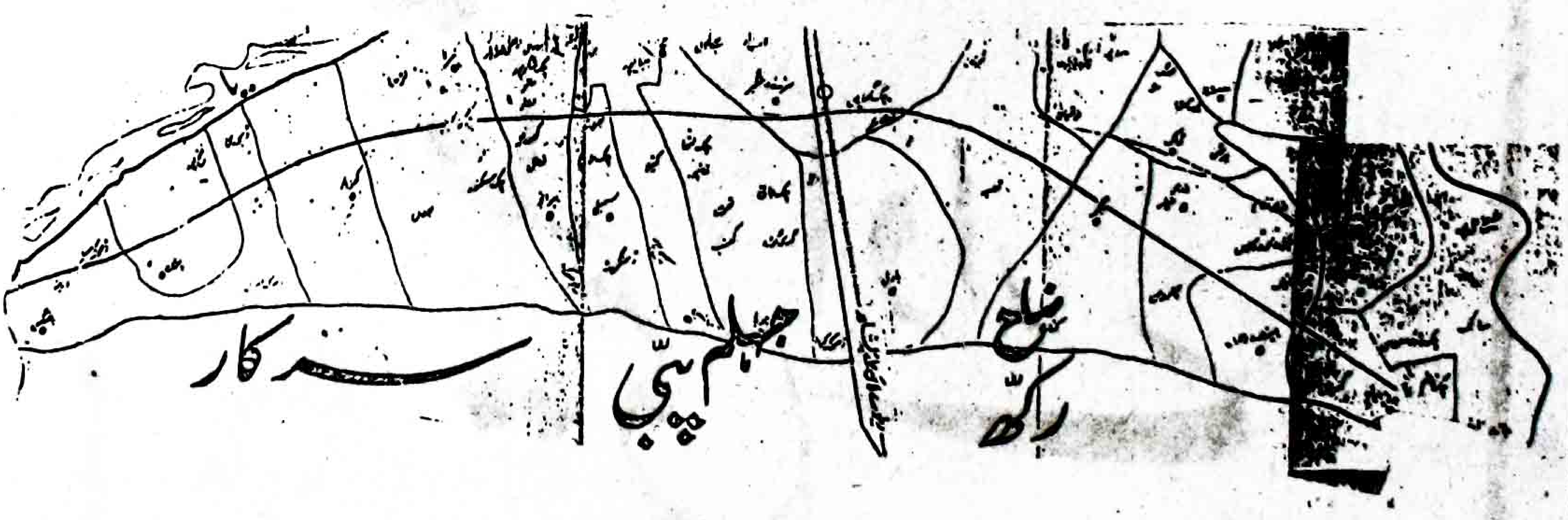

marfat.com

ضلع گجرات

کے

تعلیمی ادارے

marfat.com

ضلع گجرات زنانہ تعلیمی ادارے

گرلز ہائی سکول ضلع گجرات

گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول غریب پورہ گجرات شہر
گورنمنٹ شاہ حسین گرلز ہائی سکول گجرات شہر
گورنمنٹ جاوید گرلز ہائی سکول گجرات شہر
گورنمنٹ مس فاطمہ جناح ماڈل گرلز ہائی سکول گجرات
گورنمنٹ مس فیروز الدین گرلز ہائی سکول گجرات
گورنمنٹ دبیرستان فاطمہ الزہرہ گرلز ہائی سکول گجرات
گورنمنٹ مسلم پردہ گرلز ہائی سکول گجرات شہر
گورنمنٹ سلطان بخش گرلز ہائی سکول گجرات شہر
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول صابووال گجرات شہر
گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول مدینہ گجرات شہر
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سوک کلاں تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اجنالہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول حاجی والہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دولت نگر تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ماچھی وال تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک کمالا تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دیونہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ملکپور چاڑہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول جلالپور جٹاں تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جلالپور جٹاں تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹھٹہ موسیٰ تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اخلاص گڑھ تحصیل گجرات

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سوہل خورد تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹانڈہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بھاگووال کلاں تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لکھنوال تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کیراں والہ سیداں تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول منگووال غربی تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لنگے تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گولیکی تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ساروکی تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کنجاہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول کنجاہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شادیوال تحصیل گجرات
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹھوٹھہ رائے بہادر تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لنگڑیال تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بزرگوال تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹلہ ارب علی خان تحصیل
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سریعہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ایم بی گرلز ہائی سکول لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بیگوال تحصیل کھاریاں

marfat.com

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سدھ تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بھدر تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کھاریاں تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈنگہ تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جوڑا کرنانہ تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دھوریہ تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موہری شریف تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چنن تحصیل کھاریاں

ضلع گجرات میں مردانہ تعلیمی ادارے

گورنمنٹ مسلم ہائی سکول گجرات شہر

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول گجرات شہر

گورنمنٹ جامع سکول گجرات شہر

گورنمنٹ کرسچیئن سکول گجرات شہر

گورنمنٹ پبلک نمبر1 سکول گجرات شہر

گورنمنٹ پبلک نمبر2 سکول گجرات شہر

گورنمنٹ زمیندارہ ہائی سکول گجرات شہر

گورنمنٹ اسلامیہ نمبر1 ہائی سکول جلالپور جٹاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ اسلامیہ نمبر2 ہائی سکول جلالپور جٹاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ تعلیم الدین ہائی سکول جلالپور جٹاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ پاکستان اسلامیہ ہائی سکول شادیوال تحصیل گجرات

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کنجاہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کنجاہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ آر اے ہائی سکول مدینہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول معین الدین پور تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول سوک کلاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول دتے وال تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول چھنی دیونہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول فتح پور تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول چیچیاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول ماچھیوال تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول گندرہ کلاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول مکیانہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول دولت نگر تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول چک کمالہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول سکھر تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول ہزارہ مغلاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول بارو تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول اجنالہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول اعوان شریف تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول حاجیوالہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول جلالپور صوبتیاں تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول ملکپور مرزا تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول بھکڑے والی تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول عالم گڑھ تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول بہلول پور تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول ملہو کھوکھر تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول شیخ پور تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول چوپالہ تحصیل گجرات

marfat.com

گورنمنٹ ہائی سکول ٹھٹہ موسیٰ تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول لکھنوال تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول لدھا سدھا تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول بھاگووال خورد تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول بھاگووال کلاں تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول بڑیلہ شریف تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی بھگوان تحصیل گجرات

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول شام پور کھوکھراں شام پور تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ٹانڈہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول نارووالی تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول کٹھالہ چناب تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول چک سادہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول کنگ چنن تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول ٹھٹہ پوڑ تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول گاکھڑا کلاں تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول منگووال غربی تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول جھیورانوالی تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول گولیکی تحصیل گجرات
گورنمنٹ چوہامل ہائی سکول چوہامل تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائی سکول پیرو شاہ تحصیل گجرات
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کڑیانوالہ تحصیل گجرات

گورنمنٹ رضویہ ہائی سکول لنگے تحصیل گجرات
گورنمنٹ نیشنل ہائی سکول ساروکی تحصیل گجرات

گورنمنٹ ہائی سکول کھاریاں
گورنمنٹ تعلیم الدین ہائی سکول کھاریاں
گورنمنٹ تعلیم اسلام ہائی سکول لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ پاکستان ہائی سکول لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ جامعہ غوثیہ ہائی سکول لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول برنالی تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول جنڈ تحصیل کھاریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول چھوکر کلاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول گنجہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول ٹھیکریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول موہنیاں ٹھیکریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول سہنہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول امرہ کلاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول کھوڑی عالم تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول چنن کھاریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول سکریالی کھاریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول چک میانہ ھیگڑاں کھاریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول باگڑیانوالہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ مسلم ہائی سکول ٹھپیالہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول چکوڑی بھیلووال تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول دھکڑانوالی تحصیل کھاریاں

marfat.com

گورنمنٹ ہائی سکول ناگڑیاں کھاریاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول ٹھوٹہ رائے بہادر تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول دھوریہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول دھنی تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول موہری تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول جوڑا تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول کرنانہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول جنڈانوالہ نزد مرالہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول گلیانہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول ملکہ تحصیل کھاریاں

گورنمنٹ ہائی سکول باہروال تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول ڈھنگ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول مرزا طاہر تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول گوچھ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول بھدر تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول بھوتہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول بھورچھ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول بزرگوال تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول سرنجہ تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول لکرالی تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول دلاور پور تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول لنگڑیال تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول مراڑیاں تحصیل کھاریاں
گورنمنٹ ہائی سکول تندوال تحصیل کھاریاں

ہائر سیکنڈری سکول

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ٹانڈہ
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کڑیانوالہ
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کوٹلہ اربعلی خان
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کنجاہ
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ زنانہ
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ مردانہ
گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ کھاریاں

کالج

گورنمنٹ زمیندار کالج بھمبر روڈ گجرات
گورنمنٹ زمیندار سائنس کالج گجرات
گورنمنٹ سرسید کالج گجرات
گورنمنٹ کامرس کالج گجرات
گورنمنٹ سویڈش پاکستان انسٹیٹیوٹ گجرات
گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ گجرات
گورنمنٹ زنانہ ڈگری کالج فوارہ چوک گجرات
گورنمنٹ زنانہ ڈگری کالج بھمبر روڈ گجرات
گورنمنٹ ایم ڈی جنجوعہ کالج لالہ موسیٰ
گورنمنٹ انٹر کالج لالہ موسیٰ
گورنمنٹ انٹر کالج کھاریاں
گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج کھاریاں
گورنمنٹ فیڈرل کالج کھاریاں کینٹ
گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ زنانہ
گورنمنٹ گرلز انٹر کالج آف کامرس بھمبر روڈ گجرات

marfat.com

محکمہ پولیس

ضلع گجرات کے تھانے

اور

انکے علاقے بمعہ دیہات

★

marfat.com

تھانہ صدر گجرات میں شامل علاقے

شیخ پور ، لکاکوٹ ، دھوڑ ، چیچیاں ، ادھووال کلاں ، بانیاں ، بانٹھ ، بھگولہ ، بلٹر ، بیووالی ، بولے ، بہرام ڈیرہ ، پوربہ ، پوڑ ، پنڈمکو ، پکھووال ، پھلروان ، پنڈی تاتار ، پنڈی حسنہ ، تارا گڑھ ، ٹبی شیخاں ، ٹبی گوجراں ، ٹبہ حامد شاہ ، ٹبی گوریاں مرلاں ، ٹبی غوث ، جمالپور ، جٹوکل ، جمنا ، جلیانی ، چیچیاں ، چک سادہ ، چک میرو ، چانگوالی ، چک بھولا ، چک مہمدہ ، چک مبارک ، (شمولہ قادر کالونی ، چاڑہ ، چھنی حافظ ، چھنی نکوآنی ، چک منجوں ، چک کالا ، چدھڑ ، دیونہ ، دتیوال ، دھیرکے کلاں ، دھیرکے خورد ، دھیدڑ ، دھول سرا ، دھول خورد ، دھیرو گھنہ ، رولکے ، رتی ، سیدھڑی کلاں ، سیدھڑی عرف ٹبہ بوٹے شاہ ، ساہنوال کلاں ، ساہنوال خورد ، سماں ، صاحب لکھو ، سیان ، سوک کلاں ، سوک خورد بشمولہ وڑانچانوالی ، رحمانیہ ، شہابدیوال ، شیخ سکھا ، شاہ جہانگیر ، صابووال (بشمولہ اسلام آباد) ، عادووال بشمولہ سروس انڈسٹریز ، علی پور ، عالی ، غازی کھوکھر بشمولہ مقبول باد کڑھی ، احمد آباد ، چاہ بیری والا ، طارق آباد ، غازی چک ، کوٹ خسو ، کالرہ کلاں عرف دیوان سنگھ ، کالرہ خاصہ عرف راہوالہ ، کالرہ پنواں ، کوٹ غلام شرقی ، کوٹ پتو ، کٹھالہ ، کوٹ کندو ، کوٹلی گوہیاں ، کالے کی ، کھیریانوالی ، کوٹ بیلہ ، کوٹ رندھاوا کلاصہ ، کھیپڑانوالہ ، کولوالہ ، بگیڑ کوٹ المعروف گوندل کوٹ ، کوٹ سدھا ، گوراله ، گورالی ، گلانوالہ ، گوجر پورہ ، گندرہ خورد ، گینیاں ، گھمن ، لنڈ پور بشمولہ گورنانک پورہ ، سردار پورہ فیض آباد خاور آباد ، لورالے ، لال واڑی ، لالہ چک ، ماجرہ منتصل دیونہ ، مراڑیاں ، ملکوالہ ، علی والہ ، معین الدین پور ، مراڑ پور ، مدینہ ، ملکپور ، موسیٰ ماله ، میانہ کوٹ ، ٹھیکریاں المعروف میانہ ناںواں ، مہلو ، نت ، ناروالی بشمولہ فیوز آباد ، رنگپورہ ، امین آباد دسوندھی پورہ مسلم پورہ ، نور پور پڈھے چاہ کھولے ، نواں کوٹ ، نور پور آرائیاں بشمولہ چاہ ترنگ باغ باوا کالپور رحمت آباد نور پور شرقی ۔ وینس ۔ ہنجرا ۔ بریہ والا بھوٹہ ۔ چاہ بڈھے والا علی پور مسلم آباد ، عید گاہ حسن پورہ ، چاہ جٹاں جناح کالونی

تھانہ سول لائن کی حدود میں شامل علاقے

امین آباد ، ادھووال ، باغ باوا بانٹھ ، بولے کشمیر کالونی ، ٹبی گوریاں ، جناح کالونی ، شادمان کالونی ، جٹوکل ، سائنس کالج ، چاہ ترہنک ، چوک راسلاتی ، نیا لاری اڈا ، چاہ بڈھے والا ، چاہ جٹاں ، چک مہمدہ ، عزیز بھٹی شہید ہسپتال ، زمیندار کالج ، خورشید کالونی ، چاہ بیری والا ، دسوندھی پورہ ، رنک پورہ ، رحمت آباد ، سردار پورہ ، شاہ جہانگیر حسین پورہ علی پورہ ، عید گاہ ، فیض آباد ، فیصل پورہ ، فیروز آباد ، خالد آباد کالرہ دیوان سنگھ ، کالرہ راہوالہ ، خامنہ کولڑی ، سمال انڈسٹریز اسٹیٹ ، گورو نانک پورہ ، لنڈ پور ، مسلم آباد ، مرغزار کالونی ، ضلع کچہری ، ناروالی ، نور پور پڈھے ، نور پور شرقی

marfat.com

تھانہ اے ڈویژن میں شامل علاقے

پرانا لاری اڈا ، (مغرب) ، جی ٹی ایس چوک (جنوب مغرب) ، ریلوے روڈ (جنوب) ، قاسم پورہ ، جنوب مغرب ، کنجاہ روڈ ، حیات النبی ، بخشوپورہ، شاہ فیصل گیٹ ، کیدارناتھ ، رنگپورہ ، عزیز آباد ، شاہ حسین محلہ ، ناز سینما چوک ، چاہ پیپل والا کھوہ ، ڈھکی محلہ ، محلہ قلعہ ، مانہ چوک، فوارہ چوک ،

فہرست بنک اے ڈویژن

نیشنل بنک ریلوے روڈ گجرات

مسلم کمرشل بنک ریلوے روڈ گجرات

یونائیٹڈ بنک ریلوے روڈ گجرات

حبیب بینک کنجاہ چوک ،

یونائیٹڈ ناز چوک ،

حبیب بینک کابلی گیٹ

پنجاب بنک سرکلر روڈ گجرات

تھانہ بی ڈویژن میں شامل علاقے

گڑھی شاہدولہ ، شاہدولہ روڈ ،مقبول آباد ، رحمت آباد ، کالپورہ، فتو پورہ، چوک روٹیاں والا ، فیصل گیٹ، چوک پاکستان ، پرانا اڈا جلالپوری ، نواب چوک، صرافہ بازار ، کانیانوالی ، علی مسجد ، بخشوپورہ، چوک آرائیاں ،بکر قصاباں ، اوچا دارا ، محلہ قانونگونیاں ، مسلم بازار، کھاری کھوئی، مقبرہ پانڈی شاہ، کوچہ بندی، محلہ خواجگان ، سبزی منڈی ، غریب پورہ، ریکس چوک ،

marfat.com

تھانہ جلالپور جٹاں سٹی کا علاقہ

آبادی، حاجی پورہ، بابے دا لاہور، نوشہرہ میانہ، تمام نئی آبادی اور جلالپور جٹاں بلدیہ کی حدود کا تمام علاقہ تھانہ سٹی میں شامل ہے

تھانہ جلالپور جٹاں صدر کے علاقے میں شامل دیہات

کلاچور، اسلام گڑھ، پکوکی، چوراں والی، شادیوال، چک لالہ، منگووال، میونوال، ٹبی پپلی، منڈیالہ، نورا، پنڈی لوہاراں، داؤد پور چک ڈھلو، سدھا، گلی والہ، پٹیال، پنڈی حسناں، رسیدہ، رسول پور، کوٹ نکا، نسووالی، پنڈی میانی، لمبھوڑ، سوہل خورد، بوریاں والا، جھالووالی، نوگراں، ٹھٹھہ موسی، کوٹ میانہ، جیوو نجل، ڈھلو شرقی، چنگانوالی، کوٹلی شہان، کنگ بڈھا، مہدپور، بھی پور، چک پنیار، چک مرزئی، چوپالہ، ڈھول، رکھ دھوڑ، نت، ترکڑی، شہبازپور، کاں، موہلہ، عدالت گڑھ، پٹھری، خاصہ، نانووال، نوشہرہ میانہ، بنی پور، علی شر موٹا، موٹا کلاں، لالوٹے، میونوال، عمروال، چک رحمان، لکھنوال خاص، لکھنوال خورد، کسوکی، ماڑی وڑائچاں، موجوکی، راملے، بھراج، ٹھمکہ، کوٹلہ سوئیاں، نافریاں، کوٹ رانجھا، کوٹلی کوہالہ، جھمٹ نو آباد، بھویاں، عالم گڑھ، جیدپور، کینسے، خرادیاں، دڑوا ڈھلو غربی، ماجرہ، رانیوال سیداں، مندپور، موہلہ لانگڑیاں، فتح پور، مہسم، باونتہ، خانووال، پھرا کھٹانہ، جھانس، شاہ پور، ٹبی، بھووال، بڈھانہ، چیچیاں، کوٹ امیر حسین، برچ، پیارا، بھٹووال، چوہدووال، اعوانہ، کریم داد، چک خیر دین، چک کرال، مکریاں، گھنسیا، بوڑا، جوڑا جلالپور، سنگرانہ، داؤ، بوکن، میکن، بھٹیاں، بلہیسر، مینووال، مہلو (کھوکھر) نتھوال، چوڑ چک، اربازپور، دولت نگر، دھمہ ملکہ، عمروال، گڑھی بہاؤ، سرائے ڈھینگ، لامبرے، سیدا، ڈوگہ، مکیانہ، برسہ، بانٹھ، مہسیاں، اگووال، کندرہ کلاں، ماچھی وال، شیر گڑھ، چھوکر، پنڈوری، چنڈالہ، جمن، جاجوال، کیرانوالی، چاکانوالی، گگا، جسو سرائے، دھدڑا شرقی، جھمٹ آباد

marfat.com

تھانہ کرڑیانوالہ میں شامل دیہات

کرڑیانوالہ، مالووال، جیندڑ خورد، ڈھینڈ کلاں، دھمتھل، چھالے شریف، ہزارہ مغلاں، بھوج پور، کھاریاں خورد، کالس، باون ہزاری، جینڈر کلاں، کہیاں، مہے ہرڑ، فتالیاں، ماجرہ شمالی، حاجیوالہ، ڈھینڈہ خورد، دیہیدڑ، ڈھڈے، پھانبڑہ لوسر، جلالپور صوبتیاں، ملک پور کلاں، ملک پور خورد، بھوچھ، زنگپور، پرسووال، جالپوال، گھریرہ، ملکی، سائیں، کھوڑی، کلیاں، لاہوریاں، رنگڑہ، روپووال، سرکیاں، رسولپور، مرزا، ہانڈا، چک شمس، بھوا، اجنالہ، کھٹانہ، بھوج پور بھروال، داؤد، چوہان، دہن، اعوان، شریف مل، کلیاں، ڈھوڈے، خان پور کھوکھر، گھرال، کوانخ، پیرو شاہ، دہریکٹری، ماجرہ، شاہجہانی، دھنوال، شہابدیوال، نانوہانڈہ، بھکرٹیوالی، میانہ چک، کوٹلہ ڈھینڈہ چک بہرام۔ دکھوا۔ دھمہ ملکہ

تھانہ ٹانڈہ میں شامل علاقہ اور دیہات

سرخپور، متیانوالہ، نجان چک لشکری، کوٹلی پرمانند، مدن، کوٹلی بھگوان، ڈب، ڈالیہ، کوٹلی ویداں، رنگڑہ، برملہ، ٹانڈہ، موٹا، بڈھن، گوجگراں، ماڑی کھوکھراں، چوبارہ، شام پور، شگر کوٹ، شیخ چوگانی، حطار، رندھیر، پنج ڈھیرہ، بہلولپور، رکھ ماڑی، کری بھاگووال، میونوال، کوٹ میرو، وزید، کلیاں، بہار شاہ، دھریا، شاہ جہانی، کاسب، بہلووال، بھیجوکے، دہاری والا، ریحان، گوندل

marfat.com

رنگاوالا، شیخ علی کے، بارو، چک بزرگ، ہنج، مہلو، دھونجک، کمیالہ، سرہالی، ٹبی
ٹھو، چک بڈھا، سکھر، لاٹیاں، چک بگا، چک قاضی، چیچیاں، پنڈی، چک میراں،
حسن ڈھینڈہ، ڈھوسرہالی، بڑیلہ، سانگو، گیگیاں، کیکانوالہ، چک شیرو، ہاٹلہ، نارپور،
بدو بھٹی، قلعہ سورہ سنگھ، دکھوا

تھانہ گکرالی میں شامل علاقے اور دیہات

کھدر، ہنج، بٹر، کتوار، پھلروان، جکڑ سدھ، ڈھوڈا، کوہلی، کھرانہ، بھورچھ، بھاٹی، چکوڑا، بھوتہ، سولمبڑی، نٹھر، ڈھولا، ٹبی بنگیال، سبور، بزرگ وال، بنیاں، رولیا، جنڈالہ، سمرالہ، فرخ پور، نسودعہ، ٹبی خورد، ٹبی کلاں، کالس، اجووال، سیریا، یوسف، چوہڑچک، چک سکندر، لنگڑیال، بنگیال، شمور، باسا، قطب، گوریاں، بھنڈ گراں، منڈھار، راٹھوری، کالو چک، شیخ پور، متنیاچک، سریا، چک فاضل، لادیاں، نہار پور، کوٹلہ ارب علی خان، پہاڑے، لکرالی، پاھرسی، میاں چوہان، رحسی، چور پور، حسن پٹھان، آدم چوہان، سدولنگار، چک بیگا، بھٹی چباں خیر کتو، مراڑیاں، بے پور، گنبیار، ڈھل داؤد، راج پور، اچھ، اعوانہ، بٹر، سوھال، چیچیاں، روپیری، پنڈی اوان، پنڈی تیلیاں، سھونترہ سدووال خورد، سدووال کلاں، چک بیلم، چک ظفرپور، دلاور پور، چاچووال، مرجان، دینگ، جاگو ناگڑیاں ساکہ، سہان خورد، کالس، سیدہ، بگووال، چڑیاوالہ، بیر کھرانہ، نندوال، سنگلہ، مچھوڑا، سرسال، چک چور پور، چک اللہ دتہ، چک سیدو لنگار، ملہ، پلاں گراں، ڈھوڈا گرمھا، گرمھا منشاں، چک استر، گوچھ، کھرانہ، چک بیر کھرانہ، سیدا لنگار

marfat.com

تھانہ کنجاہ میں شامل دیہات

منگووال غربی، کوٹ پیر شاہ، لنگے کوٹ فتح دین، ڈومنیانوالہ، چک کلاں، کوٹ میانہ، چکریاں، ساروکی، چک قاضی، چک شیرو، جھنڈے وال، کھوکھر غربی، دھدرائے، منڈ، کوٹ سندھا، دیرہ، شیخ قریشیاں، گاکھڑہ کلاں، کنگ چنن، کنگ سہالی، کنگ، کوٹ کہگا، راجے کے، گھمرالی، جہانگیرپور، جلیانی، کیرنوالہ، مٹوانہ، کیرانوالہ سیداں، کیرانوالہ خاص، نوشہرہ، نواں لوک، خانیوالی، چھوکر خورد، نواں لوک، دیوان کوٹ، چک واہسن، جاموبولہ، رونوکی، کوٹ، شاہ جہانی، ناگریانوالہ، بیگا، بانیاں، شہروجیدا، کھگہ، سوہیت گڑھ، موسی، کسانہ، جہانیاں والا، کوٹ متہ، جسپال، چک ڈھلو، کوٹ شمس، منصورہ، خونن، کنجری، ڈھریا کٹھانہ، کوٹ اللہ بخش، گولیکی، خوجیانوالہ، دھاروالہ، صبوکے، چوہامل، گوبند پورہ، کوٹ قطب دین، کوٹ موجدین، کوٹ نتھو، کوٹ غلام، چک سیدو مچھیانہ، سمن پنڈی، ڈالی بانٹھ، چک پنڈی، ساروکی، محمود چمنا، گورسیاں، سوہل غربی، گریاں، ٹھاکر لوہار، چار، ٹھٹہ پوڑ، لدھا، پورا بانٹھ، چھرانوالی، چک ڈھلو، چک بیگا، ٹھٹھی ففتیاں، چک چوہدو، چوکنانوالیہ، چک ڈھیرہ، ترکھا، ڈالیہ، عشرہ، مملوکے، دیاروکے، ہکا، چھوکر، چکوڑی، خاصہ، ماجرہ چک، بگا

marfat.com

تھانہ کھاریاں میں شامل دیہات

بھگوال ، چک درویش ، ٹبی کھارک ، ٹبی نانوال ، مکوال ، چک گوندل ، پھروڑہ ، مہے ، گولڑہ ہاشم ، کوٹلہ ہاشم ، کوٹلہ سیداں ، شوریاں ڈھل کالو ، ڈوگہ ، پنج وڑیاں ، لمے ، پنڈی ہاشم ، ڈلھنگہ ، بھائیاں ، سیفتھل ، کلاک ، نتھے ، ٹھوٹھارائے بہادر ، سدوال برنمہ گوٹریالہ ، سمریالہ ، لہری ، ملک پور ہاشم ، دھوریہ ، بوخنہ ، گورسی ، سدوال ، منڈھیر ، مہری ، دمنان ، کوٹھہ ، دہنی ، اوتم ، ددہار ، اعوانہ ، چک محمود ، سنت پورہ ، مرالہ ، بوریانوالی ، پنڈی رام پور ، حقیقہ ، ملکپور ، فتح گڑھ ، مرالی ، کوٹلہ بہلوٹ ، ڈھلو ، جنڈانوالہ ، گلیانہ ، گجر کوٹلہ ، ٹبی کسانہ ، ٹبی زندہ ، ٹبی چکوال ، کوٹلی بجاڑ ، جنڈ شریف ، دم ، داوبرسالہ ، رام گڑھ ، شیرو چک ، ہیرا گڑھ ، ڈھل ککا ، ملکہ ، بلواری ، رسولپور ، منگلیہ ، ڈلیان ، سدکال ، ملاگر ، چک بختاور ، چانٹلہ ، بدو چک ، ٹبی گنجارام ، ٹبی کلاں ، بنجن کسانہ ، چوہدو چک ، سکندر نمبر 30 ، ہیل ، بجراں ، تحفہ ، چک پرانا ، آکلہ ، چک گلیانہ ، سہنا ، نصیرہ ، نورنج ، چک سجاول ، کنجیال ، لدھار ، ٹھل ، پیارا ، مرجان ، بھدال ، بھدر ، تھپلہ ، اڑا ، باہرووال ، چاندو ، باغانوالہ ، چیچیاں ، ڈھل ، چک کمال ، ڈھل کیٹر ، بیگا ، ٹبی دلاری ، چک لشکری ، مروج پور ، لوسر ، مرزا طاہر ، شیخ طاہر ، کولیاں حبیب ، ملاح ، مہلو ، کالس ، مینووال ، بہاؤ غیات پور ، چھتہ ، لانگو ، ناگریاں ، ٹبی محل ، ٹبی شیر ، ہانڈے ، وسن ، دھو ، باؤ ، ملوانا ، چکوڑی میانی ، جوڑا ، چیچیاں ، ٹمبوڑ ، جنڈ ، رنیاں ، بابانیاں ، برنالی ، میانہ چک ، بانسریاں ، بھاگو ، لقمان ، اوجڑیاں ، چک حاجی ، سندیالیہ ، باشنہ ، نونانوالی ، خونن ، اتووالہ ، سمائل ، گکھڑ ، کیراڑی والا کلاں گرداواں والا ، چک ڈھیریا ، گردانوالا خورد

تھانہ کھاریاں کینٹ میں شامل علاقے

ملک پور ، چک لشکری ، جنڈانوالہ ، نصیرہ ، کھاریاں چھاؤنی

marfat.com

تھانہ لالہ موسیٰ سٹی میں تمام لالہ موسیٰ شہر کا حلقہ شامل ہے بمعہ ویر وال

تھانہ لالہ موسیٰ صدر میں شامل علاقے اور دیہات

ٹھیکریاں ، چک سکندر ، چک سروانی ، بدو کالس ، غازی کریم شاہ ، میکن ، جنڈانوالی ، شاہ جہانیاں ، چک میانہ ، علی چک ، دھو ، گنجا ، چک کالس ، چک رجیدہ ، چکما ، رجدہائی ، مغلی ، چک دینہ ، ڈالہ ، جاتلیہ خورد ، شمس ، شاہ سرمست ، سیدا براہیم ، چاٹہ ، جاتلیاں کلاں ، کوٹلہ قاسم خاں ، کوٹلہ سارنگ خاں ، سپرا ، پسوال ، تھرغیہ ، سکھ چین ، چک عمر ، چکوڑی خورد ، بلھوڑ ، بھولا ، جلالدین ، کرنانہ ، ڈھولہ ، رکھدان ، چک میانہ ، گھر کو بین کالس ، حاجی محمد ، چھوکر کلاں ٹبی چند ، ٹبئی ، چیچیاں ، دلانوالہ ، ہیرا پور گجھو ، بھولا ، بلوٹ ، رسو ، بلوٹ مخدوم ، پپیل ، بلوٹ شیرا ، چکوڑی ، شیر غازی ، کلیوال سیداں ، کلیوال گجراں ، گل ، کوٹلی شاہ جہانی ، مندیر ، ویندہ ، چوہان کلاں ، چوہان خورد ، بوسال شریف ، چکوڑی شیر غازی ، خواص پور ، نندووال ، قاضی امام شاہ ، مراڑیاں ، لوسر ، کملا بھنڈ ، ٹبی لوہوریاں ، سلیما ، بھٹہ ، آکیہ ، چک مرتضیٰ ، چوناں یوجی ، سیدا گول ، گاکھڑی ، ویند

marfat.com

تھانہ ڈنگہ میں شامل علاقہ اور دیہات

ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ شہر کا علاقہ امرہ کلاں ، امرہ خورد ، بجاڑ والا ڈھلیان ، کھوکھرا ، داروال ، بنجن شہانہ ، راجو ، شاہ کالا ، یقین پور ، چک نمبر 35 کرنانہ ، فتھہ بھنڈ ، چھناں سانگو ، اندھیر چھمبر نون ، سود پورانوالہ ، ڈنگہ خورد ، تھلہ ، میانہ چک ، بدو ، ڈھوک ، گجراں ، عیسی والا ، رائے چند ، ٹبی حسن کریم ، کولیں شاہ حسین ، ڈھنڈالہ ، ڈھنڈال ، مٹوانوالہ ، ترانویانوالہ ، گمٹی ، دھکڑ ، سبحان کسانہ میر خانی ، دھورائے ، بانسریاں ، سیکر والی ، ٹوبہ آدم ، ٹوپہ عثمان ، چک میانہ ، چک محمود ، وسن ، چک حاجی ، ساگر دھاری وال ، اوہجریاں ، لقمان ، ساگر دھاری وال ، باکڑیانوالہ ، پٹیالہ ، مغلی ، چک حسن چھماں ، فتھو لاما ، چھاجاں ، وورا بخت جمال ، کالوشاہی خورد ، کالو شاہی کلاں ، شیر گڑھ ، بجاڑ والا ، کھوڑی ، شاہ قلی ، ایاکلاں ، چکوڑی بھیلووال ، ڈھل بنگش ، دھکڑانوالی ، دھپ سڑی ، سمرالہ ، بگنیال چک قیم ، چک جانی خورد ، ٹھیکریاں مونیاں ، وڑائچانوالہ ، بھلیسرانوالہ ، چک شیخو ، بھیکنانوالی ، چک شکری ، کالا کمالہ ، گراٹیاں راؤ ، چکوڑا ، میول ونڈ ، خوجہ چک جانی ، بیکنانوالہ ، نور جمال ، راجو بھنڈ ، کھوڑی عالم ساگر ، دھاریوال

پولیس چوکیاں

چوکی کابلی گیٹ گجرات ، چوکی شاہدولہ گیٹ گجرات ، چوکی نیا لاری اڈا گجرات ، چوکی شاہین چوک گجرات ، چوکی پل رحمانیہ جی ٹی روڈ گجرات ، چوکی دولت نگر ، چوکی جلالپور صوبتیاں ، چوکی کنجاہ ، چوکی منگووال ، چوکی گلیانہ ۔

سی آئی اے سٹاف

سی آئی اے سٹاف صدر گجرات

سی آئی اے سٹاف لالہ موسی

marfat.com

پولیس مقابلہ

میں

شہید ہونے والوں

کے

نام۔ تاریخ۔ شہادت

marfat.com

یادگار شہداء پولیس ضلع گجرات جس کا رسم افتتاح
محمد مسعود خان بنگش سپرنٹنڈنٹ آف پولیس گجرات
نے
19 مئی 1992 کو اس یادگار کا افتتاح کیا

نمبر شمار / نام عہدہ شہید / تاریخ شہادت / مقام شہادت

1 : محمد اسلم بٹ سب انسپکٹر 23.1.90 چنیوٹ کے سانحہ میں

2 : جاوید حیدر ہیڈ کنسٹیبل نمبر 66

3 : ظفر اقبال کنسٹیبل نمبر 1248

4 : محمد عنایت کنسٹیبل نمبر 3810

5 : محمد یوسف کنسٹیبل نمبر 91

6 : عبدالستار کنسٹیبل نمبر 1182

7 : بشیر احمد کنسٹیبل نمبر 938

8 : لال خان ہیڈ کنسٹیبل 257 ۔ 20.6.63 ۔ حسن بھوا

9 : محمد امین کنسٹیبل 505 ۔ 16.2.71 گڈر کوٹ پولیس مقابلہ

10 : محمد اصغر اسسٹنٹ سب انسپکٹر 29.6.72 جلالپور جٹاں

11 : باطی خان کنسٹیبل 52 ۔ 6.4.82 کچہری گجرات

12 : ظفر حسین کنسٹیبل ۔ 27.3.83 سرکلر روڈ چوک کابلی گیٹ گجرات

marfat.com

13 : سکندر اعظم انسپکٹر 1.8.88 جہانگیر پورہ

14 : غضنفر علی ہیڈ کنسٹیبل ۔ 696 ۔ 9.8.89 سرائے عالمگیر

15 : محمد باقر اسسٹنٹ سب انسپکٹر 14.2.90 ہریہ میں گرفتاری ملزم کرتے ہوئے

16 : منیر حسین شاہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر 6.3.91 وزید پولیس مقابلہ

17 : حبیب بیگ کنسٹیبل نمبر 1008 وزید

18 : محمد اعجاز کنسٹیبل نمبر 1472 ۔ 6.3.91 وزید

19 : محمد عارف کنسٹیبل 898 4.5.91 مچھوڑا جنگل

20 : محمد اقبال کنسٹیبل 1099 ۔ 28.5.91 زیڑکا زرین

21 : محمد اسلم ہیڈ کنسٹیبل ڈرائیور 864 ۔ 22.6.91 پل نہر اپر جہلم نزد ڈھل بنگش

22 : عمر حیات انسپکٹر پل چناب کے قریب ڈکیتوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے

23 : شبیر نیازی انسپکٹر: ساہی موڑ، ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

24 : گلزار کنسٹیبل : ساہی موڑ،

25 : جمشید کنسٹیبل : ملزمان کو عدالت میں پیش کر کے واپس آرہے تھے کلیواں سیداں کے قریب ملزمان کی فائرنگ سے شہید ہوئے

marfat.com

دریائے چناب و توی

اور

آبی گذرگاہوں کے کنارے

قدیمی بستیاں

marfat.com

دریائے چناب

چک کلاں، لنگہ، خوجیانوالے ، سنت پور، کوٹ نتھو، سجاوٹ، گوبند پورہ، کوٹ موجدین جفا پور، کوت قطب دین، باز گڑھ، چوہا مل، کوٹ غلام قلعدار، محمود کے ، تارا گڑھ، گورائیہ، موہلہ، مساں، چک غازی، پنڈ تاتار ، کوٹلی گوہیاں، چاگانوالہ، چک ملاں، نوگراں، جلووالی، کوٹ نکا، بادریانوالہ، لمبھوڑ، بھگل، سنکانوالہ، جیوو نجل، موہلہ، کوٹلی شہانی، کان، مانو، نبی پور، چک رحمان، شہباز پور، موھٹہ کلاں، نوشہرہ میانہ، علی شیر، خاصہ ڈھنک وال، عمر وال، چوہدووال، نانووال، دھول نت، حطار، شیخ چوگانی ، شکر کوٹ، پوبارہ، ماڑی خاص، رکھ ماڑی، بہلولپور، کری، سرخپور، ، چک کہندو، رام پور

دریائے مناور توی

چک کندو، راج پور کڑھی، نصیر پور، نجان متیانوالہ، چک لشکری، کوٹلی پرمانند، کوٹلی بجگوان، کوٹلی منہاس مدن، ڈب، ڈالیہ، رنگڑہ، برملہ، کوٹلی ویدں، سرخپور، سمبلی، کوری

نالہ بھمبر

چک بھاگو، چک سروانی، ہردو بھٹیاں، خیر کتو، مراڑیاں، خیر کھنار، جے پور، دادو، رام گڑھ، جلکھڑ، کنوار، بٹوڑ، جھڈ، کملہ بھنڈ، ٹبی لوہاراں، کوسر، تندوال، کلے وال گجراں، عالی، ابراہیم وٹرا، ملکپور چاہڑہ، چھنی حافظ، سمرائہ، سدوال برہمناں، حسام چک رائے سلطان، پلاموڑی، پیراگڑھ، کوٹلی، ٹبی مزک، باگانوالہ، چیچیاں، چندو، شاہجہانیاں، میکن، قاضی امام شاہ، سیدا گول، کلے وال سیداں، ٹبی بوٹے شاہ، سید ھری، جلیانی، دھول سرائے، شادیوال

ہیلس نالہ

پلاہگراں، چک میر، گرھا، چک گوڑہ، عموآنہ، چک ظفر، چک چوہڑ پور، آچھ، روپڑی، جاگل، ساہن خورد، کالس، راجووال، سندوعہ، شہابدین وال، ماجرا، دھنوال، شاہ جہانیاں، لاہوریاں، دھمہ ملکہ، کوٹلہ ڈھینڈہ، کوچھ، سوہال، کھرانہ، سیدا، چاچوال، جگو، ڈوئیاں، بھوچھ، کولیاں ہاشم، رنگڑہ روپوال، کھوڑی چک ابراہیم، بھکڑے والی، خانووال، فتح پور، ٹبی، جھانس، چیچیاں، آوانہ، بھڈانہ، پیارا، چک ریحان، چک مبارک، مراد پور، بلٹر، لال واڑی، معین الدین پور، گلانوالہ، بانٹھ، رتی، کالرہ خاصہ، کالرہ پنواں، گورالہ، ملکوالہ، گورالی، کٹھالہ، پنڈی تاتار، غازی چک

marfat.com

نالہ بھنڈر

الیسٹر ، میاں چوہان ، پہاڑہ ، کوٹلہ ارب علی خان ، مہے خورد ، آدم چوہان ، لکرالی ، سدووال خورد ، ساہن کلاں ، جنڈالہ ، صبور ، چک سکندر ، بزرگوال ، فرخ پور ، عمروال ، گڑھی باہو ، ڈوگہ ، برسہ ، سدوال خورد ، ساہن کلاں ، چک سکندر ، فرخ پور ، گڑھی باہو ، برسہ ، اگووال ، جوڑا جلالپور ، کوٹ بیلہ ، رحمانیاں ، چیچیاں ، پوڑ ، منڈ ، شیخ سکھا ، گدڑ کوٹ ، چک لالہ ، ، اچھر بکی ، شادیوال ، چوہڑکے ، شادیوال خانکے ، قلعدار ، چک اللہ دتہ ، میاں چوہان ، کوٹلہ اربعلی خان ، مہے خورد ، لکرالی ، جنڈالہ ، صبور ، بزرگ وال ، عمروال ، ڈوگہ ، ملکپور چاڑہ ، چھٹی حافظ ، مکسانہ

دواڑہ جلالپورجٹاں

کلیان ، کاس ، بھون ہزاری ، اجنالہ ، کھاریاں ، کھٹانہ ، ڈھینڈہ کلاں ، کڑیانوالہ ، مالووال بھوئیاں ، کوٹ رانجھا ، جلالپورجٹاں ، کلاچور ، چک لالہ چورانوالی ، شادیوال ، ڈھلو ، چک میانہ ، چانگانوالی ، ٹھٹہ موسی ، کوٹلی شہانی ، موہلہ

دواڑہ بھاگووال

میلو ، چک بڈھا ، ہنج ، ڈھونچک ، چک بزرگ ، ، کیلا ، سگر ، چک قاضی ، چک بگا ، شاہجہانی ، کوٹ مہرو ، وزید ، کونیاں بہادر شاہ ، ریحان ، بھاگووال ، کنگ ، بہل پور ، چک مرزائی ، شہباز پور ، چک رحمان ، نبی پور ، خانقہ ، مہوٹہ کلاں ، علی شیر ، نوشہرہ میانہ ، راکے ریحان ، کولیاں بہادر شاہ ، وزید ، چک بگا

نالہ دواڑہ برٹیلہ موٹا بڈھن

برٹیلہ شریف سانگو ، چک شیرو ، گنگیانوالہ ، ٹانڈہ ، موٹا بڈھن

نہر لوئر جہلم

راجو ، کھوڑی ، رندھیر ، چھمبر ، ملوانہ ، چکوڑی ، جھنڈو ، چک حاجی ، ڈھل بنگس ، چکوڑی بھیلووال ، لدھا ، کوٹ غلام ، چوہا مل ، ترکھہ ، چک چوہدو ، بکناں ، دھپ سڑی ، چک جانی ، گھڑکو ، بن کالس ، کسادو ، کرارڑی و ، خورد ، اتووالہ ، چھنہ ، بنجن ، بدھووال ، کھوکھرہ

marfat.com

گجرات کے ڈپٹی کمشنر ۱۸۴۹ء تا حال

marfat.com

انگریزی دور میں گجرات کے حاکم

۱۔ مسٹر اے، سی بیلی	۳۱ مارچ ۱۸۴۹ء	تا	۳۰ اکتوبر ۱۸۴۹ء
۲۔ میجر جے کلارک	نومبر ۱۸۴۹ء	تا	۳۰ فروری ۱۸۵۰ء
۳۔ میجر ڈبلیو جے کرناک	یکم مارچ ۱۸۵۰ء	تا	۱۰ اگست ۱۸۵۰ء
۴۔ کیپٹن ایف، سی وائلی	۱۱ اگست ۱۸۵۰ء	تا	۱۲ دسمبر ۱۸۵۰ء
۵۔ میجر ڈبلیو کرناک	۱۳ دسمبر ۱۸۵۰ء	تا	۳۱ دسمبر ۱۸۵۰ء
	یکم جنوری ۱۸۵۱ء	تا	۲۵ فروری ۱۸۵۱ء
۶۔ مسٹر جی سیپٹ	۲۸ مارچ ۱۸۵۱ء	تا	۳۱ دسمبر ۱۸۵۱ء
	یکم جنوری ۱۸۵۲ء	تا	۳۱ دسمبر ۱۸۵۲ء
	یکم جنوری ۱۸۵۳ء	تا	۳۱ اگست ۱۸۵۳ء
۷۔ مسٹر ایف تھامسن	یکم ستمبر ۱۸۵۳ء	تا	۱۱ اکتوبر ۱۸۵۴ء
۸۔ مسٹر آر ٹمپل	۱۲ اکتوبر ۱۸۵۴ء	تا	۲۶ جولائی ۱۸۵۵ء
۹۔ مسٹر ڈبلیو اے فاربس	۲۷ جولائی ۱۸۵۵ء	تا	۱۱ فروری ۱۸۵۶ء
۱۰۔ کیپٹن ڈبلیو۔ آر، ایلیٹ	۱۲ مئی ۱۸۵۶ء	تا	۳ مئی ۱۸۵۷ء
۱۱۔ کیپٹن ہیکٹر میکنزی	یکم جون ۱۸۵۷ء	تا	۱۲ جولائی ۱۸[illegible]ء
۱۲۔ کیپٹن آر آدمز	۱۹ فروری ۱۸۵۹ء	تا	۳۱ مارچ ۱۸۵۹ء
۱۳۔ مسٹر بی۔ ہارڈنگ	یکم اپریل ۱۸۵۹ء	تا	۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء
۱۴۔ کیپٹن پاسک	یکم جنوری ۱۸۶۱ء	تا	۳۱ جنوری ۱۸۶۴ء
۱۵۔ میجر ایچ ڈوائیر	یکم فروری ۱۸۶۴ء	تا	۳۱ دسمبر ۱۸۶۴ء
۱۶۔ کیپٹن واٹر فیلڈ	یکم جنوری ۱۸۶۵ء	تا	۳۱ دسمبر ۱۸۶۵ء
۱۷۔ میجر پاسک	یکم جنوری ۱۸۶۶ء	تا	۳۱ اپریل ۱۸۶۷ء
۱۸۔ میجر جے۔ بی سمائلی	۰ مئی ۱۸۶۷ء	تا	۱۰ اپریل ۱۸۷۰ء
۱۹۔ کیپٹن ہرنگٹن	۱۱ اپریل ۱۸۷۰ء	تا	۲۰ نومبر ۱۸۷۰ء
۲۰۔ میجر سمائلی	۲۱ نومبر ۱۸۷۰ء	تا	۲ فروری ۱۸۷۱ء
۔۔ کنسٹ۔ ہرنگٹن	۳ فروری ۱۸۷۱ء	تا	۹ اگست ۱۸۷۱ء

marfat.com

۲۲۔ بل مان	۱۰ راگست ۱۸۷۱ء	تا	۶ رنومبر ۱۸۷۱ء
۲۳۔ پرکنسنز	۷ رنومبر ۱۸۷۱ء	تا	۱۰ راپریل ۱۸۷۴ء
۲۴۔ سٹیڈمان	۱۱ راپریل ۱۸۷۴ء	تا	۶ رمئی ۱۸۷۴ء
۲۵۔ کرنل پارسنز	۷ رمئی ۱۸۷۴ء	تا	۶ راگست ۱۸۷۷ء
۲۶ر ٹی او ولکنسن	۷ راگست ۱۸۷۷ء	تا	۵ رنومبر ۱۸۷۷ء
۲۷۔ کرنل پارسنز	۶ رنومبر ۱۸۷۷ء	تا	۲۰ رنومبر ۱۸۷۸ء
۲۸۔ سی۔آر ہاکنز	۲۱ رنومبر ۱۸۷۸ء	تا	۱۷ ردسمبر ۱۸۷۸ء
۲۹۔ میجر ہرنگٹن	۱۸ ردسمبر ۱۸۷۸ء	تا	یکم اگست ۱۸۷۹ء
۳۰۔ ٹی او ولکنسن	۲ راگست ۱۸۷۹ء	تا	۲ رنومبر ۱۸۷۹ء
۳۱۔ لیفٹیننٹ کرنل ہیرنگٹن	۳ رنومبر ۱۸۷۹ء	تا	۲ رجون ۱۸۸۳ء
۳۲۔ سی۔پی۔برڈ	۳ رجون ۱۸۸۳ء	تا	۲ رستمبر ۱۸۸۳ء
۳۳۔ لیفٹیننٹ کرنل ہیرنگٹن	۳ رستمبر ۱۸۸۳ء	تا	۱۴ رستمبر ۱۸۸۳ء
۳۴۔ جی۔ایل سمتھ	۱۵ رستمبر ۱۸۸۳ء	تا	۱۶ رنومبر ۱۸۸۳ء
۳۵۔ مکاؤلف	۱۷ رنومبر ۱۸۸۳ء	تا	۱۰ رجون ۱۸۸۴ء
۳۶۔ مسٹر اے کرائسٹ	۱۱ رجون ۱۸۸۴ء	تا	۱۱ رجولائی ۱۸۸۴ء
۳۷۔ مسٹر مکاؤلف	۱۲ رجولائی ۱۸۸۴ء	تا	۲۷ راکتوبر ۱۸۸۴ء
۳۸۔ مسٹر جے ڈبلیو ریواز	۲۸ راکتوبر ۱۸۸۴ء	تا	۲۶ رمارچ ۱۸۸۵ء
۳۹۔ مسٹر آر میکنجی	۲۷ رپارچ ۱۸۸۵ء	تا	۱۵ راپریل ۱۸۸۶ء
۴۰۔ مسٹر اے مارڈچ	۱۶ راپریل ۱۸۸۵ء	تا	۷ راکتوبر ۱۸۸۵ء
۴۱۔ مسٹر آر کلارک	۸ راکتوبر ۱۸۸۵ء	تا	۲۴ راگست ۱۸۸۶ء
۴۲۔ مسٹر جی ایل سمتھ	۲۵ راگست ۱۸۸۶ء	تا	۵ رمئی ۱۸۸۷ء
۴۳۔ مسٹر جے اے اینڈرسن	۶ رمئی ۱۸۸۷ء	تا	۱۵ راگست ۱۸۸۷ء
۴۴۔ مسٹر جی ایل سمتھ	۲۵ راگست ۱۸۸۶ء	تا	۵ رمئی ۱۸۸۷ء
۴۵۔ مسٹر جی کینسی	۲۷ راکتوبر ۱۸۸۷ء	تا	۲۰ رستمبر ۱۸۸۸ء

marfat.com

۴۶۔	مسٹر ای۔ ڈی میکلیگن	یکم اکتوبر ۱۸۸۸ء	تا	۳۱ر اکتوبر ۱۸۸۹ء
۴۷۔	مسٹر جی کینس			
۴۸۔	کیپٹن ایچ ایس ڈیوس			
۴۹۔	مسٹر اے ولیم سن	۲۱ر نومبر ۱۸۸۹ء	تا	۲ر دسمبر ۱۸۸۹ء
۵۰۔	مسٹر جی کینس			
۵۱۔	مسٹر ای۔ ڈی گلیڈسٹون	۳ر دسمبر ۱۸۸۹ء	تا	۳۰ر اپریل ۱۸۹۰ء
۵۲۔	مسٹر ای۔ بی سٹیڈمین	یکم مئی ۱۸۹۰ء	تا	۱۷ر جون ۱۸۹۰ء
۵۳۔	کیپٹن ایچ ایس ڈیوس	۱۸ر جون ۱۸۹۰ء	تا	۱۹ر اگست ۱۸۹۰ء
۵۴۔	مسٹر ای۔ بی سٹیڈمین	۲۰ر اگست ۱۸۹۰ء	تا	یکم اکتوبر ۱۸۹۰ء
۵۵۔	کیپٹن ایچ ایس ڈیوس	۲ر اکتوبر ۱۸۹۰ء	تا	۹ر اکتوبر ۱۸۹۰ء
۵۶۔	مسٹر ای۔ بی سٹیڈمین	۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۰ء	تا	۱۷ر اکتوبر ۱۸۹۰ء
۵۷۔	قاضی محمد اسلم خان سے پہلا مسلمان ڈپٹی کمشنر	۱۸ر اکتوبر ۱۸۹۰ء	تا	یکم نومبر ۱۸۹۰ء
۵۸۔	ہیرنگ جے بیننگ	۲ر نومبر ۱۸۹۰ء	تا	۴ر جون ۱۸۹۲ء
۵۹۔	مسٹر پی۔ ڈی اگلینوکی	۵ر جون ۱۸۹۲ء	تا	۸ر جولائی ۱۸۹۲ء
۶۰۔	ہیرنگ جے بیننگ	۹ر جولائی ۱۸۹۲ء	تا	۱۳ر ستمبر ۱۸۹۳ء
۶۱۔	مسٹر ڈبلیو جے اینف	۱۴ر ستمبر ۱۸۹۳ء	تا	۶ر جون ۱۸۹۴ء
۶۲۔	ہیرن جے بیننگ	۳۱ر اکتوبر ۱۸۹۴ء	تا	۷ر جون ۱۸۹۵ء
۶۳۔	نواب محمد افضل خاں بہادر	۸ر جون ۱۸۹۵ء	تا	۱۸ر مئی ۱۸۹۶ء
۶۴۔	مسٹر سی اکنیس	۱۹ر مئی ۱۸۹۷ء	تا	۲۹ر جون ۱۸۹۷ء
۶۵۔	نواب محمد افضل خاں بہادر	۳۰ر جون ۱۸۹۷ء	تا	۱۴ر مارچ ۱۸۹۸ء
۶۶۔	مسٹر اے جے ڈبلیو کچن	۱۵ر مارچ ۱۸۹۸ء	تا	۱۴ر مئی ۱۸۹۸ء
۶۷۔	نواب محمد افضل خاں بہادر	۱۵ر مئی ۱۸۹۸ء	تا	۸ر دسمبر ۱۸۹۸ء
۶۸۔	مسٹر جے آر ڈرنلڈ	۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء	تا	۲۴ر اپریل ۱۸۹۹ء

marfat.com

۶۹۔	دیوان ٹیک چند، پہلا ہندو ڈپٹی کمشنر	۲۵ر اپریل ۱۸۹۹ء	تا	۲۳ر نومبر ۱۸۹۹ء
۷۰۔	کیپٹن اے جی ایلیٹ	۲۴ر نومبر ۱۸۹۹ء	تا	۷ر جون ۱۹۰۱ء
۷۱۔	لالہ پیارے رام	۸ر جون ۱۹۰۱ء	تا	۱۹ر جولائی ۱۹۰۱ء
۷۲۔	مسٹر ای اے اسکوارٹ	۱۴ر نومبر ۱۹۰۱ء	تا	۲۲ر نومبر ۱۹۰۲ء
۷۳۔	مسٹر سی ڈبلیو لاکسٹن	۲۳ر نومبر ۱۹۰۲ء	تا	۳۱ر جولائی ۱۹۰۳ء
۷۴۔	کیپٹن جے سی کولڈ سٹریم	۲۲ر جولائی ۱۹۰۳ء	تا	۲۷ر ستمبر ۱۹۰۳ء
۷۵۔	مسٹر سی ڈبلیو لاکسٹن	۲۸ر ستمبر ۱۹۰۳ء	تا	۱۹ر اکتوبر ۱۹۰۳ء
۷۶۔	دیوان نرندر ناتھ	۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۳ء	تا	۱۶ر جولائی ۱۹۰۴ء
۷۷۔	شیخ امیر علی	۱۷ر جون ۱۹۰۴ء	تا	۳۱ر اگست ۱۹۰۴ء
۷۸۔	دیوان نرندر ناتھ	۲ر اگست ۱۹۰۴ء	تا	۱۶ر جون ۱۹۰۴ء
۷۹۔	شیخ امیر علی	۱۷ر جون ۱۹۰۴ء	تا	۳۱ر اگست ۱۹۰۴ء
۸۰۔	دیوان نرندر ناتھ	یکم ستمبر ۱۹۰۵ء		یکم جولائی ۱۹۰۷ء
۸۱۔	مسٹر ایچ ای اے ویل فیلڈ	۲ر جولائی ۱۹۰۷ء		یکم ستمبر ۱۹۰۷ء
۸۲۔	دیوان نرندر ناتھ	۲ر ستمبر ۱۹۰۷ء		۲ر مئی ۱۹۰۹ء
۸۳۔	کیپٹن سی کولڈ سٹریم	۳ر مئی ۱۹۰۹ء		۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۹ء
۸۴۔	نواب ملک خدا بخش ٹوانہ	۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۹ء	تا	۸ر نومبر ۱۹۰۹ء
۸۵۔	میجر سی کولڈ سٹریم	۹ر نومبر ۱۹۰۹ء	تا	یکم جولائی ۱۹۱۰ء
۸۶۔	نواب ملک خدا بخش ٹوانہ	۲ر جولائی ۱۹۱۰ء	تا	۱۳ر اگست ۱۹۱۰ء
۸۷۔	میجر جے سی کولڈ سٹریم	۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۱ء	تا	۲ر دسمبر ۱۹۱۱ء
۸۸۔	مسٹر آر۔ ٹی کلارک	۲۱ر اکتوبر ۱۹۱۱ء	تا	۱۳ر اکتوبر ۱۹۱۱ء
۸۹۔	مسٹر سی الف سٹرک لینڈ	۱۴ر اکتوبر ۱۹۱۱ء	تا	۳ر دسمبر ۱۹۱۱ء
۹۰۔	مسٹر آر سائکیس	۴ر دسمبر ۱۹۱۱ء	تا	۱۵ر اگست ۱۹۱۲ء
۹۱۔	نواب ملک خدا بخش ٹوانہ	۱۶ر اگست ۱۹۱۲ء	تا	۳۱ر اکتوبر ۱۹۱۲ء
۹۲۔	بسٹر جے سی کولڈ سٹریم	۲۲ر جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۱۱ر مارچ ۱۹۱۵ء

marfat.com

۹۳۔	نواب ملک خدا بخش ٹوانہ	۱۲ر مارچ ۱۹۱۵ء	تا	۱۵ر اپریل ۱۹۱۵ء
۹۴۔	مسٹر آر۔ ڈی کلارک	۱۶ر اپریل ۱۹۱۵ء	تا	۱۹ر جون ۱۹۱۵ء
۹۵۔	مسٹر ایچ ایس ولیم سن	۲۰ر جون ۱۹۱۵ء	تا	۱۰ر جولائی ۱۹۱۵ء
۹۶۔	مسٹر آر ڈی کلارک	۱۱ر جولائی ۱۹۱۵ء	تا	۳ر نومبر ۱۹۱۵ء
۹۷۔	مسٹر آئی ۔ بی ۔ بی لال	۴ر نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۱۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء
۹۸۔	مسٹر ایچ ۔ ایس ولیم سن	۱۱ر نومبر ۱۹۱۸ء	تا	۱۹ر جولائی ۱۹۱۹ء
۹۹۔	مسٹر ایچ ۔ ایس بورتھ	۲۰ر جولائی ۱۹۱۹ء	تا	۳۱ر اگست ۱۹۱۹ء
۱۰۰۔	مسٹر ایچ ۔ ایس ولیم سن	یکم ستمبر ۱۹۱۹	تا	۳۱ر اگست ۱۹۲۰ء

101 : بی این بی سمتھ ۔ 20 جولائی 1919 تا 31 اگست 1919

102 : ایچ ایس ولیم سن ۔ 11 ستمبر 1919 تا 21 فروری 1920

103 : رنجیر سنگھ ۔ 23 فروری 1920 تا 1924

104 : ایچ ایس ملک ۔ 1925 ۔ تا 1926

105 : سی کنگ ۔ 1926 تا 1929

106 : ٹی بی ڈیکس ۔ 1930 تا 1931

107 : لال سنگھ منشی 1931 تا 1933

108 : خورشید محمود 1934 تا 1937

109 : ای پی مون 1938 تا 1939

110 : فیض محمد خان 1939 تا 1941

111 : حافظ عبدالمجید 1942 تا 1943

112 : بلبیر سنگھ 1943 تا 1944

113 : شیخ علاؤ الدین ارشد 1945 تا 1946

114 : وزیر چند 1946 تا 1947

قیام پاکستان کے بعد گجرات تعینات ہونے والے ڈپٹی کمشنر

marfat.com

115 : سردار عبدالصمد 14 اگست 1947 تا 9 اپریل 1948

116 : ریاض الدین احمد 10 اپریل 1948 تا 2 ستمبر 1950

117 : ظفرالحق خان 3 ستمبر 1950 تا 10 مئی 1951

118 : اے ایم خان لغاری 11 مئی 1951 تا 11 جون 1952

119 : رائے شیر محمد 12 جون 1952 تا 22 ستمبر 1953

120 : عنایت اللہ 23 ستمبر 1953 تا 14 اکتوبر 1954

121 : اے کے ایم احسن 15 اکتوبر 1954 تا 30 جنوری 1956

122 : ایم اے حق 31 جنوری 1956 تا 8 ستمبر 1957

123 : راجہ غلام مہدی 14 ستمبر 1957 تا 6 دسمبر 1958

124 : ایم اے باجوہ 21 فروری 1959 تا 29 اگست 1960

125 : ملک عبداللطیف 30 اگست 1959 تا 26 اگست 1960

126 : نوابزادہ ایم یعقوب 27 اگست 1960 تا 26 جولائی 1962

127 : سردار کریم نواز 27 جولائی 1962 تا 25 جنوری 1965

128 : سی اے سعید 26 جنوری 1965 تا 30 جون 1967

129 : احمد صادق یکم جولائی 1967 تا 31 جولائی 1968

130 : منظور الحسن یکم اگست 1968 تا 17 نومبر 1969

131 : کیپٹن ایس نصیر احمد 18 نومبر 1969 تا 20 ستمبر 1971

132 : کیپٹن محبت خان 20 ستمبر 1971 تا 12 مارچ 1972

133 : محبوب احمد 20 اپریل 1972 تا 6 ستمبر 1972

134 : ملک اعجاز حسین 7 ستمبر 1972 تا 6 ستمبر 1972

135 : ایس اے ذوالقرنین 16 جولائی 1973 تا 8 ستمبر 1975

136 : ایس سرفراز حسین 9 ستمبر 1975 تا 20 اپریل 1977

137 : ایس ایچ پرویز 7 جولائی 1977 تا 20 اگست 1977

138 : ایس فضل حسین 20 اگست 1977 تا 12 اپریل 1978

139 : خان عظمت اللہ خان 13 اپریل 1978 تا 16 اپریل 1978

140 : سید ال احمد 16 اپریل 1981 تا 22 اگست 1981

141 : محمد یوسف خان 25 اگست 1981 تا 8 اپریل 1984

marfat.com

142 : میاں محمد اکرم 8 اپریل 1984 تا 31 اگست 1985

143 : طارق یوسف یکم ستمبر 1985 تا 5 نومبر 1986

144 : شوکت علی رانا 6 نومبر 1986 تا 9 جون 1990

145 : اقبال احمد بوسن 19 جون 1990 تا 6 مئی 1993

146 : سردار محمد اکرم خان 11 مئی 1993 تا 31 جولائی 1993

147 : محمد احسن راجہ یکم اگست 1993 تا 18 اپریل 1994

148 : قیصر امین الدین خان 19 اپریل 1994

149 راؤ افتخار احمد 8-8-96 تا 20-3-97

150 خیر محمد ٹوانہ 23-3-97 تا 23-11-99

151 حسیب اطہر 24-11-99 تا حال

152۔ جواد رفیق ملک

٭ 29 جوان 1990 کو اقبال احمد بوسن ڈپٹی کمشنر گجرات کی کوششوں سے متذکرہ لسٹ شائع ہوئی۔

گجرات کے پہلے ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر آغا ندیم مقرر ہوئے

دوسرے ڈی سی او چوہدری سعادت علی تا حال

ڈی سی آفس گجرات

marfat.com

محکمہ مقامی گورنمنٹ

مراکز

یونین کونسل کی تعداد

اور

ان میں شامل دیہات

ہر دیہات کی آبادی اور رقبہ کی تفصیل

marfat.com

گجرات کی مقامی حکومت کے تحت مراکز یونین کونسلز 1981 کی مردم شماری کے تحت آبادی دیہات کا رقبہ

مرکز گجرات صدر :

یونین کونسل چک منجوں

1 : چک منجوں ۔ آبادی 1736 ۔ رقبہ 863 ایکڑ

2 : سوک بڈھی ۔ آبادی 1386 ۔ رقبہ 441 ایکڑ

3 : ہنجرا ۔ آبادی 2093 ۔ رقبہ 849 ایکڑ

4 : بیووالی ۔ آبادی 1283 ۔ رقبہ 443 ایکڑ

5 : ٹبی سکھیوں ۔ آبادی 764 ۔ رقبہ 333 ایکڑ

6 : مراڑ پور ۔ آبادی 622 ۔ رقبہ 475 ایکڑ

7 : چک بھولا ۔ آبادی 724 ۔ رقبہ 260 ایکڑ

8 : گوجر پور ۔ آبادی 862 ۔ رقبہ 649 ایکڑ

9 : سوک کلاں ۔ آبادی 4491 ۔ رقبہ 1874 ایکڑ

ٹوٹل دیہات 9 ۔ مردم شماری 13961 ۔ رقبہ 6187 ایکڑ

یونین کونسل چک سادہ :

1 : چک سادہ ۔ آبادی 2703 ۔ رقبہ 759 ایکڑ

2 . چک میرو ۔ آبادی 389 ۔ رقبہ 361 ایکڑ

3 : کولووالہ ۔ آبادی 592 ۔ رقبہ 1189 ایکڑ

4 : سیان ۔ آبادی 128 ۔ رقبہ 306 ایکڑ

5 : شیخ پور ۔ آبادی 5514 ۔ رقبہ 2370 ایکڑ

6 : بھگولہ ۔ آبادی 779 ۔ رقبہ 465 ایکڑ

7 : کوٹ رندھاوا ۔ آبادی 519 ۔ رقبہ 216 ایکڑ

8 : کوٹلی کندو ۔ آبادی 540 ۔ رقبہ 238 ایکڑ

9 : روانکے ۔ آبادی 461 ۔ رقبہ 225 ایکڑ

10 : علی پور ۔ آبادی 1191 ۔ رقبہ 320 ایکڑ

11 : کوٹ پتو ۔ آبادی 434 ۔ رقبہ 182 ایکڑ

12 : کوٹلی گوئیاں ۔ آبادی 180 ۔ رقبہ 400 ایکڑ

13 : کالیکی ۔ آبادی 529 ۔ رقبہ 1108 ایکڑ

دیہات 13 ۔ مردم شماری 13959 ۔ رقبہ 8139 ایکڑ

یونین کونسل کھٹالہ :

1 : کھٹالہ ۔ آبادی 2829 ۔ رقبہ 2095 ایکڑ

2 : پنڈی تاتار ۔ آبادی 303 ۔ 654 ایکڑ

3 : نت ۔ آبادی 630 ۔ شرقبہ 814 ایکڑ

4 : ملکوالہ ۔ آبادی 519 ۔ رقبہ 445 ایکڑ

5 : تارا گڑھ ۔ آبادی 445 ۔ رقبہ 398 ایکڑ

6 : چک غازی ۔ آبادی 1349 ۔ رقبہ 424 ایکڑ

7 ، 8 : دھریکے کلاں و خورد ۔ آبادی 4290 ۔ رقبہ 1738 ایکڑ

9 : گورالہ ۔ آبادی 1985 ۔ رقبہ 854 ایکڑ

10 : گورالی ۔ آبادی 2680 ۔ رقبہ 771 ایکڑ

11 : سماں ۔ آبادی 916 ۔ رقبہ 652 ایکڑ

12 ، 13 : موہلہ کلاں و خورد ۔ آبادی 438 ۔ رقبہ 1452 ایکڑ

14 : کالرہ پنواں ۔ آبادی 1488 ، رقبہ 195 ایکڑ

15 : رتی ۔ آبادی 1019 ۔ رقبہ 479 ایکڑ

15 دیہات ۔ آبادی 18958 ۔ رقبہ 10952 ایکڑ

marfat.com

یونین کونسل عادووال:

1 : عادوال ۔ آبادی 3237 ۔ رقبہ 789 ایکڑ
2 : ساہنوال کلاں ۔ آبادی 986 ۔ رقبہ 702 ایکڑ
3 : مہلو ۔ آبادی 226 ۔ رقبہ 216 ایکڑ
4 : مراڑیاں ۔ آبادی 810 ۔ رقبہ 298 ایکڑ
5 : ساہنوال خورد ۔ آبادی 604 ۔ رقبہ 336 ایکڑ
6 : وینس ۔ آبادی 216 ۔ رقبہ 248 ایکڑ
7 : ڈھول خورد ۔ آبادی 1034 ۔ رقبہ 333 ایکڑ
8 : چانگانوالی ۔ آبادی 249 ۔ رقبہ 119 ایکڑ
9 : ٹبی ۔ آبادی 212 ۔ رقبہ 254 ایکڑ
10 : ٹبی چورائی ۔ آبادی 24 ۔ رقبہ 88 ایکڑ
11 : چیچیاں ۔ آبادی 583 ۔ رقبہ 371 ایکڑ
12 : پوڑ ۔ آبادی 155 ۔ رقبہ 123 ایکڑ
13 : دتیوال ۔ آبادی 1558 ۔ رقبہ 924 ایکڑ
14 : موٹا ٹھیکریاں ۔ آبادی 235 ۔ رقبہ 137 ایکڑ
15 : ڈھیروکنہ ۔ آبادی 1384 ۔ رقبہ 851 ایکڑ
16 : صاحب لکھو ۔ آبادی 700 ۔ رقبہ 262 ایکڑ
17 : شہابدیوال ۔ آبادی 388 ۔ رقبہ 257
دیہات 17 ۔ آبادی 12928 ۔ رقبہ 6966 ایکڑ

یونین کونسل مدینہ:

1 : مدینہ ۔ آبادی 4889 ۔ رقبہ 755 ایکڑ
2 : لورائی ۔ آبادی 2305 ۔ رقبہ 707 ایکڑ
3 : دیدڑ ۔ آبادی 414 ۔ رقبہ 207 ایکڑ
4 : جالپور سیداں ۔ آبادی 1372 ۔ رقبہ 772 ایکڑ
ٹوٹل دیہات 4 مردم شماری 8981 ۔ رقبہ 2241 ایکڑ

یونین کونسل دیونہ:

1 : دیونہ (میرپور) ، دیونہ منڈی ۔ آبادی 3193 ۔ رقبہ 902 ایکڑ
2 : ملک پور ۔ آبادی 1452 ۔ رقبہ 703 ایکڑ
3 : ٹبی بوٹے شاہ ۔ آبادی 1452 ۔ رقبہ 703 ایکڑ
4 : سیدھڑی ، آبادی 1452 ۔ رقبہ 703 ایکڑ
5 : چاڑہ ۔ آبادی 469 ۔ رقبہ 337 ایکڑ
6 : بہرام ویرہ ۔ آبادی 362 ۔ رقبہ 229 ایکڑ
7 : املی ۔ آبادی 953 ۔ رقبہ 637 ایکڑ
8 : سیدھڑی ۔ آبادی 3061 ۔ رقبہ 1824 ایکڑ
9 : شہابدیوال ۔ آبادی 388 ۔ رقبہ 254 ایکڑ
10 : چھنی حفیظ ٹبہ حامد شاہ ڈھکیالی سیدھڑی ۔ آبادی 388 ۔ رقبہ 254 ایکڑ
11 : جھلیانی ۔ آبادی 821 ۔ رقبہ 531 ایکڑ
12 : ڈھول سرائے ۔ آبادی 461 ۔ رقبہ 305 ایکڑ
13 : تک بانی ۔ آبادی 884 ۔ رقبہ 465 ایکڑ
14 : ماجرہ ۔ آبادی 666 ۔ رقبہ 523 ایکڑ
15 : ڈھیرواگھنہ ۔ آبادی 1384 ۔ رقبہ 551 ایکڑ
ٹوٹل دیہات 15 ۔ مردم شماری 14098 ۔ 431 ایکڑ رقبہ

یونین کونسل ہریالہ آبادی:

1 : ہریاوالا ۔ آبادی 2740 ۔ رقبہ 1013 ایکڑ
2 : ناروالی ۔ آبادی 2517 ۔ رقبہ 1133 ایکڑ
3 : تندپور ۔ آبادی 1609 ۔ رقبہ 534 ایکڑ
4 : جبعا ۔ آبادی 764 ۔ رقبہ 222 ایکڑ
5 : ٹبی گورایاں ۔ آبادی 409 ۔ رقبہ 348 ایکڑ
6 : ٹبی گوش ۔ آبادی 445 ۔ رقبہ 200 ایکڑ
7 : کدھر کوٹ ۔ آبادی 516 ۔ رقبہ 269 ایکڑ

marfat.com

8 : شیخ ملھا ۔ آبادی 941 ۔ رقبہ 269 ایکڑ

9 : چک الہ ۔ آبادی 712 ۔ رقبہ 298 ایکڑ

10 : بٹر ۔ آبادی 556 ۔ رقبہ 312 ایکڑ

11 : قلعدار ۔ آبادی 2313 ۔ رقبہ 217 ایکڑ

12 : تارہ گڑھ کلاں ۔ آبادی 764 ۔ رقبہ 1264 ایکڑ

13 : گورائی ۔ آبادی 638 ۔ رقبہ 619 ایکڑ

ٹوٹل دیہات ۔ 13 ۔ مردم شماری 14924 ۔

رقبہ 6177 ایکڑ

یونین کونسل معین الدین پور :

1 : معین الدین پور آبادی 460 ۔۔ رقبہ 975 ایکڑ

2 : للواری ۔ آبادی 320 ۔ رقبہ 141 ایکڑ

3 : گلانوالہ ۔ آبادی 2051 ۔ رقبہ 697 ایکڑ

4 : پوربا ۔ آبادی 504 ۔ رقبہ 285 ایکڑ

5 : بلہار ۔ آبادی 218 ۔ رقبہ 171 ایکڑ

6 : کیکیاں ۔ آبادی 570 ۔ رقبہ 282 ایکڑ

دیہات 6 ۔ مردم شماری 8321 ۔ رقبہ 2551 ایکڑ

یونین کونسل صابووال :

1 : صابووال ۔ آبادی 1114 ۔ رقبہ 842 ایکڑ

2 : پھکووال ۔ آبادی 798 رقبہ 508 ایکڑ

3 : کوٹ بیلہ ۔ آبادی 635 ۔ رقبہ 753 ایکڑ

4 : عادووال کلاں ۔ آبادی 685 رقبہ 278 ایکڑ

5 : گندرہ خورد ۔ آبادی 736 ۔ رقبہ 403 ایکڑ

6 : کھیپڑانوالہ ۔ آبادی 1228 ۔ رقبہ 287 ایکڑ

7 : چک مبارک ۔ آبادی 729 ۔ رقبہ 472 ایکڑ

8 : رحمانیہ ۔ آبادی 755 ۔ رقبہ 269 ایکڑ

9 : پھلروان ۔ آبادی 919 ۔ رقبہ 161 ایکڑ

10 : موسیٰ کمالہ ۔ آبادی 1607 ۔ رقبہ 918 ایکڑ

ٹوٹل دیہات ۔ 10 مردم شماری 9206 ۔ رقبہ 4891 ایکڑ

یونین کونسل اخلاص گڑھ :

1 : اخلاص گڑھ ۔ آبادی 1036 ۔ رقبہ 311 ایکڑ

2 : شاہکھانی ۔ آبادی 510 ۔ رقبہ 200 ایکڑ

3 : رامبڑے والا ۔ آبادی 771 ۔ رقبہ 321 ایکڑ

4 : حیات گڑھ ۔ آبادی 994 رقبہ 315 ایکڑ

5 : کھیوہ ۔ آبادی 592 ۔ رقبہ 323 ایکڑ

6 : بھاگووال خورد ۔ آبادی 2295 ۔ رقبہ 855 ایکڑ

7 : خانگاہ حافظ حیات ۔ آبادی 49 ۔ رقبہ 187 ایکڑ

8 : ہرداس پور ۔ آبادی 801 ۔ رقبہ 262 ایکڑ

9 : چک کالا ۔ آبادی 923 ۔ رقبہ 379 ایکڑ

10 : کھمن ۔ آبادی 1284 ۔ رقبہ 525 ایکڑ

11 : لدھا ۔ آبادی 382 ۔ رقبہ 253 ایکڑ

12 : سوہل کلاں ۔ آبادی 827 ۔ رقبہ 463 ایکڑ

13 : معروف ۔ آبادی 715 ۔ رقبہ 314 ایکڑ

ٹوٹل دیہات 13 ۔ مردم شماری 11129 ۔ رقبہ 4709 ایکڑ

مرکز جلالپور جٹاں :

یونین کونسل کلاچور

1 : کلاچور ۔ آبادی 9426 ۔ رقبہ 2240 ایکڑ

2 : اسلام گڑھ ۔ آبادی 9426 ۔ رقبہ 2240 ایکڑ

3 : پکوکی ۔ آبادی 1347 ۔ رقبہ 592 ایکڑ

4 : چورانوالی ۔ آبادی 689 ۔ رقبہ 403 ایکڑ

5 : شادیوال ۔ آبادی 567 ۔ رقبہ 287 ایکڑ

6 . چک لالہ ۔ آبادی 658 ۔ رقبہ 302 ایکڑ

marfat.com

7 : منگووال ۔ آبادی 2004 ۔ رقبہ 1518 ایکڑ

8 : نانوال ۔ آبادی 1138 ۔ رقبہ 706 ایکڑ

9 : ٹبی پپلی۔ آبادی 415 ۔ رقبہ 226 ایکڑ

دیہات ۔ 9 ۔ 6244 مردم شماری ۔ رقبہ 6274 ایکڑ

یونین کونسل منڈیالہ :

1 : منڈیالہ ۔ آبادی 1344 ۔ رقبہ 802 ایکڑ

2 : نورا ۔ آبادی 532 ایکڑ ۔ 312 ایکڑ

3 : پنڈی لوہاراں ۔ 1026 ایکڑ ۔ رقبہ 212 ایکڑ

4 : چک دلو ۔ آبادی 475 ۔ رقبہ 125 ایکڑ

5 : سدھا۔ آبادی 1442 ۔ رقبہ 670 ایکڑ

6 : گلانوالہ۔ آبادی 516 ۔ رقبہ 246 ایکڑ

7 : دھپال ۔ آبادی 510 ۔ رقبہ 226 ایکڑ

8 : پنڈی حسنا۔ آبادی 1773 ۔ رقبہ 725 ایکڑ

9 : رسیدہ۔ آبادی 427 ۔ رقبہ 243 ایکڑ

10 : رسولپور ۔ آبادی 939 ۔ رقبہ 510 ایکڑ

11 : کوٹ لکا ۔ آبادی 705 ۔ رقبہ 577 ایکڑ

12 : پنڈ ۔ آبادی 527 ۔ رقبہ 369 ایکڑ

13 : پنڈی ۔ آبادی ۔ 222 ۔ رقبہ 263 ایکڑ

14 : لمبھوڑ ۔ آبادی 159 ۔ رقبہ 604 ایکڑ

15 : سوہل خورد ۔ آبادی 814 ۔ رقبہ 162 ایکڑ

16 : جلووالی ۔ آبادی 636 ۔ رقبہ 672 ایکڑ

17 : نوگراں ۔ آبادی 184 ۔ رقبہ 809 ایکڑ

دیہات 17 ۔ مردم شماری 12231 ۔ رقبہ 7832 ایکڑ

یونین کونسل ٹھٹھہ موسیٰ :

1 : ٹھٹہ موسیٰ ۔ آبادی 1315 ۔ رقبہ 572 ایکڑ

2 : کوٹ میانہ ۔ آبادی 8۔ رقبہ 572 ایکڑ

3 : جیوو نجل ۔ آبادی۔ 1603 ۔ رقبہ 802 ایکڑ

4 : ڈھلو شرقی ۔ آبادی 969 ۔ رقبہ 331 ایکڑ

5 : چانگانوالی ۔ آبادی 735 ۔ رقبہ 263 ایکڑ

6 : کوٹلی شہانی۔ آبادی 493 ۔ رقبہ 240 ایکڑ

7 : بڈھا کنگ ۔ آبادی 922 رقبہ 558 ایکڑ

8 : مہد پور ۔ آبادی 946۔ رقبہ 458 ایکڑ

9 : بھی پور۔ آبادی 1302 ۔ رقبہ 822 ایکڑ

10 : چک پنیار ۔ آبادی 920 ۔ رقبہ 436 ایکڑ

11 : چک مرزائی ۔ آبادیح 900 ۔ رقبہ 520 ایکڑ

دیہات 11 ۔ مردم شماری 10186 ۔ رقبہ 5002 ایکڑ

یونین کونسل عالم گڑھ :

1 : عالم گڑھ ۔ آبادی 2431 ۔ رقبہ 576 ایکڑ

2 : جید پور ۔ آبادی 812 ۔ رقبہ 696 ایکڑ

3 : کنتھ۔ آبادی 464 ۔ رقبہ 244 ایکڑ

4 : خرادیاں ۔ آبادی 236 ۔ رقبہ 96 ایکڑ

5 : ڈروا ۔ آبادی 678 ۔ رقبہ 124 ایکڑ

6 : ڈھلو غربی ۔ آبادی 576 ۔ رقبہ 214 ایکڑ

7 : ماجرہ ۔ آبادی 781 ۔ رقبہ 433 ایکڑ

8 : رانیوال سیداں۔ آبادی 1899 ۔ رقبہ 899 ایکڑ

9 : نند پور ۔ آبادی 1165 ۔ رقبہ 503 ایکڑ

10 : موہلہ لنگڑیال ۔ آبادی 1165 ۔ رقبہ 2291 ایکڑ

دیہات 10 ۔ مردم شماری 11697 ۔ رقبہ 6074 ایکڑ

marfat.com

دیہات 13 ۔ مردم شماری 11808 ۔ رقبہ 5138 ایکڑ

یونین کونسل فتح پور :

1 : فتح پور آبادی 3949 ۔ رقبہ 2335 ایکڑ

2 : مہسم ۔ آبادی 860 ۔ رقبہ 476 ایکڑ

3 : باونتہ ۔ آبادی 656 ۔ رقبہ 310 ایکڑ

4 : پھیرا کھٹانہ ۔ آبادی 611 ۔ رقبہ 289 ایکڑ

5 : خانووال ۔ آبادی 584 ۔ رقبہ 355 ایکڑ

6 : جھانس ۔ آبادی 681 ۔ رقبہ 328 ایکڑ

7 : شاہ پور ۔ آبادی 630 ۔ رقبہ 327 ایکڑ

8 : ٹبی جوسعہ ۔ آبادی 614 ۔ رقبہ 294 ایکڑ

9 باہووال ۔ آبادی 1243 ۔ رقبہ 1000 ایکڑ

10 : جھمبر پور ۔ آبادی 497 ۔ رقبہ 225 ایکڑ

دیہات 10 ۔ مردم شماری 10325 ۔ رقبہ 5939 ایکڑ

یونین کونسل چیچیاں :

1 : چیچیاں ۔ آبادی 1218 ۔ رقبہ 473 ایکڑ

2 : کوٹ میر حسین ۔ آبادی 1243 ۔ رقبہ 372 ایکڑ

3 : بھرچھ ۔ آبادی 242 ۔ رقبہ 170 ایکڑ

4 : پیارا ۔ آبادی 899 ۔ رقبہ 318 ایکڑ

5 مٹھووال ۔ آبادی 761 ۔ رقبہ 526 ایکڑ

6 : چوہدوال ۔ آبادی 1937 ۔ رقبہ 1069 ایکڑ

7 : آوانہ ۔ آبادی 360 ۔ رقبہ 223 ایکڑ

8 : کریم داد ۔ آبادی 667 ۔ رقبہ 309 ایکڑ

9 : چک خیر دین ۔ آبادی ۔ 374 ۔ رقبہ 122 ایکڑ

10 : چک کرال ۔ آبادی 925 ۔ رقبہ 319 ایکڑ

11 : بکھنبیہ ۔ آبادی 1668 ۔ رقبہ 685 ایکڑ

12 : بورا ۔ آبادی 975 ۔ رقبہ 414 ایکڑ

13 : ککریاں ۔ آبادی 539 ۔ رقبہ 138 ایکڑ

یونین کونسل چوپالہ :

1 : چوپالہ ۔ آبادی ۔ 2233 ۔ رقبہ 1431 ایکڑ

2 : ڈھول ۔ آبادی 1755 ۔ رقبہ 1358 ایکڑ

3 : رکھ ڈھول ۔ آبادی 1755 ۔ رقبہ 649 ایکڑ

4 : نت ۔ آبادی 602 ۔ رقبہ 682 ایکڑ

5 : ترگڑی ۔ آبادی 471 ۔ رقبہ 236 ایکڑ

6 : شہباز پور ۔ آبادی 713 ۔ رقبہ 304 ایکڑ

7 : کال ۔ آبادی 534 ۔ رقبہ 348 ایکڑ

8 : موہلہ ۔ آبادی 113 ۔ رقبہ 1434 ایکڑ

9 : عدالت گڑھ ۔ آبادی 935 ۔ رقبہ 457 ایکڑ

10 : پٹھری ۔ آبادی 186 ۔ رقبہ 175 ایکڑ

11 : خاصہ ۔ آبادی 245 ۔ رقبہ 624 ایکڑ

12 : نانووال ۔ آبادی 245 ۔ رقبہ 1359 ایکڑ

13 : نوشہرہ میانہ ۔ آبادی 194 ۔ رقبہ 273 ایکڑ

14 : بی پور ۔ آبادی ۔ 200 ۔ رقبہ 154 ایکڑ

15 : علی شیر موٹا ۔ آبادی 123 ۔ رقبہ 396 ایکڑ

16 : موٹا کلاں ۔ آبادی 226 ۔ رقبہ 804 ایکڑ

17 : لالوکی ۔ آبادی 72 ۔ رقبہ 209 ایکڑ

18 : ماہی وال ۔ آبادی 149 ۔ رقبہ 305 ایکڑ

19 : عمروال ۔ 149 ۔ رقبہ 236 ایکڑ

20 : چک رحمان ۔ 195 ۔ رقبہ 944 ایکڑ

دیہات 20 ۔ مردم شماری 8946 ۔ 12370 ایکڑ

marfat.com

یونین کونسل لکھنوال خاص

1 : لکھنوال خاص ۔ آبادی 4283 ۔ رقبہ 1906 ایکڑ

2 : لکھنوال خاصہ ۔ آبادی 1451 ۔ رقبہ 2244 ایکڑ

3 : کسوکی ۔ آبادی 2938 ۔ رقبہ 1383 ایکڑ

4 : ماڑی وڑائچاں آبادی 1289 ۔ رقبہ 956 ایکڑ

5 : موجوکی ۔ آبادی 1762 ۔ رقبہ 472 ایکڑ

6 : راکے ۔ آبادی 1215 ۔ رقبہ 710 ایکڑ

دیہات 6 مردم شماری 12938 ۔ رقبہ 7675 رقبہ ایکڑ

یونین کونسل بھراج :

1 : بھراج ۔ آبادی 1047 ۔ رقبہ 987 ایکڑ

2 : ٹھکے ۔ آبادی 2417 ۔ رقبہ 1674 ایکڑ

3 : کوٹلہ سوئیاں ۔ آبادی 1223 ۔ رقبہ 709 ایکڑ

4 : ناقریاں ۔ آبادی 773 ۔ رقبہ 630 ایکڑ

5 : کوٹ رانجھا ۔ آبادی 623 ۔ رقبہ 421 ایکڑ

6 : کوٹلی کوہالہ ۔ آبادی 2382 ۔ رقبہ 960 ایکڑ

7 : جھمٹ نو آباد ۔ آبادی 236 ۔ رقبہ 269 ایکڑ

8 : بھوئیاں ۔ آبادی ۔ 570 ۔ 295 ایکڑ

دیہات 8 ۔ مردم شماری 9271 ۔ رقبہ 5945 ایکڑ

یونین کونسل جوڑا جلالپور :

1 : جوڑا جلالپور ۔ آبادی 1238 ۔ رقبہ 1392 ایکڑ

2 : سگرانہ ۔ آبادی 640 ۔ رقبہ 399 ایکڑ

3 : داؤ ۔ آبادی 442 ۔ رقبہ 179 ایکڑ

4 : بوکن ۔ آبادی 658 ۔ رقبہ 390 ایکڑ

5 : میکن ۔ آبادی 1143 ۔ رقبہ 556 ایکڑ

6 : بھٹیاں ۔ آبادی 487 ۔ رقبہ 285 ایکڑ

7 : بھلیسر ۔ آبادی 869 ۔ رقبہ 721 ایکڑ

8 : مینوال ۔ آبادی 377 ۔ رقبہ 196 ایکڑ

9 : ملھو ۔ آبادی 951 ۔ رقبہ 388 ایکڑ

10 : کھوکھر ۔ آبادی 3072 ۔ رقبہ 769 ایکڑ

11 : نتھووال ۔ آبادی ۔ 680 ۔ رقبہ 239 ایکڑ

12 : چور چک ۔ آبادی 422 ۔ رقبہ 225 ایکڑ

13 : حرباس پور ۔ آبادی 414 ۔ رقبہ 253 ایکڑ

دیہات ۔ 13 ۔ مردم شماری 11393 ۔ رقبہ 5992 ایکڑ

یونین کونسل دولت نگر :

1 : دولت نگر ۔ آبادی 3287 ۔ رقبہ 1867 ایکڑ

2 : دھمہ ملکہ ۔ آبادی 1474 ۔ رقبہ 840 ایکڑ

3 : عمرال وال ۔ آبادی 1323 ۔ رقبہ 756 ایکڑ

4 : گڑھی باؤ ۔ آبادی 844 ۔ رقبہ 734 ایکڑ

5 : سرائے ڈھنگ ۔ آبادی 2250 ۔ رقبہ 1513 ایکڑ

6 : لامبرے ۔ آبادی ۔ 561 ۔ رقبہ 587 ایکڑ

7 : سیدا ۔ آبادی 624 ۔ رقبہ 255 ایکڑ

دیہات 7 ۔ مردم شماری 10363 ۔ رقبہ 6552 ایکڑ

یونین کونسل ڈوگہ :

1 : ڈوگہ ۔ آبادی 3822 ۔ رقبہ 2677 ایکڑ

2 : مکیانہ ۔ آبادی 2349 ۔ رقبہ 2436 ایکڑ

3 : برسہ ۔ آبادی 476 ۔ رقبہ 401 ایکڑ

4 : بانٹھ ۔ آبادی 717 ۔ رقبہ 383 ایکڑ

5 : طور ۔ آبادی 717 ۔ رقبہ 183 ایکڑ

6 : مہسیاں ۔ آبادی 985 ۔ رقبہ 921 ایکڑ

7 : اگووال ۔ آبادی 786 ۔ رقبہ 649 ایکڑ

8 : گندرہ کلاں ۔ آبادی 637 ۔ رقبہ 427 ایکڑ

marfat.com

دیہات 8 : مردم شماری 9772 ۔ رقبہ 8071 ایکڑ

یونین کونسل ماچھی وال :

1 : ماچھی وال ۔ آبادی 1468 ۔ رقبہ 1425 ایکڑ
2 : سراں ۔ آبادی 1658 ۔ رقبہ 878 ایکڑ
3 : چھوکر ۔ آبادی 1191 ۔ رقبہ 931 ایکڑ
4 : پنڈوری ۔ آبادی 182 ۔ رقبہ 265 ایکڑ
5 : چنڈالہ ۔ آبادی 1464 ۔ رقبہ 914 ایکڑ
6 : جمن ۔ آبادی 617 ۔ رقبہ 470 ایکڑ
7 : جاجووال ۔ آبادی 420 ۔ رقبہ 303 ایکڑ
8 : کیرانوالہ ۔ آبادی 1065 ۔ رقبہ 698 ایکڑ
9 : ہستا کھگا ۔ آبادی 419 ۔ رقبہ 242 ایکڑ
10 : چالکانوالی ۔ آبادی 1106 ۔ رقبہ 838 ایکڑ

دیہات ۔ 10 ۔ مردم شماری 9588 ۔ رقبہ 6964 ایکڑ

مرکز کڑیانوالہ

یونین کونسل سرخپور :

1 : سرخپور ۔ آبادی 4771 ۔ رقبہ 1786 ایکڑ
2 : متیانوالہ آبادی 1040 ۔ رقبہ 272 ایکڑ
3 : نجان ۔ آبادی 707 ۔ رقبہ 147 ایکڑ
4 : چک لشکری ۔ آبادی 272 ۔ رقبہ 701 ایکڑ
5 : کوٹلی پرمانند ۔ آبادی 836 ۔ رقبہ 700 ایکڑ
6 : مدن ۔ آبادی 202 ۔ رقبہ 472 ایکڑ
7 : کوٹلی بھگوان ۔ 928 ۔ رقبہ 354 ایکڑ
8 : ڈب ۔ آبادی 822 ۔ رقبہ 594 ایکڑ
9 : کوٹلی ویدان ۔ آبادی 689 ۔ رقبہ 388 ایکڑ
10 : رنگز برملہ ۔ آبادی 1349 ۔ رقبہ 861 ایکڑ

دیہات . 10 ۔ مردم شماری ۔ 11616 ۔ رقبہ 6273 ایکڑ

یونین کونسل ٹانڈہ

1 : ٹانڈہ ۔ آبادی 6626 ۔ رقبہ 2265 ایکڑ
2 : موٹا ۔ آبادی 1850 ۔ رقبہ 1483 ایکڑ
3 : بڈن ۔ آبادی 1009 ۔ رقبہ 892 ایکڑ
4 : گجگراں آبادی 979 ۔ رقبہ 1551 ۔

دیہات 4 ۔ مردم شماری 10446 ۔ 6191 رقبہ ایکڑ

یونین کونسل ماڑی کھوکھراں :

1 : ماڑی کھوکھراں ۔ آبادی 1884 ۔ رقبہ 1415 ایکڑ
2 : گھریرہ ۔ آبادی 138 ۔ رقبہ 152 ایکڑ
3 : شام پور ۔ آبادی 677 ۔ رقبہ 860 ایکڑ
4 : شکر کوٹ ۔ آبادی 397 ۔ رقبہ 778 ایکڑ
5 : شیخ چوگانی ۔ آبادی 484 ۔ رقبہ 1411 ایکڑ
6 : عطار ۔ آبادی 587 ۔ رقبہ 1459 ایکڑ
7 : رندھیر ۔ آبادی 1084 ۔ رقبہ 1121 ایکڑ
8 : پنج ڈھیرہ ۔ آبادی 262 ۔ رقبہ 1434 ایکڑ
9 : بہلولپور ۔ آبادی 2193 ۔ رقبہ 4523 ایکڑ
10 : رکھ ماری ۔ آبادی 73 ۔ رقبہ 1051 ایکڑ
11 : کری ۔ آبادی 2043 ۔ رقبہ 2170 ایکڑ

دیہات 11 ۔ مردم شماری ۔ 9822 ۔ رقبہ 6410 ایکڑ

یونین کونسل بھاگووال :

1 : بھاگووال ۔ آبادی 4518 ۔ رقبہ 2054 ایکڑ
2 : میونوال ۔ آبادی 838 ۔ رقبہ 847 ایکڑ
3 : کوٹ مہرو ۔ آبادی 240 ۔ رقبہ 455 ایکڑ
4 : وزید ۔ آبادی 1355 ۔ رقبہ 584 ایکڑ
5 : کولیاں بہار شاہ ۔ آبادی 341 ۔ رقبہ 346 ایکڑ
6 : داریا ۔ آبادی 340 ۔ رقبہ 200 ایکڑ

marfat.com

7 : شاہ جہنی ۔ آبادی 1402 ۔ رقبہ 954 ایکڑ

8 : کاسب ۔ آبادی 1195 ۔ رقبہ 588 ایکڑ

9 : بھیلووال ۔ آبادی 1374 ۔ رقبہ 865 ایکڑ

10 : پنجوکی ۔ آبادی 1060 ۔ رقبہ 471 ایکڑ

11 : روان ۔ آبادی 716 ۔ رقبہ 510 ایکڑ

12 : گوندل ۔ آبادی 404 ۔ رقبہ 138 ایکڑ

13 : رنگ والا ۔ آبادی 548 ۔ رقبہ 390 ایکڑ

14 : شیخ علی کے ۔ آبادی 734 ۔ رقبہ 568 ایکڑ

15 : ڈھیری وال ۔ آبادی 1180 ۔ رقبہ 861 ایکڑ

دیہات 15 ۔ مردم شماری 16281 ۔ رقبہ 8821 رقبہ ایکڑ

یونین کونسل کڑیانوالہ :

1 . کڑیانوالہ ۔ آبادی 4397 ۔ رقبہ 1915 ایکڑ

2 : مالووال ۔ آبادی 2168 ۔ رقبہ 1576 ایکڑ

3 : جینڈڑ خورد ۔ آبادی 1092 ۔ رقبہ 828 ایکڑ

4 : ڈھینڈہ کلاں ۔ آبادی 1259 ۔ رقبہ 828 ایکڑ

5 : دھمتھل ۔ آبادی 1530 ۔ رقبہ 673 ایکڑ

6 : چھالے شریف ۔ آبادی 407 ۔ رقبہ 347 ایکڑ

دیہات 6 ۔ مردم شماری 10853 ۔ رقبہ 6154 ایکڑ

یونین کونسل ہزارہ مغلاں :

1 : ہزارہ مغلاں ۔ آبادی 1115 ۔ رقبہ 1058 ایکڑ

2 : بھوج پور ۔ آبادی 1189 ۔ رقبہ 864 ایکڑ

3 : کیراں خورد ۔ آبادی ۔ 563 ۔ رقبہ 581 ایکڑ

4 : دکھوہا ۔ آبادی 706 ۔ رقبہ 615 ایکڑ

5 : کالس ۔ آبادی 510 ۔ رقبہ 774 ایکڑ

8 : گہیاں ۔ آبادی 910 ۔ رقبہ 709 ایکڑ

9 : مے ۔ آبادی 576 ۔ رقبہ 305 ایکڑ

10 : ہرڑ ۔ آبادی 514 ۔ رقبہ 249 ایکڑ

11 : فتالیاں ۔ آبادی 244 ۔ رقبہ 171 ایکڑ

12 : ماجرہ شمالی ۔ آبادی 1261 ۔ رقبہ 639 ایکڑ

دیہات 12 ۔ مردم شماری 9243 ۔ رقبہ 7500 ایکڑ

1 : حاجی والہ ۔ آبادی 4705 ۔ رقبہ 2863 ایکڑ

2 : ڈھینڈہ خورد ۔ آبادی 661 ۔ رقبہ 586 ایکڑ

3 : ڈھینڈر ۔ آبادی 380 ۔ رقبہ 379 ایکڑ

4 : ڈھیڈر ۔ آبادی 989 ۔ رقبہ 571 ایکڑ

5 : پمبرا ۔ آبادی 632 ۔ رقبہ 478 ایکڑ

6 : لوسر ۔ آبادی 871 ۔ رقبہ 571 ایکڑ

دیہات 6 ۔ مردم شماری 8238 ۔ رقبہ 5448 ایکڑ

یونین کونسل جلالپور صوبتیاں

1 : جلالپور صوبتیاں ۔ آبادی 3142 ۔ رقبہ 2169 ایکڑ

2 : ملکپور کلاں ۔ آبادی 1443 ۔ رقبہ 739 ایکڑ

3 : ملکپور خورد ۔ آبادی 1245 ۔ رقبہ 610 ایکڑ

4 : بھوچھ ۔ آبادی 1215 ۔ رقبہ 815 ایکڑ

5 : رنگپور ۔ آبادی 594 ۔ رقبہ 334 ایکڑ

6 : پرسوال ۔ آبادی ۔ 1184 ۔ رقبہ 447 ایکڑ

7 . جال پوال ۔ آبادی 718 ۔ رقبہ 579 ایکڑ

8 : کھرہ ۔ آبادی ۔ 1739 ۔ رقبہ 2519 ایکڑ

9 : ملی ۔ آبادی 1558 ۔ رقبہ 1589 ایکڑ

دیہات 9 ۔ مردم شماری 12843 ۔ رقبہ 9801 ایکڑ

marfat.com

10 : چک بڈھا ۔ آبادی 218 ۔ رقبہ 179 ایکڑ

11 : سرہالی کلاں آبادی 464 ۔ رقبہ 338 ایکڑ

دیہات ۔ 11 مردم شماری 9499 ۔ رقبہ 6435 ایکڑ

یونین کونسل اُجنالہ

1 : اجنالہ ۔ آبادی 1317 ۔ رقبہ 2489 ایکڑ

2 : کھٹانہ ۔ آبادی 983 ۔ رقبہ 518 ایکڑ

3 : باہروال ۔ آبادی 770 ۔ رقبہ 821 ایکڑ

4 : دھو ۔ آبادی 784 ۔ رقبہ 527 ایکڑ

5 : چوہان ۔ آبادی 620 ۔ رقبہ 861 ایکڑ

6 : اعوان شریف ۔ آبادی 2117 ۔ رقبہ 730 ایکڑ

7 : مہے ۔ آبادی 1224 ۔ رقبہ 1044 ایکڑ

8 : کلیان ۔ آبادی 206 ۔ رقبہ 277 ایکڑ

9 : ڈھوڈ ۔ آبادی 72 ۔ رقبہ 40 ایکڑ

10 : خان پور کھوکھراں ۔ آبادی 1510 ۔ رقبہ 803 ایکڑ

11 : گھرال ۔ آبادی 871 ۔ رقبہ 656 ایکڑ

12 : کوانخ ۔ آبادی 1699 ۔ رقبہ 833 ایکڑ

دیہات 12 ۔ مردم شماری 12177 ۔ رقبہ 9599 رقبہ ایکڑ

یونین کونسل چک کمالہ

1 : چک کمالہ ۔ آبادی 768 ۔ رقبہ 269 ایکڑ

2 : سکھر ۔ آبادی 1853 ۔ رقبہ 1336 ایکڑ

3 : لاٹیاں ۔ آبادی 389 ۔ رقبہ 214 ایکڑ

4 : چک بابا ۔ آبادی 803 ۔ رقبہ 616 ایکڑ

5 : چک قاضی ۔ آبادی 485 ۔ رقبہ 429 ایکڑ

6 : چیچیاں ۔ آبادی 992 ۔ رقبہ 463 ایکڑ

7 : پنڈی ۔ آبادی 554 ۔ رقبہ 193 ایکڑ

یونین کونسل سائتل

1 : سائتل ۔ آبادی 1696 ۔ رقبہ 809 ایکڑ

2 : کری ۔ آبادی 837 ۔ رقبہ 612 ایکڑ

3 : بنیے ۔ آبادی 342 ۔ رقبہ 387 ایکڑ

4 : کولیاں ۔ آبادی 453 ۔ رقبہ 377 ایکڑ

5 : لاہوریاں ۔ آبادی 806 ۔ رقبہ 387 ایکڑ

6 : رنگڑہ ۔ آبادی 625 ۔ رقبہ 482 ایکڑ

7 : روپ وال ۔ آبادی 1064 ۔ رقبہ 1052 ایکڑ

8 : سرکیال ۔ آبادی 1075 ۔ رقبہ 1182 ایکڑ

9 : رسول پور ۔ آبادی 410 ۔ رقبہ 377 ایکڑ

10 : مرزا ۔ آبادی ۔ 1319 ۔ رقبہ 968 ایکڑ

11 : ہنڈا ۔ آبادی 648 ۔ رقبہ 437 ایکڑ

12 : ڈھوڈے ۔ آبادی 641 ۔ رقبہ 532 ایکڑ

13 : بھرج ۔ آبادی 266 ایکڑ ۔ رقبہ 279 ایکڑ

14 : چک شمس ۔ آبادی 84 ۔ رقبہ 125 ایکڑ

15 : بویا ۔ آبادی 980 ۔ رقبہ 586 ایکڑ

دیہات 15 = مردم شماری 11852 ۔ رقبہ 8523 ایکڑ

یونین کونسل بارو

1 : بارو ۔ آبادی 1625 ۔ رقبہ 931 ایکڑ

2 : بھنگرانوالہ ۔ آبادی 1769 ۔ رقبہ 1811 ایکڑ

3 : سرہالی خورد ۔ آبادی 1218 ۔ رقبہ 372 ایکڑ

4 : چک بزرگ ۔ آبادی 1735 ۔ رقبہ 1229 ایکڑ

5 : ہنج ۔ آبادی 649 ۔ رقبہ 423 ایکڑ

6 : ملو ۔ آبادی 416 ۔ رقبہ 438 ایکڑ

7 : دھونچک ۔ آبادی 575 ۔ رقبہ 360 ایکڑ

8 : قلی ۔ آبادی 303 ۔ رقبہ 142 ایکڑ

9 : بی تاؤ ۔ آبادی 527 ۔ رقبہ 338 ایکڑ

marfat.com

3 : کیلیاں ۔ آبادی 547 ۔ رقبہ 204 ایکڑ

4 : کیلیانوالہ ۔ آبادی 1076 ۔ رقبہ 824 ایکڑ

5 : چک شیرو ۔ آبادی 752 ۔ رقبہ 514 ایکڑ

6 : ہاڈکہ ۔ آبادی 661 ۔ رقبہ 671 ایکڑ

7 : نہرپور ۔ آبادی 101 ۔ رقبہ 299 ایکڑ

8 : بدو بھٹی ۔ آبادی 283 ۔ رقبہ 240 ایکڑ

9 : قلعہ سورہ سنگھ ۔ آبادی 3093 ۔ رقبہ 1256 ایکڑ

دیہات 9 ۔ مردم شماری 11397 ۔ رقبہ 6499 ایکڑ

مرکز کنجاہ

یونین کونسل منگووال غربی :

1 : منگووال غربی ۔ آبادی 7544 ۔ رقبہ 3630 ایکڑ

2 : کوٹ پنیر شاہ ۔ آبادی 115 ۔ رقبہ 386 ایکڑ

3 : لنگے ۔ آبادی 4113 ۔ رقبہ 4495 ایکڑ

4 : کوٹ فتح دین ۔ آبادی 346 ۔ رقبہ 400 ایکڑ

5 : ڈھمنیاوال ۔ آبادی 620 ۔ رقبہ 588 ایکڑ

6 : چک کلاں ۔ آبادی 1406 ۔ رقبہ 129 ایکڑ

7 : کوٹ میانہ ۔ آبادی 105 ۔ رقبہ 210 ایکڑ

8 : چکریاں ۔ آبادی ۔ 1985 ۔ رقبہ 2979 ایکڑ

دیہات ۔8 ۔ مردم شماری 16234 ۔ رقبہ 12817 ایکڑ

یونین کونسل ساروکی :

1 : ساروکی ۔ آبادی 4349 ۔ رقبہ 1758 ایکڑ

2 : چک قاضی ۔ آبادی 330 ۔ رقبہ 492 ایکڑ

3 : چک سارو ۔ آبادی 765 ۔ رقبہ 668 ایکڑ

4 : جھنڈی وال ۔ آبادی 2077 ۔ رقبہ 1020 ایکڑ

5 : کھوکھر غربی ۔ آبادی 1675 ۔ رقبہ 402 ایکڑ

8 : چک میراں ۔ آبادی 661 ۔ رقبہ 583 ایکڑ

9 : حسن ڈھینڈہ ۔ آبادی 518 ۔ رقبہ 216 ایکڑ

10 : تلکا ۔ آبادی 371 ۔ رقبہ 148 ایکڑ

11 : مرالی ۔ آبادی 382 ۔ رقبہ 269 ایکڑ

12 : جسو سرائے ۔ آبادی 421 ۔ رقبہ 118 ایکڑ

13 : دھدرائی شرقی ۔ آبادی 927 ۔ رقبہ 449 ایکڑ

14 : جھمٹ آباد ۔ آبادی 683 ۔ رقبہ 267 ایکڑ

15 : کوٹ رانجھا ۔ آبادی 454 ۔ رقبہ 295 ایکڑ

دیہات : 15 مردم شماری ۔ 10261 ۔ رقبہ 5865 ایکڑ

یونین کونسل پیرو شاہ :

1 : پیرو شاہ ۔ آبادی 3503 ۔ رقبہ 2632 ایکڑ

2 : دھریکڑی ۔ آبادی 1820 ۔ رقبہ 1606 ایکڑ

3 : ماجرہ ۔ آبادی 672 ۔ رقبہ 422 ایکڑ

4 : شاہجہانی ۔ آبادی 491 ۔ رقبہ 316 ایکڑ

5 : دھنوال ۔ آبادی 146 ۔ رقبہ 371 ایکڑ

6 : شہلیوال ۔ آبادی 421 ۔ رقبہ 1205 ایکڑ

7 : نانوہنڈا ۔ آبادی 380 ۔ رقبہ 96 ایکڑ

8 : بھکریانوالی ۔ آبادی 1389 ۔ رقبہ 792 ایکڑ

9 : میانہ چک ۔ آبادی 293 ۔ رقبہ 147 ایکڑ

10 : کوٹلہ ڈھینڈہ ۔ آبادی 879 ۔ رقبہ 849 ایکڑ

11 : چک بہرام ۔ آبادی 492 ۔ رقبہ 198 ایکڑ

دیہات ۔ 11 ، مردم شماری 10515 ۔ رقبہ 8656 ایکڑ

یونین کونسل بڑیلہ :

1 : بڑیلہ ۔ آبادی 3950 ۔ رقبہ 2118 ایکڑ

2 : سانگو ۔ آبادی 934 ۔ رقبہ 373 ایکڑ

marfat.com

6 : دھدرا ۔ آبادی 822 ۔ رقبہ 569 ایکڑ

7 : منڈ ۔ آبادی ۔ 808 ۔ رقبہ 523 ایکڑ

8 : کوٹ سندا آبادی ۔ 808 ۔ رقبہ 523 ایکڑ

9 : ڈھیرو گنہ آبادی ۔ 315 ۔ رقبہ 523 ایکڑ

10 : شیخ قریشیاں ۔ آبادی 369 ۔ رقبہ 279 ایکڑ

دیہات 10 = مردم شماری 11510 ۔ رقبہ 15711 ایکڑ

یونین کونسل گاکھڑہ کلاں :

1 : گاکھڑہ کلاں ۔ آبادی 1828 ۔ رقبہ 1745 ایکڑ

2 : کنگ چنن ۔ آبادی 1674 ۔ رقبہ 860 ایکڑ

3 : کنگ سہالی ۔ آبادی 911 ۔ رقبہ 757 ایکڑ

4 : کوٹ گگا ۔ آبادی 690 ۔ رقبہ 836 ایکڑ

5 : راجکی ۔ آبادی 1153 ۔ رقبہ 1128 ایکڑ

6 : گھرالی ۔ آبادی 483 ۔ رقبہ 642 ایکڑ

7 : جہانگیرپور ۔ آبادی 320 ۔ رقبہ 389 ایکڑ

8 : جلیانی ۔ آبادی 657 ۔ رقبہ 508 ایکڑ

9 : کیرانوالہ (متواں) آبادی 763 ۔ رقبہ 443 ایکڑ

10 : کیرانوالہ سندا ۔ آبادی 473 ۔ رقبہ 198 ایکڑ

11 : نوشہرہ ۔ آبادی 370 ۔ رقبہ 327 ایکڑ

12 : نواں لوک (پور) ۔ آبادی 330 ۔ رقبہ 294 ایکڑ

13 : خانوالی ۔ آبادی 1093 ۔ رقبہ 1750 ایکڑ

14 : گاکھڑہ خورد ۔ آبادی 271 ۔ رقبہ 289 ایکڑ

15 : نواں لوک ۔ آبادی 394 ۔ رقبہ 804 ایکڑ

16 : دیوان کوٹ ۔ آبادی 88 ۔ رقبہ 328 ایکڑ

17 : چک وڑن ۔ آبادی 393 ۔ رقبہ 287 ایکڑ

18 : جاموں بولا ۔ آبادی 1113 ۔ رقبہ 1462 ایکڑ

20 : کوٹ کانا ۔ آبادی 335 ۔ رقبہ 343 ایکڑ

21 : شاہ جمالی ۔ آبادی 387 ۔ رقبہ 195 ایکڑ

22 : کنگ سہاری ۔ آبادی 783 ۔ رقبہ 651 ایکڑ

23 : کیرانوالہ خاص ۔ آبادی 963 ۔ رقبہ 1151 ایکڑ

دیہات 23 ۔ مردم شماری 15735 ۔ رقبہ 15858 ایکڑ

یونین کونسل ناگڑیانوالہ :

1 : ناگڑیانوالہ ۔ آبادی 2246 ۔ رقبہ 1927 ایکڑ

2 : بیگا ۔ آبادی 697 ۔ رقبہ 519 ایکڑ

3 : بنیے ۔ آبادی 1155 ۔ رقبہ 825 ایکڑ

4 : سارو جادہ ۔ آبادی 300 ۔ رقبہ 389 ایکڑ

5 : گوگا ۔ آبادی 199 ۔ رقبہ 138 ایکڑ

6 : سوات گڑھ ۔ آبادی 136 ۔ رقبہ 200 ایکڑ

7 : موسی ۔ آبادی 946 ۔ رقبہ 578 ایکڑ

8 : کسانہ ۔ آبادی ۔ 301 ۔ رقبہ 234 ایکڑ

9 : چاڑیونوالہ ۔ آبادی 368 ۔ رقبہ 233 ایکڑ

10 : کوٹ متا ۔ آبادی 909 ۔ رقبہ 533 ایکڑ

11 : چک جسپال ۔ آبادی 197 ۔ رقبہ 99 ایکڑ

12 : چک دلو ۔ آبادی 266 ۔ رقبہ 160 ایکڑ

13 : کوٹ شمس ۔ آبادی 387 ۔ رقبہ 333 ایکڑ

14 : منصورہ ۔ آبادی 960 ۔ رقبہ 191 ایکڑ

15 : خونن ۔ آبادی 631 ۔ رقبہ 460 ایکڑ

16 : کنجاہڑی ۔ آبادی 633 ۔ رقبہ 402 ایکڑ

17 : ڈھیرہ کھٹانہ ۔ آبادی 1143 ۔ رقبہ 682 ایکڑ

18 : کوٹ الہ بخش ۔ آبادی ۔ 734 ۔ رقبہ 214 ایکڑ

دیہات 18 ۔ مردم شماری 11375 ۔ رقبہ 8129 ایکڑ

marfat.com

یونین کونسل گولیکی :

1 : گولیکی ۔ آبادی 3654 ۔ رقبہ 2598 ایکڑ

2 : خوجیانوالی ۔ آبادی 4006 ۔ رقبہ 4667 ایکڑ

3 : دھاروالہ ۔ آبادی 2299 ۔ رقبہ 1606 ایکڑ

4 : جسوکی ۔ آبادی 2534 ۔ رقبہ 2041 ایکڑ

5 : چوآمل ۔ آبادی 2630 ۔ رقبہ 1934 ایکڑ

6 : گوبند پورہ ۔ آبادی 513 ۔ رقبہ 1012 ایکڑ

7 : کوٹ قطب دین ۔ آبادی 1034 ۔ رقبہ 666 ایکڑ

8 : کوٹ موجدین ۔ آبادی 540 ۔ رقبہ 521 ایکڑ

9 : کوٹ نتھو ۔ آبادی ۔ 377 ۔ رقبہ 300 ایکڑ

10 : کوٹ غلام ۔ آبادی 341 ۔ رقبہ 310

10 : چک ساوہ ۔ آبادی 706 ۔ رقبہ 547 ایکڑ

دیہات 11 ۔ مردم شماری 18634 ۔ رقبہ 16211 ایکڑ

یونین کونسل مچھیانہ :

1 : مچھیانہ ۔ آبادی 2577 ۔ رقبہ 2066 ایکڑ

2 : سمن پنڈی ۔ آبادی 1361 ۔ رقبہ 1320 ایکڑ

3 : والی بانٹھ ۔ آبادی 1072 ۔ رقبہ 521 ایکڑ

4 : چک پنڈی ۔ آبادی 1954 ۔ رقبہ 1426 ایکڑ

5 : ساووکی ۔ آبادی 489 ۔ رقبہ 627 ایکڑ

6 : محمود چیمہ ۔ آبادی 674 ۔ رقبہ 306 ایکڑ

7 : لوری ۔ آبادی 588 ۔ رقبہ 216 ایکڑ

8 : سوہل غربی ۔ آبادی 721 رقبہ 622 ایکڑ

9 : بھیدان ۔ آبادی 376 ۔ رقبہ 271 ایکڑ

10 : ٹھکر لوہار ۔ آبادی 326 ۔ رقبہ 176 ایکڑ

11 : چاڑ ۔ آبادی 241 ۔ رقبہ 213 ایکڑ

12 : ٹھٹہ پور ۔ آبادی 1983 ۔ رقبہ 984 ایکڑ

13 : لدھا ۔ آبادی 790 ۔ رقبہ 579 ایکڑ

14 : بوڑا بانٹھ ۔ آبادی 540 ۔ رقبہ 246 ایکڑ

دیہات 14 = مردم شماری 13707 ۔ رقبہ 9570 ایکڑ

یونین کونسل جھیورانوالی :

1 : جھیورانوالی ۔ آبادی 5281 ۔ رقبہ 2176 ایکڑ

2 : چک دبھلو ۔ آبادی 383 ۔ رقبہ 380 ایکڑ

3 : چک بیگا ۔ آبادی 615 ۔ رقبہ 310 ایکڑ

4 : کٹھی مفتیاں ۔ آبادی 137 ۔ رقبہ 122 ایکڑ

5 : چک چوہدو ۔ آبادی 637 ۔ رقبہ 164 ایکڑ

6 : چاکیانوالی ۔ آبادی 1388 ۔ رقبہ 844 ایکڑ

7 : کوٹ دھیرو ۔ آبادی 443 ۔ رقبہ 256 ایکڑ

8 : ترکھا ۔ آبادی 1388 ۔ رقبہ 844 ایکڑ

9 : الیشرہ ۔ آبادی 1080 ۔ رقبہ 887 ایکڑ

10 : ڈالیہ ۔ آبادی 573 ۔ رقبہ 385 ایکڑ

11 : جبوکی ۔ آبادی 735 ۔ رقبہ 502 ایکڑ

12 : دھروکی ۔ آبادی 602 ۔ رقبہ 371 ایکڑ

13 : کاکا ۔ آبادی 573 ۔ رقبہ 445 ایکڑ

14 : چکوڑی ۔ آبادی 439 ۔ رقبہ 274 ایکڑ

15 : چکوڑی باکو ۔ آبادی 1374 ۔ رقبہ 694 ایکڑ

16 : خانو ۔ آبادی 842 ۔ رقبہ 380 ایکڑ

17 : ماجرہ ۔ آبادی 1837 ۔ رقبہ 669 ایکڑ

18 : چک بگا ۔ آبادی 64 ۔ رقبہ 60 ایکڑ

دیہات 18 ۔ مردم شماری 18433 ۔ رقبہ 9743 ایکڑ

marfat.com

گجرات کے بلدیاتی ادارے

1 : ضلع کونسل گجرات ـ 2 : بلدیہ گجرات ـ 3 : بلدیہ جلالپورجٹاں ـ 4 : بلدیہ لالہ موسیٰ ـ 5 : بلدیہ کھاریاں ـ 6 ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ ـ 7 : ٹاؤن کمیٹی کنجاہ ـ 8 : ٹاؤن کمیٹی شادیوال

98ء کی مردم شماری کے مطابق گجرات کی آبادی 20 لاکھ کے قریب ہے

1998ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع گجرات کی آبادی 20 لاکھ 22 ہزار 831 ہو گئی جس میں تحصیل گجرات ساڑھے 11 لاکھ اور تحصیل کھاریاں کی 9 لاکھ 18 ہزار تک ہے۔ نئی مردم شماری ڈیٹابیس کے مطابق ضلع گجرات کی بڑی میونسپل کمیٹی شہر گجرات کی آبادی 2 لاکھ 40 ہزار، جلالپور جٹاں کی آبادی 66 ہزار، لالہ موسیٰ کی آبادی 71 ہزار اور ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ کی ساڑھے 37 ہزار، ٹاؤن کمیٹی کھاریاں کی آبادی 34 ہزار، ٹاؤن کمیٹی سرائے عالمگیر کی آبادی 40 ہزار جبکہ ٹاؤن کمیٹی کنجاہ کی آبادی 24 ہزار، ٹاؤن کمیٹی شادیوال کی آبادی 21 ہزار ہے۔ ضلع بھر کی تحصیل گجرات میں پہلا بڑا دیہہ منگوال جس کی آبادی 10 ہزار اس کے بعد دوسرا بڑا دیہہ ٹانڈہ جس کی آبادی 9 ہزار اس کے بعد جوڑا کرنانہ جس کی آبادی 82 سو اور اس کے بعد حیورانوالی ساروکی شیخ پور سوک کلاں ڈنگہ کڑیانوالہ بڑیلہ شریف جو کہ 6 ہزار سے زائد والی آبادی کے دیہات ہیں جبکہ تحصیل کھاریاں میں کوٹلہ ارب علی خان، گلیانہ، کھوہار جیسے دیہات شامل ہیں جن کی آبادی زیادہ ہے۔ نئی مردم شماری سے ضلع گجرات پنجاب کے سب سے بڑے آبادی والے اضلاع میں 18 واں ضلع شامل ہو گیا ہے۔ گجرات میں پہلی مردم شماری 1901ء میں ہوئی جس میں گجرات کی آبادی ساڑھے سات لاکھ جس میں بیماری سے تعداد کم ہو گئی علاوہ ازیں دوسری مرتبہ مردم شماری 1911ء میں ہوئی جس میں دوبارہ ۱۱۰۰ عون کی بماری پھیلی تھی اور تعداد خاصی کم ہو گئی اور گجرات کی آبادی 6 لاکھ رہ گئی بعد ازاں 1921ء میں ہوئی اور پھر 1931ء، 1941ء اور 1957ء میں ہوئی جس کے دوران گجرات کی آبادی سواسات لاکھ اور 1961ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی 13 لاکھ 26 ہزار جس کے دوران منڈی بہاؤالدین سمیت 72ء سے لے کر 82ء تک آبادی 18 لاکھ ہو گئی تھی جو کہ 98ء کی مردم شماری گجرات کے جغرافیائی لحاظ سے کی گئی ہے۔ اب ضلع گجرات کی آبادی بیس لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔

marfat.com

نقشہ معلومات کوائف تحصیل گجرات

۱۔ نام تحصیل :- گجرات ۔ ۲ ۔ کل دیہات تحصیل 540 ۳ ۔ چکوک ۔ بلندی ۔ جٹاتر ۔ ٹھہاڑ ۔ نہری ۔ ۴ ۔ رقبہ تحصیل :- 365205 ایکڑ ۔ نہری :- 2210 ۔ چاہی :- 38512 ۔ نل چاہی :- 57989 ۔ نل نہری :- 25778 ۔ چھلاری :- 15 ۔

بارانی :- 135111 ۔ سیلاب :- 26188 ۔ میزان مزروعہ رقبہ :- 285803 ۔ رقبہ جنگلات :- 1680 ۔ رقبہ غیر ممکن :- 66663 ۔ بنجر سرکار :- 1316 ۔ دیگر قابل کاشت رقبہ :- 9743 ۔

ریلوے اسٹیشن :- کٹھالہ ۔ گجرات ۔ دیونہ ۔

ٹیوب ویل :- چاہات تحصیل :- ٹیوب ویل سرکاری :- 98 ۔ ٹیوب ویل غیر سرکاری :- 1720 ۔ بجلی والے غیر سرکاری :- 1778

کل چاہات :- 5918 ۔ جاری :- 5418 ۔ غیر جاری :- 500 ۔

ریسٹ ہاؤس :- ڈسٹرکٹ کونسل ۔ ہائی وے ریسٹ ہاؤس ۔ باڑی کھوکھر ۔

ٹانڈہ ۔ جلالپور جٹاں ۔ کڑیانوالہ ۔ دولت نگر ۔ شادیوال ۔ منگووال ۔

تھانہ جات :- گجرات شہر :- گجرات صدر ۔ سول لائن ۔ اے ڈویژن ۔ بی ڈویژن ۔ جلالپور جٹاں سٹی ۔ جلالپور جٹاں صدر ۔ ٹانڈہ ۔ کڑیانوالہ ۔ کنجاہ ۔

کمیٹی ہائے :- گجرات ۔ جلالپور جٹاں ۔ کنجاہ ۔ شادیوال ۔

نام حلقہ قانون گوئی بمع دیہات :- ۱ ۔ گجرات 1 :- 41 ۔ گجرات ۲ :- 29 ۔ ۳ ۔ جلالپور جٹاں :- 88 ۔ ۴ ۔ ٹانڈہ :- 72 ۔ ۵ ۔ پیروشاہ :- 93 ۔ ۶ ۔ دولت نگر :- 72 ۔ ۷ ۔ دیونہ :- 77 ۔ ۸ ۔ کنجاہ :- 68 ۔ قانون گوئی :- 8 ۔ کل رقبہ :- 540 ۔

ریونیو عملہ :- تحصیلدار :- 1 ۔ نائب تحصیلدار :- 4 ۔ قانون گوئی :- 9 ۔ صدر قانون گوئی :- 1 ۔ نائب صدر قانون گوئی :- 1 ۔ پٹواریاں :- 119 ۔

کل آبادی تحصیل گجرات :- 521123 ۔ کمیٹی ہائے :- 216066 ۔ دیگر آبادی :- 305057

marfat.com

marfat.com

نقشہ جات

- نقشہ ضلع گجرات
- آبی گذرگاہیں
- قدیمی شاہراہیں
- نوگزے مزارات
- نقشہ گجرات شہر
- نقشہ جلالپور جٹاں شہر

marfat.com

نقشہ ضلع گجرات

نقشہ علامات

نمبر شمار	نام علامات	رنگ علامات
۱	حدود ضلع	
۲	حدود تحصیل	
۳	حدود مواضعات	
۴	کچی سڑک	
۵	پکی سڑک	
۶	نہر	
۷	ریلوے لائن	
۸	بنگلہ	▫
۹	تھانہ پولیس	○
۱۰	حدود میونسپل کمیٹی	
۱۱	ڈسٹرکٹ بورڈ	

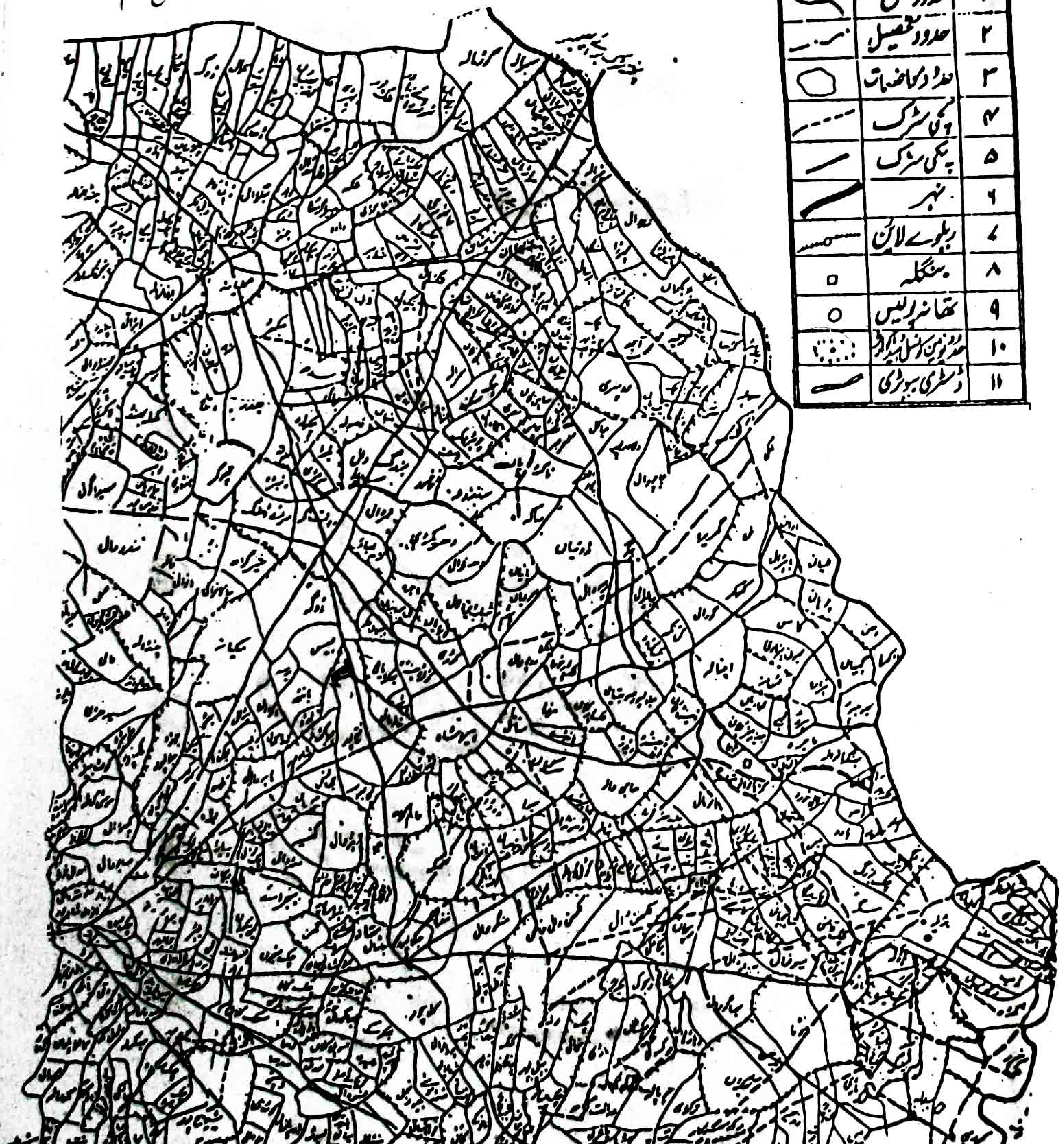

marfat.com

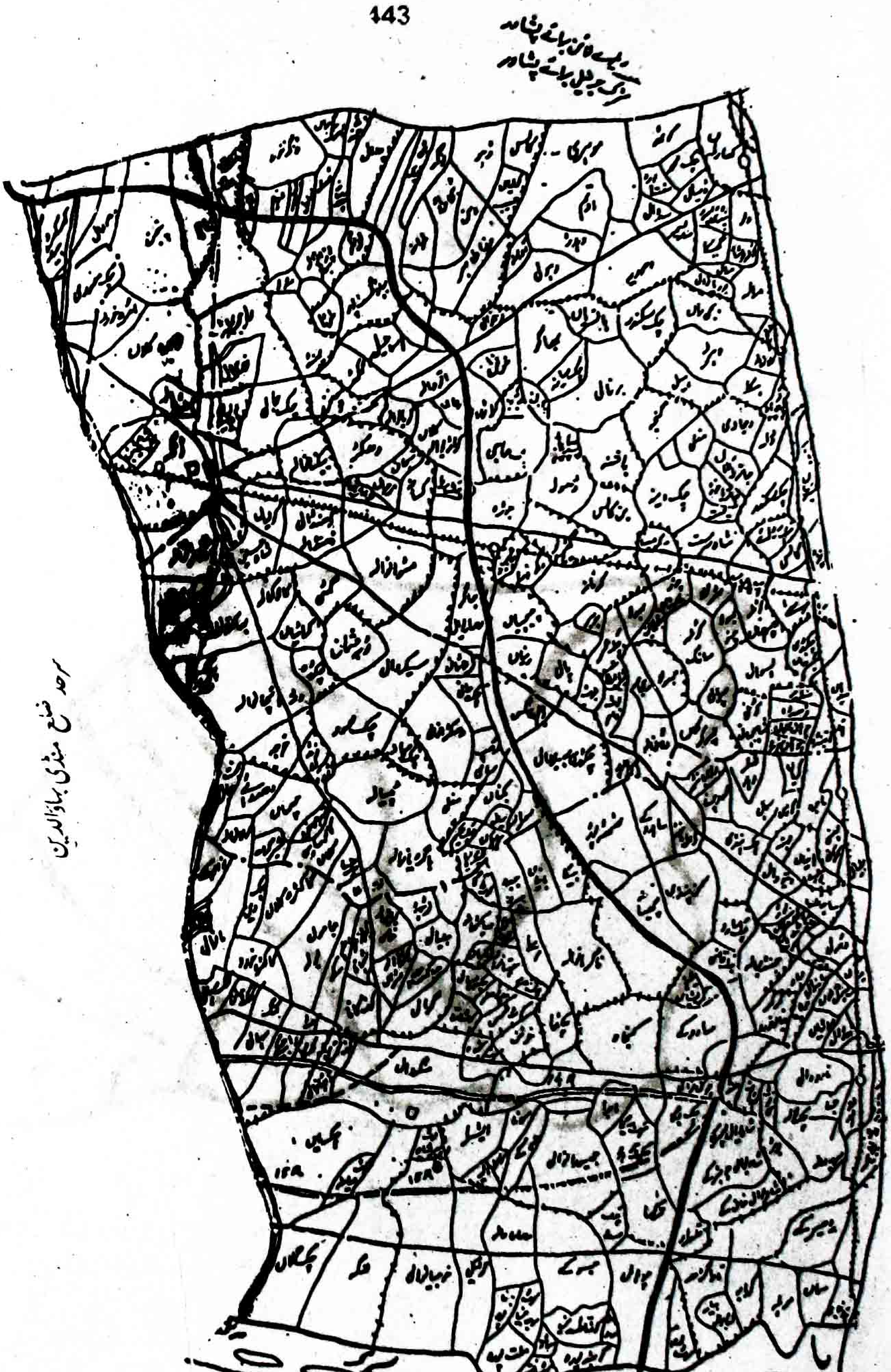
ریلوے لائن بجانب پشاور
سڑک جی ٹی بجانب پشاور
سرحد ضلع منڈی بہاؤالدین
سرحد ضلع گوجرانوالہ

marfat.com

نقشہ آبی گزرگاہیں

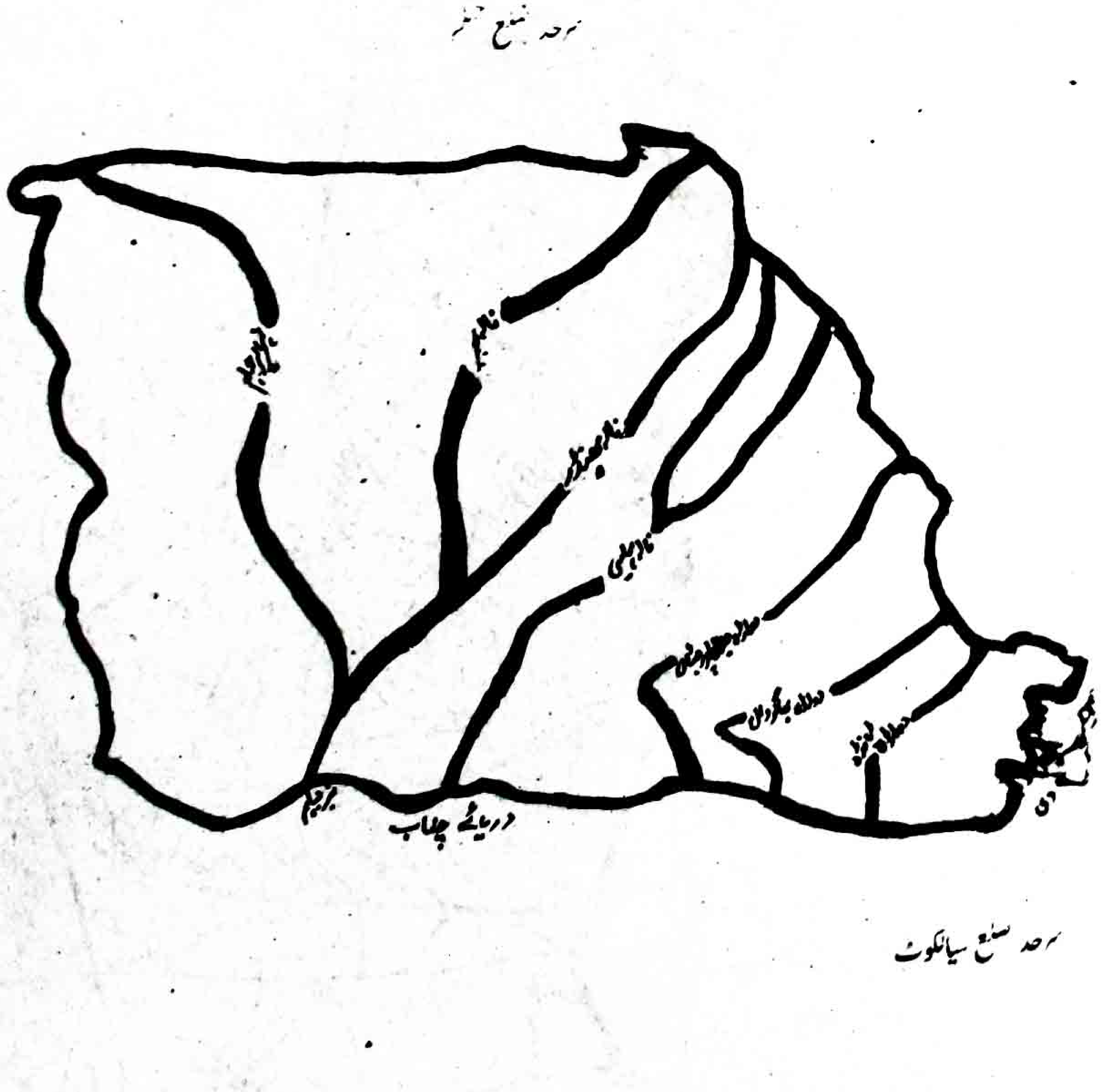

گجرات میں قدیمی شاہرائیں اور مشہور پتن

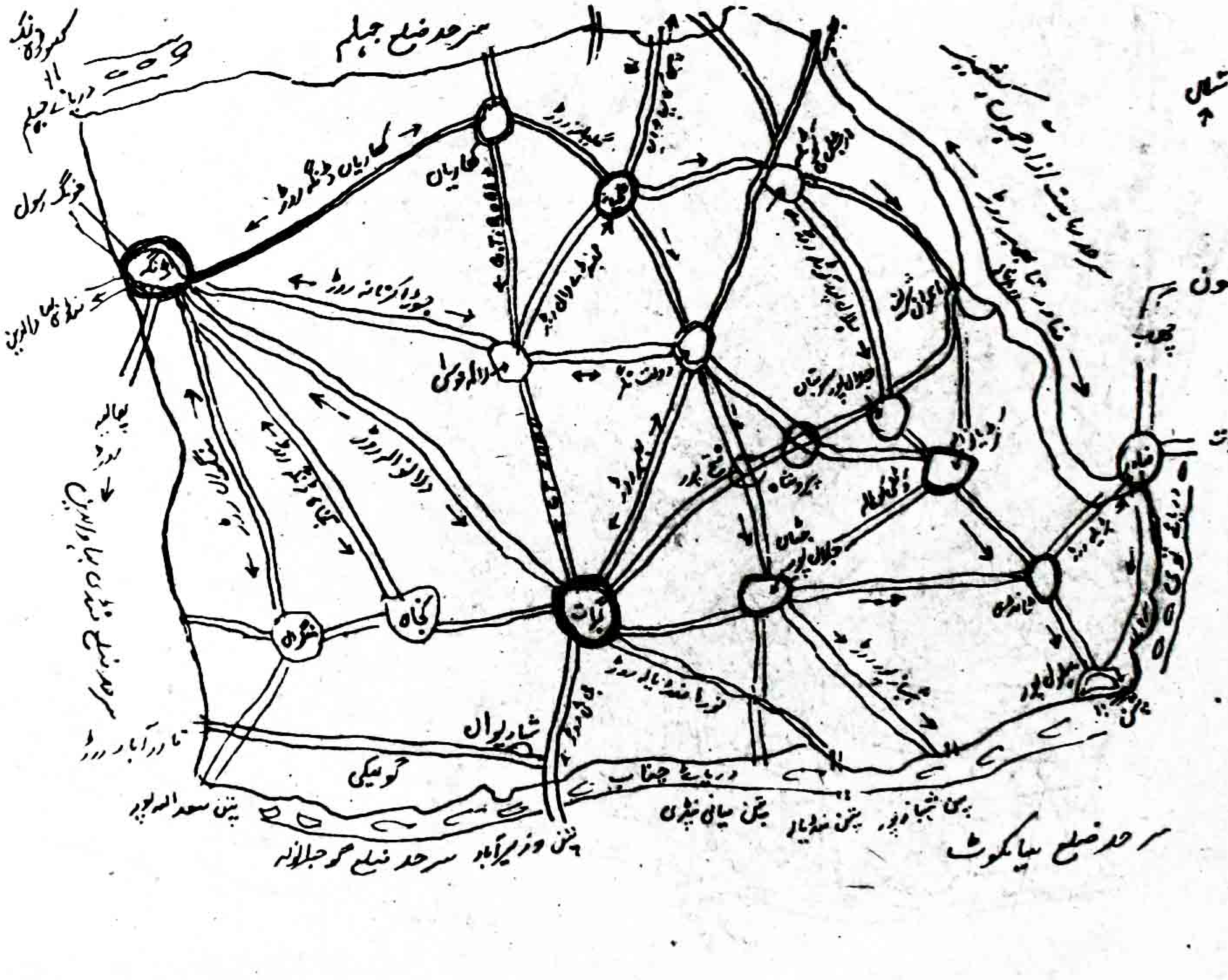

marfat.com

گول نقطہ ان مقامات پر قدیمی نوگزے لمبے مزار ہیں

۱

marfat.com

نقشہ گجرات شہر

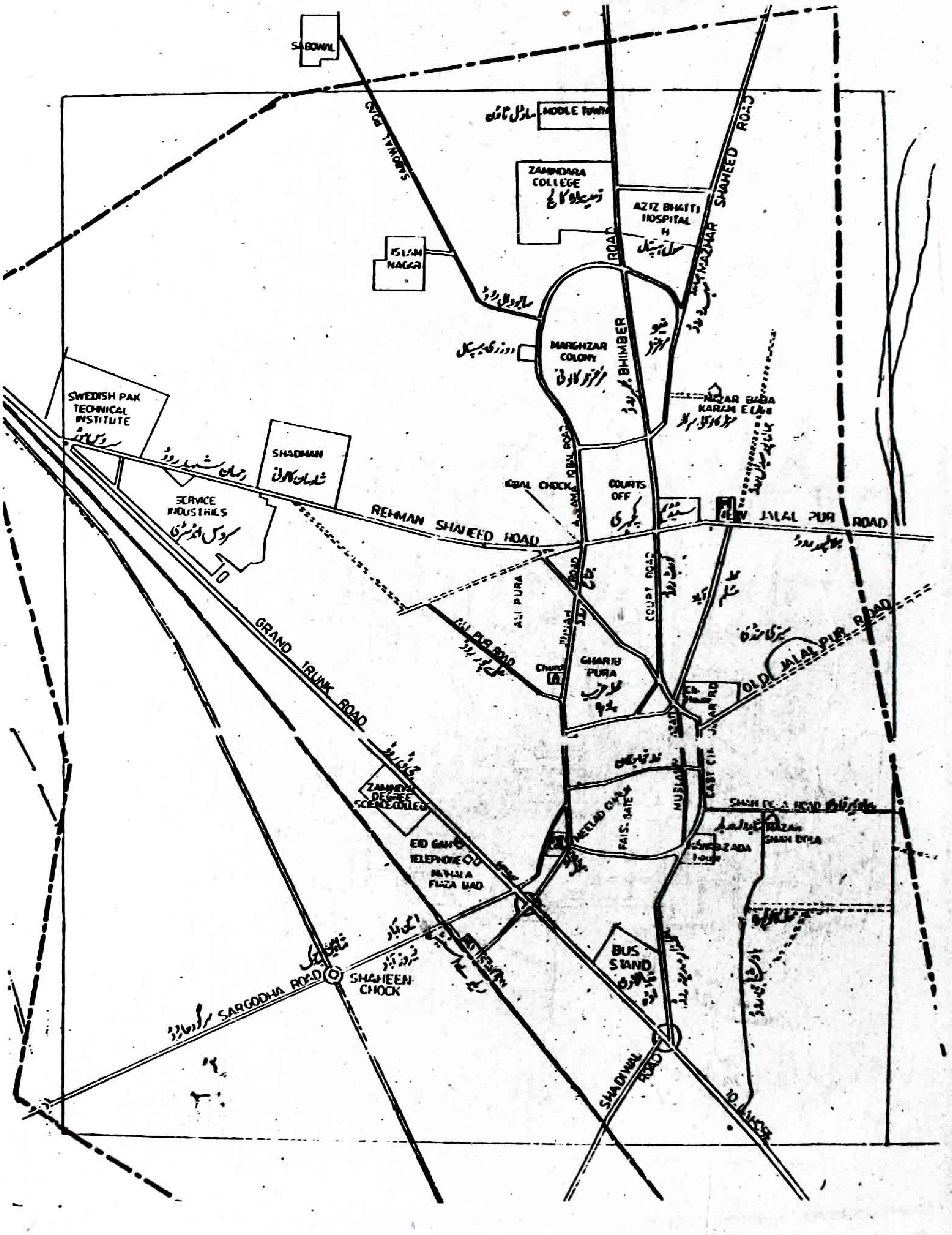

marfat.com

نقشہ جلالپور شہر

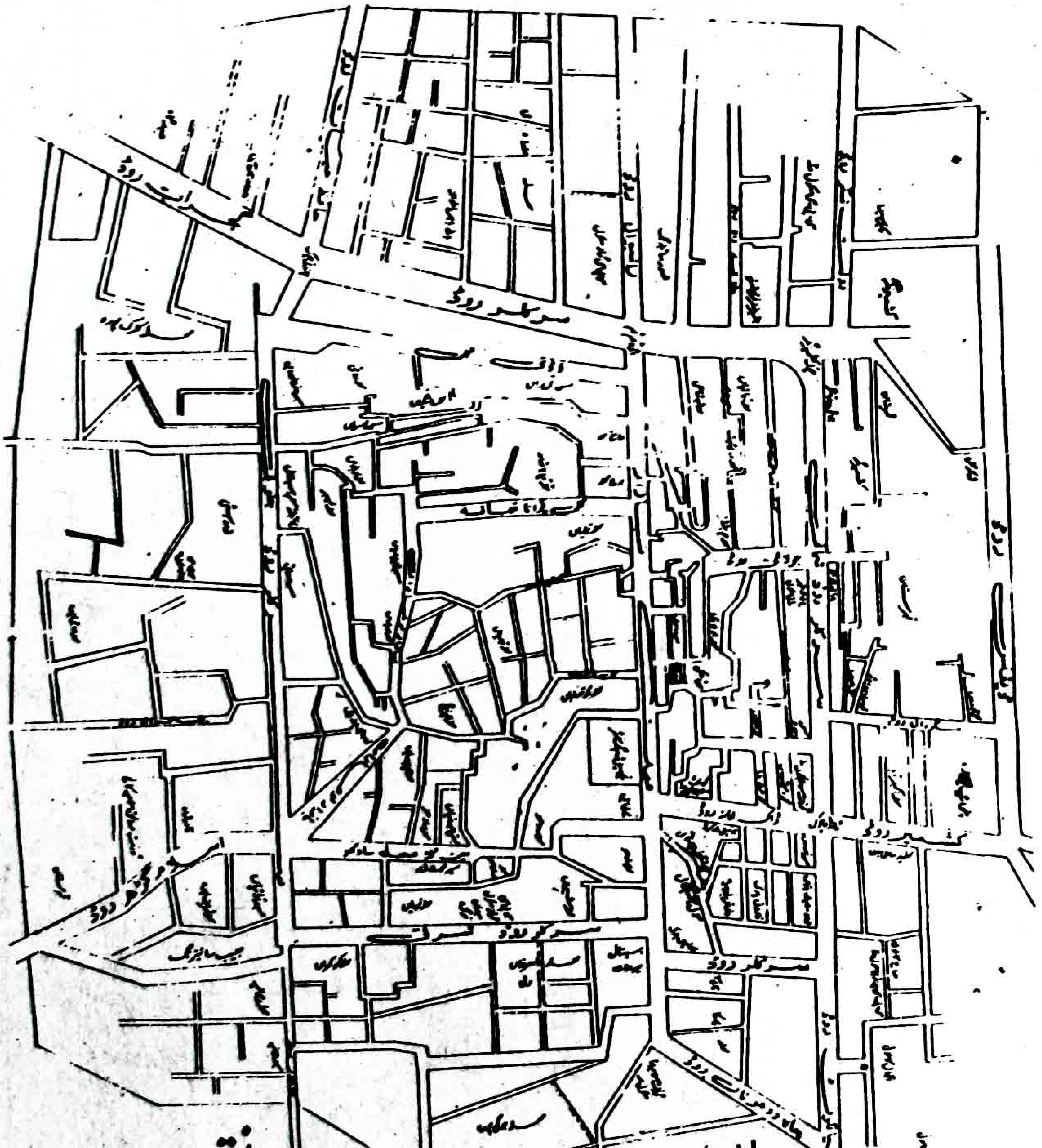

marfat.com

بہادری اور جرأت کا سب سے بڑا فوجی اعزاز

"نشانِ حیدر" پانے والے

میجر عزیز بھٹی شہید — نشانِ حیدر

میجر محمد اکرم شہید — نشانِ حیدر

میجر شبیر شریف شہید — نشانِ حیدر

سنہ ۱۹۴۷ سنہ ۱۹۶۵ اور سنہ ۱۹۷۱ مابعد شہید ہونے والوں کی فہرست

جن کا تعلق ضلع گجرات۔ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین۔ سرائے عالمگیر سے ہے!

marfat.com

میجر راجہ عزیز بھٹی شہید نشانِ حیدر

۶ اگست ۱۹۲۳ء سوموار ۳ بجے صبح ہانگ کانگ میں لادیاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ماسٹر محمد عبداللہ بھٹی کے گھر عزیز احمد نے جنم لیا۔ میٹرک تک تعلیم ہانگ کانگ میں ہی حاصل کی۔ پنجابی، اردو، انگریزی، چینی اور جرمن زبانوں پر مکمل عبور رکھنے والے اس مجاہد نے بنگلہ اور عربی بھی سیکھ لی تھی اور یوں ہفت زبان ہو گیا تھا۔

پاکستان بننے پر ائیر فورس کے کارپورل نے جنوری ۱۹۴۸ء میں فرسٹ ریگولر پی ایم اے لانگ کورس میں داخلہ لیا اور ۴ فروری ۵۰ء کو پاسنگ آؤٹ پریڈ پر حکومت پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت خان لیاقت علی خان کے ہاتھوں عزیز ملت نے نارمن گولڈ میڈل اور سورڈ آف آنر دونوں اعزاز حاصل کئے۔

پاکستان ملٹری کے بیشتر محکمانہ کورسز پاس کرنے کے علاوہ کینیڈا کے کنگسٹن کالج اور جرمنی میں انٹرپریٹر کا کورس بھی پاس کیا۔

ستمبر ۶۵ء کی جنگ پاکستان کی تاریخ میں ایک یادگار حیثیت کی حامل ہے کہ اسی جنگ نے پاکستانی قوم کو ایک نیا جنم دیا تھا

بی۔ آر۔ بی صرف ایک نہر ہی نہیں بلکہ ایک ناقابل تسخیر فصیل بن گئی تھی۔ بھارتی جرنیل کے لاہور کے جم خانہ میں شراب پینے کے خواب، خواب و خیال ہو گئے تھے

اس معرکہ ستمبر میں میجر راجہ عزیز بھٹی شہید برکی سیکٹر پر تعینات تھے اور اگلے مورچوں پر لڑ رہے تھے۔ ۱۲ ستمبر ۶۵ء کی صبح بی آر بی کے کنارے ۹-۳۰ بجے برکی پل سے شمال کی جانب ایک فرلانگ کے فاصلہ پر دشمن کا گولہ پھٹنے سے آپ کی شہادت ہوئی زخم سینے پر دائیں پھیپھڑے کے قریب لگا۔

لو وصل کی ساعت آپہنچی پھر حکم حضوری پر ہم نے آنکھوں کے دریچے بند کئے اور سینے کا در باز کیا

آپ کو ۲۳ مارچ ۶۶ء کے یوم پاکستان کی تقریب میں پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز نشانِ حیدر (بعد از مرگ) دیا گیا۔

آپ کا مزار اپنے آبائی گاؤں "لادیاں" میں ہے۔

marfat.com

میجر محمد اکرم شہید نشانِ حیدر

تحصیل کھاریاں کا قصبہ ڈنگہ کبھی زرعی اجناس کی منڈی ہونے کے ناطے مشہور تھا. یا پھر میٹھی سونف اس کی یاد دلاتی تھی۔ اہلِ علم اسے صاحبِ قرطاس و قلم ڈاکٹر صفدر محمود کے شہر کے حوالے سے جانتے تھے مگر اب یہ صاحبانِ شمشیر و سِناں میں بھی ایک مؤقر مقام کا مالک ہے جو اسے میجر محمد اکرم شہید نشانِ حیدر کے حوالہ سے ملا ہے۔ میجر محمد اکرم شہید نانویں جماعت سے تعلیم چھوڑ کر فوج میں بطور بوائے رنگروٹ بھرتی ہو گئے اور اسپیشل امتحان پاس کرنے کے بعد لانس نائیک بنے۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں ریگولر کمیشن کے لیے منتخب ہو کر پی ایم اے کاکول پہنچ گئے تعلیمی معیار پر پورا نہ اُترنے کے باوجود کیڈٹ سارجنٹ بنا دیئے گئے۔ سنہ ۱۹۶۳ء میں پھر مشرقی پاکستان میں تعیناتی ہوئی۔ سنہ ۱۹۶۵ء میں کیپٹن کے عہدے پر فائز ہوئے۔ سنہ ۱۹۶۸ء میں پھر مشرقی پاکستان رائفلز سے وابستہ ہوئے۔ سنہ ۱۹۷۰ء میں میجر کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۱ء کو جب بھارت نے مشرقی پاکستان پر حملہ کیا تو میجر اکرم الیف الیف آر سے وابستہ تھے اور وینا ج پور سیکٹر میں ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اسی سیکٹر پر مادرِ وطن کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہوئے اور نشانِ حیدر کے حق دار قرار پائے

بشکریہ

گجرات کی بات از اسحاق آشفتہ

marfat.com

میجر شبیر شریف شہید نشانِ حیدر

بابائے صحافت مولینا ظفر علی خان نے گجرات کے ایک قصبہ کے بارے میں فرمایا :-

یہ حسن و عشق کا گھر ہے اسے کنجاہ کہتے ہیں — ہر جرم کا آکر یہاں کفارہ ہوتا ہے
کہا کنجاہ کی کڑوی علم نے باتوں باتوں میں! — کہ تمباکو یہاں کا عقرب جرارہ ہوتا ہے

حسن و عشق کی یہ بستی جو اپنے کڑوے تمباکو اور شیریں دہن شعراء ملا غنیمت اور شریف کنجاہی کے حوالہ سے پہچانی جاتی تھی اب قرطاس و قلم کی شہرتوں سے نکل کر جرأتوں کے آسمانوں کو چھونے لگی ہے۔ باعثِ شہرت اس کا ایک سپوت میجر شبیر شریف شہید ہوا۔ جو سنہ ۱۹۴۳ء میں یہاں کے ایک مسلم راجپوت گھرانے میں پیدا ہوا۔ سینٹ انتھنی سکول لاہور سے سینئر کیمبرج پاس کیا۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور کو شرف بخشا اور پی ایم اے کاکول کو سدھارا۔ سنہ ۱۹۶۴ء میں کمیشن ملا۔ پاسنگ آؤٹ پریڈ پر شمشیرِ اعزاز حاصل کی۔

فرنٹیئر فورس کے پلاٹون کمانڈر بنائے گئے۔ جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں چھمب جوڑیاں (موجودہ افتخار آباد) محاذ پر دادِ شجاعت دی اور ستارۂ جرأت حاصل کیا۔

سنہ ۱۹۶۹ء میں انفنٹری بٹالین کے کمانڈر بنائے گئے۔ دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء میں سلیمانکی فاضلکا سیکٹر پر تعینات ہوئے۔ دشمن کی کئی چوکیوں پر قبضہ آپ کے حصہ میں آیا۔

۶ دسمبر سنہ ۷۱ء کو مادرِ وطن کا دفاع کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اور جنوری سنہ ۱۹۷۲ء میں انہیں ملک کا سب سے بڑا فوجی اعزاز "نشانِ حیدر" (پس از مرگ) دیا گیا۔

بشکریہ

گجرات کی بات از اسحاق [illegible]

marfat.com

لیفٹیننٹ کرنل چوہدری عبدالرحمن شہید ستارہ جرات

لیفٹیننٹ کرنل عبدالرحمن شہید کا مزار حضرت شاہ حسین ملتانیؒ کے مزار کے جانب مغرب ہے مزار پر تاریخ پیدائش 1926ء اور یوم شہادت 11 ستمبر 1965ء درج ہے۔ شہید 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سیالکوٹ سیکٹر میں چونڈہ کے محاذ پر توپ خانہ کی ایس پی رجمنٹ کے کمانڈنگ آفیسر تھے۔ آپ نے دشمن کی اگلی صفوں میں دالیرانہ یلغار کرتے ہوئے چونڈہ کے مقام پر وطن عزیز کی خاطر عظیم قربانی دے کر حیات جاوداں اور اہل وطن کے لئے ادائیگی کی ایک تابندہ مثال قائم کی۔

(شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے)

نشان حیدر چوک سے سروس موڑ تک سڑک کا نام رحمن شہید روڈ آپ کے نام سے منسوب ہے۔ کیپٹن مظہر شہید کا مزار مدینہ سیداں میں ہے۔ 1965ء کی جنگ میں لاہور کے قریب واہگہ باڈر پر بہادری کے جوہر دکھائے اور اپنی جان وطن عزیز پر قربان کردی۔

نشانِ حیدر

پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز جو مسلح افواج کے اُن جیالوں کو دیا جاتا ہے جو دورانِ جنگ انتہائی خطرناک حالات میں شجاعت کے اعلیٰ وارفع جوہر دکھائیں۔ یہ اعزاز برطانیہ کے وکٹوریہ کراس کے برابر ہے۔

نشانِ حیدر اسلام کے عظیم ترین مجاہد حضرت علیؓ کے اسم گرامی سے منسُوب کیا گیا ہے اس کا نشان پانچ کونوں والا ایک ستارہ ہے جو گن میٹل سے تیار کیا جاتا ہے اس پر سفید اینمل اور کوپر نکل دھات سے چاند ستارہ اور ڈیزائن بنا ہُوا ہے ڈیزائن کے بالائی حصے پر نشانِ حیدر کے الفاظ کندہ ہیں۔ ربن ڈیڑھ انچ چوڑا اور سبز ریشم کا ہے۔ نشانِ حیدر پانے والوں کو اس اعزاز کے ہمراہ پچاس ہزار تا پچہتر ایکڑ نہری زمین دی جاتی ہے۔ جی سی اوز اور وارنٹ افسروں کو ایک سو روپیہ ماہوار اور نان کیشنڈ افسروں اور دیگر رینکس کو پچاس روپے ماہوار الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔ اب تک یہ اعزاز مسلح افواج کے مندرجہ ذیل آٹھ نوجوانوں کو (بعد از شہادت) دیا جا چکا ہے۔ ان میں سے سات کا تعلق بری فوج سے ہے اور ایک کا تعلق فضائیہ سے ہے۔

(۱) کیپٹن محمد سرور شہید (۲) میجر طفیل محمد شہید (۳) میجر عزیز بھٹی شہید (۴) پائیلٹ آفیسر راشد منہاس (۵) میجر محمد اکرم شہید (۶) میجر شبیر شریف شہید (۷) سوار محمد حسین شہید (۸) لانس نائیک محمد محفوظ شہید۔

ضلع گجرات کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ملک میں کل آٹھ نشانِ حیدر پانے والوں میں تین کا تعلق ضلع گجرات سے ہے۔ میجر راجہ عزیز بھٹی شہیدؒ، میجر محمد اکرم شہیدؒ اور میجر شبیر شریف شہیدؒ

marfat.com

تحصیل گجرات کے 1947ء، 1948ء میں شہید ہونے والوں کے نام

احمد علی ساکن ملکپور خورد تحصیل گجرات ،نذر محمد ساکن ملکپور خورد تحصیل گجرات، مجیب ساکن پنڈی تیلیاں تحصیل گجرات، میاں خاں ساکن مہلو تحصیل گجرات، کرم دین ساکن دولت نگر تحصیل گجرات، پیراں دتہ ساکن جلالپور جٹاں تحصیل گجرات، علی ساکن تحصیل گجرات، غلام نبی ساکن کوٹلی تحصیل گجرات، عباس خاں ساکن تحصیل گجرات، اللہ دتہ ساکن دولت نگر تحصیل گجرات، احمد دین ساکن ٹانڈہ تحصیل گجرات، خوشی محمد ساکن ٹانڈہ تحصیل گجرات، محمد عالم ساکن تحصیل گجرات، محمد دین ساکن بودراج کیمپ جلالپور جٹاں تحصیل گجرات، خادم حسین شاہ سکھر تحصیل گجرات، سیف علی ساکن جلالپور صوبتیاں تحصیل گجرات، کرم الٰہی ساکن تحصیل گجرات، اللہ دتہ ساکن تحصیل گجرات، فتح دین ساکن سرخپور تحصیل گجرات، نکو ساکن ٹانڈہ تحصیل گجرات، کاکا ساکن ٹانڈہ تحصیل گجرات، بوٹا خاں ساکن تحصیل گجرات، عبدالمجید ساکن اعوان شریف تحصیل گجرات، رحمت خاں ساکن حاجیوالہ تحصیل گجرات، امام دین ساکن قلعہ سورہ سنگھ تحصیل گجرات، محمد عالم ساکن بارو تحصیل گجرات

تحصیل کھاریاں 1947ء، 1948ء میں شہید ہونے والوں کے نام

سلطان علی ٹی جے ساکن سہنا تحصیل کھاریاں، امام دین ساکن تحصیل کھاریاں، محمد دین ساکن تحصیل کھاریاں، فضل احمد ساکن لنگڑیال تحصیل کھاریاں، محمد بوٹا ساکن منگلیا تحصیل کھاریاں، سردار خاں ساکن مڑاڑیاں تحصیل کھاریاں، حسن محمد ساکن تحصیل کھاریاں، عبدالرحیم ساکن سعریا تحصیل کھاریاں، محمد ساکن تحصیل کھاریاں، رحمت خاں ساکن آچھ تحصیل کھاریاں، خواج دین ساکن تحصیل کھاریاں، محمد الٰہی ساکن تحصیل کھاریاں، کریم

marfat.com

داد ساکن سوہال تحصیل کھاریاں، سلطان احمد ساکن شیخ پور تحصیل کھاریاں، ولایت خاں ساکن رسول پور تحصیل کھاریاں، برکت علی ساکن تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن تحصیل کھاریاں، علم دین ساکن کھرانہ تحصیل کھاریاں، سید الف شاہ ساکن کوٹلہ تحصیل کھاریاں، محمد خاں ساکن تحصیل کھاریاں، عنایت اللہ ساکن تحصیل کھاریاں، نواز ساکن تحصیل کھاریاں، شاہ محمد ساکن تحصیل کھاریاں

تحصیل پھالیہ 1948,1947 کے شہداء کے نام

محمد عالم ساکن پھالیہ، اکبر علی ساکن پھالیہ

سرائے عالمگیر 1948,1947 کے شہداء کے نام

سلیمان شاہ ساکن سرائے عالمگیر، محمد نوار ساکن پنڈ عزیز سرائے عالمگیر

تحصیل گجرات 1965ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام

محمد اسلم ساکن شیخ قریشاں تحصیل گجرات، بہادر خاں ساکن ڈوگہ تحصیل گجرات، محمد شفیع ساکن بکول جٹاں تحصیل گجرات، گلزار احمد ساکن محمود چنا تحصیل گجرات، سردار علیشاہ ساکن ناروالی تحصیل گجرات، فضل الٰہی ساکن نلکوال تحصیل گجرات، محمد عالم ساکن کلاچور تحصیل گجرات، محمد گلزار ساکن ہنجرا تحصیل گجرات، ظفراللہ خاں ساکن کاسب تحصیل گجرات، میاں محمد ساکن ڈھینڈہ تحصیل گجرات، محمد اکرم کوٹلی شاہجہانیاں تحصیل گجرات، عبدالرحیم خاں ساکن گورسیاں تحصیل گجرات، محمد اکرم ساکن ناروالی تحصیل گجرات، نصیر احمد ساکن چک پنڈی تحصیل گجرات، محمد حیات ساکن شادیوال تحصیل گجرات، عدالت خان ساکن دولت نگر تحصیل گجرات، محمد لوطیف ساکن بھاگووال کلاں تحصیل گجرات، محمد لطیف ساکن بھاگووال کلاں تحصیل گجرات، اصغر علی ساکن کہیاں تحصیل گجرات، محمد صدیق ساکن کوٹ میر حسین تحصیل گجرات، لال خاں ساکن دھن تحصیل گجرات، فضل حسین ساکن گھمینہ تحصیل گجرات، حبیب اللہ ساکن محمود چمنا تحصیل گجرات، محمد ریاض ساکن میکن تحصیل

marfat.com

گجرات، منظور حسین شاہ ساکن چک دلو کنجاہ تحصیل گجرات، منظور حسین ساکن پھلروان تحصیل گجرات، غلام حیدر ساکن سرہالی تحصیل گجرات، بشیر احمد ساکن کمیانہ تحصیل گجرات، محمد اکرم ساکن مالووال تحصیل گجرات، محمد رمضان ساکن متیانوالہ تحصیل گجرات، عنایت خاں ساکن وڈا پنڈ تحصیل گجرات، سلطان احمد ساکن ہرداس پور تحصیل گجرات، محمد رشید ساکن دولت نگر تحصیل گجرات، محمد مشتاق ساکن حاجیوالہ تحصیل گجرات، میاں خاں ساکن اولڈ جامع مسجد کنجاہ تحصیل گجرات، نذیر احمد ساکن ڈھیروگنہ تحصیل گجرات، محمد عالم ساکن چک پنڈی تحصیل گجرات، اصغر علی ساکن چاچوال تحصیل گجرات، نذیر احمد ساکن سرکیاں تحصیل گجرات، محمد خاں ساکن چیچیاں تحصیل گجرات، بہادر خاں ساکن ڈھوک تحصیل گجرات، محمد اقبال ساکن تحصیل گجرات، محمد اکرم بٹ ساکن ہسم تحصیل گجرات

تحصیل کھاریاں 1965ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام

عنایت خاں ساکن چڑیاولہ تحصیل کھاریاں، محمد شفیع ساکن کوٹر تحصیل کھاریاں، بشیر حسین ساکن معلوم پور تحصیل کھاریاں، گلزار حسین ساکن چک سجاول تحصیل کھاریاں، محمد اکرم ساکن جاتریا کلاں تحصیل کھاریاں، برکت علی ساکن گلیانہ تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن ناگریاں تحصیل کھاریاں، محمد ابراہیم ساکن گھرڑی تحصیل کھاریاں، لطیف حسین ساکن لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں، غلام سرور ساکن کھوڑی تحصیل کھاریاں، محمد اشرف ساکن بکوال تحصیل کھاریاں، محمد یونس ساکن سنبھل تحصیل کھاریاں، میاں عصمت حیات ساکن برنالی تحصیل کھاریاں، سردار خاں ساکن لہڑی تحصیل کھاریاں، محمد حسین ملکپور جٹاں تحصیل کھاریاں، علی اصغر ساکن سیدحرٹی تحصیل کھاریاں، ولایت خاں ساکن سیکرلالی تحصیل کھاریاں، نذر حسین شاہ ساکن کوٹلہ تحصیل کھاریاں، منیر حسین شاہ ساکن بھبور تحصیل کھاریاں، محمد اختر ساکن پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں، عبدالرحمان ساکن سرڈھوک تحصیل کھاریاں، محمد اکبر ساکن دادو برسالہ تحصیل کھاریاں، میاں خاں ساکن کیرانوالہ شمالی تحصیل کھاریاں، ضمیر علی ساکن پنڈ عزیز تحصیل کھاریاں، غلام رسول ساکن بدومرجان تحصیل کھاریاں، محمد سردار ساکن سدہ تحصیل کھاریاں، میاں خاں ساکن چڑیاولہ تحصیل کھاریاں، برکت علی ساکن منڈی جٹاں تحصیل کھاریاں، ولایت خاں ساکن ڈوگہ تحصیل کھاریاں، زمرد حسین ساکن بڑ تحصیل کھاریاں، عبدالغنی ساکن سوہال تحصیل کھاریاں، چن پیر

marfat.com

ساکن نعیرہ تحصیل کھاریاں، محمد اقبال ساکن محلہ چراغ پورہ تحصیل کھاریاں، محمد صادق ساکن چھنی ٹھوٹھہ راتے ہادر تحصیل کھاریاں، محمد صادق ساکن تحصیل کھاریاں، رحمت خاں ساکن بھوانج تحصیل کھاریاں، فضل حسین ساکن سید ابراہیم تحصیل کھاریاں، محمد مالک ساکن بھاؤ گیٹ پور تحصیل کھاریاں، محمد انور ساکن تحصیل کھاریاں، بشیر احمد ساکن تحصیل کھاریاں، غلام حسین ساکن وارڈ نمبر 3 محلہ نور احمد، پورہ لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں، غلام الٰہی ساکن لانگے تحصیل کھاریاں، اللہ دتہ ساکن تحصیل کھاریاں، محمد نواز ساکن تحصیل کھاریاں، علی اصغر ساکن تحصیل کھاریاں، محمد زمان ساکن چڑیاولہ تحصیل کھاریاں، بالا خان ساکن کوٹلہ تحصیل کھاریاں، محمد رزاق ساکن تحصیل کھاریاں، محمد حسین ساکن تحصیل کھاریاں، منشی خان ساکن ناگریاں تحصیل کھاریاں، محمد ساکن تحصیل کھاریاں، محمد حنیف ساکن کوٹلی شاہ جہانیاں تحصیل کھاریاں

1965ء سرائے عالمگیر کے شہداء کے نام

خادم حسین ساکن باولی شریف سرائے عالمگیر، محمد حنیف ساکن محبوب آباد سرائے عالمگیر، محمد اسلم ساکن بولانی سرائے عالمگیر، محمد رشید ساکن کوٹیاں سرائے عالمگیر، صابر حسین ساکن گندرہ نزد منڈی بھلوال سرائے عالمگیر، منظور احمد ساکن گیال نزد بولانی سرائے عالمگیر، محمد سلطان ساکن سرائے عالمگیر، عنایت خاں ساکن بوباولی خورد سرائے عالمگیر، عنایت خان ساکن سرائے عالمگیر، محمد زمان ساکن کریالہ سرائے عالمگیر، محمد ریاض ساکن کھوار سرائے عالمگیر، محمد رفیق ساکن ریلوے اسٹیشن سرائے عالمگیر

1965ء کی جنگ میں تحصیل پھالیہ کے شہداء کے نام

محمد صدیق ساکن چک نمبر 13 تحصیل پھالیہ، فیض احمد ساکن چک جانو کلاں پھالیہ، محمد حیات ساکن بچر پھالیہ، غلام رسول ساکن شہد انوالی منڈی بہاؤالدین، غلام نبی ساکن تحصیل پھالیہ، صوبہ خاں ساکن تحصیل پھالیہ، فضل حسین ساکن تحصیل پھالیہ

تحصیل گجرات 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام

محمد وارث ساکن میراں چک تحصیل گجرات، محمد اشرف ساکن بھاگووال کلاں تحصیل گجرات، وزیر ساکن جنوو کل

marfat.com

تحصیل گجرات، عبدالعزیز ساکن ٹانڈہ تحصیل گجرات، محمد اقبال ساکن موسیٰ کمالہ تحصیل گجرات، محمد اسلم جلالپور جٹاں تحصیل گجرات، محمد لطیف ساکن بھاٹی تحصیل گجرات، ولایت خاں ساکن ہزارہ تحصیل گجرات، محمد شفیع ساکن دھاڑی وال تحصیل گجرات، محمد حفیظ ساکن شیخپور تحصیل گجرات، لال خاں ساکن موٹا تحصیل گجرات، رحمت خان ساکن میراں چک تحصیل گجرات، محمد حسین ساکن قادر کالونی تحصیل گجرات، مہدی خاں ساکن ملکیانہ تحصیل گجرات، ، محمد یعقوب ساکن شادیوال تحصیل گجرات، خادم حسین ساکن لکھنوال تحصیل گجرات، محمد حسین ساکن جھیورانوالی تحصیل گجرات، رحیم اللہ ساکن میانہ کوٹ تحصیل گجرات، بشیر احمد ساکن نتھوال تحصیل گجرات، محمد خاں ساکن برسہ تحصیل گجرات، لیاقت علی ساکن دیٹر تحصیل گجرات، فضل حسین ساکن چک بالی تحصیل گجرات، محمد اسلم ساکن ڈھینڈہ کلاں تحصیل گجرات

مختار احمد ساکن ملکپور خورد تحصیل گجرات، ولایت خاں ساکن چانگانوالی تحصیل گجرات، عبدالرزاق ساکن کھیپرانوالہ تحصیل گجرات، سردار شاہ ساکن پنڈی تحصیل گجرات، غلام حیدر ساکن کوٹلہ سوئیاں تحصیل گجرات، مہدی خاں ساکن سوھڑی تحصیل گجرات، حیدر خاں ساکن فالتاں تحصیل گجرات، مہدی خاں ساکن چوکنانوالی تحصیل گجرات، ظفر علی ساکن حاجی والا تحصیل گجرات، جاوید اختر ساکن عالم گڑھ تحصیل گجرات، محمد اشرف ساکن پیرا کٹھالہ تحصیل گجرات، عبدالرحمن ساکن کالرہ کلاں تحصیل گجرات، محمد اسلم ساکن بھوکا تحصیل گجرات، فرزند علی ساکن بوڑا بانٹھ تحصیل گجرات، یوسف شاہ ... ساکن رانیوال سیداں گجرات، محمد ریاض ساکن حاجی والا تحصیل گجرات، محمد نذیر ساکن میکن تحصیل گجرات، محمد اسلم ساکن شیر گڑھ تحصیل گجرات

محمد لطیف ساکن باونتہ ... تحصیل گجرات، محمد شریف ساکن تحصیل گجرات، محمد یونس ساکن چاہ ترہنگ گجرات شہر، عبدالغنی ساکن کوٹلہ جلالپور جٹاں تحصیل گجرات، محبوب حسین شاہ ساکن بٹی تحصیل گجرات، اللہ دتہ ساکن رحمانیاں تحصیل گجرات، ارشد اقبال ساکن تحصیل گجرات، حبیب الٰہی ساکن کڑیانوالہ تحصیل گجرات، صوبیدار حاکم علی ساکن وزہہ تحصیل گجرات، نائب صوبیدار برکت علی ساکن ملکیانہ تحصیل گجرات، محمد خلیل ساکن فتح پور تحصیل گجرات، مرزا محمود ساکن تحصیل گجرات، بہادر خاں ساکن بھلیسر تحصیل گجرات

محمد صدیق ساکن بہلول پور تحصیل گجرات، سلطان احمد ساکن جسوکی تحصیل گجرات، ظفر علی ساکن سرائے ڈھینگ تحصیل گجرات، سرور بیگ ساکن ہزارہ مغلاں تحصیل گجرات، محمد شریف ساکن تحصیل گجرات، محمد اصغر ساکن

marfat.com

تحصیل گجرات، محمد اعظم چک بھولا تحصیل گجرات، اللہ دتہ ساکن لدھا تحصیل گجرات، فیض رسول ساکن شیخپور تحصیل گجرات، محمد اسلم ساکن تحصیل گجرات، محمد اسلم ساکن ٹھٹھہ پوڑ تحصیل گجرات، محمد زمان ساکن فتح پور تحصیل گجرات، محمد بشیر ساکن میراں چک تحصیل گجرات، محمد سعی ساکن دھول خورد تحصیل گجرات، محمد رفیق ساکن اعوان شریف تحصیل گجرات، محمد وارث ساکن بدو بھٹی تحصیل گجرات، صالح محمد ساکن عادوال تحصیل گجرات، بشیر احمد ساکن لکھنوال تحصیل گجرات، لیاقت علی ساکن بانیاں۔ تحصیل گجرات، ولایت خان ساکن رسیدہ تحصیل گجرات، محمد عارف ساکن ٹل تحصیل گجرات، قمر زمان ساکن محلہ ولی محمد گجرات شہر، محمد سعی ساکن کورالی تحصیل گجرات، سلامت علی ساکن تحصیل گجرات

محمد اسلام ساکن تحصیل گجرات، محمد خالد ساکن نئی آبادی عقب گورنمنٹ ہائی سکول گجرات، محمد اقبال ساکن تحصیل گجرات، بشیر احمد ساکن تحصیل گجرات، محمد اسلم ساکن سرکیاں تحصیل گجرات، مہر خاں ساکن گجگراں تحصیل گجرات، رشید احمد ساکن مدینہ تحصیل گجرات، فضل احمد ساکن ڈھوک کاسب تحصیل گجرات، محمد سعید ساکن معین الدین پور تحصیل گجرات، نذر محمد ساکن تحصیل گجرات، مشتاق احمد ساکن چک براہم تحصیل گجرات، افتخار احمد ساکن چک تحصیل گجرات، اللہ دتہ ساکن ملک پور تحصیل گجرات، بوٹا خاں ساکن تحصیل گجرات، محمد یعقوب ساکن گگیاں تحصیل گجرات۔ رحمت خاں ساکن سانتل تحصیل گجرات، لال خاں ساکن فتحپور تحصیل گجرات، محمد الیاس ساکن پیچوکی تحصیل گجرات، عنایت علی ساکن صاحب لکھو تحصیل گجرات، رحمت خاں ساکن تحصیل گجرات، رشید احمد ساکن تحصیل گجرات، کریم بخش ساکن ریلوے روڈ گجرات

محمد شریف ساکن تحصیل گجرات، مشتاق ساکن جھنڈے وال تحصیل گجرات، عبدالکریم ساکن تحصیل گجرات، محمد حسین ساکن تحصیل گجرات، محمد شریف ساکن چوپالہ تحصیل گجرات، منور بیگ ساکن نسوالی تحصیل گجرات، محمد رفیق ساکن کھیوا تحصیل گجرات، محمد اقبال ساکن تحصیل گجرات، صابر حسین ساکن پیرو شاہ تحصیل گجرات

تحصیل کھاریاں 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام

محمد حنیف ساکن تحصیل کھاریاں، محمد بشیر ساکن سدھ تحصیل کھاریاں، فیض احمد ساکن ڈھوڈک خورد تحصیل کھاریاں، احمد خان ساکن محلہ جوگی لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں، غلام نبی ساکن نرول تحصیل کھاریاں، محمد نواز ساکن

marfat.com

تحصیل کھاریاں، فتح محمد ساکن ریلوے اسٹیشن کھاریاں، محمد گلزار ساکن ٹھوٹھہ رائے بہادر تحصیل کھاریاں، محمد رفیق ساکن ڈھل تحصیل کھاریاں، عاشق حسین ساکن ساکہ تحصیل کھاریاں، محمد شفیع ساکن دینہ چک تحصیل کھاریاں، محمد امین ساکن لہڑی تحصیل کھاریاں، عبدالعزیز ساکن امرہ کلاں تحصیل کھاریاں، محمد اکبر ساکن ہنج تحصیل کھاریاں، محمد انور ساکن بالانی تحصیل کھاریاں، ایم طیب حسین شاہ ساکن چکوڑی تحصیل کھاریاں، مشتاق احمد ساکن جنڈانوالہ تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن لوہاریاں تحصیل کھاریاں، فضل الرحمن ساکن کالو چک تحصیل کھاریاں، اللہ دتہ ساکن گیال تحصیل کھاریاں، محمد رشید ساکن بیگہ مروج پورہ تحصیل کھاریاں، منظور حسین ساکن ڈومنیانوالہ تحصیل کھاریاں، محمد دانش ساکن پلاگراں تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن سنت پور تحصیل کھاریاں، قرداد ساکن کھرکو تحصیل کھاریاں، محمد یوسف ساکن سدھ تحصیل کھاریاں

محمد صدیق ساکن ہنج تحصیل کھاریاں، محمد اکبر ساکن چک رجاری تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن پیر خانہ تحصیل کھاریا، محمد شریف ساکن بھگوال تحصیل کھاریاں، محمد سلیمان ساکن کوٹلی تحصیل کھاریاں، محمد اسحاق ساکن کوٹویالہ تحصیل کھاریاں، بشیر احمد ساکن کوٹلی تحصیل کھاریاں، اللہ دتہ ساکن ٹھوٹھہ رائے بہادر تحصیل کھاریاں، محمد ظلن ساکن تحصیل کھاریاں، محمد لطیف ساکن میٹا چک تحصیل کھاریاں، محمد یوسف ساکن کوچھ تحصیل کھاریاں، محمد دین ساکن بھاگو تحصیل کھاریاں، محمد بوٹا ساکن سرسالہ تحصیل کھاریاں، محمد یونس ساکن سدوال تحصیل کھاریاں، مقصود احمد ساکن ڈنگہ تحصیل کھاریاں، محمد رفیق ساکن بھاگو شاہ پور تحصیل کھاریاں، محمد حنیف ساکن تحصیل کھاریاں، محمد یونس ساکن پوراں تحصیل کھاریاں، محمد رفیق ساکن بیگا تحصیل کھاریاں، صوبیدار شیر عالم ساکن تحصیل کھاریاں، نائب صوبیدار عبداللطیف ساکن پوٹلی تحصیل کھاریاں، نائب صوبیدار بشیر احمد ساکن تحصیل کھاریاں، محمد انور ساکن کھوڑی تحصیل کھاریاں، نائب صوبیدار محمد صادق ساکن ڈھولہ تحصیل کھاریاں، نائب صوبیدار جلال خاں ساکن نور جمال تحصیل کھاریاں، عبدالغفار ساکن موہری شریف تحصیل کھاریاں

محمد نواز ساکن تحصیل کھاریاں، کرامت علی ساکن تحصیل کھاریاں، نبی شاہ ساکن کریالہ تحصیل کھاریاں، ولایت خاں ساکن لمبے تحصیل کھاریاں، غلام رسول ساکن تحصیل کھاریاں، محمد صدیق ساکن ٹھوٹھہ رائے بہادر تحصیل کھاریاں، سلطان احمد ساکن سید ابراہیم تحصیل کھاریاں، فرمان علی ساکن کھرکا تحصیل کھاریاں، نذیر احمد ساکن دہڑ تحصیل کھاریاں، سید قاسم ساکن گلیانہ تحصیل کھاریاں، مختار احمد ساکن تحصیل کھاریاں، غلام احمد ساکن ہیرا لوز

marfat.com

تحصیل کھاریاں، احمد خان ساکن تحصیل کھاریاں، محمد اشرف ساکن تحصیل کھاریاں، محمد صدیق ساکن نتھوتھہ راتھے بہادر تحصیل کھاریاں، مہدی خان ساکن کراڑی والا تحصیل کھاریاں، بشیر احمد ساکن چک نمبر 163 تحصیل کھاریاں، امام دین ساکن ٹلا تحصیل کھاریاں، عبدالحق ساکن سدووال برہمناں تحصیل کھاریاں، میاں خاں ساکن علی چک تحصیل کھاریاں، محمد زمان ساکن گولڑہ تحصیل کھاریاں، ظفر علی ساکن ہیرا گڑھ تحصیل کھاریاں، عاشق حسین ساکن تحصیل کھاریاں، نذیر احمد ساکن موسی والا تحصیل کھاریاں، محمد اعظم ساکن باہروال تحصیل کھاریاں، گلاب خاں ساکن بلو بانیاں تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن سدووال تحصیل کھاریاں، محمد انور ساکن بولانی تحصیل کھاریاں، محمد اکرم ساکن بھگوال تحصیل کھاریاں، ظہور شاہ ساکن بنی تحصیل کھاریاں، غلام حیدر ساکن کولیاں حبیب تحصیل کھاریاں، عبدالرحمان ساکن ڈھوک پوٹھی تحصیل کھاریاں

محمد الیاس ساکن گوٹریالہ تحصیل کھاریاں، مولا بخش ساکن خواص پور تحصیل کھاریاں، محمد عارف ساکن تحصیل کھاریاں، سید محمد ساکن سارنگ تحصیل کھاریاں، محمد نواز ساکن موہری شریف تحصیل کھاریاں، منظور حسین ساکن ٹے تحصیل کھاریاں، محمد یونس ساکن دہڑ تحصیل کھاریاں، محمد اقبال ساکن گوٹریالہ تحصیل کھاریاں، اصغر علی چک ساکن بھلوال تحصیل کھاریاں، محمد شریف ساکن لنگڑیال تحصیل کھاریاں، اصغر علی ساکن نکوال تحصیل کھاریاں، اللہ دتہ ساکن راجووال تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن کھوڑی تحصیل کھاریاں، فتح خاں ساکن تحصیل کھاریاں، عبدالغنی ساکن کولیاں تحصیل کھاریاں، غلام نبی ساکن کھدریالہ تحصیل کھاریاں، سردار خاں ساکن چڑیاولہ تحصیل کھاریاں، حسین ساکن تحصیل کھاریاں، اصغر علی ساکن سدووال کلاں تحصیل کھاریاں، مہران شاہ ساکن تحصیل کھاریاں، نذیر احمد ساکن تحصیل کھاریاں، صابر حسین ساکن تحصیل کھاریاں، محمد عالم ساکن تحصیل کھاریاں، محسن حسین شاہ ساکن تحصیل کھاریاں، محمد یونس ساکن تحصیل کھاریاں

غلام حسین ساکن تحصیل کھاریاں، غلام حسین ساکن تحصیل کھاریاں، شوکت حسین ساکن کھرلنہ پیر غازی تحصیل کھاریاں، بشیر احمد ساکن راٹھوری تحصیل کھاریاں، بشیر احمد ساکن مچھوڑہ تحصیل کھاریاں، محمد ریاض ساکن تحصیل کھاریاں، محمد اسلم ساکن تحصیل کھاریاں، محمد یونس ساکن کولیاں شاہ حسین تحصیل کھاریاں، نذر حسین ساکن سروانچہ تحصیل کھاریاں

marfat.com

تحصیل پھالیہ 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام

بشیر احمد ساکن چک سیدا تحصیل پھالیہ، محمد صدیق ساکن سیدا تحصیل پھالیہ، محمد اعظم ساکن تحصیل پھالیہ، شان محمد ساکن وٹو چوہڑ تحصیل پھالیہ، خادم حسین ساکن چک نمبر 20 تحصیل پھالیہ، محمد آصف ساکن چک نمبر 6 منڈی بہاؤالدین، محمد اکرم ساکن چک نمبر 30 تحصیل پھالیہ، سید محمد ساکن تحصیل پھالیہ، محمد بشیر ساکن مانگٹ تحصیل پھالیہ، گلشاد احمد ساکن چوڑکے تحصیل پھالیہ، محمد صدیق پاہڑیانوالی تحصیل پھالیہ، منیر حسین شاہ ساکن رتی تحصیل پھالیہ، اعجاز احمد ساکن پاہڑیانوالی تحصیل پھالیہ، محمد شریف ساکن چک نمبر 35 تحصیل پھالیہ، غلام قادر ساکن حاجی تحصیل پھالیہ، اللہ دتہ ساکن کوٹلی خورد تحصیل پھالیہ، محمد افضل ساکن کھیوہ تحصیل پھالیہ

احمد علیشاہ ساکن تحصیل پھالیہ، آصف بیگ ساکن ہیلاں تحصیل پھالیہ، سردار علی ساکن وارڈ 5 منڈی بہاؤالدین، مشتاق احمد ساکن تحصیل پھالیہ، نائب صوبیدار عبدالعزیز چیلیاں والا منڈی بہاؤالدین، اختر حسین چک نمبر 20 تحصیل پھالیہ، احمد دین ساکن چک نمبر 33 تحصیل پھالیہ، محمد افضل ساکن تحصیل پھالیہ 1972ء، خلیل احمد ساکن بارموسیٰ تحصیل پھالیہ،

سرائے عالمگیر 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والوں کے نام

محمد نواز ساکن چک قاسم تحصیل سرائے عالمگیر، محمد لطیف ساکن کھوہار تحصیل سرائے عالمگیر، محمد شریف ساکن ٹبے خورد تحصیل سرائے عالمگیر۔ سردار علی ساکن موجانزد پنڈ عزیز تحصیل سرائے عالمگیر، محمد صدیق ساکن کھرکا سرائے عالمگیر، نذیر احمد ساکن چوا تحصیل سرائے عالمگیر، محمد شفیع ساکن تحصیل سرائے عالمگیر، محبت علی ساکن تحصیل سرائے عالمگیر، محمد صابر ساکن ہزارہ تحصیل سرائے عالمگیر، منظور احمد ساکن منڈی بہلوال سرائے عالمگیر، اشفاق احمد ساکن جلوہیڈ تحصیل سرائے عالمگیر، مشتاق احمد ساکن تھون تحصیل سرائے عالمگیر، محمد شریف ساکن پران تحصیل سرائے عالمگیر، محمد اکرم پنڈ عزیز تحصیل سرائے عالمگیر

marfat.com

1947, 1971,1965 کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام

تحصیل گجرات

محمد شریف ساکن بہلول پور تحصیل گجرات ستمبر ۱۹۴۷ء، محمد سرور ساکن میکن تحصیل گجرات ۱۹۷۳ء، نذر حسین ساکن بورنانوالہ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، بشیر احمد ساکن ادھوال تحصیل گجرات ۱۹۷۲ء، مہدی خاں ساکن ہانڈ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد سلیم ساکن بنیاں تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد حسین ساکن بورہ راج جلالپور جٹاں تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، رشید احمد ساکن چک براہم تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، فتح خاں ساکن فتح پور تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد خورشید ساکن کوٹ یوسف تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، بشیر حسین ساکن دولت نگر تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، منور احمد ساکن کھوکھر غربی تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، ظفر اقبال ساکن فیض آباد تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد یوسف ساکن ٹھٹھ پوڑ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، مشتاق احمد ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، خادم حسین ساکن امین آباد تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، الطاف حسین ساکن عادوال تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، عاشق حسین ساکن ناگڑیانوالہ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، منیر احمد ساکن پنڈی لوہاراں تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، عبدالقادر ساکن نئی آبادی جلالپور جٹاں تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد یعقوب ساکن ناگریاں والا تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، رحمت علی ساکن ساتل تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، لال شاہ ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، لیاقت علی ساکن موہلہ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء عنایت محمد ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، فضل حسین ساکن شاہ جہانی نزد ٹانڈہ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، طالب حسین ساکن ڈب تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، ناز حسین ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، ظفر اقبال ساکن فیض آباد تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، غلام رسول ساکن چیچیاں کڑیانوالہ تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، زین العابدین ساکن قاسم پورہ گجرات ۱۹۷۴ء، محمد لطیف ساکن لکھنوال تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، امداد حسین ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، افضل حسین شاہ ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، بشیر احمد ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد رفیق ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد شریف ساکن سارو کی تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، فضل حسین ساکن کالس تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، فضل حسین ساکن کلاچور تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد افضل ساکن تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد اسلم ساکن پھلروں تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، میاں خان ساکن ہانڈے ڈاک خانہ ساتل گجرات، محمد رزاق ساکن بابروال تحصیل گجرات ۱۹۸۲ء، طالب حسین ساکن چینڈھر شریف تحصیل گجرات ۱۹۸۳ء

marfat.com

1947,1948, 1965,1971 کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل کھاریاں

احمد خاں ساکن جوگی پورہ لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں مئی ۱۹۷۴ء، طالب حسین ساکن چک سروانی لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں جولائی ۱۹۷۲ء، عبدالغفور ساکن ٹھوٹھا رائے بہادر تحصیل کھاریاں ۱۹۷۲ء، محمد حسین ساکن دھنوال تحصیل کھاریاں ۱۹۷۲ء، محمد اشرف ساکن ٹھٹی باہو تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، مہدی خاں ساکن سمرالہ تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، اللہ دتہ ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد اکبر ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد سلیم ساکن برنالی تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، صابر حسین ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، غلام غوث ساکن کالس تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، لال خان ساکن سوجڑی تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، احمد خاں ساکن مٹیانوالہ تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، منظور حسین ساکن ڈھولہ تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد اسلم ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد حسین ساکن حرانانوالی تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، لال خاں ساکن ٹھٹھہ تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، طالب حسین شاہ بھلکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد ریاض ساکن گلیانہ تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، خادم حسین ساکن ترنال تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، فضل حسین ساکن سبور تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، خالد حسین ساکن بنیاں تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد رشید ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد افضل ساکن کلیچ پور تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء۔

غلام سرور ساکن گھرمالہاں تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، راجہ محمد یونس ساکن جاگل تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، طالب حسین شاہ ساکن دھکڑانوالی تحصیل کھاریاں، محمد انور ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد اشرف ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد اکرم ساکن منڈیر تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد دین ساکن بوڑے تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، عبدالمجید ساکن کھوڑی تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، قربان حسین ساکن سعادت پور تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، بشیر احمد ساکن بزرگوال تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، جلال دین ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، عبدالرشید ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، امتیاز حسین شاہ ساکن فتح پور تحصیل گجرات ۱۹۷۴ء، محمد عارف ساکن خیر کتو تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، محمد رفیق ساکن دلاور پور تحصیل کھاریاں ۱۹۷۴ء، احمد خاں ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۶۶ء، نذیر احمد ساکن چھمبر تحصیل کھاریاں ۱۹۸۶ء، محمد اسلم ساکن شاہ سرمست تحصیل کھاریاں ۱۹۸۸ء۔

marfat.com

1965 اور 1971 کی جنگ میں معذور ہونے والے مجاہد

اللہ دتہ ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۱ء، غلام رسول ساکن عدل تحصیل پھالیہ ۱۹۷۱ء، غلام حیدر ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۱ء، اکرم اللہ ساکن تحصیل کھاریاں ۱۹۷۱ء، محمد دین ساکن سہنا تحصیل کھاریاں ۱۹۷۱ء، محمد شریف ۱۹۶۵ء ساکن تحصیل کھاریاں، محمد عنایت ساکن تحیصل گجرات ۱۹۷۱ء،

1971,1965,1947 کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل سرائے عالمگیر

محمد گلزار ساکن سرائے عالمگیر ۱۹۸۳ء، محمد بشیر ساکن سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء، نذیر احمد ساکن نکہ پنڈ عزیز سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء، غلام فرید ساکن بولانی سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء، محمد خالق ساکن پیہ سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء، محمد اسحاق ساکن جگلوٹ سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء، محمد شریف ساکن پوران سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء، محمد رزاق ساکن سرائے عالمگیر ۱۹۷۴ء،

1971,1965,1947 کے علاوہ دیگر عرصہ میں شہید ہونے والوں کے نام تحصیل پھالیہ

غلام نبی ساکن چھموں تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، مختار احمد ساکن ملکوال منڈی بہاؤالدین ۱۹۷۴ء، سردار احمد ساکن ٹوره تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، کریم اللہ ساکن چک نمبر ۱۶ تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، بشیر احمد ساکن الہ تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، رشید احمد ساکن چکوڑا تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، محمد حنیف ساکن ہیڈ فقیریاں منڈی بہاؤالدین ۱۹۷۴ء، محمد حسین کوٹ حاجی دین تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، فضل احمد ساکن چک واسو تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، محمد الہ ساکن تحصیل پھالیہ ۱۹۷۴ء، غلام حیدر ساکن تحصیل پھالیہ ۱۹۷۱ء، عمر حیات ساکن تحصیل پھالیہ ۱۹۸۵ء، ریاض احمد ساکن مانگٹ تحصیل پھالیہ ۱۹۷۰ء۔

marfat.com

ضلع کچہری گجرات

عدالت ہائے سیشن

دیوانی

فوجداری

اور

دفاتر

marfat.com

پاکستان کے دوسرے اضلاع کی طرح گجرات میں عدالتیں اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہی ہیں عوام کو انصاف مہیا کرنے کے لئے عدالتی نظام وضع کیا گیا۔ ضلع کی سب سے بڑی عدالت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت ہوتی ہے۔ اس عدالت کے جج صاحب کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کہتے ہیں۔

ان کے ماتحت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت کے علاوہ دیوانی اور جوڈیشنل مجسٹریٹ صاحبان کی عدالتیں ہوتی ہیں یہ عدالتیں ہائی کورٹ کی نگرانی میں کام کرتی ہیں۔ عدالت ہائے سیشن کا کام قتل۔ اغوا۔ اور سنگین قسم کے جرائم کے مقدمات کے علاوہ ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتی ہیں۔ حکومت کی جانب سے سرکاری وکیل ڈسٹرکٹ اٹارنی کی حیثیت سے فوجداری مقدمات میں وکیل استغاثہ کی حیثیت سے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں۔ ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے بھی عدالت ہائے سیشن سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ضلع کے لئے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی ایک عدالت ہے جبکہ عدالت ہائے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کی تعداد کم اور زیادہ ہو سکتی ہے۔

جب گجرات۔ منڈی بہاؤالدین۔ سرائے عالمگیر اکٹھے تھے تو گجرات میں عدالت ہائے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کی تعداد سات کے قریب تھی دیوانی عدالتیں ضابطہ دیوانی (سی پی سی) کے تحت مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔

عدالت ہائے دیوانی۔ دیوانی مقدمات۔ جائیداد۔ تقسیم جائیداد۔ حق تلفی۔ بے دخلی۔ دخل یابی۔ دلا پانے حکم امتناعی دوامی استقرار حق۔ حکم امتناعی تاکیدی۔

تعمیل مختص: ہرجانے۔ ہتک عزت۔ ذہنی اذیت۔ جسمانی کوفت وغیرہ مقدمات کی سماعت کرتی ہے۔

دیوانی عدالت میں پچیس ہزار مالیت کے دعویٰ جات پر کورٹ فیس معاف ہوتی ہے پچیس ہزار سے زیادہ رقم ہو تو کورٹ فیس سات روپے پچاس پیسے فی سینکڑہ سے زیادہ سے زیادہ کورٹ فیس پندرہ ہزار روپے تک ہے۔

دو لاکھ روپے سے زاید خواہ کتنی مالیت کا دعویٰ ہو تو بھی پندرہ ہزار روپے کا کورٹ فیس لگے گا۔ متاثرہ شخص اپنا موقف لے کر وکیل کی وساطت سے دیوانی عدالت میں دعویٰ (مقدمہ) دائر کرتا ہے۔ پڑتال کے بعد دعویٰ سماعت کے لئے منظور کر لیا جاتا ہے اور فریق ثانی کو عدالت میں طلب کر کے وکیل کی وساطت سے جواب دعویٰ دائر کیا جاتا ہے تنقیحات وضع کرنے کے بعد فریقین کی شہادت زبانی اور دستاویزی طلب کی جاتی ہے۔ بحث کے بعد مقدمہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ماتحت عدالت کے فیصلہ کے خلاف ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں اپیل کی جا سکتی ... ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف

marfat.com

سپریم کورٹ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔

فیملی کورٹس میں عورت مرد سے علیحدگی حاصل کرنے کے لئے طلاق کا دعویٰ دائر کر سکتی ہے جو تنسیخ نکاح کے نام سے دائر کیا جاتا ہے منکوحہ عورت مرد کے گھر آباد نہ ہو تو مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ منکوحہ بیوی کو آباد کرنے کے لئے دعویٰ بازو دائر کر سکتا ہے۔

غیر آباد عورت اپنے خاوند سے بچے اپنے باپ سے، نان نفقہ کا مقدمہ دائر کر کے خرچہ حاصل کر سکتے ہیں نابالغ بچے اپنی والدہ کی وساطت سے خرچہ نان نفقہ کا دعویٰ دائر کر سکتے ہیں ان کے علاوہ حق مہر کے علاوہ سامان جہیز کے حصول کے لئے عورت دعویٰ دائر کر سکتی ہے۔ سول جج درجہ اول کو فیملی جج کے اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں نابالغ بچوں کے حصول کے لئے گارڈین جج کی عدالت میں درخواست دائر کی جاتی ہے نابالغاں کی جائیداد کی دیکھ بھال منافع خرید وفروخت کے لئے گارڈین جج کی عدالت میں درخواست گذاری جاتی ہے۔ نابالغاں کا ولی گارڈین مقرر ہونے کے لئے بھی گارڈین جج کی عدالت میں درخواست دائر کرنی پڑتی ہے۔ نابالغاں کی جائیداد فروخت کرنے کے لئے عدالت سے اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے اور نابالغاں کی تعلیم و تربیت نگہداشت پر خرچ ہونے والی رقم کا حساب کتاب نابالغاں کا ولی گارڈین پیش کرنے کا پابند ہوتا ہے جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ کے حصول کے لئے متوفی کی بیوہ اور بچے جانشینی کا دعویٰ دائر کرتے ہیں۔ فوجداری عدالتیں تعزیزات پاکستان کی دفعات کے تحت قائم کئے گئے مقدمات کا ضابطہ فوجداری (سی آر پی سی) کے تحت سماعت کرتی ہے جب کوئی وقوعہ ہو جائے تو پولیس کی جانب سے (ایف آئی آر) رپورٹ ابتدائی متعلقہ تھانہ میں درج ہوتی ہے پولیس ملازم کو گرفتار کر کے مال مسروقہ برآمد یا وقوعہ استعمال ہونے والے آلات یا جو چیز بھی ملزم سے برآمد کرنا مطلوب ہو پولیس ملزم کا علاقہ مجسٹریٹ چھٹی کے روز ڈیوٹی مجسٹریٹ سے جسمانی ریمانڈ حاصل کرتی ہے یہ جسمانی ریمانڈ ایک روز سے چند روز تک ہوتا ہے۔ ریمانڈ مکمل ہونے کے بعد ملزم کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔

ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے اسے کلکٹر سب ڈویژن اور مجسٹریٹ سب ڈویژن کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں اسسٹنٹ کمشنر کے ماتحت مجسٹریٹ صاحبان آتے ہیں۔ جو اپنے اپنے تھانہ کے انچارج ہوتے ہیں جو تھانہ کی حدود کے اندر امن وامان قائم رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحبان جلسے جلوس۔ لاقانونیت کو روکنے کے علاوہ انتظامی امور کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ انگریزوں کے دیئے ہوئے نظام کے مطابق ڈپٹی کمشنر کے پاس بہت زیادہ اختیارات ہوتے ہیں محکمہ مال کی عدالتیں زمین کے بارے میں مقدمات پیداوار۔ تقسیم تجاوزات

marfat.com

مٹانے کے مقدمات کی سماعت کرتی ہیں ۔ ریونیو ریکارڈ پٹواری حلقہ کے پاس محفوظ ہوتا ہے ۔ پٹواری کے بعد گرداور ۔ گرداور سے بڑا اہل کار نائب تحصیل دار ہوتا ہے محکمہ مال کے شعبہ میں تحصیل کا انچارج تحصیل دار ہوتا ہے ۔ انتقال کی اپیل اے سی کی عدالت میں دائر کی جاتی ہے زمین کا تمام ریکارڈ دفتر صدر قانونگو میں محفوظ ہوتا ہے ۔ ہر چھ ماہ بعد زمین کی گرداوری ہوتی ہے ۔ ریکارڈ میں تحریر ہوتا ہے زمین پر کونسی فصل کاشت ہوئی ہے ۔ زمین سے پیداوار کتنی ہوگی انگریزوں کے دور میں یہ ریکارڈ مکمل رکھا جاتا تھا ۔

ہر چار سال بعد جمع بندی مرتب کی جاتی ہے مال کے ریکارڈ میں جو تبدیلیاں ہوں ان کا اندراج کیا جاتا ہے انگریزوں کی آمد کے بعد زمین کا بندوبست کیا گیا جس میں ہر گاؤں کا مکمل سروے کیا گیا ضلع کے محکمہ اشتمال کے دفتر میں زمین کو یکجا کرنے کی کاروائی کی جاتی ہے بعض مالکان کی زمین کئی قطعات ٹکڑوں میں ہوتی ہے عدالت اشتمال کا کام زمین کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہوتا ہے تاکہ مالکان اراضی کو یکجا ہونے کے بعد اس کی حالت بہتر بنا سکیں ۔ پیداوار میں اضافہ ہو سکے اس محکمہ کا سربراہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال ہوتا ہے ۔ رینٹ کنٹرولر کی عدالتیں قانون کرایہ داری کے تحت مکان دو کانوں سے بیدخلی کے مقدمات کی سماعت کرتی ہیں سول جج درجہ اول کو رینٹ کنٹرولر کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں ۔ یونین کونسلروں کو طلاق موثر کرنے اور مدت عدت کا خرچہ مقرر کرنے کے اختیارات ہوتے ہیں ان کے فیصلہ کے خلاف اپیلیں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں دائر ہوتی ہیں ۔

انتقال درج ہوتے ہیں بعض اوقات تحصیل دار نائب تحصیل دار دورہ کے موقع پر دیہہ میں ہی انتقال تصدیق کرتے ہیں ۔ نمبردار پتی دیہہ فریقین کی تصدیق کرتے ہیں اراضی سابقہ مال کے نام سے ختم ہو جاتی ہے اور مشتری زمین کا نیا مالک بن جاتا ہے ۔ تحصیل آفس میں سب رجسٹرار کا دفتر ہوتا ہے جو جائیداد کی منتقلی کی دستاویز تصدیق کرتا ہے اس دستاویز کو رجسٹری کہتے ہیں اسٹام پیپر پر مالیت کے حساب سے رجسٹری درج ہوتی ہے رجسٹری تصدیق ہونے کے بعد پراپرٹی نئے مالک کے نام منتقل ہو جاتی ہے ۔ رجسٹری کے بعد جائیداد کا انتقال کروانا ضروری ہوتا ہے تاکہ محکمہ مال کے ریکارڈ میں نئے مالک یا مالکان کا اندراج ہو سکے ۔

احاطہ کچہری میں جوڈیشل ریکارڈ روم جو محافظ خانہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اس میں تمام مقدمات دیوانی فوجداری مال کا ریکارڈ محفوظ ہوتا ہے ہر علاقہ کا حد بستہ نمبر ہوتا ہے جہاں یہ ریکارڈ محفوظ کر لیا جاتا ہے ۔ زمین کا تمام ریکارڈ صدر قانونگو کے دفتر میں محفوظ ہوتا ہے ۔ سو سال تک کا ریکارڈ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے یہ دستاویزات بہت بوسیدہ ہو چکی ہیں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق انہیں محفوظ کیا جانا ضروری ہے ورنہ ان کے تلف ہونے کا خدشہ ہے ۔

marfat.com

نقشہ معلومات (کوائف) تحصیل کھاریاں

دیہات تحصیل	دیہات با چراغ 403	دیہات بے چراغ 30	کل دیہات تحصیل 433						
چکوک تحصیل	میرا 312	بی 29	گوجر 92	کل میزان 433					
رقبہ تحصیل	کل چاہی 44991	نہری 96375	چاہی 6783	سیلاب 4097	بارانی 78094	بنجر قدیم 13435	غیر ممکن 50003	جنگلات 37281	میزانکل رقبہ 331849
ریلوے اسٹیشن	کھاریاں	کھاریاں چھاؤنی	چک پرانا	لالہ موسیٰ	کرنانہ	جوڑہ	جنڈ نیر	صنیر آباد	ڈنگہ
ریسٹ ہاؤس	پوڑانوالہ	بیکنانوالہ	ڈیرہ بوپ سری	لالہ موسیٰ	بنیادی جمہوریت لالہ موسیٰ	کوٹلہ اربعلی خاں	کھاریاں	کریالہ کوں	جیماں
چاہات تحصیل	جاری 1205	غیر جاری 100	میزانکل چاہات 2216	ٹیوب ویل ڈیزل 510	ٹیوب ویل بجلی 166	میزانکل ٹیوب ویل 676			
تھانہ جات	کھاریاں	کھاریاں کینٹ	ڈنگہ	لالہ موسیٰ	لالہ موسیٰ سٹی	گلیانی			
کمیٹی ہائے	ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ	ٹاؤن کمیٹی کھاریاں	میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ						
کل آبادی مردم شماری 1980ء	دیہاتی 420447	شہری 84851	میزان 505298						
نام حلقہ قانونگوئی معہ دیہات	کھاریاں 1/ 41	کھاریاں 2/ 55	ڈنگہ 52	جوڑہ 80	کوٹلہ اربعلی خاں 74	صبور 49	لالہ موسیٰ 82	میزانکل 433	
ریونیو عملہ	تحصیلدار 1	نائب تحصیلدار 4	قانونگو 7	دفتر قانونگو 1	نائب دفتر قانونگو 2	پٹواریان 70			
یونین کونسل	مرکز کھاریاں 12	مرکز ڈنگہ 8	مرکز [illegible] 7	مرکز گلیانہ 7	میزان 34				

marfat.com

نقشہ تحصیل کھاریاں

marfat.com

گجرات میں بسنے والی قومیں

جاٹ۔ گوجر۔ سیّد۔ راجپوت
کھوکھر۔ شیخ۔ کشمیری
مُغل۔ آرائیں و دیگر اقوام
اور مُختلف قبیلے!!

گجرات میں بسنے والی قومیں

برصغیر پاک و ہند کے قدیمی باشندے کول اور دراوڑ ہیں جنہیں بیرونی حملہ آور شکست دے کر ان کے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ اس خطے کی خوشحالی، زرخیزی کو دیکھتے ہوئے کئی قوموں نے یہاں لشکر کشی کی۔ اور مستقل طور پر یہاں میدانی علاقوں، دریاؤں اور ندی نالوں کے کنارے آباد ہو گئے۔ زراعت اور مال مویشی، کھیتی باڑی ان کا محبوب مشغلہ رہا۔ امریکہ کے اصل باشندے ریڈ انڈین، کالے لوگ ہیں اسی طرح برصغیر کے اصل باشندے وہ ہیں جنہیں عرف عام میں مصلی یا مسلم شیخ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ ہر دور میں زیر عتاب رہے ان لوگوں کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اوکڑ جھلی ہر میں کھنگر دا ویلے میں
مصلی ناں میرا دراوڑ ناں دا پیوا میرے

برصغیر میں آنے والی ہر قوم اپنے ساتھ اپنے اپنے رسم و رواج ساتھ لاتی رہی۔ آریہ لوگ وسط ایشیا سے آئے یہ لوگ سورج بنسی اور چندر بستی کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں۔ سورج بنسی میں رام چندر جی مہاراج اور چندر بنسی قبیلہ سے سری کش جی مہاراج ہو گزرے ہیں۔ آریہ لوگ اپنے ساتھ ذات پات کا تصور لائے۔ انہوں نے معاشرہ کو چار طبقوں میں تقسیم کر دیا۔ (برہمن، کھشتری، ویش، شودر) یہ لوگ جب عروج پر پہنچے تو ذات پات کی وجہ سے معاشرہ میں کئی خرابیوں نے جنم لیا۔ ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے بدھ مت اور جین مت تعلیمات کو عام کیا گیا۔ لیکن اس خطہ میں اس ذات کا تصور مسلمان رہنماؤں نے اسلامی انقلاب لاکر ختم کیا جتنے بھی حملہ آور یہاں آئے وہ اپنے ہمراہ تہذیب و تمدن کا نیا دور لاتے رہے۔

اس علاقہ میں کئی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ ضلع گجرات میں کئی قومیں آباد ہیں۔ گجرات کیونکہ زرعی علاقہ ہے۔ یہاں زرعی مقاصد کے لئے جو قبیلے آباد ہوئے ان میں جاٹ، گجر، راجپوت، ارائیں، کھوکھر، اعوان، سید، مغل، مرزا، کاشمیری اور کشمیر سے آنے والی اقوام شامل ہیں۔ اس علاقہ میں جاٹ برادری مندرجہ ذیل ہے۔

وڑائچ، گوندل، تارڑ، بھٹی، جینڈڑ، ہنجرا، چیمہ، باجوہ، سندھو، گھمن، رانجھا، چٹھہ، ساہی، ورک، گورایہ، کاہلو، کلار، دھدرا، لک، سہوترا، لنگار، جھمٹ، دھتل، ڈھلو، لنگ، جاگ، ایڈر، نیل، گنجیال، تھتھیال، جٹھال، کتیال، ہلوٹہ، چدھڑ، لالہ، لنگڑیال، مہوٹہ، کوروٹانہ، ملانہ، سدھ ہیں۔

بٹ: کشمیر ستان کی ایک پرانی نسل ہے جو زیادہ تر پنجاب میں آباد ہیں اور زمینداری کرتے ہیں جہاں کی گجرات میں 160

marfat.com

کے قریب برادریاں ہیں۔ تاریخ گجرات از مرزا اعظم بیگ نے ان کی تفصیل کچھ یوں بیان کی ہے۔ ان کے مطابق گجرات میں احرا، امرال، بھریار، بانٹھ، بدھن، بھٹی، بنگیال، بور، بھورچہ، بھون، بھالو، بیلے، بھنڈر، بسراتے، بہلڑ، بھدر، جرسال بالہ، بھوک، بھاگرد، بھگوال، بھلم، بھگریل، بریویا، باجوہ تپو، بھچھرہ، پوٹی، پردے، پوتی، تہال، جادو، جمٹ، جالی جوئیہ، جھکڑ، چپال، جرال، جنجوعہ، جوغطہ، چیمہ، چوہان، پھتر، چدھڑ، چاچ، ڈھایوان، دھدرا، دھارڈ، دھول، دھمال، ڈھینڈیہ، دھوترہ، ڈھلو، ڈھالے، رندھاوا، رہنگ، رمپال، رہی، ریتال، ران، سگڑ، سیال، سیان، سندھو، سن، سیکھو، سہوترہ، سوہال، سویہ، سرائے، سپراتے، کنجیال، کلووال، کوتھر، گدھو گھوک، گجرال، گوچھ، لدھر، لوہدرہ، لک، لنگاہ، لنگڑیال، مہے، سنڈ، مٹو، مہوٹہ، ملانہ، ملتانی، متی، منڈیر، مڑیال، وڑائچ، ہنجرا، پرل، منج، ہیر، ہرمپال تے ہتھیار وغیرہ کی قسمیں آباد ہیں۔

جٹ وڑائچ دیگر قومیں گجرات کے جنوب مغرب کی جانب آباد ہیں

گوجر برادری کے دوسرے قبیلے گجرات کے شمال مشرق بالخصوص تحصیل کھاریاں میں آباد ہیں۔ جاٹوں میں نمایاں برادریاں وڑائچ، گوندل، تارڑ، رانجھا جٹ مشہور ہیں۔ ان کی اپنی ایک تاریخ ہے ان کا سلسلہ نسب برصغیر کے بعض حکمرانوں سے جاملتا ہے۔ یہ لوگ گجرات کے مختلف علاقوں میں آکر آباد ہو گئے اور زمینداری شروع کی۔ گجرات کے قدیمی مراسیوں کے پاس ان لوگوں کے شجرہ نسب ان کے سینہ میں محفوظ ہیں جن کا تذکرہ وہ بیاہ شادی کے موقع پر کرتے ہیں۔

گجرات میں دوسری بڑی قوم گجروں کے نام سے مشہور ہے۔ ان لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی کے علاوہ مال مویشی پالنا ہے۔ مولوی عبدالمالک آف کھوڑی نے تاریخ شاہاں گجر میں بیان کیا ہے کہ جو حصاب بن حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔ بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ گوجر برصغیر کے قدیمی قبیلے سورج بنسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ گوجر سکندر اعظم کی اولاد سے ہیں۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ یہ لوگ گجرات کے شمال کی جانب پہاڑی سلسلہ کے ساتھ آباد تھے۔ گائیں، بھینسیں پالنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ جاٹوں کی طرح گجروں کی بھی 100۔ کے لگ بھگ گوتھ ہیں۔ جن میں کھٹانہ، چیچی، گورسی، کالس، مہوال، چوہان، ڈیڈر، بجاڑ، برگڑ، بوکن، ٹھیریہ، کسانہ سڈھ کونی، برہ، امرانہ، مہلو، موسہرہ، اور میانہ۔ بہت مشہور ہیں۔

ان کے علاوہ گوجروں کی مشہور گوتھ جن کی تعداد 475 کے قریب بتائی جاتی ہے ضلع گجرات میں ان کے [illegible] کے 463 گاؤں آباد ہیں جن میں مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔

بھملہ، برکٹ، ٹھیکریہ، جھاوڑی، کھپلے، ادانہ، بیاناں، بارو، بوکن، بجاڑ، بجران، بانٹھ، بابروال، بلوٹ، ہیر، پوڑ، چھوال،

marfat.com

پھامڑہ، ٹوپہ، دہر، دھکڑ، دھونچک، ڈوگہ، ڈوہے، ڈھوک ڈھینڈا، لاٹنے، سانگو، ہیر، سنگرانہ، گاہدری، کھاری، گنجاہیہ، یا کنجاہیہ بھور، مراڑی، لوسر، مہلو، میسی، نون، مہکلہ، موتہ، تاس، کٹاریہ، چوہان، کھٹانہ، گورسی، پیچی، کسانہ، برہ، بھنڈ، فتانی، پرگڑ، بھوجہ، ملکڑ، جاتنے، ہڑانہ، گیگی، گوجروں اور جاٹوں کے ان قبیلوں کی بڑی نامور اور مشہور شخصیتیں پیدا ہوئیں جن کا تذکرہ کتاب "گجرات سیاست کے آئینے میں" کیا جائے گا۔ ضلع گجرات میں راجپوت قوم بھی آباد ہے جو اپنے آپ کو ہندوستان کے راجپوت حکمرانوں کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا پیشہ زمینداری ہے۔

تاریخ اقوام کشمیر میں لکھا ہے کہ راجپوتوں کی تین ہزار چھ سو چوراسی شاخیں ہیں جو زیادہ تر پنجاب میں آباد ہیں۔ ان میں مشہور چب راجپوت ہیں۔ مرزا اعظم بیگ نے اپنی کتاب تاریخ گجرات میں لکھا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب ایران کے بادشاہوں کے ساتھ جاملتا ہے یہ لوگ بڑے بہادر جنگجو قسم کے ہیں۔ راجپوت زیادہ تر سرائے عالمگیر، بھمبر، دیوا وٹالہ میں آباد ہیں یہ لوگ زیادہ تر پہاڑی علاقہ میں آباد تھے۔ پنجاب کے خوشحال علاقوں میں لوٹ مار کر کے واپس چلے جاتے۔ چب راجپوت خاندان کی اپنی رسم و رواج روایات ہیں۔ جن کے مطابق یہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ گجرات میں ارائیں برادری کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ محمد بن قاسم کی فوج کے ہمراہ ان کا آنا بیان کیا جاتا ہے۔ جب محمد بن قاسم نے سندھ اور ملتان فتح کیا تو یہ لوگ سندھ اور پنجاب میں آباد ہو گئے ان کا تعلق شام کے ملک اریحا سے بیان کیا جاتا ہے۔ شروع شروع میں یہ لوگ آریہ کے نام سے مشہور ہوئے پھر یہ نام آریہ سے ارائیں میں بدل گیا۔ یہ بڑے محنتی لوگ ہیں سبزیاں کاشت کرتے ہیں ضلع کے تقریباً ہر گاؤں قصبہ میں ارائیں برادری کے لوگ آباد ہیں۔

ضلع گجرات میں سادات کے 36 گاؤں ہیں جن میں مشہور معین الدین پور، جلالپور، کلیوال، مدینہ مشہور ہیں یہ لوگ تبلیغ دین کے لئے ارض مقدس سے یہاں آباد ہوئے اور یہیں پر مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے۔ سادات کے سلسلہ سے گجرات میں کئی ولی، درویش اور بزرگ ہو گزرے ہیں۔ پیری مریدی کا سلسلہ بھی جاری ہے ان کے مشہور سلسلے ترمذی، خوارزمی، مشہدی، گیلانی، بغدادی، بخاری، مصری، ملتانی، شیرازی، رضوی وغیرہ ہیں اولیاء کرام کے گجرات میں قادری، طرطوسی، نقشبندی، سہروردی، قلندری، مجددی، نوشاہی، دتے شاہی سلسلے ہیں ان آستانوں پر مخلوق خدا حاضر ہوتی ہے۔

گجرات میں کھوکھر برادری کے 12,11 دیہات ہیں یہ اپنے آپ کو قطب شاہ کی اولاد سے بیان کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا رہن سہن بھی دوسرے بڑے قبیلوں کی طرح ہے۔ یہ بھی زمینداری کرتے ہیں۔ یہ بڑی بہادر اور جنگجو قوم ہیں جنہوں نے مادر وطن کی حفاظت کے لئے کئی کارنامے سرانجام دیئے کھوکھر قوم کے بعد گجرات کی مشہور قوم اعوان ہے۔ یہ لوگ بھی زیادہ تر زراعت کے پیشہ سے وابستہ ہیں ضلع میں اعوان برادری کے پچاس کے لگ بھگ گاؤں ہیں گجرات کے

marfat.com

مختلف علاقوں میں یہ لوگ آباد ہیں زیادہ تر فوج میں ملازم ہیں گجرات میں مغلوں کی اچھی خاصی آبادی ہے جو اپنے نام کے ساتھ مرزا بھی تحریر کرتے ہیں ۔ مغلوں کے گجرات میں 22 کے لگ بھگ دیہات ہیں ۔ مغل اپنے آپ کو امیر تیمور اور ظہیرالدین بابر کی اولاد سے بیان کرتے ہیں ۔

برصغیر میں انگریزوں نے جب مغلوں سے حکومت چھینی تو مغل زیادہ تر پنجاب کے علاقہ میں پھیل گئے اور دستکاری کا کام شروع کر دیا ۔ ان لوگوں نے گجرات میں پنکھا سازی کی صنعت میں بڑا نام پیدا کیا گجرات کے علاوہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، لاہور میں بھی یہ لوگ آباد ہیں ۔ کشمیر سے آنے والے لوگ جلالپور جٹاں اور گجرات میں آباد ہیں جو پارچات کی صنعت سے وابستہ ہیں ان میں خواجہ، شیخ، ملک، بھٹی، ڈار، بٹ، کنٹھ، میر کاشمیری رشی، مکڑ، راٹھور، میاں، نام کے قبیلے مشہور ہیں ۔ یہ لوگ گجرات کے بڑے بڑے قصبوں اور دیہات میں آباد ہیں ۔ بڑے محنتی، ذہین اور کاروباری ذہن کے مالک ہیں ۔ کشمیر کا روایتی حسن نفاست کو قائم دائم رکھے ہوئے ہیں ۔ ان لوگوں نے برصغیر پاک و ہند پنجاب میں بڑا نام پیدا کیا ۔ ہندوستان اور پاکستان پر حکمرانی کرنے والے پہلوانوں کا، شاعروں کا، سیاسی لوگوں کا سلسلہ نسب کشمیر سے جاملتا ہے ۔ وطن عزیز کی سیاست میں ان کا بڑا عمل دخل ہے ۔

ان قوموں کے علاوہ گجرات میں انصاری، غفاری برادری کے علاوہ محنت کار، دستکار لوگ جنہیں گجرات میں صراف، لوہار، ترکھان، نائی، موچی، کاسبی، ماچھی، درزی، ماشکی، تیلی، بھرائی، مصلی، دیندار، مراثی، چھاڑ

برصغیر کی تاریخ پر جب نظر دوڑائی جائے تو اس علاقہ کے قدیمی باشندے کول، دراوڑ جنہیں اسی دور میں مصلی یا مسلم شیخ کے لقب سے پکارا جاتا ہے ۔ یہ بڑے بہادر محنتی لوگ ہیں آریہ نے ان لوگوں کو شودر جیسے طبقہ میں تقسیم کر دیا یہ لوگ آج بھی غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں موجودہ معاشرہ میں انہیں حقیر نظر سے دیکھا جاتا ہے حالانکہ اسلام نے ذات پات کی تمام تفریق ختم کر دی ہے ۔ اس معاشرہ میں اب بھی دور جہالت کی رسومات باقی ہیں یہ مصلی لوگ گرمی ہو یا سردی موسموں کا جانفشانی سے مقابلہ کرتے ہوئے مٹی گارہ سے خام اینٹیں تیار کرتے ہیں پنجاب کے علاقہ میں ان کی اچھی خاصی تعداد ہے ۔ ظلم اور ستم کے ستائے ہوئے ان لوگوں نے عیسائیت کا مذہب اختیار کر لیا ۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب ضلع گجرات میں پسے ہوئے طبقہ مسلم شیخ کی حالت بہت خستہ ہے ۔ یہ لوگ ان پڑھ، دن رات مشقت کی چکی میں پستے رہتے ہیں ۔ معاشرہ میں ان کا کوئی مقام نہیں ۔ برصغیر کے اصلی وارث یہ لوگ ہیں ۔

راقم نے تحریر اور تقریر کے ذریعے اس طبقہ کی حالت بدلنے کے لئے بڑی جدوجہد کی ۔ ان لوگوں کو خدمت کے لئے معمولی رقم کے عوض خرید کر ان سے نسل در نسل جبری مشقت لی جاتی ہے ۔ پاکستان میں مزدور طبقہ کے حالات زار پر

marfat.com

راقم ایک کتاب زوال پذیر نظام کے آخری ایام تحریر کر رہا ہے جس میں ان طبقات پر ہونے والے ظلم کی داستانیں بیان ہوں گی۔

شیخ برادری گجرات میں کاروباری لحاظ سے بہت مضبوط اور محنتی برادری ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر پیشہ تجارت سے وابستہ ہیں یہ لوگ محنت میں عظمت کے قائل ہیں۔ شروع میں یہ لوگ گجرات کے مختلف دیہات میں آباد تھے غلہ، کپڑا اور اجناس کی تجارت کیا کرتے ہیں برصغیر میں بڑے بڑے تجارتی اداروں میں انہیں عمل دخل حاصل رہا۔ آج کل یہ گجرات میں رہائش پذیر ہیں۔ محلہ خواجگان انہی کے نام سے مشہور ہے۔ خواجگان ہسپتال، خواجگان لائبریری، خواجگان بنک قائم کر کے ان لوگوں نے بہت زیادہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ راجگان، گجرات میں راجگان المعروف راجہ نام کی قوم بھی آباد ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر دریائے جہلم کے کنارے آباد ہیں۔ شاہانہ زندگی گذارتے ہیں اور ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہیں اور بڑی دلیر قوم ہے۔ گجرات کے بیشتر دیہات میں یہ لوگ آباد ہیں اور پیشہ زراعت سے وابستہ ہیں۔

ان کے علاوہ گجرات میں آباد دیگر قومیں مندرجہ ذیل ہیں

اوان، افغان، سمند، لودھی، افغان اقوام کے لوگ ہیں۔ بہروپیہ روپ بدل کر مانگنے کا کام کرتے ہیں۔ برہمن، ہندوؤں کے اہل علم کے لوگ ہیں۔ دت، چھیر، کیرے، شیخ، شیخ چشتی، شیخ قریشی، شیخ رند، نیکوکار، قاضی کوئی خاص ذات نہیں۔ اسلامی دور میں مغلوں کے عہد میں ایک عہدہ تھا جنہیں آج کل جج کہتے ہیں۔ ککہ زئی۔ افغان قوم کی ایک شاخ ہے۔ کھتری، ہیلے، رتھوں، سہگل، روڑہ، لانبہ، کپور، ساہنی، سوہتی، کلہ، گوہندے، نجھرے ودھاون، وڈیرہ مانڈو، نبانہ۔ اچرادت، ملہیار، ارائیں، مفتی مغل، برلاس، میانہ گکڑ۔

پٹھان قوم بھی گجرات میں آباد ہے۔ یہ لوگ خان قبیلہ کے نام سے مشہور ہیں یہ نقل مکانی کر کے گجرات میں مستقل طور پر آباد ہیں۔

میانے :- گجرات کے دیہات میں ماضی میں جو لوگ امام مسجد تھے۔ وہ علمی گھرانے سے تعلق رکھتے۔ دیہات میں انہیں عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ امامت کے فرائض کے علاوہ یہ لوگ بچوں کو دینی تعلیم اور قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ مسئلہ مسائل کے حل کے لئے ان سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے قدیمی کتابیں قلمی نسخے ان کے ہاں پائے جاتے ہیں۔

اقوام کی مزید تفصیلات راقم کی لکھی ہوئی کتاب روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

تاریخ ہائے

عرس مبارک

وہ کتابیں

جن سے استفادہ حاصل کیا گیا

marfat.com

تاریخ ہائے عرس مبارک روحانی مقامات ضلع گجرات

حضرت شاہدولہ سرکار ہاڑ کی پہلی جمعرات

آستانہ عالیہ بزیلہ شریف ۷ جون، ۳۰ ستمبر

قطب الارشاد حضرت سید مولانا حبیب اللہ شاہؒ مسلم آباد گجرات ۲۴، ۲۵ ربیع الثانی

حضرت قتبیطؒ بزیلہ شریف ۳۰ ستمبر

حضرت طانوح شیخ چوکالی ۸، ۹ ذوالحج

حضرت مرموشؒ موٹا ہاڑ کی دوسری جمعرات

میاں محمد بخشؒ کھڑی شریف

پیر شاہ غازی دمڑیاں والی سرکار ۱۵ شعبان

بری سرکار سمیلی جتاں سرخپور ۸ جون

پیر منگاولی

حضرت قاضی سلطان محمود صاحبؒ اعوان شریف ۲۳ اپریل

حافظ سید حامد شاہ لوسر ۲۶ رمضان شریف

بابا جنگو شاہ ملہو کھوکھر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز

حضرت بابا شیر غازی

قاضی محبوب عالم اعوانی مہدہ گجرات ۲۳ اکتوبر

پیر فضل حسین شاہ وڈا پنڈ ۱۰ ماگھ

فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف مسلم آباد گجرات یکم محرم

سید گل حسین شاہ نوشہرہ خواجگان ۲۶ جنوری

سید میراں مزمل شاہ بخاری ڈھینڈہ شریف

سید مہدی شاہ کوری شریف ۵ ہاڑ

حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار گجرات ساون کے پہلے اتوار

حضرت پیر فضل حسین شاہ قادری کیمپوانوالہ ۲۱ ستمبر

حضرت صوفی نواب دین صاحبؒ موھری شریف اپریل

حضرت سخی محمد حیات خانقاہ حافظ حیات ماہ جون

حضرت محمد نیک عالم مرازیاں شریف ۱۰ جنوری

حضرت سخی پیر محمد سچیار نوشہرہ میانہ ربیع الاول

حضرت داتا مہر کلیؒ بھدر ۴ ربیع الاول

حضرت رحمت علی سرکار چڑیا دلہ شریف نومبر کا پہلا جمعہ

حضرت امیر شاہ سلطان لکھنوال خاص ۶ ربیع الاول

حضرت چراغ دین نور امنڈیالہ ہاڑ کی پہلی جمعرات

حضرت نوشہ گنج بخش رنمل شریف ہاڑ کی دوسری جمعرات

سائیں امیر بخش مسلم آباد ۱۷ جیٹھ

حضرت قاضی محمد عبدالحق جلالپور جٹاں ۱۲ محرم

جنگ شاہ ولی جلالپور جٹاں عید کے روز

حضرت محبوب عالم سیدا شریف شب معراج ۲۷ رجب

غوث قطب شاہ میانی پنڈی ماہ مگھر کی آخری جمعرات

حضرت خواجہ گوہر الدین چیند حڑ شریف ۱۲ ربیع الاول

حضرت پیر سید جوائیہ بوسال شریف نزد کلے وال

عزیز بھٹی شہید نشان حیدر لادیاں ۶ ستمبر

حضرت خواجہ محمد اسحاق چک میانہ ہاڑ کی دوسری جمعرات

حضرت پیر نصیب علی شاہ چھالے شریف ۱۴ ستمبر

پیر ملک شاہ کاہنہ ۲ دسمبر

چکوڑی شریف ۴، ۵، ۶ اپریل

حضرت سید امام شاہؒ جنڈالہ ۱۳ ہاڑ

حضرت سید محمد شاہ شریف جلالپور سیداں

شہنشاہ ولایت پیر ولایت شاہ صاحب ۳۰ اکتوبر

حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھ ۱۲ ربیع الاول

مفتی احمد یار خانؒ ۲۴ اکتوبر

حضرت سید احمد شاہ ۲۸ ستمبر

میونوال حبی شاہ رحمان ہاڑ کی تیسری جمعرات

ونگی والی سرکار حاجی والا ۱۱، ۱۲ ماگھ

حضرت سخی بابا میر آباد شاہؒ بھیر شریف ۱۸، ۱۹، ۲۰ جنوری

حضرت حافظ محمد پناہ صاحبؒ شیخ پور شریف ۱۵ جیٹھ

حضرت قبلہ سائیں اللہ دتہ صاحب کوٹ رانجھا ۱۴ جیٹھ

marfat.com

ماخذات

انوار الحنیفہ از حافظ محمد اسحاق
انوار الشمس از حافظ شمس الدین گھیانوی
آئینہ گجرات۔ از شیخ کرامت اللہ مرحوم
گجرات بعہد قدیم جدید از پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قلعداری
گجرات بار تاریخ و تذکرہ از ریاض مفتی (پاکستان کی واحد کتاب جو مفتی صاحب نے وکلاء کے بارے میں لکھی)
گجرات کی بات از اسحاق آشفتہ
ذکر محبوب از ارشاد احمد ہاشمی
تاریخ گجرات از اعظم بیگ
تذکرہ شاہ ولایت از محمد نواز شاہد
شیخ الحدیث از سید محمد شہزاد مصطفی ترمذی
حیات سالک شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان از قاضی عبد الغنی کوکب
قطب العارفین حضرت قاضی سلطان محمود صاحب از سید نور محمد قادری
تذکرہ اولیاء گجرات از ڈاکٹر احمد حسین قلعداری
انوار الصالحین از سید محمد معصوم جیلانی چک سادہ
راحت العاشقین از صاحبزادہ سید محمد رخسار کھیپڑانوالہ شریف
قطب الارشاد۔ رسالہ ہفت روزہ آئینہ گجرات
امداد العارفین المعروف بہ تذکرہ امدادیہ از صاحبزادہ سید منیر حسین شاہ (جھنڈانوالہ)
شاہدولہ سرکار رسالہ محکمہ اوقاف
حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار علامہ عالم فقری
احوال و آثار پیر سید ابو الکمال از سید معروف حسین نوشاہی
پیر ثناء اللہ خراباتی از ڈاکٹر احمد حسین قلعداری
فاروق طریقت از پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر
تذکرہ احوال و آثار علمائے قلعدار از پروفیسر حامد حسن سید
شیخ المحدثین محمد جلال الدین شاہ از ظہور احمد جلالی
ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب از خواجہ محبوب عالم
ذکر محبوب از صدیق احمد۔ آفتاب چشت از چکوڑی شریف
گوہر نایاب از جینڈ شریف
مناقب محمود از معشوق یار جنگ
کتابچہ اولیاء دھوڑا شریف از سیرۃ الحبیب از چھالے شریف
"ضلع گجرات" از ڈاکٹر احمد حسین قلعداری
بانگ درا از علامہ اقبال مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی
"اگر اب بھی نہ جاگے تو" از صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازہ لسبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی

marfat.com

''اگراب بھی نہ جاگے تو'' سے اقتباسات

یہ کتاب شمس نوید عثمانی نے تحریر کی جسکا ترجمہ ایس عبداللہ طارق نے کیا ہے۔ جسیم بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب پاکستان بھر میں بکسالوں سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب میں راقم کی لکھی ہوئی کتب اور تحقیق کی تائید کی گئی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں انبیاء کرام کی آمد پائی جاتی ہے۔

ویسے بھی اس میں تعجب کی کیابات ہے اس دور کے انسانوں کے قد ساٹھ ساٹھ میٹر لمبے اور عمریں ایک ایک ہزار سال کی ہوتی تھیں۔ ایسے انسان اپنی عمر میں اگر دنیا کے ہر خطے سے گزرے ہوں تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔

لمبی عمروں کی روایات تو بہت عام ہیں لمبے قد کے لئے صحیح بخاری میں کتاب الانبیاء صلوات اللہ علیہم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث دیکھی جاسکتی ہے۔ جس میں ہے کہ ''حضرت آدمؑ کا قد ساٹھ ذراع (میٹر) تھا۔ اس وقت سے اب تک لوگوں کا قد برابر گھٹتا آرہا ہے۔''

حضرت آدمؑ و نوحؑ ہی نہیں دیگر بہت سے انبیاؑ کی ہندوستان میں آمد یا موجودگی کی بہت سی روایات موجود ہیں جن میں کچھ کا ذکر ذیل میں کر رہے ہیں۔ محققین کو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب بودھ کو ہی بوزاسف کہتے تھے۔ اس دور کے ایک نامور عالم مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم کو مہاتما بدھ میں نبوت کا پر تو نظر آتا تھا اور وہ کلام مجید کے ذوالکفل اور کپل وستوا کو ایک ہی شخصیت قرار دیتے تھے۔ اے این کنگھم کی آثار قدیمہ کی **1862-63**ء کی رپورٹ کے مطابق:

''کنگھم نے اجودھیا میں ان تودوں کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ وہاں مسلمانوں کا ایک مذہبی مقام ہے جو مشرق سے مغرب تک ۶۴ فٹ ہے۔ اور ۴۷ فٹ چوڑا ہے اور اس میں دو مزار ہیں جنہیں حضرت شیثؑ اور حضرت ایوبؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔''

''ہندوستان کی سرزمین بھی خدا کے پیغمبروں سے خالی نہیں رہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے بزرگ تک جو عقائد میں بڑے متشدد ہیں ہندوستانی بعثت انبیاء کے قائل ہیں اور ان کو یہاں کے بعض شہروں میں نور نبوت نظر آیا تھا۔''

ایم زمان کھوکھر (جن کا ذکر ہم روزنامہ قومی جنگ رام پور کے حوالے سے کر چکے ہیں) کے بارے میں اخبار مزید لکھتا ہے:

''ایم زمان کھوکھر نے فرزند نوحؑ کے مرقد کے علاوہ وسیع و عریض قبروں کی نشاندہی کی ہے ان کے بقول گجرات علم و فضل کے اعتبار سے خطہ یونان ہی نہیں بلکہ روحانیت کی نسبت سے پیغمبروں کا مدفن بھی ہے۔''

بشکریہ اگراب بھی نہ جاگے تو۔۔۔۔

marfat.com

بڑیلہ شریف میں سرکار بڑیلہ شریف کے آستانے پر بے مثال لنگر

گجرات سے 25 میل دور ٹانڈہ کے قریب بڑیلہ شریف میں قطب المشائخ شہنشاہ غریب نواز حضرت محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا استانہ مبارک ہے۔ یہاں زائرین میں پروگرام کے مطابق بلا تمیز لنگر تقسیم کیا جاتا ہے یہ لنگر اعلیٰ قسم کے کھانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ زائرین کو میز کرسیوں پر بٹھا کر صاف ستھرے برتنوں میں لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ ہاٹ پاٹ میں گرم گرم روٹیاں اور خدام سالن اور پانی کے لیے سر پر کھڑے رہتے ہیں۔ صبح ناشتہ میں دیسی گھی کی روٹیاں دہی لسی، اچار، چائے پیش کی جاتی ہے۔

دوپہر کا لنگر بھی ٹائم ٹیبل کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔ رات کو صاف ستھرا بستر چارپائی حقہ تمباکو پیش کیا جاتا ہے۔ ہر چارپائی کے قریب تھوک دان بھی رکھا گیا ہے۔ غسل کے لئے صابن تولیا تیل پیش کیا جاتا ہے۔ غسل خانے صاف شفاف، طہارت خانے ہر قسم کی گندگی سے صاف ہوتے ہیں۔ یہاں شاہ و گدا کیساتھ ایک جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ 11 سے 12 تک اجتماعی دعا ہوتی ہے نذرانے کیلئے کوئی غلہ صندوق نہیں رکھا گیا۔ اور نہ ہی تعویذ دھاگے دینے کا رواج ہے۔ راقم سینکڑوں آستانوں پر حاضری دے چکا ہے۔ لیکن بڑیلہ شریف جیسے لنگر کی مثال کہیں نہیں دیکھی۔ روزانہ کم و بیش سینکڑوں افراد لنگر سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ جمعہ کے روز گیارہویں شریف اور عرس مبارک کے موقع پر یہ تعداد ہزاروں میں ہوتی ہے۔ یہ لنگر زیر تعلیم طلباء، بیوگان، یتیموں اور غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

marfat.com

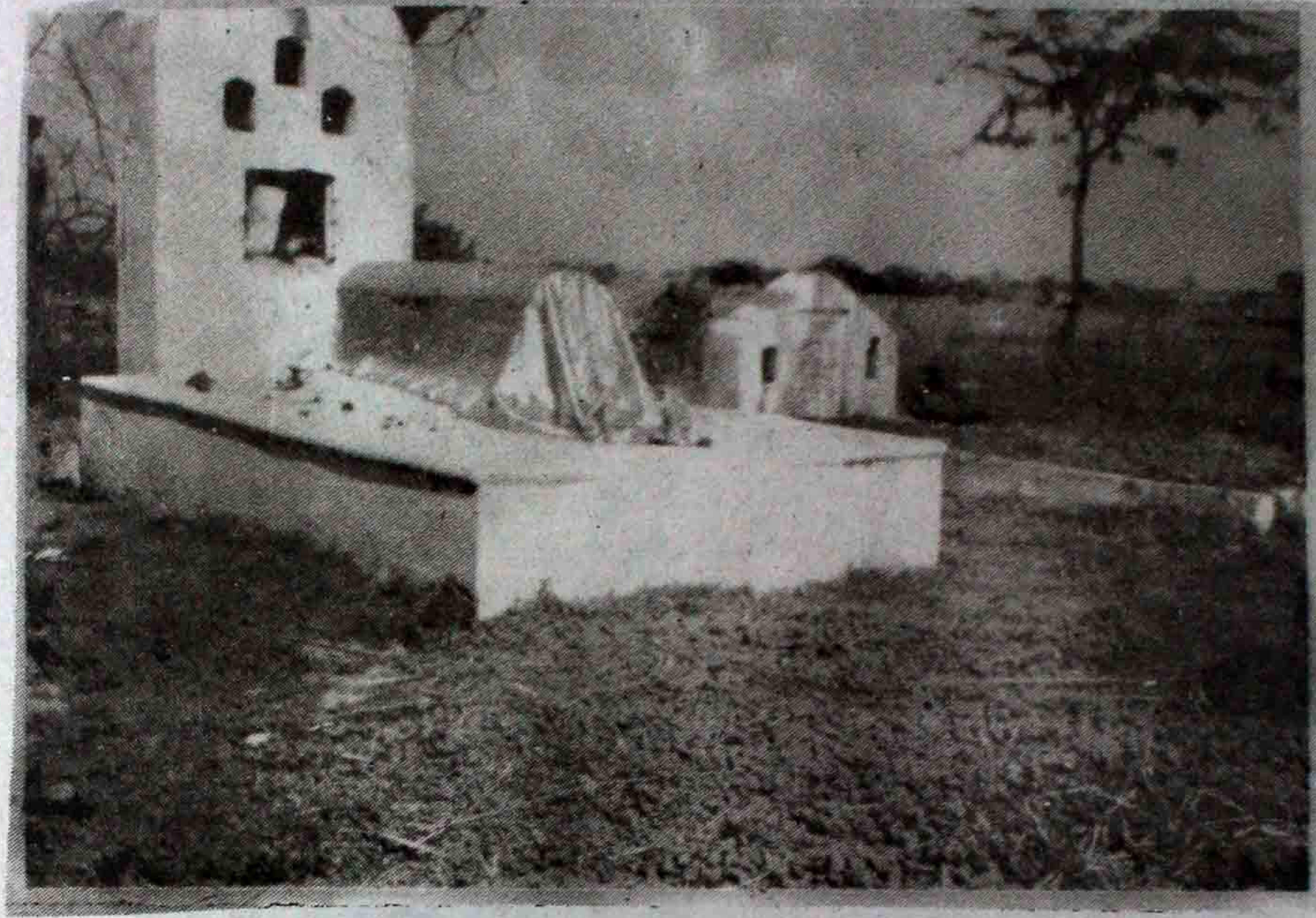

بڑیلہ شریف کے ٹبہ پر حافظ برخوردار اور شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

بڑیلہ شریف کے جانب جنوب حضرت قنیط علیہ السلام کا 70 گز لمبا مزار اور سرکار بڑیلہ شریف کا آستانہ ہے۔ شمال کی جانب ایک بہت بڑا ٹبہ ہے جو کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے آج کل اس ٹبہ پر قبرستان ہے۔ زوردار بارش ہو یا کھدائی کے دوران ٹبہ سے مٹی کے برتن، چکیوں کے پاٹ، موتی اور دھات کے سکے ملتے ہیں۔ راقم کو اس ٹبہ سے دو تین سکے ملے تھے جن پر پیپل کے درخت اور بیل کا نشان تھا جو ماہرین کی رائے کے مطابق مہ تغلق کے دور کے بتائے گئے اور ایک سکہ سکھوں کے دور کا تھا۔

اس ٹبہ پر حافظ برخوردار اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی بزرگوں کے مزار ہیں۔ شاہ صاحب طاعون کی بیماری کے دوران بڑیلہ شریف میں آئے جب طاعون کی بیماری کی وجہ سے ایک ایک گھر سے کئی جنازے اٹھتے تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے اس بستی کو طاعون کی وبا سے نجات مل گئی۔

ٹبہ کے جانب شمال تباہ شدہ کنواں بھی بیان کیا جاتا ہے جو بھنڈر کھوہ کے نام سے مشہور تھا۔ کسی بزرگ کی بددعا سے یہ کنواں زمین بوس ہو گیا۔ 1947ء میں ہندو سکھ منادر کو تباہ و برباد کرنے کے بعد بڑیلہ شریف کی طرف بڑھے لیکن ان بزرگوں کی دعاؤں سے انہیں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

marfat.com

نالہ بھمبر

کشمیر کی پہاڑیوں سے نکلنے والے اس نالہ کے کنارے کئی قدیمی بستیاں آباد ہوئیں اور کئی صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ آزاد کشمیر کے بیشتر قدیمی گاؤں دیہات شہر اس نالہ کے کنارے آباد ہیں کسی زمانہ میں اس نالہ میں سارا سال دریا کی مانند پانی بہتا تھا۔ آزاد کشمیر کی سرحد عبور کرتے ہوئے یہ نالہ پاکستان کے ضلع گجرات کی حدود میں گزرتا ہوا شادیوال کے قریب دریائے چناب میں جاگرتا ہے۔ برسات کے موسم میں اس میں اونچے درجے کا سیلاب آجاتا ہے۔ یہ طغیانی دریا سے کم نہیں ہوتی اس نالہ کے کنارے مشہور قصبے بھمبر، کوٹلہ اربعلی خان، نگیال، گجر، کوٹلہ، پیر غازی، کوٹلی بجاڑ، جکڑ، خواص پور، لالہ موسیٰ، چھنی، عالی سیدھری سے ہوتا ہوا گجرات کے قریب رحمانیہ کے پاس سے ہوتا ہوا مہلو اور کھوکھر عربی سے ہوتا ہوا شادیوال کے قریب دریا میں جا گرتا ہے۔ اس نالہ کے کنارے پرانی تہذیبوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پرانی قدیمی گزر گاہیں بیشتر مقامات پر اس نالہ کے قریب سے گزرتی ہیں۔ نالہ بھمبر کے کنارے ٹبے ٹیلے بھی پائے جاتے ہیں۔ ان ٹبوں ٹیلوں میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ اور انسانی ضروریات کی بیشتر چیزیں ملتی ہیں۔ نالہ بھمبر تقریباً ضلع گجرات کی حدود میں سے گزرتا ہے۔ سارا سال صاف میٹھا پانی اس میں بہتا رہتا ہے۔

marfat.com

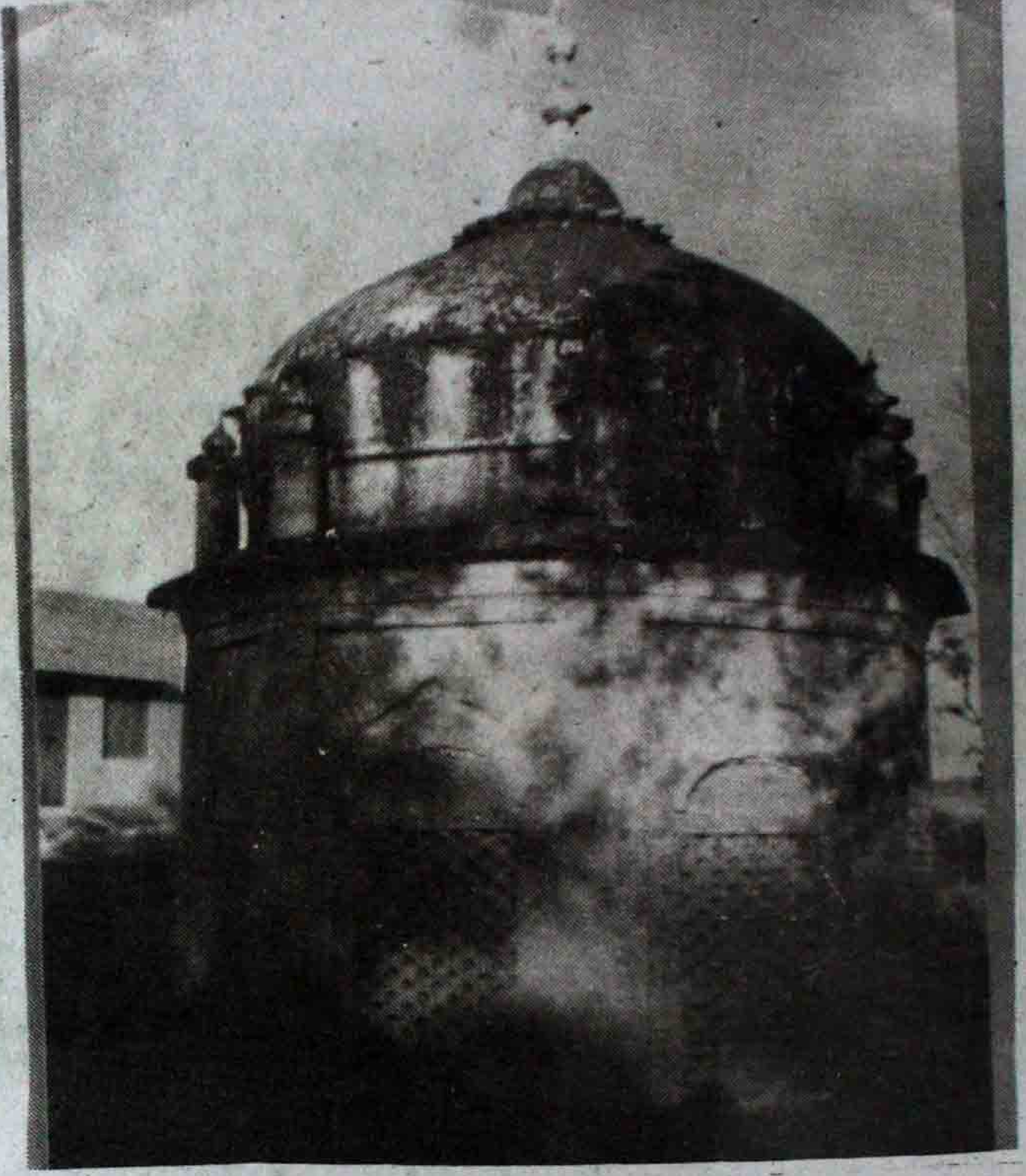

گجرات کے قریب میانہ لوک میں حضرت میاں وڈا صاحبؒ کا مزار۔

میانہ لوک گجرات کے قریب بھمبر نالہ کے تھوڑے سے فاصلہ پر آباد ہے۔ موسیٰ کمالہ، پھلروان، کھیپڑانوالہ کی بستیاں میانہ لوک کے قریب ہیں۔ میانہ لوک کے جانب شمال نالہ بھمبر، نالہ بھنڈر، آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں نالوں کا پانی ملکر اس علاقہ میں تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ میانہ لوک میں میاں وڈا صاحبؒ کا مزار ہے۔ یہ صاحب کرامت اٹھارویں صدی کے لگ بھگ ہو گزرے ہیں۔

میانہ لوک کے رہائشی حفیظ بٹ نے بتایا اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو گندم حسب توفیق مزار پر پیش کرنے سے گم شدہ چیز مل جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا ایک بار میری بیٹی کے کان کی بالی کہیں گم ہو گئی میں نے مزار پر حاضری دی تو میری بیٹی کی بالی سات روز بعد مل گئی میاں وڈا نے کافی عرصہ جہی کی پہاڑیوں، گوجر خاں کے قریب بلھوٹ کے جنگل اور آبی گذر گاہوں کے کنارے عبادت میں گزارا، کہتے ہیں کہ حضرت میاں وڈا کے تابع جنات ہوتے تھے۔ آپ کی علاقہ میں کئی کرامات ہیں۔ میاں وڈاؒ کا مزار کچا ہے مزار سے ملحقہ مزار جس کا فوٹو چسپاں کیا گیا ہے بزرگ اور درویش ہو گزرے ہیں۔

marfat.com

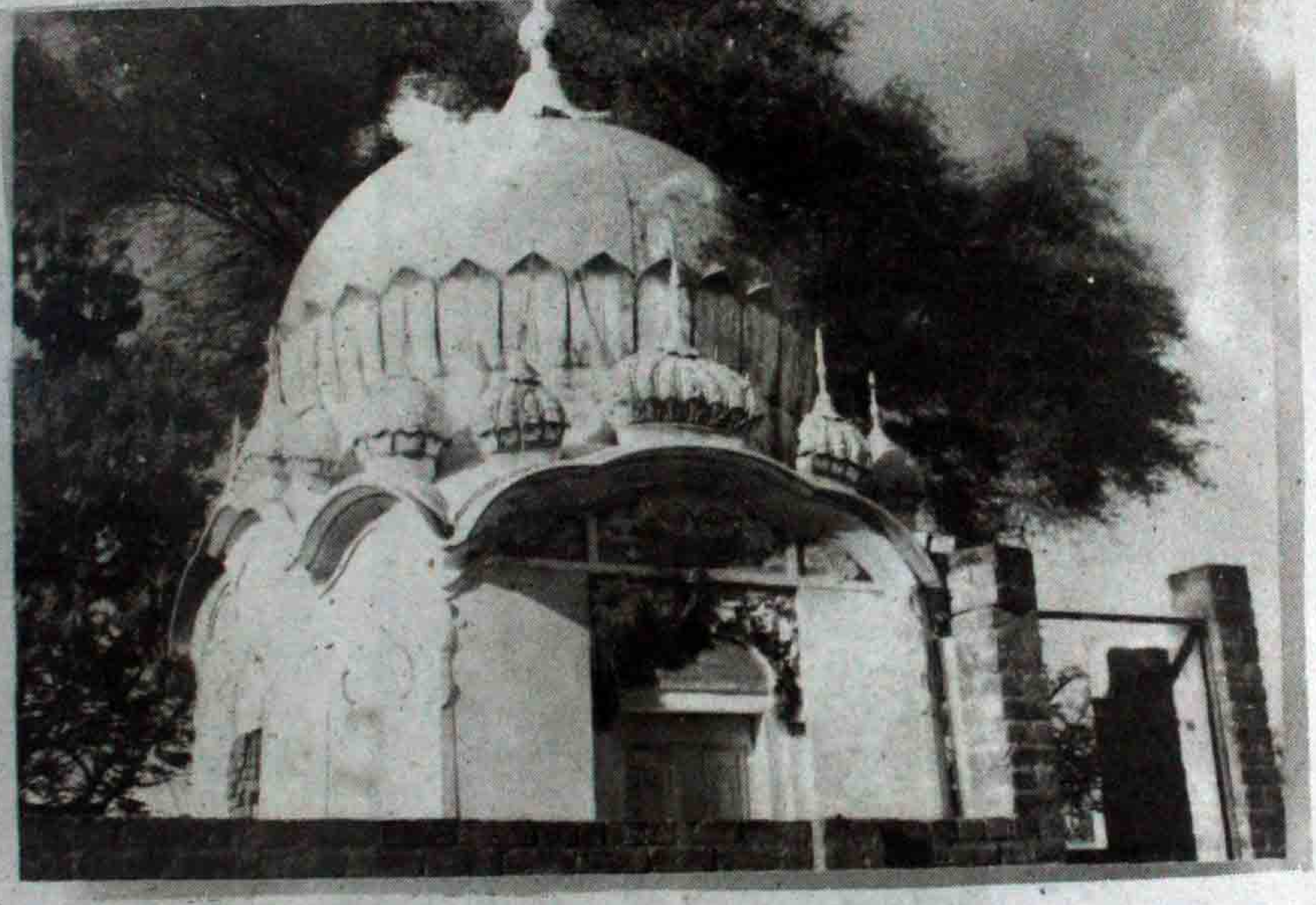

کوٹ پیلہ میں بابا فقیر شاہ ولیؒ کا مزار

گاؤں کوٹ پیلہ مشہور نالہ بھمبر کے کنارے واقع ہے۔ کوٹ پیلہ میں حضرت بابا فقیر شاہؒ کا مزار ہے مقامی روایات کے مطابق آپ چاہڑہ سے آتے تھے۔ مجذوب اور پیدائشی درویش تھے۔ آپؒ گاؤں سے گذر رہے تھے حلوائی ابلتے ہوئے گھی میں لڈو تیار کر رہا تھا۔ بابا فقیر شاہؒ نے اس سے ایک لڈو مانگا حلوائی نے کہا گرم گھی سے لڈو نکال لو۔ بابا فقیر شاہ ولی نے دونوں ہاتھ ابلتے ہوئے گھی میں ڈال دیئے اور لڈو نکال کر سینے سے لگا لیے۔ اہل دیہہ اور گردونواح کے لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپؒ کی درویشی کے قائل ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد بابا فقیر شاہ ولی ایک مقام پر بیٹھ گئے جہاں آپؒ کا روضہ ہے اسی مقام پر وصال ہوا۔ 15 ہاڑ اور چیت کو میلہ اور عرس منایا جاتا ہے۔ اہل دیہہ عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ مزار میں شاندار لنڈا زمین۔ تعمیر کیا گیا عالی شان گنبد بھی ہے یہ مزار کوٹ پیلہ کے جانب شمال مغرب ہے۔

marfat.com

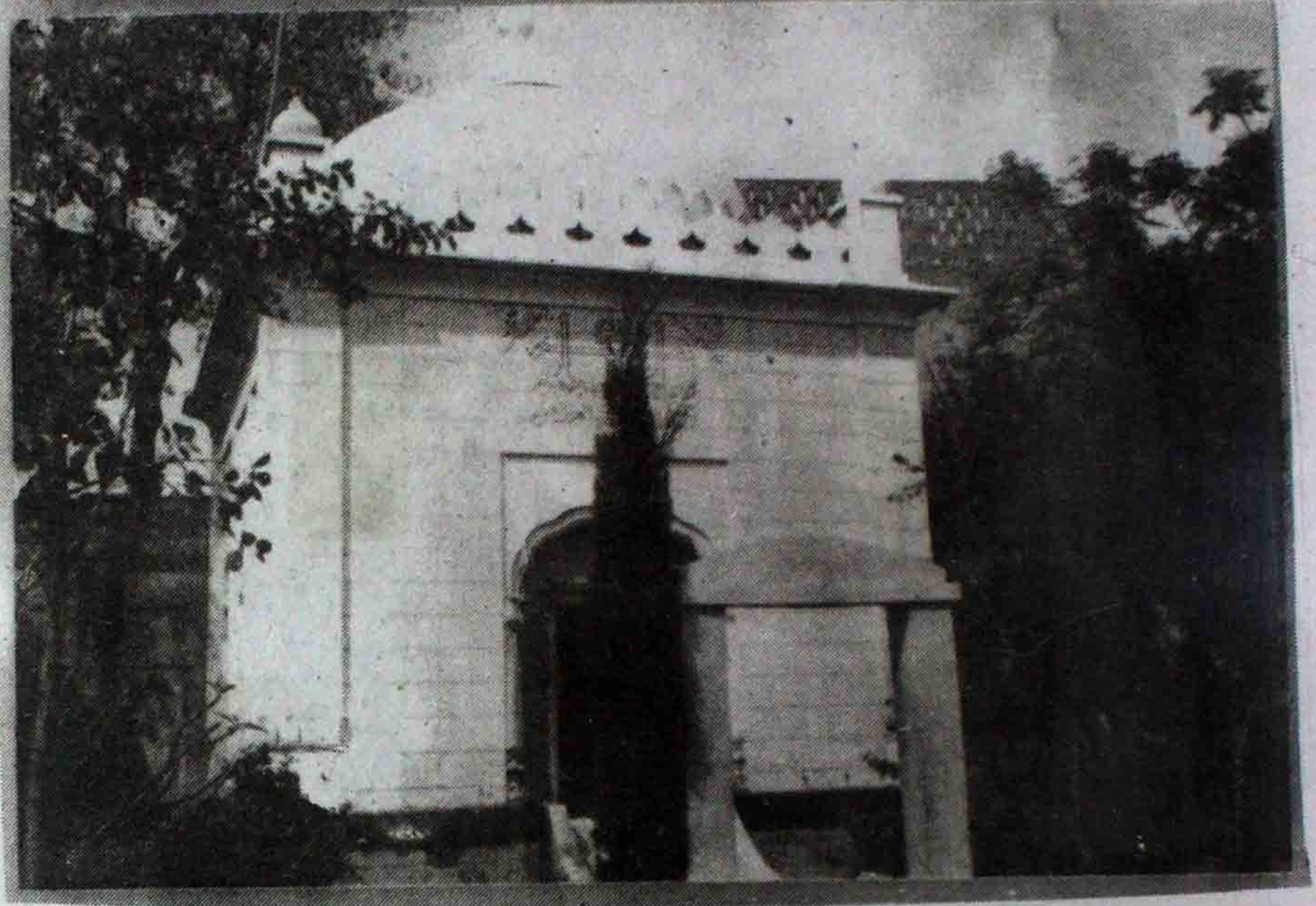

لالہ موسیٰ میں حضرت میاں نظام دینؒ کا مزار

آپؒ کا مزار لالہ موسیٰ کی سبزی منڈی کے بالکل سامنے ہے۔ آپ بہت بڑے درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپؒ کو فیض حضرت میاں محمد پناہؒ شیخ پور سے ملا تھا۔ آپؒ مرشد پاک کے بڑے چہیتے خلیفہ تھے۔ میاں محمد پناہؒ نے آپ پر خصوصی نظر شفقت فرمائی تھی آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں، موضع بانہاں والی کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ اسے اولاد کی نعمت سے مالا مال کرے۔ چنانچہ آپؒ کی دعاؤں سے وہ شخص اولاد کی نعمت سے مالامال ہوا۔ آپ کا مزار شاہانہ انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ عالی شان گنبد بھی ہے۔ اور ہر سال آپؒ کا عرس منایا جاتا ہے۔ عقیدت مند دور دراز سے حاضری دیتے ہیں اور اس پر قوالی کی محفل ہوتی ہے مزار کے باہر آپ کا نام حضرت نظام دینؒ تحریر ہے۔

marfat.com

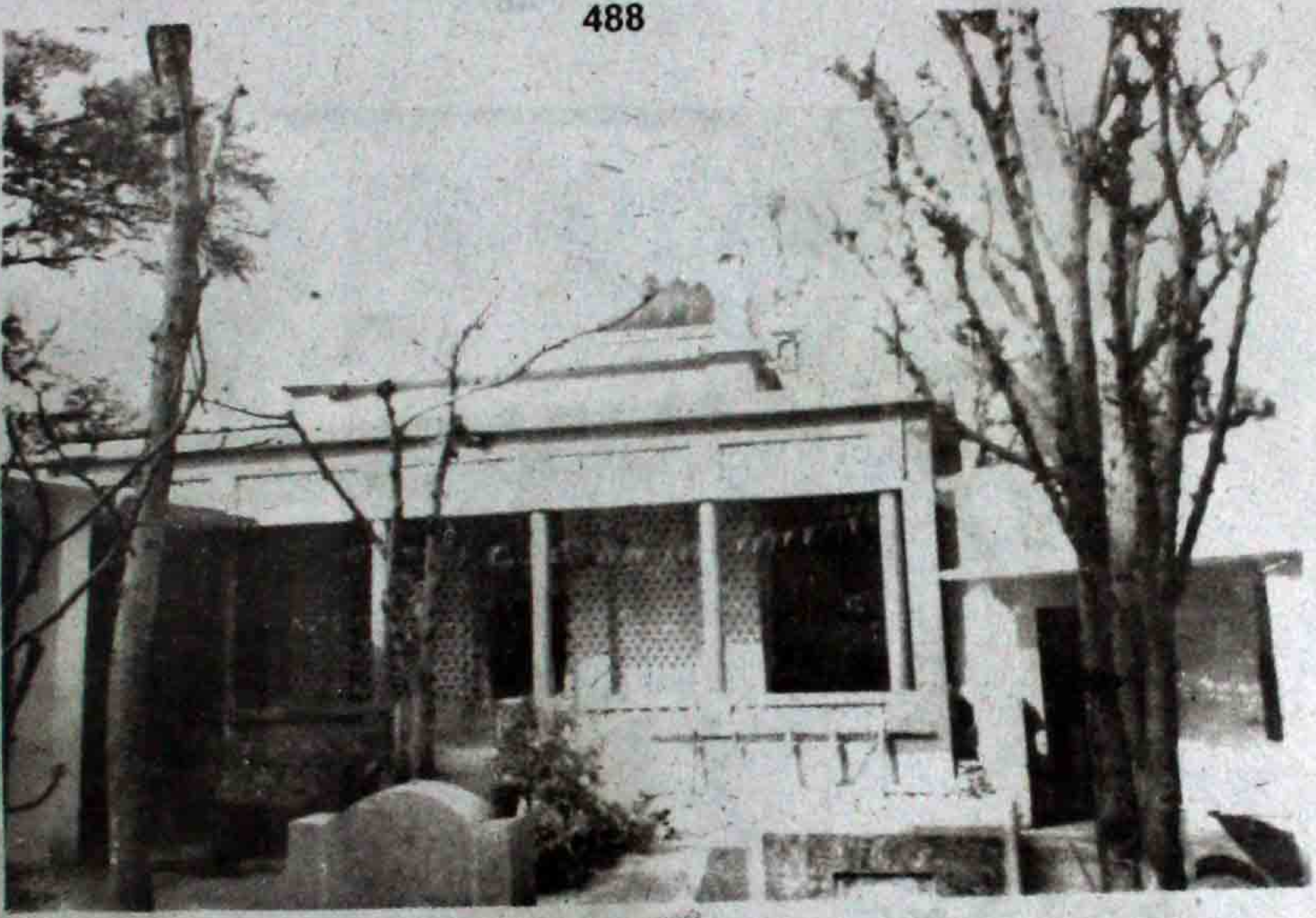

لالہ موسیٰ کے قریب ویرووال میں حضرت پیر ولی محمدؒ سرکار کا مزار

ویرووال جسے عرف عام میں پرانا لالا موسیٰ بھی کہتے ہیں یہاں اس قدیمی بستی میں اولیاء کرام کے مزارات ہیں ۔ ان میں ایک درویش حضرت پیر باوجی ولی محمد سرکار کا آستانہ بھی ہے ۔ آپ کا مزار ویرووال سے جانب شمال ریلوے لائن کے قریب ہے ۔ آپ بہت بڑے درویش ہو گزرے ہیں۔ آپ نے دریائے چناب کے کنارے چالیس دن چلّا بھی کیا۔ سرہند شریف ہندوستان میں ساڑھے چھ سال تک رہے ۔ سیالکوٹ میں حضرت خورشید کا مزار تعمیر کروایا۔ آپ کا سلسلہ نقشبندیہ ہے آپ کا وصال 28 اکتوبر 1933ء کو ہوا۔ آپ کے مزار کے قریب حضرت پیر غلام محمدؒ کا بھی مزار ہے ۔ جنہیں عرف عام میں چھوٹے باواجی کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ کہتے ہیں کہ آپ نے 32 سال تک اناج نہ کھایا تھا آپ کا سلسلہ حضرت میاں محمد پناہؒ آف شیخ پور سے جا ملتا ہے ، آپ کا وصال بھی سرہند شریف میں ہوا اور تابوت تقریباً ساڑھے چھ ماہ بعد یہاں لایا گیا۔ وصال حضرت پیر ولی محمدؒ کا عرس مبارک 28 اکتوبر 12 کاتک کو منایا جاتا ہے۔

marfat.com

حضرت شاہ سرمستؒ کا مزار

لالہ موسیٰ سے ایک سڑک ڈنگہ کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک کے کنارے مشہور قصبہ کوٹلہ قاسم علی خاں ہے۔ جہاں ایک پرانے تباہ شدہ شہر کے آثار ٹبہ کی صورت میں موجود ہیں۔ قریب ہی ٹبہ کے قریب 9 گز لمبا مزار ہے۔ یہاں سے تھوڑے سے فاصلہ پر مشہور گاؤں شاہ سرمست ہے۔ یہاں ایک ولی اللہ درویش بزرگ کا مزار ہے۔ ان کا نام بھی حضرت شاہ سرمستؒ ہے۔

حضرت شاہ سرمستؒ دہلی سے تشریف لائے تھے۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ اہل دیہہ عقیدت واحترام کے طور پر اپنے مکانوں کی چھت پر نہیں سوتے۔ بلکہ ان کے ہاں جو مہمان آتا ہے وہ بھی چھت پر نہیں سو سکتا۔ اس علاقہ میں حضرت شاہ سرمستؒ کی آمد فصلوں کے دور میں بتائی جاتی ہے۔ جس جگہ آپ کا مزار ہے یہاں بہت بڑا ٹبہ ہے۔ ٹبہ کے اوپر پیپل اور بوہڑ کے بڑے بڑے قد آور درخت ہیں۔ اہل دیہہ نے بتایا برسات کے موسم میں اس ٹبہ میں مٹی کے برتن کے ٹکڑے، چکیوں کے پاٹ، بچوں کے کھلونے ور انسانی ضروریات کی دھات کی بنی ہوئی چیزوں کے آثار ملتے ہیں۔ حضرت شاہ سرمست کا مزار پختہ تعمیر لیا گیا ہے۔ مزار کے قریب چند قدیمی قبروں کے آثار ملتے ہیں۔ حضرت شاہ سرمستؒ بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔

marfat.com

خانقاہ اشرفیہ

لالہ موسیٰ کے قریب ہی خانقاہ اشرفیہ میں حضرت پیر غلام قادرؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپؒ کا روضہ شاندار انداز میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ سفید سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے۔ روحانیت کا مرکز سبز گنبد اپنی مثال آپ ہے۔ روضہ پر یہ تحریر سنگ مرمر کی تختی پر لکھی ہے۔ "مزار پرانوار عالم ربانی عارف حقانی فخر ملت اشرف المشائخ الحاج مولانا پیر غلام قادر چشتی نظامی اشرفی قلندر قادری رضوی تاریخ وصال 25 اگست 1979ء" فارسی کی یہ عبارت ہے۔

زاہد حضرت مولوی ۔ زماں عاشق ذات صاحب لولاک
موت عالم چوں موت عالم ہست از مراقش جہاں شد غم ناک
چوں اشرافت فرساں، رحلت جست
گفت ہاتف غلام قادر درپاک

آپؒ ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں آپؒ کی کئی کرامات ارادتمندوں میں مشہور ہیں۔ آپؒ کی قومی ملی بہت زیادہ خدمات ہیں۔ لالہ موسیٰ میں آپؒ نے قائداعظمؒ کا استقبال کیا۔ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں آپؒ پیش پیش رہے۔ آپؒ کے ارادتمند کافی تعداد میں ہیں۔ آپؒ کا مزار لالہ موسیٰ میں جی ٹی روڈ کے قریب ہے۔

خطہ پاکستان قدرتی وسائل سے مالامال ہے

لیکن قیام پاکستان سے لے کر تا حال جن لوگوں نے پاکستان کو بڑی بے دردی سے لوٹا ان کی کہانی عنقریب فاقہ کشی کے ہاتھوں خودکشی کرنے والے پاکستانیوں کی داستان

ایم زمان کھوکھر کی تحریر کردہ کتاب

پاکستان کا مطلب یہ نہیں تھا

عنقریب شائع ہو رہی ہے

marfat.com

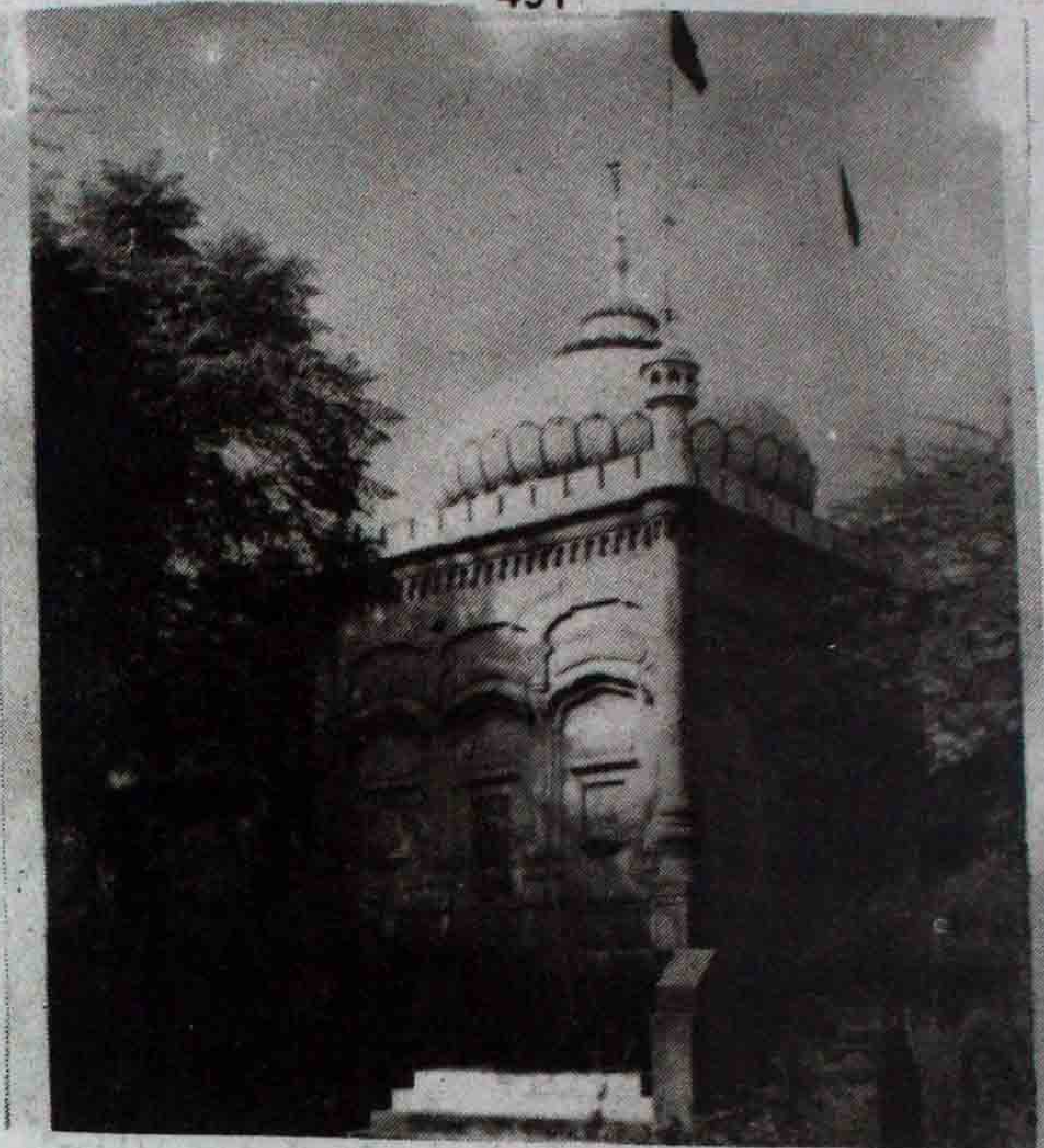

گاکھڑی کے ٹبہ پر حضرت بابا شمشیرؒ کا مزار

حضرت بابا شمشیرؒ کا مزار بہت قدیمی ہے۔ روضہ مغلیہ طرز تعمیر پر بنایا گیا ہے۔ تاہم 1995ء میں دروازہ تعمیر کیا گیا ہے۔ عالی شان گنبد پرانے برگد پیپل کے درخت اس بستی کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ مزار پر نقش و نگار بھی پرانے ہیں۔ آپؒ بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں۔ آپؒ کی ایک کرامت مشہور ہے۔ آپؒ کی بہن آپؒ کو کھانا دینے آئی کہ اچانک بارش آگئی۔ بہن نے عرض کی کہ گندم کھلے آسمان کے نیچے سے بھیگ جائے گی۔ آپؒ نے فرمایا سب بستی میں بارش ہوگی لیکن تیری گندم خشک ہی رہے گی چنانچہ جب وہ گھر پہنچی تو تمام گاؤں کی گلیاں پانی سے بھری تھیں۔ لیکن اس کے گھر گندم کا ڈھیر خشک تھا۔ گاکھڑی کا ٹبہ کافی بلندی پر ہے۔ ٹبہ پر بوہڑ کا قدیمی درخت بھی ہے۔ اہل دیہہ نے بتایا کہ یہ کرامت والے بزرگ ہیں ہم عقیدت سے یہاں حاضری دیتے ہیں جب کوئی مصیبت یا پریشانی آئے تو یہاں حاضر ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ اس ٹبہ سے کھدائی کے دوران مٹی کے برتن، چکیوں کے پاٹ، موتی، اور بچوں کے مٹی کے کھلونوں کے ٹکڑے ملتے ہیں یہ ٹبہ کسی قدیمی بستی کی نشاندہی کرتا ہے۔ مزار کے بیرونی دروازہ پر آپؒ کا نام حضرت بابا شمشیرؒ درج ہے۔

marfat.com

شاہدولہؒ دربار کے قریب قدیمی مزار

حضرت کبیرالدین شاہدولہ دریائی گجرات میں ولایت کے سمندر میں بڑے بڑے اولیاء کرام نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپؒ اپنے وقت میں اس علاقہ کے شہنشاہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ وسیع عریض لنگر سے عام خاص فیض یاب ہوتا تھا۔ آپؒ کے مزار کے اردگرد جو سرائے، کمرے تعمیر کئے گئے ہیں ان میں مغلیہ دور کی چھوٹی اینٹ استعمال کی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اس دور میں قلعہ گجرات کے علاوہ اس مقام پر شاہدولہ سرکار کی حکومت تھی۔ آپؒ کے دربار کے قریب کئی قدیمی مزار ہیں۔ آپؒ کے مزار کے قریب جامع مسجد کے جانب جنوب حضرت دام شاہ ولیؒ کا مزار ہے۔ آپؒ شاہدولہ سرکار کے خلیفہ بیان کئے جاتے ہیں۔ دام شاہ ولیؒ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے کمرہ میں چند سیڑھیاں بھی بنائی گئی ہیں۔ چاہ بیری والا روڈ پر ایک گلی بابا ڈھیری والا کا مزار ہے یہ مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ صاحب مزار بھی حضرت شاہدولہ سرکارؒ کے دور میں ہو گزرے ہیں۔ حضرت پیر ننگے شاہؒ کے مزار کے قریب پرانے قبرستان میں خالق شاہ ولیؒ کا مزار ہے یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے حضرت خالق شاہ ولیؒ بھی شاہدولہ سرکارؒ کے خلیفہ بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت شاہان بادشاہؒ کا مزار قبرستان شاہدولہ میں ہے یہ قبرستان محلہ اوچا دارائیں ہے۔ حضرت شاہان بادشاہ کے بارے مقامی روایات یوں ہیں کہ حضرت شاہدولہؒ پل تعمیر کروا رہے تھے اس علاقہ کے حاکم نے تحقیق کے لئے حضرت شاہان بادشاہ کو روانہ کیا۔ شاہان بادشاہ جب شاہدولہ سرکارؒ کے حضور حاضر ہوئے آپؒ کی کرامات دیکھ کر بقیہ زندگی آپؒ کے قدموں میں گذار دی۔ فوج میں اعلیٰ عہدہ پر مقرر تھے۔ شنکر شاہؒ کا مزار قریبی گلی میں ہے جواب زیر زمین کر دیا گیا ہے۔

===

marfat.com

مزار حضرت سید شاہ مبارک ولیؒ

قلعہ گجرات کے چاروں طرف اولیاء کرام علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ اللہ کے نیک بندے تبلیغ کی خاطر یہاں تشریف لائے۔ مغل شہنشاہ اولیاء کرام سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے گجرات کا قلعہ تعمیر کروایا۔ اس دور میں کئی اولیا کرام کا یہاں آنا ثابت ہوتا ہے۔ محلہ خواجگان میں کئی بزرگوں کے مزار ہیں۔ محلہ خواجگان سے ایک گلی بازار صرافہ کی طرف جاتی ہے۔ اس گلی کے جانب شمال سید شاہ مبارک ولیؒ کا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا۔ مزار کے احاطہ کے اندر تین مزار ہیں جو پختہ تعمیر ہیں۔ حضرت سید شاہ مبارک ولیؒ بزرگ درویش اور ولی اللہ ہو گذرے ہیں مزار کے گردونواح میں رہائش پذیر لوگوں نے بتایا کہ ہم حضرت سید شاہ مبارک ولیؒ کی اولاد سے ہیں۔ مزار کے گرد پیپل کے قدیمی درخت ہیں۔

marfat.com

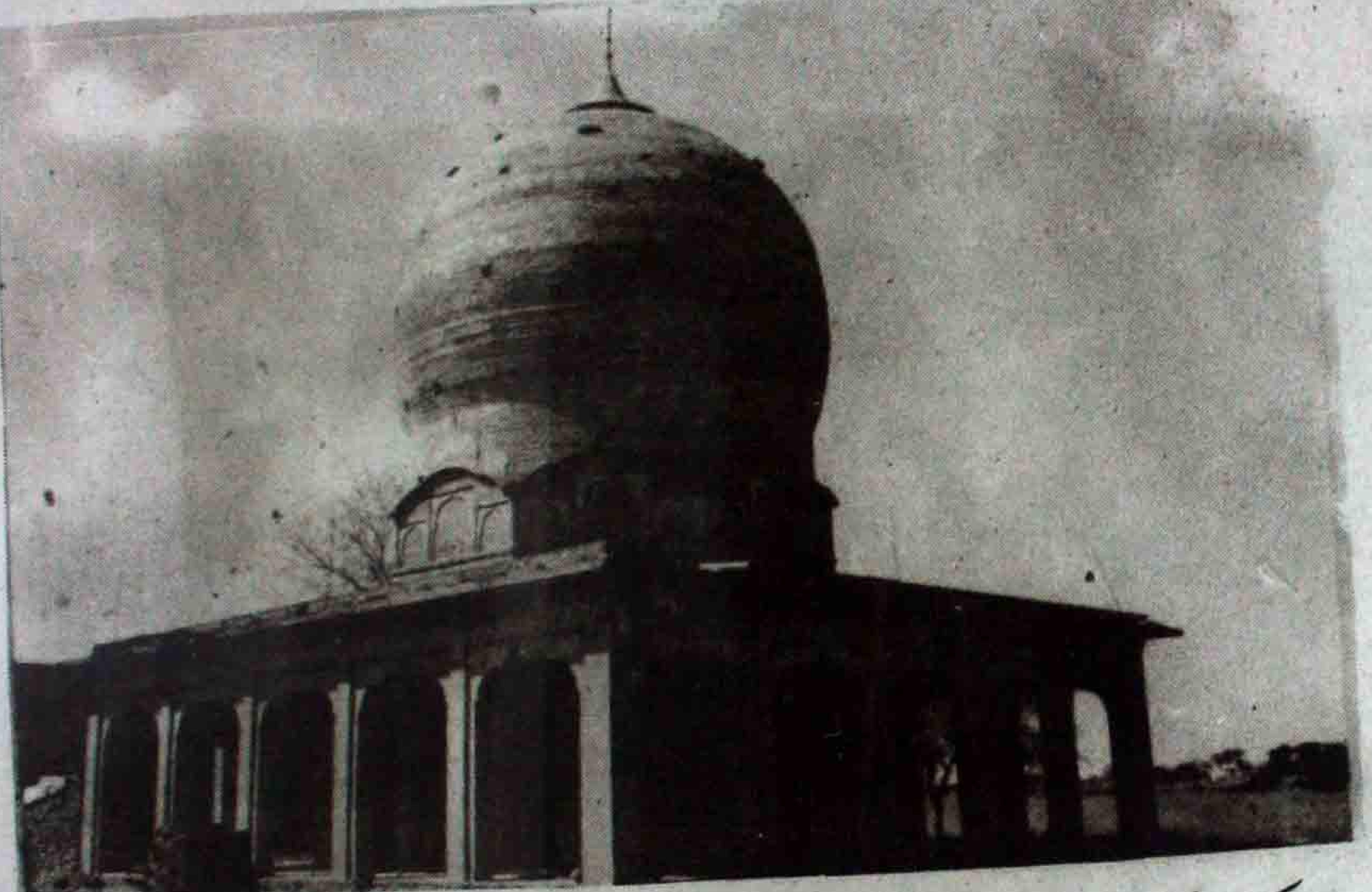

کنجاہ ڈنگہ روڈ پر مونیاں کے قریب ٹھیکریاں شریف میں حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا محمد فضل الحقؒ کے مزارات

کنجاہ سے ایک سڑک ڈنگہ کی طرف جاتی ہے اس پر ڈنگہ سے تقریباً چودہ پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قصبہ مونیاں ہے مونیاں کے قریب ہی ٹھیکریاں شریف ہے۔ ہزاروں سالہ قدیمی راستہ جو باگڑیانوالہ سے ہوتا ہوا کنجاہ کی جانب آتا ہے۔ اس قدیمی راستہ کے قریب حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا محمد فضل الحقؒ کے مزارات ہیں جو زیر تعمیر ہیں عالی شان گنبد برآمدے بھی زیر تعمیر ہیں مزار کے اندر شیشہ کاری کا کام کیا گیا ہے ملحقہ زائرین کے آرام کے لئے کمرے ہیں۔ اور مسجد بھی زیر تعمیر ہے یہ مزار گاگا کے ٹبہ کے قریب ہیں۔ مزار پر یہ عبارت تحریر ہے۔ مزار اقدس جامع علوم۔ شریعت واقف رموز طریقت حضرت مولانا عبدالحقؒ وابستہ ارادت مہر گردوان ولایت غواص بحر حقیقت فضیلت پناہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ چشتی نظامی گولڑوی متوفی 20 مئی 1976۔ دوسرے مزار پر یہ عبارت تحریر ہے مزار اقدس قدوۃ العلماء اسوۃ العلی حجۃ اللہ الحق حضرت مولانا محمد فضل الحقؒ نقشبندی قادری ٹھیکریاں شریف خلیفہ مجاز عارف ربانی غوث صمدانی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری متوفی 27 دسمبر 1981۔ دونوں مزارات پر تاریخ وفات فارسی میں لکھی ہوئی ہے۔

marfat.com

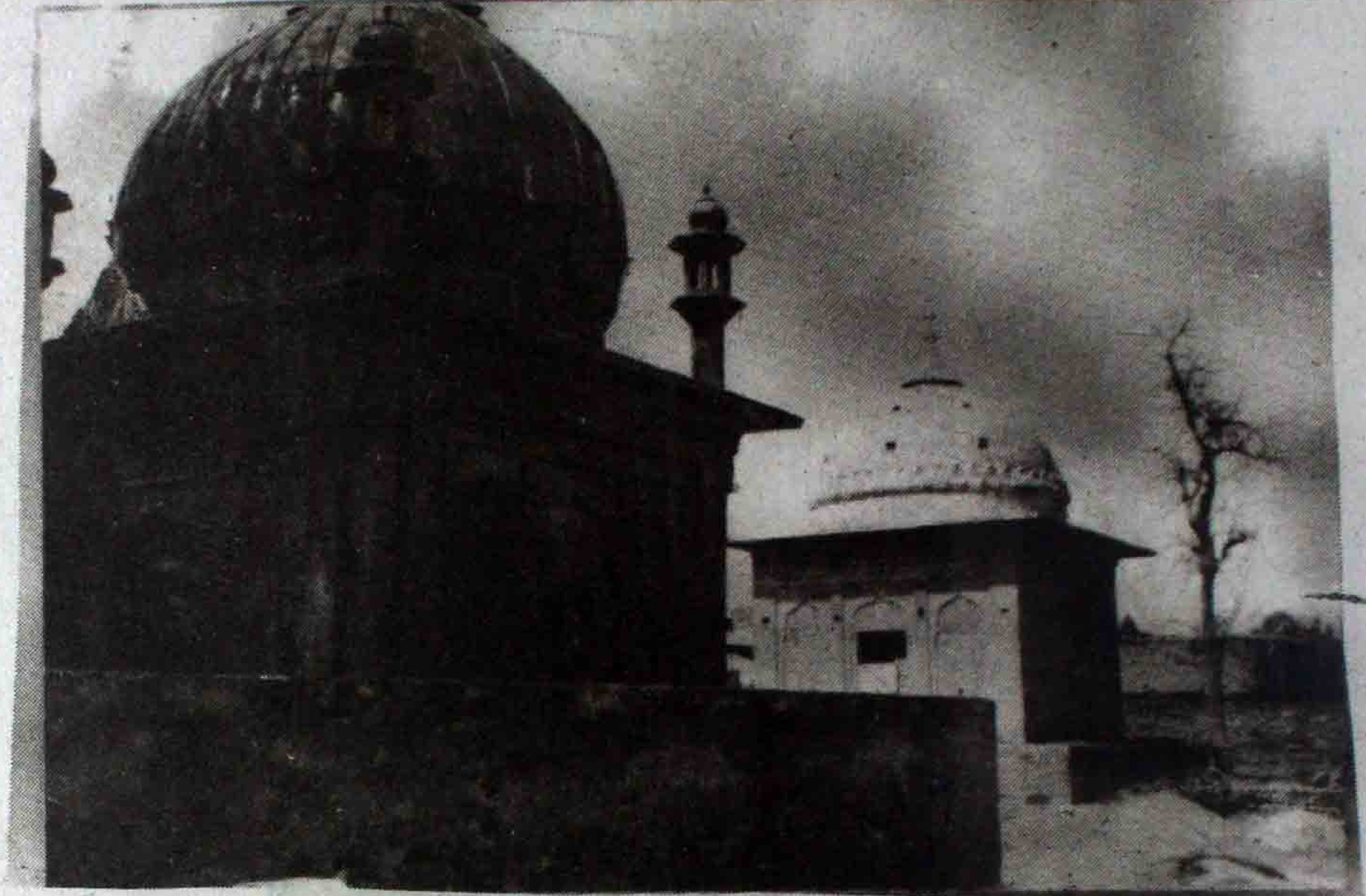

دریا۔ کھٹانہ میں حضرت بابا خیر ولیؒ اور سید پیر رسول شاہؒ کا مزار

کنجاہ سے جانب مغرب ڈنگہ روڈ سے تھوڑے فاصلہ پر مشہور گاؤں دریا۔ کھٹانہ ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق قدیمی گذر گاہ دریا۔ کھٹانہ کے قریب سے گذرتی تھی۔ موسیٰ کھٹانہ اور گاگا کے ٹبے دریا۔ کھٹانہ کے قریب ہیں۔ یہاں حضرت بابا خیر ولی کا مزار ہے جن کی آمد اور وصال کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ مزار سبز رنگ کا ہے اور پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ اہل دیہہ اس بزرگ کو درویش ولی مانتے ہیں۔ اس مزار کے جانب شمال حضرت سید پیر رسول شاہؒ کا مزار بھی ہے آپؒ بہت بڑے درویش بزرگ ولی اللہ ہو گذرے ہیں۔ حضرت سید پیر رسول شاہؒ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے آپؒ کا عرس ہر سال پوری عقیدت احترام سے منایا جاتا ہے ارادتمند حاضری دیتے ہیں۔ دریا کھٹانہ کے جانب مغرب چھپڑ کے کنارے بیری کے درخت کے نیچے پیر گجا کا قدیمی مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور چار دیواری بھی ہے۔ اس علاقہ میں قدیمی گذر گاہ کے قرب و جوار اور بیابانوں میں قدیمی مزار ہیں۔

marfat.com

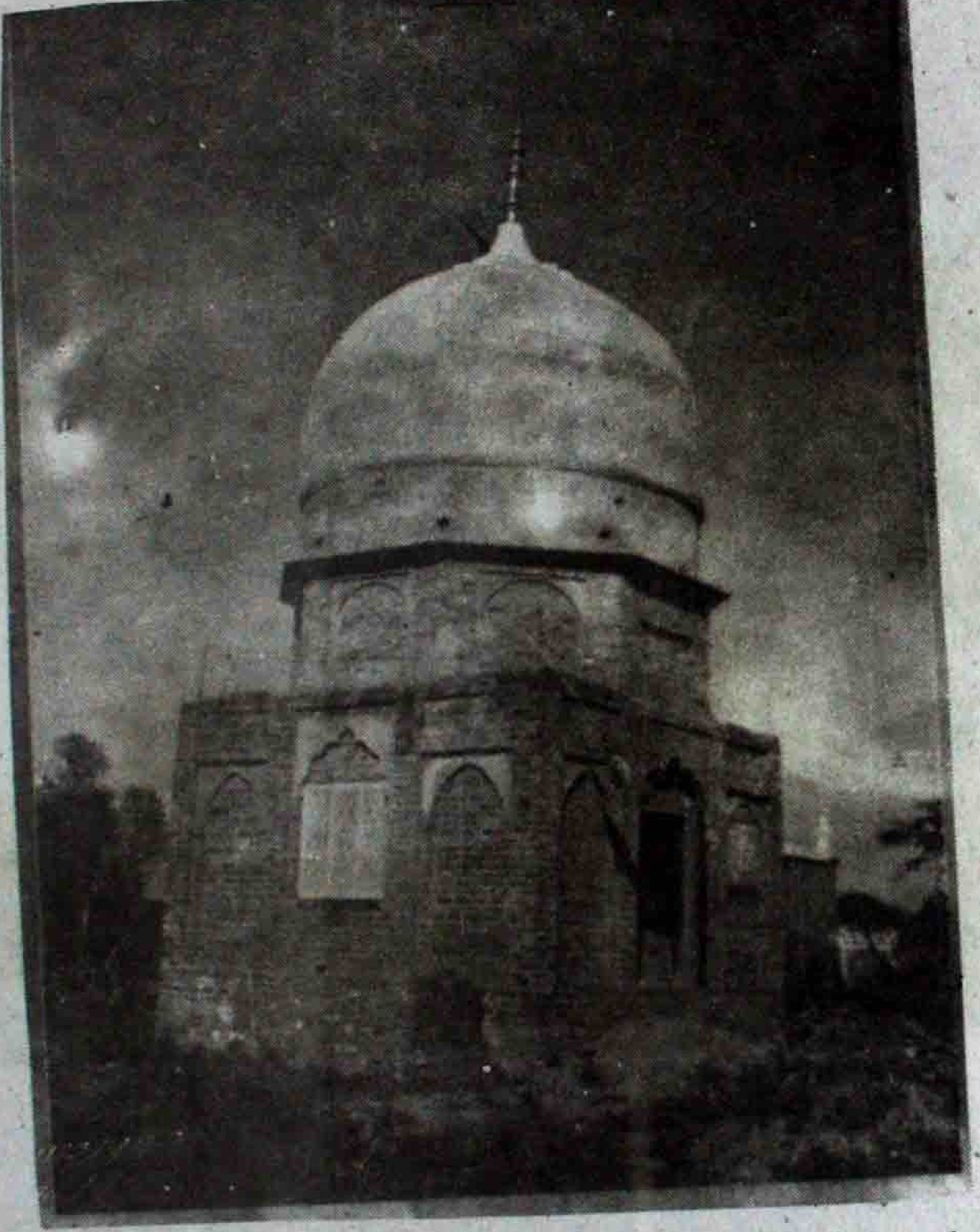

نالہ بھمبر کے کنارے سرگودھا روڈ کے قریب حضرت بابا شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

گجرات سے کنجاہ جاتے ہوئے نالہ بھمبر کے پل کے جانب جنوب دیکھا جائے تو درختوں کے جھنڈ میں حضرت بابا شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ مزار پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ دھدرا کے ایک بزرگ نے بتایا کہ یہ بزرگ چار بھائی ہو گزرے ہیں۔ ان میں بابا شیخ سکھا، اور لکھا کے مزار دھدرا میں ہیں۔ جب کہ ان کی اولاد شیخ سکھا گاؤں میں آباد ہے۔ ان کے دوسرے بھائی کا نام بابا شاہ محمود اور چوتھے کا نام بابا شاہ مجید ہے۔ بابا شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ٹبی غوث پور کے رقبہ میں ہے مزار کے باہر سنگ مرمر کی دو تختیاں نصب ہیں ایک تختی پر یہ تحریر لکھی ہوئی ہے مزار مبارک حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ، اور مزار پاک کی تزئین آج مورخہ 5 نومبر 1995ء کو بشیر احمد ولد اللہ دتہ قوم مغل کاہنے والے نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور حسب توفیق تعمیر میں حصہ لیا۔ دوسری تختی پر سنگ بنیاد چوہدری محمد اشرف منڈ، چوہدری حاکم علی ٹبی غوث پور نے مورخہ 5 نومبر 1995ء کو رکھی اور حسب توفیق تعمیر میں حصہ لیا۔ زیر نگرانی محمد ریاض ٹبی غوث پور حاجی مستری رشید

marfat.com

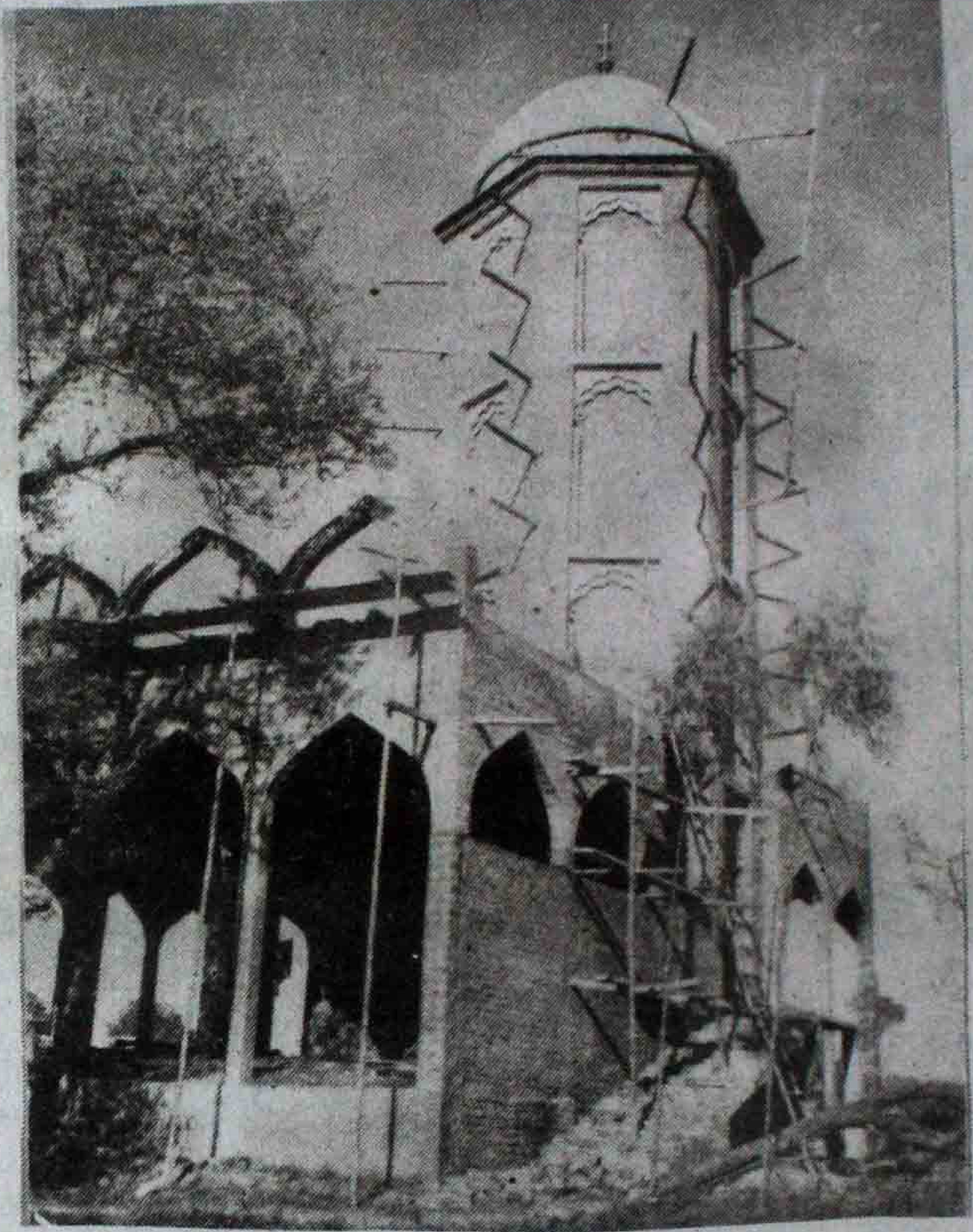

ناروالی میں حضرت سید محمد حسینؒ کا مزار

گجرات کنجاہ روڈ پر شاہین چوک سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور گاؤں نارووالی ہے نارووالی سے جانب شمال سڑک کے قریب حضرت سید محمد حسین شاہؒ اور حضرت سید شبیر احمد شاہؒ کا روضہ مبارک ہے جو زیر تعمیر ہے روضہ کے قریب دینی درس گاہ اور مسجد بھی زیر تعمیر ہے آپ کی پیدائش نظام آباد کے قریب اوجلہ شریف میں ہوئی۔ آپؒ کو فیض سویہ شریف نزد ڈنگہ سے حاصل ہوا جن کا مرشد خانہ سیال شریف میں ہے۔ سید شبیر احمد شاہؒ کا وصال 5 اپریل 1981ء کو ہوا۔ اسی تاریخ پر آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے آپ کی دینی اور ملی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ دینی درسگاہ میں طلباء اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔ آپؒ کا مزار شاندار انداز میں سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔

marfat.com

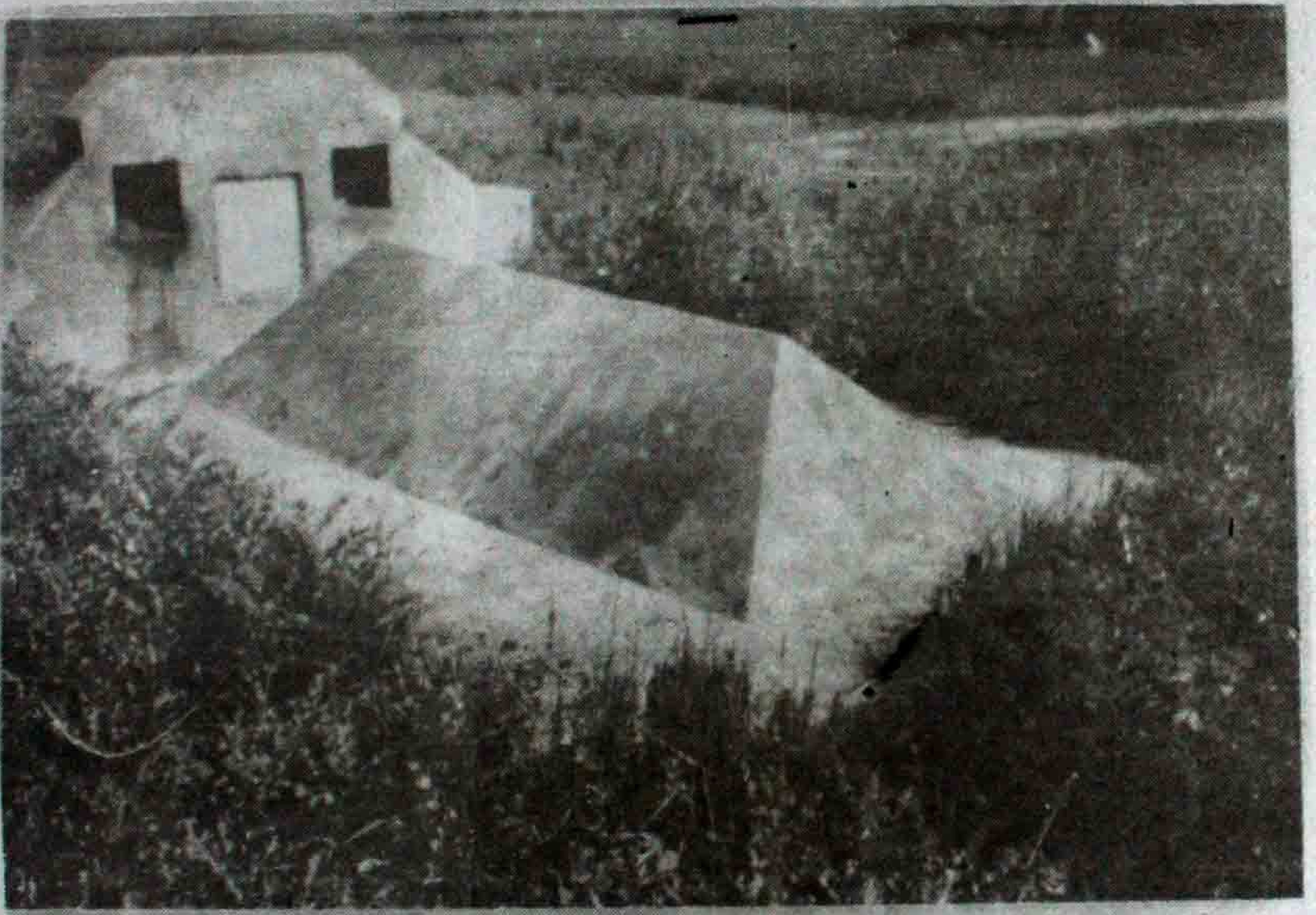

دھدرا غربی میں حضرت بابا سکھا رحہ کا مزار

گجرات کے قریب کنجاہ کی طرف جانے والی سڑک کے کنارے دو مشہور گاؤں شیخ سکھا اور دھدرا غربی ہیں۔ یہاں بابا شیخ سکھا رحہ کا مزار ہے۔ ان کے دوسرے بھائی کا نام بابا لکھا ہے۔ آپ رحہ ہی کے نام پر شیخ سکھا گاؤں آباد ہے۔ اس گاؤں میں آباد لوگ اپنے آپ کو شیخ سکھا رحہ کی اولاد بیان کرتے ہیں۔

شیخ سکھا کے رہنے والے بطور نذر نیاز حلوہ تیار کر کے مزار پر بطور چڑھاوا پیش کرتے ہیں اور یہ بات بھی مشہور ہے گاؤں کی کوئی عورت پردہ کے بغیر یہاں سے نہیں گزر سکتی۔ آپ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور دھدرا کو جانے والے راستہ کے قریب ہے۔ مزار پہلے کچا تھا لیکن جب آپ ظاہر ہوئے تو پختہ تعمیر کیا گیا۔

marfat.com

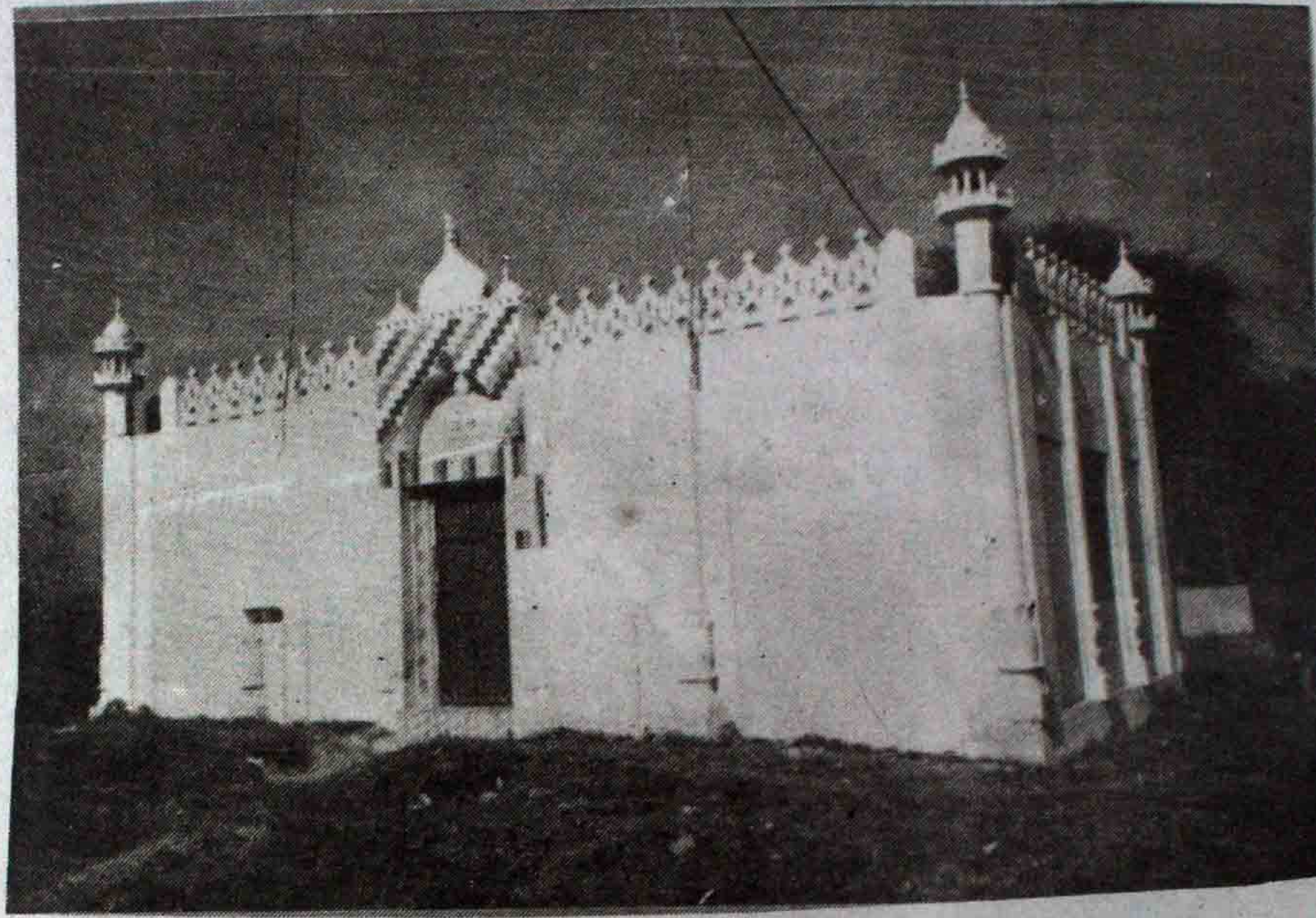

چوکنانوالی میں پیر داتا صاحبؒ کا مزار

چوکنانوالی ایک قدیمی قصبہ ہے۔ جو شادیوال اور کنجاہ کے وسط میں پرانی گذر گاہ کے قریب ہے۔ حضرت پیر داتاؒ کا مزار چوکنانوالہ سے مشرق کی جانب اور نہر کے کنارے قبرستان میں ہے پاور ہاؤس کے علاوہ گولیکی لنگے کو جانے والی قدیمی سڑک بھی یہاں سے گزرتی ہے۔ جب نہر تعمیر کی گئی تھی تو ان بزرگوں کے مزارات کو یہاں سے ہٹانا پڑا کہتے ہیں کہ جب قبروں سے تابوت نکالے گئے تو بزرگ کا جسم صحیح حالت میں پایا گیا جو کئی افراد نے دیکھا۔ دربار کے اندر حضرت پیر داتا صاحبؒ اور ان کے لڑکے پیر حسن شاہ اور بادشاہ بی بی کے مزارات ہیں۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ بی بی کے قبضے میں جنات تھے۔ راقم نے جب ان مزارات کے حالات معلوم کرنے کے لیے حاضری دی تو شاہ صاحب نام کے مجاور چارپائی پر تشریف فرما تھے حالانکہ راقم نے سینکڑوں مزارات پر حاضری دی ہے۔ کسی متولی، سجادہ نشین یا نگران کو صاحب مزار کے قریب چارپائی پر بیٹھا ہوا نہیں دیکھا۔ مزار کے قریب یہ لوگ چٹائیوں، دریوں پر ہی بیٹھے پائے گئے حضرت پیر داتا صاحبؒ کا مزار مشرق کی جانب ہے۔ ہر سال یکم اپریل کو عرس منایا جاتا ہے۔

marfat.com

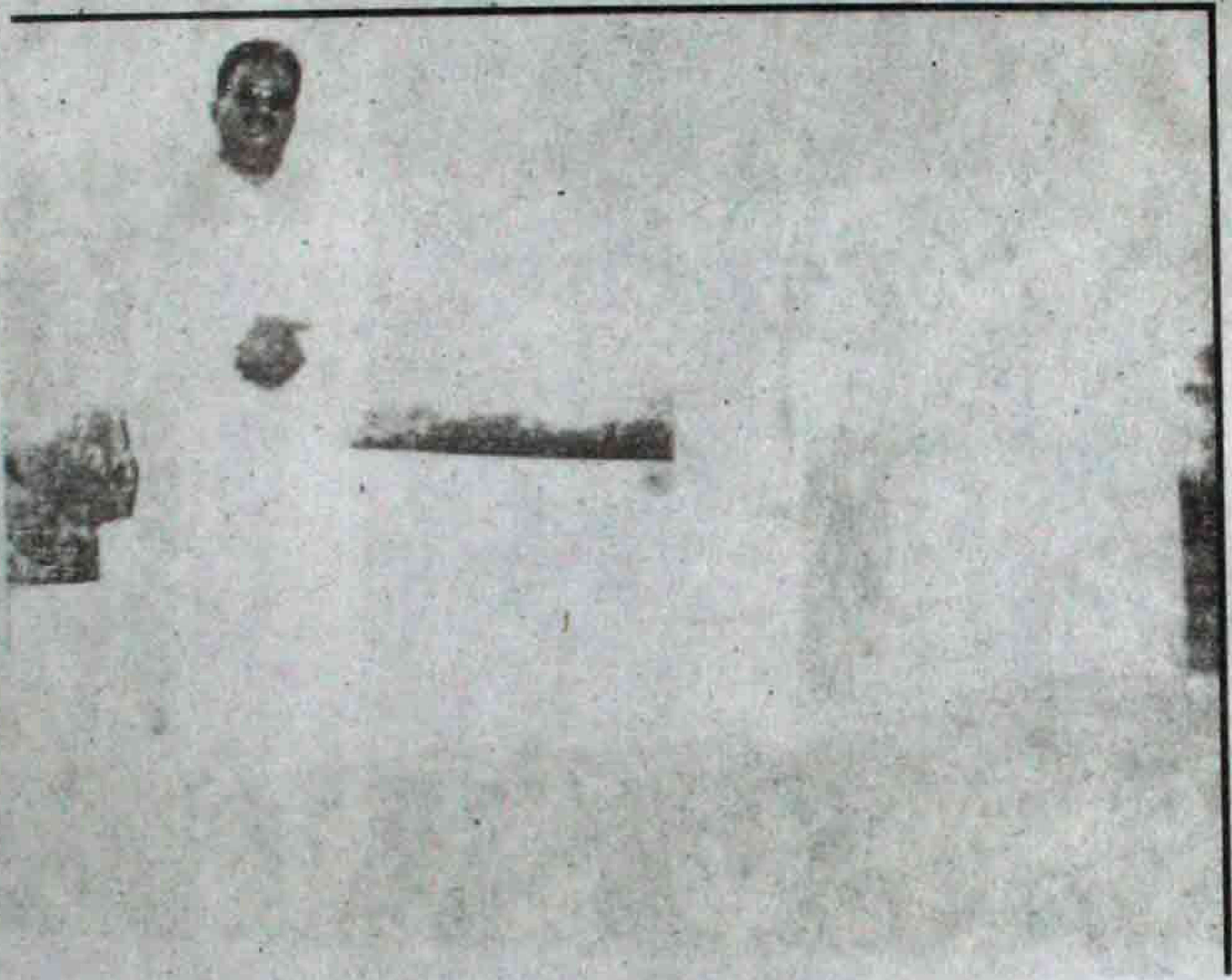

اعوان نام کی تباہ شدہ بستی میں حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکارؒ کے دادا کا مزار؛

ایم زماں کھوکھر مزار حضرت ساسانوش علیہ السلام کے قریب آبی گزرگاہ کے کنارے کھڑے ہیں

marfat.com

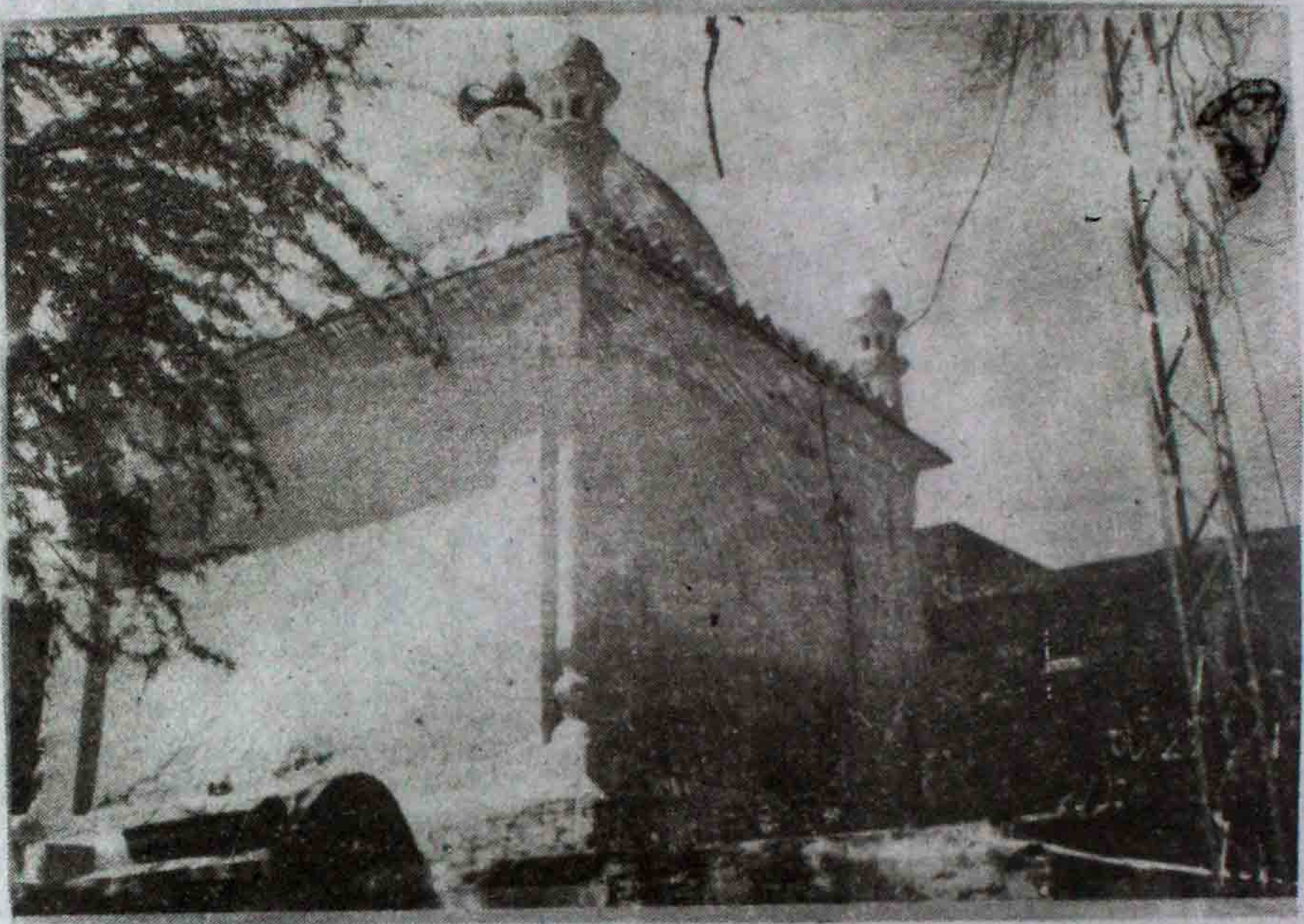

خونن غربی میں حضرت سید جملے شاہؒ کا مزار

کنجاہ سے نکلنے والی ایک سڑک جو پھالیہ منڈی بہاؤالدین کی طرف جاتی ہے اس سڑک پر کنجاہ سے تھوڑے فاصلہ پر مشہور قصبہ خونن غربی ہے جو قدیمی شاہراہ کے قریب واقع ہے۔ یہاں حضرت سید جملے شاہ خوارزمی سہروردیؒ کا مزار ہے۔ آپؒ گیارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں۔

آپؒ کا تعلق معین الدین پور سیداں سے تھا۔ آپؒ کو فیض سمبڑیال کے قریب چک جیتا کے میاں محمد فاضلؒ سے ملا۔ مزار پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ طرز تعمیر مغلیہ دور کی معلوم ہوتی ہے۔ تعمیرات میں پرانی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ مزار پر شاندار گنبد اور چاروں کونوں پر چھوٹے برج ہیں۔ آپ کی علاقہ میں کئی کرامات مشہور ہیں۔ ہر سال آپؒ کا عرس عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ اہل دیہہ اور گردو نواح کے لوگ عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ سکھوں کے کئی راہنما یہاں حاضری دیتے رہے۔

marfat.com

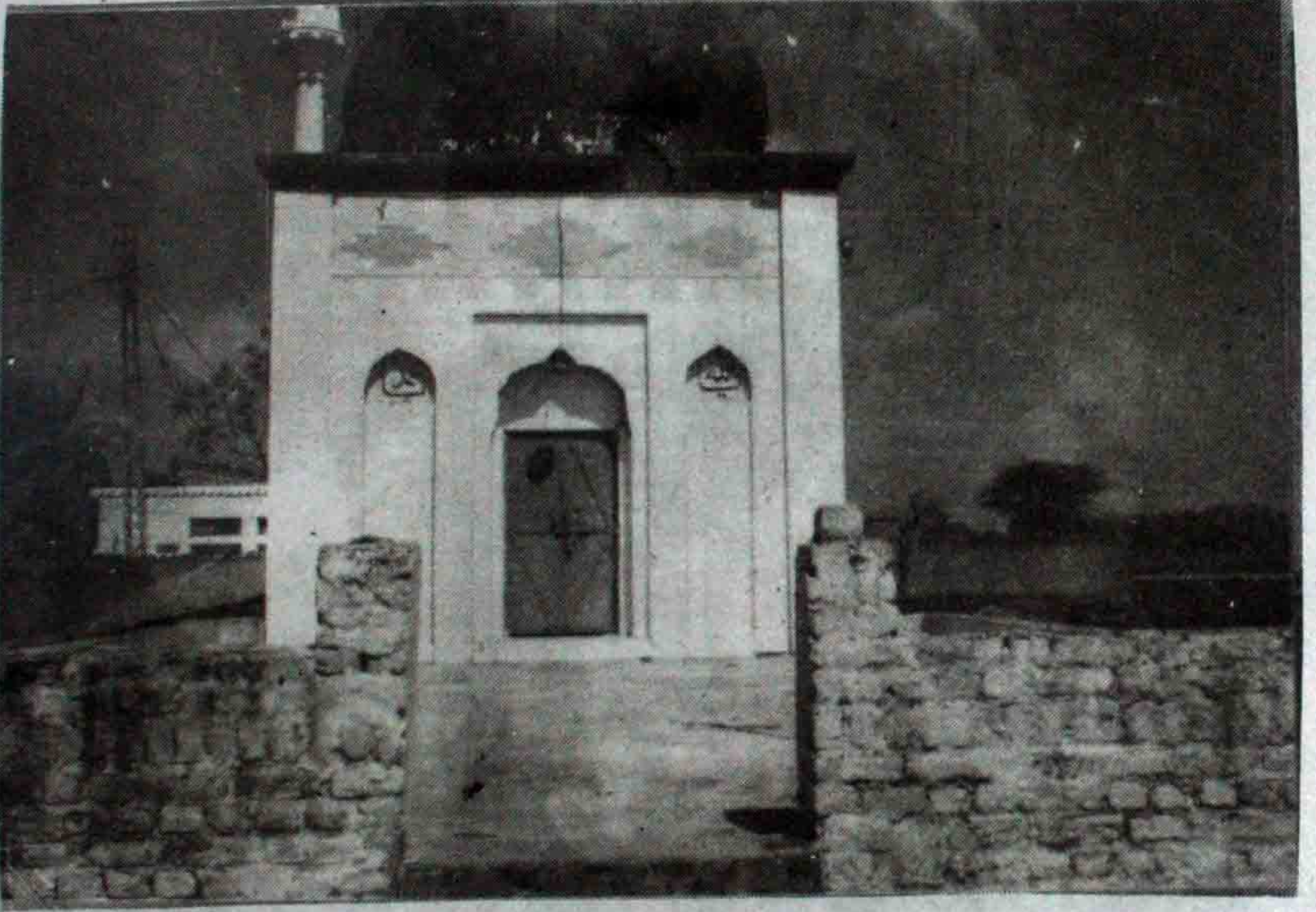

کنجاہڑی کے ٹبہ کے قریب حضرت سید محمدؒ عرف جھلے شاہ کا مزار

کنجاہ سے پھالیہ منڈی بہاؤالدین جانے والی سڑک پر کنجاہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام کنجاہڑی ہے۔ گاؤں کو لہلہاتی ہوئی فصلوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کنجاہڑی کی جانب مشرق ایک بہت بڑا ٹبہ ہے۔ ٹبہ کسی قدیمی بستی کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ ٹبہ زمین سے کافی بلندی پر ہے۔ ٹبہ کے اوپر اور گردونواح مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ٹوٹے ہوئے برتن، کوڈیاں ملتی ہیں۔

اس ٹبہ کے جانب شمال سید محمدؒ عرف جھلے شاہ کا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے اوپر گنبد بھی ہے۔ مقامی آبادی کے مطابق حضرت سید محمدؒ عرف جھلے شاہ بہت بڑے ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ اہل دیہہ عقیدت اور احترام سے حاضری دیتے ہیں اس ٹبہ کے جانب شمال موسی کتھانہ کا ٹبہ اور ناگریاں والا کی قدیمی بستیاں ہیں۔ ایک بزرگ آدمی نے بتایا کہ کنجاہڑی کے ٹبہ جانب شمال سے ایک قدیمی راستہ کنجاہ کی طرف جاتا تھا۔ کنجاہڑی سے کنجاہ چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

marfat.com

کنجاہ کے قریب موسی کٹھانہ کا قدیمی ٹبہ

موسی کٹھانہ کنجاہ سے نکلنے والی قدیمی سڑک ڈنگہ کی طرف جاتی ہے اس قدیمی گذر گاہ کی جانب جنوب یہ قدیمی ٹبہ ہے۔ جو موسی کٹھانہ کے ٹبہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس ٹبہ کے قریب کنجاہڑی گوگا ناگریا نوالہ اور باگڑیا نوالہ کی قدیمی بستیاں ہیں۔ جہاں اب بھی مخلوق خدا رہائش پذیر ہے۔ لیکن گوگا اور موسی کٹھانہ پر آبادی کے کوئی آثار نہیں یہ ٹبہ کسی قلعہ یا تباہ شدہ نہر کی نشاندہی کرتا ہے۔

پورے ٹبہ پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بکھرے نظر آتے ہیں۔ ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ ٹبہ کے اردگرد بھی زرعی زمینوں میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں مقامی لوگوں نے بتایا زور دار بارش ہو یا کھدائی کی جائے تو ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بچوں کے مٹی کے کھلونے مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن اور چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔

marfat.com

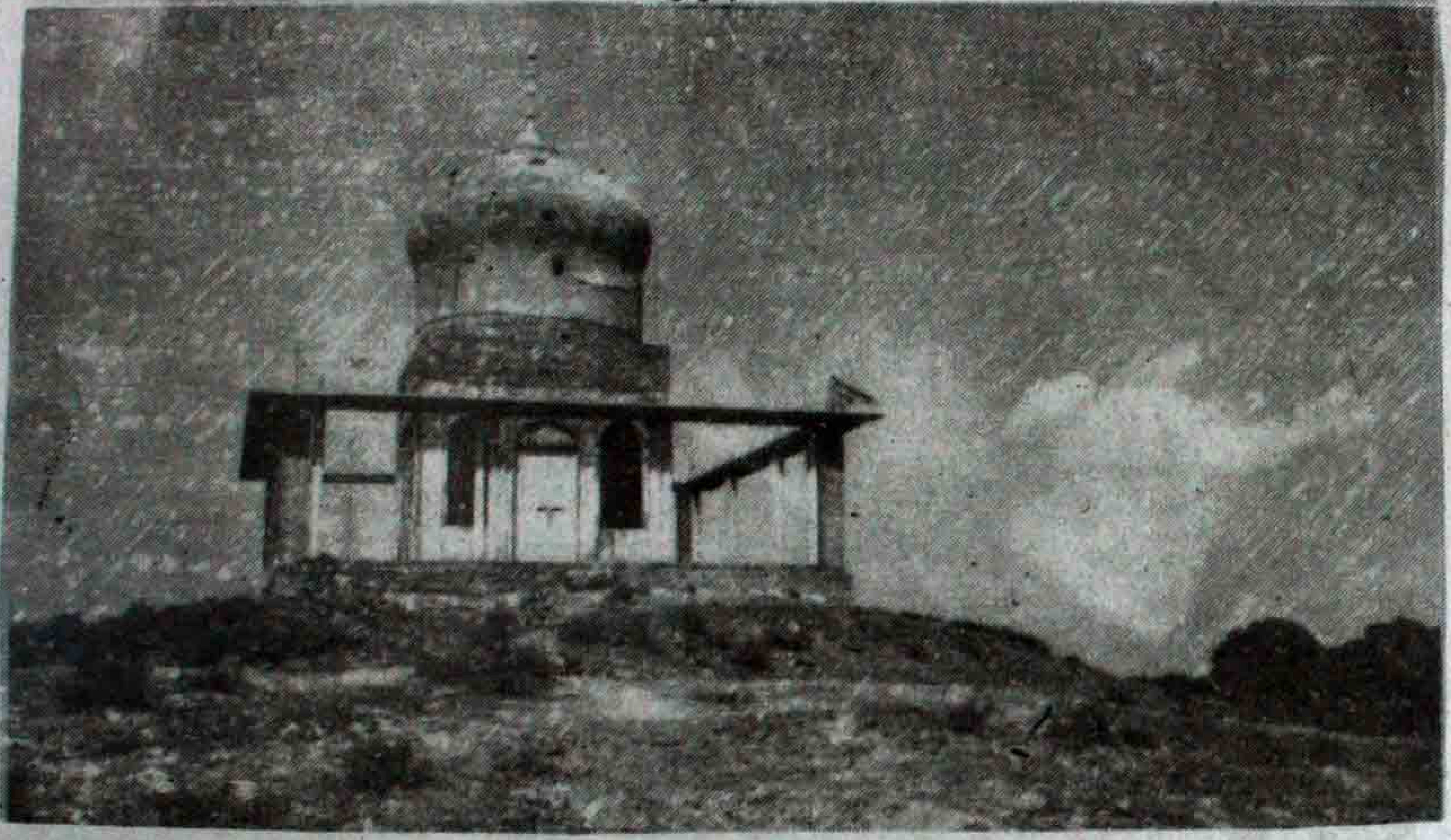

کنجاہ ڈنگہ روڈ کے قریب پیر گوگا کا مزار

قدیمی دور میں افغانستان، سرزمین عرب سے اور کوہستان نمک سے برصغیر میں داخل ہونے کے لئے ایک قدیمی راستہ جو ڈنگہ سے کنجاہ کی طرف آتا ہے یہ سڑک اب ردوبدل کے بعد پختہ تعمیر کی گئی ہے۔ کسی زمانہ میں باگڑیانوالہ بہت بڑا شہر تھا۔ قدیمی راستہ ڈنگہ سے باگڑیانوالہ اور باگڑیانوالہ سے گوگا ٹبہ سے قریب سے ہوتا ہوا ناگریانوالہ اور کنجاہ میں آملتا تھا۔ اس قدیمی گذرگاہ کے گردونواح کئی نوگز لمبے مزار اور ٹبے ٹیلے پائے جاتے ہیں۔

اسی علاقہ میں گوگا کے نام سے ایک ٹبہ مشہور ہے یہ ٹبہ کسی تباہ حال بستی کی نشاندہی کرتا ہے۔ ٹبہ کے جانب مشرق دو اور چھوٹے چھوٹے ٹبے ہیں۔ ٹبے کے اوپر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ہڈیاں اور قدیمی دور کی بڑی بڑی ناہموار اینٹوں کے ٹکڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ قدیم دور میں جب سانچہ نہیں تھا تو جال کے ذریعے بڑی بڑی اینٹیں تیار کی جاتی تھیں۔ جنہیں بعد میں آگ دیکر پختہ کرلیا جاتا تھا۔ ان اینٹوں کی مشابہت کیرنوالہ سیداں کے ٹبہ پر پائی جانے والی اینٹوں کے مطابق ہے۔

ٹبہ گوگا پر مکانوں کی بنیادوں کے آثار بھی ملتے ہیں بیشتر مقام پر مٹی کی رنگت کالی ہے۔ جو جلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ہڈیوں میں دانت کسی حد تک صحیح پائے جاتے ہیں۔ ٹبہ کے اوپر حضرت پیر گوگا کے نام کا ایک دربار ہے جس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ یہاں اتوار کے روز سات چکر لگا لیے جائیں اور ساتویں چکر پر آنکھ بند کر کے جس سائز کا پتھر ہاتھ میں آئے اگلے اتوار اس وزن کا گڑ مزار پر بطور نذرانہ پیش کرنے سے جسمانی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اس مزار پر کوئی متولی مجاور نہیں ہے۔

marfat.com

دریائے چناب کے کنارے قدرتی نقش و نگار

گجرات اور سیالکوٹ کی حدود کے درمیان دریائے چناب بہتا ہے۔ دریا نے کئی بار اپنا رخ بدلا۔ کبھی پانی کا رخ گجرات کی حدود میں اور کبھی سیالکوٹ کی حدود میں بہنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ دریائے چناب کسی دور میں بہلول پور اور ماڑی کے قریب بہتا تھا۔ ہیڈ مرالہ کی تعمیر کی وجہ سے دریا کی طغیانی پر قابو پالیا گیا ہے۔ تصویر میں یہ نقش و نگار کسی سنگ تراش یا فنکار کے نہیں اور نہ ہی کسی آرٹسٹ، انجینئر، یا ڈیزائنر نے ترتیب دیئے ہیں بلکہ پانی کی لہروں نے یہ نقش و نگار بنا دیئے ہیں۔ جو کیمرہ کی آنکھ نے محفوظ کر لیے ہیں۔ دور سے دیکھنے سے یہ قلعہ کی دیوار معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں یہ نقش و نگار دریائے چناب کے پانی نے قدرتی طور پر بنا دیئے ہیں جو دور سے دیکھا جائے تو کسی قدیمی عمارت کی دیوار معلوم ہوتی ہے۔

marfat.com

چک کمالہ میں حضرت سائیں لکو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

کڑیانوالہ روڈ کے قریب مشہور قصبہ چک کمالہ ہے۔ یہاں حضرت سائیں لکو رحمۃ اللہ علیہ مجذوب کا مزار ہے جو پختہ اور شاندار تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کو فیض سائیں راجے شاہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ جی ٹی روڈ گجرات سے ملا تھا۔ آگ کے "مچ" کے قریب سردی ہو یا گرمی یا برسات ننگے جسم بیٹھے رہتے۔ اہل دیہہ کے بزرگ بیان کرتے ہیں سال ہا سال ایک ہی انداز میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے گھٹنوں کا گوشت سینے کے ساتھ چپک گیا اور اسی انداز میں بیٹھے بیٹھے آپ مالک حقیقی سے جا ملے۔

آپ کے مزار پر یہ تحریر درج ہے دربار عالیہ بابا لکو بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ چک کمالہ۔ آپ کا عرس مبارک پھاگن کی پہلی جمعرات کو ہوتا ہے اور وصال سال 1952 بیان کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علاقہ میں کئی کرامات مشہور ہیں۔ عرس پر کافی رونق ہوتی ہے۔ قوال حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔

marfat.com

حضرت سلطان حاجی سچیاری قادری (دڑواہ شریف)

فتح پور اور عالم گڑھ کے قریب سے ایک قدیمی سڑک جو ماضی میں کابل اور ہندوستان کے درمیان ایک معروف ترین راستہ تھااس راستے سے شہنشاہ، حملہ آور اور تجارتی قافلے گزرتے۔ سڑک کے دونوں کناروں پر سایہ دار درخت آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس قدیمی شاہراہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آبی گزرگاہیں قلعہ نما ٹبوں ٹیلوں کے آثار ملتے ہیں فتح پور ایک قدیم قصبہ ہے فتح پور کے قریب مشہور قدیمی قصبہ دڑواہ ہے جو آجکل ایک روحانی شخصیت کی وجہ سے دڑواہ شریف اکبر آباد کے نام سے مشہور ہے۔یہاں روحانی شخصیت حضرت میں سلطان حاجی سچیاری قادری کا مزار ہے جو حضرت پیر محمدؒ کمبل پوش نوشہرہ میانہ کی اولاد سے ہیں آپ حاجی والا سے یہاں تشریف لائے حجرہ تعمیر کر کے یہاں عبادت میں مشغول ہو گئے ان دنوں دڑواہ شریف میں جنگل بیاباں ہوتا ہے دڑواہ کے قریب سے ایک سڑک کشمیر کیلئے جاتی ہے۔ کشمیر جانے والے اس سڑک سے سفر کرتے ہیں۔

دڑواہ کی وجہ تسمیہ یعنی دوراہ کیونکہ کشمیر اور ہندوستان کیلئے دو سڑکیں دڑواہ کے قریب سے گزرتی ہیں اور دوراہ کی وجہ سے دڑواہ کے نام سے مشہور ہوا۔ دڑواہ کی ایک وجہ یہاں ایک دڑو نامی جوگی قیام پزیر تھااور اسکے نام کی وجہ سے دڑواہ مشہور ہوا۔ دڑواہ میں حضرت سلطان حاجیؒ سچیاری قادری تشریف لاتے اور چلہ کشی کے بعد حجرہ تعمیر کر کے روحانیت کی منزلیں طے کرتے ہوئے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا ار دن رات عبادت میں گزارتے بعد میں آپ

marfat.com

کے فرزند اکبر علی نے وڑواہ کو آباد کیا ان کے نام سے آج کل وڑواہ کا نام اکبر آباد ہے حضرت سلطان حاجیؒ مادر زاد ولی اللہ تھے ۔آپ سے کئی کرامات منسوب ہیں ان کرامات کی وجہ سے آپ نے سچیار ثانیؒ کا لقب پایا۔آپ نے وصیت کی تھی کہ وفات کے بعد مجھے حضرت پیر محمد سچیارؒ کے قدموں مں دفن کرنا چنانچہ وفات کے بعد آپ کو نوشہرہ میں سچیارؒ صاحب کے قدموں میں دفن کیا گیا آپ کا وصال 1263 ھ میں ہوا۔1985 ء میں دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے نوشہرہ کا علاقہ دریا برد ہوا تو تمام اولیا کرام کے تابوت بھی صحیح حالت میں پائے گئے حضرت سچیارؒ کے تابوت میں ان کا جسم مبارک صحیح حالت میں پایا گیا ان کی زیارت لاکھوں افراد نے کی ۔صاحبزدگان نوشہرہ کی اجازت سے حضرت سلطان حاجیؒ کا تابوت وڑواہ شریف لایا گیا یہی پر آپ کا مزار تعمیر کیا گیا۔مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔قریب دوسرے صاحبزدگان کے مزار چار دیواری کے احاطہ میں ہیں ۔آپ کا سلسلہ نوشاہیہ سچیاری قادری ہے آپ کا عرس ہاڑ کی پہلی اتوار سوموار کو ہوتا ہے دوسرے روز عرس کی تقریبات پنڈی اعواناں میں ہوتی ہے ڈراوہ میں ربیع الاول کے ماہ میں بھی ختم شریف منعقد کروا کر نوشہرہ روانگی ہوتی ہے وڑواہ شریف عرس کے موقع پر ارادتمندوں میں لنگر تقسیم ہوتا ہے اور قوالی بھی ہوتی ہے ۔عرس کی محفل نمبردار حاجی سلطان فضل میراں سجادہ نشین کے علاوہ صاحبزادہ نذر محیٰ الدین فیض محیٰ الدین ، صاحبزادہ شمیم افضل پیر خضر حیات ڈاکٹر نسیم انور ناظم محیٰ الدین اور ان کے عزیز و اقارب کرتے ہیں حضرت سلطان حاجیؒ کے مریدین کشمیر اور دیگر شہروں میں بہت زیادہ ہیں حضرت سلطان حاجیؒ وڑواہ شریف کا تذکرہ شریف التواریخ میں درج ہے آپ کی سب سے بڑی کرامت حضرت میاں خدا بخشؒ پنڈی اواناں والے ہیں۔ سلطان حاجی کا دربار غوثیہ سچیاری وڑواہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

بھارت کے مشہور شہر اجودیا میں حضرت شیثؑ کا نو گز لمبا مزار سپروڑ میں حضرت یذرؑ کا نو گز لمبا مزار چیچی بانٹھ نزد امرتسر بھارت میں حضرت سریانؑ کا نو گز لمبا مزار بھارت کے شہر انبالہ منڈی کے قریب حضرت سلمانؑ کا نو گز لمبا مزار تفصیل کتاب اولیاء ہند مسلمان کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

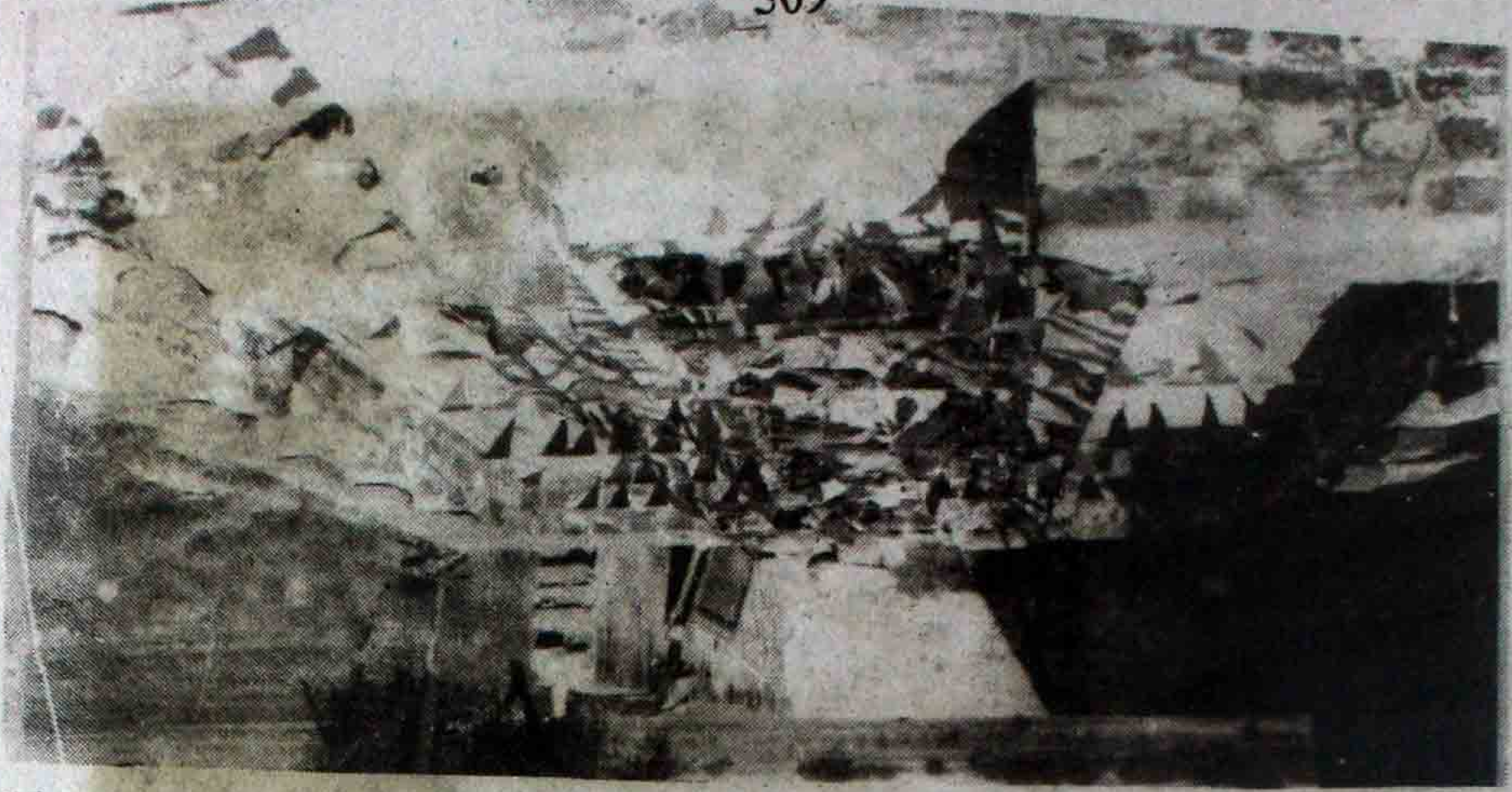

کڑیانوالہ کے قریب دھمتھل کے ٹبہ پر سائیں علم دین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

دھمتھل گاؤں اور دھمتھل کا ٹبہ کڑیانوالہ سے مشرق کی طرف 3,2 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ٹبہ کے قریب سے ایک ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی نالی بہتی ہے۔ اس نالی کے سبب یہاں شہر آباد ہوا۔ جس کے آثار اس ٹبہ کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ ٹبہ کے اوپر پرانے درخت اور حضرت یوشع بن نون کا مزار بھی ہے۔ مزار کے جانب شمال حضرت یوشع بن نون اور حضرت پیر نصیب علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ آف چھالے شریف کے مزار کی خدمت کرنے والے سائیں علم دین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جو 21 نومبر 1993ء کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ سائیں علم دین رحمۃ اللہ علیہ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے وہ انتہائی پرہیزگار متقی انسان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کامل حضرت پیر نصیب علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق مزار پر پچاس سال گذارے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس مزار سے اس لئے عقیدت بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کامل حضرت پیر نصیب علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 41 دن یہاں چلہ کشی کی۔ سائیں علم دین رحمۃ اللہ علیہ نے مزار کو 1977ء میں اہل دیہہ کے تعاون سے تعمیر کروا کر مزار کے اوپر چھت ڈال دی مزار کی تعمیر پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار پر دن رات قیام کرتے۔ مسافروں کے علاوہ مزار پر حاضر ہونے والوں کی خاطر تواضع کرتے۔ موسم کے مطابق چائے پانی پیش کرتے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تین پشتوں سے مزار کی نگرانی اور دیکھ بھال تعمیرات بھی کروا رہا ہے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس لئے بھی اس جگہ سے عقیدت رہی کہ ان کے مرشد کامل نے یہاں چلہ کشی کی۔ سائیں صاحب عموماً فرمایا کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں 27 سال قبل اپنی قبر تعمیر کروالی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو جب دوبارہ تعمیر کرنے کے لئے قبر کشائی کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسم مبارک صحیح حالت میں تھا جو کئی افراد نے دیکھا۔

marfat.com

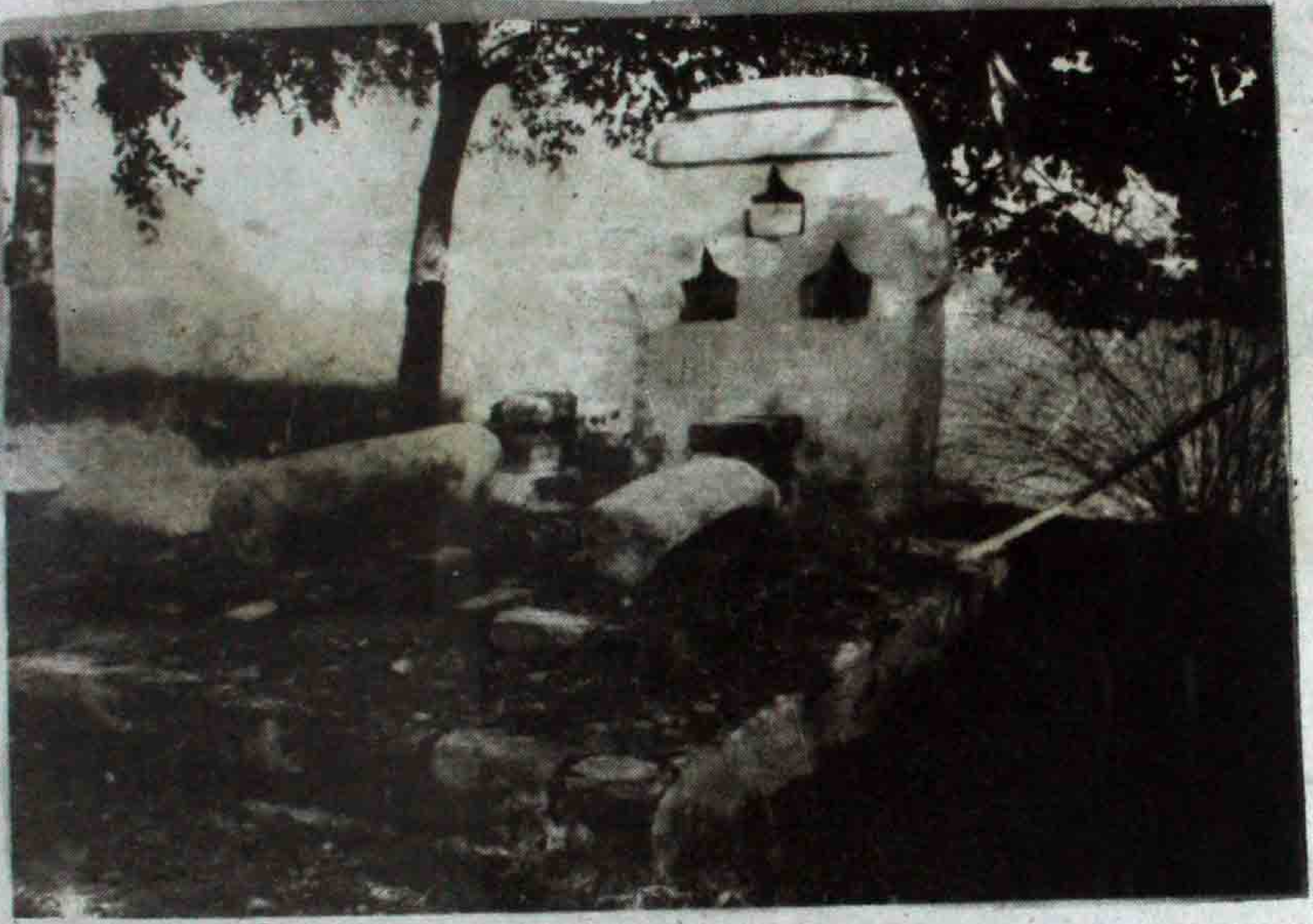

ہرڑمیں قدیمی مزار جن کارخ مشرق اور معزب کی جانب ہے

کڑیانوالہ کے شمال کی جانب کئی پرانی تہذیبوں کے آثار ملتے ہیں۔ آبی گذر گاہوں کے کنارے کئی تباہ شدہ بستیوں کے آثار ٹبوں اور ٹیلوں کی صورت میں ملتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قدیمی بستی ہرڑ کے نام سے مشہور ہے یہاں ایک بہت بڑا ٹبہ ہے ٹبہ کے اوپر دو قدیمی مزار ہیں۔ ٹبہ کا کچھ حصہ جانب مغرب گر چکا ہے اس حصہ کی تہہ میں مٹی کے برتن قطار در قطار نظر آتے ہیں۔ ٹبہ کے جانب شمال جنوب درختوں کے جھنڈ میں ایک قدیمی مزار ہے جو نوگز کے قریب لمبا ہے۔ اس مزار کے جانب مشرق دو اکٹھے مزار ہیں جن کا رخ مشرق اور مغرب کی جانب ہے۔ ان مزارات کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ اس مقام سے تھوڑے سے فاصلہ پر ہزارہ مغلاں کے قریب تقریباً ایک سو کنال رقبہ میں کسی بستی کی تباہی کے آثار ملتے ہیں جابجا مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور سیاہ رنگ کی مٹی پائی جاتی ہے گھنے درختوں میں یہاں کئی قدیمی مزار ہیں ایک مزار کی لمبائی 9 گز ہے قریب موضع مئے میں بھی نوگز لمبا مزار ہے۔ ملحقہ ہزاری میں بھی نوگز لمبا مزار ہے کئی قدیمی مزار ہیں جو پیر ہرا پیر گجا اور کئی ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔

marfat.com

گورنمنٹ کرسچن ہائی سکول گجرات

انگریزوں نے جب اس علاقہ پر مکمل طور پر اپنا تسلط قائم کرلیا تو تعمیر و ترقی کے لئے تعلیمی ادارے بھی قائم کئے۔ 1862ء میں گجرات کرسچن ہائی سکول مردانہ وزنانہ دو درسگاہیں قائم کی گئیں۔ یہاں جو ہیڈ ماسٹر تعینات ہوئے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

بے ڈینیل بی اے بی ٹی 1881ء تا 1921ء اے بی داس بی اے بی ٹی 1921ء تا 1924ء کے ڈی برق 1924ء تا 1927ء روبن ارداس 1927ء تا 1929ء سیتارام ایم اے بی ٹی 1929ء تا 1929ء، فضل ایس خان بی اے بی ٹی 1929ء تا 1932ء سیتارام ایم اے بی ٹی 1932ء تا 1936ء ایس ایس البرٹ بی اے بی ٹی 1936ء تا 1938ء ایم آر رائے 1939ء تا 1956ء، آر این مل 1956ء تا 1961ء رشید مسیح غوری 1961ء تا 1966ء یوسف بہادر 1966ء تا 1990ء رشید مسیح 1990ء تا 1990ء، الحاج منور حسین چوہدری 1990ء تاحال لڑکوں کے ہائی سکول کے قریب ہی لڑکیوں کا ہائی سکول ہے جو کرسچن گرلز ہائی سکول کے نام سے مشہور ہے جو گجرات میں تعلیمی میدان میں گراں بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آجکل سکول کی ہیڈ مسٹریس صاحبہ مسرت بٹ صاحبہ ہیں۔ دونوں سکول پرانی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے ہیں ان کے ساتھ ہی پرانا ہسپتال بھی ہے جس کی تعمیر بھی اسی دور کی معلوم ہوتی ہے۔

marfat.com

نت کے ٹبہ پر پیر کوارہ شاہؒ کا مزار

نت گاؤں دریائے چناب کے قریب واقع ہے۔ دریائے چناب کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے اس علاقہ کے قدیمی ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ نت گاؤں ایک ٹبہ پر واقع ہے۔ ٹبہ زمین سے کافی بلند ہے اور ٹبہ سے کھدائی کے دوران مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے، چکیوں کے پاٹ اور قدیمی دور میں انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء کے آثار ملتے ہیں۔ اس ٹبہ کے عین وسط میں حضرت پیر کوارہ شاہؒ کا مزار ہے۔ مزار پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اہل دیہہ پوری عقیدت سے یہاں حاضری دیتے ہیں۔ بابا کوارے شاہؒ کی آمد اور سلسلہ نسب کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ نت کا ٹبہ اس بات کا داعی ہے کہ قدیمی بستی ہے۔ دریائے چناب کے کنارے پیر حسن شاہ المعروف سگاں والی سرکار کا آستانہ ہے۔ جو سخی لعل شہباز قلندرؒ کے ملنگ ہو گزرے ہیں۔ یہ درویش مجذوب تھے۔ عرس ہاڑ کی دوسری جمعرات کو ہوتا ہے قریب ہی تارا گڑھ میں بابا غلام حسن کا مزار ہے۔ دریائے چناب کے پل کے قریب سائیں نور دین کا مزار ہے جو کانواں والی سرکار کی بیٹھک کے نام سے مشہور ہے۔ نت کے قریب کٹھالہ چناب میں بھی قدیمی مزارات اور مسجد روحی مشہور ہے۔ کٹھالہ چناب میں پیر جھاڑؒ پیر ملاحؒ کا مزار ہے۔ قریب ہی گورالی میں پانچ مغل شہزادوں کی قبریں ہیں دو چھوٹی اور تین بڑی ہیں۔ 30 جنوری 1828ء کو شہریار، اور اس کے قریبی عزیز طمورش کو قتل کیا گیا اور یہاں دفن کیا گیا اور انہیں شاہی قلعہ لاہور سے قلعہ گجرات لایا گیا تاکہ نور جہاں انہیں آزاد نہ کرا سکے یہ روائی خفیہ طریقہ سے کی گئی۔

marfat.com

آچھ کا ٹبہ

کوٹلہ ارب علی خاں کے شمال مشرق کے دیہات قدیمی ٹبوں اور ٹیلوں پر واقع ہیں۔ ایسی ایک بستی آچھ کوٹلہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے پنجابی زبان کے گلوکار عالم لوہار کا تعلق بھی اسی گاؤں سے ہے۔ آچھ کا پرانا گاؤں اس ٹبہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر تھا۔ اس گاؤں میں زیادہ تر ہندو آباد تھے۔ جو مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے۔ ہندو اپنے مذہبی راہنما پنڈتوں کو ختم کرنے کے لئے اس ٹبہ پر آباد ہو گئے۔ ٹبہ زمین سے کافی بلندی پر ہے اور چھوٹے سے قلعہ کی مانند ہے۔ چاروں سمتوں سے آنے والے قدیمی راستوں کے آثار آچھ کے قریب دیکھے جا سکتے ہیں۔ آچھ کے قریب مشہور بستی گوچھ بھی ہے۔ عموآنہ بڑ، پنڈی آوناں، مچھوڑا، سرسام کی قدیم بستیاں بھی آچھ کے قریب ہیں۔ ان میں بیشتر ٹبوں اور ٹیلوں پر ہیں یہ ٹبے ٹیلے ماضی میں حفاظتی چوکیوں کی صورت میں تھے تاکہ پہاڑی علاقوں کے لوگ گجرات اور اس سے ملحقہ علاقوں میں وارداتیں نہ کر سکیں نیز پنجاب کے میدانی علاقوں میں یلغار روکنے کے لئے اس خطہ میں پوری لائین نما ٹبے ٹیلے تعمیر کئے گئے۔ ان ٹبوں سے کھدائی کے دوران انسان کے استعمال میں آنے والی اشیاء کے ٹکڑے ملتے ہیں

marfat.com

دلاور پور میں حضرت آبی خلساؒ کا مزار

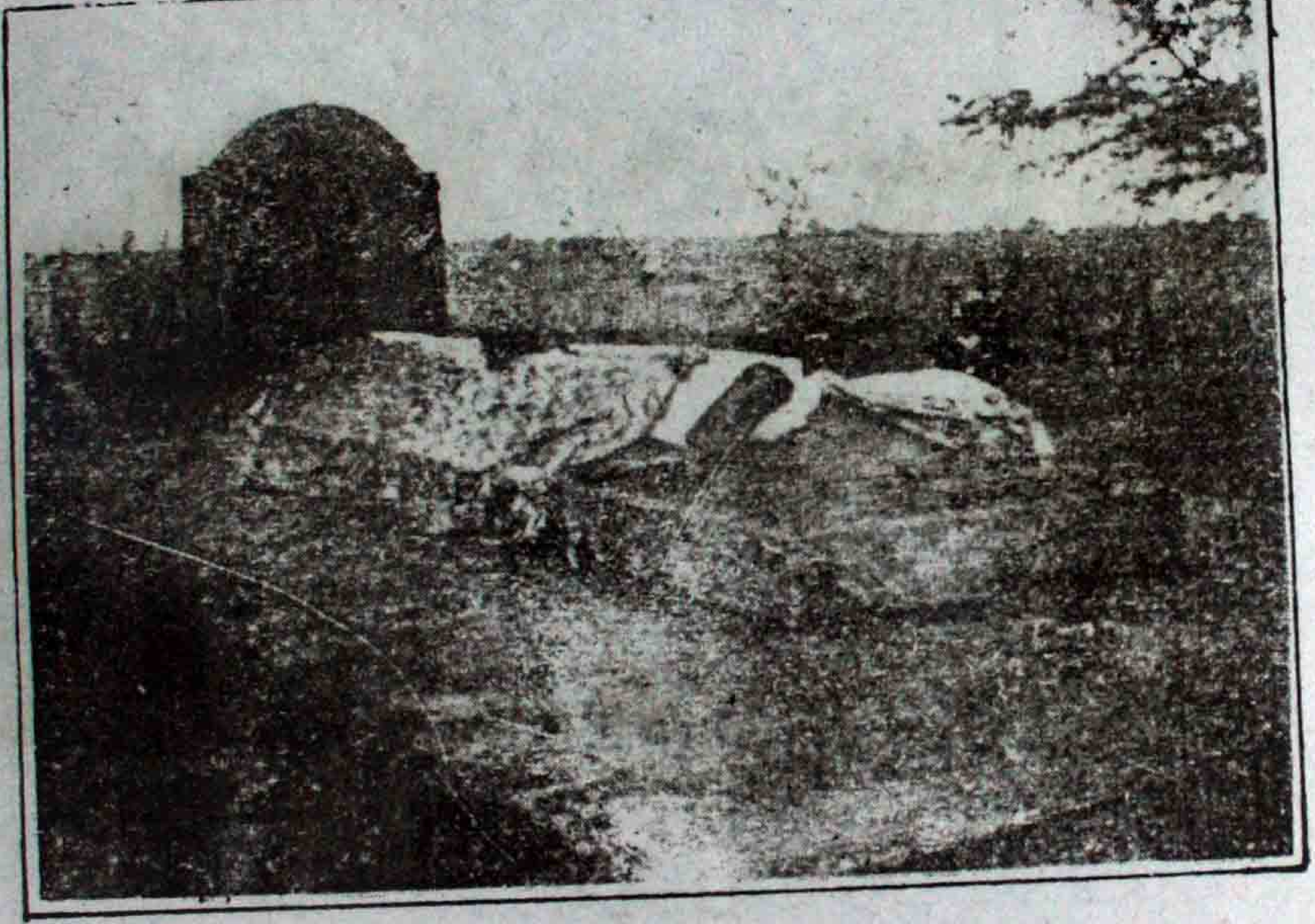

دلاور پور قدیمی گذر گاہ جو جلالپور صوبتیاں اور کوٹلہ اربعلی خاں کو ملاتی ہے ۔ دونوں بستیوں کے میان مشبہ

قصبہ دلاور پور ہے جلالپور صوبتیاں اور کوٹلہ اربعلی خان کے درمیان یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ یہاں قدم قدم پر ٹھنڈے پانی کی گذر گاہیں ہیں جن میں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے ۔ دلاور پور میں حضرت آبی خلساؒ کا مزار ہے ۔ راقم اس مزار پر حاضری دینے کے لئے چار پانچ سال تلاش میں رہا آخری بار دلاور پور کے ہسپتال کے جانب شمال چاچوال روڈ کے قریب گھنے درختوں کے جھنڈ میں آبی گذر گاہ کے قریب ایک بلند و بالا ٹبہ کے دامن میں مزار کے آثار مل گئے ۔ مزار کی جانب مشرق تقریباً دو سو کنال میں کسی تباہ شدہ شہر کے آثار ملتے ہیں ہزاروں سال قدیمی اس تباہ شدہ بستی کے جانب مغرب یہ مزار ہے ۔ الیاس احمد نمبردار نے بتایا یہاں بہت بڑا درخت ہوتا تھا اس درخت کو فروخت کر کے یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ۔ ٹبہ کے اوپر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور برتن صحیح حالت میں زمین سے پائے جاتے ہیں ۔ ٹبہ کو ہموار کر کے زرعی اراضی بنائی گئی ہے لیکن پورے علاقہ میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اچھی خاصی تعداد میں ہیں ۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت آبی خلساؒ ہے نام کے اوپر مرسل کا لفظ تحریر ہے

marfat.com

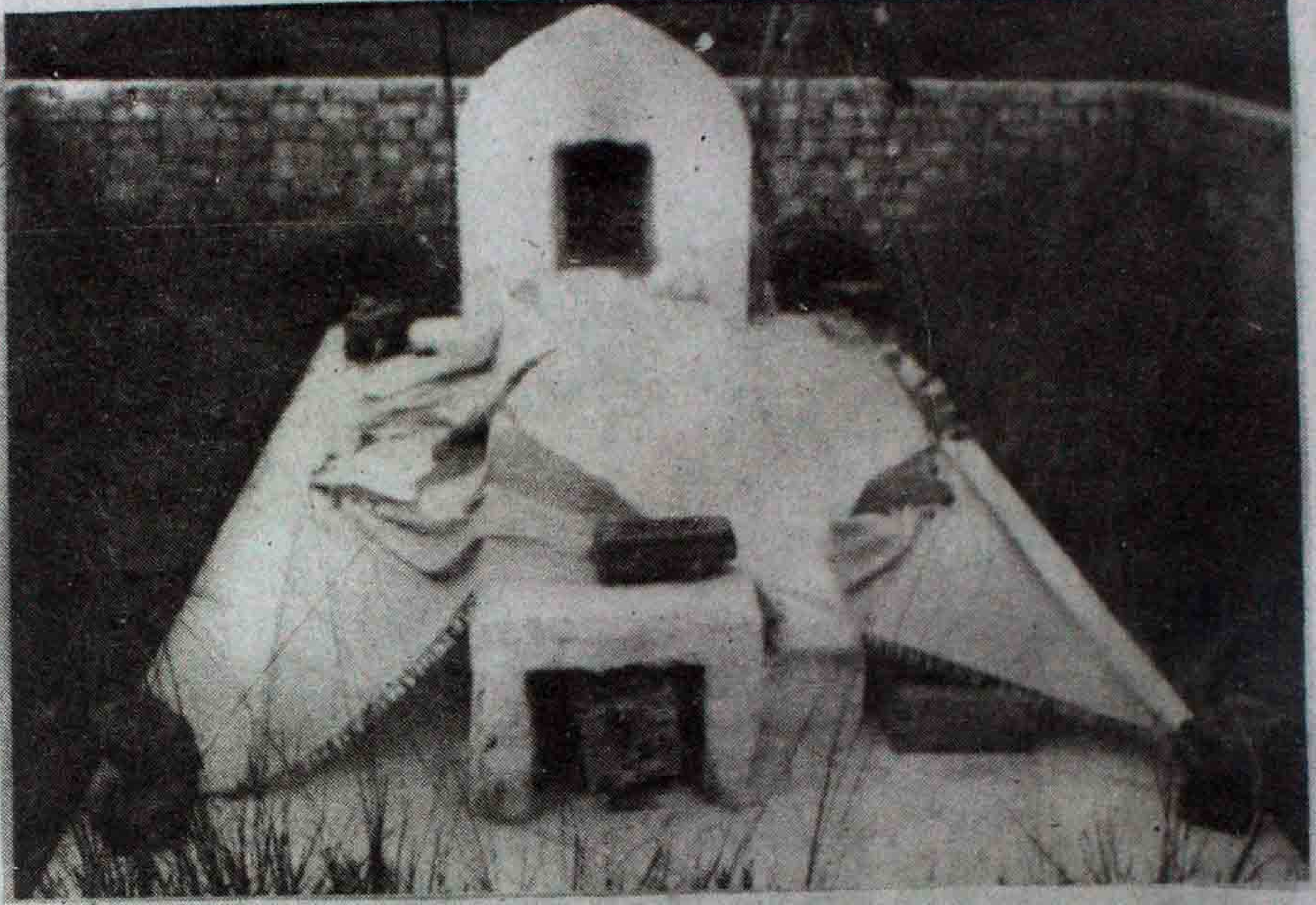

دلاور پور کے قریب آبی گذر گاہ کے کنارے قدیمی مزار

دلاور پور تحصیل کھاریاں میں قدیمی گذر گاہ کے قریب واقع ہے۔ اس بستی کی یہ خوش قسمتی ہے کہ آپ کے چاروں طرف ندی نالے چشمے بہتے ہیں۔ ان آبی گذر گاہوں کے کنارے قدیمی آبادیوں کے نشان ملتے ہیں۔ پہاڑی علاقہ سے آنے والے اس نالہ کے کنارے یہ قدیمی مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے دلاور پور کے نمبردار الیاس احمد کے مطابق یہ مزار نادر ولد نوردار آف جاگل نے تعمیر کروایا تھا۔ یہ بزرگ نادر کو خواب میں ملے اور اشارہ دیا کہ مزار تعمیر کرو لیکن ماں نے خواب میں اشارہ کو اہمیت نہ دی کہ دوبارہ یہ بزرگ پھر خواب میں ملے۔ تیسری بار خواب میں ملنے پر مزار پختہ تعمیر کروایا گیا۔ سرماہ ختم کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اس مزار کے جانب شمال ایک تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں اس ٹبہ کے قریب درختوں میں حضرت ابی خلسا علیہ السلام کا ۹ گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے قریب ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے اس ٹبہ سے موتی مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بچوں کے مٹی کے کھلونے اور چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔

marfat.com

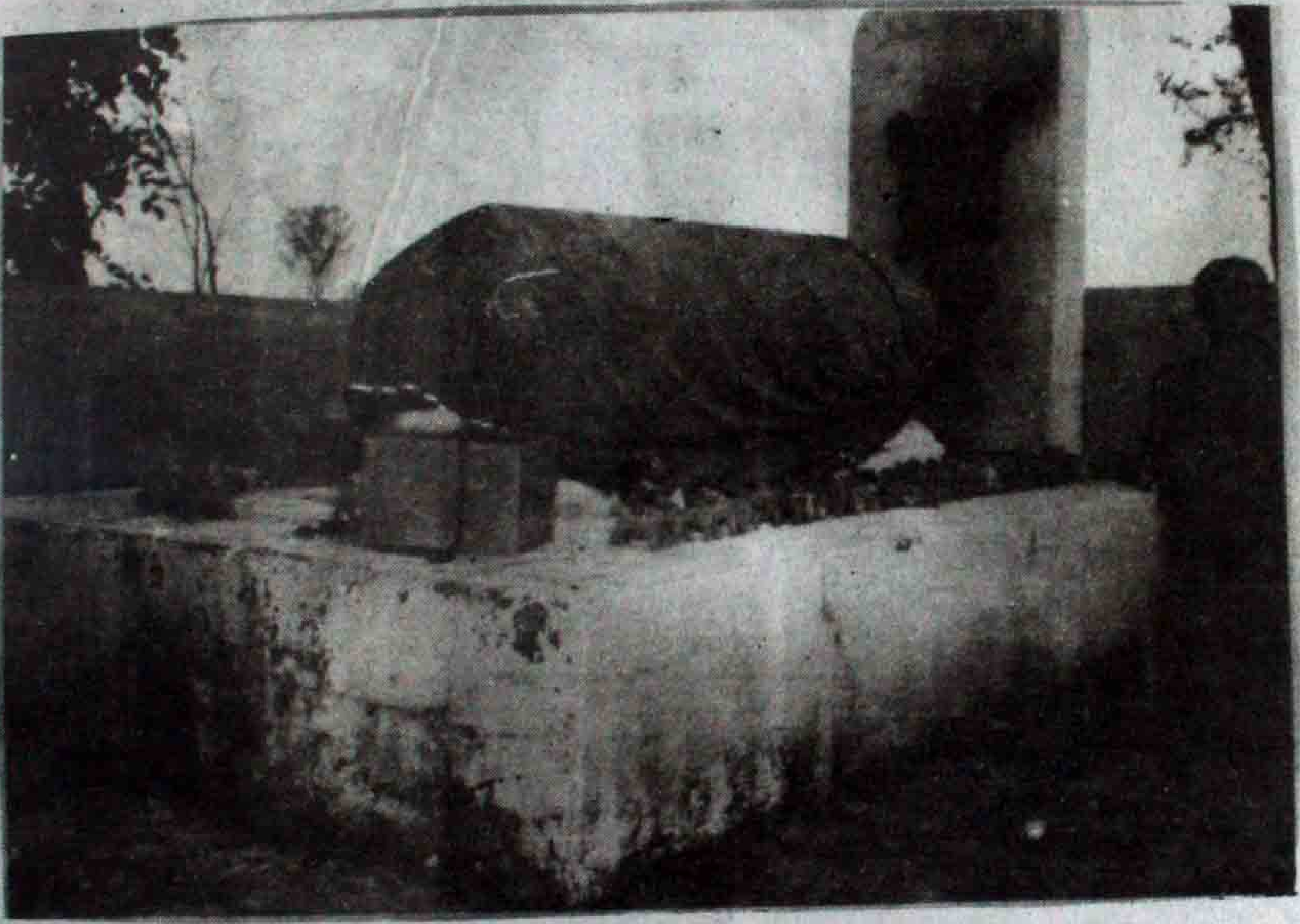

جاگل میں پیر برہان شاہ رحؒ کا مزار

جاگل ایک قدیمی قصبہ ہے۔ کوٹلہ ارب علیخان جلال پور صوبتیاں روڈ پر کوٹلہ کے قریب واقع ہے جاگل کے چاروں طرف نالے بہتے ہیں جن میں صاف شفاف پانی سارا سال موجود رہتا ہے۔ یہ مزار بھی ایک آبی گذر گاہ کے قریب ہے جو بھنڈر کے نام سے مشہور ہے۔ اس علاقہ میں اس مزار کو عقیدت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری بھی ہے۔ مزار پر سینکڑوں کی تعداد میں کھلونا نما مٹی سے بنے گھوڑے ایک قطار میں سجائے ہوتے ہیں جو منت کی صورت میں چڑھائے جاتے ہیں جاگل میں پیر حسین شاہؒ کا مزار ہے ہاڑ کے پہلے سوموار کو عرس ہوتا ہے پیر برہان شاہؒ کی آمد اور وفات کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا۔ جانب شمال آزاد کشمیر کی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اس علاقہ میں ندی نالے بہتے ہیں پانی کے ذخائر کی وجہ سے یہ علاقہ ماضی میں بہت آباد تھا۔

marfat.com

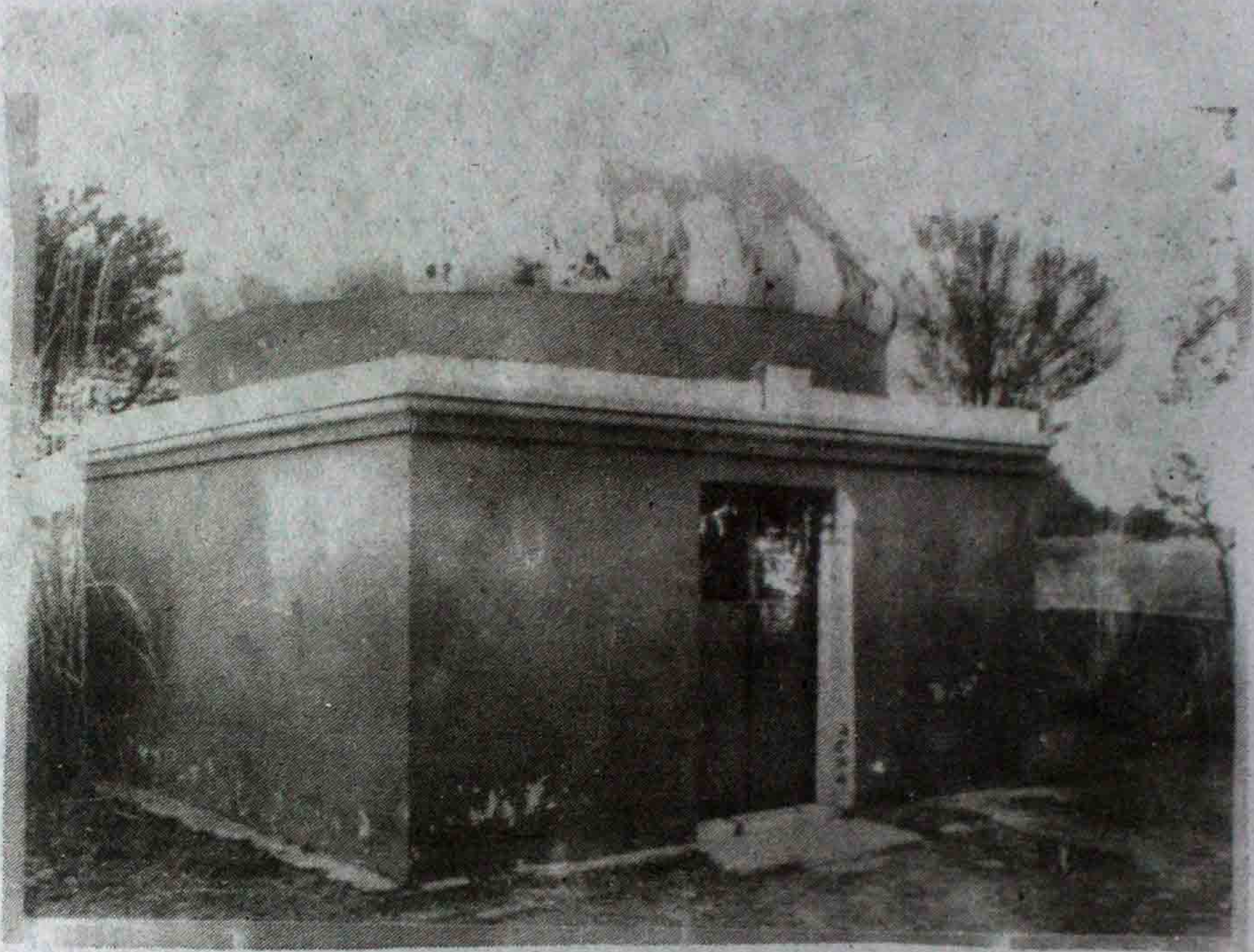

روپیری میں پیر گجاؒ کا قدیمی مزار

تحصیل گجرات کا یہ مشہور گاؤں کوٹلہ، جلالپور صوبتیاں روڈ سے جاگل کے قریب تھوڑے سے فاصلہ پر ہے۔ روپیری کے کئی طرف آبی گذر گاہیں اور پانی کے چشمے ہیں۔ جہاں سارا سال ٹھنڈا اور میٹھا پانی میسر رہتا ہے۔ یہ مزار گاؤں کی جانب مشرق ایک قدیمی آبی گذر گاہ کے کنارے پر ہے۔ مزار کی مجاور خاتون نے بتایا یہ مزار پہلے آبی گذر گاہ کے قریب تھا جب پانی نے اپنا رخ بدلا تو اہل دیہہ نے تابوت نکال کر اسے بلند ٹیلے پر دوبارہ سپرد خاک کر دیا۔ یہ ٹبہ آبی گذر گاہ سے کافی بلندی پر ہے۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے اوپر گنبد بھی ہے۔ راقم جب اس مزار پر پہنچا تو سانپ نے مزار کے اندر ڈیرہ جما رکھا تھا۔ لیکن اس نے کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچایا۔

marfat.com

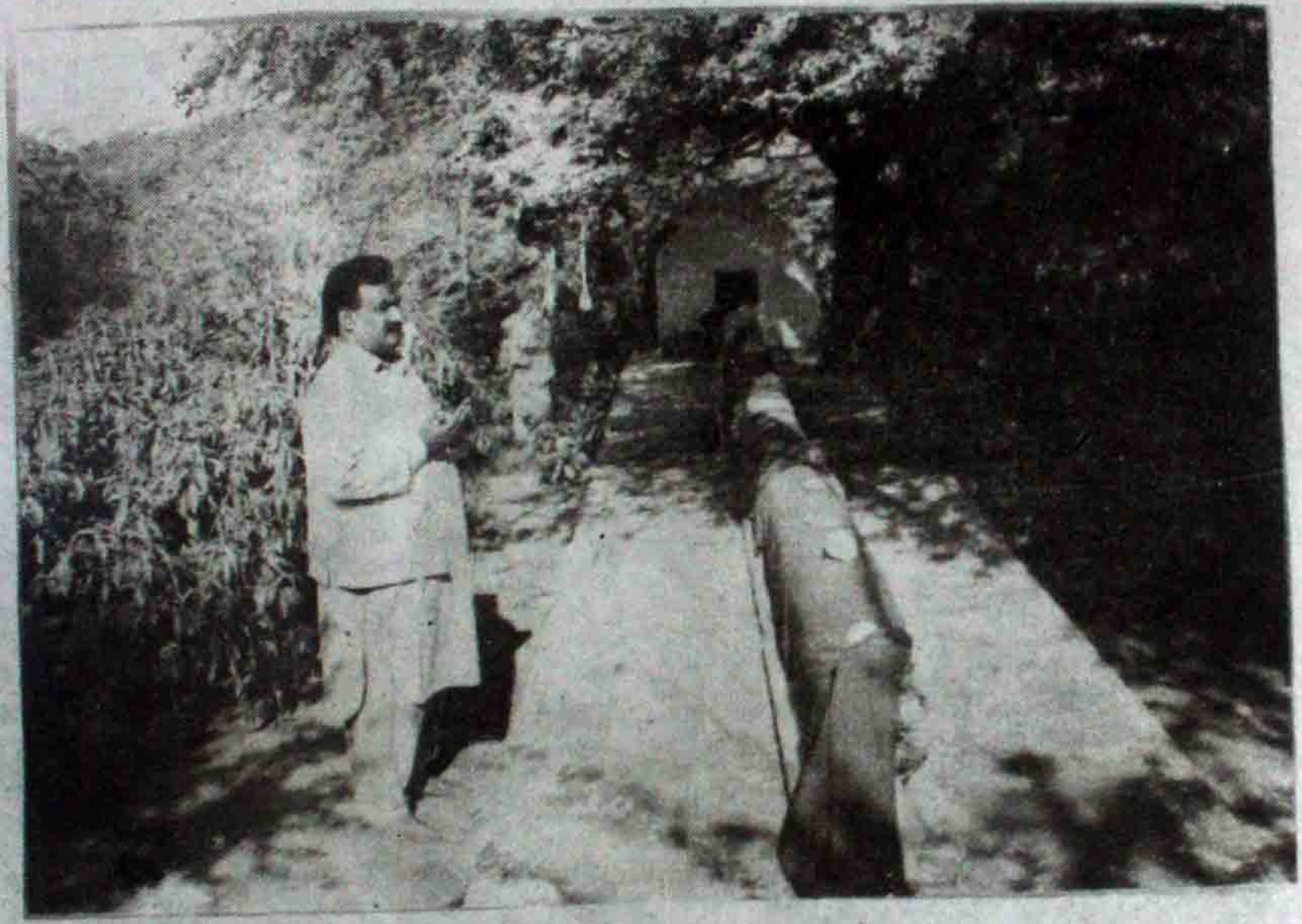

راقم جنگل بیابانوں میں نو گز لمبے مزار پر

تحقیق کسی بھی چیز کی ہو اس کے لئے خلوص لگن کی ضرورت ہے راقم نے تاریخی نوگزی قبروں مزارات کی تاریخ لکھنے کے لئے عرصہ سات آٹھ سال ۔ نگری نگری ۔ جنگل بیابانوں میں سفر کیا ۔ ناہموار ٹبوں ٹیلوں خاردار جھاڑیوں گھنے درختوں میں جہاں راستہ نہ ہونے کے برابر تھا ٹٹول ٹٹول کر راستہ تلاش کر کے ان مزارات پر حاضری دی اور فوٹو حاصل کیے ان قدیمی تاریخی مقامات پر حاضری فوٹوگرافی کے لئے چار ہزار فٹ بلند پہاڑوں (ٹیلہ جوگیاں) قلعہ نندنا ۔ قلعہ باغ سیر ۔ جلال پور شریف کے پہاڑ پر بھمبر سماہنی بھی کی پہاڑیوں حسن ابدال بابا ولی قندھاری کی بیٹھک اور درہ خیبر کے پہاڑوں پر میلوں پیدل چڑھنا پڑا یہ سفر گرمی سردی بارش طوفان میں بھی جاری رہا ۔ ٹوٹے پھوٹے راستوں ناہموار سڑکوں پر بھوک پیاس سے نڈھال ہو کر بھی سفر جاری رکھا ۔ اس مشن میں تھکاوٹ نام کی کوئی چیز محسوس نہ ہوئی ۔ ان نیک ہستیوں بزرگوں کی دعائیں شامل رہیں دور دراز اور لمبے سفر میں کبھی بھی موٹر سائیکل پنکچر یا خراب نہیں ہوا ۔ ایسے ہی ایک دور افتادہ گمنام نوگز لمبے مزار پر جو جنگل بیابان میں ہے راقم دکھی مخلوق کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے ۔

marfat.com

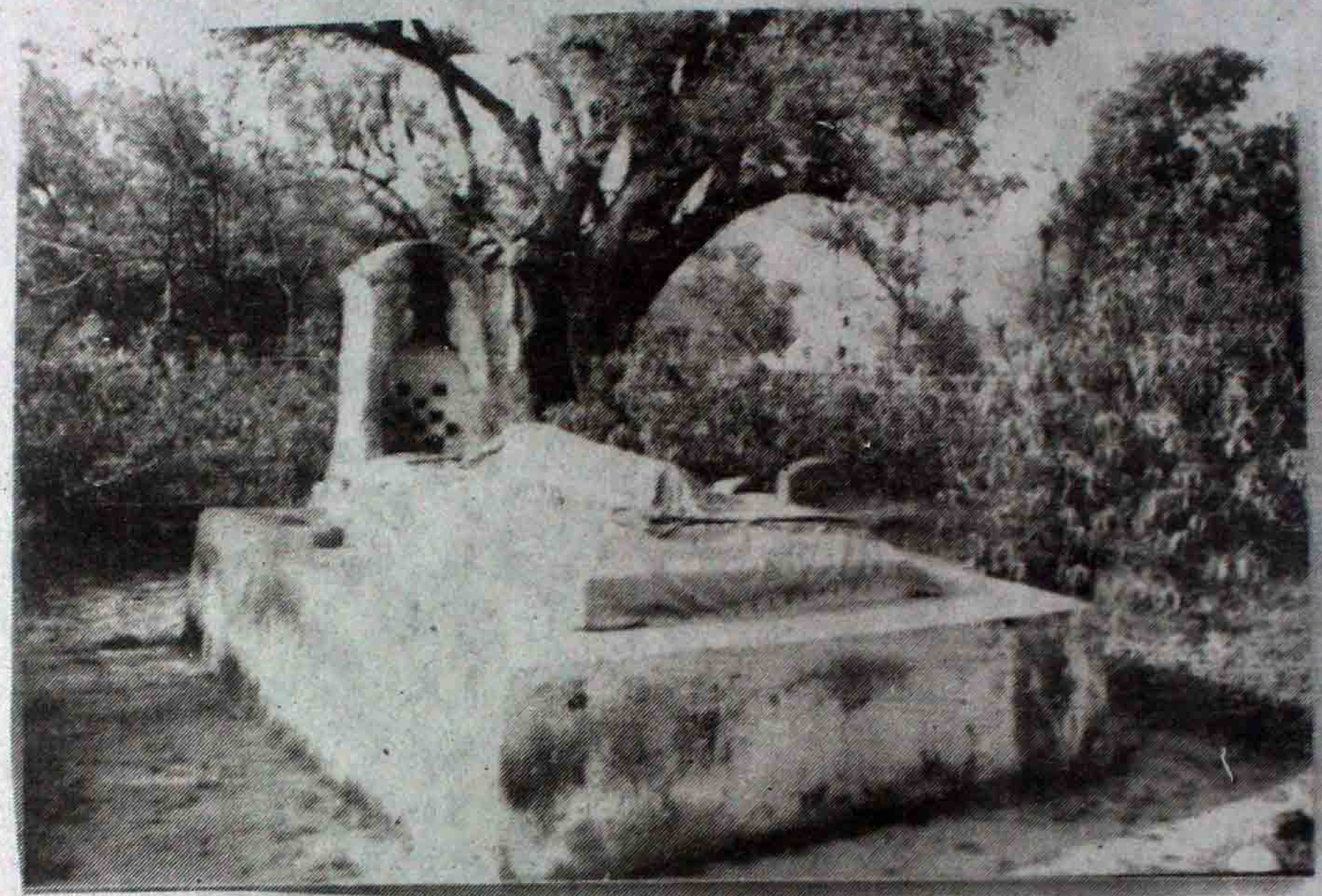

ملکی کے قریب جنگل میں ایک قدیمی مزار

ملکی گاؤں تحصیل گجرات، تحصیل کھاریاں اور آزاد کشمیر کی سرحد کے درمیان واقع ہے۔ پہاڑی علاقوں کھاریاں اور گجرات کو ملانے والی کئی سڑکیں ملکی کے قریب سے گزرتی ہیں۔ پرانا ملکی ایک بلند ٹبہ پر ہے۔ جانب شمال کئی سو ایکڑ میں ایک جنگل نما قبرستان ہے۔ اس جنگل میں کئی قدیمی مزار پائے جاتے ہیں۔ درختوں کے جھنڈ میں ایک بہت بڑا پانی کا تالاب بھی ہے۔ جو لمبا چوڑا ہونے کے علاوہ کافی گہرا بھی ہے۔ اس تالاب کے کنارے بوہڑ اور پیپل کے پرانے درخت بھی پائے جاتے ہیں۔ پانی کے تالاب کے قریب کسی تباہ شدہ بستی کے آثار بھی ملتے ہیں۔ مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے موتی، چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ اس جنگل میں یہ مزار بھی قدیمی ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ اس جنگل میں شہداء کرام کے مزارات بھی ہیں۔ جنگل کے جانب شمال ایک نوگز لمبا مزار پایا جاتا ہے۔ جو اللہ کے نیک بندے بیان کیے گئے ہیں حافظ شمس الدین گلیانہ نے ملکی میں ایک نبی کے مزار کی نشاندہی کی ہے۔

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبے دھوڑانوالہ میں حضرت سائیں پیراں دتہ ؒ کا مزار

دھوڑانوالہ قصبہ آزاد کشمیر اور پاکستان کی سرحد کے قریب کڑیانوالہ کے نزدیک واقع ہے۔ یہاں حضرت سائیں پیراں دتہ ؒ کا مزار ہے۔ آپؒ کے مرشد کا نام بابا فضل المعروف پھلو شاہ ہے جن کا مزار ہزارہ حصلاں میں ہے۔ حضرت بابا پھلو شاہ کو فیض حضرت بابا جنگو شاہ سے ملا تھا۔ آپ بہت بڑے درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں آپ کا مزار پختہ اور شاندار انداز میں تیار کیا گیا ہے۔

دھوڑانوالہ میں تین اور قدیمی مزار بھی ہیں۔ شجرہ کے مطابق یہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ دھوڑانوالہ میں ایک قدیمی ٹبہ بھی ہے اور قریب ہی آبی گذر گاہ بھی ہے بابا سائیں پیراں دتہ کا عرس ہر سال بڑی عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ عرس کے موقع پر آپ کے عقیدت مند قرب وجوار سے پوری عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔ عرس کے موقع پر قوال قوالی کے رنگ میں اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔

marfat.com

سرائے عالمگیر کے قریب جگو ہیڈ کے نزدیک شاہ گھوڑا میں نو گز لمبا مزار

سرائے عالمگیر کے قریب سے ایک قدیمی راستہ جو بیسا کی ہزاروں سالہ قدیمی سرزمین کی طرف جاتا ہے۔ اس قدیمی راستہ کے قریب کئی آبی گزرگاہیں ہیں جہاں سارا سال ٹھنڈا پانی بہتا رہتا ہے۔ اب جدید دور میں دریائے جہلم کے کنارے ایک سڑک تیار کی گئی ہے جو بھمبر اور میرپور کے علاوہ کھڑی شریف کی طرف جاتی ہے۔ دس کلیاں کے قریب سے ایک کچا راستہ شاہ گھوڑا کی طرف جاتا ہے۔ شاہ گھوڑا ایک قدیمی راستہ ہے۔ جو ایک آبی گزرگاہ کے قریب ہے۔ گاؤں کے جانب جنوب ایک بلند و بالا ٹبے پر یہ قدیمی مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے جس کی لمبائی 9 گز ہے۔ مزار کے گرد چاردیواری بھی ہے اور گردونواح گھنے درخت پائے جاتے ہیں۔ اس ٹبے پر کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر دوڑائی جائے تو دور دور تک انسانی نقل و حرکت دیکھی جاسکتی ہے۔ شاہ گھوڑا کے قریب معصوم پور، اور ٹوریں میں بھی نو گز لمبے مزار ہیں۔ جو اس علاقہ کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ یہ مزار پختہ تعمیر ہیں۔ یہ علاقہ کبھی گجرات میں شامل تھا لیکن اب اسے ضلع جہلم میں شامل کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس علاقوں کے رہنے والوں کی رشتہ داریاں اور کاروباری سلسلہ اہلیان گجرات سے ہی قائم دائم ہے۔

marfat.com

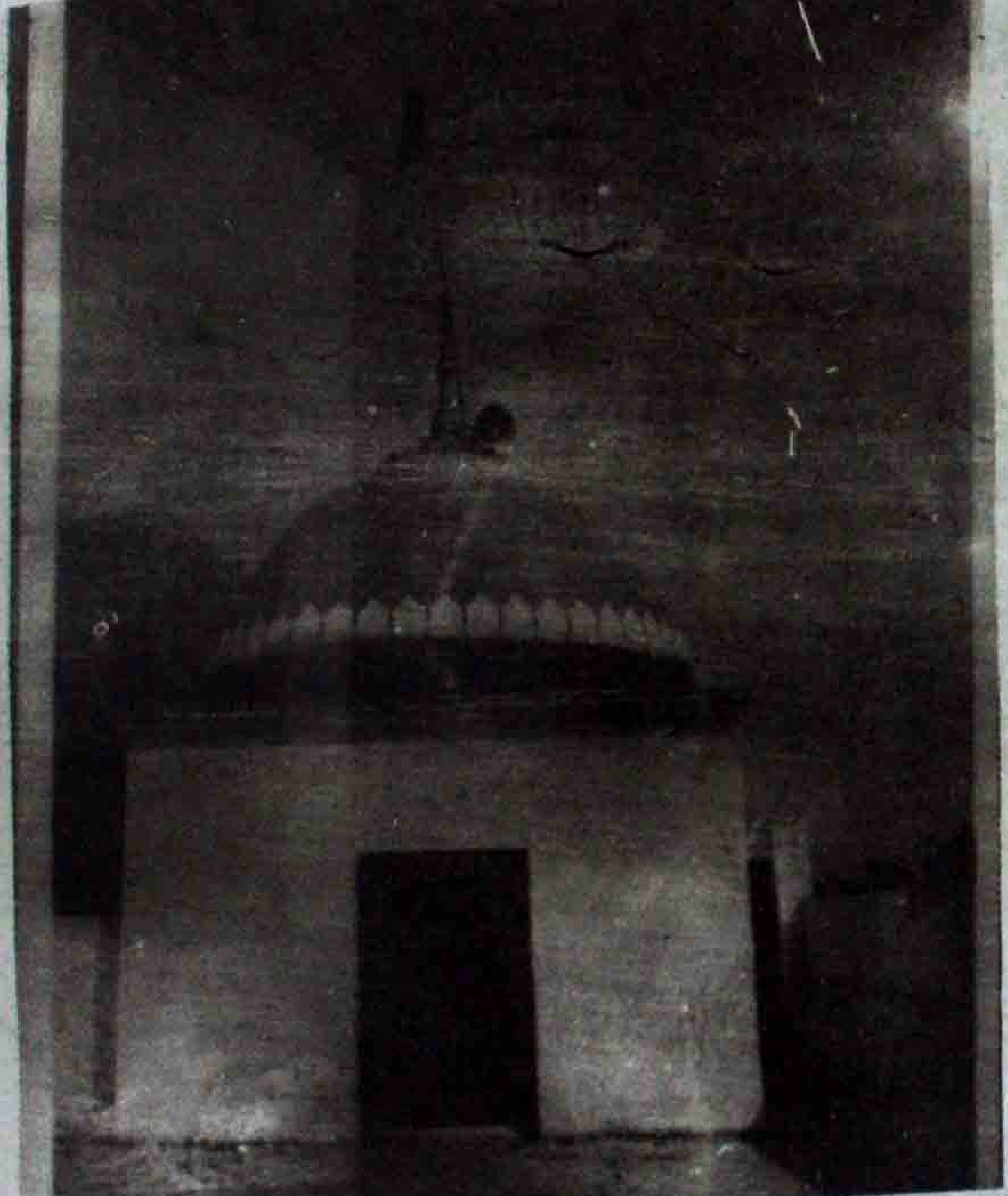

سرائے عالمگیر کے قریب منڈی بہلوال میں صوفی درویش حضرت سائیں رحمت اللہ قادریؒ کا مزار

منڈی بہلوال کو جانے کیلئے دس کلیاں سے ایک کچا راستہ جاتا ہے اس جدید دور میں بھی یہ علاقہ پسماندگی سے دوچار ہے۔ بہلوال میں صوفی درویش حضرت سائیں رحمت اللہ قادریؒ کا مزار ہے۔ آپ کو فیض آستانہ عالیہ پٹیالہ شریف سے حاصل ہوا تھا آپ کا عرس مبارک رجب کی 21، 22، کو ہوتا ہے آپ نے کئی اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ اور ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ بہت بڑے درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ سائیں رحمت اللہ قادریؒ کے عقیدت مند ملک کے کونے کونے میں ہیں آپ کے مزار پر گنبد تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر آپ کے مرید دور دراز سے حاضری دیتے ہیں۔ بہلوال ایک قدیمی قصبہ ہے جو اپنے اندر سی تاریخی واقعات لئے ہوئے ہے۔ معروف صحافی منظور احمد منظور کا تعلق بھی اسی گاؤں سے ہے۔

marfat.com

سموئیل شریف میں حضرت حافظ محمد مقیم کا مزار

سرائے عالمگیر کے قریب بہنے والی نہر جو جاتلاں کی طرف جاتی ہے۔ 10 مونڈا پل سے ایک سڑک سموئیل کی طرف جاتی ہے۔ سموئیل شریف ایک بہت قدیمی قصبہ ہے جو پہاڑوں کے دامن میں ہے۔ اور اس کے جانب مغرب ایک آبی گزرگاہ بھی ہے۔ سموئیل شریف میں حضرت حافظ محمد مقیم کا مزار ہے۔ جس پر سن وفات 1152 ہجری تحریر ہے۔ دوسرا مزار حضرت حافظ غلام محمد کا مزار ہے جس پر سن وفات 1152 ہجری تحریر ہے۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے 10 محرم کے موقع پر بہشتی دروازہ کھول دیا جاتا ہے اس مزار سے پاگلوں کو شفا ملتی ہے۔ حضرت حافظ محمد مقیم کو فیض حضرت میراں علی حیدر شاہ آف ٹالیاں والا جہلم سے ملا تھا۔ سموئیل شریف میں ان بزرگوں کی بہت کرامات مشہور ہیں۔ دربار میں کئی اور بزرگوں کے مزار بھی ہیں۔ مزار کی طرز تعمیر مغلیہ دور کے فن تعمیر سے ملتی ہے۔ اور مغل شہنشاہ اورنگزیب کا یہاں آنا پایا جاتا ہے۔ آبی گزرگاہ میں سارا سال ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہتا رہتا ہے۔ جسکی وجہ سے یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہے۔

marfat.com

سموئیل شریف میں مغلیہ دور کی قدیمی مسجد

یہ مسجد سموئیل شریف میں حضرت حافظ محمد مقیمؒ کے مزار کے قریب ہے۔ اگرچہ سموئیل شریف میں کئی قدیمی عمارتیں ہیں لیکن اس مسجد کی اپنی ایک شان ہے۔ مسجد کے تین گنبد ہیں چار برج ہیں۔ مسجد کے صحن میں بہت بڑا حوض ہے۔ مسجد کی دیواریں چھوٹی اینٹ چونا گچ سے تیار کی گئی ہیں۔ بیرونی دروازہ کے شمالی دیوار پر فارسی میں شعر تحریر ہیں۔ مسجد کی دیواریں چوڑی ہیں۔ مسجد کی طرز تعمیر بادشاہی مسجد لاہور سے ملتی جلتی ہے۔ مسجد کے تینوں گنبد بہت بڑے بڑے ہیں۔ مسجد کے اندر نقشہ ونگاری کا کام شاندار انداز میں کیا گیا ہے۔ کئی سو سال گزرنے کے باوجود مسجد کی خوبصورت عمارت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس مسجد کے بارے میں ایک اور بات بھی مشہور ہے کہ یہ مسجد علاقہ کے راجگان نے تعمیر کی تھی، مسجد کے صحن میں بیک وقت سینکڑوں نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں

marfat.com

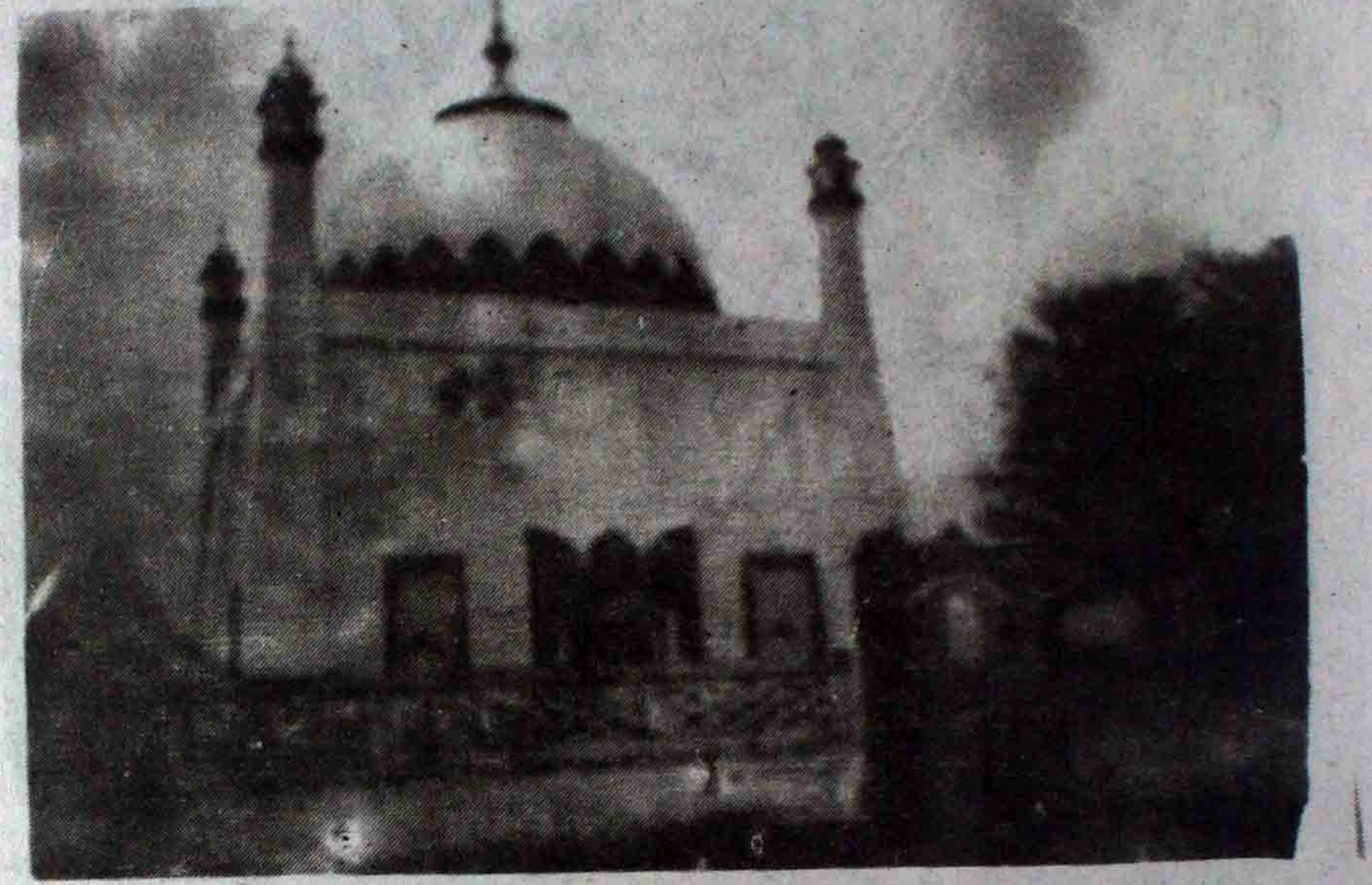

جاتلاں کے قریب ابدو پور میں حضرت میراں مراد علیشاہ ؒ المعروف پیر مرالی ؒ ۱۰۰۱ھ

جاتلاں سے جانب شمال مشرق ایک بلند و بالا ٹبہ پر ابدو پور میں حضرت میراں مراد علیشاہ المعروف پیر مرالی ؒ کا مزار ہے۔ یہ مزار ایک قلعہ نما ٹبہ پر ہے۔ ٹبہ پر تراشے پتھر اینٹوں کے ٹکڑے اور مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ کبھی یہاں شہر آباد تھا۔ پرانے زمانہ میں دریائے جہلم اس ٹبہ کے جانب شمال بہتا تھا۔ جو اب دور ہو چکا ہے۔ مزار کے ملحقہ صاحب مزار کے گھوڑے اور کتے کی قبر ہے۔ حضرت میراں مراد علیشاہ ؒ المعروف پیر مرالی مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں ہو گزرے ہیں۔ آپ ؒ دہلی سے یہاں آئے تھے۔

جس جگہ آپ ؒ کا مزار ہے یہاں سے کشمیر کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ مقامی روایات کے مطابق آپ کفار سے جنگ کرتے ہوتے شہید ہوئے۔ آپ ؒ کے قافلہ کو فتح نصیب ہوئی۔ گھوڑا، کتا آخر وقت تک آپ ؒ کے ساتھ رہا۔ وہ بھی اس معرکے میں مارے گئے تو آواز آئی کہ اس گھوڑے اور کتے کو میرے قدموں میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ دونوں کو آپ کے قدموں میں دفن کیا گیا۔ انکی قبریں آج بھی موجود ہیں۔ حضرت میراں مراد علیشاہ ؒ المعروف پیر مرالی کا مزار مغلیہ طرز تعمیر پر بنایا گیا ہے۔ درمیان میں گنبد ہے چاروں طرف مینارئیں دیوار موٹی پتھر سے تعمیر کی گئی ہے۔ مغلیہ دور کے نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ یہ قلعہ نما زمین سے کافی بلند ہے۔ اس پر کھڑے ہو کر دور دور تک نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ قلعہ نما بستی کسی قدیمی شاہراہ کے قریب بنائی گئی تاکہ دشمن حملہ آور کی یورش کو روکا جائے۔

marfat.com

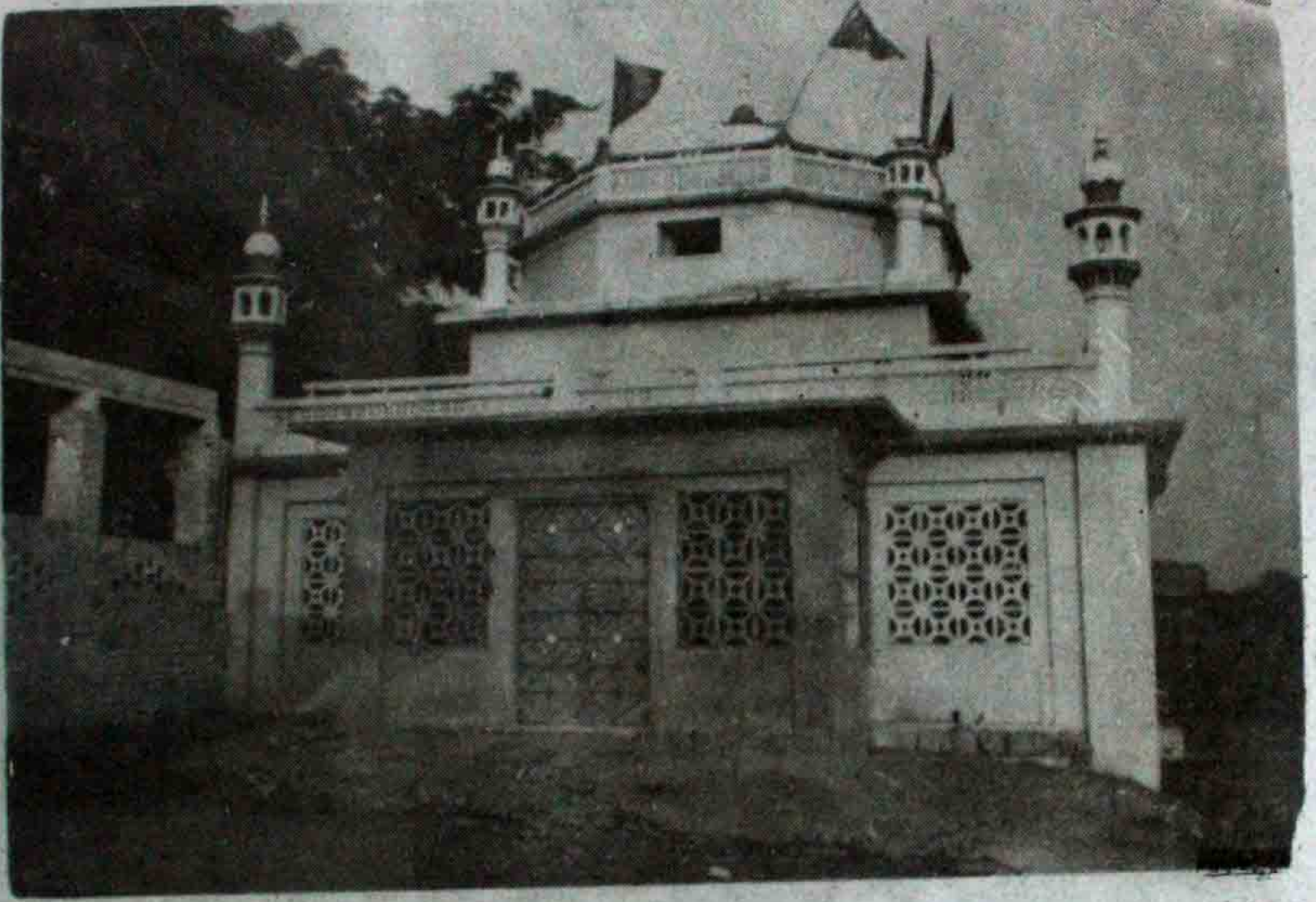

شنگریلہ شریف میں حضرت پیر سید ملک علیشاہ ؒ کا مزار

جاتلاں کے قریب نہر کے کنارے سے ایک سڑک شنگریلہ شریف کی طرف جاتی ہے۔ بڑی سڑک سے تھوڑے فاصلہ پر حضرت پیر سید ملک علیشاہ ؒ کا مزار ہے۔ مزار شاندار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار سے ملحقہ مسجد بھی ہے۔ آپ درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپؒ کے بارے میں کتاب " سوہان ایمان " مرتب کی گئی ہے۔ تمام کلام پنجابی زبان میں ہے۔ یہ شعری مجموعہ روحانیت کا درس دیتا ہے۔ کلام میں حضرت پیر سید ملک شاہؒ نے عشق و محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بند کر دیا ہے۔ اس کلام کے پڑھنے سے دل سے حسد بغض ختم ہو جاتا ہے۔ سینہ نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔

آپؒ نے 1956 میں 90 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؒ کو فیض حضرت پیر سید حیدر شاہؒ صاحب جلالپور شریف سے ملا تھا۔ حضرت پیر سید ملک علیشاہؒ کے مزار پر یہ شعر پنجابی زبان میں تحریر ہے۔

اک دے نال پیار ہووے سدا اک دا تابعدار ہو جا
ن ق تے س کٹ جاویں نا حرص تھیں گل گلزار ہو جا

آپؒ کا عرس ہر سال 19,18 جیٹھ 31 مئی کو منایا جاتا ہے۔ ارادتمند دور دراز سے عرس میں شامل ہوتے ہیں۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے قریب ہی کئی بزرگوں کے مزار ہیں اور شاندار انداز میں مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ برنالہ کے قریب تھوب پتنی کی حسین تفریحی گاہ

برنالہ کے قریب سے ایک سڑک پہاڑی سلسلہ کے علاقہ تھب پتی کی طرف جاتی ہے۔ یہ سارا علاقہ چھوٹی بڑی پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ بڑی بڑی چڑھائیاں اترائیاں بھی آتی ہیں۔ پہاڑوں پر چھوٹے چھوٹے سرسبز درخت ہیں۔ تھب تک سڑک تقریباً پختہ ہے البتہ پتنی تک سڑک کچی ہے۔ گجرات اور گرد و نواح کے علاقہ کے لئے یہ ایک بہترین تفریح گاہ ہے۔ پہاڑوں پر چیڑ کے درخت اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا ہے۔ پتنی کے قریب ایک پانی کا چشمہ بھی بہتا ہے۔ جس کا پانی صاف، شفاف اور صحت بخش ہے۔ چھوٹے چھوٹے سرسبز پہاڑوں کا نظارہ قدرت کا ایک حسین شاہکار ہے اس علاقہ کی ہوا ہر قسم کی آلودگی سے پاک اور صاف ہے یہاں چند لمحے گزارے جائیں۔ تو انسان کو سکون ملتا ہے برنالہ سے عقب پتنی کے لئے ایک ایک گھنٹہ بعد بس جاتی ہے پتنی سے آگے سرحدی علاقہ شروع ہو جاتا ہے یہ علاقہ جڑی بوٹیوں اور چھوٹی معدنیات سے مالا مال ہے۔ موسم بہار میں اس علاقہ کا نظارہ مری کی پہاڑیوں سے کم نہیں ہوتا۔ گجرات کے قریب ترین یہ ایک بہترین تفریح گاہ ہے۔ اس علاقہ میں جانے کے لئے طاقتور موٹر سائیکل اور گاڑی کا صحیح ہونا ضروری ہے بل کھاتی ہوئی سڑکوں پر محتاط ڈرائیونگ کی ضرورت ہے۔

marfat.com

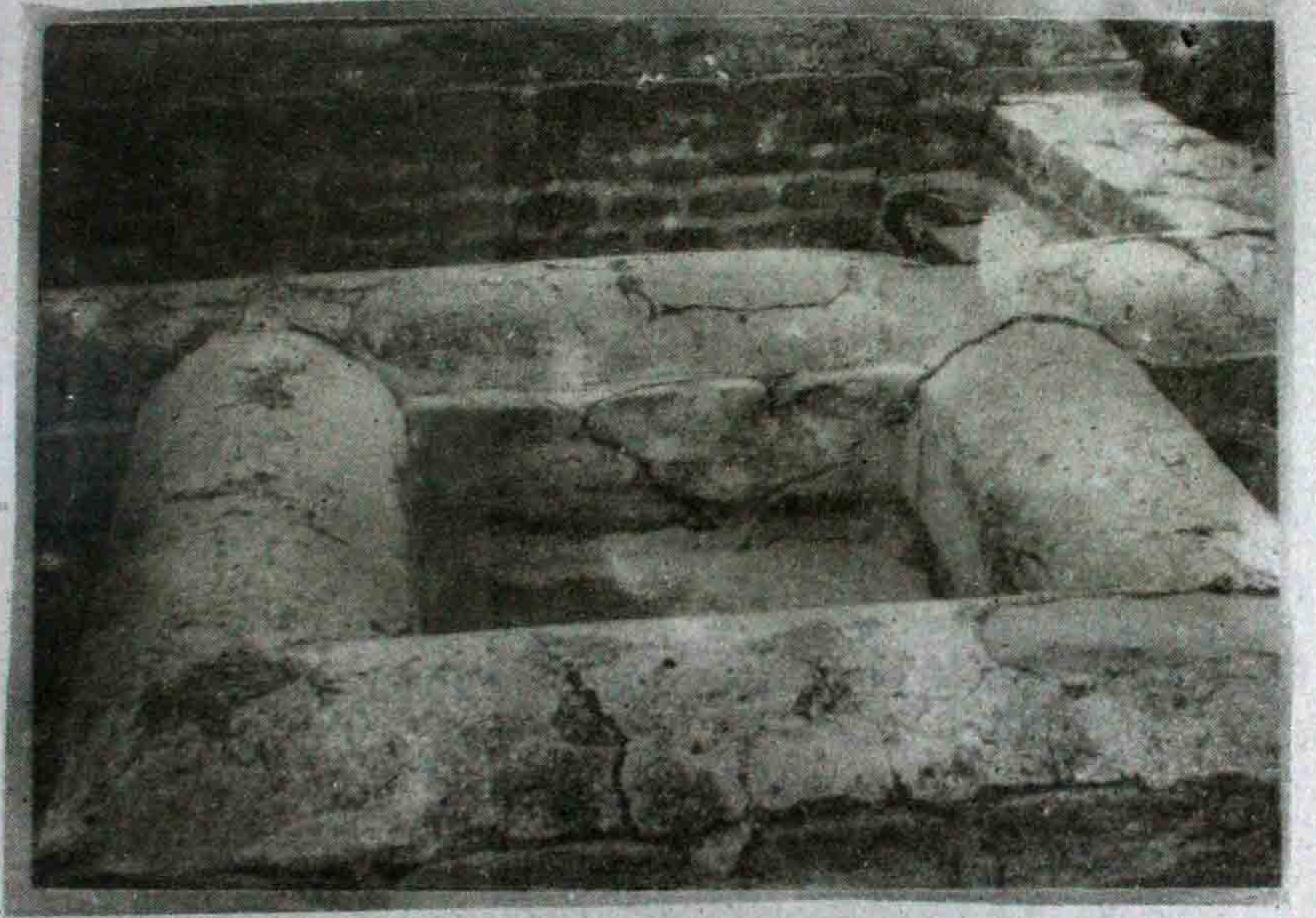

بھمبر اور میرپور کے درمیان ایک قدیمی باولی

میرپور سے ایک قدیمی راستہ بھمبر کی طرف جاتا ہے۔ اس قدیمی گذرگاہ کے کنارے بھمبر کے قریب ایک قدیمی باولی ہے جو پتھروں کو تراش کر تعمیر کی گئی ہے۔ پانی کی تہہ تک جانے کے لئے کئی سیڑھیاں ہیں۔ اور باولی کے ساتھ ہی باربرداری کے جانوروں کی پیاس بجھانے کے لئے ایک حوض بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ باولی مغلوں کے دور کی بیان کی جاتی ہے۔

مغلوں کے دور میں کھاریاں کے قریب جو باولی تعمیر کی گئی ہے وہ بھی پتھروں کو تراش کر بنائی گئی ہے جو اکبر کے دور میں تعمیر ہوئی تھی۔ بھمبر کے قریب اس باولی سے اس علاقہ کے گردونواح بسنے والے لوگوں کے تجارتی قافلے جموں و کشمیر سیالکوٹ کو جانے والے لوگ اس باولی کے پانی سے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ باولی اس وقت بھی صحیح حالت میں ہے باولی میں نصب ایک پتھر پر کوئی عبارت تحریر ہے۔ اس عبارت کو گھاس اور خودرو پودوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے جس کی وجہ سے یہ تحریر پڑھی نہیں جاسکتی۔

marfat.com

تاریخ کے دو پہلو

روئے زمین پر جو تبدیلیاں آئیں جنگ و جدل اور حاکم وقت، شہنشاہوں اور قوموں کی زندگی پر بھی تاریخ لکھی گئی۔ لیکن وہ تاریخ جو انسانی دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ وہ اولیاء کرام کی کرامات اور ان کی تبلیغ طرز عمل اور ان کے حسن سلوک پر مبنی ہے۔ یہ لوگ بغیر تلوار اٹھائے بندوں کو صراط مستقیم کی طرف مائل کر لیتے۔ برصغیر پاک و ہند میں شہنشاہوں، بادشاہوں کے ہم عصر اولیاء کرام بھی تھے۔ جو بغیر کسی اسلحہ فوج کے برصغیر کے علاقہ میں داخل ہوتے۔ ایک نظر اٹھاتے تو ہزاروں دلوں کو منور کر دیتے۔ آج بھی ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ کی بابرکت ہستی ہندوستان پر حکمرانی کر رہی ہے۔ والی ہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ نے لاکھوں دلوں کو منور کیا۔ ایسے ہی سلسلے کے مزارات گجرات میں سینکڑوں ہزاروں سال پرانے ہیں۔ جن کی اپنی ایک تاریخ ہے راقم نے دلوں کو منور کرنے والے بزرگوں کے بارے میں یہ روحانی تاریخ لکھی ہے۔ اور ان پر حاضری دیتے ہوئے کئی کرامات دیکھنے میں آئیں جو ان بزرگوں کی نظر کرم کی وجہ سے ظہور ہوئیں۔ اگر ان کو تحریر کروں تو تحریر طویل ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ لوگ انسانوں کو اخوت بھائی چارے کا درس دیتے تھے اور ان کے پاس حاضر ہونے والوں کو دلی سکون اور خوشی نصیب ہوتی۔ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ان لوگوں کا کردار بھی تاریخ کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

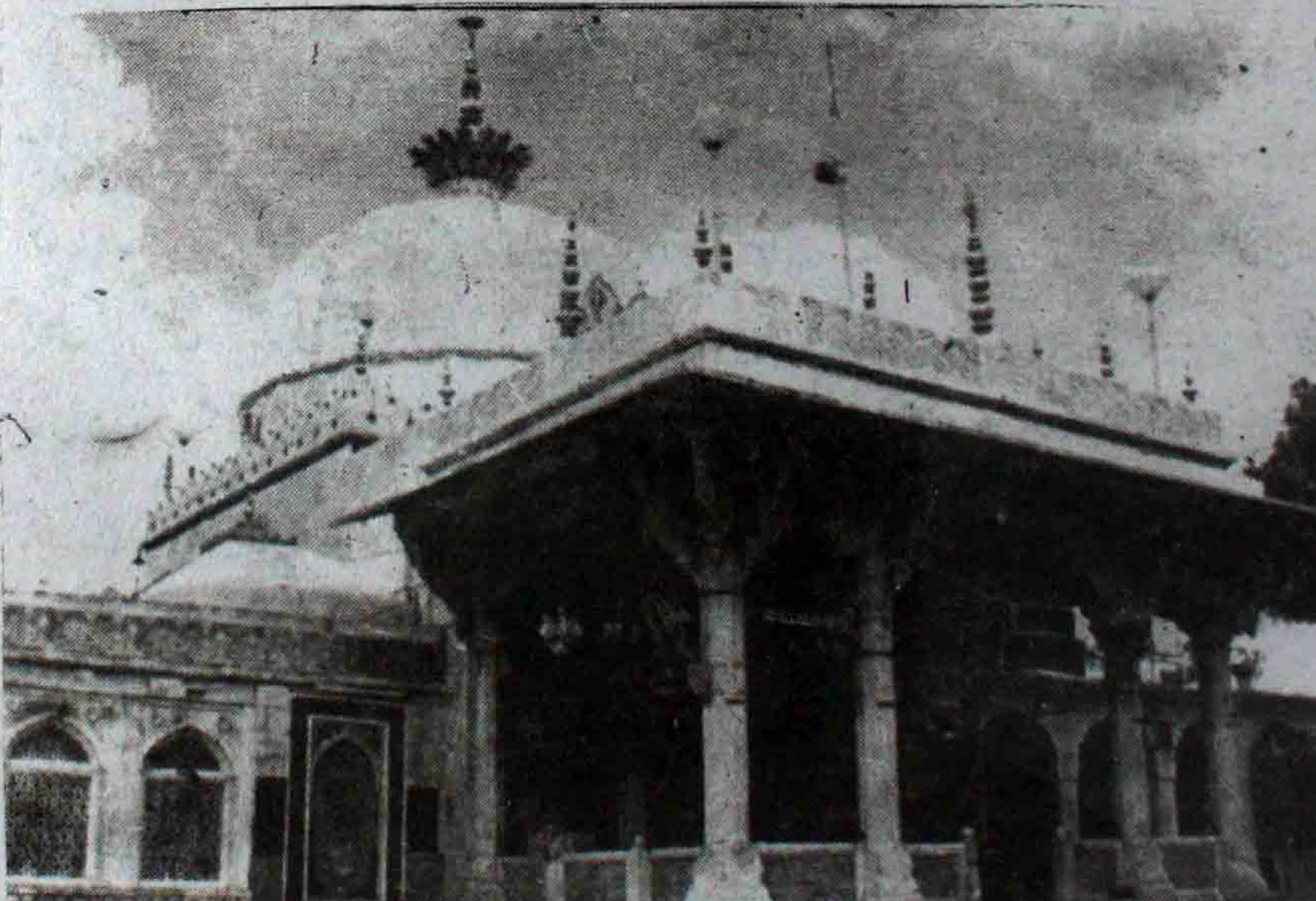

marfat.com

شاہ جہانیاں میں مغلیہ دور کی باولی

گجرات جلالپور جٹاں روڈ پر مشہور درویش حضرت حافظ سخی محمد حیاتؒ کا آستانہ مبارک ہے اس قلعہ نما عمارت کے قریب ایک قدیمی راستہ جو کشمیر کی طرف جاتا تھا۔ کشمیر جانے کے لئے سب سے کم مسافت کا راستہ تھا یہ قدیمی راستہ خانقاہ حافظ حیات سے ہوتا ہوا اخلاص گڑھ اور شاہجہانیاں کی طرف آتا تھا۔ جہاں مغل شہنشاہ کشمیر جانے کے لئے دریائے چناب کو عبور کرتے تھے۔ شاہجہانیاں کو مغل شہنشاہ شاہجہاں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس قصبہ میں مغلیہ دور کی ایک باولی تھی۔ اس باولی سے شاہی قافلے، تجارتی لوگ اور باربرداری کے جانور اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ پانی کی سطح تک جانے کے لئے لاتعداد سیڑھیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ مغلیہ دور کی اس باولی کے آثار مٹا دیئے گئے ہیں اور باولی کے اوپر تعمیرات کر لی گئی ہیں۔ تاریخی کتابوں میں اس باولی کا تذکرہ موجود ہے۔

سماں کے قریب پیر ہرا کی بیٹھک

شادی وال کی جانب سے آنے والی قدیمی سڑک جو جی ٹی روڈ گجرات سے آملتی ہے ماضی میں اس سڑک کو دریائے چناب کے قریب ہونے کی وجہ سے بہت اہمیت حاصل رہی۔ اس سڑک پر سماں کے قریب پیر ہرا کی بیٹھک ہے۔ یہاں پر چھاواں والی عورتیں غسل کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں جن کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ بھی یہاں غسل کرتی ہیں۔ یہاں صرف ایک کنواں ہے کنواں کے قریب دو غسل خانے ہیں کنواں سے پانی نکال کر غسل خانے کی ٹینکی میں نہانے کے لئے ڈال دیا جاتا ہے۔ چار دیواری کے اندر ایک کمرہ بھی ہے جہاں عورتیں غسل کے لئے اپنی باری کا انتظار کرتی ہیں۔ نذر نیاز بھی اس کمرہ میں ادا کی جاتی ہے۔ کنواں کی مالکہ نے بتایا کہ یہاں اللہ کا کوئی نیک بندہ جسے پیر ہرا کے نام سے پکارتے ہیں زندہ زمین میں غائب ہو گیا اس بزرگ کی کرامت سے بیمار عورتوں کو غسل سے شفا ملتی ہے۔

marfat.com

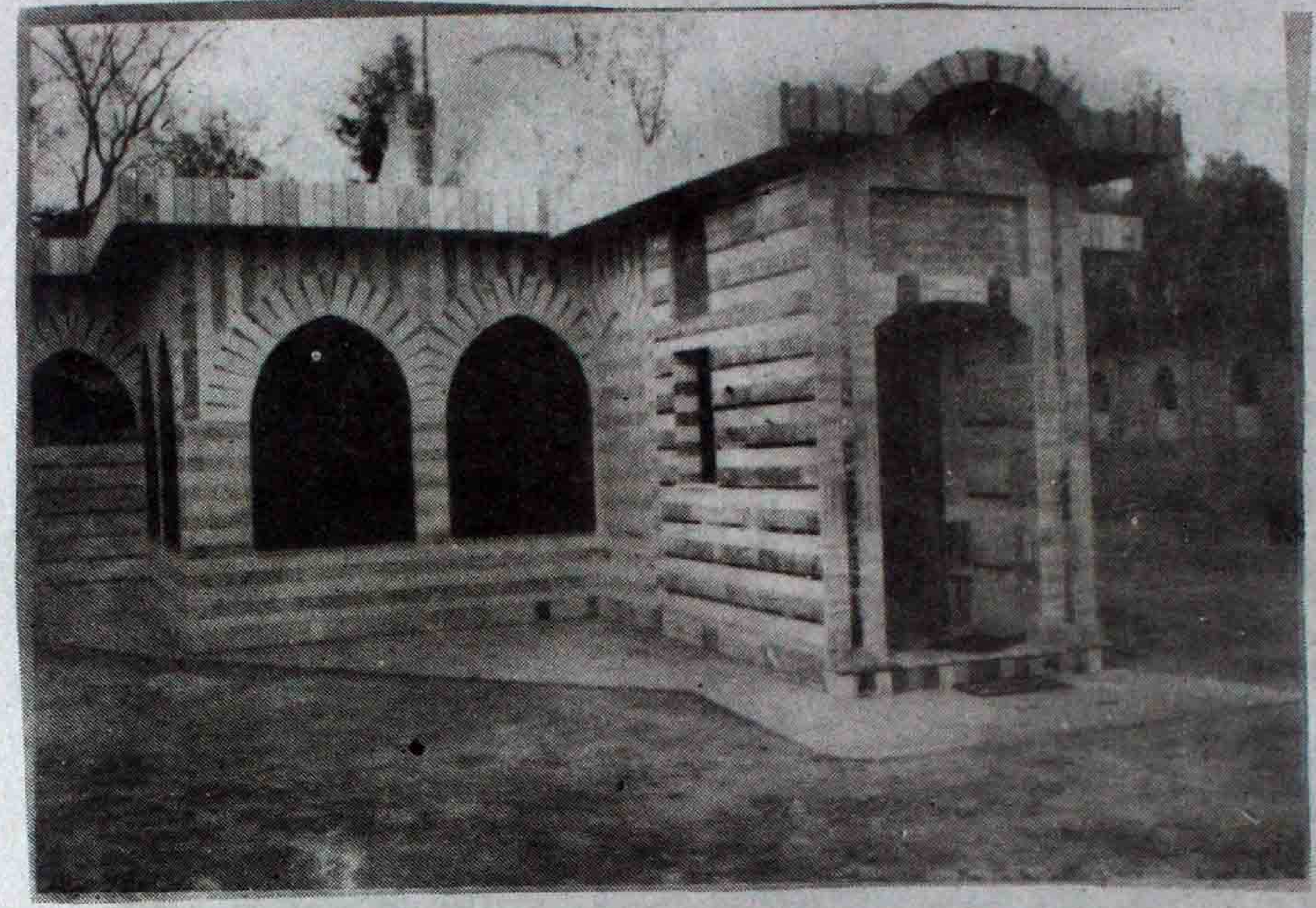

دربار عالیہ حضرت سائیں فرید خضری لجپال گوندل شریف

گجرات سے ایک سڑک جلال پور جٹاں ٹانڈہ کی طرف جاتی ہے بھاگووال کلاں کے قریب گاؤں پیجو کی سے ایک سڑک گوندل گاؤں کی طرف جاتی ہے یہاں حضرت سائیں فرید خضری رحمۃ کا مزار اور آستانہ عالیہ ہے آپ رحمۃ کا مزار شاندار انداز میں قیمتی سنگ مرمر کے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر آپ رحمۃ کا نام یوں درج ہے دربار عالیہ پر جلال مرد قلندر حضرت فرید خضری لجپال۔ آپ رحمۃ صوبہ سرحد کے علاقہ سوات سے آئے تھے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پیدائشی درویش تھے۔ جوان ہوئے تو والد صاحب نے کہا علاقہ کی بادشاہی سنبھالو جس پر آپ رحمۃ نے والد صاحب کو جواب دیا یہ چھوٹی سی بادشاہی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں ساری دنیا کی بادشاہی کا طلب گار ہوں۔ یہ کہہ کر والدین سے اجازت لے کر گھر سے نکل پڑے۔ طریقت کی منازل طے کرتے ہوئے گوندل شریف میں ڈیرے جمالیے۔ اور مخلوق خدا کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ گوندل میں ہی آپ رحمۃ کا وصال ہوا یہیں پر دفن ہوئے حافظ غلام حیدر صاحب دربار کے متولی ہیں۔ لاکھوں روپے خرچ کر کے درس گاہ اور عالی شان مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ آپ رحمۃ کا عرس ہر سال عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ مخلوق خدا دینی دنیاوی فیض کے لئے حاضری دیتی ہے۔

marfat.com

چک لشکری اور کوٹلی پر مانند کے درمیان مکھیالہ کے ٹبہ پر قدیمی مزار

چک لشکری دریائے توی کے قریب ایک قدیمی بستی ہے۔ اس کے جانب شمال متیانوالہ نجاں اور مناور کے مشہور قصبے ہیں جنوب میں کوٹلی پر مانند گاؤں ہے چک لشکری کا نیا گاؤں جانب شمال ہے پرانی بستی ایک ٹبہ پر تھی جو تباہ و برباد ہو چکی ہے۔ اس ٹبہ کو مکھیالہ کا ٹبہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس ٹبہ پر قدیمی مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری بھی ہے۔ اس مزار پر پرانے درخت تھے جو مقامی آبادی کے ایک شخص نے فروخت کر دیئے اسی روز سے وہ مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔

گردو نواح کے مکین عقیدت سے حاضری دیتے ہیں ٹبہ کافی بلندی پر ہے ٹبہ کے جانب شمال نوگزی قبر ہے جو کچی ہے۔ مکھیالہ کے ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے، چکیوں کے پاٹ موتی ملتے ہیں۔ کھدائی کی جائے یا زوردار بارش ہو تو مٹی کے برتن صحیح حالت میں ملتے ہیں۔ ٹبہ پر کھڑے ہو کر دریائے توی اور دریائے چناب کا نظارہ کیا جاسکتا ہے یہ ٹبہ دریائے توی کی سطح سے کافی بلند ہے اور مکھیالہ کا ٹبہ کے نام سے مشہور ہے۔

marfat.com

محلہ خواجگان میں میاں فیض بخشؒ اور میاں نکا صاحبؒ کا مزار

محلہ خواجگان گجرات کی شیخ برادری کے نام سے منسوب ہے۔ اس محلہ میں مسجد جلال الدین قدیمی اور تاریخی مسجد ہے۔ یہاں حضرت میاں فیض بخش اور حضرت میاں نکاؒ کے مزارات ہیں الحاج شیخ منظور صاحب اور میاں ہمایوں محمد حنیف کے مطابق ان کے بزرگ محمد بن قاسم کے دور میں عراق سے آئے تھے اور ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ ان بزرگوں میں حضرت میاں قادر بخشؒ کا مزار ملتان میں ہے۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں ان کی اولاد کو گجرات جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ ان بزرگوں نے گجرات میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان میں کئی عالم فاضل صاحب علم لوگ ہو گذرے ہیں۔ اس خاندان نے گجرات شہر میں کئی خدمات سرانجام دی ہیں۔ انجمن خواجگان کے زیر اہتمام بنک۔ مسجد۔ کتب خانہ۔ ہسپتال اور دیگر کئی دفاعی اور فلاحی ادارے اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہے ہیں اس خاندان میں بہت مخیر حضرات بھی ہیں جو غریبوں کی درپردہ مدد کرتے رہتے ہیں اسی خاندان کی ایک نیک پارسا خاتون آپا جی سردار بیگم نے 1935ء میں مسلم پردہ گرلز ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔ جس کے تحت بزرگ وال۔ دولت نگر۔ گکرالی۔ بنیاں۔ مکیانہ میں گرلز سکولوں کی بنیاد رکھی۔ اس سلسلہ کے بزرگ حضرت میاں جلال الدین نے حاجی شیخ منظور کو مسجد کا نگران مقرر کیا ان کی زیر نگرانی یہ مسجد دوبارہ جدید انداز میں تعمیر ہو رہی ہے تعلیمی سماجی خدمات میں راجہ خوشی محمد۔ راجہ غلام حسین آف دولت نگر کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

marfat.com

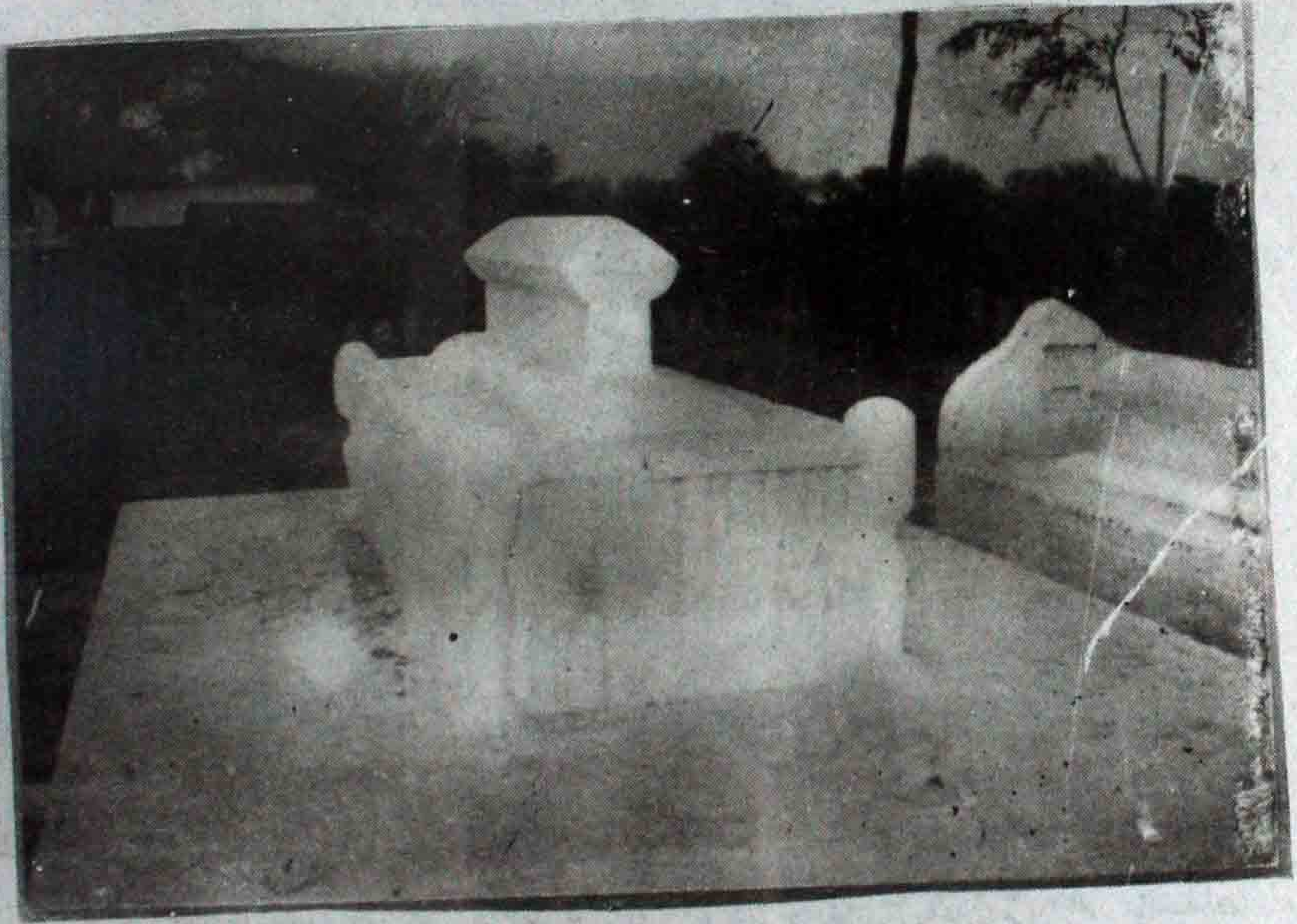

ڈھنڈہ کلاں میں حضرت سردار شاہؒ کا مزار

ڈھنڈہ ایک قدیمی قصبہ ہے جو کڑیانوالہ اور اعوان شریف کے وسط میں قدیمی شاہراہ پر ہے۔ یہاں حضرت سردار شاہ جو حضرت سید منظور حسین شاہ آستانہ عالیہ چھالہ شریف کے والد محترم ہیں۔ ڈھنڈہ شریف میں آپ کے مزار کے قریب آستانہ میں درس گاہ کا اجرا۔ کیا گیا ہے آستانہ کی لائبریری میں۔بہت قدیمی قلمی نسخے موجود ہیں یہ کتابیں کئی سو سال پہلے کی تحریر شدہ ہیں۔ آپ ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں آپ کا عرس ہر سال منایا جاتا ہے۔ عرس کے موقع پر ارادتمند حاضری دیتے ہیں۔ حمد و ثنا کے علاوہ دن رات لنگر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دینی تعلیم کے لئے جو درس گاہ قائم کی جارہی ہے وہ علاقے کی ایک مثالی تعلیمی درس گاہ ہوگی۔

===

marfat.com

شادیوال پاور ہاؤس

گجرات سے دس بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قصبہ شادی وال ہے اس قصبہ کے قریب نہر جہلم پر فروری 1961ء میں کولمبو پلان کے تحت کینیڈا کی حکومت کے تعاون سے یہ پاور ہاؤس تعمیر ہوا۔ نہر میں بہنے والے پانی کی مقدار تقریباً سات ہزار کیوسک کے قریب ہے اس پانی سے دو جنریٹر چلتے ہیں اور تقریباً تیرہ اعشاریہ پانچ میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے۔ اس معمولی سے پانی سے حاصل ہونے والی بجلی کی آمدن کروڑوں میں ہے وطن عزیز میں کئی مقام پر نہری پانی سے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے بالخصوص دریائے سندھ سے پاکستان جیسے تین اور ملک ہوں ان کے لئے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ پانی سے بجلی پیدا کرنے کا یہ سب

marfat.com

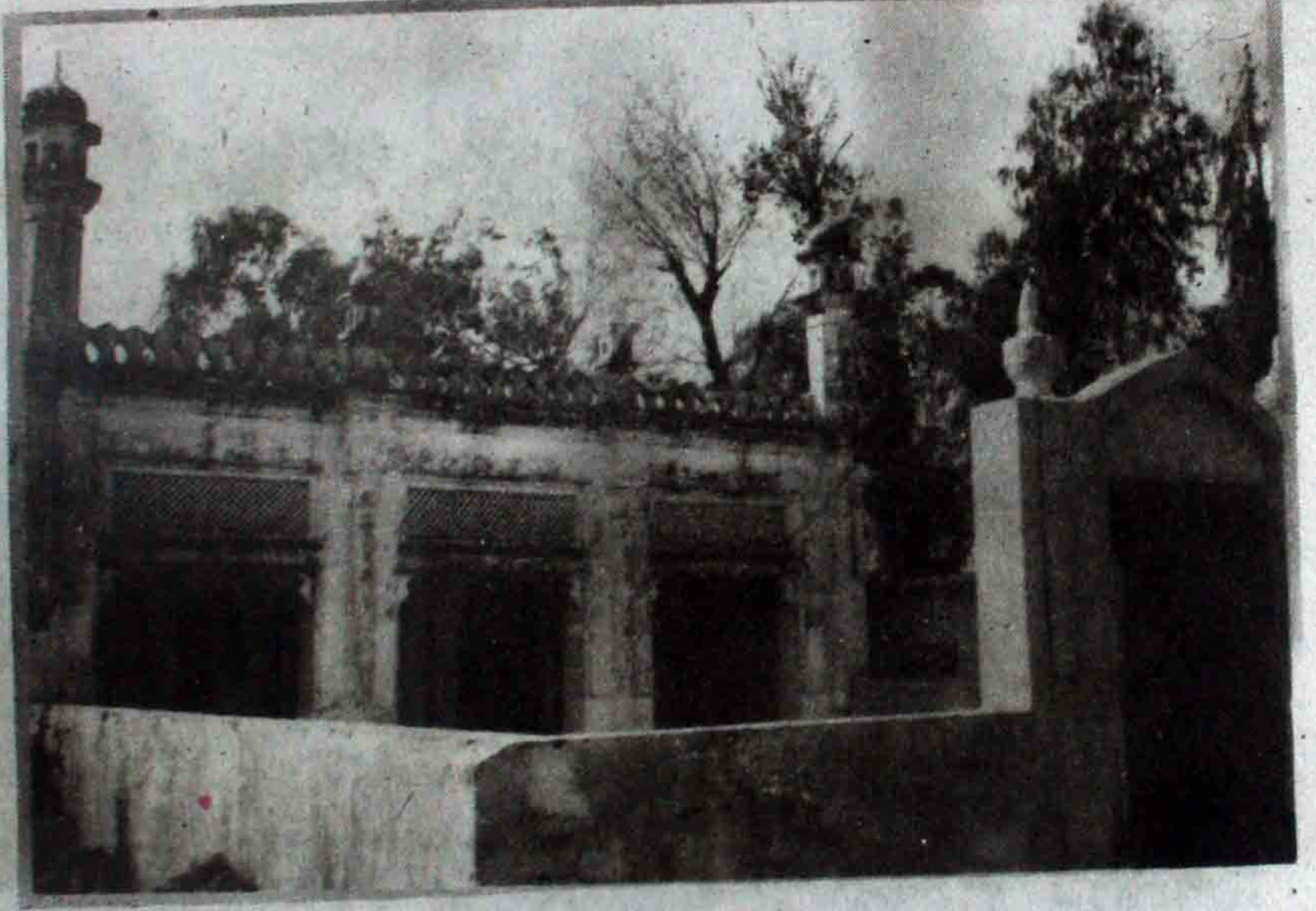

کٹھالہ چناب روحی مسجد

کٹھالہ چناب جی ٹی روڈ دریائے چناب کے قریب ہے۔ یہ قصبہ بہت ہی قدیمی ہے۔ یہاں ایک قدیمی مسجد ہے جو مسجد روحی کے نام سے مشہور ہے مسجد کے برآمدے میں سنگ مرمر کی تختی پر مختصر سی تحریر درج ہے۔ مسجد کے جانب شمال ایک کمرہ میں مولانا اصغر روحی اور ان کے خاندان کی قبریں ہیں مولانا اصغر روحی بہت بڑے عالم فاضل اور علمی ادبی شخصیت گذرے ہیں قبر کے سرہانے سنگ مرمر کی تختی پر تاریخ وصال تحریر ہے۔ مسجد کو ان دنوں از سر نو تعمیر کیا جارہا ہے مولانا روحی صاحب کی علمی ادبی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ صاحب علم شخصیت ہو گذرے ہیں۔

marfat.com

گجرات کی قدیمی درسگاہ گورنمنٹ ہائی سکول اجنالہ

اجنالہ ایک قدیمی بستی ہے جو گجرات اور آزاد کشمیر کو ملانے والی سڑک اعوان شریف روڈ پر واقع ہے۔ اس بستی کے دونوں طرف ابی ذخائر ہیں جس میں سارا سال پانی موجود رہتا ہے۔ پانی کے ذخائر کی وجہ سے اور سرحدی علاقہ اور پرانی گذرگاہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ بستی کئی بار اجڑی اور کئی بار آباد ہوئی اجنالہ میں سکول کا اجراء 1907ء میں پرائمری 1923ء میں مڈل کا درجہ دیا گیا 1952ء میں ہائی کا درجہ دیا گیا۔ علاقہ میں تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے اسے ہائی کا درجہ دے دیا گیا۔ سکول کی شاندار عمارت ہے صاف ستھرا ماحول ہے اور سکول کا تعلیمی معیار بلند ہے۔ گردونواح کے دیہات کے درجنوں طلباء یہاں سے تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اس علاقہ میں یہ سب سے پرانی تعلیمی درسگاہ ہے آج کل چوہدری اختر علی اس سکول کے ہیڈماسٹر ہیں۔ اجنالہ ایک بلند ٹبہ پر ہے۔ ٹبہ سے کھدائی کے دوران ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے سکے اور چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔

خلفاء کرام حضرت شاہ محمد اسحاقؒ چک میانہ

نمبر ۱: حضرت علی شاہ صاحب چک میانہ گجرات

نمبر ۲: بڈھن شاہ تھپنالہ گوجرانوالہ

نمبر ۳: حضرت شاہ قطب از میانی پنڈی

نمبر ۴: حضرت شاہ باخن صاحب ماہی وال کنارہ دریا

نمبر ۵: حضرت جنجوعہ صاحب ماہی وال

نمبر ۶: حضرت شاہ دینا ولی چوہسڑ چک

نمبر ۷: حضرت شاہ خلیل صاحب

نمبر ۸: حضرت خاکی شاہ سکنہ بزرگ وال

نمبر ۹: حضرت شاہ مبارک چک رجادی

نمبر ۱۰: حضرت شاہ مبارک گجرات

نمبر ۱۱: حضرت یعقوب صاحب از جسوکی

نمبر ۱۲: حضرت شاہ جمال سکنہ عبدوپور

نمبر ۱۳: حضرت شاہ ہنس دیوان کوٹلی راؤ محمد یار

نمبر ۱۴: حضرت درگاہی صاحب از لہڑی

نمبر ۱۵: حضرت شاہ جمال میانی چھنی

نمبر ۱۶: حضرت شاہ جمال سکنہ دیلورا

نمبر ۱۷: حضرت شاہ سفید

نمبر ۱۸: حضرت محبوب دانا از بھوپر

نمبر ۱۹: حضرت میاں بدر الدین صاحب چیرانوالی

نمبر ۲۰: حضرت شاہ محمد صاحب از وھیرو والی

نمبر ۲۱: حضرت شاہ بخشا ولی صاحب کھوکھیانوالی

نمبر ۲۲: حضرت شاہ جمال سکنہ لودیکے

marfat.com

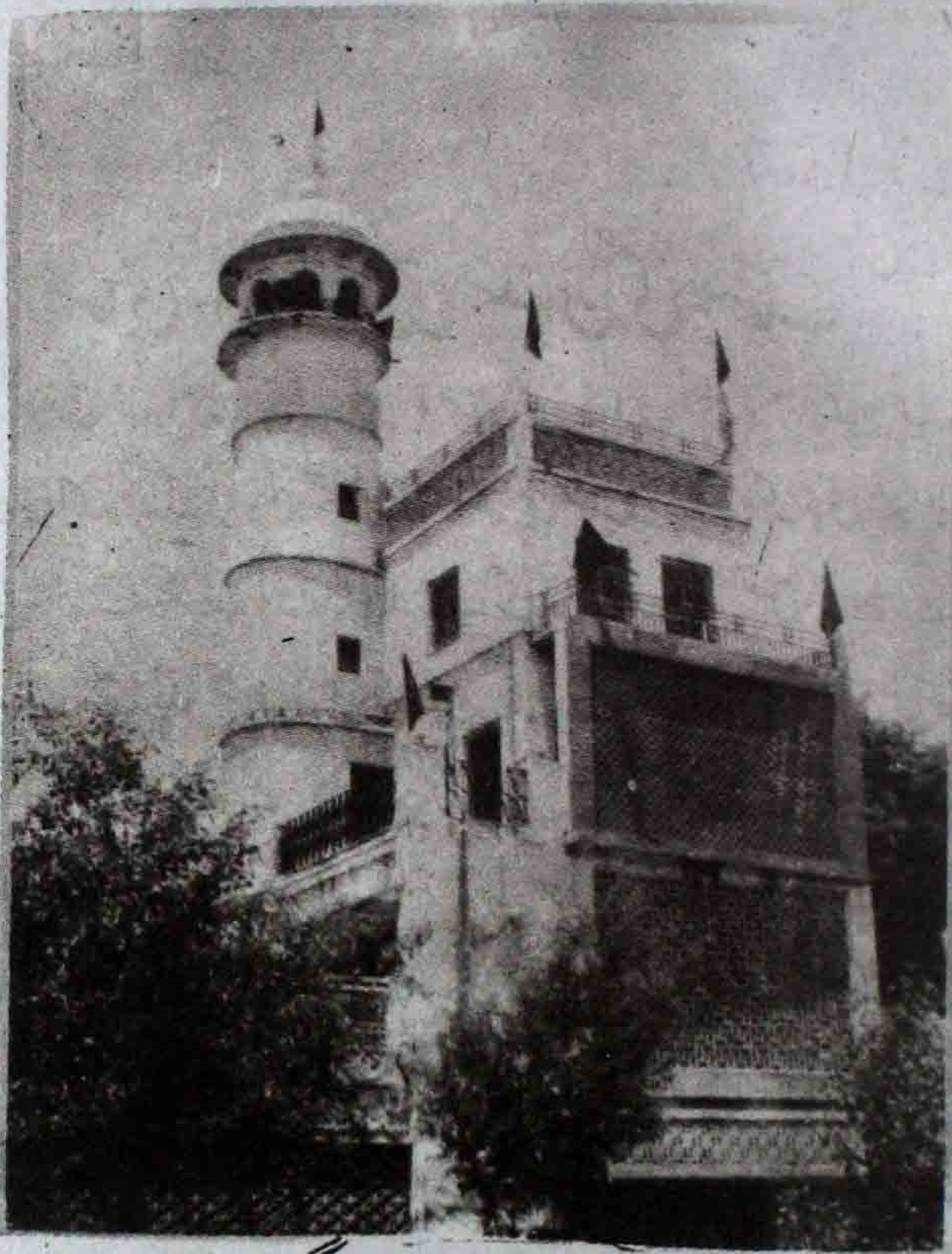

خیمہ عباس معین الدین گجرات

گجرات سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قصبہ معین الدین پور ہے جو یونین کونسل کا صدر مقام ہے۔ گجرات جلالپور جٹاں روڈ کے قریب واقع ہے۔ دور سے دیکھا جائے تو ایک بلند مینار نظر آتا ہے۔ یہ مینار خیمہ عباس معین الدین پور جو امام بارگاہ سید رضا حیدر شاہ کے نام سے مشہور ہے کا ہے۔ یہ عبادت گاہ خوبصورت اور شاندار انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔ محرم کے موقع پر یہاں مجالس منعقد ہوتی ہیں مشہور و معروف ذاکر یہاں اس امام بارگاہ میں امام عالی مقام کی شہادت کا فلسفہ بیان کرتے ہیں۔ یہ امام بارگاہ سید رضا حیدر شاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ ان سے پہلے ان کے والد سید سردار شاہ نے یہ سلسلہ جاری رکھا تھا۔ امام بارگاہ پر اٹھنے والے تمام اخراجات سید رضا حیدر شاہ ادا کرتے رہے۔ امام بارگاہ کی دیوار پر یہ شعر تحریر ہے۔

عباس تجھے اہل وفا یاد کریں گے
تڑپیں گے روئیں گے فریاد کریں گے

marfat.com

حاجی والہ میں حاجی سلیمانؒ کی بیٹھک

موضع حاجی والہ ایک غرق شدہ بستی ہے۔ بعد میں قوم آوان نے اس بستی کو آباد کیا۔ گیارہویں ہجری کے اوائل میں حاجی سلیمان ایک بزرگ دین کی تبلیغ کے سلسلہ میں موضع سید پور جو کہ بری شاہ لطیف کے قریب واقع ہے۔ ضلع راولپنڈی سے تشریف لائے۔ چونکہ آپ بھی قوم آوان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ حاجی والہ کے شمال میں ایک کھلی ویران جگہ تشریف لے گئے۔ جہاں پھالو دارو قوم گوجر پولہ تحصیل کھاریاں سے اپنے مویشی چرانے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہاں رہائش اختیار کی۔ ان کو دین سمجھایا اور وہ لوگ آپ کی عزت و قدر کرتے رہے۔ حاجی والہ میں طاعون نے قصبہ کو غرق کیا۔ جو بچے ترک سکونت کر کے یہاں سے چلے گئے۔ آپ نے پھالو دادو قوم گجر کی فیملی کو لا کر آباد کیا۔ اور ان کو دعاؤں سے نوازا۔ حتیٰ کہ آپ نے یہاں انتقال فرمایا۔ اور وصیت کی تھی کہ جب اس دنیا فانی سے میری رحلت ہو۔ تو مجھے سید پور ضلع راولپنڈی لے جا کر دفن کیا جائے۔ اور جنازہ اٹھاتے وقت آنکھیں بند کر لیں۔

چنانچہ انہوں نے ظہر کی نماز ادا کر کے جنازہ اٹھایا۔ اور آنکھیں بند کیں تو سید پور ضلع راولپنڈی میں آنکھیں کھولیں۔ قوم گوجر آپ کی بہت معتقد ہے۔ آپ کا ایک ہی لڑکا تھا۔ جن کی اولاد نرینہ نہیں چلی آپ کی لڑکی کی شادی جناب سچیارؒ سرکار نوشہرہ شریف کے صاحبزادے سلطان عبدالجلیل سے ہوئی تھی۔ اور عبدالجلیل کے پوتے کی شادی حضرت سلیمان صاحب کی پوتی سے ہوئی۔ اسی نسبت سے سلطان شاہ صاحب جو کہ عبدالجلیل صاحب کے پوتے حاجی والہ میں اپنے سسرال کے گھر آباد ہوتے۔ کیونکہ حاجی سلیمان کے لڑکے عبدالرشید کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ ان کی بیٹھک کے مطابق 5 قبریں ان کی فضیلت کے لئے بنی ہیں۔

marfat.com

جنگی خاندان کا تاریخی پس منظر

شجرہ نصب کے مطابق بانی جنگی خاندان سید غفور شاہ جنگی شہید کی پیدائش ۱۸۰۰ء میں ان کے آبائی گاؤں ۔ ینہ سیداں گجرات میں ہوئی ہندوستان میں اس وقت انگریزوں نے اپنے قدم جما لئے تھے لیکن ہندوستانی فوجیں سکھوں کے تسلط میں تھیں اور ابھی تک انگریزوں کا مقابلہ کر رہی تھیں ان کا مقصد اپنے ملک ہندوستان کی حفاظت کرنا اور ملک کو انگریزوں کے تسلط سے پاک کرنا تھا سید غفور شاہ جنگی بانی جنگی خاندان بھی ہندوستانی سکھ فوج میں کمانڈر کے عہدے پر آرٹلری میں اپنی اور ملک کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے اس وقت کمانڈر کا عہدہ حاصل کرنا فوج میں ایک عظیم کارنامہ سمجھا جاتا تھا انگریز اپنی چالاکی اور تدبر سے ہندوستان فتح کر چکے تھے اور حکومت کر رہے تھے ۔ لیکن ابھی بھی ہندوستان کے کئی حصے سکھوں کی حکومت میں شامل تھے ۔انگریزوں اور سکھوں کی پہلی جنگ ۴۸-۱۸۴۵ء میں فیروز پور شہر سے چند میل دور بھیرو شاہ دریائے ستلج کے نزدیک ہوئی سکھ فوج لال سنگھ کے زیر کمان نہایت اعلیٰ اور منظم طور پر اپنے مورچوں میں مورچہ بندی کئے ہوئے تھی انگریز فوج کا ایک تجربہ کار اور بہادر جنرل انگریزی فوج کی طرف سے حملہ آور ہوا اور پنجاب سے سپاہ سالار تج سنگھ بھی اپنی فوج کی طرف سے حملہ آور ہوا اور پنجاب سے سپاہ سالار تج سنگھ بھی اپنی فوج لے کر کمانڈو لال سنگھ کی مدد کے لئے میدان جنگ میں بھیرو شاہ متقی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

انگریز کمانڈر انچیف جنرل گف اور گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ جو بذات خود ۲۶ نومبر ۱۸۴۵ کو محاذ جنگ میں آن پہنچا جنگ میں انگریزی فوجوں نے اپنی پیادہ اور گھوڑ سوار فوج اور توپ خانے سے سکھوں کی فوج پر ہلہ بول دیا ۔ دوسری طرف کمانڈر سید غفور شاہ جنگی نے اپنی توپوں کے منہ کھول دیئے اور انگریزی فوج کے چھکے چھڑا دیئے جب جنرل لٹلر کو سکھوں کو آرٹلری فائر کا پتہ چلا تو اس نے ان کے گودام پر اپنی آرٹلری سے اتنا فائر کیا کہ گودام کو آگ لگ گئی انگریز فوج توپ خانے میں ویسے بھی بڑی ماہر تھی اس طرح آمنے سامنے کی جنگ میں دونوں طرف سے لاشوں کے ڈھیر لگ گئے سکھ فوج کی چند باقی ماندہ توپیں ابھی تک فائر کر رہی تھی ۔ جنرل لٹلر نے اپنے توپ خانے کا منہ ان کی طرف کر کے فائر کھول دیا اس دوران ایک گولہ سیدھا کمانڈر سید غفور شاہ کے سینے میں لگا اور وہ موقع پر ہی شہید ہو گئے ۔

انگریز کمانڈر انچیف نے جب اپنی فتح دیکھی تو بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے سکھوں کو اور ان لڑاکا فوج جو اس جنگ میں کام آئے تھے بہادری کے بدلے میں پنشن دینے کا اعلان کر دیا اور باقی ماندہ فوج کو اپنی آرمی میں شامل کر لیا کمانڈر سید غفور شاہ کے کارناموں کو سراہتے ہوئے انگریزوں نے انہیں جنگی کا خطاب دیا اور ان کے لئے پنشن کا اعلان بھی کیا۔

marfat.com

گجرات کی

قدیم اور جدید تاریخ کا

سرسری جائزہ

اہم واقعات

marfat.com

ضلع کا صدر مقام گجرات شہر اور اہم واقعات

گجرات شہر ضلع کا صدر مقام ہے 34.32 طول بلد اور 74.5 عرض بلد پر واقع ہے۔ دنیا کے پہلے انسان کا گذر اس دھرتی پر پایا جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ پہلے ہندوستان میں اترے۔ یہاں ان پر وحی آئی۔ اس کی زرخیزی کی بنا پر دنیا کی ہر قوم نے ادھر کا رخ کیا۔ یہی آکر آباد ہوگئے۔ حضرت آدمؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ کی اولاد کا اس خطہ میں آنے کے آثار ملتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل آریہ قوم ایران افغانستان سے ہوتی ہوئی اس خطہ میں آئی۔ آریہ سے قبل اس خطہ میں داوڑ تہذیب اپنے عروج پر تھی گجرات کے شمال میں بھی کی پہاڑیوں نے کھنڈرات میں بڑے قد وقامت کی ہڈیاں برآمد ہوئیں۔

ھیڈ مرالہ کے قریب کوری کے تباہ شدہ کھنڈرات ملک جرس کی عظیم الشاہ سلطنت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہاں سکندر کی یلغار کو راجہ پورس نے روکا بڑے بڑے ٹبے۔ پیپل کے درخت بدھ مت جین مت کے عروج کی داستان بیان کرتے ہیں۔ دریائے چناب گجرات کے جنوب دریائے جہلم سرائے عالمگیر کی علیحدگی سے قبل گجرات کے شمال میں جبکہ دریائے مناور توی گجرات کے مشرق میں ہزاروں سال سے بہہ رہا ہے۔ اس کے کنارے مناور کوٹلی پر مانند کوٹلی بھگوان۔ کوری جیسی قدیمی بستیاں ہیں۔ ضلع کے صدر مقام شہر گجرات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جی ٹی روڈ شہر کے وسط سے گذرتی ہے ریلوے لائن کے ذریعے کلکتہ گجرات سے 1335 میل دور ہے۔ بمبی 1362 میل کے فاصلہ پر ہے اور کراچی 817 میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس بستی کو پانچویں صدی قبل مسیح میں راجپوت نچن پال نے آباد کیا 120 ء میں رانی گوجراں نے دوسری بار اسے آباد کیا۔ رانی گوجراں راجہ رسالو سیالکوٹ کی رشتہ دار تھی۔ انگریز مورخ کنگھم کے مطابق اس شہر کو 1303 ء میں منگولوں نے تباہ و برباد کیا۔ یہ تباہی علاؤالدین خلجی کے عہد میں آئی۔ شیر شاہ سوری کے عہد میں یہ بستی آباد ہوئی۔ جس کے آثار گجرات میں ملتے ہیں۔ موجودہ شہر گجرات شہنشاہ اکبر نے آباد کیا تھا۔ گوجروں جاٹوں کی لڑائی کے خاتمہ کے لئے یہاں قلعہ بنوایا۔

حضرت شاہ دولہ سرکارؒ کے دور میں شہر میں تعمیراتی ا ہوئے۔ عمارتیں، پل اور مساجد تعمیر ہوئیں۔ گلہ

marfat.com

قوم کا سردار مقرب خاں۔ یہاں 25 سال سیاہ و سفید کا مالک رہا۔ جس کو سردار گوجر سنگھ نے 1765ء میں برخاست کیا۔

22 فروری 1849ء میں انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر گجرات پر قبضہ کر لیا۔ چیلیانوالہ اور سعد اللہ پور گجرات میں انگریزوں سکھوں کے معرکے ہوئے۔ گجرات نزد شاہ جہانگیر۔ سعد اللہ پور اور چیلیانوالہ میں انگریز فوجیوں کی قبریں ہیں ان جنگوں میں انگریزوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ یہاں پختہ یادگار تعمیر کی گئی ہیں۔ گجرات شہر کی میونسپلیٹی 1867ء میں قائم ہوئی گجرات میں اجناس غلہ کی بڑی بڑی منڈیاں ہیں درہ خیبر کی جانب سے آنے والے تمام حملہ آوروں کا گذر گجرات سے ہوتا رہا۔ محمود غزنوی۔ بہلول لودھی۔ بابر۔ شیر شاہ سوری۔ یہاں سے گذرے۔ مغل بادشاہ گجرات کے شاہی قلعہ میں کابل کشمیر جاتے ہوئے قیام کرتے تھے۔ آریہ قوم کی مقدس کتاب رگ وید ضلع گجرات کی کنجاہ کے قریب لکھی گئی۔ سلطان محمود غزنوی گجرات کے علاقہ سے گذرا اور دریائے چناب کو عبور کیا اور 1021ء میں ایاز کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا۔ چنگیز خان کا گذر بھی گجرات سے ہوا۔

جناح پارک گجرات

marfat.com

ولی کامل حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ قادری نوشاہی پنڈی آوان

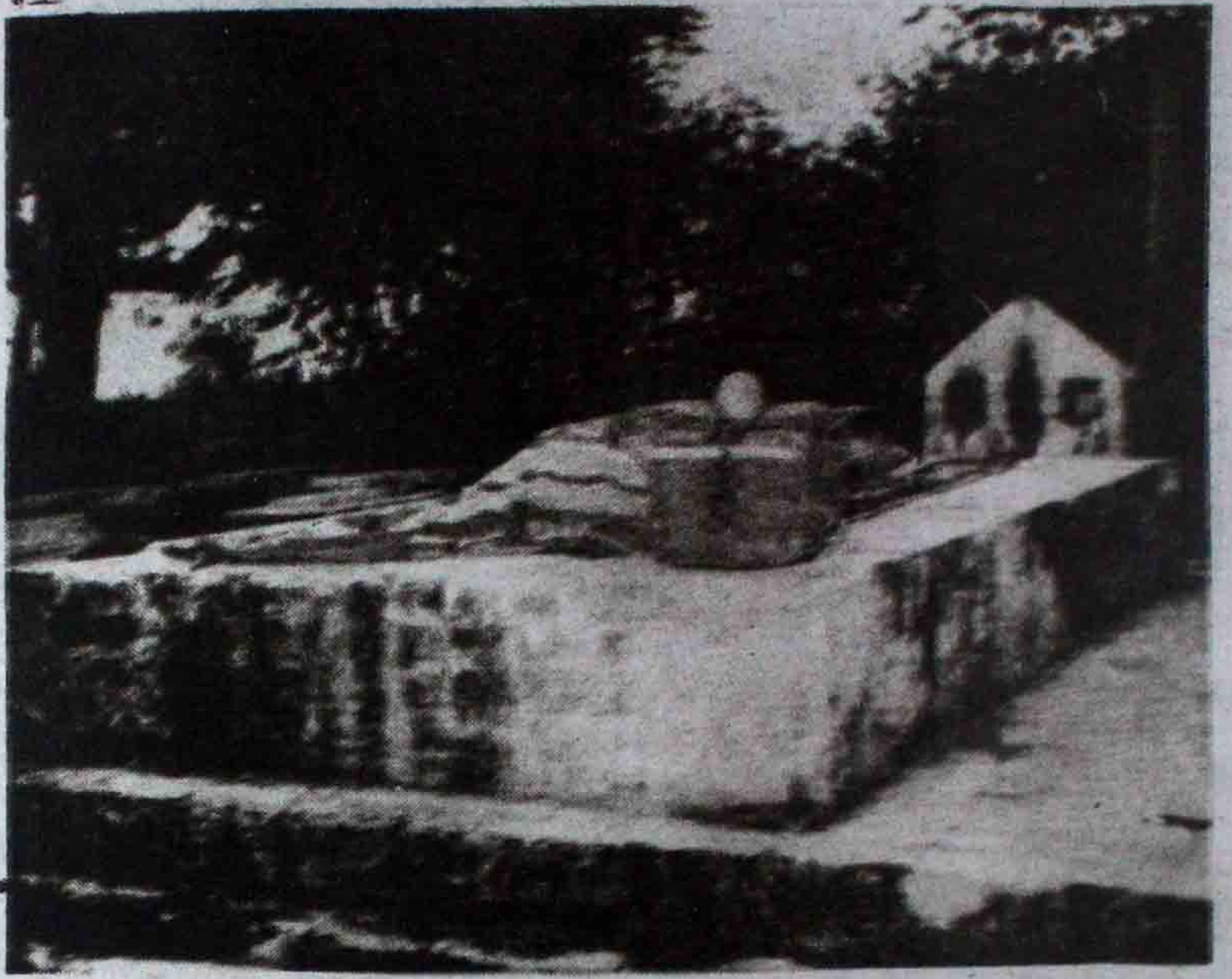

کوٹلہ ارب علی خاں کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے تجارتی مرکز کے علاوہ چاروں اطراف سے آنے والی سڑکیں بھی یہاں آکر ملتی ہیں خاص طور پر بھمبر آزاد کشمیر کے علاقہ کے لیے یہ واحد تجارتی مرکز ہے ضلع گجرات میں جس قصبہ نے سب سے زیادہ ترقی کی ہے وہ کوٹلہ ارب علی خاں ہی ہے اس کی آبادی دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور دن رات اضافہ ہو رہا ہے کوٹلہ سے ایک سڑک مشرق کی طرف نکلتی ہے جو مشہور قدیمی قصبہ جلالپور صوبتیاں کو جاتی ہے جس کے کنارے بہت مشہور گاؤں آباد ہیں کوٹلہ سے نکلتے ہی نالا بھنڈر آتا ہے جس میں موسم برسات میں خوب پانی آتا ہے مگر تھوڑا بہت پانی اس میں سال بھر موجود رہتا ہے جس سے مویشی وغیرہ اپنی پیاس بجھاتے رہتے ہیں نالا بھنڈر پر اب پل تعمیر ہو چکا ہے اور اس وجہ سے اس کو عبور کرنا آسان ہو گیا ہے پل سے کراس کرتے ہی مشہور قصبہ ہوترہ آتا ہے ہوترہ سے دو سو گز آگے چھوٹا سا گاؤں سدوال خورد آتا ہے وہاں سے ایک سڑک شمال کی طرف نکلتی ہے اور ایک کلو میٹر کے فاصلے پر پنڈی کھوکھراں آتا ہے اس سے ایک کلو میٹر آگے مشہور قدیمی گاؤں پنڈی آوان آتا ہے سڑک آگے چلی جاتی ہے آگے آچھ گوچھ مشہور گاؤں آتے ہیں وہاں سے سڑک دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے ایک سڑک آوان شریف کو جاتی ہے اور دوسری براستہ کوٹلہ برنالہ کوٹ جمیل آزاد کشمیر کو چلی جاتی ہے پنڈی آوان ایک نہایت خوبصورت گاؤں ہے اور تقریباً اونچی جگہ پر واقع ہے اس کے تین اطراف ولی کامل کے مزارات جلوہ افروز ہیں اور جن کا سلسلہ فیض جاری ہے یہاں کے مقیم آپس میں مل جل کر رہتے ہیں اور زیادہ تر دار و مدار کھیتی باڑی پر

marfat.com

ہے۔ حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ اپنے والدین کے ہمراہ قدیم بانیوں کے ہمراہ گھوڑہ آزاد کشمیر سے آکر یہاں آباد ہوئے آپ کے والدین کے مزار موجودہ بوائز پرائمری سکول کے مین گیٹ کے ساتھ موجود ہیں ان کے ارد گرد بھی اینٹوں کا جنگلا بنایا گیا ہے آپؒ اپنے دورِ حیات میں رزق حلال کے متلاشی رہے اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری رکھا اور اپنے پیر و مرشد کی اطاعت و فرمانبرداری میں عمر صرف کر دی آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع و عریض ہے آزاد کشمیر جموں و کشمیر سے لے کر پنجاب بھی میں صوبہ سرحد اور سندھ تک پھیلا ہوا ہے آپ کی تاریخ ولادت ۱۷۷۴ء آپ کا وصال ۱۸۶۸ء میں ہوا اس کے مطابق آپ کی عمر مبارک ۹۴ سال بنتی ہے۔ گاؤں سے ایک فرلانگ شمال کی طرف آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے دربار کا تمام رقبہ گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا ہے وہاں جا کر زائرین کو نہ صرف روحانی و قلبی سکون نصیب ہوتا ہے بلکہ جسمانی سکون بھی نصیب ہوتا ہے درختوں کی وجہ سے گرمیوں میں خنکی کا احساس ہوتا ہے اور پینے کیلئے ٹھنڈا پانی بھی میسر ہے پہلے ایک قدیمی کنواں ہوتا تھا حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے منتظمین نے اس کو اوپر چھت پر دو عدد ہینڈ پمپ نصب کروا دیے ہیں جس کی وجہ متوقع حادثات کا خطرہ کم ہو گیا ہے یہاں پر زائرین کیلئے غسل خانے موجود ہیں اور مسجد بھی موجود ہے تاکہ اگر نماز کا وقت ہو جائے تو بروقت نماز ادا کی جا سکے۔ زائرین کے لیے دیوان خانہ بمعہ دو عدد کمرے، برآمدہ اور آگ جلانے کیلئے چھوٹا کمرہ بھی تعمیر شدہ ہے۔

حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ کے مزار کے علاوہ ان کے عزیز و اقارب کے مزار بھی ہیں جو کہ زیادہ تر پختہ تعمیر شدہ ہیں وہاں پر صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے اور خاص کر مزار پر حاضر ہونے والوں اور زائرین کی رہنمائی کیلئے خادم محمد رمضان متعین ہے وہ اسی گاؤں کا رہنے والا ہے گاؤں میں حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ کی اولاد مقیم ہے سلسلہ رشد و ہدایت کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ تمام گھروں میں بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں اور اسلامی تعلیم سے بہرہ مند ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ حضرت میاں خدا بخش صاحبؒ سے جاری و ساری ہے دربار میں کھڑے ہو کر شمال کی طرف دیکھیں تو بلند و بالا سلسلہ کوہسار نظر آتا ہے خاص کر بارش کے بعد جب موسم صاف و شفاف ہوتا ہے تو بہت ہی خوبصورت منظر دیکھنے میں آتا ہے ان پہاڑوں پر کئی بستیاں آباد ہیں اور خاص کر رات کے وقت جب بجلی کے بلب روشن ہوتے ہیں تو یہ منظر بڑا ہی سہانا اور قابل دید ہوتا ہے اس علاقہ میں آپؒ کے بہت زیادہ عقیدت مند مقیم ہیں جو کہ سلسلہ در سلسلہ چلے آرہے ہیں آپؒ کو روحانی فیض وڑوہ شریف سے حضرت باوا سلطان حاجیؒ صاحب عرف بحیار ثانی صاحبؒ سے ملا آپ پر پیر و مرشد کی نظر خاص تھی آپ مرد کامل ولی اللہ تھے اور ساری زندگی رشد و ہدایت، یادِ الٰہی اور رزق حلال کے متلاشی رہے تمام عمر مرشد خانہ کی طرف پیٹھ نہ کی اور نہ ہی پاؤں پھیلائے جو نذرانے وصول ہوتے وہ اپنے مرشد پاک کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے آپ نے کوٹ بیلا آزاد کشمیر میں چلہ کشی کی اور چلہ کشی کے اختتام پر جموں کے راجہ نے جاگیر کی پیش کش کی مگر آپ نے اپنے لیے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور وہ جاگیر اپنے

marfat.com

مرشد پاک کی خدمت میں پیش کر دی جو کہ اب بھی موجود ہے ۱۸۳۸ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے آپ کی زیارت کی درخواست کی آپ کی کرامات کو تحریر کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق ہو گا اس سلسلہ میں کوششیں جاری ہیں کہ تمام حالات وواقعات کتابی شکل میں ترتیب دئے جایں تا کہ قارئین اور عقیدت مند مستفید ہو سکیں ۔آپؒ کا سلسلہ فیض جاری وساری ہے جو کہ آپؒ کی اولاد میں نسل در نسل چل رہا ہے ماہ جون کے وسط میں آپ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے جس میں ہزاروں زائرین وارادمند جوش خروش سے شامل ہوتے ہیں اور روحانی پیاس بجھاتے ہیں اور اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں عرس دن رات جاری رہتا ہے لنگر تقسیم ہوتا ہے اور محفل سماع منعقد ہوتی ہے اور جذب ومستی کا سماں ہوتا ہے عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز دڑوہ شریف سے پیرومرشد حضرت سلطان حاجی صاحبؒ کی اولاد پاک کے آنے کے بعد شروع ہوتا ہے ان کی دعاؤں ک صدقہ ہے کہ سلسلہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے تقریباب کا اختتام بھی ان ہی کی دعاؤں سے ہوتا ہے۔

گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز لالہ موسیٰ

یہ ادارہ ۱۹۱۶ء میں گورنمنٹ نارمل سکول کے نام پر سرگودھا میں منظور ہوا تھا۔ جسے نامعلوم وجوہات کی بنا پر ۱۹۲۱ء میں لالہ موسیٰ منتقل کر دیا گیا۔ یہ تدریسی ادارہ ابتداء ہی سے امتیازی خصوصیات کا حامل رہا ہے۔ اس ادارہ نے ہزار ہا نامور اساتذہ کو تربیت دی۔ بعض تحریکات میں یہ ادارہ آل انڈیا مقابلوں میں اول پوزیشن حاصل کرتا رہا ہے۔ نامور ماہرین تعلیم اس کے سربراہ رہ چکے ہیں۔

۱۹۲۳ء میں یہاں .C.T کلاس کا اجراء ہوا۔ یہاں کئی ان سروس اساتذہ ریفریشر کورس منعقد ہو چکے ہیں۔ یکم نومبر ۱۹۷۱ء کو اسے ایلیمنٹری کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ تدریسی عملہ سترہ .S.S صاحبان پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ پرنسپل گریڈ 18 کا ماہر تعلیم ہوتا ہے۔ کالج کا کتب خانہ اور سائنس تجربہ گاہ اپنے سازو سامان کے اعتبار سے منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ کالج کے ساتھ ایک مڈل ماڈل سکول بطور لیبارٹری سکول ملحق ہے۔ کالج ہاسٹل پر فضا مقام پر ایک دلکش عمارت ہے۔ ذہنی تربیت کے ساتھ جسمانی تربیت کا بھی اعلیٰ انتظام ہے۔

marfat.com

گورنمنٹ نارمل سکول (مردانہ) لالہ موسیٰ

اسمائے گرامی ہیڈ ماسٹر صاحبان

چوہدری غلام محی الدین مئی 1921ء تا مارچ 1922ء ، ٹی ہرنام سنگھ اپریل 1922ء تا اپریل 1925ء ، چوہدری نبی بخش اگست 1925ء تا نومبر 1927ء ، ایل۔ موسارام دسمبر 1927ء تا اپریل 1928ء ، چوہدری لال دین مئی 1928ء تا اگست 1931ء ، شیخ غلام محمد ستمبر 1931ء تا جون 1932ء ، چوہدری نبی بخش جولائی 1932ء تا اپریل 1933ء ، پیر ولایت شاہ مئی 1933ء تا جنوری 1934ء ، قاضی اکرام حسین فروری 1934ء تا اپریل 1943ء ، لالہ سری رام سوتی مئی 1943ء تا اپریل 1944ء ، چوہدری نیاز سکندر خان مئی 1944ء تا اگست 1945ء ، عبدالمجید ملک نومبر 1945ء تا مارچ 1952ء ، غلام نبی بٹ مئی 1952ء تا اگست 1953ء ، قاضی محمد نجیب اللہ اکتوبر 1953ء تا جولائی 1956ء ، خواجہ عبدالمجید نومبر 1956ء تا اگست 1963ء ، حسن علی عباسی ستمبر 1963ء تا فروری 1968ء ، چوہدری محمد حیات مارچ 1968ء تا جون 1970ء ، سید طالب حسین شاہ بخاری جولائی 1970ء تا اکتوبر 1971ء ، ڈاکٹر مظفر حسن ملک جنوری 1972ء تا نومبر 1973ء ، چوہدری محمد صدیق نومبر 1973ء تا دسمبر 1973ء ، سید محمد رفیع الدین جنوری 1974ء تا جولائی 1974ء ، سید کریم حیدر اگست 1974ء تا اگست 1976ء ، سید محمد رفیع الدین ستمبر 1976ء تا جنوری 1979ء ، شریف احمد رستم مارچ 1979ء تا جون 1979ء ، ملک محمد شفیع جولائی 1979ء تا اکتوبر 1979ء ، چوہدری محمد اصغر علی نومبر 1979ء تا اگست 1980ء ، محمد فصیح اللہ خان ستمبر 1980ء تا اگست 1983ء ، سید باقر حسین کاظمی اگست 1983ء تا دسمبر 1984ء ، مہر محمد یار اپریل 1985ء تا نومبر 1986ء ، الحاج محمد شریف مرزا نومبر 1986ء تا اپریل 1987ء ، چوہدری عبدالرحمٰن ذوالفقار مئی 1987ء تا مئی 1988ء ، اکرام الحق رانا مئی 1988ء تا اپریل 1989ء ، راجہ خان بھٹی اکتوبر 1989ء تا اکتوبر 1990ء ، محمد اعظم کھوکھر اکتوبر 1990ء تا 31 مارچ 1992ء ، چوہدری بشیر اختر ساہی یکم اپریل 1992ء تا 11 جون 1993ء ، چوہدری محمد عارف کھٹانہ 15 جون 1993ء تا 19 اگست 1993ء ، چوہدری بشیر احمد ساہی 22 اگست 1993ء تا 28 جون 1994ء ، غلام صدیق خان سلطانی 26 ستمبر 1994ء تا 19 دسمبر 1994ء ، محمد سجاد حسین ساجد یاسر 17 اپریل 1995ء تا حال۔

(موجودہ پرنسپل)

marfat.com

گلیانہ کے قریب جاٹلہ میں حضرت سید میراں خدا بخشؒ المعروف بابا لنگر شاہ کا مزار

گجرات کے بارے میں روحانی قدیمی تاریخی مقامات کے بارے میں میری کتب گجرات تصاویر کے آئینے میںؒ اور گجرات تاریخ کے آئینے میں جب شائع ہوئیں، ان کتب پر قومی اخبارات و رسائل میں تبصرے شائع ہوئے۔ یہ تبصرے سید صدیق حسین شاہ جو ناروے میں ہوتے ہیں نے پڑھ کر دونوں کتب طلب کیں مطالعہ کے بعد انہوں نے مجھے حضرت میراں خدا بخشؒ المعروف بابا لنگر شاہ جن کا مزار جاٹلہ میں ہے کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون ارسال کیا میری یہ خوش قسمتی رہی کہ جن اولیاء کرام یا اللہ کے نیک بندے کے بارے میں جو کچھ میں نے تحریر کیا۔ ان کے روضہ پر میری حاضری ضرور ہوئی۔ شاید حضرت میراں خدا بخشؒ کے مزار پر میری حاضری ضروری تھی کہ سید صدیق حسین شاہ کا تحریر کردہ مسودہ بارش کی وجہ سے اشاعت کے قابل نہ رہا۔ متذکرہ دونوں کتب کے بعد سیالکوٹ سے خیبر تک اور پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگزلے اور خطہ یونان چوتھی کتب بھی شائع ہو گی۔ آئیندہ اشاعت میں حضرت سید میراں خدا بخش کے بارے میں حالات قلمبند کرنے کیلئے راقم جاٹلہ میں حاضر ہوا میرے نزدیک جاٹلہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ یہاں تاریخ کے گمشدہ اوراق دفن ہیں ایک بہت بڑا ٹبہ ہے کسی زمانہ میں یہاں شہر آباد تھا یہ شہر ابڑا تو بہی کی پہاڑیوں کی جانب سے یورش اور لوٹ مار کرنے والوں کی روک تھام کے لیے قلعہ تعمیر ہوا۔ یہ قلعہ بھی مسمار ہو چکا ہے۔ ٹبہ پر پیر گجا کا قدیمی مزار ہے ٹبہ کے شمال کی جانب اللہ کے نیک بندے جو ہزاروں سال قبل رشد و ہدایت کیلئے یہاں آئے ان کا نوگز لمبا مزار ہے چند ماہ قبل جب میں حاضری دی تو مزار کچا تھا اب پختہ اور

marfat.com

شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری بھی ہے چونکہ میں نے سید بشیر حسین شاہ، سید صدیق حسین شاہ اور سید رفیق حسین شاہ سے وعدہ کیا تھا ہے کہ حضرت سید میراں بخشؒ کے مزار پر حاضری کے لے آوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ موقع بھی فراہم کر دیا راقم تاریخ کی گمشدہ کڑیاں تلاش کرنے لیے جاٹلہ روانہ ہوا کچے راستوں ناہموار سڑکوں پر جمشید افضل کھوکھر جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے سید بشیر حسین شاہ کی رہائش گاہ پر پہنچے تو ان کے بیٹے شبیر حسین شاہ نے ہمیں خوش آمدید کہا ابھی کمرے میں بیٹھے ہی تھے کہ سید بشیر حسین شاہ تشریف لے آئے یہ بزرگ جو معلم رہے ہیں 1994 میں بصارت سے محروم ہوئے نے سلسلہ کلام جاری رکھا کہ اس صدی کے شروع میں ہمارے بزرگ سید اعجاز حسین شاہ تعلیم کے زیور سے مالا مال ہو گئے اور ہم تین بھائیوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلائی انہوں نے بتایا کہ حضرت سید میراں خدا بخشؒ تقریباً تین سو سال قبل بھارت کے علاقہ کھوالی باراں حاشیہ مظفر نگر کے علاقہ سے رشد و ہدایت کے لیے جاٹلہ میں تشریف لائے اور ون کے درخت کے نیچے اللہ کی عبادت شروع کی مشاہدہ میں یہ بات آتی ہے کہ جس سر زمین پر اللہ کے نیک بندے کا ہزاروں سالہ قدیمی نوگز لمبا مزار ہے وہاں کسی فقیر درویش ولی کا آستانہ ضرور ہے فقیر درویش ولی اللہ کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ چھپائے رکھے لیکن بعض واقعات ایسے رونما ہو جاتے ہیں روحانیت کی کرنیں بکھرنے لگتی ہیں۔ سید بشیر حسین شاہ نے بتایا کہ بزرگوں کی کرامات نسل در نسل ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی سینے تاریخ کے اوراق بن جاتے ہیں۔ حضرت سید میراں خدا بخشؒ کے پاس دھم بھگوال کا ایک شخص آیا عرض کی بچے نالائق ہیں پڑھتے نہیں ہیں آپ نے اس شخص کو فرمایا بچوں کو لے آنا اپنے ہمراہ تختی سیاہی اور قلم بھی لے آنا حضرت سید میراں خدا بخش نے بچوں کو فرمایا تختی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو ساتھ ہی بچوں کے باپ کو بشارت دی تمہارے خاندان میں تعلیم یافتہ افراد ہونگے۔ آپ کا کہنا درست ثابت ہوا اس خاندان میں تعلیم یافتہ چراغ روشن ہیں سید بشیر حسین شاہ نے بتایا کہ سید میراں خدا بخش روحانیت کی دولت سے مالا مال ہونے کے ساتھ شاہ زور بھی تھے اس کرامت کے بعد مخلوق خدا آپ کے حضور حاضری دینے لگی ناپختہ گلیاں کیچڑ سے گزرتے ہوئے راقم نے قبرستان سیداں میں حضرت سید میراں خدا بخش کے مزار پر حاضری دی یہ مزار سید صدیق حسین شاہ کی معاونت سے سید بشیر حسین شاہ سید رفیق حسین شاہ اور سید شبیر حسین شاہ کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ اتفاق سے سید صدیق حسین شاہ ناروے سے اپنے گھر آئے ہوئے تھے وہ فارغ وقت میں سید رفیق حسین کے پاس ملکہ اڈا پر چلے جاتے جو وہاں کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں سید شبیر حسین شاہ کے ہمراہ ملکہ اڈا پر سید صدیق حسین شاہ سے ملاقات ہوئی سفید ریش درویشی رنگ میں رنگے ہوئے اعلیٰ اخلاق کے مالک نے سید صدیق حسین شاہ بڑے پر تپاک انداز میں ملے انہوں نے بتایا کہ وہ ایم اے تک تعلیم یافتہ ہیں ناروے جانے سے قبل بلاناغہ مزار حضرت سید میراں خدا بخش کے حضور صبح کی نماز کے بعد حاضری دیتے رہے ہیں میں ان بزرگوں کی نظر کرم سے فیض یاب ہوا

marfat.com

ہوں ۔1991 میں مزار کو از سر نو تعمیر کرانے کا شرف بھی مجھے ہی حاصل ہوا ہے ۔ برصغیر میں تمام اولیاء کرام کے بارے میں جو کتابیں تحریر کی گئی ہیں تمام کا مطالعہ کر چکا ہوں بلکہ میرے کتب خانہ میں موجود ہیں سید صدیق حسین شاہ نے بتایا انہیں اولیاء کرام سے والہانہ عقیدت ہے ۔ جب تک حاضری نہ دوں چین نہیں ملتا ۔ انہوں نے بتایا کہ غضنفر علی چوہدری ایڈووکیٹ جب مزار حضرت سید میراں خدا بخشؒ کے مزار پر حاضری دینے آتے تو چار دیواری کے باہر ہی جوتے اتار لیتے سید رفیق حسین شاہ نے بتایا کہ جب حضرت سید میراں خدا بخشؒ کا مزار تعمیر ہو رہا تھا تو مزار سے نور چمک رہا تھا اور خوشبو کی مہک آرہی تھی ۔ حضرت سید میراں خدا بخش کا سالانہ ختم ۲۵ جیٹھ کو عقیدت و احترام کے ساتھ قادری سلسلہ کے تحت منعقد کیا جاتا ہے اس موقع پر نمود و نمائش نہیں ہوتی صرف حمد و ثناء اور قرآن خوانی ہوتی ہے موجودہ اولاد حضرت سید میراں خدا بخشؒ کی پانچویں پشت سے ہے جاٹلہ کے لیے گلیانہ نزد کھاریاں سے پختہ سڑک جاتی ہے ۔

marfat.com

گلیانہ کے قریب داود برسالہ میں حضرت سید سیدن شاہ کا مزار

جہاں درد ریح کے مریضوں کو شفاء ملتی ہے

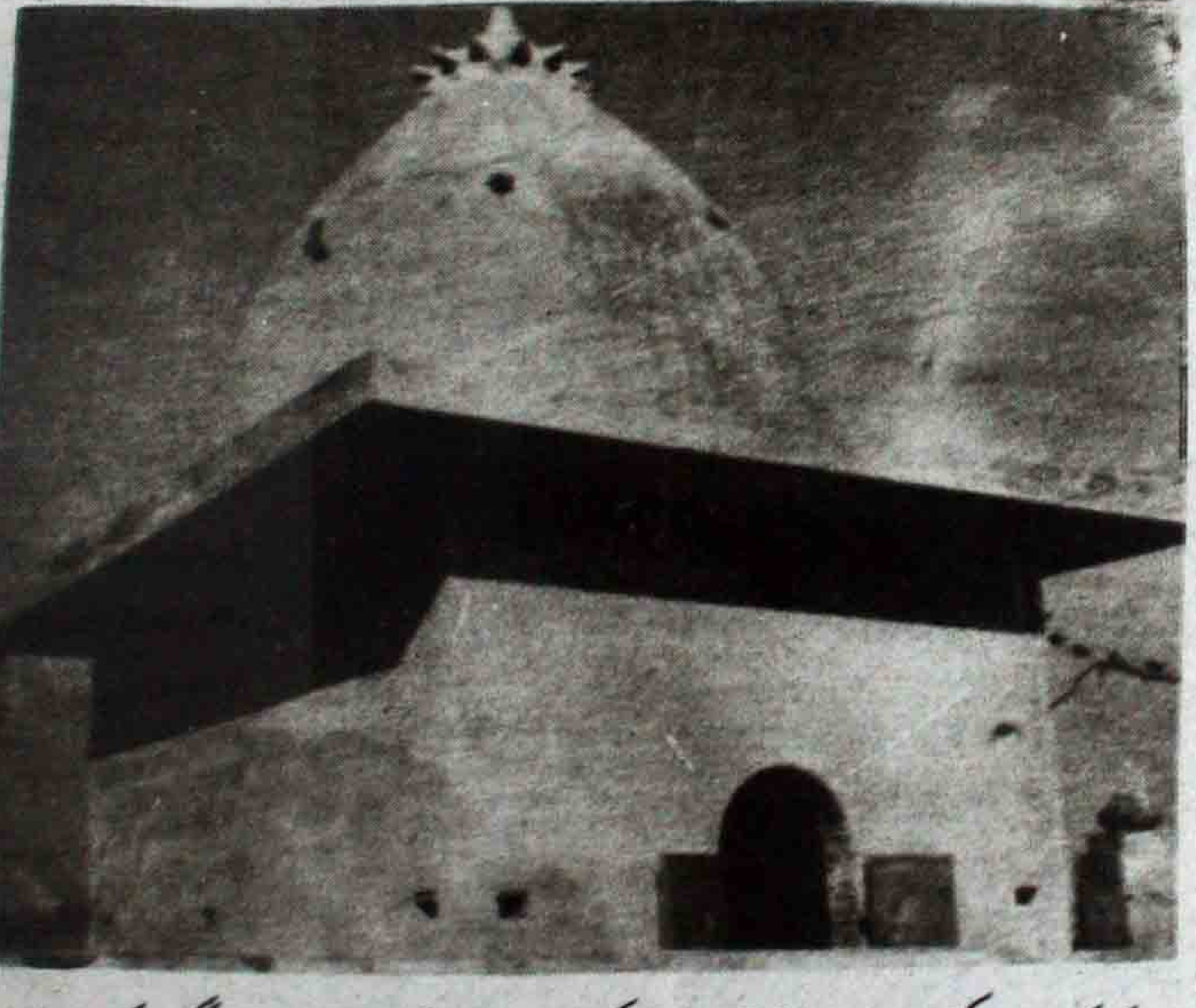

بھمبر نالہ کے کنارے کئی تہذیبوں نے جنم لیا اور کئی تہذیبیں صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ کئی تباہ شدہ بستیوں کے آثار ٹبوں ٹیلوں کی صورت میں اس قدیمی آبی گذرگاہ کے کنارے پائے جاتے ہیں کسی زمانہ میں یہ نالہ دریا کی صورت میں بہتا تھا جغرافیہ دانوں کے مطابق کشمیر کی چھوٹی پہاڑیاں اس وقت برف سے ڈھکی رہتی تھیں برف جب پگھلتی ہے تو اس کا پانی سارا سال نالہ بھمبر میں بہتا رہتا اور اس کے کنارے آباد مخلوق خدا اس پانی سے مستفید ہوتی۔ داود برسالہ بھی اس نالہ بھمبر کے مغربی کنارے پر واقع ہے داود برسالہ کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ یہاں ایک روحانی شخصیت جن کا وصال ہوئے پونے دو سو سال ہو چکے ہیں ان کا فیض جاری و ساری ہے اس روحانی شخصیت کا نام حضرت سید سیدن شاہ سرکار ہے جن کے روضے کی خاک میں بھی شفا ہے اور درد ریح میں مبتلا افراد یہاں حاضر ہوتے ہیں چھری سے دم کے علاوہ دھاگہ سے بندھی ہوئی ایک کوڈی (کوڑی) بیماروں کو دی جاتی ہے مریض متاثرہ جگہ پر یہ دھاگہ اور کوڈی باندھ لیتا ہے دو تین اتوار یہاں حاضری کے بعد اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفا دے دیتا ہے۔ تحقیق کبھی مکمل نہیں ہوئی تحقیق کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس جستجو میں راقم گلیانہ سے قدیمی سڑک جو قلعہ پیر غازی اور کوٹلہ ارب علی کی طرف جاتی ہے ماضی میں گلیانہ کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی جو کسی حد تک اب بھی ہے۔ ڈنگہ کے بعد گلیانہ سے کئی اطراف سڑکیں نکلتی ہیں داود برسالہ کے لیے قدیمی سڑک پر کئی قدیمی مزار میں

marfat.com

بالخصوص رام گڑھ ٹینڈا اتوالی میں تو گولمیا مزار ہے حافظ شمس الدین آف گیلانہ کے قلمی نسخہ اتوار الشمس کے صفحہ نمبر ۳۲۸ نمبر شمار ۸۸ ۲ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت شمسدار وس علیہ السلام ہے ان کے مطابق آپ کا سلسلہ انبیاء کرام سے جا ملتا ہے رام گڑھ ٹینڈا اتوالی سے تھوڑے فاصلہ پر دادو برسالہ ہے اتوار کے روز یہاں عرض مند تانگوں ویگنوں سوزوکیوں اور ذاتی گاڑیوں پر حاضری دیتے ہیں دم درود کے بعد کوڈی دھاگہ اور آستانہ سے لنگر لے کر رخصت ہو جاتے ہیں آستانہ کے متولی نگران سجادہ نشین سید محمد شاہ نے بتایا سید سیدن شاہ سرکار مجذوب ولی اللہ تھے جو راولپنڈی کے قصبہ درکالی کلاں سے رشد وہدایت کے لیے دادو برسالہ میں تشریف لائے اور مستقل طور پر یہاں قیام فرمایا ان کی کوئی اولاد نہ تھی ہم ان کے بھائی کی اولاد سے ہیں اور ان کی ڈیوٹی نبھا رہے ہیں کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیتے اپنی خوشی سے کوئی لنگر میں ڈال دے تو قبول کر لیتے ہیں سید محمد شاہ زائرین کو دم درود کرتے جاتے اور ساتھ ساتھ ہمیں حضرت سید سیدن شاہ سرکار کے حالات بھی بتاتے کہ ان کے کئی خلفاء ہو گذرے ہیں جو ان سے فیض یافتہ تھے ان میں کھوئی شریف کے قریب نوگراں میں واسع علی شاہ۔ جنڈالہ میں فضل شاہ بہاڑے میں حافظ صاحب کے علاوہ سید سیدن شاہ کے کئی خلفاء ہو گذرے ہیں ایک سوال کے جواب میں سید محمد شاہ نے بتایا سید سیدن شاہ سرکار نے حضرت جواہر محمد سے فیض پایا اور ان کی ہدایت پر یہاں تشریف لائے۔ آستانہ میں مردوں کیلئے علیحدہ انتظام ہے عورتوں کو دم کوڈی دھاگہ باپردہ جگہ پر دیا جاتا ہے جو باری باری آگے بڑھ کر یہ چیزیں حاصل کرتے ہیں۔ حاضرین کو یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ روضہ کے قدموں سے خاک حاصل کر کے درد کرنے والی جگہ پر ملیں دوران عمل سید سیدن شاہ سرکار کو یاد کرتے رہیں یہ حقیقت ہے کہ جب انسان اللہ سے ناطہ جوڑ لیتا ہے تو مخلوق خدا کو اللہ کے نیک بندوں کی خاک سے بھی شفا مل جاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت سید سیدن سرکار کا عرس مبارک بیساکھ کے مہینے میں چاند کی پانچ تاریخ کو ہوتا ہے عرس کے موقع پر عقیدت مندوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اور سال بھر میں جو بکرے جمع ہوتے ہیں انکو ذبح کر کے لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے۔ دن رات لنگر کی تقسیم کا سلسلہ جاری رہتا ہے عرس کے موقع پر حمد و ثنا۔ نعت خوانی ہوتی ہے حضرت سید سیدن سرکار کا روضہ پختہ تعمیر کیا گیا ہے ابھی تک روضہ زیر تعمیر ہے مزار پر شاندار گنبد بھی ہے حضرت سید سیدن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے دادو برسالہ کا نام دور دور تک مشہور ہے جو بھی یہاں حاضر ہوتا ہے اس بے درد رنج سے نجات مل جاتی ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

marfat.com

عارف کامل حضرت حکیم راج علی قادریؒ

مراد بخش کے بیٹے میاں بڈھا خاں کے پانچ لڑکے شرف علی، حاکم علی، فتح علی، احمد علی اور راج علی تھے راج علی سب سے چھوٹے تھے۔عارف حق جناب حکیم راج علی صاحب قادریؒ بڑیلہ شریف (ضلع گجرات) کے معززین سے تھے آپ حضور قبلہ عالم سرکار بڑیلہ شریفؒ کے ہم عمر دوست تھے جو اوائل عمر میں ہی آپ کے اعلیٰ اخلاق و اطوار سے متاثر ہو کر والہ و شیدا ہو گئے تھے اور آپ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے جس میں مرور ایام سے افزائی ہوتی چلی گئی اور آپ آں حضور کی صحبت اکسیر صفت کی تاثیر سے علم و عمل کا بحر بے کراں و تقویٰ و ورع کا پیکر توحید و توکل میں لاثانی اور مجاہدہ و مشاہدہ میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے تھے اور عرفان الٰہی میں ایک اعلیٰ درجہ و مقام سے سرفراز ہونے کے ساتھ طب اور جراحت میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے آپ نے ایک معالج جسمانی و روحانی کی حیثیت سے پشاور شہر کو اپنا مرکز فیضان بنایا اور عمر بھر اپنی فنی مہارت اور کمال روحانی سے خلق خدا کو فیضیاب فرمایا اور اس علاقے سے ایک کثیر تعداد طالبان حق کی آپ کے حلقہ عقیدت میں داخل ہو کر آں حضور کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئی آپ نے اپنے تمام معتقدین کو اپنے پیر کامل کے حلقہ ارادت میں ہی داخل کیا ہے اور یہ آپ کے کمال ارادت کی دلیل ہے مرشد پاک کے حضور بڑیلہ شریف میں پہلا لنگر پیش کرنے کی سعادت بھی انہیں حاصل ہوئی عرس مبارک کے موقع پر پشاور سے بڑیلہ شریف حاضری دیتے رہے۔جناب حکیم صاحب کی ولادت باسعادت ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں بڑیلہ شریف ہوئی آپ کے والد محترم جناب میاں بڈھا کھوکھر مرحوم آں حضور کے والد ماجد سلطان المشائخ حضرت مولانا خواجہ حب النبی عبدالغنی مجددؒ کی نسبت ارادت سے سرفراز تھے اور ایک صاحب منزل مقام و ہستی تھے۔حکیم راج علی قادری نے طب کی تعلیم سید رحمت اللہ شاہ بخاری المعروف آغا جی سے حاصل کی طب کی تعلیم حاصل کر کے علم طب اور جراحت میں مہارت حاصل کی اور آنحضرت کے ساتھ لاہور شریف حضور پاک سرکار عالیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی نسبت ارادت سے سرفراز ہوئے حضور پاک سرکار عالی کے وصال کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کی صحبت بابرکات میں مزید روحانی استفاضہ حاصل کر کے عرفان الٰہی کے اعلیٰ درجہ و مقام پر فائز ہوئے اور آپ کے حکم سے پشاور شہر کو اپنے فیضان کا مرکز بنایا پشاور میں کئی بے سہارا محتاجوں کو مفت کھانا مہیا کرتے موسم کے مطابق زائرین کو مشروب پیش کیے جاتے۔جناب حکیم صاحب کو دست غائب حاصل تھا عمر بھر علاج بلا معاوضہ کیا اور آپ کے ہاتھ سے غرباء و مساکین پر داد و دہش بھی جاری رہتی تھی غریبوں کو دوائیاں مفت تقسیم کرتے مریض صحت یاب ہوتے آپ نے ایک کثیر تعداد میں اس علاقے کے سراسر عاصی و خاطی اور مجرم و سیاہ کار لوگوں کی اصلاح فرما کر ان کے دلوں میں شوق الٰہی کی شمع روشن فرما کر انہیں حضور قبلہ عالمؒ کے دامن کرم سے وابستہ فرمایا پشاور میں آپ کی قیام گاہ مبارکہ پر

marfat.com

ملانہ گیارہویں شریف کی بابرکت محفل بھی ہوتی تھی اور آپ کی مجالس اپنے پیر کامل کے خصوصی رنگ توحید وجودی میں نہایت ہی کیف آور ہوتی تھیں حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اس علاقے کے علما و مشائخ آپ کے مرتبہ عرفان الہیٰ کے قائل تھے خصوصی طور پر امناچؒ بیشتر وقت آپ کے ہاں قیام پذیر رہتے ۔ سرکار بڑیلہ شریف جب اس علاقے کی سرزمین کو اپنے مبارک قدموں سے نوازتے تو آپ کا قیام آپ کے ہاں ہی ہوتا تھا۔ آپ نے اپنی حیات ظاہری کے بالکل آخری ایام میں کچھ عرصہ کھسم شریف (ضلع گجرات) میں قیام رکھا اور 16 اکتوبر 1972 میں وہیں داعی اجل کو لبیک کہا اور حق تعالیٰ کے جوار رحمت میں جاگزیں ہوئے آپ کا مزار مقدس کھسم شریف میں مرجع خاص وعام ہے آپ کے یوم وصال پر ہر سال کھسم شریف آپ کا سالانہ ختم مبارک بھی ہوتا ہے جس میں حضور قبلہ عالمؒ کے حلقہ ارادت سے خاصی تعداد میں آپ کے متوسلین کرام علما و مشائخ شمولیت فرماتے ہیں اور طالبان حق حاضری دیتے ہیں۔ آپ کی تمام اولاد آنحضور کے حلقہ ارادت میں داخل ہے اور اس طرح سے آپ کی نوازشات ظاہری و باطنی جناب حکیم صاحب پر اور آپ کے خاندان پر برابر جاری ہیں آپ کے فرزند اصغر نقیب الاولیا جناب محمد زمان کھوکھر صاحب ایڈووکیٹ آنحضور کے خصوصی مقبول نظر ہیں جو طریقت کی اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں ملک بھر کے اندر سابقہ انبیا کرام علیہم السلام و صحابہ رضوان اللہ علیہم اور اولیائے متقدمینؒ کے غیر معروف مزارات مقدسہ کی تحقیق کر کے ان کے حالات و سوانح اور فضائل و کمالات پر انہوں نے اب تک چار ضخیم کتب تالیف کی ہیں جو طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں اور ملک بھر کی علمی و روحانی شخصیات سے اپنی اہمیت منوا چکی ہیں مالک انہیں عمر خضری سے نوازے اور اس طرح سے مزید طریقت کی خدمات انجام دینے کی توفیق رحمت فرمائے وہ اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے غریبوں مسکینوں بے سہارا اور قانونی امداد کے مستحق افراد کو مفت قانونی امداد فراہم کرتے ہیں غریبوں سے بہت پیار کرتے ہیں معاشرہ کے مجبور انسانوں کو ان کا صحیح مقام دلانے کیلئے برسرپیکار ہیں۔ ان کی قیام گاہ پر چاند کی سات تاریخ کو گیارہویں شریف کے ختم مبارک کی محفل منعقد ہوتی ہے اللہ کے دئیے ہوئے مال سے غریبوں کی امداد کرتے رہتے ہیں حکیم راج علی قادری کے وصال پر آپ کے برادر طریقت حافظ محمد اسحاق صاحب نے قطعہ وصال تحریر کیا گیا۔

قطعہ تاریخ وصال

ہو گیا وہ آج مرد حق آگاہ جنت مکیں — خدمت احباب میں جس کی رہی روشن جبیں

امتحان زندگی میں سرخرو احسن ترین — حسن و کردار عمل صد آفریں ، صد آفریں

وہ محب شہ حفیظ اللہ " امیر العارفین — عارف راج علی کھوکھر رئیس المتقین

ہے " غریق رحمت جواد " " رب العالمین — بولا ہاتف جب ہوا وہ عازم خلد بریں

"واصل ذات حبیب حق لکھو اب" بالیقین

سچا عاشق پیر کامل کا کبھی مرتا نہیں

نتیجہ فکر: حافظ محمد اسحاق
خادم دربار عالیہ بڑیلہ شریف

marfat.com

عطا محمد فوجی کی سرکار بڑیلہ شریف کے حضور حاضری

عطا محمد کندیاں ضلع میانوالی کے رہائشی اور سکونتی ہیں۔فوج میں ملازم رہے ہیں اسی وجہ سے عطا محمد فوجی کے نام سے مشہور ہیں اور کندیاں میں فوجی آٹا مشین یعنی گندم پیسنے کی چکی چلارہے ہیں۔اللہ والے ہیں آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف ضلع گجرات سے وابستہ ہیں۔جب بھی اپنے مرشد خانہ بڑیلہ شریف حاضری کے لئے آتے ہیں راقم سے ضرور ملاقات کرتے ہیں۔سرکار بڑیلہ شریف سے وابستگی کے بارے انہوں نے بتایا کہ وہ دوران ملازمت بٹ خیلہ میں زندہ پیر کے حضور حاضر ہوا، انہوں نے لنگر میرے ہاتھوں سے تقسیم کروایا۔پوچھا مرید کس کے ہو میں نے عرض کی گنہگار ہوں آپ مرید کریں گے تو ہو جاؤں گا فرمایا جاؤ بلانے والے بلالیں گے۔1974 کا واقعہ بیان کرتے ہوئے عطا محمد نے بتایا دس روز ٹرانسپورٹ کی ہڑتال تھی کہ شام کو یونٹ میں میرا پہنچنا ضروری تھا۔زندہ پیر نے اجازت دے دی۔دل میں سوچ رہا تھا یونٹ میں کیسے پہنچوں گا۔سڑک کی طرف پیدل چل پڑا ابھی تھوڑی دور گیا تھا کہ سامنے سے بس آرہی تھی۔میرے اشارہ پر بس رک گئی مجھے سوار کرلیا۔بس میں ایک سیٹ خالی تھی یہ سپیشل بس خان آف بیکورہ کی تھی۔بس والوں نے عزت سے رسالپور اتار دیا۔ایک روز سرکار بڑیلہ شریف کی چٹھی ملی 8 تاریخ کو بڑیلہ شریف عرس مبارک ہے میرے پاس بڑیلہ شریف کا پتہ نہیں تھا پوچھتا گجرات پہنچا۔گجرات سے بڑیلہ شریف کے لئے روانہ ہوا۔ٹانڈہ اڈا پر پہنچا۔بڑیلہ شریف کے لئے پیدل روانہ ہوا کسی نے بتایا سرکار بڑیلہ شریف سوہدرہ چلے گئے ہیں۔سوہدرہ پہنچا ،بھوکا پیاسا تھا، لنگر کھایا۔سرکار سے ملاقات کا منتظر تھا کہ سرکار کے خادم نے آواز دی عطا محمد فوجی کوئی ہے میں سرکار بڑیلہ شریف کے حضور حاضر ہوا، مرادیں پوری ہوئیں۔روحانی تسکین حاصل ہوئی۔برسوں کا متلاشی اپنے مرشد پیشوا کے سامنے باادب حاضر ہوا۔دوران سفر راستہ میں میری رقم کہیں گم ہوگئی اب دل میں سوچ رہا تھا واپس کندیاں کیسے پہنچوں گا۔کرایہ بھی نہیں ہے، اجنبی ماحول میں کس سے کرایہ لوں گا انہی سوچوں میں غرق تھا میری سرکار نے مجھے کندیاں تک کا کرایہ دے کر اجازت دی۔سرکار بڑیلہ شریف کے حضور یہ میری پہلی حاضری کے بعد میری باطنی حالت بدل گئی۔دوران ملازمت امام مسجد کے فرائض سونپے گئے حضور نبی اکرم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔باقاعدگی سے اپنے پیشوا کے حضور حاضری دے رہا ہوں۔میری سرکار کا مجھ پر کرم ہے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
یہ تو میرے خواجہ کا کرم ہے آپ نے خرید کر انمول بنا دیا

marfat.com

حضرت پیر محمد سچیارؒ کے سجادہ نشین اور خلفاء عظام

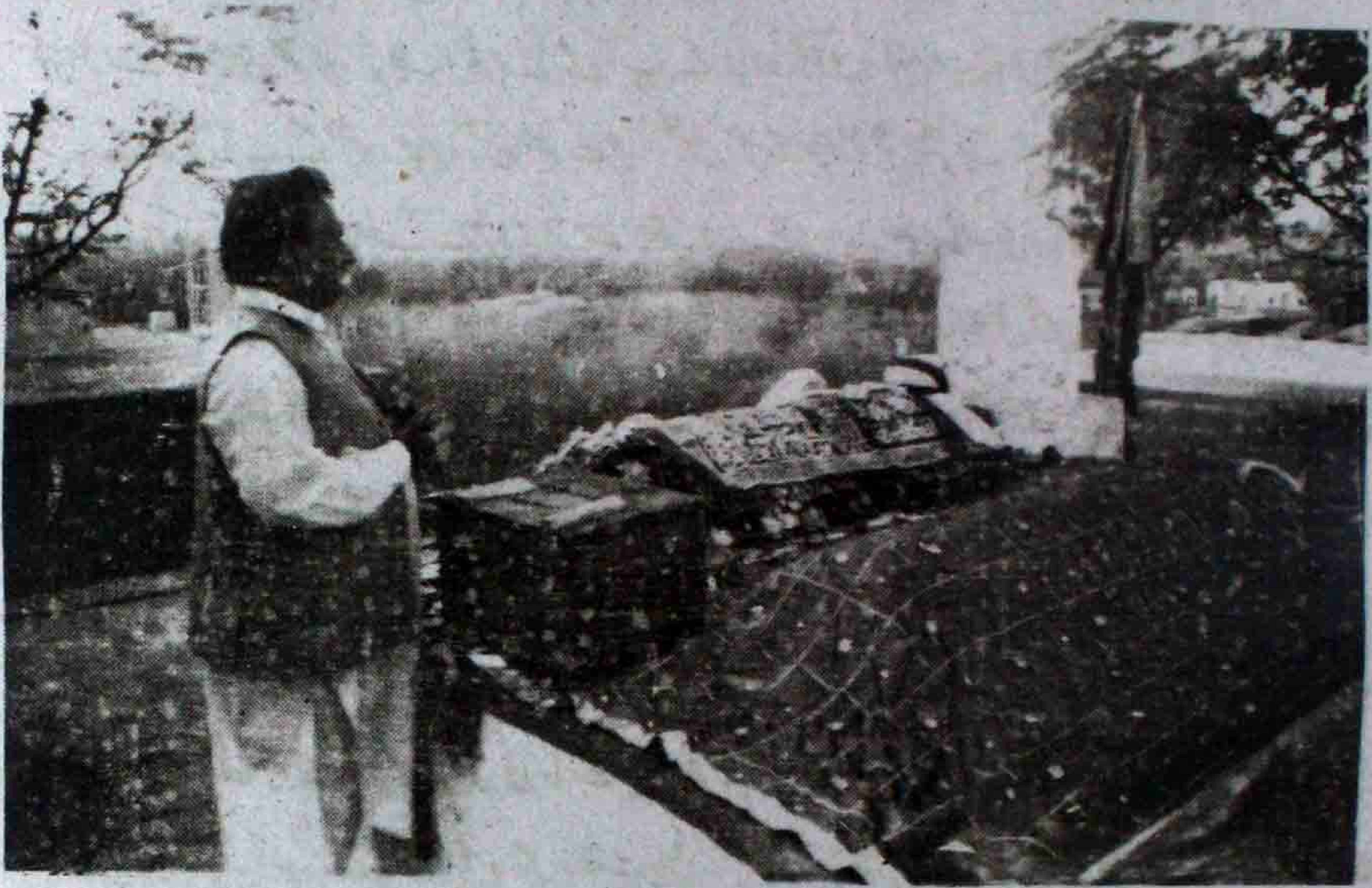

الحاج ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نوشہرہ میانہ میر، سچیار صاحبؒ کے حضور حاضری دے رہے ہیں

حضرت پیر محمد سچیارؒ کا مزار مبارک نوشہرہ میانہ شریف گجرات میں ہے۔ آپ ولی کامل درویش صوفی بزرگ ہو گزرے ہیں۔ آپ کی زندگی سراپا کرامت تھی۔ آپ کی کرامات مشہور کتاب "اذکار الابرار" جو آپ کی سوانعمری کے بارے میں درج ہیں۔ آپ اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے ہم تین بار اپنے دیدار سے لوگوں کو مشرف فرمائیں گے۔ 1825ء میں دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے روضہ مبارک شہید ہوا۔ آپؒ کا صندوق مبارک دوسری جگہ دفن کر دیا گیا۔ 1890ء میں دریا پھر قریب آ گیا دوبارہ آپ کے صندوق کو زیارت کے لئے رکھ دیا گیا۔ اس موقع پر ہزاروں مسلمانوں نے آپ کا دیدار کیا۔ آپ کا جسم مبارک صحیح سلامت تھا۔ تیسری بار پھر دریائے چناب نے حضرت سچیارؒ کے قدم چومنے کی سعادت حاصل کی۔ چنانچہ جولائی 1985ء کو آپؒ کا صندوق مبارک نکال کر زیارت کے لئے رکھ دیا گیا۔ لاکھوں زائرین نے آپ کی زیارت کی۔ اتنی مدت گزرنے کے باوجود آپ کے جسم مبارک میں ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔ رب کے بندے فنا نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ آپ کے مرشد پاک کا نام حضرت نوشہ گنج بخش جن کا مزار رنمل شریف ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہے۔ مرشد پاک نے آپ کو سچیار کا خطاب دیا۔ راقم کئی بار سچیار پاکؒ کے روضہ مبارک پر حاضری اور صاحبزادہ چن پیر سے ملاقات کر چکا ہے۔ مورخہ 24 اکتوبر 2003 کو راقم نے سچیار صاحب کے حضور حاضری دی۔ صاحبزادہ قربان افضل صاحب، ناظم یونین کونسل چوپالہ اور صاحبزادہ اختر صاحب سے ملاقات ہوئی ان سے سچیارؒ

marfat.com

صاحبؒ کی اولاد اور خلفاء عظام کے بارے معلومات حاصل کیں۔ کتاب "تذکار الابرار" مصنف حضرت حاجی پیر نواب علی روح والرشتہ از حنیف حنفی، تکیہ میر کلاں سرکار، چکامیر تحصیل گوجر خان، گلزار نوشاہی، ثواب المناقب، تحائف قدسیہ، کنز الرحمت، نوشاہی قمر اور شریف التواریخ میں آپ کے سجادہ نشینوں، اہم مریدوں اور خلفاء کی تفصیل درج ہے۔ ان کتب کے مطابق آپ کے مشہور سجادہ نشین حضرت عبدالجلیل جن کا مزار نوشہرہ شریف میں ہے۔ آپ نہایت پاکباز ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ آپ سچیار صاحبؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کے زیر سایہ علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ آپ کو فیض سچیار صاحبؒ سے ملا۔ مرشد پاک نے فرمایا میرے بیٹے عبدالجلیل کی طرح کوئی مرد کامل نہیں۔ آپ کا وصال ماہ ربیع الاول 1122ء میں ہوا۔ سلطان محمد اکرم صاحب آپ حضرت سلطان عبدالجلیل کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اپنے جد امجد کے ہم شکل تھے۔ اس لئے سچیار ثانی کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ صاحب کرامت ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ منقول ہے ایک بار بادشاہ احمد شاہ درانی کا امیر زعفران خان نامی نوشہرہ شریف میں آیا۔ روضہ مبارک کے پاس چارپائی پر سو گیا۔ خدام نے ہر چند منع کیا مگر وہ تکبر کی وجہ سے باز نہ آیا۔ جب بیدار ہوا تو چارپائی اس کے بدن کے ساتھ چسپاں ہو گئی۔ وہ شور و واویلا کرنے لگا۔ آخر حضرت سلطان محمد اکرمؒ نے اس کی حالت پر رحم فرمایا۔ تب وہ چارپائی سے علیحدہ ہوا۔ آپ کی نظر کرم سے خشک درخت سرسبز ہو گیا۔ آپ نے 1168ھ میں وفات پائی۔ حضرت سلطان پیر بخش وصال 1236ھ حضرت سلطان الٰہی بخش وصال 1264ھ حضرت سلطان بالا صاحبؒ وصال 1290ھ۔ حضرت سلطان میراں بخش صاحب وصال 1325ھ حضرت سلطان ملکؒ وصال 1267ھ حضرت سلطان مست صاحبؒ وصال 1296ھ۔ حضرت سلطان غلام مصطفےٰ صاحبؒ وصال 1338ھ۔ حضرت سلطان محبوب شاہ حضرت سلطان شاہ صاحب 1985ء میں دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے آپ کا تابوت وڑوا شریف منتقل کر دیا گیا وہیں پر دفن کیا گیا۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ حضرت سلطان شیر صاحبؒ وصال 1867ء تمام سجادہ نشین، درویشوں کے مزار نوشہرہ میانہ میں حضرت سچیارؒ کے مشہور خلفاء حضرت شاہ مراد صاحبؒ شرقپوری آپ سچیار صاحبؒ کے بڑے خلفاء انہی میں سے تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا وصال 1176ھ میں ہوا۔ مزار مبارک شرقپور شریف میں ہے۔ حضرت بخت جمالؒ کا اصل وطن چوپالہ تھا۔ دن رات سچیار صاحبؒ کی خدمت میں رہتے۔ آپ کا مزار پنڈوری ضلع جالندھر انڈیا میں ہے۔ حضرت امیر شاہ سلطان کا مزار لکھنوال ضلع گجرات میں ہے۔ آپ نے مخلوق خدا کو بہت زیادہ فیض پہنچایا۔ آپ کی اولاد میں حضرت کرم علی، نواب علی صاحب، حضرت دیدار بخش حضرت غلام حیدر بڑے کامل اکمل بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت حافظ قائم الدینؒ سچیار صاحبؒ کے حکم کے مطابق پاکپتن شریف قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا وصال 1186ھ میں ہوا۔ پاکپتن میں آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کے مشہور خلیفہ حضرت سید میر کلاں بادشاہ نے خطہ پوٹھوہار میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کا مزار درکیا شریف تحصیل گوجر خان میں ہے۔ حنیف حنفی صاحب نے چکامیر میں تکیہ میر کلاں قائم کر کے اپنی عقیدت کا

marfat.com

اظہار کیا ہے۔ حنیف حنفی صاحب نے حضرت میر کلاں بادشاہ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا ہے۔ ہر سال سات جون کو عرس منایا جاتا ہے۔ ادیبوں اور شاعروں کو میر کلاں ایوارڈ سے نواز جاتا ہے۔ راقم کو میر کلاں ایوارڈ سن 2001ء میں ملا۔ اس موقع پر رات بھر حمد و ثنا کی محفل جاری رہتی ہے۔ حضرت شاہ جمال صاحب" سچیار صاحب" کے خاص خلفاء میں سے تھے بڑے متقی پرہیز گار علم ظاہری سے بہرہ یاب تھے۔ حضرت نتھے شاہ صاحب" حضرت سچیار" کے خلفاء میں تھے۔ آپ کا مزار سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔ حضرت سائیں صاحب حضرت سچیار کے منظور نظر خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا وصال 1184ھ میں ہوا۔ مزار مبارک بیگووالہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ حضرت شاہ فرید صاحب شروع میں ڈاکو تھے۔ سچیار صاحب" کا نام سنا، خدمت میں حاضر ہوئے۔ مرشد پاک کی نظر کیمیاء کام کر گئی۔ آپ سے بہت زیادہ مخلوق فیض یاب ہوئی۔ آپ کا وصال 1158ء میں ہوا۔ مزار شریف ڈھولن لاہور میں ہے۔ حضرت حاجی عبدالرحمٰن" سچیار صاحب" کے برگزیدہ خلفاء میں سے تھے۔ شاہ جہاں آباد میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت حبیب اللہ" حضرت سچیار" کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ مزار سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔ حضرت رحمان کلی صاحب" حضرت سچیار" کے خلفاء میں سے تھے۔ ولی کامل ہوگزرے ہیں۔ ان کا مزار بھی سوہدرہ میں ہے۔ حضرت میاں میھون صاحب" پہنچے ہوئے بزرگ ہوگزرے ہیں۔ سچیار صاحب" کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا مزار شیخ پور کے قریب معین الدین روڈ پر بلند بالا ٹبہ پر ہے۔ عید کے روز عرس ہوتا ہے۔ نئی نویلی دلہنیں مزار پر حاضری دیتی ہیں۔ اس روز مرد حضرات کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔ حضرت اللہ بخش" کو حضرت سچیار" نے ایک ہی نظر سے ولی کامل کر دیا۔ خلافت دے کر جلالپور بھٹیاں بھیج دیا۔ وہیں پر آپ کا مزار ہے۔ حضرت میاں محمد پناہ" نے حضرت سچیار" کے حکم پر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مزار مبارک گھونی ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ حضرت حافظ صدیق و حافظ سعد اللہ" یہ دونوں بھائی حضرت سچیار" کے مقبول خلفاء میں سے تھے۔ مزارات ضلع قصور میں ہیں۔ حضرت میاں کالا صاحب" سچیار صاحب" کے منظور خادم قوال تھے۔ اصلی نام اللہ دتہ تھا۔ پیر روشن ضمیر کے ساتھ وعدہ کیا تھا مجھ کو ہر وقت اپنی خدمت میں رکھنا۔ جب سچیار صاحب کا وقت وصال قریب آیا تو حضرت میاں کالا نے عرض کی میرا وعدہ بھی پورا فرمائیے۔ سچیار صاحب نے فرمایا میاں کالا" ہم آج اور تو کل دوسرے روز میاں کالا" حق ہو گئے۔ مزار شریف نوشہرہ میانہ میں ہے۔ حضرت شاہ شریف سادات صحیح النسب تھے۔ مرشد پاک کے حکم پر کپورتھلہ میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مزار مبارک تکونڈی چوہدریاں وادی کے کنارے کپورتھلہ میں ہے۔ حضرت حافظ محمد اسماعیل" حضرت سچیار کے بڑے خلیفہ تھے۔ مزار مبارک موضع پیلہ ضلع قصور میں ہے۔ حضرت شیخ محمد" حضرت سچیار" کے مقبول خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا مزار سیالکوٹ میں ہے۔ حضرت شاہ بولاق صاحب" کو حضرت سچیار" کی خواب میں زیارت ہوئی۔ صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ آپ کا مزار موضع دھونجک میں ہے۔ آپ کے عقیدت مند کافی ہیں۔ راقم کو خصوصی طور پر مزار پر حاضری کے لئے بلایا گیا۔ چنانچہ راقم نے موضع ہنج دھونجک میں حاضری دی۔ سماع کا ارشاد فرمایا۔ حضرت

marfat.com

للکھمیر قلندر لاہوری اپنے مرشد حضرت بچیار صاحب ؒ سے اس قدر عقیدت عشق رکھتے تھے کہ مرشد کی یاد میں جان دے دی۔
آپ کا وصال 1169ھ میں ہوا۔ مزار لاہور میں ہے۔ حضرت شیخ محمد کا مزار سیالکوٹ میں ہے۔ عام خلفاء:۔ (۱) حضرت رحیم شاہ ؒ (۲) حضرت میاں لالہ بیگ ؒ (۳) حضرت فیض اللہ ؒ (۴) حضرت شاہ محمد ؒ (۵) حضرت میاں ماہی ؒ (۶) حضرت اسماعیل ؒ (۷) حضرت میاں پہلو ؒ (۸) حضرت عبداللہ ؒ (۹) حضرت عبدالخالق ؒ (۱۰) حضرت عیسیٰ ؒ (۱۱) حضرت میاں سید اؒ (۱۲) حضرت حاجی دسوندھی شاہ (۱۳) حضرت محمد زاہد ؒ (۱۴) حضرت محمد شاہ ؒ (۱۵) حضرت محمد فاضل ؒ (۱۶) حضرت فاضل محمد ؒ (۱۷) حضرت سلطان ڈوگر ؒ (۱۸) حضرت میاں دتہ چھٹہ ؒ (۱۹) حضرت عبداللہ ثانی ؒ (۲۰) حضرت سعد الدین ؒ (۲۱) حضرت رستم ؒ (۲۲) حضرت عبداللہ دھول ؒ (۲۳) حضرت محمد فتح ؒ (۲۴) حضرت سید شاہ ؒ (۲۵) حضرت الف شاہ ؒ (۲۶) حضرت نقی میر ؒ (۲۷) حضرت تاج دین ؒ (۲۸) حضرت سید حسن ؒ (۲۹) حضرت گل بیگ ؒ (۳۰) حضرت محمد گل ؒ (۳۱) حضرت فتح دین ؒ (۳۲) حضرت نعمت اللہ ؒ (۳۳) حضرت عبدالرحیم ؒ (۳۴) حضرت احمد ؒ (۳۵) حضرت محمد سعید ؒ (۳۶) حضرت حاجی داؤد ؒ (۳۷) حضرت محمد پیر ؒ (۳۸) حضرت حضرت میاں لسو ؒ (۳۹) حضرت حاجی عبدالرحمن ؒ (۴۰) حضرت حبیب اللہ ؒ (۴۱) حضرت محمود ؒ۔ دنیا بھر میں بچیار صاحب کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

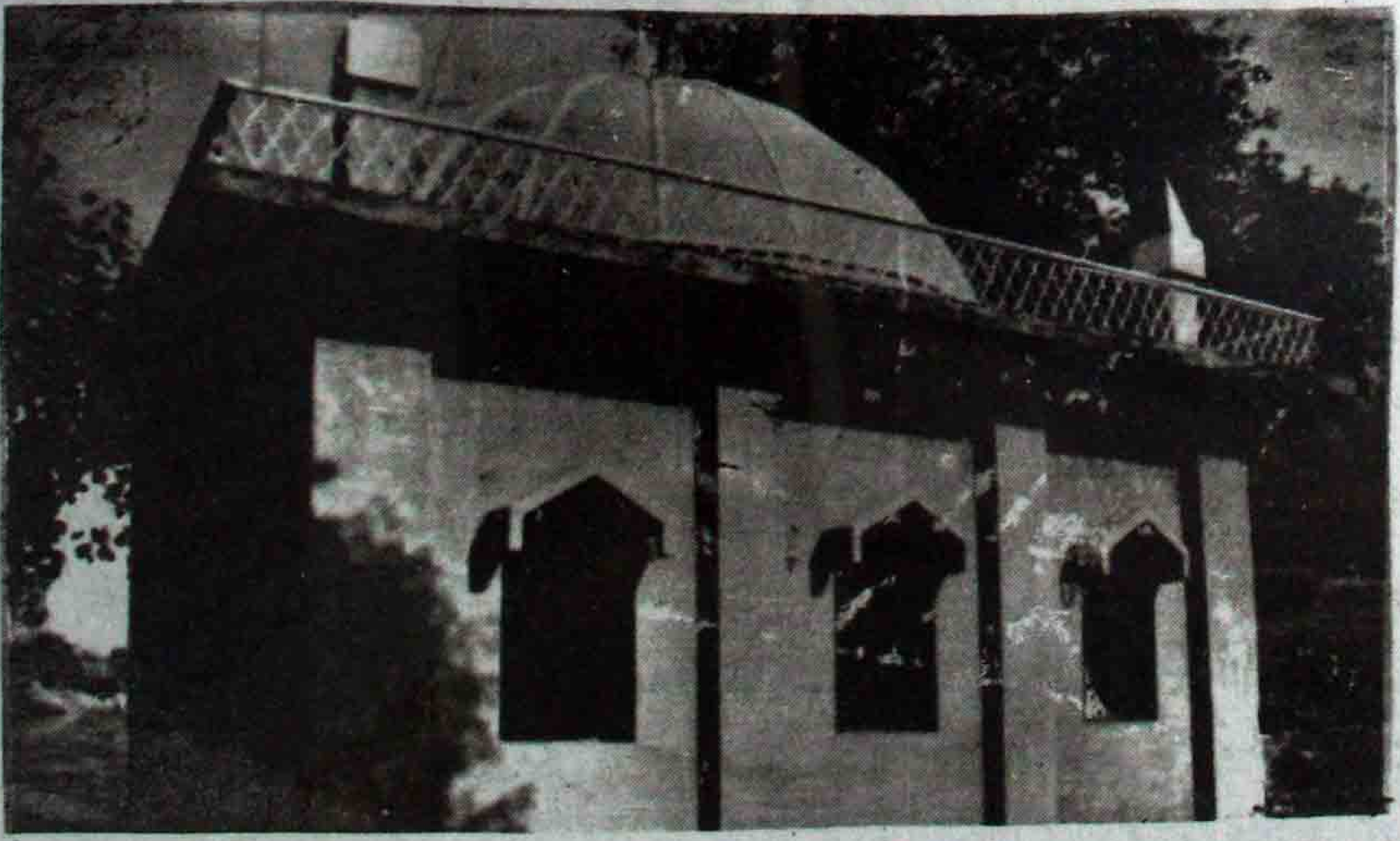

للکھنوال میں حضرت پیر ظاہر شاہ ولی کا

marfat.com

کلس شریف میں 10-11 اکتوبر کو عرس صابری کے موقع پر نور کی بارش ہوتی ہے

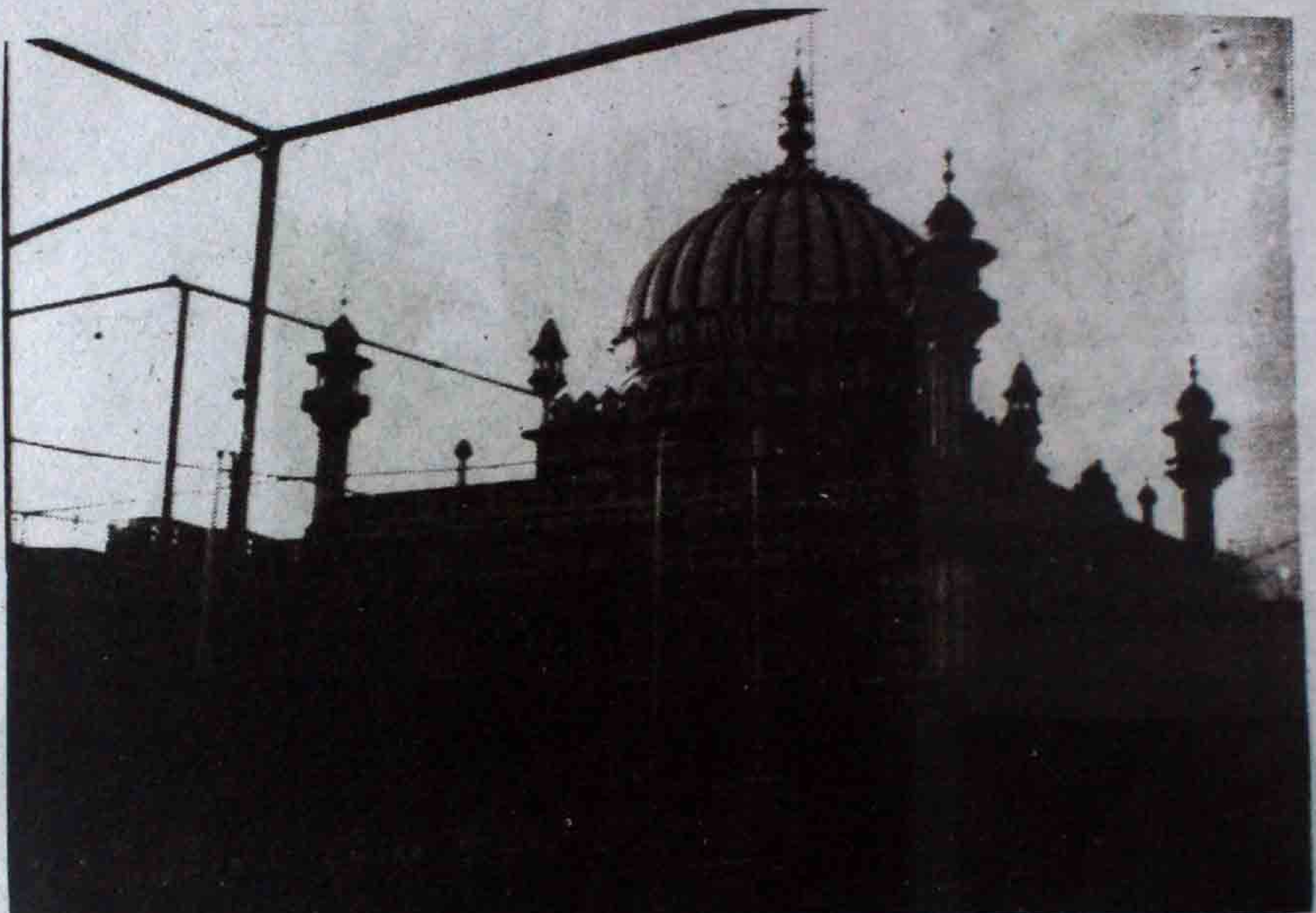

آستانہ عالیہ صابری کلس شریف ضلع سرگودھا نز دلکوال ہر سال مورخہ 10-11 اکتوبر کو صابری سلسلہ کا عرس مبارک بیاد حضرت پیر سید یدن شاہ صاحب صابریؒ حضرت پیر صابریؒ زیر اہتمام عالمی مبلغ اسلام حضرت پیر شمیم صابر صابری سجادہ نشین پوری عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ عرس مبارک کے موقع پر اندرون بیرون ملک صابر سرکار کے چاہنے والے اور آستانہ عالیہ صابری کلس شریف سے وابستگان ہزاروں عقیدت احترام سے عرس کی تقریبات میں شامل ہوکر اپنی دنیاوی روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ دن رات حمد وثنا کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ زائرین میں عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ عالمی مبلغ اسلام پیر شمیم صابر صابری کی خصوصی دعاؤں سے عرس کی تقریبات اختتام پذیر ہوتی ہیں۔ عرس کے موقع پر نور کی بارش ہوتی ہے۔ آستانہ عالیہ صابری کلس شریف کے بارے مزید تفصیلات راقم کی لکھی ہوئی کتاب سیالکوٹ سے خیبر تک، اولیائے ہند اور مسلمان کی عظمت کے نشان دیگر کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

آستانہ عالیہ کدھر شریف

یہاں آنکھ کے مریضوں کو آنکھوں کا نور بخشا جاتا ہے

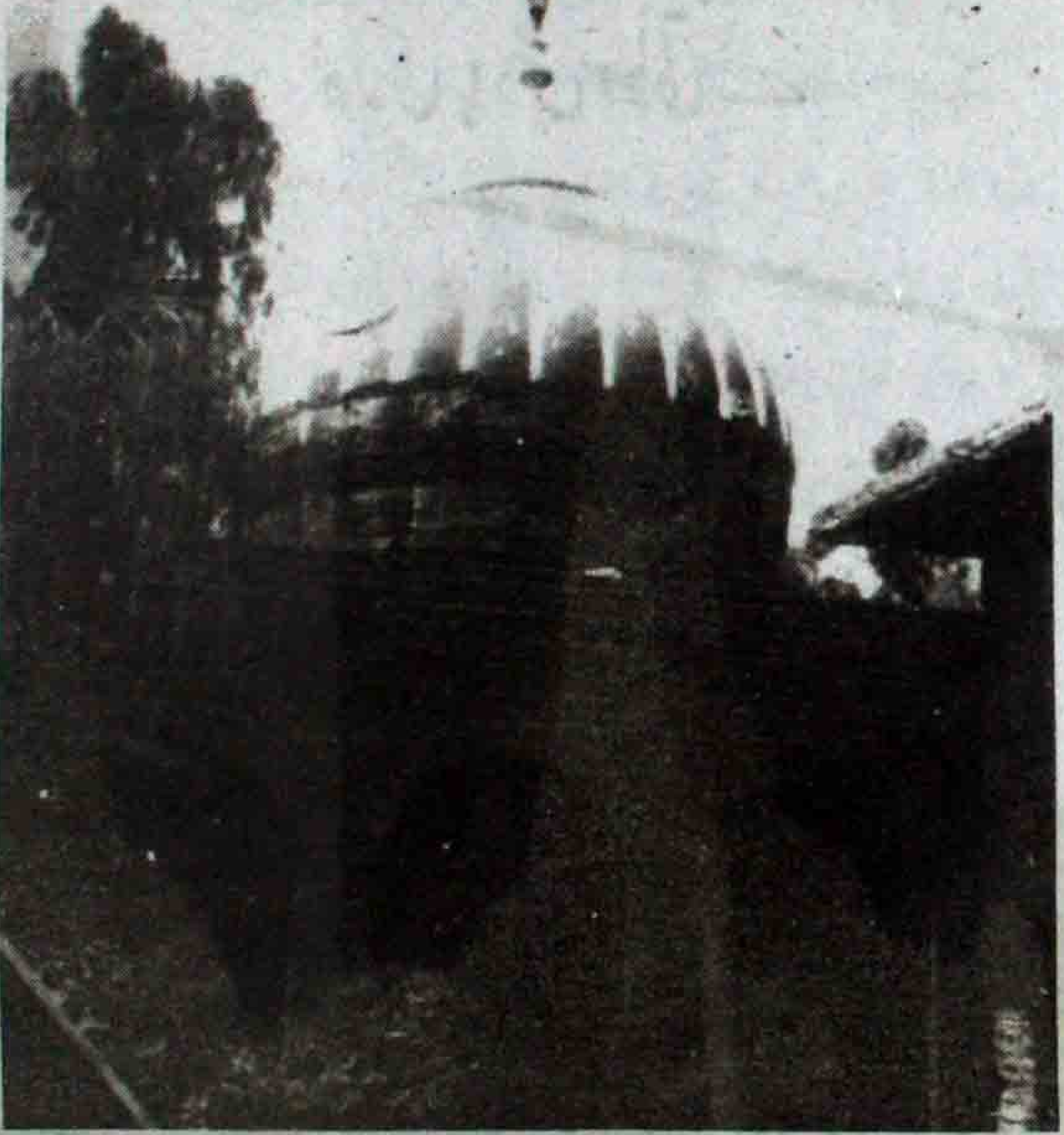

ضلع منڈی بہاؤالدین کی تحصیل پھالیہ سے تقریباً تیرہ چودہ کلومیٹر کے فاصلہ پر کدھر شریف کا روحانی قصبہ ہے۔ یہاں اولیائے کرام حضرت میاں عبدالرحیمؒ حضرت میاں محمد سعیدؒ کے مزارات ہیں ان کا سلسلہ قادری نقشبندی ہے۔ عرس مبارک 27 ویں شب معراج کو ہوتا ہے۔ آستانہ عالیہ کدھر شریف میں دینی، دنیاوی اور روحانی فیوض کے علاوہ آنکھوں کے مریضوں کو آنکھوں کا نور بخشا جاتا ہے۔ یہ فرائض حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحب سرانجام دیتے ہیں جو پاکستان میں آنکھوں کے بہت بڑے ماہر امراض چشم ہیں۔ آستانہ عالیہ میاں صاحب ہیں ہفتہ وار ماہانہ اور سالانہ روحانی تقریبات کے علاوہ روزانہ اجتماع ہوتا ہے۔ اپنی دنیاوی روحانی فیوض کے طلب گار جوق در جوق جمع ہو جاتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر امراض چشم کے لوگ ہوتے ہیں۔ آستانہ عالیہ میں مریضوں کا مفت علاج معالجہ ہوتا ہے کوئی نذرانہ معاوضہ نہیں لیا جاتا ہے بلکہ ہر آنے والے کو لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ صرف یہاں ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی آنکھوں کا کیمپ لگے حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ اپنی خدمات بلا معاوضہ پیش کرتے ہیں وہ آج تک آنکھوں کے لاکھوں مریضوں کو نور بصیرت دے چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ شفاء رکھی ہے۔ آستانہ عالیہ کدھر شریف کے بارے مزید تفصیلات راقم کی لکھی ہوئی کتاب سیالکوٹ سے خیبر تک میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ اب تک آنکھوں کے لاکھوں مریضوں کا علاج کر چکے ہیں۔

marfat.com

ڈھلو شرقی میں حضرت بابا جیوے شاہ، پیر حیات شاہ اور پیر جماعت علی شاہؒ کے مزارات آپ جلالپور جٹاں کے سادات حکماء کے جد امجد ہیں

ڈھلو شرقی کو ڈھلو نامی جٹ وڑائچ نے آباد کیا

سیاسی سماجی شخصیت حاجی بشیر احمد کا تعلق بھی ڈھلو شرقی سے ہے

ڈھلو شرقی گاؤں جلالپور جٹاں سے تقریباً چھ سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ دریائے چناب ڈھلو شرقی سے ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر بہتا ہے۔ ڈھلو شرقی یونین کونسل ٹھٹھہ موسیٰ کا اہم گاؤں ہے۔ آبادی تقریباً جٹ وڑائچ قوم کی ہے۔ ڈھلو شرقی کے قریب کنگ بڈھا، کنگ مہد، چانگا نوالی آرائیاں، چانگا نوالی سائیاں،، لالہ چک، محمود آباد، شادی وال اور چک پنیار کے مشہور دیہات ہیں۔ زمین زرخیز ہے جو ہر قسم کی فصل اور سبزی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ڈھلو شرقی سے سیالکوٹ کا فاصلہ 19 کلومیٹر ہے۔ ڈھلو شرقی کی مشہور سیاسی سماجی شخصیت حاجی بشیر احمد ڈھلو جن کا تعلق اس گاؤں سے ہے۔ ڈھلو شرقی کا تاریخی پس منظر بیان کیا کہ ڈھلو اور گورایہ دو حقیقی بھائی تھے جن کے نام پر ڈھلو اور گورایہ گاؤں آباد ہیں۔ پرانے وقتوں میں گاؤں شادی وال کی لڑکی کھیکے گاؤں نزد قلعہ دیدار سنگھ میں شادی شدہ تھی۔ پرانے زمانہ میں نئی نویلی دلہن کو سسرال سے میکے لانے کا فریضہ میراثی سرانجام دیتے تھے۔ میراثی نے آکر بتایا کہ آپ کی بیٹی کے کپڑوں کو لہہ لگ گئی ہے۔ لہہ کپڑوں کے زنگ کو کہتے ہیں۔ کھیکے کا علاقہ بہت پسماندہ تھا۔ پرانے زمانہ میں گاؤں کی بیٹی سب کی مشترکہ بیٹی ہوتی تھی۔ گاؤں کی بیٹی کی بات کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ موجودہ دور میں بھی پنچائیت میلہ برادری میں راضی نامہ تصفیہ کے لئے بیٹی کی بات کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ حاجی بشیر احمد نے بتایا کہ شادی وال والوں نے اپنے داماد کو چھ سو بیگھہ زمین دے کر ڈھلو جٹ نے اپنے نام سے گاؤں کی بنیاد رکھی۔ انگریزوں نے 67-1866 اور 12-1911 میں بندوبست کر کے ضلع بھر کے دیہات کی تاریخ وجہ تسمیہ دیہات تیاری کی۔ حاجی بشیر احمد نے بتایا قیام پاکستان کے بعد بولے کی آبی گزرگاہ کا بند ٹوٹ گیا۔ سیلاب کا تمام پانی گجرات شہر میں داخل ہو گیا۔ اسی سیلاب کی وجہ سے صدر قانونگو میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کافی نقصان پہنچا۔ سیلاب اتنا شدید تھا کہ شہر میں کشتی استعمال کرنا پڑی۔ ڈھلو شرقی کے بارے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مورخہ 21 دسمبر 2003ء کو راقم کے علاوہ پروفیسر حکیم سید صابر علی، معراج دین، سید عطاء اللہ شاہ اور حکیم اشرف علی ڈھلو شرقی کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں شدید دھند کی وجہ سے مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ پروفیسر حکیم سید صابر علی محتاط انداز سے گاڑی چلا رہے تھے۔ قدیمی تاریخی سڑک جو جلالپور شہباز پور روڈ کہلاتی ہے عہد ماضی کی یہ شاہی سڑک جو ہندوستان، افغانستان اور وسطی

marfat.com

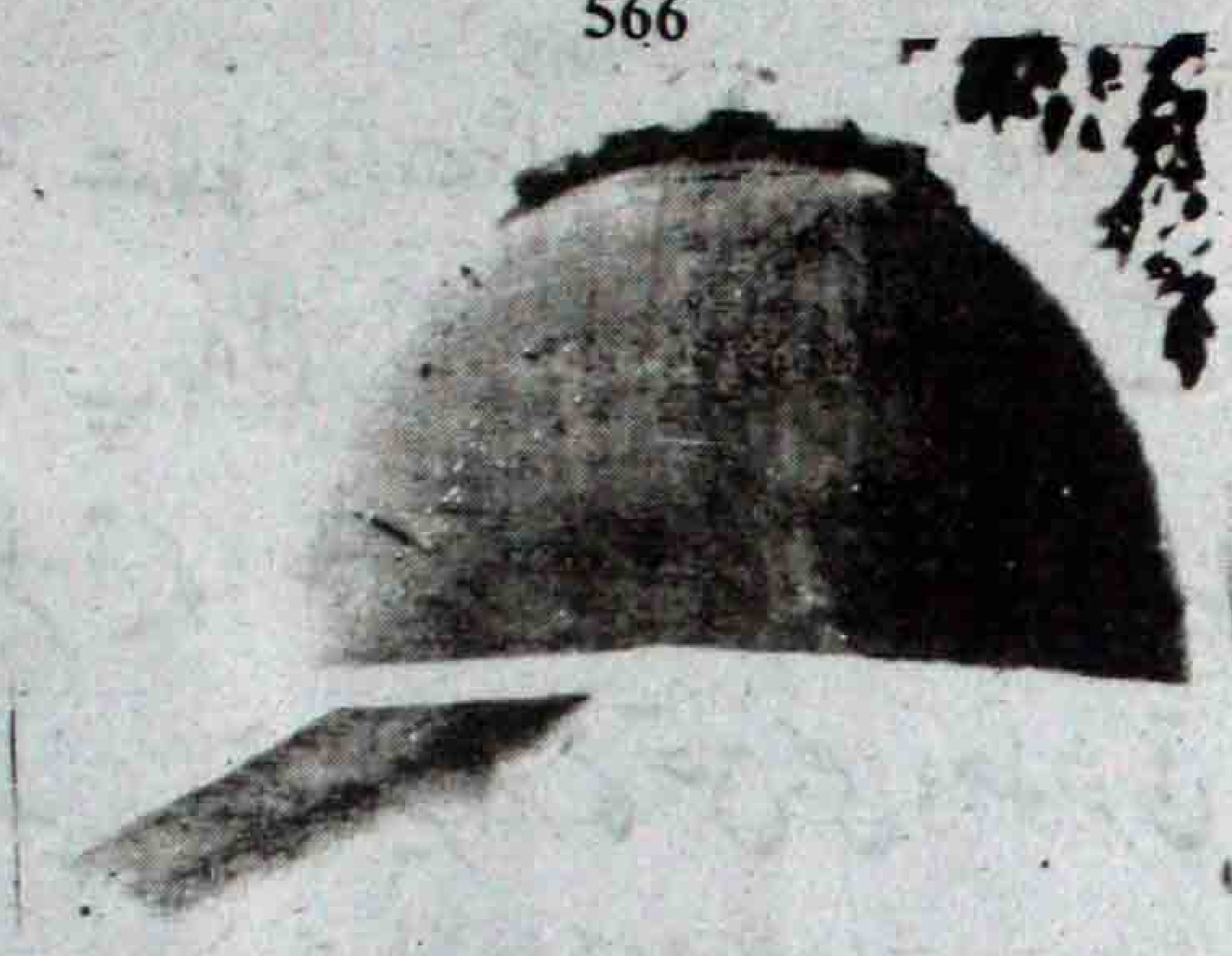

حکیم اشرف علی، پروفیسر حکیم صابر علی، ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ اور معراج دین
مزار حضرت جیوا شاہؒ پیر جماعت علی شاہؒ ڈھلو شرقی کے پاس کھڑے ہیں۔

ریاستوں کے درمیان رابطہ سڑک رہی کبھی یہاں سے نامور حملہ آور تجارتی قافلے گزرتے رہے اور شہباز پور کے پتن سے دریائے چناب کو عبور کرتے۔ آج اس شاہی سڑک کے دونوں طرف شیشم کے سایہ دار درخت خشک ہو چکے ہیں۔ حکومت ہزاروں کی تعداد میں بیماری سے خشک ہونے والے شیشم کے درختوں کو اپنے چہیتوں کے ہاتھوں کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر رہی نگران کی جگہ نئے درخت نہیں لگائے جا رہے۔ محمود آباد چوک سے گزرتے ہوئے پروفیسر حکیم سید صابر علی نے شہباز پور روڈ کو خیر آباد کہتے ہوئے کار کو ڈھلو شرقی کی طرف موڑ لیا۔ گاؤں میں داخل ہوتے ہی ہم نے حضرت جیوے شاہ سرکارؒ اور پیر جماعت علی شاہؒ کے مزار پر حاضری دی۔ دونوں سادات بزرگ حکیم فضل حسین (مرحوم)، حکیم محمد حسین (مرحوم) اور حکیم نذر حسین (مرحوم) کے جد امجد ہیں۔ ان کی نسل سے گجرات کی معروف علمی، ادبی شخصیت پروفیسر حکیم صابر علی بزرگوں کی وراثت طب کے شعبے کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ تین دن سوموار۔ بدھ۔ جمعہ گجرات اور منگل۔ جمعرات۔ ہفتہ کو جلالپور جٹاں مطب چلا رہے ہیں۔ لاتعداد غریبوں، مسکینوں کو مفت ادویات مہیا کرتے ہیں۔ ان کے بھائی حکیم سید اشرف علی سیداں دی ہٹی کے نام سے مطب اور پنسار کی

marfat.com

دوکان چلا رہے ہیں۔ قدیم زمانہ میں برصغیر بالخصوص پنجاب گجرات میں سادات کو بہت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ بیشتر دیہات میں برکت کے لئے سادات کو لا کر آباد کیا جاتا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ سادات نے برصغیر میں رشد وہدایت کی شمعیں روشن کیں۔ جہاں آباد ہوئے پھر وہاں سے واپس نہ گئے۔ ڈھلو شرقی نے بزرگوں نے فیصلہ کیا کہ گاؤں ڈھلو میں برکت کے لئے سادات کا ہونا ضروری ہے چنانچہ اہل ڈھلو نے کمرونہ سیداں ضلع سیالکوٹ سے پیر سید ستار شاہ سادات کو لا کر آباد کیا جن کے دو فرزند تھے۔ پیر سید جیوے شاہ اور پیر حیات شاہ جن کی قبر پختہ کنگ بڈھا اور جانگانوالی کے راستہ میں واقع ہے۔ پیر حیات شاہ کے بیٹے جماعت علی شاہ کی مرقد مبارک بھی پیر جیوے شاہ کے مقبرہ میں ہے۔ پیر جماعت علی شاہ کے تین فرزند حکیم سید فضل حسین، حکیم سید محمد حسین اور حکیم سید نذر حسین تھے۔ حضرت بابا جیوے شاہؒ، پیر جماعت علی شاہؒ اور ڈھلو میں مدفون دوسرے بزرگ سادات کا تعلق اسی خاندان سے ہے۔ ڈھلو شرقی سے جانب شمال مغرب سادات خاندان کا چھوٹا سا باغ ہے۔ موجودہ باغ کی بنیاد اپنے دادا حیات شاہ کے نام پر حکیم سید محمد حسین نے رکھی۔ اس باغ میں ریڑ، بیڑہ، بلیلہ اور چیڑ جیسے درخت دیکھے جو گجرات کی سرزمین میں کہیں بھی نہیں ہیں۔ ریڑ، بیڑہ اور بلیلہ کے جوان درخت پھل سے لدے ہوئے دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ریڑ، بیڑہ اور بلیلہ جس کو طب کی زبان میں ترپھلہ کہتے ہیں میں ہر قسم کی بیماری کی شفاء رکھی ہے۔ کینسر، ایڈز، شوگر اور بلڈ پریشر جیسے موذی امراض کا شفا ہے لیکن افسوس ہم طب مشرق کو چھوڑ کر مغرب کے دواساز ادارہ کے چنگل میں پھنس گئے ہیں اور ان کی تیار کردہ ادویات کے ہاتھوں اپنی موت آپ خرید رہے ہیں جو ایک مرض کے خاتمہ کے بعد مریض کو دوسری بیماریوں جس کو سائیڈ افیکٹ کہتے ہیں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ جڑی بوٹیوں قدرت کے دیئے ہوئے خزانہ کی قدر نہیں کر رہے۔ سادات کا یہ باغ آباد، شاداب اور سرسبز ہے۔ اس میں نیک نیتی کا عمل دخل ہے۔ اس باغ میں سادات کے بزرگوں کے پرانے خدمت گزار بابا مٹھو اور بابا محمد حسین نمبردار سے ملاقات ہوئی۔ اسی دوران ڈھلو شرقی کے عمر رسیدہ محمد عنایت، محمد الیاس اور دوسرے اہل دیہہ باغ میں اکٹھے ہو گئے۔ چوہدری امان اللہ نمبردار نے پر تکلف چائے کا اہتمام کیا۔ چائے کے ساتھ قسم قسم کی اشیاء بالخصوص دیسی گھی سے تیار کردہ دیسی چیز نشاستہ اور دال پیش کی۔ باغ میں ایک قدیمی کنواں جس کا پانی راہ گیر بیچار صاحبؒ کے عرس میلہ کے موقع پر پیاس بجھاتے اہل دیہہ نے حضرت بابا جیوے شاہؒ کے بارے بتایا کہ آپ مجذوب اور پیدائشی ولی تھے۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ اہل دیہہ آپ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ حضرت جیوے شاہ کے مزار کے مغرب کی جانب حضرت پیر جماعت علی شاہؒ کا مزار ہے۔ حضرت جیوے شاہؒ کے مزار پر شاندار اور خوبصورت چادریں پڑی ہوئی تھیں۔ 1971 کے جنگی قیدی جب ہندوستان کی قید سے رہا ہو کر آئے تو ننگے پاؤں پہلے یہاں چادر چڑھاتے پھر گھر جاتے۔ آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ سبز گنبد بھی ہے۔ مزار کے شمال کی جانب لسوڑا کا قدیمی

marfat.com

درخت بھی ہے۔ باغ کے قبرستان میں حکیم سید صابر علی کے پردادا پیر سید حیات شاہ کا مزار ہے۔ ایک بار قحط سال کے دوران حضرت جیوے شاہؒ سے بارش کے لئے دعا کرائی گئی اہل دیہہ کی مراد پوری ہوئی۔ جب آپ کی کرامت ظاہر ہوئی آپ زندہ زمین میں سما گئے۔ صرف کپڑے کا کچھ حصہ زمین سے باہر رہ گیا۔ اس پر آپ کا مزار مبارک تعمیر کیا گیا ہے۔ ایک بار ڈھلو شرقی میں بارات آئی۔ اس کے ہمراہ آتشباز بھی تھا۔ اس نے آپ کے روضہ کے قریب گولے چلانے شروع کر دیئے گولے تو نہ چلے البتہ داروگر کو شدید صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ بعد میں اس نے آپ کے مزار پر حاضر ہو کر معافی مانگی اور جب تک زندہ رہا عقیدت واحترام سے آپ کے مزار پر حاضری دیتا رہا۔ اہل دیہہ نے بتایا کہ **1971**ء کی جنگ میں سیالکوٹ کے سرحدی علاقہ کے بے گھر ہونے والے لوگ آپ کے مزار پر عقیدت سے حاضری دیتے رہے۔ آج بھی اہل دیہہ مزار پر گھی کے چراغ جلاتے ہیں۔ حضرت جیوے شاہؒ مرد قلندر مجذوب تھے۔ مجذوب کے نزدیک زندگی کی ساری رونق گہما گہمی عشق کی بدولت ہے۔ عقل نفع نقصان سوچتی ہے جبکہ عاشق ان حدوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ جہاں عقل سوچ اور فکر بے بس ہو جائے وہاں عشق کی ابتداء ہوتی ہے۔ مجذوب کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا ہر سوچ ہر عمل محبوب کے تصور میں گم ہونا ہوتا ہے۔ وہ اپنی مرضی کو محبوب کی مرضی ضم کر دیتا ہے۔ قلندر اصلاح نفس کے لئے آتش عشق کی بھٹی کو استعمال کرتا ہے۔ عشق کی یہ بھٹی حرص، ہوس، خودغرضی اور نفسانی خواہشات کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور اسے کندن بنا دیتی ہے۔ حضرت جیوے شاہؒ کا تعلق بھی فقیروں کی اس لڑی سے ہے جس کو مجذوب کی لڑی کہتے ہیں۔ جس نے مجھ گنہگار کو اپنے قدموں میں حاضری کے لئے بلا لیا ہے۔ فقراء نے میرے ذمہ جو فرض سونپا ہے اسے پورا کر سکوں۔

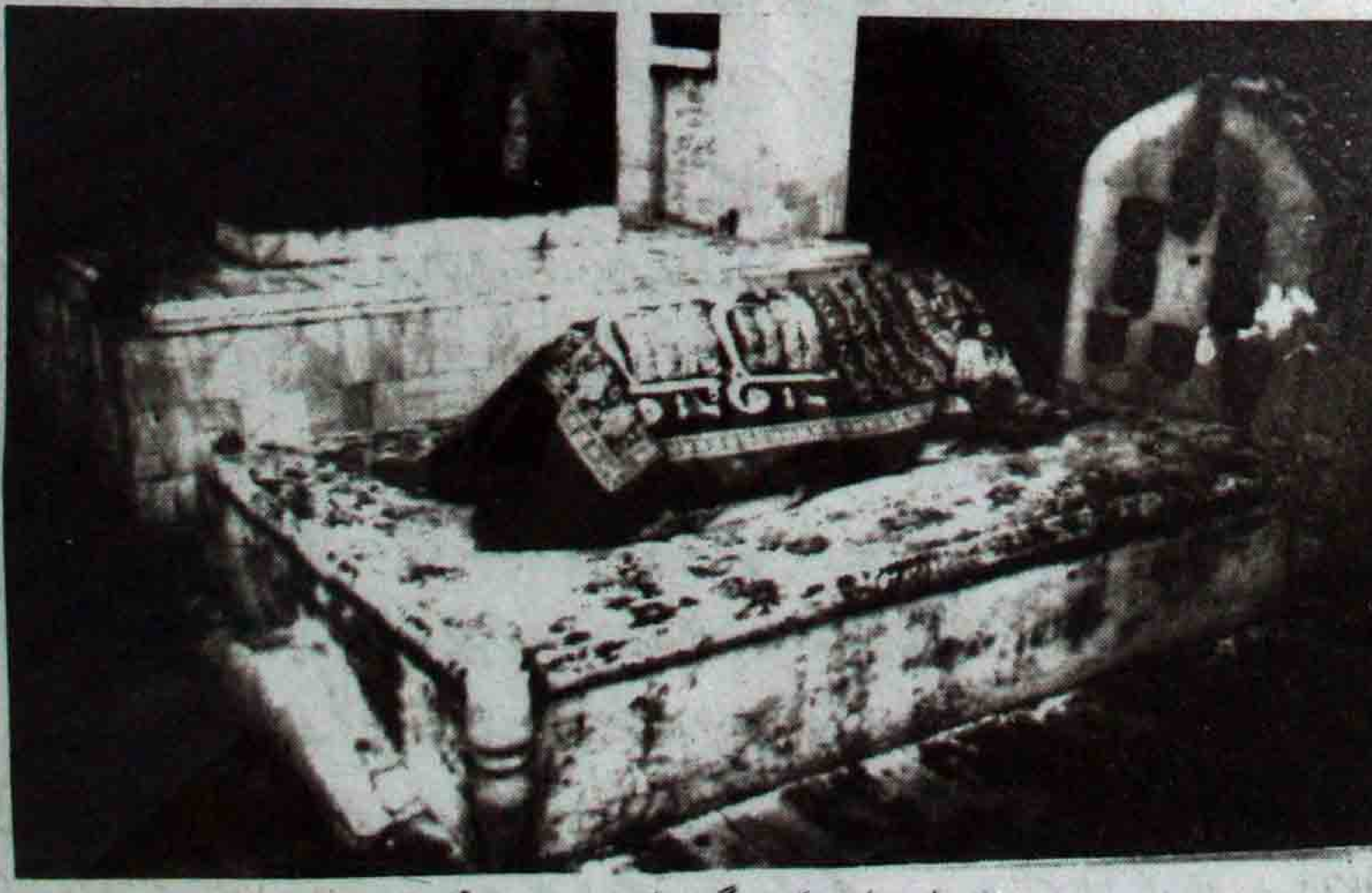

سادات جلالپور جٹاں کے بزرگوں کے مزار جو باغ میں ہیں

marfat.com

حضرت پیر سید نادر حسین شاہ صاحب گیلانی سروری قادری سلطانیؒ

بھمبر روڈ ملہو کھوکھر کے قریب سے گزرتی ہے۔ ملہو کھوکھر کے مغرب کی جانب ایک تباہ شدہ بستی ٹبہ کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اس ٹبہ پر حضرت سلمان علیہ السلام کا نوگز لمبا مزار ہے۔ صاحب مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں۔ کسی زمانہ میں اس ٹبہ پر ایک بستی تھی۔ اس ٹبہ سے مٹی کے برتن چکیوں کے پاٹ اور سکوں کے علاوہ انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء ملتی ہیں۔ اس ٹبہ پر حضرت نادر حسین شاہؒ کا عالیشان مزار ہے۔ یہ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے چار باب ہیں۔ محمد عبداللطیف قادری کی تحریر کے مطابق آپ کی ۱۹۳۱ء کو حضرت پیر عید حیدر شاہ گیلانیؒ کے ہاں ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ حسنی گیلانی سید ہیں۔ آپ کا تعلق حضرت امام حسنؑ اور حضور غوث پاک سید عبدالقادر جیلانیؒ کی پاک اولاد سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد بغداد شریف سے ہجرت کر کے اُچ شریف اور حجرہ شاہ مقیم سے ہوتے ہوئے گجرات کے قصبہ "چک سادہ" رہائش پذیر ہوئے۔ آپ کے خاندان کے اکثر بزرگوں کے مزارات اسی گاؤں میں موجود ہیں۔ حضرت پیر سید معصوم شاہ صاحبؒ آف چک سادہ (مالک نوری کتب خانہ داتا بازار لاہور و بانی نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور) آپ ہی کے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے پردادا حضرت گیلانی شاہ صاحب قادریؒ نے چک سادہ کی سکونت چھوڑ کر ملہو کھوکھر (بھمبر روڈ گجرات) کو اپنا مستقل مستقر بنایا۔ آپ کی اولاد اب اسی قصبہ میں رہائش پذیر ہے۔ یہاں کے بیشتر لوگ اسی خاندان کے مرید ہیں۔ مصداق بچپن ہی میں بفضل خدا آپ کی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ کسی کے مویشی بیمار ہو جاتے تو وہ آپ کو اپنے گھر لے

marfat.com

جاتا۔ آپ کی دعا سے مویشی تندرست ہو جاتے۔ قصبہ میں پانی کھارا آتا تھا۔ آپ کی نشان دہی پر جہاں کنواں یا نلکا لگایا جاتا ٹھنڈا میٹھا پانی ملتا۔ آپ نے متعدد ایسے واقعات بیان فرمائے جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حضوری حاصل تھی۔ غوث پاک اور حضرت سلطان باہوؒ سے بھی ملاقات رہتی تھی۔ آپ نے گجرات شہر کی معروف تعلیمی درسگاہ زمیندارہ ہائی سکول سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور کے ''یونانی طبیہ کالج'' سے یونانی حکیم کی سند اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ آپ کے عین عالم شباب میں اپنے وقت کے ولی کامل، قطب زماں، غوث دوراں حضرت پیر سید نصیب علی شاہ صاحبؒ سروری قادری سلطانی آف چھالے شریف، کڑیانوالہ گجرات آپ کے گھر تشریف لائے اور آپ کو سلسلہ عالیہ سروریہ قادریہ سلطانیہ میں بیعت وخلافت سے نوازتے ہوئے فرمایا ''میں نے آپ کی امانت آپ تک پہنچادی ہے''۔

چاند کی پہلی جمعرات کو حضور داتا صاحبؒ کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتے، گیارھویں شریف کا ختم باقاعدگی سے دلاتے۔ اپنے دادا جانؒ کا سالانہ عرس کراتے۔ آپ نہایت ملنسار، غمخوار غمگسار شریں گفتار حلیم طبع، مشفق ومہربان، خلیق، سخی اور مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی تواضع خود کرتے، فخر، غرور، تکبر، خودی ونخوت، خودنمائی، ریاکاری، کذب، نمود ونمائش، بری باتوں اور خصلتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ سادہ لباس، سادہ خوراک اور سادہ رہائش آپ کا خاصہ تھا۔ آپ بہت کم کھاتے، کم سوتے اور کم بولتے تھے۔ کثرت سجود کے آثار آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔ آپ نے بہت مجاہدے کئے۔ سخت گرمیوں کے موسم میں تین تین دن کے متواتر روزے رکھے۔ افطار تین دن بعد کی۔ آپ مریدوں کے گھروں میں جا کر روائتی پیروں کی طرح نذرانے جمع کرنے اور مریدوں کے مجمع کے ساتھ بازاروں سے گزرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ۲ر ستمبر ۱۹۶۶ء کو آپ کی طبیعت ناساز ہوئی، گاؤں کے لوگ، عزیز واقارب، رشتہ دار اور مریدین جمع ہو گئے آپ نے فرمایا 4:35 منٹ پر نادر اس دار فانی سے جا رہا ہے۔ میرے وصال کے وقت بارش ہوگی۔ ایک سفید ریش بزرگ لاہور سے جنازے میں شرکت کے لئے آئیں گے۔ حضرت پیر ارشاد بادشاہ آف چورا شریف میری نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ میری یہ مسجد ''جامع نورانی غوثیہ'' بنے گی۔ میرے بھی چار یار ہیں۔ ان چاروں کو میرا خاص فیض حاصل ہے۔ ۱۔ میر محمد صادق، ۲۔ بوٹے شاہ، ۳۔ الیاس بھٹی، ۴۔ محمد عبداللطیف قادری۔ آپ نے اپنے فرمان کے مطابق ٹھیک 4:35 منٹ پر ۲۔۳ر ستمبر ۱۹۶۶ء کی درمیانی رات اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ آپ کی تمام پیشین گوئیاں بفضل خدا پوری ہو چکی ہیں۔ آپ کا خوبصورت مزار اقدس ملھو کھوکھر گاؤں کے مرکزی قبرستان میں نوگزی قبر کے شمال مشرق میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۲ر ستمبر کو بعد نماز عشاء آپ کے آستانہ عالیہ میں منایا جاتا ہے۔ حمد وثناء کی محفل اور زائرین میں لنگر تقسیم ہوتا ہے۔

marfat.com

تصوف کی مشہور کتاب مراۃ السالکین کے مصنف حضرت مولوی محمد امام الدین کا تعلق گجرات کے قدیمی تاریخی قصبہ لکھن وال سے ہے یہ کتاب ایک سو بارہ سال قبل لکھی گئی

صاحبزادہ نذر محی الدین جن کا تعلق ٹھٹھہ موسیٰ سے ہے۔ حضرت پیر محمد المعروف بچیار صاحبؒ کی اولاد سے ہیں۔ علمی وادبی شخصیت ہیں۔ ان کے کتب خانہ میں قدیمی اور نایاب کتب ہیں۔ راقم کبھی کبھار ان کے کتب خانہ سے استفادہ حاصل کرتا رہتا ہے۔ ان کے کتب خانہ سے ایک بوسیدہ اور نایاب کتاب ''مراۃ السالکین'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب اُردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ لکھن وال کی روحانی شخصیت حضرت مولوی امام الدینؒ نے سال ۱۳۱۲ھ میں تحریر کی۔ مراۃ السالکین ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب میں تقریباً چالیس کے قریب اولیائے کرام، ان کے خلفاء، تاریخ وصال، جائے مدفن اور کرامات تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ حضرت مولوی امام الدین صاحب حنفی چشتی نظامی لکھن وال کے عالم فاضل بزرگ حضرت بابا پیر بخش کے پڑپوتے ہیں جن کا مزار لکھن وال میں صاحبزادہ ظفر علی بھٹی کی حویلی کے قریب ہے۔ راقم نے ان مزارات پر حاضری دی۔ یہ مزار پختہ تعمیر کئے گئے ہیں۔ حضرت مولوی امام الدینؒ سیال شریف کے آستانہ سے فیض یافتہ تھے۔ مراۃ السالکین میں صحابہ کرام، اولیائے کرام کے علاوہ بارہ امام صاحبان حضرت خواجہ بصریؒ، حضرت خواجہ ابی الفضل عبدالواحد بن زیدؒ، حضرت خواجہ شیخ فضل ابن عیاضؒ، حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہمؒ، حضرت خواجہ امین الدینؒ، حضرت خواجہ ممشادؒ، محمد ابن احمدؒ، حضرت خواجہ ابو یوسف بن سید محمد سمعانؒ، حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ، حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلویؒ، حضرت شیخ کمال الدینؒ، حضرت خواجہ سراج الدینؒ، حضرت شیخ علم الدینؒ، حضرت خواجہ شیخ محمد راجنؒ، حضرت خواجہ شیخ جمال الدین جمنؒ، حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ میاں آبادیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ، حضرت محب النبی مولانا محمد فخر الدینؒ، حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ، حضرت خواجہ محمد سلمان تونسویؒ، حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالویؒ ان کے خلفا حضرت سید غلام حیدر شاہؒ، حضرت محمد معظم الدینؒ، حضرت محمد امین الدینؒ چکوڑی شریف، حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے حالات زندگی درج ہیں۔ مراۃ السالکین کے آخری صفحات پر اسلامی مہینے میں وفات پانے والے اولیائے کرام کے نام سن وصال اور جائے مدفن ترتیب سے درج ہیں۔ کتاب کے اختتام پر منشی مولا بخش مینجر مالک ملکی پریس گوجرانوالہ نے طالبان خاندان چشتیہ نظامیہ کی خدمت میں ضروری التماس تحریر کر کے حضرت مولوی امام الدین کو نسخہ مراۃ السالکین کے حالات الکاملین تحریر کرنے پر خراج تحسین پیش کیا

marfat.com

ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری، مولوی شیخ عبداللہ صاحب ساکن چک عمر، مولوی محمد سلام اللہ عمر چک، مولوی غلام حسین حکیم گوجرانوالہ، کرم الٰہی مدرس ڈنگہ، حافظ محمد رمضان دروہ، فقیر کریم بخش قادری راکھے گجرات نے کتاب مراۃ السالکین پر اظہار خیال کیا ہے۔ حضرت مولوی محمد امام الدین کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ ۱۳۱۲ء میں کتاب مراۃ السالکین کی قیمت ایک روپیہ رکھی گئی۔ ملنے کا پتہ مولوی محمد امام الدین چشتی بمقام وڈاکخانہ لکھنوال ضلع گجرات سید اکبر شاہ خلف سید معصوم شاہ محکمہ قانونگویاں گجرات تحریر کیا ہے۔ اسی دور میں دوسری کتاب مراۃ الاخلاق جس کو منشی غلام قادر رئیس گجرات اہل کار ریاست جموں وکشمیر مطبع منشی نول کشور ماہ اکتوبر ۱۸۸۴ء کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مولوی محمد امام الدین بلند پایہ عالم اور درویش ولی اللہ ہوگزرے ہیں۔ صاحبزادہ ظفر علی بھٹی کے مطابق ان کا گھر اب بھی لکھن وال میں موجود ہے۔ وہ مخلوق خدا کو فیض دینے ہندوستان کے مشہور شہر کلکتہ چلے گئے۔ جامع مسجد کلکتہ میں امام صاحب سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ ایک روز امام صاحب سے عرض کی آج جمعۃ المبارک کے خطبہ کی اجازت دی جائے کیونکہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ آپ نے اس انداز سے خطبہ بیان کیا کہ امام صاحب کے علاوہ تمام نمازی آپ کے مرید بن گئے۔ آپ کا مزار کلکتہ میں شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کے خاندان کے دو بھائی حافظ قرآن تھے۔ زمینداری کرتے تھے۔ ایک بھائی کنواں پر دوسرا زمینوں میں کام کرتا۔ پوری رات قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ جب قرآن کی تلاوت مکمل ہو جاتی کام چھوڑ دیتے۔ حافظ محمد دینؒ جن کا تعلق بھی لکھن وال سے تھا وہ بھی حضرت محمد امام الدین کے رشتہ دار تھے۔ علم کے پیاسے ہر وقت ان کی محفل میں حاضر رہتے۔ گاؤں کے چند لوگ حافظ محمد دینؒ سے حسد کرتے تھے۔ انتقام کی آگ میں ایک روز انہوں نے حافظ محمد دینؒ کے خلاف سازش تیار کی اور مندا موچی سے کہا جب حافظ محمد دین نماز ادا کر کے مسجد سے باہر نکلے ان کی بے عزتی کر دینا۔ جوں ہی حافظ محمد دین نماز ادا کر کے مسجد سے باہر نکلے مندا موچی نے تین چار جوتے ان کو رسید کئے اور سخت بے عزتی کی۔ حافظ محمد دین نے مندا موچی کو اتنا ہی کہا ''میری بے عزتی کی ہے میں تمہیں کچھ نہیں کہتا اللہ تیرا بیڑا غرق کرے''۔ اللہ اپنے بندوں کی فریاد ضرور سنتا ہے۔ اس واقعہ کے کچھ روز بعد مندا موچی بارات لے کر اپنے چار بیٹوں اور پورے خاندان کے ہمراہ کشتی میں سوار ہو کر دریائے چناب کے پار جا رہا تھا۔ جب کشتی دریا کے درمیان پہنچی تو کشتی ٹوٹ گئی۔ مندا کے چاروں بیٹے پورا خاندان دریا میں غرق ہو گیا۔ ایک فقیر کی بات سچ ثابت ہوئی خدا تیرا بیڑہ غرق کرے۔ مندا زندہ بچ گیا اور اس کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور وہ مر گیا۔ داناؤں کا فرمان ہے کہ فقیروں کو پریشان اور تنگ نہیں کرنا چاہیے ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو کر رہتی ہے۔ حضرت مولوی محمد امام الدین نے مراۃ السالکین تحریر کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

marfat.com

میرے یار دیاں کڑیاں پٹ دے

منگووال غربی میں اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری کے بعد راقم کی کوٹ فتح دین میں آبادی سے باہر شیر شاہ اور حضرت شیخ عبداللہ کے مزارات پر حاضری ہوئی۔ ان مزارات سے تھوڑے سے فاصلہ پر کسی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ اگرچہ ٹبہ کو ہموار کر کے اسے زرعی زمین میں تبدیل کر دیا گیا ہے تاہم مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے جا بجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ ان مزارات پر حاضری کے بعد راقم کنجاہ کے قریب ڈومنیانوالی کی تباہ شدہ بستی جو تقریباً اس وقت 40 کنال رقبہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے کچھ حصہ پر سکول کی عمارت تعمیر کر دی گئی۔ اس تباہ شدہ بستی کے اوپر بوہڑ کا بہت قدیمی درخت بھی ہے۔ ڈومنیانوالی کی اس تباہ شدہ بستی سے بڑے سائز کی اینٹیں ملتی ہیں۔ ٹبہ سے ملنے والی بڑے سائز کی اینٹوں سے پانی کے نلکہ کا پختہ فرش تعمیر کیا گیا ہے۔ عبداللہ کونسلر نے بتایا کھدائی کے دوران ٹبہ سے برتن، چکیوں کے پاٹ اور انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء ملتی ہیں۔ راقم نے اس ٹبہ سے ملنے والے بڑے سائز کی اینٹ، مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے تجزیہ کے لئے اپنی تحویل میں لئے۔ ڈومنیانوالی کے ٹبہ سے ملنے والی بڑے سائز کی اینٹیں قبل از مسیح کے دور کی ہیں۔ اس زمانہ میں اس علاقہ میں خوشحالی تھی۔ امیر لوگ گھروں میں بڑے سائز کی اینٹوں سے تعمیرات کرتے تھے۔ ان بستیوں کی خوشحالی کے پیش نظر بیرون حملہ آوروں نے ادھر کا رخ کیا۔ وحشی دور تھا۔ حملہ آور راستہ میں آنے والی ہر بستی کو اجاڑ کر رکھ دیتے۔ عورتوں اور بچوں کو یرغمال بنالیتے۔ مردوں کو قتل کر دیتے۔ خوش قسمت بھاگ کر جان بچالیتے۔ کنجاہ کی جانب آنے والے راستہ میں اب بھی لاتعداد تباہ شدہ بستیوں کے آثار ٹبوں اور ٹیلوں کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ڈومنیانوالی کے اس ٹبہ کے مشرق کی طرف کسی بزرگ کا قدیمی مزار ہے جس کا نشان صدیوں سے کوئی نہیں مٹا سکا۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ صاحب مزار بلند پایہ ہستی کے مالک ہیں۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے۔ نافرمان قوموں پر خدا کا عذاب ان کے اعمال کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ قدرتی آفات یا پھر حملہ آور اسے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ اس تباہ شدہ بستی کی مٹی بہت نرم اور سیاہی مائل ہے۔ گرد و نواح زرعی زمینیں سرسبز و شاداب ہیں۔ ڈومنیانوالی کے مطالعاتی دورہ کے بعد گمرالی نام کی قدیمی بستی دیکھی۔ دسمبر کے دنوں میں دھان کی فصل بوریوں میں محفوظ کی جاتی ہے۔ میدانوں شیلروں میں ہر طرف منجی کے انبار نظر آتے ہیں۔ منگووال غربی علاقہ میں چاولوں کی بہترین اقسام پائی جاتی ہیں۔ فصل کی کٹائی کے دنوں میں مزدور لوگ سال بھر کیلئے چاول اکٹھے کر لیتے ہیں۔ گھریلو ضروریات سے زیادہ ہوں تو فروخت کر دیتے ہیں۔ گمرالی ایک قدیم بستی ہے۔ گاؤں کے شمال میں قبرستان میں حضرت بابا میاں صاحب کا مزار ہے۔ ایک مجذوب بابا میاں صاحب کو ماننے والا تھا۔ مجذوب اللہ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔ وہ دنیاوی گورکھ دھندوں سے آزاد ہوتا ہے بلکہ دنیا کو طلاق دے رکھی ہوتی ہے۔ مجذوب ہر وقت اللہ کی ذات میں مگن رہتے ہیں۔ ظاہر طور پر وہ دیوانہ ہوتے ہیں۔ فقیروں کی یہ جماعت جب منہ سے کوئی بات کہہ دیتی ہے وہ فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ مجذوب کا براہ راست اللہ سے تعلق ہوتا ہے۔ بزرگ درویش لوگ کہتے

marfat.com

ہیں مجذوب کو چھیڑنا نہیں چاہیے وہ اللہ سے اپنی بات منوالیتے ہیں۔ گمرالی کے صوبیدار ریٹائرڈ عطا محمد نے بتایا کہ ایک مجذوب میلے کچیلے کپڑے، بکھرے بال، داڑھی میں تھوک جمی رہتی وہ آزادانہ گھومتے پھرتے رہتے۔ باگڑیانوالا ایک شخص قتل کے کسی مقدمہ میں ملوث تھا۔ وہ مجذوب فقیر کے حضور پیش ہوتا رہتا، نئے کپڑے سلوا کر دیتا، کبھی کبھی غسل بھی کروا دیتا، سر اور داڑھی کے بال ترتیب دیتا رہتا، ان کی خاطر تواضع کرتا رہتا، مجذوب بابا کے پاس کئی روز حاضری کا سلسلہ جاری رکھا، مجذوب کی خدمت میں پیش پیش رہتا۔ دیکھنے والے اسے کہتے پاگل آدمی کا دامن پکڑ رکھا ہے اس سے اسے کیا ملے گا۔

ایک روز باتوں باتوں میں اس نے مجذوب فقیر سے عرض کی۔ سرکار صبح قتل کے مقدمہ کا فیصلہ ہونا ہے۔ مجذوب فقیر نے گمرالی کے قبرستان دفن بابا میاں صاحب کے مزار پر آ کر عاجزی سے عرض کرنا شروع کی ''میرے یار دیاں کڑیاں پٹ دے'' کبھی بلند آواز سے، کبھی دھیمی آواز سے بار بار یہی پکارتا ''میرے یار دیاں کڑیاں پٹ دے'' مجذوب نے یہ پکار دس بجے شروع کی اور اڑھائی بجے تک یہی پکارتا رہا۔ میرے یار دیاں کڑیاں پٹ دے اہل دیہہ نے مجذوب کی پکار کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تقریباً اڑھائی بجے مجذوب نے بلند آواز سے کہا ''او میرے یار دیاں کڑیاں پٹیاں گیاں نیں میرے یار دیاں کڑیاں پٹیاں گیاں نیں'' دوسرے روز ملزم شخص باعزت بری ہو گیا۔ انسانی نفس شیر سے بھی زیادہ طاقتور اور خونخوار ہوتا ہے۔ اکثر انسان تو نفس نام کے اسی درندے کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ بقول استاد ذوق دہلوی

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا

marfat.com

مجذوب درویش حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ

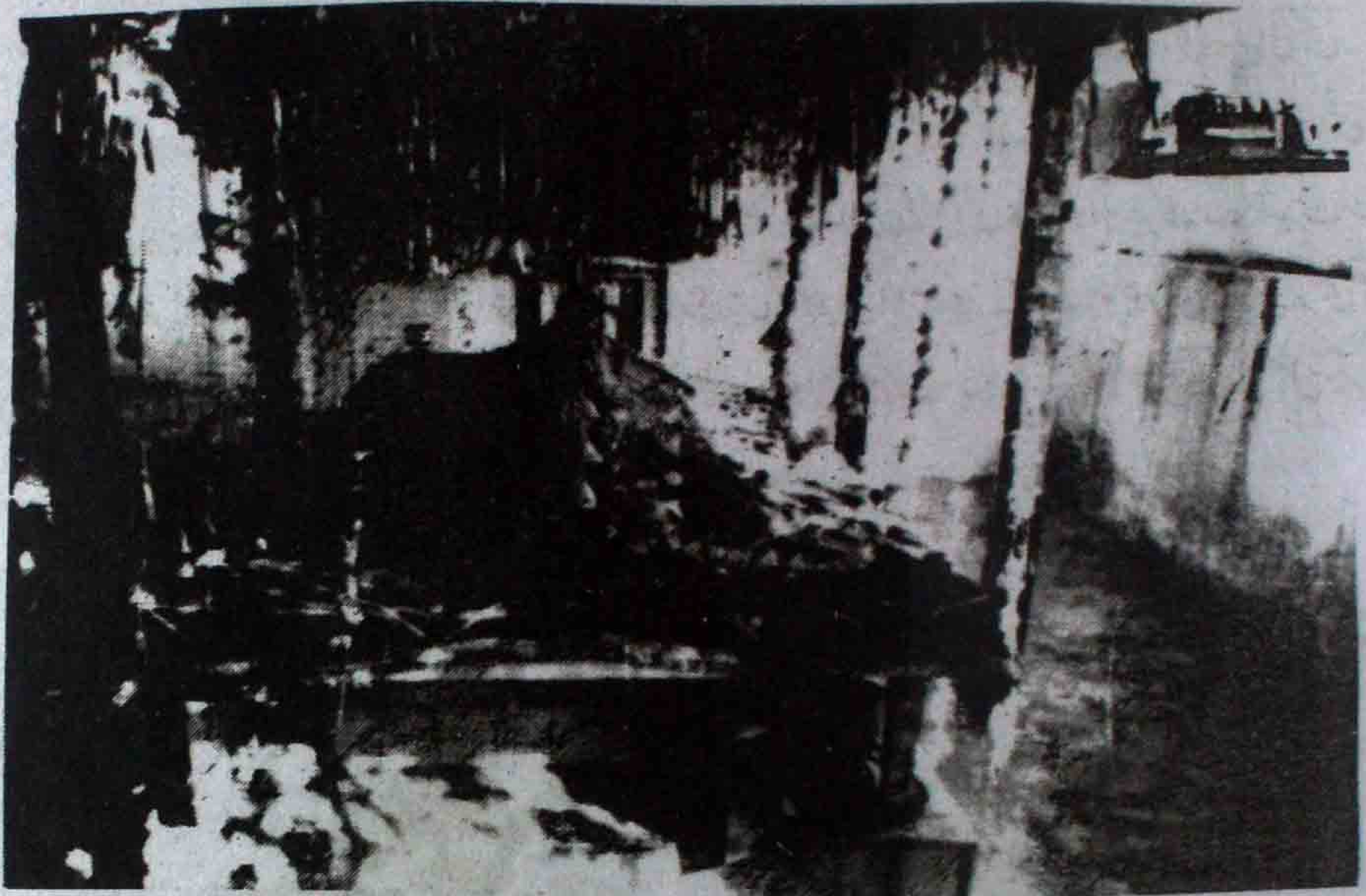

گجرات اولیائے کرام کا گہوارہ ہے۔ یہاں ہر شہر بستی میں اولیائے کرام کے آستانے میں ان اولیائے کرام میں سالک اور مجذوب بھی ہیں۔ مجذوب سلسلہ کی ایک درویش صفت حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ جن کا مزار کچہری چوک کے قریب ٹانڈہ جلالپور بس سٹاپ کے سامنے مسجد کے عقب میں کباڑ خانہ کے احاطہ میں ہے۔ مزار پر چھت بھی نہے۔ مزار چاردیواری کے اندر خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ جناب ثمر گجراتی (مرحوم) سے جب اولیائے گجرات کے بارے بات چیت ہوتی تو وہ حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ کا تذکرہ ضرور کرتے اور کہتے تھے کہ حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ مجذوب درویش ہو گزری ہیں۔ وہ حضرت سائیں کرم الٰہی کانوانوالی سرکار کی ہم عصر تھیں۔ حضرت سائیں کرم الٰہی کانوانوالی سرکار کا وصال 1929ء میں ہوا تھا۔ حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ دنیا جہاں سے بے نیاز رب تعالیٰ کے عشق میں مگن رہتی۔ ایک روز انہوں نے بتایا کہ حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ نے جب حضرت سائیں کرم الٰہی کانوانوالی سرکار کو اپنی طرف آتے دیکھا تو فوراً پردہ کر لیا اور فرمایا ایک ہی تو صاحب نظر مرد ادھر آ رہا ہے۔ حضرت مائی فضل بیگم کے عقیدت مند اعجاز احمد نے بتایا کہ حضرت مائی صاحبہ کے کافی عقیدت مند یہاں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ایک بزرگ عقیدت مند نے بتایا کہ حضرت سائیں کرم الٰہی کانوانوالی سرکار کے حضور لوگ حاضری دیتے تو آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میرے پاس آنے سے پہلے حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ کے حضور حاضری دے کر آیا کرو۔ وہ بھی ہمارے سلسلہ کی درویش ہیں۔ حضرت مائی صاحبہ کے مزار کے قدموں میں بچ کے آثار بھی ملتے ہیں۔ ہو سکتا ہے جس جگہ آپ کا روضہ تعمیر کیا گیا ہے یہی ان کی نشست

marfat.com

گاہ ہو۔ حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ مجذوب تھیں۔ مجذوب بوریا نشین ہوتے ہیں۔ دنیا جہاں سے بالکل لاتعلق ہوکر یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ان کا ہر فعل عبادت کے زمرے میں آتا ہے۔ مائی صاحبہ جو دعا مانگتی تھیں پوری ہو جاتی تھی۔ حاجی افضل کے بزرگ حاجی محمد دین بھی مائی صاحبہ کے عقیدت مند تھے۔ حاجی فضل کریم نے بتایا مائی صاحبہ جو دعا مانگتی قبول ہو جاتی۔ چوہدری عبداللہ کشمیری ایڈووکیٹ جن کے والدین حضرت سائیں کرم الٰہی کانوانوالی سرکار کے عقیدت مند تھے نے بتایا حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ ولی اللہ درویش ہو گزری ہیں۔ عورت ذات ہونے کے باوجود وہ بلند درجہ رکھتی تھی اور صاحب کرامت تھیں۔ حضرت مائی صاحبہ کا عرس ہر سال عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ حضرت مائی فضل بیگم صاحبہ کے مزار کے احاطہ میں پیر افضل قادری صاحب درس تعمیر کر رہے ہیں۔

مزار شہید بابا سرکیاں

marfat.com

ہندوستان کے شہر کلیر شریف میں صابر پاکؒ کے عرس مبارک پر وزیر آباد کی روحانی شخصیت فاروق اعظم سے ملاقات

کلیر شریف ہندوستان کا مشہور روحانی شہر ہے۔ کلیر شریف کو چھوٹا پاکستان کہا جاتا ہے۔ یہاں حضرت علاؤالدین علی احمد صابرؒ پاک کا آستانہ ہے۔ ہندوستان میں اسلام اولیائے کرام کی وساطت سے پھیلا۔ اس خطہ میں اولیائے کرام کا فیضان ہے۔ کلیر شریف میں ہر سال بارہ ربیع الاول کو صابر پاک کا عرس مبارک عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے جس میں ہندوستان کے علاوہ دنیا بھر سے صابر پاک کے عقیدت مند حاضری دیتے ہیں۔ راقم اس لحاظ سے خوش قسمت سال 1996ء کو صابر پاک کے عرس میں وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان کی طرف سے جو زائرین پاکستان سے عرس کی تقریبات میں شرکت کے لئے گئے ان میں راقم بھی شامل تھا۔ کلیر شریف میں ہمارا آٹھ روزہ قیام تھا۔ عرس پاک کی تقریبات میں ہندوستان بھر سے آئے ہوئے صابری سلسلہ کے لاتعداد آستانوں کے سجادہ نشین، متولی اور نگران حاضری دیتے ہیں۔ وہاں آستانہ عالیہ صابری کلس شریف کے سجادہ نشین عالمی مبلغ اسلام پیر شمیم صابر صابری بھی پاکستانی زائرین کی جماعت میں شامل تھے۔ کلیر شریفؒ میں گنگا نہر کے مشرق کی جانب مسلمانوں کا ایک محلہ ہے اس محلہ میں صابر کے چاہنے والے رہتے ہیں۔ حضرت قبلہ صوفی برکت علی لدھیانوی صاحب بھی کلیر شریف سے فیض پاتے ہیں۔ حضرت صوفی صاحب کے مریدین کی اچھی خاصی تعداد اس محلہ میں رہتی ہے۔ اس محلہ میں حضرت قبلہ صوفی کے مرید نے ایک محفل کا اہتمام کیا۔ حضرت صوفی صاحب کی جانب سے پیش کئے گئے ایک سپارہ کی زیارت کروائی جس کا وزن ایک من تھا۔ اس محفل میں راقم کی ملاقات وزیر آباد کی روحانی شخصیت فاروق اعظم سے ہوئی۔ اس محفل میں محمد اشرف صاحب آف ملکوال بھی شامل تھے۔ پاکستان واپسی پر ریلوے اسٹیشن پر فاروق اعظم سے دوبارہ ملاقات ہوئی انہوں نے اپنا وزیر آباد کا پتہ دیا یہ وزیر آباد جب ان سے رابطہ ہوا تو معلوم ہوا وہ انگلینڈ جا چکے ہیں۔ فاروق اعظم صاحب درویش قسم کے آدمی ہیں اور اولیائے کرام کے ثناء خوان ہیں اولیائے کرام سے دلی عقیدت اور محبت ہے فارغ وقت میں اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دیتے ہیں بہت پیار محبت دینے والی شفیق طبیعت کے مالک ہیں۔ جنوری سال 2004 کو جب وہ انگلینڈ سے اپنے وطن آئے تو راقم سے خصوصی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ راقم کی ان کے ساتھ کئی گھنٹے نشست ہوئی۔ انہوں نے راقم کو اولیائے کرام کے بارے کتب تحریر کرنے اس نیک کام کی تعریف کی اور وزیر آباد کے قدیمی شہر میں اولیائے کرام کے حضور حاضری دینے کے لئے دعوت دی۔ کلیر شریف میں ان سے ملاقات کے لمحات زندگی بھر کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ کلیر شریف کے بارے کسی نے کیا خوب کہا ''جو کلیر آتے ہیں من کی مرادیں پاتے ہیں''۔

marfat.com

چیئرمین ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل گجرات

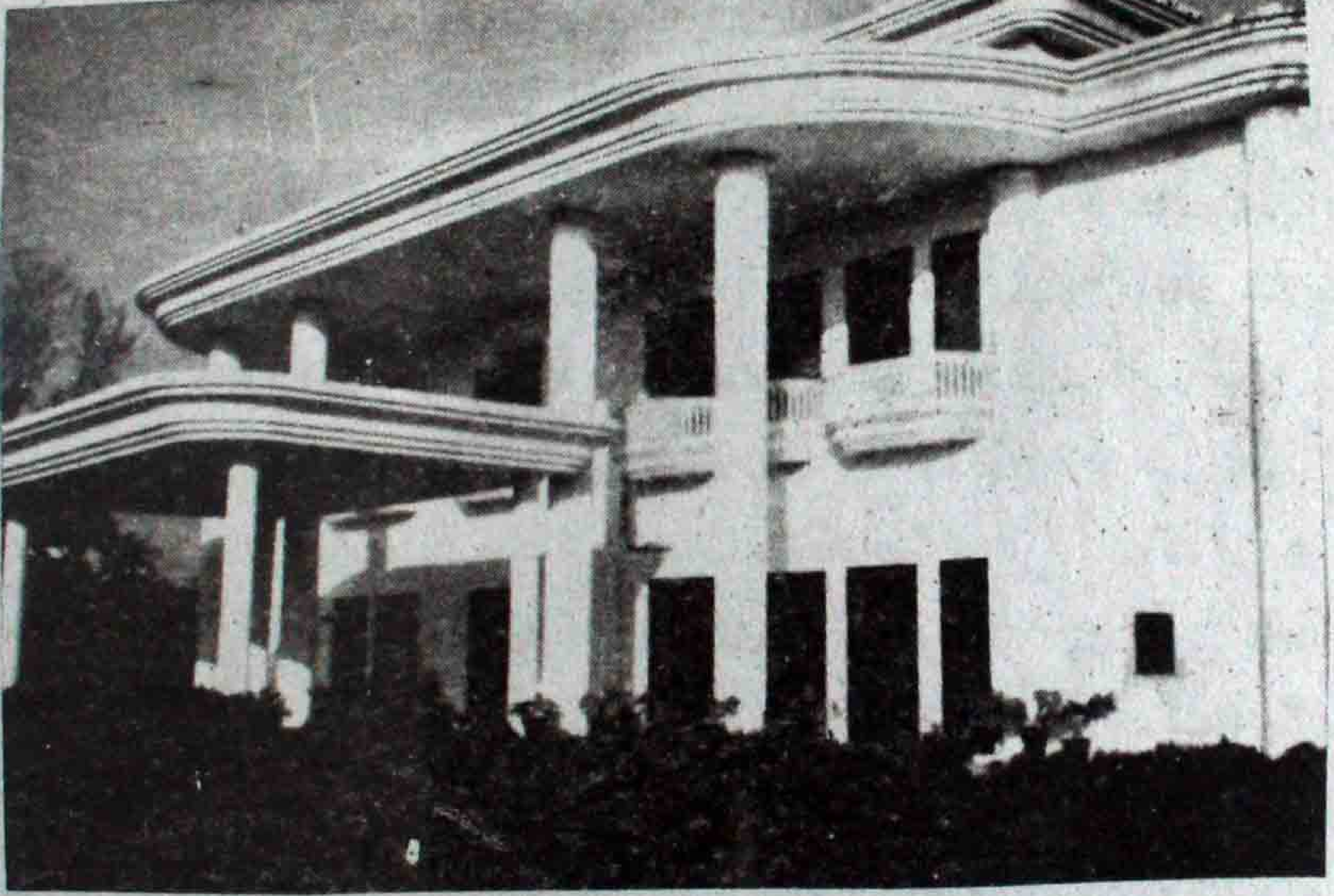

ضلع گجرات میں جب تحصیل پھالیہ شامل تھی اس ضلع کا شمار پنجاب کے بڑے بڑے اضلاع میں ہوتا تھا۔ مالیہ دینے میں سرفہرست تھا۔ گجرات کی سیاست کا حکومتیں بنانے اور توڑنے میں کافی عمل دخل رہا ہے۔ تحصیل پھالیہ کے الگ ہو جانے کے بعد گجرات کی سرحدیں سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ پھر گجرات پر ایک اور وار کیا گیا کہ سرائے عالمگیر کو گجرات سے ہٹا کر جہلم میں شامل کر دیا گیا۔ سرائے عالمگیر کے علیحدہ ہونے پر گجرات میں اچھا خاصا ردِعمل ہوا۔ گجراتیوں کا مؤقف تھا کہ دریائے جہلم صدیوں سے گجرات کی حد بندی ہے سرائے عالمگیر کو دوبارہ گجرات میں شامل کر کے اس کو تحصیل کا درجہ دیا گیا۔ اب ضلع گجرات، تحصیل گجرات، تحصیل کھاریاں، تحصیل سرائے عالمگیر پر مشتمل ہے۔ 117 کے قریب یونین کونسلیں ہیں۔ گجرات کے پہلے ایڈمنسٹریٹر نواب سر فضل علی تھے جو مسلسل سولہ سال تک گجرات کے ایڈمنسٹریٹر رہے جو ایک ریکارڈ ہے۔ ان کے بعد نوابزادہ چوہدری اصغر علی ایڈمنسٹریٹر رہے۔ وہ گجرات کے تیرہ سال ایڈمنسٹریٹر رہے۔ ضلع کونسل گجرات کے ریکارڈ کے مطابق اب تک ضلع کونسل کے ایڈمنسٹریٹرز کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔ ان میں بیشتر ایڈمنسٹریٹر ضلع گجرات کے ڈپٹی کمشنر رہے۔ ایڈمنسٹریٹرز کے نام اور عرصہ تعیناتی حسب ذیل ہے:۔

(۱) نواب سر فضل علی 1926 - 1942 (۲) نوابزادہ چوہدری اصغر علی 1943 - 1956 (۳) چوہدری محمد اکبر 1956-1957 (۴) چوہدری ظہور الٰہی 1957-1958 (۵) راجہ غلام مہدی خان 1958-1958 (۶) سی۔ اے سعید 1958-1959 (۷) شیخ اکرام الحق 1959-1959 (۸) ایم۔ اے باجوہ 1959-1959 (۹) شیخ اکرام الحق

marfat.com

1959-1959 (۱۰) ایم۔اے باجوہ 1959-1959 (۱۱) عبداللطیف ملک 60-1959 (۱۲) نوابزادہ محمد یعقوب خاں 1960-1962 (۱۳) سردار کرم نواز 1962-1965 (۱۴) سی۔اے۔سعید 1965-1967 (۱۵) احمد صادق 1967-1968 (۱۶) محمد منظور الحسن 1968-1969 (۱۷) کیپٹن ایس نصیر احمد 1969-1971 (۱۸) کیپٹن مہابت خان 1971-1972 (۱۹) سید عشرت علی شاہ 1972-1972 (۲۰) محمد محبوب احمد 1972-1972 (۲۱) اعجاز حسین ملک 1972-1973 (۲۲) شیخ علی ذوالقرنین 1973-1975 (۲۳) سید سرفراز حسین 1975-1977 (۲۴) سید محبوب احمد شاہ 1977-1977 (۲۵) شہزاد حسین پرویز 1977-1977 (۲۶) سید فضل حسین شاہ 1977-1978 (۲۷) خان عظمت اللہ خان 1978-1980 (۲۸) نوابزادہ مظہر علی خان 1980-1983 (۲۹) خان محمد یوسف خان 1983-1983 (۳۰) چوہدری پرویز الٰہی 1983-1992 (۳۱) چوہدری شفاعت حسین 1992-1993 (۳) سردار محمد اکرم خان 1993-1993 (۳۳) محمد احسن راجہ 1993-1994 (۳۴) قیصر امین الدین خان 1994-1996 (۳۵) افتخار احمد راؤ 1996-1997 (۳۶) خیر محمد ٹوانہ 1997-1998 (۳۷) چوہدری شفاعت حسین 1998-1999 (۳۸) خیر محمد ٹوانہ 1999-1999 (۳۹) حسیب اطہر 1999-1999 (۴۰) چوہدری شفاعت حسین 14 اگست 2001 تا حال

(یہ فہرست راقم کو اخلاق احمد وڑائچ رابطہ آفیسر ضلع کونسل گجرات کی وساطت سے مہیا ہوئی)

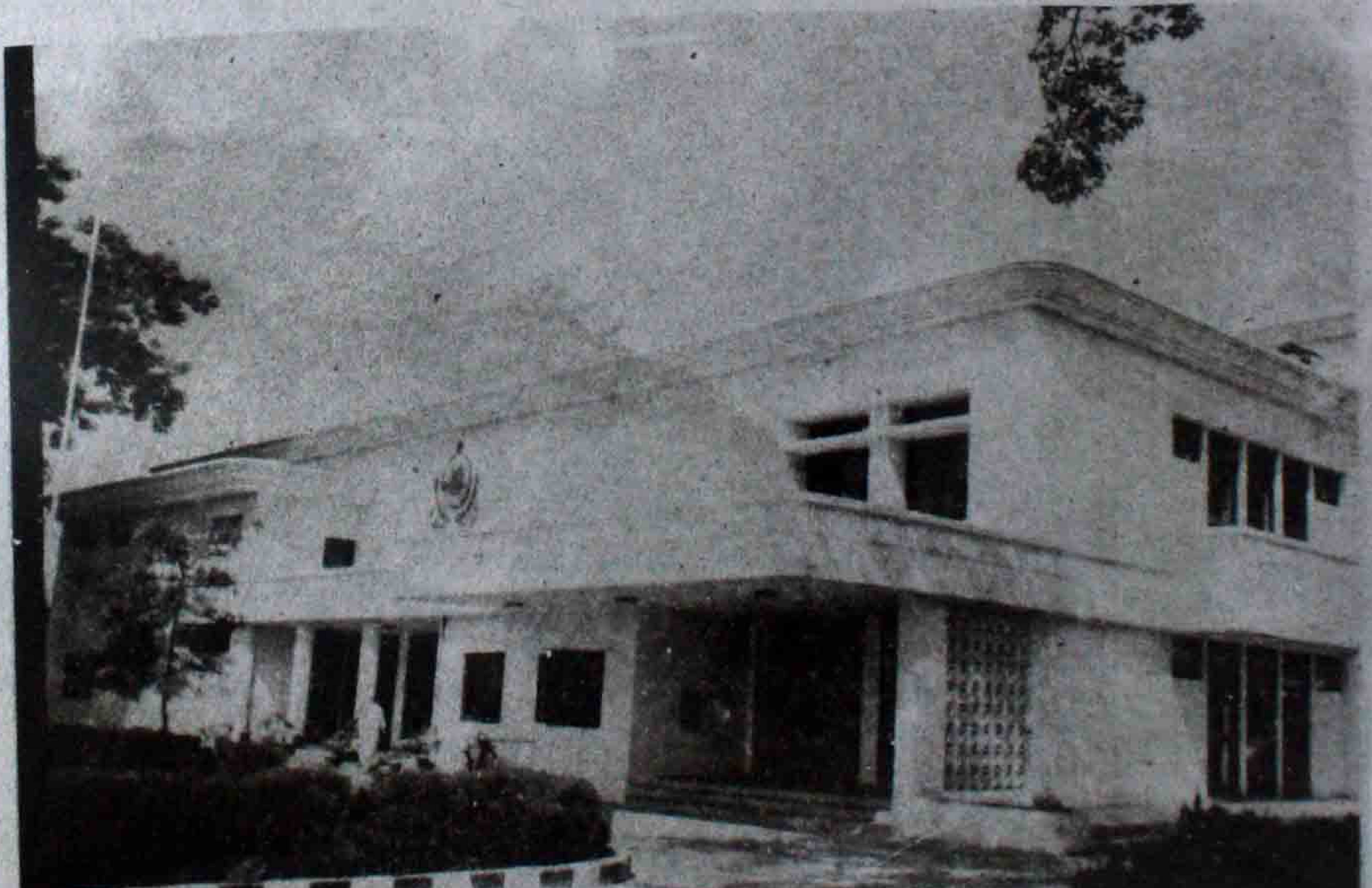

ضلع کونسل گجرات

marfat.com

دریائے چناب کے کنارے قدیمی بستی۔ رندھیر کھوکھر

دریائے توی اور دریائے چناب کے کنارے ضلع گجرات کے درجنوں قدیمی بستیاں ہیں۔ ان میں بیشتر بستیاں دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ کچھ قدرتی آفات اور حملہ آوروں کی نذر ہو گئیں۔ نشان عبرت چھوڑ گئیں۔ دریائے چناب کے کنارے کھوکھر قبیلہ کی چند بستیاں ماڑی کھوکھر، شام پور کھوکھر اور رندھیر کھوکھر موجود ہیں۔ ملک کھوکھر قبیلہ کے مایہ ناز بہادر بیٹے جسرت کھوکھر نے دھرتی ماتا کے لئے لازوال کارنامے سرانجام دیئے۔ جن کا مقبرہ کوری کے ٹبہ پر ہے۔ رندھیر کھوکھر اں دریائے چناب کے کنارے ہیڈ مرالہ روڈ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ رندھیر کے محمد اقبال نے بتایا کہ رندھیر کی قدیمی مسجد شہید کر کے از سر نو تعمیر کی جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے پرانی مسجد سے کوئی تاریخی چیز مل جائے۔ 18 اپریل 2003ء کو راقم کے علاوہ جمشید اقبال کھوکھر، محمد اکبر بیلف، محمد ارشد بھٹی، محمد رمضان فوجی رندھیر کے لئے روانہ ہوئے۔ رندھیر کی جامع مسجد کے خطیب قاری خضر حیات انمول سے ملاقات ہوئی جنہوں نے گرم جوشی سے ہماری ٹیم کا استقبال کیا۔ زیر تعمیر جامع مسجد میں لے گئے۔ یہ قدیمی مسجد کبھی گاؤں کے وسط میں ہوا کرتی تھی۔ اب دریائے چناب عین مسجد کے قریب بہتا ہے۔ مسجد کا دروازہ جس پر کشمیری طرز کے نقش و نگار اور ستونوں پر بیل بوٹے نمایاں ہیں تحقیق کے لئے حاصل کئے نئی مسجد کی تعمیر کے زیادہ تر اخراجات سائیں محمد شریف ٹھیکیدار کے بیٹے محمد حنیف جو انگلینڈ ہوتے ہیں اور رندھیر کے لوگ برداشت کر رہے ہیں۔ ہر خاندان کے افراد اپنی باری پر مسجد کی تعمیرات میں حصہ لے رہے ہیں۔ مسجد دیکھنے کے بعد سائیں محمد شریف ٹھیکیدار نے اپنے گھر ہمارا خیر مقدم کیا ان کا مکان بھی دریائے چناب کے کنارے پر ہے۔ رات کو دریائے چناب کی ٹھنڈی ہوا پر سکون ماحول میسر کرتی ہے۔ دریا کے قدرتی مناظر صبح شام آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ سائیں محمد شریف ٹھیکیدار رندھیر کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ رندھیر ایک پرانی قدیمی بستی ہے۔ کشمیر

marfat.com

دوسرے شہروں کو جانے والی قدیمی سڑک دریا کے ساتھ ساتھ رندھیر کے قریب سے گزرتی تھی۔ یہاں پھلاہی کے درخت بہت زیادہ تے تھے۔ دوران گفتگو مستری محمد الطاف بھی آ گئے۔ جموں و کشمیر کے سوداگر شب بسری کے لئے یہاں قیام کرتے تو اونٹوں سے سامان اتار اونٹوں کو درختوں سے پتے کھانے کے لئے آزاد کر دیتے۔ پھلاہی کے درختوں میں حضرت باوا جی حاجی صاحب کا مزار تھا جو چھوٹی اینٹوں تعمیر کیا گیا تھا۔ اونٹوں کی نکیل درختوں میں پھنس گئی۔ سوداگروں نے اونٹوں کو وہاں سے نکال لیا تا کہ مزار کی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ ئے چناب کا رخ تبدیل ہونے کی وجہ سے مزار حضرت حاجی صاحب کو خطرہ لاحق ہوا تو مزار وہاں سے رندھیر کے شمال کی طرف منتقل کرایا ۔ مزار کی لمبائی نوگز تھی جو بعد میں کم کر دی گئی۔ مزار پر چھت بھی ڈال دی گئی۔ سائیں محمد شریف ٹھیکیدار نے بتایا اب دوبارہ مزار کو نوگز تعمیر نے کا ارادہ ہے۔ قاری خضر حیات انمول اسی دوران ہمارے ساتھ رہے۔ رندھیر وسط میں حضرت بابا الف کا مزار ہے۔ ان کے مرشد م پیر دسوندی شاہؒ ہے۔ جن کا مزار اولکھ ضلع سیالکوٹ میں ہے ان کے مرشد کا نام بابا لاہوری شاہؒ ہے جن کا مزار بیری والا کنواں میں ہے۔ ئیں محمد بشیر، سائیں محمد طفیل حضرت بابا الف شاہؒ کے خدمت گزار رہے۔ سلسلہ قلندری ہے۔ عدنان باوا جی کا بیٹا ہے۔ 17 پھاگن کو عرس ہے ان بزرگوں کی وجہ سے علاقہ میں چوری وغیرہ نہیں ہوتی۔ رندھیر میں ایک پرانا کنواں تھا جو بڑے سائز کی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ حضرت حاجی صاحب کے بارے سائیں محمد شریف ٹھیکیدار نے بتایا کہ ان کا بیٹا محمد حنیف مزار کو شاندار انداز میں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ۔ جو بھی منت مراد کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ رندھیر کے شمال کی طرف حضرت وم شاہ اور تین نوگز قدیمی مزارعات ہیں۔ قریب تباہ شدہ بستی کے آثار بھی ملتے ہیں۔ ان تباہ شدہ بستیوں سے مٹی کے برتن اور برتنوں کے ے، انسانی ڈھانچے، پرانے سکے اور انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء ملتی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا

کے نیک بندے زندہ ہیں مزاروں میں ۔۔۔ خدا کو ڈھونڈو قرآن کے پاروں میں

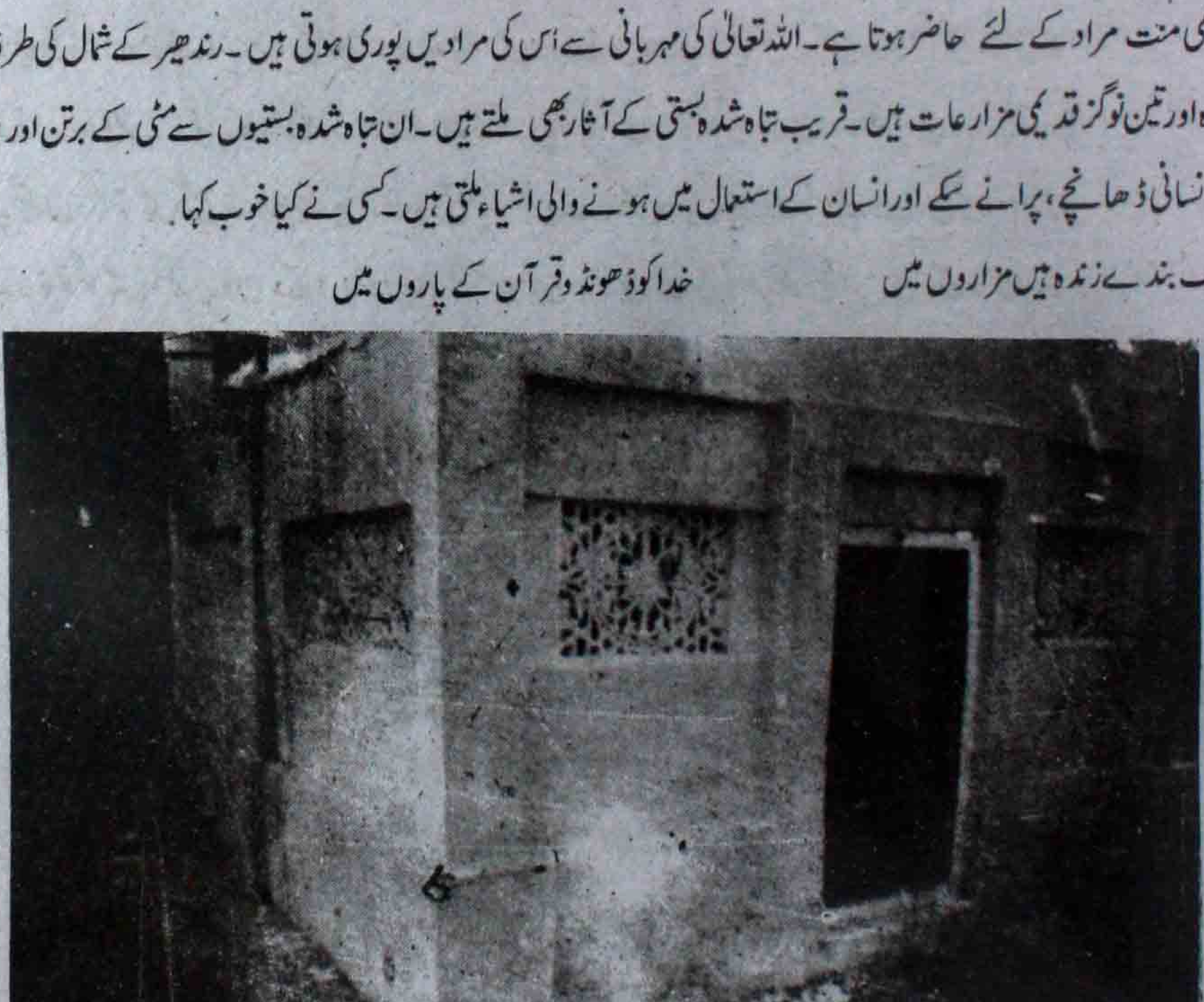

رندھیر کھوکھر میں بابا الف کا مزار

marfat.com

جوڈیشل ریکارڈ روم اور صدر قانونگو کی زبوں حالی

ڈیڑھ صدی پرانا ریکارڈ تباہ ہونے سے بچایا جائے

دستاویزات بیع محفوظ کرنے کے اقدامات کئے جائیں

ضلع کچہری گجرات میں تین دفاتر ایسے ہیں جہاں ڈیڑھ صدی قبل سے لے کر آج تک فیصلہ شدہ مقدمات اور محکمہ مال کا ریکارڈ محفوظ کیا جاتا ہے اسے جوڈیشل ریکارڈ روم یا محافظ خانہ کہا جاتا ہے جہاں محکمہ مال کا ریکارڈ محفوظ ہے اسے صدر قانونگو کہتے ہیں جائیداد کی منتقلی کی دستاویزات بیع کا ریکارڈ جو ہیڈ رجسٹریشن برانچ میں جمع ہے وہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ عدم توجہی کی وجہ سے تینوں دفاتر میں قیمتی دستاویزات تلف ہونے کا خطرہ ہے۔ راقم نے جب ان تین ریکارڈ رومز کا ملاحظہ کیا تو ڈر اور خوف اندھیرا کی وجہ سے اندر داخل ہونے کی ہمت نہ پڑی۔ تعفن بد بو روشنی صفائی کا معقول انتظام نہ ہونے کے برابر ہے تجربہ کار اہلکار نہ ہونے اور ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر گامزن رہنے اور افسران بالا کی توجہ نہ دینے کی وجہ سے یہ تینوں دفاتر میں جمع شدہ دستاویزات بارشی پانی دیمک کاغذ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے ان کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ صدر قانونگو میں انگریزوں کے دور کا ریکارڈ جس میں ہر دیہات کی مختصر تاریخ اراضی کے مالکان کا ریکارڈ جمعبندی مساوی عرف عام تھا۔ مثل حقیقت محفوظ ہے جوڈیشل ریکارڈ روم میں مقدمات کے فیصلہ جات اور اُن کے ساتھ شامل دستاویزات بھی محفوظ ہیں جواب بالکل غیر محفوظ ہو کر رہ گئی ہیں۔ ریکارڈ نہ ملنے کی سب سے پہلی وجہ دفتر ہذا کی چھتوں کی تبدیلی ہے کیونکہ لاتعداد ریکارڈ اپنے اصل مقام پر نہیں اور لاتعداد ریکارڈ بے ترتیب ہو کر آپس میں گھل مل گیا اور یوں اہلکاران کو ایک پرانی مثل کی تلاش کیلئے ہزاروں اور کئی دیہاتوں کی امثلہ پڑتال کرنی پڑتی ہیں اور تب کہیں جا کر مثل دستیاب ہوتی ہے اور کبھی دستیاب بھی نہیں ہوتی۔ جس کیلئے مثل تلاش جاری رہتی ہے۔ ریکارڈ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سٹاف کی کمی ہے۔ سال **1947**ء میں دفتر ہذا کی منظور شدہ تعداد سات اہلکار تھی جب چند عدالتیں تھیں اور بہت ہی کم ریکارڈ داخل دفتر ہوا کرتا تھا لیکن اس وقت ضلع بھر کی تقریباً **25/30** عدالتوں کا ریکارڈ داخل دفتر ہونے کو آتا ہے اور ڈسٹرکٹ کی تمام عدالتوں سے ہر روز ریکارڈ ارسال کیا جاتا ہے تقریباً **3/4** ہزار امثلہ ہر ماہ داخل دفتر ہونے کو آتی ہیں اور دفتر کی تمام کارکردگی کو احسن طریقہ اور بروقت سرانجام دینے کیلئے تقریباً **10/11** اہلکاران کی ضرورت ہے لیکن اتنے بڑے اور اہم دفتر میں صرف **3** اہلکار تعیناجت ہیں اور ہر اہلکار تین چار ڈیوٹیاں سرانجام دے رہا ہے ایک ایک اہلکار

marfat.com

تقریباً بیک وقت 6 ڈیوٹیاں ادا کر رہا ہے۔ دفتر ہذا میں کوئی اہلکار تعینات ہونا پسند ہی نہیں کرتا جیسے جوڈیشل ریکارڈ روم گورنمنٹ کا دفتر ہی نہیں اگر کسی اہلکار کا دفتر ہذا میں تبادلہ ہو بھی جائے وہ فوری اپنا تبادلہ کسی اور جگہ کروالیتا ہے دفتر ہذا میں سٹاف کی کمی دور کی جائے۔ تاکہ سرکاری احکام کی ادائیگی اور عوام الناس کو بروقت نقول مہیا ہوسکیں۔ دفتر ہذا میں تقریباً 10/11 اہلکاران کی ضرورت ہے لیکن صرف 3 اہلکار ہیں جبکہ اہلکار موجود بھی ہیں۔ بیشتر مثلیں اپنے اصل مقام پر نہیں ہیں اہلکاران بوسیدہ خستہ حال مثلوں سے گزر کر ریکارڈ تلاش کرتے ہیں۔ ریکارڈ کی برآمدگی کیلئے سب سے اہم کردار بجلی کا ہے آدھے سے زیادہ دفتر سارا دن اندھیرے میں ڈوبا رہتا ہے اور جہاں اندھیرا ہوا اہلکار ہاتھوں میں موم بتیاں لیکر یا پھر اپنے ہاتھوں سے تیار کردہ بلب ہولڈر ننگی برقی تاروں میں لگا کر وقتی طور پر روشنی کر لیتے ہیں اور برآمدگی مثل کے بعد اُتار لیتے ہیں اور روشنی حاصل کرنے کا یہ طریقہ اتنا سخت خطرناک ہے کہ خدا نہ کرے کسی بھی وقت کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آسکتا ہے جو ریکارڈ اور اہلکار دونوں کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ جوڈیشل ریکارڈ روم محافظ خانہ صدر قانونگو کی حالت بے حد خراب ہو چکی ہے ریکارڈز دن بدن خراب ہو رہا ہے دونوں دفاتر گرد وغبار بدبو اور خطرناک حشرات الارض سے بھرے پڑے ہیں گہرے اندھیرے میں بستہ اُٹھائے ہوئے ڈر رہتا ہے کہیں زہریلے کیڑے مکوڑے سانپ بچھو وغیرہ ڈس نہ لیں۔ ایک اہلکار اتنی ڈیوٹیوں کی ادائیگی میں خود بیمار پڑ جاتا ہے اور سٹاف کی کمی کیوجہ سے رخصت بھی نہیں لے سکتا۔ عوام الناس کا قیمتی ریکارڈ کو محفوظ اور ضائع ہونے سے بچانے کیلئے فوری اور اہم اقدام کی ضرورت ہے تاکہ نئے آمدہ ریکارڈ کو ترتیب سے رکھا جائے اور پرانے ریکارڈ کو ترتیب کر کے ہر ایک مثل کو اصل مقام پر رکھا جائے۔ اس کے لئے سٹاف کی کمی اور بجلی کا نظام اور دیگر ضروریات دفاتر ہذا پوری کی جائیں۔ سنیئر آفیسر دفتر ہذا کا تفصیلی دورہ کریں اور احکام متعلقہ کو ریکارڈ کو مزید خراب اور ضائع ہونے سے بچانے کیلئے اور ریکارڈ کی فوری برآمدگی کیلئے اقدام کئے جاویں موجودہ دفتر ہذا کی حالت سے ریکارڈ تلاش کرنا ایسی ہے جیسے سمندر سے گوہر نایاب تلاش کرنا جبکہ دفتر ہذا ضلع کا اہم ترین دفتر ہے۔ جس کی کارگزاری کا تعلق لوئر کورٹ سے لیکر عدالت عظمٰی تک ہے اور دفتر ہذا کی حالت بے حد خراب ہو چکی ہے اگر فوری اقدام ریکارڈ کو محفوظ اور دستیابی آسان بنانے کیلئے نہ کئے گئے تو ریکارڈ مزید خراب اور ضائع ہوگا۔ ڈی سی او کے دفتر کے قریب نئے ریکارڈ روم کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے وہاں ضلعی انتظامیہ کے دیگر دفاتر قائم کر دیئے گئے اس نئی عمارت میں محافظ خانہ کا ریکارڈ منتقل کیا جائے ریکارڈ روم میں عملہ کی تعداد بڑھائی جائے۔ دستاویز بیع ہیڈ رجسٹریشن برانچ سیٹلمنٹ دفتر کالونی برانچ تحصیل آفس صدر قانونگو میں محفوظ شدہ محکمہ مال کا ریکارڈ تلف ہونے کا خدشہ ہے۔ ان تینوں چاروں دفاتر میں ریکارڈ محفوظ کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔

---

marfat.com

فتح پور کے قریب تباہ شدہ بستی گڑھ مالہ

حملہ آوروں نے اس بستی کو نیست و نابود کر دیا

فتح پور گجرات کا قدیمی قصبہ ہے۔ ماضی میں کشمیر اور افغانستان ہندوستان کو ملانے والی سڑک فتح پور کے قریب سے گزرتی تھی۔ یہ بستی کشمیر کی پہاڑیوں سے نکلنے والی آبی گزرگاہ کے قریب آباد ہے۔ بستی کا دارومدار اس آبی گزرگاہ کے پانی سے وابستہ تھا۔ افغانستان اور برصغیر کو ملانے والی سڑک بالکل سیدھی بنائی گئی ہے۔ سڑک میں کوئی موڑ نہیں ہے۔ موڑ والی سڑک سے تیز رفتار گھوڑے اور سوار کے گرنے کا خدشہ رہتا ہے۔ ماضی میں برصغیر میں مسلمان بادشاہوں نے جو سڑکیں تعمیر کی تھیں وہ بالکل سیدھی ہوتی تھیں۔ ایسی ہی سڑک جو فتح پور، دولت نگر اور جلالپور جٹاں کے قریب سے گزرتی ہے۔ فتح پور کے قریب سے گزرنے والی اس سڑک کے نزدیک خانیوال کے قریب آبی گزرگاہ کے کنارے ایک تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ یہ بلند بالا ٹبہ آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کسی زمانہ میں یہاں گڑھ مالہ نام کی بستی آباد تھی۔ یہ بستی جو کئی بار اجڑی اور کئی بار آباد ہوئی جو بھی حملہ آور ادھر سے گزرا اس کا عذاب بستی گڑھ مالہ پر نازل ہوتا۔ یہ بستی آخری بار ایسی برباد ہوئی دوبارہ آباد نہ ہو سکی۔ البتہ تباہ شدہ بستی کے شمال کی طرف بابا غریب شاہ کا مزار ہے جو کشمیر سے آئے تھے۔ اگرچہ اس بستی کی ہر چیز کا نام و نشان مٹ چکا ہے لیکن بابا غریب شاہ کے مزار کے نشان کو کوئی نہ مٹا سکا۔ تباہ شدہ بستی گڑھ مالہ کے آثار کافی رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ٹبہ سے اکبر بادشاہ کے دور کے سکے، موٹے موٹے وزنی سکے جن کو مقامی زبان میں ڈھو پیسے کہتے ہیں اس ٹبہ سے ملتے ہیں۔ پرانے سکوں کے علاوہ مٹی کے برتن، برتن پکانے والی بھٹیاں ایک قطار میں تندوروں کے آثار ملتے ہیں۔ گجرات کی بیشتر تباہ شدہ بستیوں سے جلی ہوئی مٹی راکھ ملتی ہے۔ ماضی میں مٹی کے برتن ہی انسان کے استعمال میں ہوتے تھے۔ جدید دور کی طرح دھات یا پلاسٹک برتن نہیں ہوتے تھے۔ پرانے زمانہ میں مٹی کے برتن تیار کرنے والے افراد کو اہم حیثیت حاصل تھی۔ گجرات کی تباہ شدہ بستیوں سے جلے ہوئے لوہے کے ٹکڑے اور قطاروں میں تندور ملتے ہیں۔ ایک دور ایسا بھی تھا جب انسان کو تندوروں میں دفن کیا جاتا۔ چونکہ گڑھ مالا کی تباہ شدہ بستی 32 کنال رقبہ میں ہے۔ یہ بستی ایک آبی گزرگاہ کے کنارے آباد تھی۔ اس آبی گزرگاہ سے سارا سال ٹھنڈا اور میٹھا پانی میسر رہتا۔ دنیا کی قدیم تہذیبیں پانی کے کنارے پروان چڑھیں۔ گڑھ مالا کی بستی جب آخری بار حملہ آوروں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی۔ اس بستی کے رہنے والے جان بچانے کی خاطر جموں و کشمیر کی طرف بھاگ گئے۔ وہیں آباد ہو گئے۔ جب کبھی تجارتی قافلے جموں کی طرف جاتے تو گڑھ مالا کے باشندے اس بستی کے بارے پوچھتے۔ ریاست جموں و کشمیر اس علاقہ کے نزدیک ہے۔ کشمیر کی ہر دور میں اپنی حیثیت قائم رہی۔ چوہدری رشید احمد بھاڑ نے بتایا کہ بزرگوں کے بیان کے مطابق گڑھ مالا کی بستی آخری بار سکھوں کے ہاتھوں تباہ ہوئی جو یہاں سے گزر رہے تھے۔ اس تباہ شدہ بستی کے ٹبہ پر بوہڑ اور پیپل کے قدیمی درخت ہیں۔

marfat.com

الحاج محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ دیگر کتب

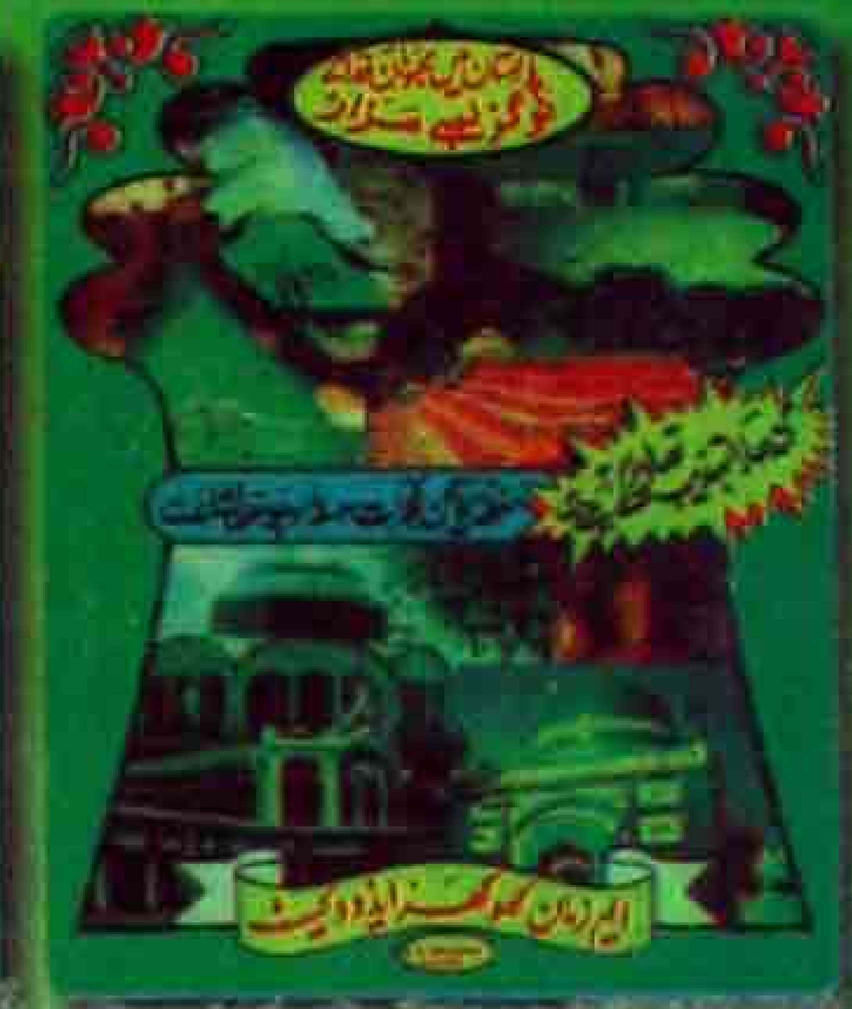
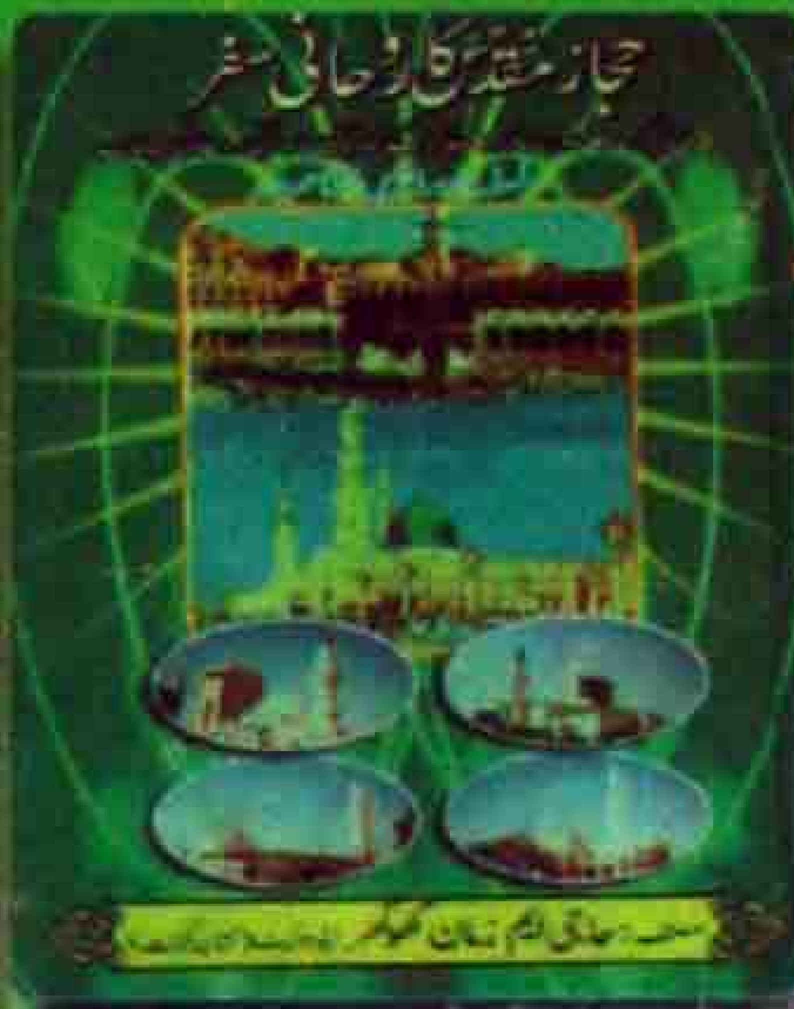
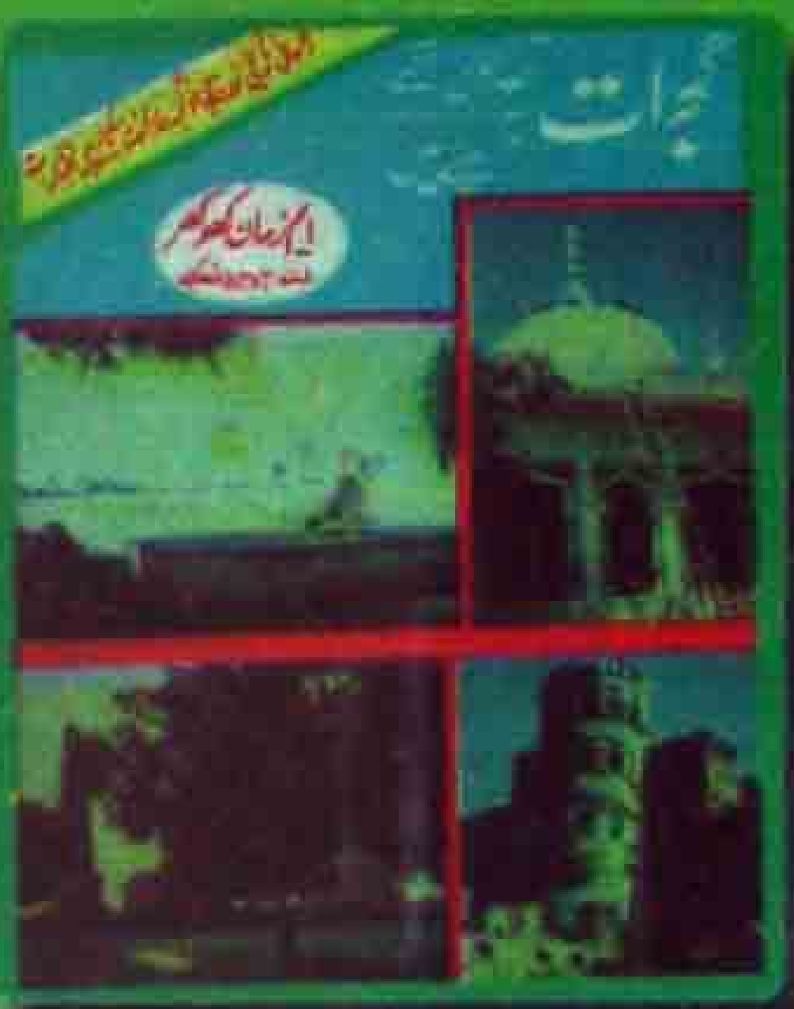
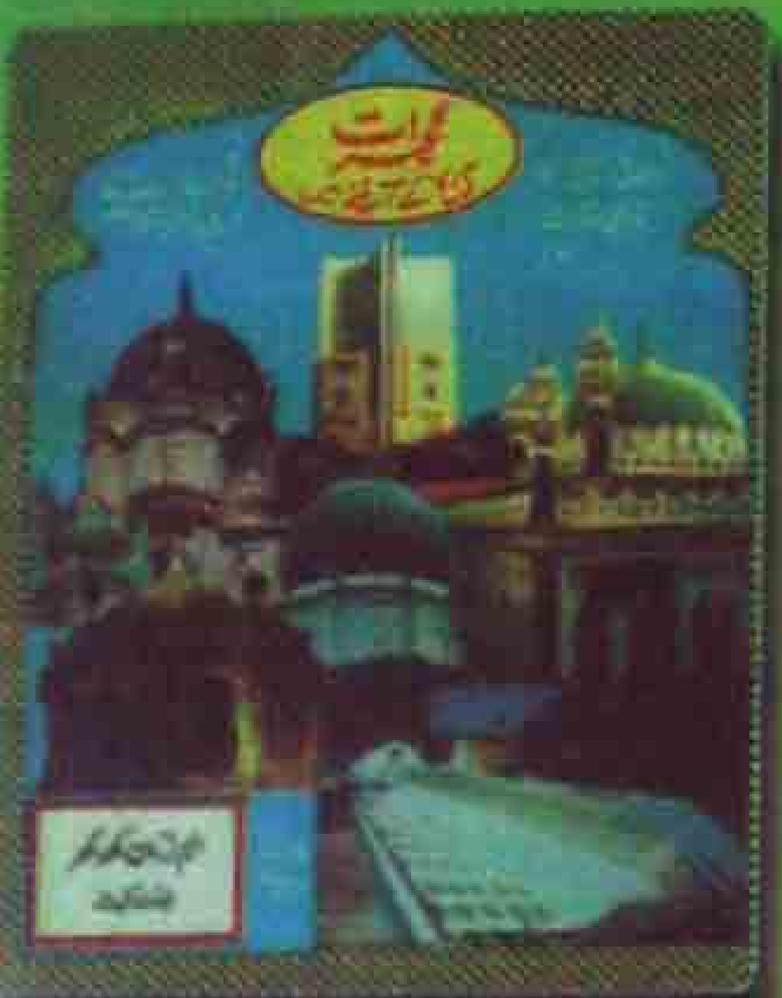
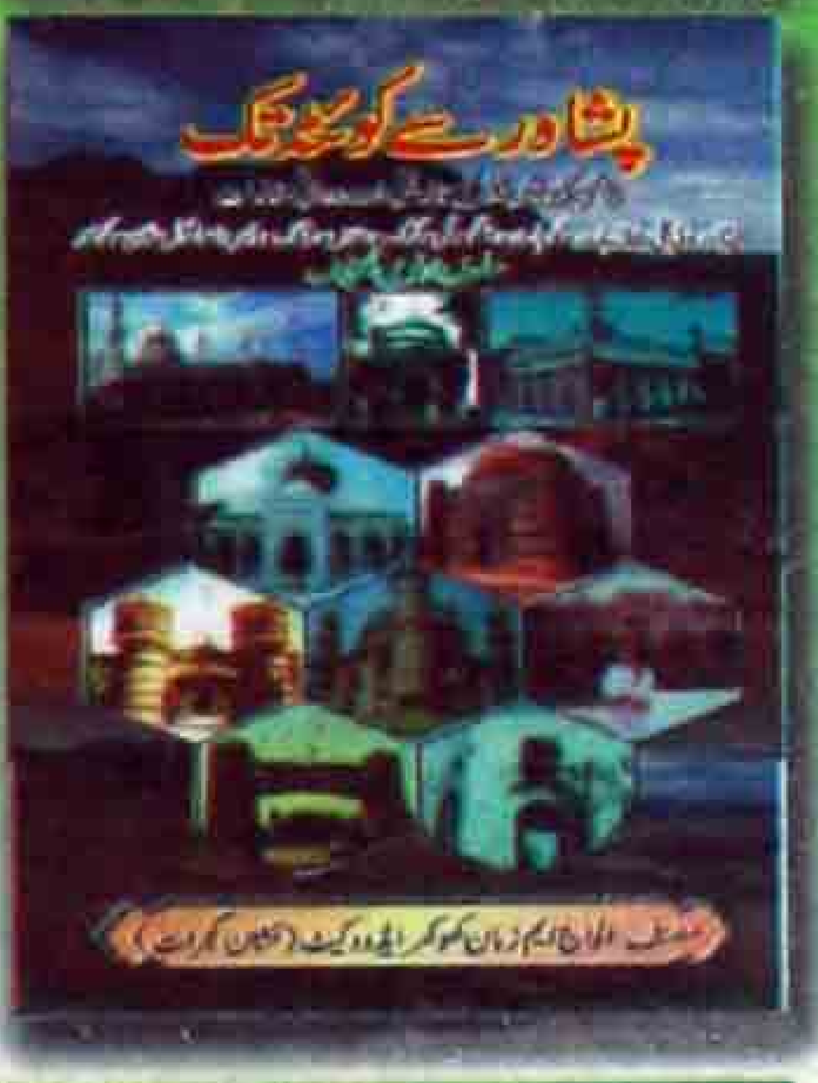
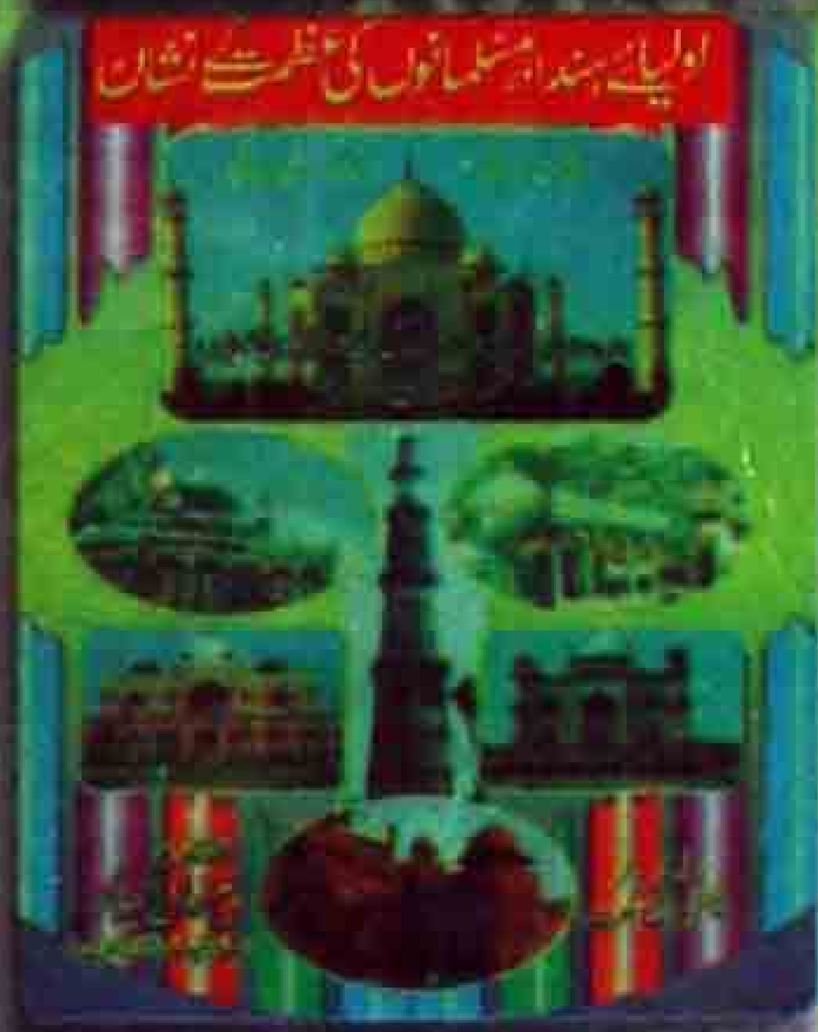
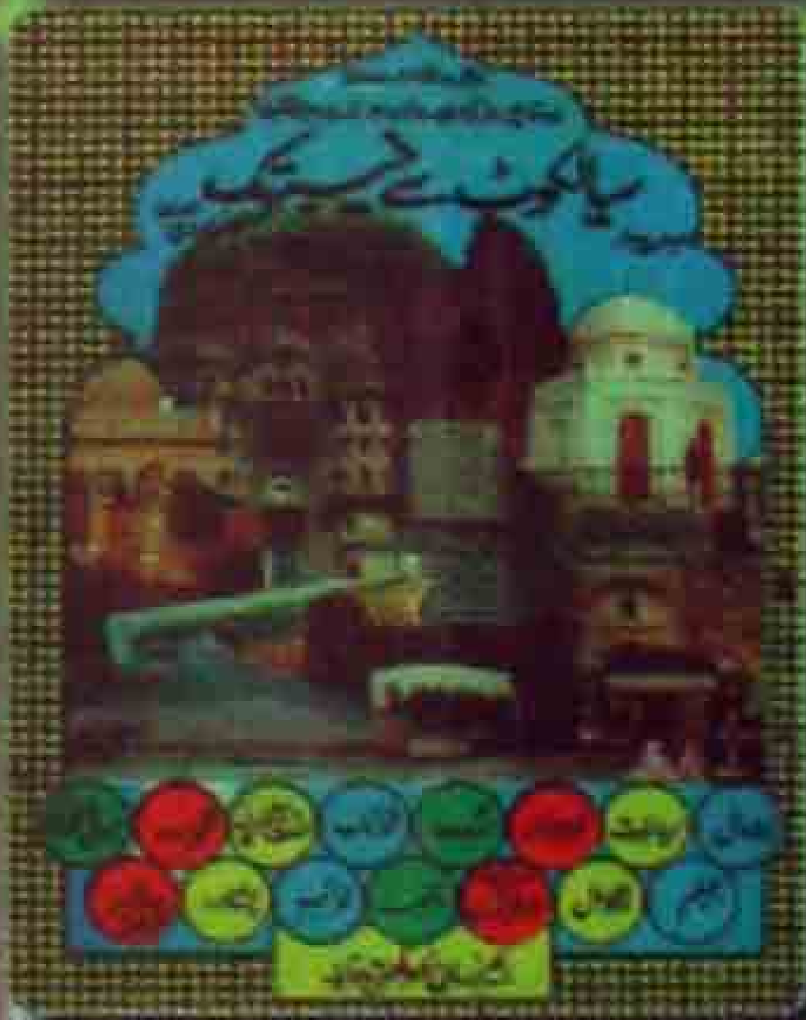
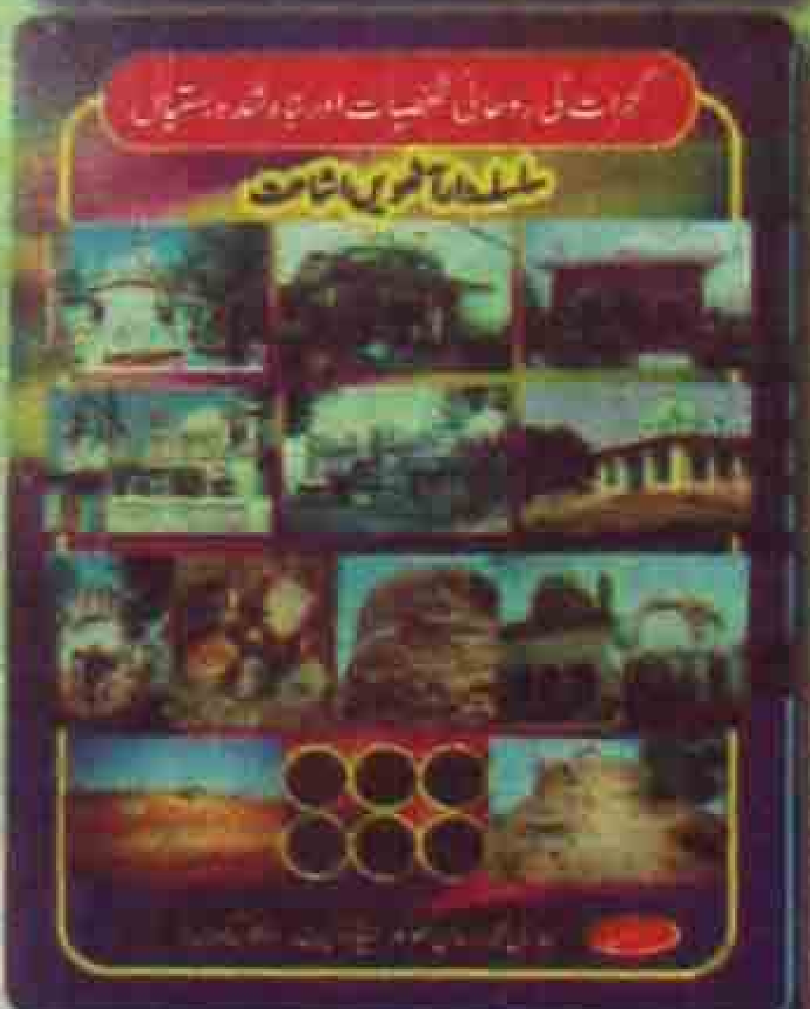
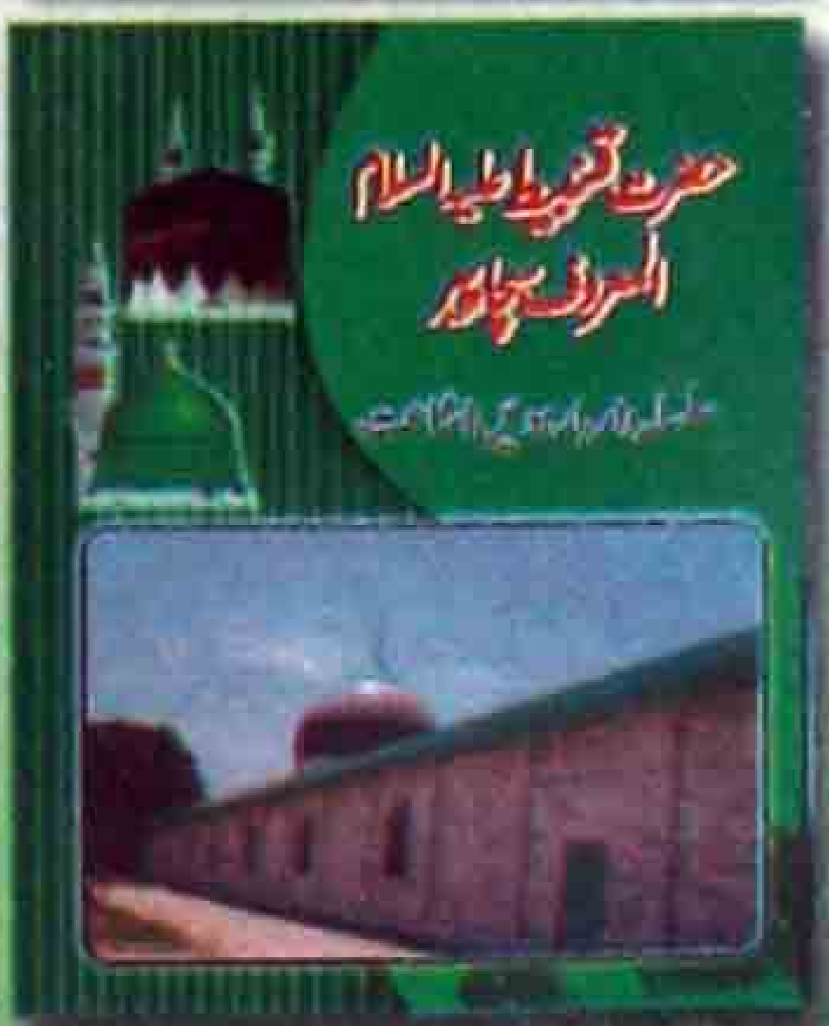
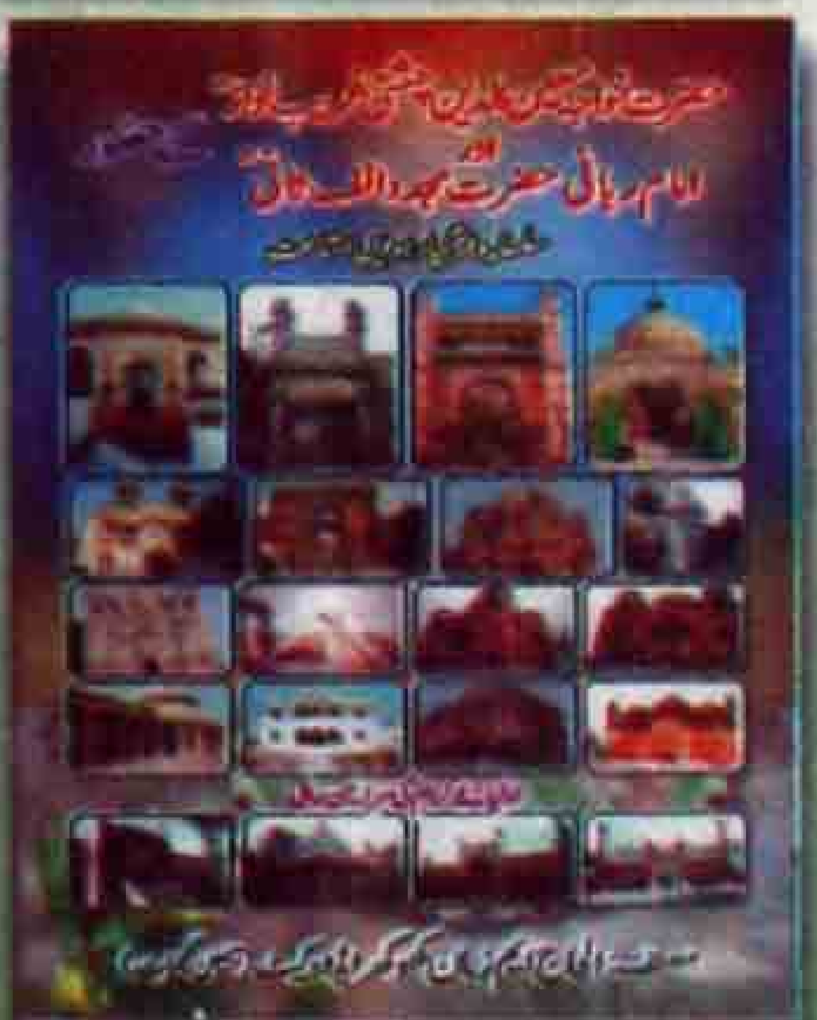

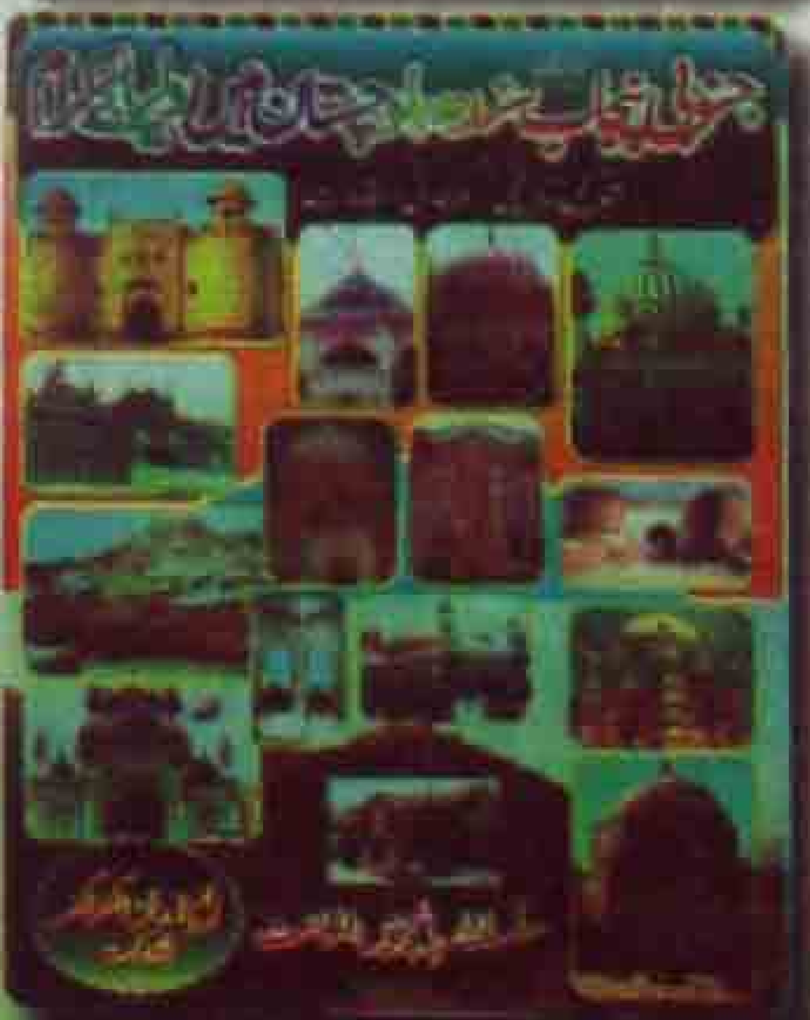
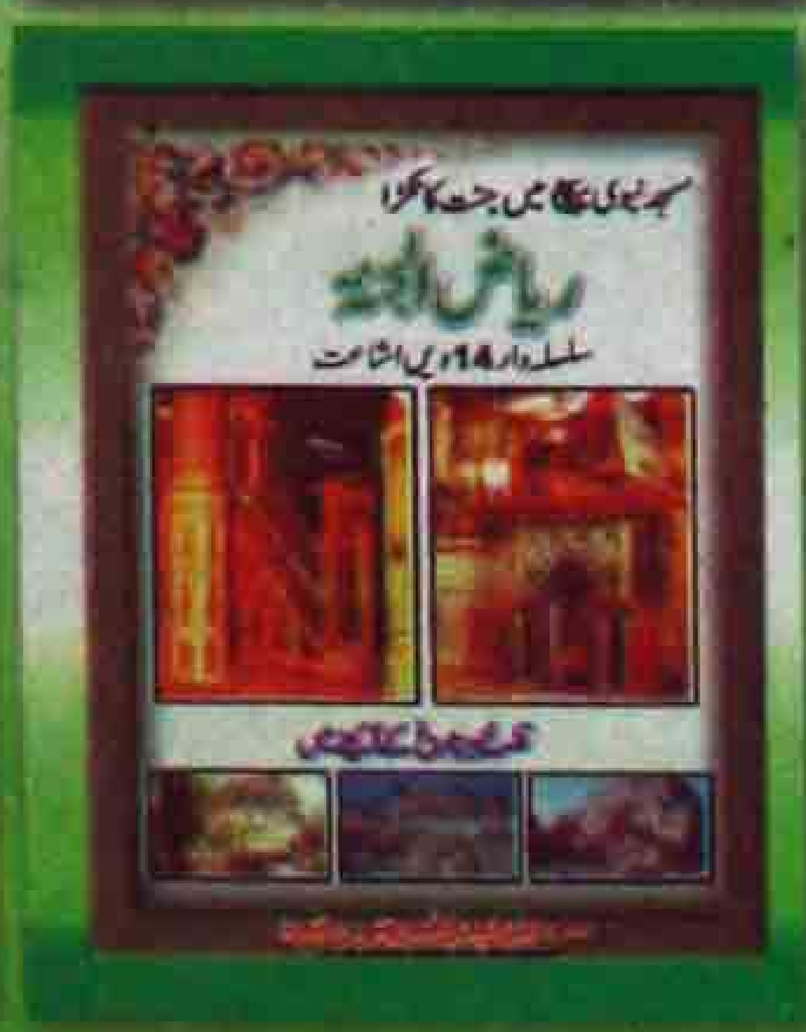
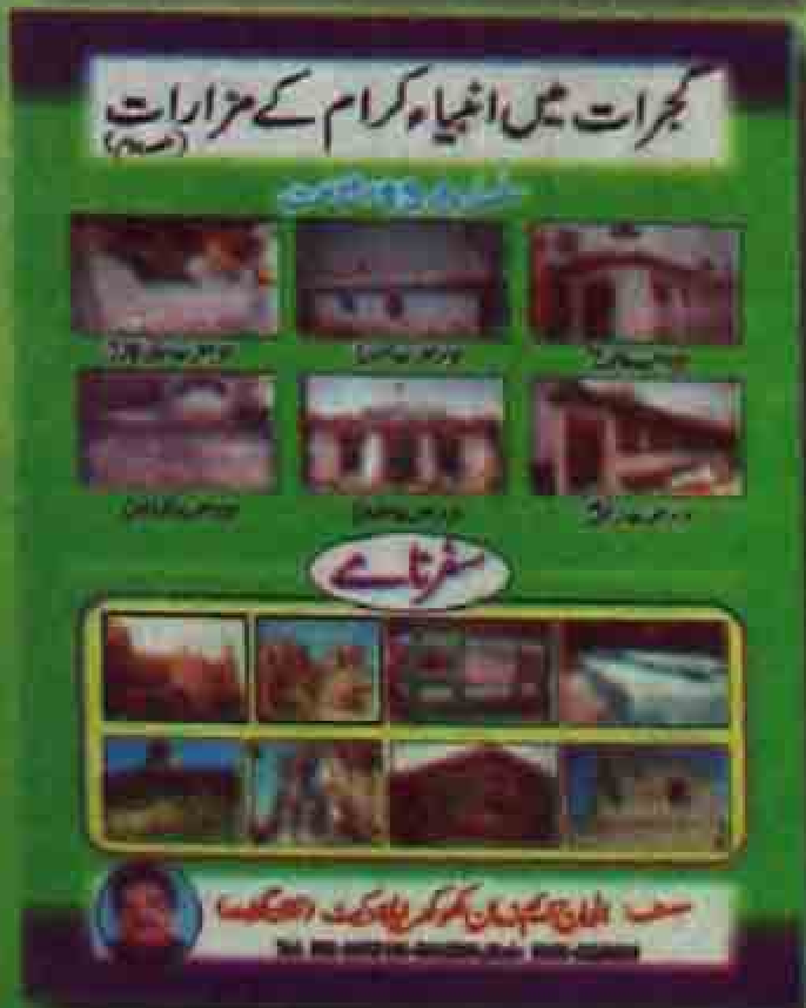

زیر طبع

گجرات کے دیہات
اور ان کی تاریخ

سلسلہ وار 15 ویں اشاعت

زیر طبع

کچہری میں
تیس سال

چونکا دینے والے واقعات

ملنے کا پتہ: یاسر اکیڈمی گلی سیشن کچہری روڈ گجرات پاکستان

Tel: 053-3602150-3602350, Mob: 0300-6226626